

عجازِ عیسیٰ جدید

تالیف
حضرت مولانا رحمت اللہ کیہ انومی قمر تنزا

تحریر ہائیل اور اس میں موجود تضادات پر ناومحقق کی نادر علمی تحریر
اردو کے نئے پیرہن میں — ترویج عیسائیت پر حوالہ کی مشہور کتاب

www.KitaboSunnat.com

تسہیل و تحقیق و تشریح و حواشی

حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی صاحب غلام

جناب مولانا محمد محترم فیض عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا حسین احمد نجیب

ادارہ الامیات
پاکستان
لاہور - کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ
محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

اعجازِ عیسوی

تالیف

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی قدس سرہ

تعارف: اہل اور اس میں موجود تضادات پر باہر مضمون کی ناظر علمی تحریر
اردو کے سنی پریس میں — تراویح عیسائیت پر حوالہ کی مشہور کتاب

تفسیل و تحقیق و تشریح و حاشی

حضرت مولانا حبیب محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

جناب مولانا محمد محرم نسیم عثمانی رحمتہ اللہ علیہ

جناب مولانا حسین احمد نجیب



الأرزاء السنن

۱۹۰ - آراکلی ○ لاہور

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۸	کتاب فشیلا انشاد کا مصنف	۹	پیش لفظ از مولانا محمد تقی عثمانی
۲۹	کتاب عزائی اہل کا مصنف	۱۳	پیش لفظ از مصنف
۳۹	کتاب والی اہل کا مصنف		تخریج کا مطلب
۴۰	کتاب یوٹی کا مصنف		
۴۰	کتاب حمید علیہ السلام کا مصنف	۲۰	مقدمہ - فصل اول
۴۱	کتاب نادم کا مصنف	۲۰	محمد عظیم کی کتابیں اور ان کے مصنفین
۴۱	کتاب حقوق کا مصنف	۲۲	موجودہ قرأت کا زمانہ تعلیمت
۴۲	کتاب بخاریا	۲۶	کتاب بیروت کا مصنف
۴۲	محمد عظیم کی دوسری قسم کی کتابیں	۲۸	کتاب القضاہ کا مصنف
۴۵	فصل دوم	۲۹	کتاب داعمت کا مصنف
		۳۰	کتاب کوشلی کا مصنف
۴۵	عزید علیہ السلام کی کتابیں اور ان کے مصنفین	۳۰	کتاب سلاطین و قوادیم کا مصنف
۴۸	انجیل متی کا مصنف	۳۱	کتاب عیادہ کا مصنف
۵۰	انجیل مرقس کا مصنف	۳۲	کتاب ایوب کا مصنف
۵۱	انجیل لوقا کا مصنف	۳۵	کتاب زبور کا مصنف
۵۲	انجیل یوحنا کا مصنف	۳۶	کتاب امثال سلیمان کا مصنف
۵۳	کتاب اعمال کا مصنف	۳۸	کتاب جامعہ کا مصنف

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	مقصد اول: نور علی نور اور تفسیر قرآنی کی روشنی میں	۵۴	پوس کے خطوط کا مصحف
	فصل اول	۵۶	عہد جدید کی دوسری قسم کی کتابیں
۱۳۸	گمشدہ کتابیں	۶۲	کتابوں کی تحقیق کے لیے بیسائی اور کاپیوں
۱۵۴	عہد جدید کیوں کے نزدیک غیر معتبر کتابیں	۶۴	اسلام کے فضیلتوں پر روشنی فرود کا اہتمام
	فصل دوم		
۱۵۵	کتاب پوش میں الحاقی جملے		فصل سوم
۱۶۰	کتاب بیباہ میں الحاقی جملے	۶۶	کتاب عقائد میں تحریف کے اسباب و وجوہ
۱۶۰	کتاب اشغال میلان میں الحاقی جملے	۵۹	نور اسباب
۱۶۲	کتاب اشغال میں الحاقی جملے		
۱۶۳	کتاب بیباہ میں الحاقی جملے	۸۰	مقصد اول: بیشتر موشی علیہ السلام کی کتابیں
۱۶۴	کتاب بیباہ میں الحاقی جملے	۸۱	فصل اول
	فصل سوم		حضرت موشی علیہ السلام کی طوطی عرب کی کتابیں
۱۶۵	بائیں میں تحریف کے دلائل	۸۴	فصل دوم
۱۸۸	تحریف کی آئینیں مشاہیر شواہد		موجودہ تواریخ حضرت موشی علیہ السلام
۱۸۸	دیگر مثالیں		کی تصدیق میں تیسرے دلائل
	فصل چہارم	۱۰۰	فصل سوم
	دعاویات کا فساد	۱۰۰	بائیں کے عربی ساری اور یونانی
۲۴۳	تعدادات کی بیسائیوں	۱۳۲	فصول میں اختلافات
	تعدادات و اختلافات		میں اختلافات
۲۴۴	کی مزید مشاہیر		فصل چہارم
۳۴۰	تنبیہات	۱۳۳	دعاویات کے
۳۶۸		۱۳۵	چودہ اختلافات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۴۹	۲۔ انبیاء اور صحابی کتب میں سے معصوم نہیں تھے	۳۴۹	مستفہد مکرّم پر عبد جدید کی کتابیں
۴۴۹	بازوہ شواہد	۳۵۰	فصل اول
۴۴۳	۳۔ کرامت کا صلہ اور بعض	۳۵۱	عبد جدید کی کتب میں تخریفات کے دلائل
۴۹۴	دور القس سے متصفیٰ ہونا	۳۵۲	فصل دوم
۴۹۴	ذبحتہ کی دلیل ہے نہ ایمان کی	۳۵۳	تخریفات کے بارے میں ایسا ہی علماء کے لئے ہے
۴۹۴	چھ اعتراضات	۳۵۴	ایمان و تخریفات کے دس شواہد
۵۰۳	تلمیح برکت اور مزید شواہد	۳۵۵	فصل سوم
۵۲۵	بائبل کے دوسرے ترجمے	۳۵۶	انجیلوں کے اختلافات و اختلافات
۵۲۹	دوسرے ترجموں پر ایسا ہی علماء کا تبوہ	۳۵۷	انجیل شواہد
۵۲۹	مختصر دوہ	۳۵۸	فصل چہارم
۵۳۱	مشہور عیسائی پادری فنڈر کی	۳۵۹	انبیاء احمد اور ایوب کے بارے میں بعض علماء آقا
۵۳۱	کتاب "میزان الحق" کا جواب	۳۶۰	۱۔ انبیاء اور صحابیوں کے تمام
۵۳۱	میزان الحق کے باب اول	۳۶۱	تخریفات الہامی نہیں
۵۳۱	کئی تیسرے فصل کا جواب	۳۶۲	سات شواہد
۵۳۸	پانچویں فصل کا جواب	۳۶۳	انجیل نوقا کے بارے میں عیسائیوں
۵۳۸	زیادتی کے ساتھ تخریفات کی مثالیں	۳۶۴	کے عندہ اور ان کے تردید
۵۳۹	گی اور نقصان کے ساتھ تخریفات کی مثالیں	۳۶۵	انجیل قرآن الہامی نہیں
۵۳۹	عیسائیوں کا تخریفات قرآن کا دعویٰ	۳۶۶	انجیل اور یوحنا کی الہامی نہیں
۵۳۹	انجیل صحاب	۳۶۷	خلاصہ بحث
۵۳۹	تحقیقی جواب	۳۶۸	انجیلوں کے علاوہ باقی کتابیں
۵۴۰		۳۶۹	صحاح تین کا دینی معاملات میں
۵۴۰		۳۷۰	ظہیاں، گناہ و دلائل

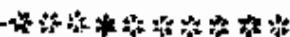
صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۵۵ ۶۸۹	پادری صاحب کے استیصال اور ان کا جواب	۵۷۳ ۵۸۲	صحابہ کرام کے مشن ہونے کی قرینہ قرین سے پادری شہادتیں
۶۹۰	۱۰ کتاب "استفسار" پر اعتراضات کے جواب	۵۸۲	غلامی تلاش کے تحت میں اہلیت کے شہادتیں
۷۰۰	کتابت قرآن میں سو کتابت کی حقیقت	۵۸۸	قرآن کریم کی حقانیت پر شیعہ علماء کے اقرار
۷۲۰	بائبل کے احکام کی سلسلہ	۵۹۳	تقریباً قرآن سے متعلق اصلاحیہ اور پادری صاحب کے اعتراض
۷۴۰	ظاہر	۶۰۱ ۶۰۲	مذکورہ اعتراضات کا جواب
۷	عیسائی مذہب	۶۱۳	بائبل میں قرابت کے ثبوت
۸	تاریخ و تشریح	۶۱۳	کتب مقدسہ میں قرابت کے بارے میں سفارحہ اور کلام
۷۲۹	عیسائیوں سے ایک دلچسپ سوال و جواب	۶۱۳	کتب مقدسہ کے قرابت سے غلط ہونے کا دعویٰ اور اس کی حقیقت
۷۷۱	شہادت پادری صاحب کے جواب	۶۲۶	سیکس مشائخ کی کتابوں سے صداقت، بائبل کی حقیقت
۷۷۲	تتمت	۶۳۹	



وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي
 رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ
 مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
 اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
 قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ وَمَنْ أَظْلَمُ مِنْ
 أَقْتَرَى هَلْ يَأْتِيهِ الْكُفْرُ بِمَا كَفَرَ إِلَى
 الْإِسْلَامِ وَأَنَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ
 يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَأَنَّهُمْ
 قَوْمٌ مُكْفِرُونَ

(القرآن الحکیم)

سورۃ الصف آیت ۷۶-۸۰



وہ جب کہ جیسی ابن مریم نے فرمایا کہ ملے نبی اسرائیل
 میں تمہارا منہ پاس اللہ کا بیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو
 توراہ آچکی ہے۔ میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے
 بعد جو ایک رسول آئے وہ سب ہیں۔ جبکہ نام احمد ہوگا۔ میں ان
 کی بشارت دینے والا ہوں۔ پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس
 اگلی دہلیس لائے تو وہ لوگ کہنے لگے۔ یہ صریح جادو ہے۔
 اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا۔ جو اللہ پر جھوٹا ہے
 حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور اللہ ایسے ظالم لوگوں
 کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔
 یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔
 حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا۔ گو کہ فر لوگ
 کیسے ہی ناخوش ہوں۔

القرآن الحکیم

(سورۃ الصفہ آیت ۷۶-۷۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اگر حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب برغز کا نام صدور دار علوم کراچی
جنس سپرد و کورس شریعت پیش کشا پاکستان

مطالعہ تور مارگت کے حوالے سے میرا ہی قدس فریقہ والہ خیال ہے کہ اس امر کو دور نہیں
چھوڑنا۔ صوبہ سرحد اور پاکستان اور برائے نامہ انور کے روزنامہ بابت کے مضمون
پر اردو، عربی اور فارسی زبانوں میں اپنی کتابت نامہ لکھ کر اور شیخ زبیر چیموٹا کے ذریعے ان
کی کوئی نظیر ملین ملے، انہوں نے ہماری کتابت نامہ فریقہ کے نام سے کتابت نامہ کے نام سے
مستند ملایا، ان کے کہوں کے ذریعے لکھ کر ان کا حال دیکھا اور ان کے لئے ذریعہ سبب ان کے
تجربوں اور خیالات اور کتابت نامہ کے نام سے ان کے حوالوں اور کتابت نامہ کے نام سے ان کے
ذائقہ و برحقان صاحب پر حرم سے ان کی نظیر عامی مدونہ برائے ان کے لئے دار علوم کراچی
کے نام سے ان کے کہوں میں عبدالمطلب کی کتابت نامہ کے نام سے ان کے نام سے ان کے

اس کو سبب و سبب کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے
اور حقیقت و سبب کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے
اور حقیقت و سبب کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے

وہ نامہ بابت کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے
میں بارہ نامہ بابت کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے
سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے
سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے نام سے ان کے

قرن نواب کے افکار اور عقائدوں کو سمجھنے کی وضاحت کے بعد، کتابی ترجمہ میں مذکور آیتوں پر
 بانورسویح، مجاہد کے بعد یہ صورت برآں ہیں، انہی کو کتاب کی عبارت آج کی زبان کے مطابق سنیں
 بنا کر لکھ رہی ہمارے اہل قارئین کے لئے اس سے استفادہ ہو سکتا ہے اور ان کو یہ سبب "عبارت
 عیسوی" قرار دیا جائے گا۔ انہی کو "یسوی" یا "یسوی" کے ساتھ ساتھ "یسوی" اور "یسوی" کے ساتھ
 آج کل اس طرح ہے کہ اس قیام پانچویں صدی کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ ساتھ
 جسے "تخریج جدید" (Khan, 1978) کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ہام خدا کے لئے "یسوی" کے
 کی تخریج جدید "یسوی" یا "یسوی"۔

اس کے ساتھ ساتھ دیگر کام ضروری معلوم ہونے، اس کے بعد کہ "تخریج جدید" یا "یسوی"
 سے قرآن میں تبدیلیوں کو دیکھتے تھے وہ متعدد مقامات پر انہیں "تخریج جدید" یا "یسوی" کے لئے
 مفید ثابت ہوتے تھے۔ خیال ہو کہ اس کتاب میں بھی متعلقہ مقامات پر وہ حواشی منتقل کر
 دیے جائیں، تاہم ان میں سے کئی مفید مضامین، اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ حضرت مولانا
 کبر الہی قدس سرہ نے بائبل کے کئی حصوں سے عبارتیں نقل فرمائی ہیں، اب اس سے بھی
 پائے ہو چکے اور ان کے بعد جو جدید ترسبے شائع ہوئے ہیں ان میں قدیم ترجموں کے مقابلہ
 میں خاصے اختلافات بھی ہیں لہذا ضرورت اس بات کی تھی کہ ان اختلافات کو بھی حواشی کے
 ذریعے واضح کیا جائے۔

تخریج جدید نے انی توہان کو ان مصروفیات کی بنا پر ہمارے کام مکمل نہ تھے، اس لئے
 اختلافی یہ کام مولانا حسین احمد نجیب صاحب کے سپرد کیے جو اس وقت دارالعلوم کے شعبہ تدریس
 تعلیمت و تحقیق تھے۔ انہوں نے ماٹرا رائٹ، تخریج جدید کا کام لیا، تاہم تعلیمت و تحقیق کے ساتھ ساتھ
 کہیں کہیں بائبل سے قرآن کے کئی حصے بھی منتقل کر دیئے اور جدید مقامات پر حواشی طوط
 سے بھی بعض حواشی کا اضافہ کیا، لیکن حواشی کی تیسری ذریعہ سے ان کو بعض دوسری شرح و بیانات
 ہیں انہیں اور وہ اس کام کی تکمیل کی طرف توجہ نہ دے سکے۔

اس کے بعد احقر نے اپنے برادرِ عظیم زادہ جناب مولانا محمد محترم نعیم عثمانی صاحب درخواست کی کہ باقاعدہ کام کی تکمیل وہ فرمادیں۔ چنانچہ اس وقت سے بعد اللہ تعالیٰ کی مشق میں متعلقہ مقامات پر انہماکِ خالص کے ساتھ کوشش کو یہاں منتقل بھی فرمایا اور ساتھ ساتھ بائبل کے ترجموں کے اختلافات کو نئے حواشی کے ذریعہ واضح بھی فرمایا۔ مولانا نجیب صاحب نے اصل متن میں بائبل کے موجودہ تمام کی عبادتیں اہل کتاب میں اور مولانا محمد محترم صاحب نے اختلافات کے مقام پر حاشیے میں ان قدیم نسخوں کی عبادتیں درج فرمادی ہیں، جو حضرت مولانا کبیر الودیع قدس سرہ کے پیش نظر سے ہیں۔

اس طرح مجددِ امت حضرت مولانا کبیر الودیع کی کتاب "اعجازِ عیسوی" اپنے جدید پیر میں میں اشاعت کے لئے تیار ہوگئی۔ مکتبہ دارالعلوم کراچی میں زیرِ اشاعت کتاب کی فہرست خاص طویل تھی اور اس کتاب کا سہرا تے آتے وقت لگ جانا امن لگے احقر کے برادرِ عزیز عزیز مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم استاد جامعہ اشرفیہ لاہور نے اس کو اپنے ادارہ "اسلامیات" سے شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور اب ان کی محنت و کوشش سے بفضلہ تعالیٰ تحریف بائبل کے موضوع پر گر القدر مصلحت کا یہ بے نظیر ذخیرہ پہلی بار منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ یہ لفظ بلفظ مولانا کبیر الودیع کی اصل کتاب "اعجازِ عیسوی" تو نہیں ہے، لیکن اعجازِ عیسوی ہی کے معنایں و وسائی کی بیدید تعبیر ہے اور مجددِ امت یعنی نبی کا اطمینان کر لیا گیا ہے کہ منسوم و مخفی کس کوئی فرق نہ آئے۔ آئے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازیں اور یہ کہ کتاب عیسائی صاحبان کے لئے فدیہ ہاریت سے مستطاب علم کے لئے ذریعہ مصلحت اور اس کے معنی و مختلف نام اور اشاعت کی کوشش کرنے والے تمام حضرات کے لئے ذخیرہ آخرت ثابت ہو۔ آمین!

محمد تقی عثمانی

۱۳ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ

دارالعلوم کراچی نمبر ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ مصنف

وہ کہ لاکھ شکر اور تعریفیں اس نصاب کے پاگن کو کہ جس نے ہم کو اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب، ایمان سے متنازعہ کر کے یہ توفیق دی کہ ان شہادت و اعتراضات کو ہم دفع کریں جو اسلام کے محکمہ و درہمین اہل سنت و اہل بیت پر تھپ یا بے وقوفی کے سلسلہ سے وارد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان خیر ایوانوں سے واقف کر دیا جو پہلی کتب مقدسہ میں محدثین کی غباشات یا ان لوگوں کی شرارت کے موجب واقع ہو گئی تھیں جو شیک شیک اس آیت کے مصداق ہیں کہ :-

”قَوْلِي لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا لَعْنَةَ اللَّهِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفٰسِقِينَ“

”میں خدائی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی لعنت ہے تاکہ اس کے بعد یہ ضروری ہی قسمت حاصل کر لیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان خیر ایوانوں سے ہمیں اس طرح باخبر فرمادیا کہ ہمارے لئے کہاں سے لے کر کہاں لے کر کتابوں میں تحریرات کا اثبات ممکن ہو گیا۔ اور ہزار ہزار درود و سلام سرور انبیاء و محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو عجزانہ کلام نازل ہوا جس کے ایک حرف میں بھی کسی طعنیہ یا سب کو تحریرت کا جملہ نہ ہوئی تاکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ :-

”اِنَّا نَحْنُ قَرِیْنٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِنَّا لَهُمْ عٰیْدٌ مُّوَدِّعٍ“

”بلاشبہ ہم نے ہی یہ نصیحت کی کہ سب اللہ ہی ہے اور ہم ہی اسکی مخالفت کرنے والے ہیں۔“

اور خدا کی سیکڑوں رحمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب پر جن کے وسیلے سے کفر و گمراہی کا غمخس دنیا سے مٹا اور مخلوق کے دل میں نبوت پرستی، آتش پرستی اور تثلیث کے غار خفس کے بجائے توحید کے پورے پروان چڑھے۔

اقبال بعد !

اگر فرقہ پرورشوں کی پادری صاحبان صرف بائبل کے ترجمے ہانٹنے اور سنسنے پر اکتفا کرتے تو مسلمانوں کو ان سے تعریف کرنے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن یہ لوگ اپنی تقریر و تحریر میں نہ صرف اصول اسلام پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، بلکہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خالاکہ عنایت پر بھی زبان طعن و عداوت کو سنبھالتے ہیں اور کبھی کبھی اپنی تحریر و تقریر میں یہ دو حوسلے بھی کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان اعتراضات کا جواب دے گا

۱۔ تو اے ایسا نبیوں کے دوڑے فرقے صرف صرف صحت ہیں، ایک فرقہ دکان کھنڈکریہ (Roman Catholic) نکلتا ہے، یہ ایسا جن کا خلاصت پسند فرقہ ہے اور اس کا ادوٹی یہ ہے کہ وہ یہ ثابت نہ کر سکیں کہ ان کا عقیدہ اجمالی و نظریاتی پر قائم ہے۔ دوسرا فرقہ پروٹسٹنٹ (Protestant) نکلتا ہے۔ یہ فرقہ نظریاتی صدی بیسوی میں پیدا ہوا۔ اس کے ہاں لادین تو تفرقے یہ دھونسے لیکر تھا کہ کیسا کے پاپوں نے یہ ثابت کی اصل شکل و صورت بنا ڈی ہے اور اس میں بہت سی بدھتیں شامل کر دی ہیں۔

۲۔ پروٹسٹنٹ کے لغوی معنی "مبتدع کرنے والے" کے ہیں، اللہ چاہے جس فرقہ نے کیسا کے پاپوں سے ان بدھتوں پر احتجاج کیا تھا اس لئے اس کو پروٹسٹنٹ کہتے ہیں۔ وہیں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے درمیان بہت سے نظریاتی اختلافات ہیں۔ جن میں سے اہم ترین یہ ہیں کہ مؤلف لفظ فرقہ بہت سہ اور عشار دینی کے ہوا کسی اور مذہبی رسوم کا قائل نہیں جب کہ وہ کیتھولک کیسا میں بہت سی مذہبی رسوم اپنایا دی جاتی ہیں۔ نیز وہیں کیتھولک فرقہ جو وہ ایسی کتابوں کو بھی بائبل میں شامل کرتا ہے جو کہ پروٹسٹنٹ فرقے کے نزدیک اس میں شامل نہیں ہیں۔ :-

تو ہمیں کوئی رخ نہیں ہوگا۔

جنہیں مسائل میں اپنا رویہ سائیکل سے اختلاف ہے اور جن پر ان کی طرف سے بحث و مباحثہ کا باقاعدہ گرم ہے ان میں سے ایک اہم مسئلہ تحریریت کا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ باقی تمام مسائل میں اس کی فرغ ہوئی، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھی جائے اور اس میں عمیق و مزید اور عمدہ جوڑے کی کتابوں کا حال و حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے تاکہ اس سے مسلمانوں کے دماغ کی حقیقت بخوبی واضح ہو سکے۔

تحریریت کا مطلب

سنہ سے پہلے چند بائبل زمین نشین کر لینی چاہئیں :-

۱۔ "تحریریت" کا مطلب ہے کسی بات کو بدل ڈالنا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تحریریت معنوی یعنی کسی عبارت کے الفاظ میں اپنی طرف سے کوئی رد و بدل توڑ دیا جائے لیکن اس کے معنی بگاڑ دیئے جائیں۔ دوسری تحریریت لفظی یعنی عبارت کے الفاظ ہی میں ترمیم کر دی جائے۔ پھر تحریریت لفظی کی بھی تین قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایک لفظ کو ہٹا کر اس کی جگہ کوئی دوسرا لفظ رکھ دیا جائے۔ دوسری یہ کہ عبارت میں کوئی لفظ اپنی طرف سے ہٹا

۲۔ یعنی انسان یہ کہتے ہیں کہ بائبل کی کتابوں میں تحریریت ہو گئی ہے اور وہ اپنی اصل حالت میں باقی نہیں رہا ہے بلکہ یہ باتوں کا دھڑی یہ ہے کہ یہ ان کی گنج ہیں اور ان میں کوئی تحریریت نہیں ہوتی۔

۳۔ تجدید یعنی پانچواں عہد نامہ Old Testament بائبل کا پہلا حصہ ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام تک مختلف پیغمبروں پر نازل ہونے والے صحیفے جمع کئے گئے ہیں اور چوتھیا "یا" تیسرا عہد نامہ New Testament بائبل کا دوسرا حصہ ہے جس میں چاروں انجیلیوں اور حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں کی طرف سے سب خطوط اور کاشفات وغیرہ ہیں۔

دوسری اور تیسری یہ کہ عبادت، محبت، صلہ و رحمہ اور...

۱۲۔ اس کتاب میں ہر باب کے بعد ایک مختصر اور جامع مباحثہ ہے، جس میں
اس باب کے موضوع پر جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات

۱۳۔ اس کتاب میں ہر باب کے بعد ایک مختصر اور جامع مباحثہ ہے، جس میں
اس باب کے موضوع پر جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات

۱۴۔ اس کتاب میں ہر باب کے بعد ایک مختصر اور جامع مباحثہ ہے، جس میں
اس باب کے موضوع پر جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات
میں اس کتاب کے مصنف نے جو مسائل اور مسائل پیش آئے ہیں ان کے جوابات

ہے اور باقی تین جلدیں ۱۸۳۵ء میں کلکتہ سے شائع ہوئی ہیں۔

(۶۷) فارسی ترجمہ جو چاروں حصوں پر مشتمل ہے اور دو جلدوں میں ۱۸۳۰ء مطابق ۱۲۴۹ھ میں شہر آڈنبرگ سے شائع ہوا ہے۔

(۶۸) عربی ترجمہ جو محمد عتیق احمد علی صاحب دہلوی نے ۱۸۳۱ء میں لکھنؤ سے ایک ہی جلد میں چھاپا ہے۔

(۶۹) عربی ترجمہ جو ۱۸۳۳ء، ۱۸۳۴ء اور ۱۸۳۵ء میں کلکتہ سے شائع ہوئے ہیں۔

(۷۰) عربی ترجمہ جو ۱۸۳۷ء میں کلکتہ سے شائع ہوا ہے۔

(۷۱) پروٹسٹنٹ علماء کے انگریزی مترجمہ جو ۱۸۱۹ء، ۱۸۲۳ء، ۱۸۳۰ء اور ۱۸۳۶ء میں شائع ہوئے ہیں۔

(۷۲) روسی ترجمہ جو ۱۸۳۰ء میں وین سے شائع ہوا۔

(۷۳) اس کتاب میں بعض مقامات پر یہ لکھا گیا ہے کہ مولانا نے کئی اقتباسات نقل کر دیے ہیں اور ہرگز نہ سمجھا جائے کہ ہم خدا تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ کا ایمان کے کلام کو سنہ گتے ہیں یا ان کی تحریریں ہیں پس ہمارے پاس کلام و کتابت ہے کہ یہ تمام محمد بن ہمارے نزدیک کا اور مرقود ہیں اور ان کی باتیں کافرانہ اور کلامی نفرت ہیں کیونکہ ہم حضرت کوئی، حضرت علیؑ اور سرے انبیاء علیہم السلام کے دشمنوں کی ایسا ہی تھا جیسا کہ حضرت علیؑ سے حضرت محمد مصطفیٰؐ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو اور یہ عقیدہ تھا کہ نبی کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ لیکن ان لفظوں کے اقتباسات ہم نے صرف اس لئے پیش کئے ہیں تاکہ مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ پروٹسٹنٹ فرقے کے پادریوں نے جو اعتراضات اسلام پر یا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں وہ ان اعتراضات کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں جو محمد بن لے لواریت، انجیل اور دوسری کتب مقدسہ پر یا

حضرت مولانا صاحب نے اور قدس سرہ انبیاء علیہم السلام پر لکھے ہیں بلکہ درحقیقت ہر دانشمند فرقے نے ایسے بے سرو پا اعتراضات انہی طہروں سے کیئے ہیں اور جن جگہ تو ان ہی کے اعتراضات کو جوں کا توں نقل کر دیا ہے۔

یہ بات اس شخص پر لکھی نہیں وہ محض جس نے طہرین کی کتابیں دیکھی ہیں۔ مثلاً اسپانی توڈا کی تصانیف، ٹولینڈ کی کتاب آرمینا، ملبورن ۱۷۹۵ء، ولسن کے چھ رسالے جو ۱۸۴۶ء سے ۱۸۴۸ء تک چھپے ہیں، کتاب مودل فلاسفر جو ۱۸۴۳ء میں چھپی ہے اور کتاب چیت جو ۱۸۴۵ء میں چھپی ہے، کتاب کسی ہومو ملبورن لندن ۱۸۴۷ء، کتاب ٹوٹس چین کے اور کتاب بے ہوا ان ویلز ڈیسی بیواہ کی (تغاب کشانی) ملبورن لندن ۱۸۱۶ء، کتاب بلنجر جس کا ترجمہ جانسن نے کیا ہے اور ۱۸۴۳ء میں لائلنگ سے شائع ہوئی ہے، کتاب لائلنگ ملبورن لیڈن ۱۸۳۹ء، کتاب ڈیوت ملبورن پوسٹن ۱۸۳۲ء، کتاب لاڈلو لگت بروک، کتاب آرمینا جو پورٹو زبان میں ہے، کتاب الایویا مارواہ الٹیر کا تصانیف، دوسرا اوڈیا لفری کی تصانیف، کتاب ڈیس گرنٹیہ کتاب اسمتہ اور کتاب نیومن فیزس آف ٹینیسیہ وغیرہ جن کی تفصیل موجب طرالت ہے اور ان میں سے اکثر ناموں کی فرست پارگر کی کتاب کے آخر میں لگی ہوئی ہے اور اس قسم کی اکثر کتابیں لندن کے چاب تین پریس میں چھپی ہیں اور مسلسل چھپ رہی ہیں۔ غرض الخاوند نے جرمنی میں ضابطہ زیادہ اور وائس میں بکثرت سراٹھایا تھا۔ اس لئے اور لندن میں بھی اس قسم کے لوگوں کی کثرت ہوئی جاتی ہے۔

(۸) اس کتاب کو ہم نے ایک مقدمہ تین مقدمہ اور ایک خاتمہ پر مشتمل کیا ہے اور اس کا نام "ہماز میسوی" رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس میں باسستی بنائے اور اس کے مولف کا خاتمہ بخیر کرے۔ اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اس کتاب کی تصنیف کا آغاز و اختتام ۱۳۶۰ھ میں ہوا۔

مقدمہ

فصل اولے

عہدِ عشیق کی کتابیں اور ان کے مصنفین

عہدِ عشیق کی کتابیں دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ کتابیں ہیں جن کی صداقت کو تمام سبھی اصناف تسلیم کرتے تھے اور دوسری وہ کتابیں ہیں جن کی صداقت کے بارے میں اختلاف تھا۔ پہلی قسم میں آٹھ کتابیں ہیں :-

۱۔ عشیق کے معنی ہیں کتا، پرانا۔ چنانچہ زمانہ تک سے پیشتر جو کتابیں موجود تھیں ان پر عہدِ عشیق کی کتابوں کا اطلاق کیا گیا۔ مندرجہ

تھے یہاں لہذا کتابوں کا مختصر تعارف ہو گا۔ پہلی پانچ کتابوں کے لیے یہ سبھی حیرانی اور بیرونی طلباء کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بتائیں۔ انہی پانچ کتابوں کو ”گولڈن ٹورٹ“ یعنی (Pentatouch) کہتے ہیں۔ کتاب برداش میں حضرت آدم سے حضرت یونس علیہ السلام کے حالات ہیں۔ ”طوفان“ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برداش سے بنی اسرائیل کے صحرا میں خمیر نانا ہونے تک کے واقعات ہیں۔ ”ابراہیم میں موسیٰ شرمیت کے احکام ہیں۔ ”گنتی“ میں بنی اسرائیل کی مردم شناسی اور سبب واقعات و احکام مذکور ہیں۔ استخبار - حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت تک کے حالات و واقعات اور احکام پر مشتمل ہے۔ یہ پانچ یا پانچویں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حالات ہیں اور قضایا یا واقعات کی کتاب بنی اسرائیل کے اس دور کی داستان ہے جیسا کہ ان کا کوئی بادشاہ نہ تھا بلکہ (رہبر) حاشیہ نگار تھے۔

دو حقیرے حاشیہ ص ۱۰ سے آگے) وہ اپنے فائدہ کو قائمی کہتے تھے۔ لاجت یا مدت حضرت داؤد علیہ السلام کی پرزادگی کا نام ہے اور یہ کتب انہی کے حالات پر مشتمل ہے۔ سموئیل کی دونوں کتابیں حضرت سموئیل علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں جن کے بعد میں حالات اور حالتوں کی لڑائی پیش آئی۔ سلطین اصل و دوم حضرت داؤد علیہ السلام سے لے کر شاہ صدقیاہ تک یعنی امرائیں کے مختلف بادشاہوں کی تاریخ ہے اور یہی موضوع اخبار النبویہ (مجموعہ نام : تواریخ) کی دونوں کتابوں کا بھی ہے۔ کتاب اولیٰ خزائن حضرت عزیر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اور اس میں ساتویں شاہ ایران کی مذکورہ ہے یعنی امرائیں کی روشم کو دوبارہ تعمیر کرنے کے واقعات مذکور ہیں۔ کتاب دوم حرمان کو راجع کلیتاً کہتے ہیں اور اس کا موضوع بھی دوبارہ یروشلم کی تعمیر کے واقعات ہیں۔ کتاب ایوب حضرت ایوب علیہ السلام پر ان کی آگے پیش کے قلعے پر مشتمل ہے اور ادبی اعتبار سے بائبل کی مؤثر ترین کتابوں میں سے ہے۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والے عمدہ شمس کے ترانوں کا مجموعہ ہے۔ اشغال سلیمان، حضرت سلیمان علیہ السلام کے مشورہ ہائے حکمت کا مجموعہ ہے۔ کتاب جامعہ کو آٹھ کل کتاب و احاطہ کہتے ہیں۔ یہ دونوں نام حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک بیٹے کے ہیں اور ان کی کتب یرمان کی بیعتیں مذکور ہیں۔

نشدت اولیٰ کو راجع کل قرآن بالغزوات کہتے ہیں اور یہ قطعی نفاذی حضرت سلیمان علیہ السلام کے کہے ہوئے گیتوں کا مجموعہ ہے۔ کتاب اشعیا یا یسعیاہ حضرت یسعیاہ امسوس علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اور اس میں ان کی بعثت کے حالات اور ان کی پیشین گوئیاں وغیرہ مذکور ہیں۔ کتاب یرمیاہ حضرت ارمیا علیہ السلام کی طرف منسوب ہے جو حضرت یسعیاہ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اس کتاب میں ان کی بعثت کے واقعات مذکور ہیں اور نبوت نقر کے ہاتھوں یروشلم کی تباہی چونکہ آپ ہی کے زمانہ میں ہوئی اس لئے اس میں یہ واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

مراثی ارمیا جیسے مراثی کل نوعہ کہتے ہیں اور یروشلم کی تباہی پر کہے ہوئے مراثیوں کا مجموعہ ہے جسے اہل کتاب حضرت ارمیا علیہ السلام کی طرف منسوب کہتے ہیں۔ حرقی آئی حضرت حزقیل (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دقیقہ حاشیہ ص ۱۲۰ سے آگے) پر تامل ہونے والی نصیحتوں اور پیشین گوئیوں کا مجموعہ ہے۔ ہالی بیل حضرت دنیا بیل علیہ السلام کا صحیفہ ہے جس کو نبوت نمر گزار کر کے ہالی سے لیا گیا تھا۔ لیکن ان کی حکومتوں کی بناء پر انھیں صحیفہ بیل کا گورنر بنا دیا گیا۔ اس میں ہالی کے بادشاہوں اور خود حضرت دنیا بیل علیہ السلام کے خواب مذکور ہیں۔

ہوشیار یا ہوشیا علیہ السلام فروری مہدی قبل مسیح کے اسرائیلی پیغمبر ڈیو اور ان کے اس صحیفے میں دوزخ و تشلیست کے پرانے میں تھا اسرائیل کو ان کی باعالمیوں پر متنبہ کیا گیا ہے۔ یہی موضوع حضرت یوحنا بیل علیہ السلام اور حضرت ہاموں علیہ السلام کے صحیفوں کا ہے۔ کتاب عیسیٰ و حضرت عبدیہ علیہ السلام کے ایک خواب پر مشتمل ہے جس میں شہزادہ دم کے تختی پیشین گوئیوں کی گئی ہیں۔ کتاب یونان کا نام آٹھ کھل جوتا ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کا نام ہے اور اس میں حضرت یونس کے موت ہونے کا واقعہ مذکور ہے جو مسلمانوں کے یہاں معروف وقت سے قبل سے مختلف ہے۔ کتاب یوحنا یا یکا حضرت یوحنا مگوشی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے جو فروری مہدی قبل مسیح کے اسرائیلی پیغمبر ہیں اور شاہ حزقیہ نے ان کی ولادت قبول کر کے انکی اختیار کر لی تھی۔ تاہم یوحنا بیل کے مطابق ان ہیں۔ ان کے صحیفے میں ایک خواب مذکور ہے جس میں یوحنا کی تباہی کی پیشین گوئی مذکور ہیں۔ حقوق علیہ السلام میں بقول توہمات نبی ہیں اور ان کا نام ازبشت منکوک ہے۔ بظاہر آیت بنت لمر کے طے سے پہلے کے ہیں۔ ان کے صحیفے میں ایک خواب مذکور ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمت لمر کے حمل کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ حقیقہ یا صوفیہ علیہ السلام شاہ عزتیاہ کے لہنے میں آئے ہیں۔ ان کے صحیفے میں ہم اسرائیل کو بخت لمر کے خواب سے لایا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت ذکر یا علیہ السلام اس وقت سجدت ہوئے جبکہ نبی اسرائیل ایران میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ان دونوں نے نبی اسرائیل کو پریشانی کا دوبارہ تیسر کرنے کی ترغیب دی۔ واضح ہے کہ یہ وہ ذکر یا علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ ان کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ہالی یا لیا علیہ السلام عہد قدیم کے آخری پیغمبر ہیں اور ان کے صحیفے میں نبی اسرائیل کی ناشکی

۱۱۔ کتاب پیدائش (۲) کتاب خروج (۳) کتاب احبار (۴) کتاب گنتی

والبقیہ حاشیہ صلا ہے آگے اپر ملاست کی گئی ہے۔ اور حضرت عیسا علیہ السلام کی تشریح
آدری کی بشارت ہے۔

۱۲۔ عدد ترجمے میں اس کا نام پیدائش ہے اور انگریزی میں (Genesis) ہے۔ اس میں
زمین و آسمان کی تخلیق سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل
اور حضرت یوسف علیہم السلام کے ولادت کی تاریخ ہے اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات پر
ختم ہو گئی ہے اس کے ۵۰ باب ہیں۔ تفسیر

۱۳۔ عدد میں اس کا نام خروج ہی ہے اور انگریزی میں (Exodus) ہے اس میں حضرت
موسے علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر ان کی دعوت اسلام، فرعون کے قتل اور کعبہ عتیقہ پر
اللہ سے ہم کوئی کے واقعات اور وفات کے احکام مذکور ہیں اور بنی اسرائیل کے ہجرت سینا
میں غیر ذرا ہونے کے واقعات پر ختم ہو گئی ہے۔ اسے خروج اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں بنی اسرائیل
کے گھر سے نکلنے کا واقعہ مذکور ہے اس میں کل چالیس باب ہیں۔ تفسیر

۱۴۔ عدد میں بھی اس کا نام "احبار" ہی ہے اور انگریزی میں (Leviticus)
اس میں وہ احکام مذکور ہیں جو بنی اسرائیل کے گھر کے سینا میں غیر ذرا ہونے کے بعد ان میں
دئیے گئے۔ اس کے ۲۷ باب ہیں۔ تفسیر

۱۵۔ عدد میں گنتی اور انگریزی میں (Numbers)۔ اس میں بنی اسرائیل کی
مردم شمارہی سے لے کر ان کے گناہن جاننے سے پہلے تک کے اعمال اور وہ احکام مذکور
ہیں جو حضرت موسے علیہ السلام کو اللہ کے کلام سے دئے گئے ہیں اس کے کل
باب ۳۶ ہیں۔

تفسیر

تے، ہم ناب اور ہر ہر فقرہ کے بارے میں غلط فرار پاتا ہے۔ جیسے کہ انشاء اللہ فقہ
 اقل کی دوسری اس میں داخل جو کا بڑی بیٹی اور بعض اس کے جو کہ کتھقین نالین ہے۔
 کتاب بدائش حضرت مہدی علیہ السلام نے اس وقت لکھی ہے جب وہ تین میں آیت حضرت
 سُوکِ اِن جراتے تھے اور حضور ﷺ۔ کتاب ہے کہ دست لکھی اور انہوں نے کہا کہ لکھنے سے
 کسی ہے۔ اور کتاب موعزی بن امان کا خیال ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جالیسوں
 بناؤ پر ہے تھے اس وقت اس کتاب کے معانی میں آتے تھے۔ اس وقت اور کتاب
 تھے جو ہرگز سے ان کے بعد انہوں نے یہ کتابیں لکھی ہیں۔ یہ قول اہل حدیث
 آیا۔ وہ انہی ہے اور انہوں نے یہ کتابیں لکھی ہیں۔ یہ قول اہل حدیث
 قول انہوں نے کہا ہے۔ اگر پہلے لکھی یہ کتابیں کے قول انہوں نے کہا ہے کہ تو اس سے یہ
 لازم آتا ہے کہ یہ کتاب الہامی نہ ہو۔

اور کتاب خروج کے بارے میں اہل کتاب کا گمان ہے کہ وہ مہدی علیہ السلام سے
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کے مل جانے اور من وقت کے تیار ہو جانے کے بعد لکھی

سے جو کسی میں (www.KitaboSunnat.com) مشہور ہوئی ہو ہے۔ کتاب

عے فیورٹ "Theological" مشہور ایرانی کتاب اور تشریح اس سے پانچویں
 مختلف قاریوں نے مختلف قریب لکھی ہیں اور مذہب کی تاریخ میں اس کی ہے اور اس کے
 رد و حقا۔ (www.KitaboSunnat.com)

کے "رت" "رہنما" زود ہی خاندان کا ہے۔ کتاب

سے جو کچھ زمانے میں حضرت اہل حدیث نے لکھی ہیں اور ان کے ہاں ہے اور اس کے
 وقت تک آپ کو جو کتاب لکھی ہیں ان میں سے جو کتابیں لکھی ہیں ان میں سے جو کتابیں
 نہیں ہوتی ہیں۔

کتاب یوشع کا مصنف^۱ کتاب یوشع کے مصنف کے بارے میں پانچ مختلف قول ہیں، جس سے زیادہ تعینات میں بھی اختلاف لازم ہے۔

لہذا اس کتاب کا مصنف متعین ہے اور نہ زیادہ تعینات۔

جر بارڈ، ڈیویڈ جی، ہیوٹ، ہشپ ہیکر، اور ٹامپٹن اور ڈاکٹر گرتی کے نزدیک یہ کتاب یوشع علیہ السلام کی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر لائٹ فٹ کے نزدیک یہ فیثاؤس کی تصنیف ہے۔ کالون کے نزدیک الحاد کی۔ ہنری کے نزدیک برتیا علیہ السلام کی اور وائل کے نزدیک سمویل علیہ السلام کی اور اس کتاب کے ۶۳۱۱۵ کو ۲۰ ستمبر ۱۶۱۵ء کے ساتھ طائر شجر جانے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت کو سات سال پہلے ہوئے سے پہلے لکھی گئی ہے اور اس کا مصنف حضرت

۱۔ اس کا نام اردو ترجمے میں یوشع^۲ اور انگریزی میں Joshua لکھا گیا ہے۔ یہ حضرت یوشع بن نون کی طرف منسوب ہے جو حضرت موسیٰ کے خادم نامی تھے۔ ان کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے پیر بنے اور بنی اسرائیل کو لے کر کانان سے ہجرت کیا جس میں وہ فتح پاوا کرتے۔ اس کتاب میں ان کے واقعات ان کی زندگی تک مرقوم ہیں۔ ۱۱۰۱ میں ۲۴ باب ہیں۔ ت

۲۔ فیثاؤس حضرت داؤد علیہ السلام کے پوتے ہیں جن کا ذکر کنفی ۱۶۱۵ء ۳۱۰ ۲۶۱ نمبر ۱۶: ۳۰ دیشور ۲۱: ۱۲ و تفسیر ۲۰: ۲۸ میں آیا ہے۔

۳۔ اس نے کہ یوشع ۶۳۱۱۵ میں طر کہ ہے کہ یہ یوشع کو جو یروشلم کے باشندے تھے۔ نیا بیرواہ نکال دے، جو یوشی بن بیرواہ کے ساتھ آج کے دن تک یروشلم میں بسے ہوئے ہیں۔ اور کتاب سمویل دوم ۶۱: ۱۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشی حضرت داؤد علیہ السلام کی تخت نشینی کے ساتھی صالح ایک یروشلم میں رہے۔ کتاب یوشع کا مصنف آج کے دن تک قرار دیا ہے تو معلوم ہوا کہ داؤد علیہ السلام کی سلطنت کو سات سال پہلے ہوئے سے پہلے لکھی گئی ہے۔

پیشہ عدیہ السلام کے زمانے سے اس وقت تک کوئی شخص ہے۔

کتاب القضاة | کتاب القضاة کے بارے میں بھی بڑا اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسے
 عین تیس کی تصنیف بتاتے ہیں۔ بعض حروفیہ کی، بعض یربیا کی،
 بعض حروفین کی اور بعض حروفیہ کی۔

چونکہ میں سے بعض کا کہنا ہے کہ کتاب القضاة کے معنیٰ نے یہ کتاب مملوالات
 (دربانی روایتوں) کی بنیاد پر مرتب کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تحریری و فہروں سے دیکھ کر
 لکھا ہے اور یہودیوں کا خیال یہ ہے کہ یہ سوسیل علیہ السلام کی تصنیف ہے اور اگر اس کتاب
 کو حروفیہ کی تصنیف مانا جائے تو یہ الہامی نہیں ہو سکتی، کیونکہ حروفیہ کوئی نبی نہیں ہے بلکہ
 ایک بادشاہ تھا۔

۱۔ اسے اردو میں بھی فقہاء اور شریک می sufiyہ کہا گیا ہے۔ اس میں حضرت شیخ علیہ السلام
 کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کی حالت نامہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے جس میں ان کا کوئی باڈیٹ نہ تھا
 ان کی بت پرستی اور بدکاریوں کی بنا پر بار بار اللہ نے ان پر کوئی اجنبی بادشاہ مقرر کر دیا جو ان
 پر ظلم کرتا۔ پھر جب وہ خدا حافظ سے توبہ و فریاد کرتے تو ان کے لئے کوئی تادم بھیجا جاتا جو
 انہیں اس نصیبت سے نجات دلاتا مگر وہ پھر یہ کاریاں کرتے اور کوئی اور بادشاہ ان پر مسلط
 ہو جاتا اور چونکہ اس زمانے میں جو قائم ہوتا اسے وہ قاضی کہتے تھے اور اس زمانے کو
 قاضیوں کا زمانہ کہتے ہیں اس لئے اس کتاب کا نام "قضاة" ہے اور اس باب میں

۲۱ باب ہیں۔

۲۔ یہ بنی اسرائیل سلطنت یسوعا کا بادشاہ تھا۔ حضرت اشعیا علیہ السلام اسی کے عہد سلطنت
 میں ہوئے ہیں۔

(۲۔ مطالعین باب ۱۸ و تواریخ باب ۳۲)

کتاب راحوت ^۱ کتاب راحوت (رحمت) میں بھی اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسے
 لڑائی کی تصنیف کہتے ہیں۔ بعض حضرات علیہ السلام کی اویسی پوری
 اور اکثر عیسائی قیاس باختیار کی بنیاد پر اسے سوشل علم علیہ السلام کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔
 اور اگر پہلا قول اختیار کیا جائے تو یہ لڑائی کی تصنیف ہے۔ تو یہ کتاب میں الہامی نہیں ہو
 سکتی۔ لہذا اس کتاب کے مصنف کے بارے میں تین مختلف افعال ہوئے اور اس سے
 ہرگز ماہ تصنیف کا اختلاف ہی ہمد میں آگیا۔ ^۲ اس میں اشارہ ہے جو بائبل جمعی
 ہے اس کے مقدمے میں لکھا ہے کہ کتاب راحوت ایک گہرا کتبہ ہے اور کتاب
 یونان (یونان) ایک کتبہ کافی ہے۔ ^۳ دیکھو کتبہ ہیرالڈ ^۴ ص ۲۰۵ مطبوعہ ۱۹۵۷ء
 بحوالہ مقدمہ بائبل ^۵۔

۱۔ اس کا نام اردو میں دوست ہے اور انگریزی میں Ruth ہے۔ اس میں
 حضرت داؤد علیہ السلام کے دادا عمویہ کی والدہ جناب راحوت کے احوال ذکر ہیں
 جو ایک موآبی خاتون تھیں۔ پھر بیت لحم میں آئیں اور وہاں بوعز سے شادی کی
 جن سے عوبید پیدا ہوئے۔ ان سے سسی اور ان سے حضرت داؤد علیہ السلام
 پیدا ہوئے اس میں چار باب ہیں۔ تقریباً

۲۔ دیکھو کتبہ ہیرالڈ (Catholic Herald) ایک ہفتہ وار اخبار تھا جو
 امریکہ کے شہر فلاڈیلفیا سے شائع ہوتا تھا۔

۳۔ داخود اندوسا لافرانسیسی ترجمان تھا۔

۴۔ بائبل سے قرآن کتبہ

(۱: ۶۲۳)

۵۔

کتاب سموئیل کتاب سموئیل اول میں چوبیس باب تو حضرت سموئیل علیہ السلام کی تعریف کے لئے لکھی جاتی ہیں اور اسی کتاب کے باقی ابواب تیز یورپی کتاب سموئیل دوم کو لگاؤ اور نثرمان کی تعریف کے لئے لکھی جاتی ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کتنا کتاؤ کا لکھا ہوا ہے اور کتنا نثرمان کا؟

کتاب سلاطین و تواریخ کتاب سلاطین اول و دوم میں بھی بڑا اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت

سلاطین اس کا نام لفظ میں سموئیل اور انگریزی میں Kings and Queens ہے۔ یہ حضرت سموئیل کی طرف نسبت ہے۔ حضرت کاب علیہ السلام کے بعد نبی ہوسے اور بنی اسرائیل کے آخری کتاؤ تھے۔ انہی کے حمد میں طاہت بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا۔ کتاب سموئیل اول میں آپ کی نبوت، طاہت (جو کتبائیل میں ماقول کہا گیا ہے) کی بادشاہی و حضرت داؤد کا حالات کو قتل کرنا اور طاہت کی وفات تک کے واقعات مذکور ہیں۔ اور اس میں کل ۳۱ باب ہیں۔ نقلی

سلاطین اور دو میں سلاطین اور انگریزی میں Kings and Queens کا نام دیا گیا ہے اس کے پہلے حصہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بڑھاپے، وفات، حضرت سلیمان کی تخت نشینی، اللہ کے دیکھ حکومت، ان کی وفات اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے احوال، شاہ امی اب کی وفات تک مذکور ہیں۔ حضرت ایسا علیہ السلام کا ذکر بھی اسی پہلے حصہ میں آیا ہے۔ اس کے کل ۲۲ باب ہیں۔ دوسرے حصہ میں امی اب کی وفات سے مرقیہ کی سلطنت تک کے احوال مرقوم ہیں اور اس میں حضرت ایسا اور حضرت ایسا کے احوال بھی لکھے ہیں۔ اس کے کل ۲۵ باب ہیں۔ نقلی

سلاطین اور دو میں تواریخ اور انگریزی میں Chronicles کہا جاتا ہے۔ اس میں حضرت داؤد سے لے کر حضرت سلیمان تک کا شجرہ نسب اور حضرت داؤد علیہ السلام کے اجمالی حالات اور حضرت داؤد کے حکومت کے قدیمے تفصیلی حالات مذکور ہیں۔ اور اس میں ۲۹ باب ہیں۔

کتاب الیوب | در کتاب الغرہ کی حالت تو بہت ہی بُری ہے، اس لئے کہ اول تو
 اس کی میں اختلاف ہے کہ ایوب علیہ السلام کوئی واقعی شخصیت
 ہیں یا یمن ایک فرضی نام ہے۔ یہ دونوں کا مشہور عالم ربیب مغالی ٹریڈر سیفک میناس
 سارو ویشپ اسٹاک وغیرہ لکت ہیں اور یوبت محض ایک فرضی نام ہے اور جو کتاب ان
 کی طرف منسوب ہے وہ کھانا ایک افسانہ اور جھوٹی کہانی ہے۔ یمن کا منہ اور کا تلی
 وغیرہ جوتہ ہیں کہ یوبت عقیدہ اسنام واقعی شخصیت ہیں۔

پھر جو لوگ حضرت ایوب علیہ السلام کے تہمتیں وجود کے ذمہ لیں ہیں ان کے در بیان
 یہ اختلاف ہے کہ وہ اس زمانے سے تعلق رکھتے ہیں یا بعض لوگوں کا کہن ہے کہ وہ
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاصر ہیں۔ انہیں کہتے ہیں کہ وہ یوش علیہ السلام کے بعد

تھے۔ صحابہ ایوب علیہ السلام دونوں کی حالت منسوب سے من سے من و سید کی اور بعد
 ان سے ہیں کہ حضرت سے شہری میں ایک شہر طوس کے نام سے تھا آپ وہاں پیدا
 ہوئے اور وہیں آپ کے ساتھ آٹھائیسویں آئیں اور آپ انہوں کی فصلیں
 کا، اور وہاں رہے۔ آپ وہاں سے گئے تھے۔ اس کتاب میں انہوں
 کی کہانیت اور اس کا بارہ حصہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی داستانوں میں فرمایا ہے۔
 مومن اور انہما آواز کے ساتھ انہوں پر مشتمل ہے۔ یہ سزا و عذاب کے ساتھ انہوں
 یا چھتے تھے کہ حضرت ایوب پر یہ بلا لیں ان کی کسی خطا کے سبب تھی اور یہ انہوں نے
 تھے۔ انہوں نے انہوں کا منہ لکھا ہے۔

اس کتاب میں ایک اور ایوانی نام ہے اور یہ ہے کہ انہوں کے بعد سے بہت
 انہوں نے لکھا ہے۔

یہ کتاب اور یہ تھی اور یہ ایوانی نام ہے اور یہ ہے کہ انہوں کے بعد سے بہت

بیطریق علیہ السلام کو اور بعض نے شعیا علیہ السلام کو، اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا مصحف بادشاہ ہنسی کے زمانے کا کوئی نامعلوم شخص ہے۔ بعض لوگوں نے قریل^{۱۲} اور بعض نے عتروا^{۱۳} علیہ السلام کو اس کا مصحف قرار دیا ہے۔ اور ابن جریر نے کہا ہے کہ اس کا مصحف ایسٹوک اولاد میں کوئی شخص ہے۔

پھر جن لوگوں نے اس کتاب کا مصحف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے ان کے درمیان بھی اختلاف ہے۔ بعض معتقد ہیں کہ خیال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ابتداء میں عبرانی زبان میں لکھا ہے اور اور بعض کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سریانی زبان سے عبرانی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

اس طرح اس کتاب کے بارے میں بائیس طریقوں سے اختلاف پایا جاتا ہے یعنی دو قول تو حضرت ایوب علیہ السلام کے وجود کے بارے میں ہی ہیں، نہایت قول زمانہ وجود کے بارے میں، تین آپ کے وطن کے بارے میں اور دس اس کتاب کے مصحف کے بارے میں، اور شاید انہی اختلافات کا لحاظ کر کے فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیشوا اور پاپائیوں کے مصلح جناب نوٹرس نے اس کتاب کے بارے میں یہ فرمایا ہو گا کہ :-

”وہ تو ایک کہانی ہے“

جیسا کہ دائرہ صاحب نے اپنی کتاب کے اختتام کے میں نقل کیا ہے۔

۱۲۔ موجودہ تحقیقات سے مطابق یہ چرک کا کتاب ایک شخص کی تعینیت نہیں ہو سکتی ایک سے زیادہ ہتھیوں نے اسے مختلف زمانوں میں لکھا ہے اور مستشرقین کے بارے میں عام رائے یہ ہے کہ متن کتاب سے مصحف کی چند صفات تو متبطل ہوتی ہیں۔ لیکن کسی شخص کو میں ملدے سے نہیں بتایا جاسکتا کہ فلاں شخص کی تعینیت ہے۔

(دیکھئے برٹانیکا مقالہ Julius مطبوعہ ۱۹۵۰ء)

۱۔ کتاب زبور کا حال بھی کتاب الیوب کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ سب سے پہلا اختلاف اس کے معنی کے بارے میں ہے۔ اور کچھ کاتبین، اگشاٹن یا خیرتوں پر تیسریں اور دوسرے قدیم علماء تو یہ کہتے ہیں کہ ساری کتاب زبور حضرت داؤد علیہ السلام کی تصنیف ہے اور آٹھ کے مقابلے میں، اسلری، اٹھائیس، چیروم، ایوکی تیس وغیرہ اس کے منکر ہیں۔ ہاتھ صاحب کہتے ہیں کہ پہلا قول بالکل غلط ہے (کیونکہ اس کتاب میں یعنی زبور میں داؤد علیہ السلام سے پہلے کی اور بعض آپ کے بعد کی اس دور کا بھی موجود ہیں جب بنی اسرائیل بابل میں جلا وطن تھے اور بعض دوسرے زمانوں کی زبور میں بھی موجود ہیں انڈیا پر یہ کتاب زبور حضرت داؤد علیہ السلام کی تصنیف کیسے ہو سکتی ہے؟)۔

۲۔ بابل کے بعض جہتر نے کہا ہے بعض زبور میں مسکا جوں کے زمانے میں تصنیف ہوئی تھی لیکن ان زمانے کے زور ہے۔ دوسرے فریق کی رائے کے مطابق تفصیل یہ ہے :-

کل ۳۰ عدد	وہ زبور جن کا معنی معلوم نہیں
کل ۱۰ عدد (از زبور ۹۹ تا ۱۰۸)	وہ زبور جو حضرت موسیٰ کی تصنیف تھی
کل ۱۱ عدد	معنی داؤد علیہ السلام
کل ۱۲ عدد	معنی اساتذہ مکر زبور ۱۰۳ تا ۱۱۰ جو اساتذہ کی طرف منسوب تھیں لیکن ہاؤ میں بھی بعض عقیدت اساتذہ کی تصنیف ہو چکی تھی (۱۱۰)

۳۔ لے حوالہ میں "سفر سزایر" بھی لکھا جاتا ہے اور انگریزی میں اس کا نام Psalm ہے۔ یہ اس کتاب کی مختصر شکل ہے جس کے بارے میں قرآن نے فرمایا ہے کہ تم نے داؤد کو زبور عطا کیا یہ زیادہ تر حمد و ثناء اور نصیحت کے نغمات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۱۵۰ نغمے (سزایر) ہیں۔ یعنی :-

کل ۱۱ عدد

تورج کے تین بیٹوں کی تصنیف (مگر
ان کی نام لکھا جائے ہیں یعنی یقین نے
اس نام کے کاغذ لکھا ہے کہ کسی نام نہیں
تصنیف کر کے ان کی طرف سے لکھی ہیں)

ایک عدد (نمبر ۸۸)

محقق ہیجان

ایک عدد (نمبر ۸۹)

محقق امتحان

۲ عدد (نمبر ۸۶، ۸۷)

محقق سلیمان علیہ السلام

۳ عدد

محققہ جدو تھمن

خلاصہ کہ تینوں نمبروں ایسی ہیں جن کا مصنف معلوم ہی نہیں۔ کچھ نمبروں میں موسیٰ علیہ السلام
داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی تصنیف ہیں اور کچھ کے مصنف امتحان، ہیجان
امتحان، جدو تھمن اور تورج کے تین بیٹے ہیں۔ (مگر تورج کے بیٹوں کی طرف سے تصنیف کی ہے)
کوئی کسی اور نام معلوم شخص کی تصنیف بتایا جاتا ہے۔

کامٹ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام کی تصنیف کردہ نمبروں کی کل
تعداد صرف پینتالیس ہے۔ ان کے علاوہ باقی نمبروں کو دوسرے لوگوں کی تصنیف کردہ
ہیں۔ علماء پرورد کا کہنا ہے کہ درحقیقت نمبروں تصانیف تو توہم و بطلان ہیں، اسات
ہیجان، جدو تھمن اور تورج کے تین بیٹوں کی ہیں۔ داؤد علیہ السلام نے صرف یہ کہا کہ
ان سب منتشر نمبروں کو ایک جگہ میں لکھا کر دیا۔ یعنی داؤد علیہ السلام ان نمبروں کے
مصنف نہیں بلکہ صرف ایک جگہ میں جمع کرنے والے ہیں لیکن یہ دیکھ کر دہشت ہے۔
ہاتھ صاحب کہتے ہیں کہ مسافرین علماء و یہود اور بائبل کے تمام عیسائی مفسرین کا اس
پر اتفاق ہے کہ نمبر ۸۶، ۸۷، داؤد، سلیمان، امتحان، ہیجان، جدو تھمن
اور تورج کے تین بیٹوں کی تصنیف کردہ ہے۔

دوسرا اختلاف، رتبہ کے ایک جلد میں ایک جاکٹے جانے کے زمانے میں ہے۔ بعض کے نزدیک داؤد علیہ السلام کے زمانے میں حج کی گئیں اور بعض کے نزدیک حزقیاء کے دور میں اُن کو حج کیا گیا۔ کیونکہ زبور علی کو بھی کرنے والے حزقیاء کے ملازم اور دست تھے اور بعض نے دوسرے مختلف زمانوں کی نشاندہی کی ہے۔

میسرا اختلاف ان رتبہوں کے ناموں کے الہامی یا غیر الہامی ہونے کے بارے میں ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کسی نامعلوم شخص نے جو نبی نہیں تھا، ان ناملوں سے موسوم کر دیا۔

کتاب امثال سلیمان | کتاب امثال سلیمان کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی تصنیف ہے۔ مگر یہ قول بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عادات کا اختراع اور جملوں کا تکرار، تیسرے باب ۱۰۰ آیتوں کا مجموعہ اس کتاب کے میدان کی تصنیف ہونے کے قائل ہی نہیں کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اس کا مستقل تذکرہ آگے آ رہا ہے۔ اسی طرح اس کی میں کوئی دلیل نہیں ملتی کہ سلیمان علیہ السلام نے اس کتاب کو حج ہی کیا ہے۔ چنانچہ جمہور علماء اہل کتاب کے اعتراض کیا ہے۔ حزقیاء، اشعیا اور حزقیاہ بہت سے دوسرے لوگوں نے حج کیا ہے۔

آج اور لوگوں کے بارے میں اس تک یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ یہ دونوں حضرات کون تھے؟ بعض کا خیال ہے کہ آج اور لوگوں دونوں میدان کے نام ہیں۔ چنانچہ مشرکوں نے اس خیال بالکل کی پروردگار سے نیز تیسویں اور اکتیسویں باب کا مجموعہ اس نحو لائے کا بطلان واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔

۱۔ اے آدوین امثال اور انگریزی میں Proverbs کہتے ہیں۔ یہ امثال اور حکمتوں کا مجموعہ ہے اور مغربی ممالک میں ہے کہ اسے حضرت سلیمان نے مرتب فرمایا تھا۔ چنانچہ سلیمان نقل (۳۷: ۱۴) میں ہے کہ اس نے تین ہزار شیلیں ہی ہیں۔ اس میں ۳۱ باب ہیں۔ تفسیر

کتاب جامعہ
 اس کتاب میں شہید ترین فقہاء کا پایا جانا ہے۔ یعنی کہتے ہیں کہ حضرت
 سیوان علیہ السلام کی تصنیف ہے۔ روایت ہے جو کہ بڑا مشہور و معروف ہے۔
 ہے اس کا قول ہے کہ یہ صحیحاً علیہ السلام کی تصنیف کر دیا ہے۔ تاہم اس کے علاوہ کہتے ہیں کہ یہ
 ترقیاء کی تصنیف ہے۔ کہہ دیتے کہ اس کتاب کے ایک شخص نے کہا کہ یہ آج کے ایسا ہے جسے
 آج کی تعلیم نے کسی مہتمم شخص نے تصنیف کی تھی۔ مگر کسی عالم جہان اور مہتمم جہان
 کا کہنا ہے کہ یہ کتاب بیادوں کے باوجود قیام سے آزار ہونے کے بعد تصنیف کی گئی
 ہے۔ اور قیام کا قول ہے کہ یہ آج کے ایسا ہے جسے آج کی تعلیم نے تصنیف کی گئی۔
 رہا ہونے کے بعد بیادوں نے اس کتاب کے مضامین کو کچھ ترقی اور مختلف ترقی قرار
 دے کر اس کو کتب مقدسہ قرار دیا ہے۔ مگر بعد میں پھر ان کتابوں میں شامل کر لی
 گئی۔ حالانکہ بدعات اور مختلف ترقی مضامین بہ طور موجود ہیں۔

تفسیر القرآن
 اس کی نسبت میں کا خیال ہے کہ یہ بدعات علیہ السلام یا ان کے کسی
 مسافر کی تصنیف ہے۔ مگر اکثر کئی کتابت اور بعض مشہور علماء کے کہنا ہے
 ہے کہ یہ دعویٰ کرنا کہ یہ میران علیہ السلام کی تصنیف ہے قطعاً سب سے کہیں کہ یہ آج کی
 وفات سے عرصہ دراز کے بعد لکھی گئی ہے۔ سوشیا کے سبب یا دوسری ترقی اور ترقیوں میں
 میں گزرا ہے وہ اس کتاب کی اور کتاب الیوب کا نام ہے۔ یہ تصنیف اور

ہے اسے ان کی اور وہی قواعد اور انگریزیوں میں لکھا جاتا ہے۔ یہ تصنیف
 کردہ ہے اور علیہ السلام کے ایک جیسے نام ہے۔ یہ تصنیف اور وہی قواعد اور انگریزیوں میں
 لکھا جاتا ہے۔ یہ تصنیف اور وہی قواعد اور انگریزیوں میں لکھا جاتا ہے۔

ہے اسے ان کی اور وہی قواعد اور انگریزیوں میں لکھا جاتا ہے۔ یہ تصنیف
 کردہ ہے اور علیہ السلام کے ایک جیسے نام ہے۔ یہ تصنیف اور وہی قواعد اور انگریزیوں میں
 لکھا جاتا ہے۔ یہ تصنیف اور وہی قواعد اور انگریزیوں میں لکھا جاتا ہے۔

تین تین لوگوں کے گروہ بنائے گئے۔ ان گروہوں کو کتاب اور خیال اور ایمان کی تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان تین شاخوں میں سے ہر شاخ پر ایک گروہ بنا دیا گیا۔ ان گروہوں کو کتاب اور خیال اور ایمان کی تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان تین شاخوں میں سے ہر شاخ پر ایک گروہ بنا دیا گیا۔

کتاب اور خیال اور ایمان کی تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان تین شاخوں میں سے ہر شاخ پر ایک گروہ بنا دیا گیا۔ ان گروہوں کو کتاب اور خیال اور ایمان کی تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان تین شاخوں میں سے ہر شاخ پر ایک گروہ بنا دیا گیا۔

کتاب اور خیال اور ایمان کی تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان تین شاخوں میں سے ہر شاخ پر ایک گروہ بنا دیا گیا۔ ان گروہوں کو کتاب اور خیال اور ایمان کی تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان تین شاخوں میں سے ہر شاخ پر ایک گروہ بنا دیا گیا۔

کتاب اور خیال اور ایمان کی تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان تین شاخوں میں سے ہر شاخ پر ایک گروہ بنا دیا گیا۔ ان گروہوں کو کتاب اور خیال اور ایمان کی تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان تین شاخوں میں سے ہر شاخ پر ایک گروہ بنا دیا گیا۔

ت: یہ المیزان اور فروغِ حق کہلایا گیا تھا۔ کتاب تو تاریخ ۱۳: ۲۳ میں لکھا حال ہی میں ہے۔
 یہ تینہ کا نقل ہے: ہمارے دور جگہ مست میں تصنیف کی گئی، گروہ شمس، بیوش، جی کرناش
 فٹ اور گپنٹسری ان کو جو جمع و تواری اور ساتس کے زمانہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔
 تاریخ تہذیب کو کم کا نام ہے کہ وہ یہ طریقہ السلام کے زمانہ میں تصنیف ہوا ہے۔

کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور

کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور

کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور

کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور

کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور
 کتاب نامہ تاریخ اس کتاب کے نام ہے جو تصنیف ہے جو علم شمس، بیوش، جی کرناش اور

کتاب ملاحیا | اس کتاب کی حالت بھی مذکورہ کتابوں جیسی ہی ہے۔ آج کل کا قول ہے کہ ملاحیا نسل انسانی میں سے ہی نہیں تھے۔ بلکہ حقیقت میں فرشتے تھے جس نے انہیں شکل اختیار کر لی تھی۔ کائنات، جبروت اور دیگر حقیقتوں کا کائنات ہے کہ ملاحیا دراصل عزرا ہی کا دوسرا نام ہے۔ مگر ورتن لہ کا قول ہے کہ یہ عزرا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے۔ آریچ بشپ جو کم علاقہ قبل مسیح کا شخص کہتے ہیں، ملاحیا کا سنہ ۵۰۰ قبل مسیح علیہ السلام میں ان کا موجود ہونا بتاتا ہے۔ اور یہی ڈاکٹر سلیزکی تحقیق ہے۔ ہارت صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ ایسا تو عزرا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص۔ نتیجہ یہ عزرا کی وفات کے بعد اس وقت ہونے لگا جب یہودیوں کو بارہ نسلوں پر چلنے پھرنے تھے۔

عبدالعزیز کی دوسری قسم کی کتابیں

گذشتہ صفحات میں عبدالعزیز کی پہلی قسم کی کتابوں میں عزیز جن کی صداقت کو تمام علمی اسلام تسلیم کرتے ہیں، کا مختصر تذکرہ تاریخین نے ملاحظہ کیا۔ اب دوسری قسم کی کتابوں میں عزیز جن کی صداقت کے بارے میں اختلافات قائم کی حالت میں بھی ملاحظہ ہو۔ اس قسم میں کل نوکتاب ہیں شامل ہیں :-

۱۔ اس کا نام اردو میں مالک Malak ہے۔ یہ حضرت ملاحیا علیہ السلام کی جانب سے سب سے پہلے جو عبدالعزیز کے آخری پیغمبر ہیں۔

۲۔ اس کا نام یحییٰ بن اسرائیل کی ناشکری اور عزیز جیسی علیہ السلام کے پیشین گوئی تذکرہ ہے۔ اس کے چار باب ہیں۔ فقہی :-

۱۰ کتاب المتاثرین اولیٰ ہزار سال المتاثرین دور
 یہ نوات ہیں جو ان کے نزدیک تو کئی طور پر غیر مجتہد سمجھی جاتی ہیں البتہ عیسائیوں
 میں ان کی صحت اور عدم صحت کے بارے میں اختلاف ہے۔ انشاء اللہ دوسری فصل میں
 ان کا تذکرہ آ رہا ہے۔



۱۱۔ یہ بیوں کی پہلی کتاب ہے اور اس میں ان کی بناوٹ کے متعلق ہے۔ نفی
 ہے عیسائیوں کی دوسری کتاب میں زید سالوں کی تاریخ اور تاریخ ہے۔ وہ ضم کی روایت
 ہیں۔ ان کتابوں کے علاوہ چند اور دوسری ایسے ہیں جن کی کاتبیت۔ ان اور
 اذوقہ اور ان کی دور۔ یہ پانچ کتابیں ہیں شگفتہ نامہ اور شاہی چودہ کتابوں کے مجموعے کو
 "اپارٹا" آپریشن کہا جاتا ہے اور وقت پر وہ شگفتہ۔ انہیں ان ہی کہہ لیم
 نہیں کرتا۔ نفی۔

فصل دوم

عہد جدید کی کتابیں اور ان کے مصنفین

عہد جدید کی کتابیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ کتابیں جن کی صحت و حججہ و برکت میں سے تسلیم کیا جاتا ہے اور دوسری وہ کتابیں جن کی صحت میں ان میں اختلاف ہے۔

پہلی قسم کی کتابیں انجیل اور تورات ہیں۔ ان میں تورات اور انجیل کو کتابِ مقدس اور انجیل کو کتابِ مقدس کہا جاتا ہے۔ انجیل اور تورات کے مصنفین کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔

انجیل اور تورات کے مصنفین کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔

انجیل اور تورات کے مصنفین کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔ انجیل اور تورات کے نام یہ ہیں: یوحنا، مرقس، لوقا اور پطرس۔

یونانی زبان میں نہیں، اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ متنی نے عبرانی اور یونانی دونوں زبانوں میں انجیل لکھی تھی بالکل غلط ہے۔

دو صاحب نام اپنی کتاب تاریخ انجیل میں ان لوگوں کی پرزور تردید کی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ متنی نے انجیل یونانی زبان میں لکھی تھی۔ چنانچہ یونانی میں نے اپنی تاریخ کی کتاب میں درج کیا ہے اور بیشتر عیسائی محققین نے بھی یہی فیصلہ دیا ہے کہ متنی نے انجیل یونانی زبان کے بجائے عبرانی زبان میں ہی لکھی تھی۔ جیروم کا کہنا ہے کہ چینیوں نے انجیل کا ایک عبرانی نسخہ لایا (عبرانی میں ملا تھا۔ اس نسخہ وہ مسخرا سکندریہ میں لکھا گیا تھا کہ کتب خانہ میں رکھ دیا گیا۔ پانچ سو گم ہو گیا۔ البتہ اس کا یونانی ترجمہ موجود رہا۔ مگر اس کے مترجم کا نام اب تک نہیں معلوم ہو سکا۔ یہ تو تھی دو صاحب نام کی تحقیق۔

اتریشی اور اسکاٹل کی تفسیر میں اس عبرانی نسخہ کی حتمی گواہی کا سبب اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ فرٹز ایونز نے جو سیخ کی الہیت اور خدائی کام کو تھا اس نسخہ میں تحریرت کی اور پھر وہ یہوشلم کی تباہی کے بعد نتائج ہو گئے۔

بعض کی رائے یہ ہے کہ تیسری لوگ یا وہ یہودی جو کسی مذہب میں داخل ہو گئے تھے انہوں نے عبرانی انجیل میں تحریف کی تھی اور فرقہ اچھوتوں کے ہاتھ سے جلا اس میں سے نکال ڈالے اور یونانی میں لکھی تھی اور پھر اس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ متنی نے اپنی انجیل عبرانی میں لکھی تھی۔

ڈاکٹر اپنی تفسیر و کلیات کی جلد ۲ ص ۱۱۹ میں لکھتا ہے کہ یہ بیابانوں نے لکھا ہے کہ متنی نے اپنی انجیل عبرانی میں لکھی تھی اور پھر جنس نے اس کا ترجمہ اپنی بیابانوں کے مطابق کیا اور اس کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر لکھا ہے کہ اس نسخہ نے لکھا ہے کہ متنی نے یہودیوں کے لئے اپنی انجیل ان کی زبان میں اس وقت لکھی تھی جبکہ رقم میں پولس اور پطرس و عطا کہتے پھرتے تھے پھر صفحہ ۲۱۴ پر یونانی میں لکھا ہے کہ متنی نے اس نسخہ میں لکھا ہے کہ متنی نے اپنی انجیل

اسے انبا کا ایک عبرانی نسخہ ہاتھ لگا جو کہ وہاں کے باشندوں تک بر تو لیا عمارتی کے ذریعہ
 پہنچا تھا اور ان کے پاس اسی وقت سے محفوظ تھا اور حیرتوم کا کتاب کے کئی نسخے لے
 وہ نسخہ وہاں سے اسکندریہ پہنچا دیا۔ فارڈوز، یوزی بیس کے اس قول کی تصدیق کرنے کے
 بعد مذکورہ کتاب کے نسخہ ۵ پر درمطراز ہے کہ آرتھن کے عین جملے ہیں :-

پہلا تو یہ ہے کہ یہ کتاب نے نقل کیا ہے کہ مٹی نے ایانا مار یہودیوں کو عبرانی
 زبان میں اپنی عطا کی تھی۔ دوسرا یہ کہ مٹی نے سب سے پہلے جنیل لکھی اور یہ جنیل جبرائیوں
 کو دی۔ تیسرا یہ کہ مٹی نے جنیل جبرائیوں کے لئے لکھی تھی جو اس شخص کے منظر تھے جس کا
 وعدہ ۱۲۷۵ ہجری و ۷۵۰ و ۷۵۱ھ کے اسلام کی نسل سے کیا گیا تھا۔ پھر مذکورہ کتاب کی جلد ۴ صفحہ
 ۹۵ میں لکھا ہے کہ :-

”یوزی بیس نے لکھا ہے کہ مٹی نے عبرانیوں کو دعوات ماننے کے بعد جب
 دوسری قوموں کے پاس پہلے لے کا قصد کیا تو انہیں ان کی زبان میں لکھ کر
 ان کو عطا کی“

مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۶۵ پر اٹھائی پیش کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مٹی نے
 انہیں عبرانی زبان میں بروشلیم میں لکھی۔ پھر یعقوب خداداد کے بنائی نے اس کا یہ تانی
 زبان میں ترجمہ کر دیا۔ صفحہ ۱۶۳ پر لکھا ہے کہ ”سرل کا قول ہے کہ مٹی نے انہیں عبرانی میں
 لکھی تھی۔“ صفحہ ۱۰۰ پر لکھا ہے کہ اپنی قیمتیں لکھا ہے کہ مٹی نے انہیں عبرانی زبان میں لکھی
 تھی اور اسی کا درعطا کرتا تھا۔ عبد جدید کی تحریر میں اس زبان کے استعمال کرنے میں بھی یہ
 شخص منقول ہے۔ صفحہ ۳۳۹ پر یہی درمطراز ہے کہ ”حیرتوم نے لکھا ہے کہ مٹی نے انہیں عبرانی
 زبان میں ایانا مار یہودیوں کے لئے یہودی علاقے میں لکھی تھی۔ اور شریعت کے سایہ کا انہیں کئی
 صداقت کے ساتھ مظلوم نہیں کیا“ صفحہ ۳۴۱ میں لکھا ہے کہ ”حیرتوم نے ترجمہ کی فرست
 میں لکھا ہے کہ مٹی نے اپنی انہیں ایانا مار یہودیوں کے لئے یہودی سرزمین میں عبرانی زبان

اور ہوا، اردو میں ایسی ضرب اور عبارت گزشت نہیں ہو سکتی تھی اس کا ترجمہ ہونا ہی میں ہوا، اور نہ اسے جو اور اس کا مترجم کوں ہے؟ اس نے غلطی یہ چیز بھی غائب کرنا طلب کر اس کی عبرانی انجیل کا نسخہ سٹوریا کے اس کتب خانہ میں موجود ہے جس کو میں آئینہ شہید نے برقی دست سے جمع کیا تھا اور میں نے اس کی نقل بنی، دو گراموں کی اجازت سے حاصل کی، نہ سٹوریا کے محلہ آیا میں رہتے تھے، اور ان کے استعمال میں بھی مدد ہوا، اور ان کا نسخہ ۱۹۱۰ء میں گوتے کے ہاتھ آئی تھا، ان کے پاس سے چاروں انجیلوں والوں میں سے اس نے اذبل، عربی، یونانی اور روسیوں نے ہونانی زبان

اسی کتاب کے نسخہ میں لکھا ہے کہ ”کوڑیا تیم گوتے سے کہا، ہاتھ کو تھی نے اپنی انجیلوں کو یاد کیا، اور اس کے ترجمہ پر ہونانی زبان میں لکھی تھی“۔

یہ لفظ ”تیم“ اپنی ان کتاب کی جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے، اسی قول گوتے کے ان چاروں انجیلوں کے حلقوں میں سے بہت سی سے عبرانی زبان میں لکھی تھی اور باقی دو برسوں نے یونانی میں۔

تیم، ایل اور ہرگز گت کی تفسیر میں ہے کہ ”پہلے نور میں بڑا سخت انقلاب ہوا، اور انجیل کس زبان میں لکھی تھی، مگر جو گوتے سے متفقہ میں نے تصدیق کی ہے کہ اس نے اپنی انجیل عبرانی زبان میں لکھی جو فلسطین کے باشندوں کی زبان تھی، اس لئے یہ انجیل میں قول فیصل ہے۔

پھر وہ سب اپنی تفسیر کی جگہ ج میں ان کو گوتے کے ناموں کی گزشت دیکھ کر نے یہ سے جو اصل انجیل کے عبرانی زبان میں لکھے جانے کے قائل ہیں، انجیل از ایما کہ وہ برقی و کرکولیس، سٹوریا، ہشپ، آٹلی، ہاشپ، لامان، ڈی، آٹلی، ایما، وکیل،

یہ آواز ہے، قول ان میں ہے کہ ”انجیل میں صراحتاً اور ہونانی دو برسوں کے قول پر

انجیل مرقس انجیل مرقس کے بارے میں کاتولکس اور ارتوڈوکس انجیلیاں سب سے کم درجہ کی تھیں۔ یہ انجیل زبان میں لکھی گئی تھی۔ پھر اس کا یونانی زبان میں ترجمہ ہوا۔ چنانچہ لاطینی زبان کے کئی افراد، وہابیوں کے کتب خانہ میں موجود بھی ہیں اور وہابیوں کے کتب خانوں کا ڈائری ہے کہ یہ بھی اصل انجیل مرقس ہے۔ اس کی کتب خانہ میں انجیل مرقس کا ایک عربی زبان کا نسخہ بھی موجود تھا جس پر یہ قلمی نسخہ بھی تحریر تھی۔ لڑائوں کے بعد انجیل مرقس زبان میں لکھی گئی۔ گورنمنٹ کا سامنے ہے۔ یہ کہ انجیل مرقس اصل میں یونانی زبان میں تھی۔ تصنیف کی گئی۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے انطلا نامہ میں لکھا ہے کہ جیروم نے اپنے اپنے وقت اور خطہ میں لکھا ہے کہ انجیل مرقس میں اللہ کو دس انجیل کے آخری باب سے مرقس کی زبان سے ہونے میں تردید تھی۔

یہاں پر یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ انجیل مرقس کے بارے میں کاتولکس اور ارتوڈوکس انجیلیاں سب سے کم درجہ کی تھیں۔ یہ انجیل زبان میں لکھی گئی تھی۔ پھر اس کا یونانی زبان میں ترجمہ ہوا۔ چنانچہ لاطینی زبان کے کئی افراد، وہابیوں کے کتب خانہ میں انجیل مرقس کا ایک عربی زبان کا نسخہ بھی موجود تھا جس پر یہ قلمی نسخہ بھی تحریر تھی۔ لڑائوں کے بعد انجیل مرقس زبان میں لکھی گئی۔ گورنمنٹ کا سامنے ہے۔ یہ کہ انجیل مرقس اصل میں یونانی زبان میں تھی۔ تصنیف کی گئی۔

طرف منسوب کر دی ہیں۔ جمہور سچی علماء نے اس انجیل کے ساتویں اور آٹھویں باب کی بعض آیات کا انکار کیا ہے۔ مقصد سوم کی دوسری فصل میں انشاء اللہ اس کا تفصیل ذکر کرنے کا مشہور محقق عالم کو دینیں گے کہ اس انجیل میں میں ابراہیم تھے، افسوس کے گرجے نے آکیتوں باب یوحنا کی دعوت کے بدشائل کیا ہے۔ انجیل ارتجہ کی تالیف کے زمانہ میں مذکورہ شدید اختلاف تھے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ ان کتابوں کی کوئی بھی متصل سند نہیں ہے۔

یہ تو ان صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ء جلد ۲ قسم ۲ باب ۲ میں لکھتے ہیں :-
 "اہم کو محمد نہیں کہتے کی معرفت انجیل کی تالیف کے زمانہ کے جو حالات تھے پہلے پہل وہ ناقص انداز غیر معتد ہیں، ان سے کسی عظیم چیز تک رسائی نہیں ہو سکتی اور شاخ متعقد میں نے وہ آیات اور آیتوں کی تصدیق کی اور ان کو قلباً کر ڈالا۔ بعد کے آنے والے لوگوں نے ان کی کھنی چیزوں کو ان مشائخ کی تعظیم کی دوسرے قبول کر لیا اور یہ سچی جوئی و دلچسپی ایک کاتب سے دوسرے کاتب تک پہنچتی رہی۔ مدت مدید گزر جانے کی وجہ سے اب ان کی تصدیق اور کراکھوٹا معلوم کرنا بھی دشوار ہو گیا۔"
 اسی جلد میں دوسری جگہ لکھتے ہیں :-

وہ پہلی انجیل ۱۸۲۲ء یا ۱۸۲۳ء یا ۱۸۲۴ء یا ۱۸۲۵ء یا ۱۸۲۶ء یا ۱۸۲۷ء یا ۱۸۲۸ء میں تالیف کی گئی۔ دوسری انجیل ۱۸۲۸ء یا اور اس کے بعد ۱۸۲۹ء تک کسی وقت میں۔ اور غالب گمان یہ ہے کہ ۱۸۲۸ء یا ۱۸۲۹ء میں تالیف ہوئی۔ تیسری انجیل ۱۸۳۰ء یا ۱۸۳۱ء یا ۱۸۳۲ء میں تالیف کی گئی اور چوتھی انجیل ۱۸۳۳ء یا ۱۸۳۴ء یا ۱۸۳۵ء یا ۱۸۳۶ء میں تالیف ہوئی۔"

۱۔ فرقوں ان انیسویں، فزقہ اور ستواہی، سومریس اور فرقہ مال کینے کے کتاب اشمال۔ معنی لوگوں نے کتاب اعمال کی صورت میں انکار کیا ہے۔

۲۔ پولیس کے خطوط۔ پولیس کے اکثر خطوط کے سن تحریر میں شبہ یا اختتام ہے نیز ان میں سے بعض کو تسلیم ہی نہیں کیا گیا ہے۔ اختلاف ملاحظہ

ہو۔ پولیس کا خطہ مذکور کی جانب مشرق یا مشرق یا مشرق میں یا

۱۔ اور دین ۱۹۲۱ء کے حال ۱۹۰۵ء-۱۹۰۶ء-۱۹۰۷ء-۱۹۰۸ء-۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۰ء کے حالات۔ یہ کتابیں ان کے بارے میں لکھی گئی ہیں اور یہ کتابیں ان کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔

۲۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۳۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۴۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۵۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۶۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۷۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۸۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۹۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۱۰۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۱۱۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۱۲۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

۱۳۔ پولیس کے خطوں کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔ ان میں سے بعض ہیں۔

حیث کے انکار اور گتے کے اپنے بار میں لکھا ہے۔ آتمنی سے ملاحظہ فرمائیے یا گتے؛ یہ
 سنگھ یا سنگھ میں تحریر ہو کر آتمنی کا دور کرا خط روم میں پہنچنے کے پہلی مرتبہ اور صحران
 مرتبہ مفید ہونے کے وقت لکھا گیا۔ نقلی کا نام خط روم یا خط روم یا خط روم یا خط روم
 یا خط روم میں تحریر ہوا۔

انگریزی خط روم کا نام خط روم ہے۔ روم کے یہاں علماء نے ایک گھر لکھنا
 قروم سے روم لکھا، جدید کتب میں سے نکال دیکھتے ہیں کہ خط روم یا خط روم
 سے تو اس کا مدار نہیں کیا گیا۔ اس کے ساتھ کہ بی اللہ ہے، میں ویسے ہی کہہ دوں گا
 اپنا نام ہے کہ اس پر لکھتے ہیں۔ شبکہ ہے کہ یہ شخص کے نام پہلے خط کی اور لکھا گیا
 آتمنی کے نام و ہونو خطوں اور خطوں کے نام خط کی تبدیلی خدمت کی ہے اور ان
 ناموں کو تسلیم کرنے سے انکار کیا گیا ہے۔

۱۔ خط روم یا خط روم کے نام پر پوروس کا شمار اور بعض مہروں میں اس کا نام لکھا
 گیا۔ ۱۰۱۰ء، ۱۰۱۱ء، ۱۰۱۲ء، ۱۰۱۳ء، ۱۰۱۴ء، ۱۰۱۵ء، ۱۰۱۶ء، ۱۰۱۷ء، ۱۰۱۸ء، ۱۰۱۹ء، ۱۰۲۰ء
 کا ۱۰۲۱ء، ۱۰۲۲ء، ۱۰۲۳ء، ۱۰۲۴ء، ۱۰۲۵ء، ۱۰۲۶ء، ۱۰۲۷ء، ۱۰۲۸ء، ۱۰۲۹ء، ۱۰۳۰ء
 اور یہ نام یہ خط روم ہے۔ نقلی

۲۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی
 ۳۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی
 ۴۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی
 ۵۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی
 ۶۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی
 ۷۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی
 ۸۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی
 ۹۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی
 ۱۰۔ اس خط میں بعض لوگوں نے یہ کہہ کر ہے اور یہ شخص کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور ان
 کے لئے ان کے ہیکل کیوں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ہوں یہ شکل ہے۔ نقلی

عبدالجبار کی دوسری قسم کی کتابیں

دو مرتبہ قسم ہیں یہ کتابیں شامل ہیں :-

پہلی قسم کا قریباً ۱۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ تقریباً ۱۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ تقریباً ۱۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ تقریباً ۱۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو موضوعات اور مسائل شامل ہیں، ان کے بارے میں تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔

میں اور ان کے بارے میں سوچنا۔

ہوگی تو جس نے اپنی کتاب اور نئے فلسفے کی کتاب کا تعلق میں لکھا ہے کہ۔

۱۔ یہ کتاب ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں سوچنا۔ اس کے بارے میں سوچنا۔ اس کے بارے میں سوچنا۔

ہرگز نہیں ہے۔

یہ کتاب ہرگز نہیں ہے۔ اس کے بارے میں سوچنا۔

۲۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

۳۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

۴۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

۵۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

۶۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

یہ کتاب ہرگز نہیں ہے۔

یہ کتاب ہرگز نہیں ہے۔ اس کے بارے میں سوچنا۔

اس کے بارے میں سوچنا۔

۷۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

۸۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

۹۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

۱۰۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

یہ کتاب ہرگز نہیں ہے۔

۱۱۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب نے اس زمانہ میں ہی لکھا ہے۔

یہ کتاب ہرگز نہیں ہے۔

دوم کے پیش پبلیشرز نے لکھا ہے اور کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس کو
نوٹا خالصہ ترجمہ کیا ہے ۱۱

انہیں آپس میں جو شہادہ میں گزرا ہے اور ہیپ پولیس جو سنہ ۲۲ء میں
گزرا ہے اور دوم کا بڑا پادری نو تیس جو سنہ ۲۵ء میں گزرا ہے، انہوں نے اس کا
سرے سے ہی انکار کیا ہے۔ ٹوٹو لوتی، کارمیج کا بڑا پادری متوفی سنہ ۲۷ء کہتا ہے
کہ یہ برتیا کا رسالہ ہے۔ دوم کا پادری کیسے متوفی سنہ ۲۷ء نے پورس کے رسالوں کو
تیز سے شلف کیا ہے اور اس رسالہ کو شمار نہیں کیا۔

سائی پرن، کارمیج کا لائبر پادری متوفی سنہ ۳۳ء بھی اس رسالہ کا ذکر نہیں کرتا اور
سروائی گو جانج کلک پورس کے رسالہ نمبر ۲ اور یوحنا کے رسالہ نمبر ۳، کو تسلیم کرنے
سے منکر ہے۔ اور اسکا لٹچر کہتا ہے کہ جس شخص نے پورس کا رسالہ نمبر ۳ لکھا اس نے
اپنا وقت ضائع کیا۔ یوحنا کے رسالہ نمبر ۱ کے باب نمبر ۱ کی بعض آیتوں کو چھوڑ کر محققین
نے بالکل غلط بتایا ہے۔

لادوڑ اپنی تفسیر کی جلد ۵ ص ۵۱ میں لکھتا ہے کہ "محل اور اسی طرح یروشلم کے گرجے
اپنے زمانے میں کتاب الت ہات کو تسلیم نہیں کرتے تھے اس کے علاوہ اس کتاب کا نام
بھی اس قانونی فرسٹ میں نہیں پایا جاتا جو اس نے لکھی تھی ۱۲ یہاں یہ پلچ قابل توجہ ہے کہ
اس فرسٹ میں کتاب بادوخ اور رسالہ یرمیاہ کا تذکرہ موجود ہے۔"

سنہ ۱۱۰۰ میں اپنی تاریخ کی چھٹی کتاب کے پچیسویں باب میں نقل کرتا ہے کہ "اور جن نے پانچویں جلد
شرح انجیل یوحنا میں کہا ہے کہ پورس نے تمام گرجوں کو کچھ لکھ کے نہیں بھیجا مگر یوحنا کو جو کہنا تو چاہی
وہ پارسل عبارت ۱۰ اتنی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہیرائیوں کے نام لکھے جانے والے خط کی طرح اور
خطوط بھی ہے سند ہیں اور کسی اور نے لکھے ہیں نہ کہ پورس مقدس نے۔ لیکن ہے بعض خطوط میں
۱۱۔ جارسطری پورس مقدس کی گدی بھی چلا۔ سنہ ۱۱۰۰

یوکی ہیں اپنی تاریخ کلیسا کی کتاب ، باب ۲۵ میں لکھتا ہے کہ ”دیونیسس کتا ہے کہ بعض متقدمین نے کتاب المشاہدات کو کتب مقدمہ سے خارج کر دیا ہے اور اس کے رد میں میافذ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ سب بے معنی اور جہالت کا بہت بڑا پردہ ہے اور اس کی نسبت یوحنا حواری کی طرف غلط ہے۔ اس کا معنی نہ تو کوئی حواری ہو سکتا ہے نہ کوئی نیک شخص اور نہ کوئی عیسائی ، اس کی نسبت یوحنا کی طرف درحقیقت ایک بددین اور فاجر شخص مہرنا تمس نے کی ہے۔ مگر میں اس کو کتب مقدمہ سے خارج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ بہت سے جہانی اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے ، میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ کسی الہامی شخص کی تعلق ہے مگر یہ بات آسانی سے نہیں مان سکتا کہ یہ شخص حواری تھا اور زبیدی کا بیٹا ، معقوب کا بھائی اور انجیل کا معنی تھا بلکہ اس کے برعکس محاورات وغیرہ پتہ چلتا ہے کہ یہ حواری ہرگز نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کا معنی وہ یوحنا ہو سکتا ہے جس کا ذکر کتاب الامالی میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا ایشیا میں آنا ثابت نہیں ہے بلکہ یہ یوحنا کوئی دوسری شخصیت ہے بلا ایشیا کا باشندہ ہے۔ اسی میں دو قبریں موجود ہیں جن پر یوحنا کا نام لکھا ہوا ہے۔ عبادت اور مضمون سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انجیل والا یوحنا اس کا معنی نہیں ہے۔ کیونکہ انجیل اور اس کے رسالہ کی عبارت یونانیوں کے اسلوب کے مطابق بڑی پاکیزہ ہے۔ اس میں کچھ مشکل الفاظ کی بھراؤ نہیں ہے اس کے برعکس مشاہدات کی عبارت یونانی محاورات کے قطعی خلاف ہے۔ اس میں

لہ اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس خیال سے اپنا نام یوحنا رکھ لیا تھا کہ یہ اللہ کے نام والے کو اللہ نے طرب میں طرز کیا ہے ہم کو بھی ایسا ہی عزیز کرے۔ اسی خیال سے اکثر لوگوں نے اپنے نام پطرس اور پاولوس بھی رکھے ہیں۔ منہ

لہ ان دو قبروں میں سے شاید ایک وہ ہو جو مشاہدات کا معنی ہے اور دوسرا حواری ہو۔ منہ

تا ناؤں اسلوب استعمال کئے گئے ہیں۔ نیز حماری اپنا نام کہیں بھی ظاہر نہیں کرتا۔ وہ بنیقل میں اور نہ رسالہ فار میں، بلکہ اپنے کو مستحکم یا فائز کے صیغہ سے تعبیر کرتا ہے اور مقصود کو بغیر کسی تمبیہ کے شہرہا کرتا ہے۔ اس کے برعکس اس شخص نے باب میں بیرون سیح کا وہ مکاشفہ لکھا ہے جو مشہور تھا۔ لہذا اس کو اس لئے لکھا گیا تھا تاکہ بندوں کو وہ چیزیں جن کا عقرب ہو یا مفردی ہے ظاہر کرے اور اس نے اپنے فرشتہ کو بھیج کر اس کی معرفت اپنے بندے پر عتاب پر ظاہر کی۔

اور چوتھی آیت میں ہے کہ "یوستا کی جائیداد سے ان سات کلیساؤں کے نام" آیت ۹ میں ہے: "پوتجا جو تمہارا بھائی اور بیوی کی صحبت اور بادشاہی اور جبریا تمہارا اثر یک ہوں"۔

باب ۲۲ آیت ۸ میں لکھا ہے کہ میں وہی پوتجا ہوں جو ان ہاتھوں کو سنستا اور دیکھتا تھا۔ ان آیتوں میں لکھے ذیل نے ہاتھوں کے طریقے کے لحاظ اپنے نام کو ظاہر کیا ہے۔

کیتھوک ہیرا، مطبوعہ ۱۹۱۱ء، جلد ۱، صفحہ ۲۰۴ میں ہے کہ روز نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے کہ بہت سے پروٹسٹنٹ محققین، کتاب المشاہدات کو واجب التسلیم نہیں مانتے اور یہ ضمیر الی اللہ نے مضبوط اور قوی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ یوتجا کی انجیل اور اس کے خطوط اور کتاب المشاہدات (مکاشفہ) ایک مصنف کی ہرگز تصانیف نہیں ہو سکتیں۔

یہی جیس اپنی تاریخ کلیسا کی کتاب ۲ باب ۲۲ میں معترب کے رسالہ کی نسبت یوں لکھتا ہے کہ "خیال یہ ہے کہ یہ رسالہ جعلی اور فرضی ہے، مگر بہت سے مقدسین نے اس کا ذکر کیا ہے اور یہی خیال ہمارا یہود کے رسالہ کی نسبت بھی ہے مگر بہت سے گرجوں میں اس پر بھی کلدر آمد ہوتا ہے" اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے ہائی

مادہ کی نوع و رسالہ یعقوب کی نسبت کہا کرتے تھے کہ یہ تو گھاس بھوس کے برابر ہی
تقدیر قیمت نہیں رکھتا۔

بیشتر متقدمین عیسائی علماء یہود کے رسالہ کی صداقت کے منکر تھے۔ چنانچہ تاریخ
بائبل مطبوعہ ۱۸۵۷ء میں کہا گیا ہے کہ کروٹیس کہتے ہیں کہ یہ رسالہ یہود انامی اس پادری
کا ہے جو ایزرین کے دور سلطنت میں یروشلم کا پندہ ہواں پادری تھا۔ مارٹن آوتھر کا
شاگرد رشید اور پروٹسٹنٹ فرقہ کا نہت بڑا عالم یورن لکھتا ہے کہ یعقوب نے اپنے
رسالہ کا اہتمام بہت ہی نحو و بے اوردہ طریقہ سے کرتا ہے اور کتابوں کے حوالے ایسے
غلط انداز سے نقل کرتا ہے کہ اس میں روح القدس کا وجود نہیں پایا جاسکتا۔ اس لئے
اسی رسالہ کو کتب مفسرہ میں شامل نہ کیا جاسکتے۔ نمبر ۱۱ کا پروٹسٹنٹ مبلغ ویس ٹیوڈور
کا کہنا ہے کہ مشاہدات یوحنا اور یعقوب کے رسالہ کو ہم نے قصہ امتزاجی قرار دیا ہے۔
کیونکہ یعقوب نے اپنے رسالہ میں جن مقالات پر اعمال کو ایمان پر فوقیت دیا ہے مرث
وہی قابل ملامت نہیں ہیں بلکہ اس کے بیشتر معنایں اور ان کے معنی ایک دوسرے
کے بالکل خلاف ہیں۔

سیک ڈی برجن سینٹیوگرس کہتا ہے کہ یعقوب کا رسالہ حجابوں کی تعلیمات کے
بہت خلاف ہے۔ چنانچہ بعض مقامات پر اس نے نجات کو معرفت ایمان پر موقوف ہونے
کے بجائے اعمال کو بھی مدار نجات قرار دیا ہے۔ اسی طرح تو اسے کورینوں کو آزادی قرار
دیتا ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقہ کے بہت بڑے عالم راجرس نے اپنے فرقہ کے ان بہت
سے عیسائی علماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے مندرجہ ذیل کتابوں کو چھوٹی بھوکے کر کتب
مقدسہ سے خارج کر دیا۔

رسالہ عبرانیہ یعقوب کا رسالہ، یوحنا کا دوسرا، تیسرا رسالہ، یہود کا رسالہ اور
مشاہدات یوحنا۔

پروفیسر فریڈ کا ایک زبردست عالم ڈاکٹر پتس کتاب ہے کہ تمام کتابیں یونانیوں
 کے عہد تک واجب التسلیم نہیں ہیں۔ نیز معیت توب کا رسالہ، پہلوس کا دوسرا رسالہ، یوحنا
 کا دوسرا و تیسرا رسالہ کے حواریوں کی تصنیفات نہ ہونے پر اصرار کیا گیا ہے۔ اسی طرح
 عبرانی رسالہ عرصہ دراز تک مزبور رہا اور سریانی گرجوں نے پہلوس کے رسالہ نمبر ۲،
 یوحنا کے رسالہ نمبر ۱۳۱۶، پیٹر کا رسالہ اور کتاب المشاہدات کو واجب التسلیم نہیں مانا۔
 یہاں کچھ حالت عرب کے گرجوں کی تھی، مگر ہم تسلیم کرتے ہیں۔
 تاہم اس کا قول ہے کہ اگرچہ بعض فرقہ میں نئے عہدِ جدید کی تمام کتابوں کی صداقت
 کو تسلیم نہیں کیا تھا لیکن آخر کار مشفق طور پر سب کو تسلیم کر لیا گیا۔
 الخزن ۱۳۶۵ء مکتبہ حدیثیق اور عہدِ جدید کی تمام کتب کی صداقت کے بارے میں
 زبردست اختلاف رہا ہے۔

کتابوں کی تحقیق کے لئے عیسائی علماء کی مجلسیں

۱۳۲۵ء میں بادشاہ قسطنطین کے حکم سے عیسائی علماء کا ایک عظیم الشان
 اجتماع شہر نائس میں منعقد ہوا۔ بڑی تحقیق اور مشورے کے بعد ان علماء نے
 یہ فیصلہ کیا کہ کتابِ یہودیت واجب التسلیم ہے۔
 یہ بات اسی مقدمہ سے خوب واضح ہو جاتی ہے جو اس کتاب پر

۱۵ یقسطین بول (CONSTANTINE) ہے جس کے نام پر پہلے کو قسطنطین کہا گیا۔ گویا اس نے
 اسے اپنا پایہ تخت بنایا تھا۔ وفات ۳۳۷ء میں ہوئی۔ ۱۲۰ ق
 ۱۶ شہر نائس، اس شہر کا مشہور نام نیقیہ (NICAEA) ہے اور یہاں جو عیسائیوں کی کونسل ہوئی
 تھی اسے نیقیائی کونسل کہا جاتا ہے۔ ۱۲۰ ق

جیروم نے تصانیف کے چنانچہ نائیس کے اجتماع کے بعد کتب مقدسہ میں ایک کتاب کا مزید اضافہ ہو گیا۔

اس کے بعد ایک دوسری ۲۱۵ سالوں میں منعقد ہوئی جو لوڈیشیا کی مجلس کے نام سے مشہور ہے۔ اس مجلس نے جدید تفسیر اور جدید کتب مقدسہ کے اجراء کو واجب التسلیم قرار دیا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :-

۱) کتاب آستر (۲) بیوقوف کا رسالہ (۳) پطرس کا دوسرا رسالہ (۴) (۵) د

یوحنا کا دوسرا و تیسرا رسالہ (۶) یسوعا کا رسالہ (۷) پطرس کا رسالہ چہرینوں کے نام۔

اس مجلس نے اپنے فیصلہ کو عام پیغام کے ذریعے منوگہ کر دیا اور کتاب مشاہدات یوحنا و دونوں مجلسوں میں بدستور شریعت کے خارج اور مشکوک رہے۔

اس کے بعد مشرق میں ایک اور بڑی مجلس جو کارتیج کی مجلس کے نام سے مشہور ہے منعقد ہوئی۔ اس مجلس کے شرکاء میں عیسائیوں کا مشہور فاضل آگسٹائن اور ایک سو چھبیس دوسرے مشہور علماء تھے۔ اس مجلس نے مزید سات کتابوں کو واجب التسلیم قرار دیا اور کتاب یوحنا کی صداقت کا واجب التسلیم ہونا منوگہ کر دیا۔ اضافہ شدہ کتابوں کی تفصیل یہ ہے :-

۱) کتاب آونس (۲) کتاب طویلیا (۳) کتاب بادوخ (۴) کتاب عیسائی پیدائش

(۵) و (۶) متاہین کی دونوں کتابیں (۷) کتاب مشاہدات یوحنا

اس مجلس کا فیصلہ شرقیوں کی چھٹی مجلس میں بھی برقرار رہا۔ البتہ اس مجلس کے شرکاء نے

St. Jerome سے عیسائیوں کا مشہور عالم اور فلاسفر سٹیکسٹن اپنی اپنی تالیفات

نے بائبل کا لاطینی میں ترجمہ کیا اور بائبل کے علوم میں معروف ہوئے۔ اس سلسلہ میں اس کی بہت سی

تصانیف ہیں۔ سٹیکسٹن میں انتقال ہوا۔ لیکن یہاں وہ مراونین ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہنگامہ جہاں اس کا

شاگرد جیروم تھی ۳۱۹ء میں ملا ہے۔

کتاب ہادوخ کو کتاب یرمیاہ کا تقریباً جزو قرار دیا۔ اس لئے کہ ہادوخ علیہ السلام، یرمیاہ علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ تھے۔ اسی لئے ان لوگوں نے اسما اکتب کی فہرست میں کتاب ہادوخ کا نام علیحدہ نہیں لکھا۔

جلسہ رتو، مجلس تلواریس اور مجلس ٹرنٹ نے بھی پہلی کارٹیج کی مجلس کے فیصلہ کو قائم اور باقی رکھا، صرف آخر کی دو مجلسوں نے کتاب ہادوخ کا نام ان کتابوں کی فہرست میں علیحدہ لکھ دیا۔

ان مجالس کے منعقد ہونے کے بعد وہ کتابیں جو تقریباً تین صدی تک مشکوک اور غیر معتبر سمجھی جاتی رہیں، تسلیم شدہ قرار پائیں اور تقریباً بارہ سو برس تک عیسائیوں کے تمام فرقوں کے نزدیک واجب التسلیم رہیں اور آج بھی رومن کیتھولک و اسٹان سب کو واجب التسلیم قرار دیتے ہیں۔

اسلاف کے فیصلوں سے پروٹسٹنٹ فرقہ کی بناوٹ

پروٹسٹنٹ فرقہ نے کتاب آستر کے معنی ابواب، کتاب ہادوخ، کتاب طویا، کتاب یہودیت، کتاب دانش، کتاب پند و نصائح کلیسا اور عقائد میں کی دونوں کتابوں کو کتب مقدسہ سے خارج کر کے ان کی مطابقت کو واجب التسلیم ماننے سے انکار کر دیا۔ اور دیگر دلائل کے علاوہ مندرجہ ذیل دلائل بھی پیش کئے کہ :-

- تمام عیسائیوں نے ان کتابوں کو تسلیم نہیں کیا۔
 - ان میں زبردست تخریب ہوتی ہے۔
 - من گھڑت اور خود ساختہ ہیں اور ان میں جھوٹی باتوں کی بھرمار ہے۔
- ہم ان کے ان دلائل کو بہرہ و چشم قبول کرتے ہیں۔ اس فرقہ کے اپنے احقران سے یہ حقیقت پائی ثبوت تک پہنچ گئی کہ چوتھی صدی عیسوی اور اس کے بعد کے کئی اسلاف اور

بزرگی مرے سے نااہل اعتبار پاسکے۔ لہذا ان کے جماع اہد اتفاق کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؛ بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ یہ لوگ دیانت و صداقت سے بالکل بے بہرہ تھے جس کی وجہ سے سیکڑوں ہزاروں علماء معتقد طور پر عبوتی اور تحریف شدہ کتابوں کو واجب التسلیم قرار دے کر انہیں یا چون کہ بے ایمانی پر منتج کرنے کی کوششیں میں گئے وہ اور جن چیزوں کو واجب الود قرار دیا چاہیے تھا ان کو واجب الاعتقاد ثابت کرتے رہے۔

اس فرق کے نزدیک دین کتبہ کے فرق جو کہ ان سے تعداد میں چھ گنا سے بھی زیادہ ہے

وہ کتبہ کی معیبت میں مبتلا ہے۔

ان لوگوں کا حکم امتراء کے بموجب کتب مقدسہ میں اسلاف سے بھی تحریف ثابت ہو گئی۔ علماء کا گھمبہ میں یہ بات نہیں آتی کہ دلیل اہل مذکورہ کا نہایت مذکورہ بالا کتابوں کو نو کتبہ قدر سے خارج قرار دیا گیا مگر اس دلیل کا معنی یہ بھی تو ہے کہ کچھ کتاب امتراء مشاہدات پر مبنی، یوحنا کا دوسرا اہد تیسرا رسالہ، پطرس کا دوسرا رسالہ، یوحنا کا رسالہ، یعقوب کا رسالہ اور رسالہ عبرانیہ کو بھی کتبہ پر مقررہ سے خارج قرار دیا گیا۔ لیکن کیا نہیں کیا گیا جہاں تک ان مجلسوں سے پیشتر ان کتابوں کو بھی تمام عیسائیوں نے تسلیم نہیں کیا تھا اور اس معاملہ میں مشاہدات اہد کتبہ امتراء خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ حتیٰ کہ کتاب مشاہدات کو بعض لوگوں نے ایک طو شخص مرن تھسن کی تصنیف قرار دیا ہے اور اس کو غیر معقول، بے معنی اہد جہالت کا بہت بڑا پردہ کہا گیا ہے۔ ذمیر عبادت کا مطلوب بنانا ہے کہ اس کا معنی انجیل والا یوحنا ہرگز نہیں ہو سکتا اور کتاب امتراء کے سیاق سے اس کا کتاب مقدس ہونا ہی معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ وہی کتاب ہے جس میں بھی خدا کا ذکر کتبہ نہیں آیا اور نہ ہی اس کے معنی کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکا۔ بائبل کے معتبرین محسن ظن و تخمین سے کام لے کر اس کے تعین کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض عیسائیوں کا خیال ہے کہ یہ ان علماء کی تصنیف ہے جو عورتا کے عہد سے

سائنس کے نام تک ہونے ہیں۔

لٹریچر کی کاغذی شکل ہے کہ یہ بیویا کی کتاب کی تصنیف ہے جو مسودہ کا بیٹا تھا اور بال کی قید سے آزاد ہو کر آیا تھا۔

گفتگو کی کتاب ہے کہ یہ عزیز کی تصنیف ہے۔ بعض کے رائے ہے کہ یہ مرد کے لکھی ہوئی ہے اور بعض مرد کے اور نامزدوں کی تصنیف بتاتے ہیں اور بیشتر بیانیہ مقدمہ میں ہے اس کتاب کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھا ہے۔

گفتگو کی کتاب ہیرالڈ ۲ صفحہ ۲۷۷ میں ہے کہ سینٹ ہیریٹھ نے واجب التسلیم کتب مقدمہ کی فہرست میں اس کتاب کا نام درج نہیں کیا۔ چنانچہ یوٹی بیس نے اپنی تاریخ کلیسا کی کتاب ۲۲ باب ۲۷ میں لکھا ہے کہ سینٹ گرگوری نازین نے اپنے اشعار میں تمام واجب التسلیم کتابوں کے نام ضبط کئے ہیں لہذا اس کتاب کا نام ان میں نہیں لکھا اور نہ ہی سینٹ ایم ٹی لوکیس نے اپنے ان اشعار میں جو ہمیں نے سٹیو کس کو لکھے تھے اور ان میں تمام کتب مقدمہ کے نام درج کئے تھے۔ اس کتاب کا نام شامل کیا بلکہ اس کے واجب التسلیم ہونے پر شبہ کا اظہار کیا ہے۔ سینٹ اسٹامبیسٹیس نے اپنے اتالیقوں میں عطا میں اس کتاب کو ۷۰۰ واہد نامہ پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح مصنف مناسبتوں نے بھی اسی کو مرد قرار دیا ہے۔ غرضیکہ مذکورہ تفصیلات سے یہ بات واضح طور پر پائیہ ثبوت کو چھوٹی کہ اصل کتاب کے پاس ان کی کتب مقدمہ کی کوئی بھی متعلق موجود نہیں ہے۔



فصل سوم

کتاب مقدس میں تحریف کے اسباب و وجوہ

کتاب مقدس میں تحریف کے مختلف اسباب و وجوہ ہوتے ہیں۔ خلا

ازمانہ قدیم میں لکھنے کے ناقص طریقوں کو تیار کیا جاتا ہے چنانچہ
تحریف کا پہلا سبب اس کا رہا کہ ایک کتاب میں جو مشرق وسطیٰ میں پارس ڈالین پریس

لندن سے شائع ہوئی انہی کی وجہ سے بیان کی گئی ہے۔ ۱۔

۲۔ زمانہ قدیم میں کسی چیز کو لکھ کر محفوظ رکھنے کا طریقہ تھا کہ شیخے، سوم یا کھڑکی کا تختی بنا کر لکھ دیا جاتا ہے۔

بنا کر لکھ دیا جاتا ہے۔ پتیل یا پتھر کی اس طرح سے لکھنے کے متحمل ان تختیوں پر لکھ کر دیکھتے

جاتے تھے۔ پھر انہی کو سب سے پہلے ان تختیوں کے جمانے پر پتھر سے لکھی ایک تختی

کے تختوں کو اس کام کے لئے استعمال کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد شہر و گیس کے باشندوں

نے لکھا جس پر پتھر سے پتلی بنا کر تیار کیا۔ آشوری سڑکی اور آئینی اور شیشے سے کاغذ

تیار کیا گیا۔ جو کہ تیرہویں صدی میں کپڑے سے تیار کیا جاتا تھا۔ چنانچہ صدی

میں قلم ایجاد ہوا۔ چنانچہ زمانہ قدیم میں کتابیں لکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ ایک تخت

پتھر سے کاغذ کے ایک ہی جانب لکھا جاتا جسے حفاظت کے لئے پتھر سے ڈھک کر رکھا

دیا جاتا اور جب پڑھنے کے لئے کھولا جاتا تو کافی بیگ میں پھیل جاتا۔ اس کے بعد

چکر اور لاتی پر دونوں طرف لکھنے کا رواج ہوا۔ یہ وجوہ ہے کہ اس دور میں تمام کتب

۱۔ Papyrus دیانے نل کے کناروں پر یہ پودا بجزرت پیدا ہوتا ہے وہ پتھری

سکے طریقے پر کتابوں کا لکھنا، ان کا ترجمہ کرنا، ان کو پڑھنا اور پھر کتاب کو محفوظ
 رکھنا انتہائی مشکل کام تھا۔ چنانچہ اس دور میں کتابوں میں تحریف اور جھلساری
 کا امکان ہر لمحے ہی آسان تھا، قطع نظر اس سے کہ تحریف کا سبب پیدا کیا جاتا
 یا اس کی کوئی دوسری وجہ ہوتی، جہاں تک تواریک اور انجیل میں تحریف کا تعلق ہے
 اس کا سبب بڑا سبب محدودوں کی کارگزاریاں ہے۔

خلاصہ فرمائیے مذکورہ بیان سے دیگر اسباب تحریف کے علاوہ اس عیسائی مؤرخ کا
 یہ اعتراض کہ تواریک اور انجیل میں تحریف و جھلساری کا کام طوین کی طرف سے بڑے پیمانے
 پر کیا گیا۔ اور یہ حضرت اسی مؤرخ کا اعتراض نہیں بلکہ دوسرے انگریز مؤرخ بھی مذکور
 وجوہات کا برطا اعتراض کہتے ہیں، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سڑی علیہ السلام
 کی پانچوں کتابوں میں جو کہ ۵۵۰ سترتین سچ علیہ السلام کے زمانہ کی تصنیف ہیں، ساتویں
 صدی عیسوی میں کاغذ کی ایجاد تک جن کو دو ہزار سال سے زائد عرصہ ہو چکا تھا نیز
 عبدعقیق کی دوسری کتابوں کے عرصہ دراز تک اور تقریباً سات سو سال تک انجیل
 کے نسخے بہت ہی کم تعداد میں موجود ہوں گے اور محدودوں کو ان میں جعل سازی اور
 تحریف کا بہت ہی زیادہ موقع ملے گا۔

دوسرا سبب تباہی و بربادی سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ سبب گرا دینے گئے،
 بے شمار یہودی قتل کر دیئے گئے اور باقی ماندہ قیدی بنائے گئے۔ اسی وقت تک

۵۰۰ تخت نصر چھے ہو کہ نصر Nabuchodonosor لکھا گئے ہیں۔ تواریک
 یہی نام مذکور ہے، بابل کا بادشاہ تھا، جس نے یہوشلم پر حملہ کر کے اسے بری طرح تاخت و
 تاراج کیا۔ یہ ایک مذاب تھا جو بنی اسرائیل کی باعالیوں کی بنا پر یہودیوں کو یہوشلم کی انبیا
 علیہ السلام نے کی تھیں۔ ۵۰۰ قعی

عبدالغنی کی کتابوں کے جتنے پرانے نسخے بھی موجود تھے اس حادثہ میں سب کے سب ضائع ہو گئے۔ چنانچہ یہ کہا گیا ہے کہ اگر عورتا پیدا نہ ہوتے اور قورسٹ کی دو بارہائی بنا دیکھنے تو ان کے زمانہ میں ہی یہ کتابیں موجود نہ ہوتیں۔ دوسرے زمانوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

تیسرا سبب یہ ہونا کہ جب عورتا اعلیٰ للسلام ہونے کے بعد غنی کی کتابوں کو دوبارہ لکھا تو ۱۹۵۸ء قبل مسیح کے اعلیٰ للسلام میں ان کو اس کے دور حکومت میں ہی لکھا گیا اور تباہی سے دوچار ہونا پڑا۔ اس حادثہ میں عورتا اعلیٰ للسلام کے بقول

سے دیکھئے ۲۰ ایسڈ میں ۱۹۵۸ء میں جس میں ان کتابوں کے ذخیرہ آئین برسنے کا واقعہ ذکر ہے کہ کچھ فرقہ اس کتاب کو کب تک تسلیم کرتا ہے۔ اگرچہ پروٹسٹ کرتے ہیں اس واقعہ کا ہی منکر ہے (مذکورہ کتب خانہ میں) اس کا منکر ہے، بلکہ میں یہ واقعہ ذکر ہے وہ صید (پروٹسٹ) کی ذمہ داری ہے اس سے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کتاب قورسٹ ضائع ہو گئی تھی اور حضرت عورتا نے لکھ کر پوسٹ پر لکھنے کے ماتھے سے پڑھا۔ جب بہت ہے کہ کچھ بائبل Knox Webster کے بطور اشارہ میں بھی اس سے متعلقہ کتاب کی حالت کیا ایک ہے جس میں یہ واقعہ ذکر ہے اس میں اس کی درجی کتاب تیرہویں باب پر رقم ہو گئی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے سوا کسی اور نسخہ میں اس سے وہ بہت نقل کی جانے لگی تھی۔ عورتا کی کتابوں میں اس کا عنوان کیا گیا ہے کہ عورتا میں عورتا سے جو ہے۔ چنانچہ اس سے کچھ عورتا میں ہے یعنی نمبر ۲۰ ایسڈ میں ۲۰۰۱-۲۰۱۱ء اور ۲۰۱۱-۲۰۲۱ء کے درمیان میں کورسٹ پر کچھ نقل تھی اور اس کے عورتا سے اسے دوبارہ لکھا (ص ۵۰) جلد ۲۰۱۱-۲۰۲۱ء میں کچھ عورتا میں عورتا سے پانچ ۲۰ ایسڈ میں ۲۰۱۱-۲۰۲۱ء میں اس سے کچھ بائبل میں ۲۰ ایسڈ میں کے ۲۰ ایسڈ میں عورتا میں لکھا ہے (ص ۵۰)۔

۵. اٹیکا میں ۱۹۱۱ء میں Antioch کے قریب کا مشہور بادشاہ جس نے مسیحیت میں راجہ کر کے کئی سالوں تک اور کچھ عورتا میں عورتا میں لکھا ہے (ص ۵۰)۔

تہ نسخہ سے علاوہ عمدہ تہ کی دوسری ناچور کے بھی نسخے اس نظام بادشاہ نے تلاش کر کے مناجح کر دیئے۔ مکاتیبوں کی پہلی کتاب کے باب میں اس تہ کی تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے :-

۱۰۰۰ چونکہ شہنشاہ فرنگیان نے برہم جوئی کے علماء متبعین کی تہوں سے نئے نسخے انہوں سے اسٹے ملے پھاڑ کر چھوڑے اور علم یا تہ میں نے پاس ہوئی کن صاحب متبع کی نکلے گی یا وہ تہ بہت کی وہم نہا ہے ؛ آتے قتل نہ یا جائے تھا۔ چنانچہ ہم زمین میں اس کی تہ میں تہ میں ملے ہیں آئی اس میں نے پاس سے عمدہ تہ کی کون ان سے برآمد ہو ہائی یا یہ بات تمام جو ہائی کہ وہ تہ تہ بہت ہو تا ہے تو اس شخص کو قتل کرو یا جانا اور آتے ہی تلفت کر دیں جاتی تہ :-

عسائی تہ سے اور پچھلے سے ملائین یہ سنگین مادہ ساڑھے تین سال تک برابر جاری رہا۔ یہاں تہ کو تہ تک ایسی تہ بے ملکہ نہ مرنے کے لئے کے منفرود ہیں جو کون کتاب ہے :-

۱۰۰۰ اور مل علم اس تہ پر متفق ہیں کہ اصل نورانی کتاب اور اسکی طرح علم متبع کی کتابوں سے اس نسخے سے تہ کے تہوں کے ہاتھوں پر دستہ اور سیکل کی تہا ہاں سے وقت سب کے سب مٹانے ہوئے اور سب ان کی تہ میں عذر و عید السلام پہنچنے کے تہ دو بارہ تہ جو میں تو وہ بھی تہ میں سے عازر میں مٹانے ہائیں اور پھر ان کتابوں کی شہادت اس وقت کہ سب تہ میں تہ تہ علی اللہ اور انہی تہ جو ایوں سے ان تہ پر شہادت انہیں دے دی :-

۱۰۰۰ نظر فرمائیں کہ یہ عسائی عالم عمدہ متبعین کی کتابوں کے مناجح ہو جانے کا کتنے کھلے الفاظ میں اعتراضات کر رہا ہے۔ سب علیہ السلام اور جو ایوں کی شہادت کا مفلس ذکر کر مہمہ ہم کے آخر میں مذکور ہو گا۔

چوتھا سبب حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور کے بعد شاہانِ فرنگ کی دشمنی کے سبب ان کے ہاتھوں اور بھی مختلف اور متعدد حوادث سے یہ ۱۰۰ یوں کو وہ چار ہونا پڑا جن میں چند عقیم کے وہ نئے جو انٹیکس کے حادثہ میں کسی طرح ضائع ہونے سے بچے رہے تھے اور وہ نئے بھی جو اس حادثہ کے بعد تالیف کئے گئے، سب کے ضائع ہو جانے کا گمان نہیں کرنا چاہئے۔ ان میں سے ایک حادثہ طیبوس رومی کا ہے جو یکا علیہ السلام کے خروج سے ۲۰ سال بعد پیش آیا۔ مشہور مؤرخ یوسفیس نے اپنی تاریخ میں اس حادثہ کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں۔ ۳۱ء حادثہ میں گیارہ لاکھ یہودی مارے گئے اور توبے ہزار کو قیدی بنا کر غلاموں کی طرح فروخت کیا گیا۔

پانچواں سبب حضرت مسیح علیہ السلام کے تیس سال بعد جنی شاہانِ فرنگ کے نہیں دے حکومت کی وجہ سے ابتدائی طبقات کے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے اور وہ گروہ کے بے پناہ مصائب و حوارث کے چھاڑ ڈھٹے رہے۔ ان حوارث کی وجہ سے ان غریبوں کو شب و روز پانی جان کے لالچہ پڑے رہتے۔ ایسی صورت میں کتب مقدسہ کے پاس موجود رہنا اور ان کی تدوین و تصحیح انتہائی مشکل کام تھا اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ اس طرح کے سنگین مصائب سے دوچار ہونے کی صورت میں کسی کتاب کی تدوین یا اس کی تصحیح کا کسے ہمت ملتا ہے؟ ان حوارث میں ان بے چاروں کو کس مرتبہ قبل عام سے واسطہ پڑا۔ جن کی تفصیل یہ ہے :-

یہ تھا حادثہ | یہ حادثہ تیسویں شاہِ فرنگ کے عہد میں ۱۰۰۰ء میں پیش آیا، جنوں

۱۰۰۰ء میں ہیری کی طرح انہماک کے بھی تمام نسخوں میں ہی نام لگایا ہے مگر مشہور شاہِ فرنگ (۱۰۰۰ء) ہے۔ برقیانیکا اور مقدسین فلازن میں لگی اسے تیسویں ہی لگا لیا ہے۔ جو دس کا بار شاہِ فرنگ ۱۰۰۰ء میں ہوا ہے اور پانچواں ہیرتہ مشہور فلسفی ایشیا کا شاہ ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کیا ہے۔ یہاں پر یہی ضرب المثل ہے۔ (۱۰۰۰ء) ۱۰۰۰ء

اسکی ہر شکامہ میں مار گئے۔

چوتھا حادثہ — ایک باغیہ کے قاتل عام کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔

پانچواں حادثہ — اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔

چھٹا حادثہ — اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔

ساتواں حادثہ — اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔

آٹھواں حادثہ — اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔ اس کا یہ واقعہ شاہ مرتضیٰ انونیس سے عہد میں پیش آیا۔

کو جلا دیا جائے :-

پھر صفحہ ۵۲۳ پر لکھا ہے :-

”جو کسی قبیلے، نژاد، رنگ، پیرایہ میں بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے گھبروں کا شمار ہونا اور بازاروں میں کتب مقدسہ کا جلا یا جلا دیکھا ہے :-“

دویم مور اپنی تاریخ کلیسا مطبوعہ ۱۸۶۵ء کے صفحہ ۱۲۹ میں لکھتا ہے :-

”سن ۱۷۱۹ میں گرجوں کے مسدود کرنے، کتابوں کے جلاؤں لے اور عبادت کے لئے عیسائیوں کے اٹھانے ہونے کا سخت توہین فرمان جاری ہوا :-“

پھر صفحہ ۱۳۰ میں لکھتا ہے :-

”دو عیسائیوں کی تمام کتابیں خصوصاً کتب مقدسہ میں کو عیسائی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، ان کی جتنی تعداد بھی چھان بین اور تلاشوں سے مل سکی جلا ڈالی گئی اور جو عیسائی بھی انکار کرتا یا اس کی نسبت بادشاہ کو یہ گمان ہو جاتا کہ اس کے پاس کوئی کتاب چھپی ہوئی ہے اسے اس کو سخت اور شدید جزا دی جاتی :-“

ساتواں سبب | ذکرہ بالا حادثات و واقعات کی بنا پر عواموں کے زمانہ
اور جبل سازی کا پورا پورا موقعہ مہیا آ گیا۔ انہوں نے یہ سوچ کر کہ اچھلک تو مصائب میں
مبتلا ہونے کی سبب ان کی تحریف و جعل سازی کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ لہذا
پہاری یہ جعل سازی کا مایاب رہے گی۔ کتب مقدسہ میں تحریف و جعل سازی کا کوئی طریقہ
فوجداشت نہیں کیا ہو گا۔ چنانچہ سن ۱۷۹۹ء تک اس جعل سازی کا بانا اور خوب خوب گم رہا
اور وہیں حدی میں تو جعل سازی کا یہ کالہ بار انتہائی عروج پر پہنچ چکا تھا۔ لہذا ظاہر

کا مفصل تذکرہ مقدمہ موم فصل اول میں بیان کیا جائے گا۔

آٹھواں سبب آٹھواں سبب یہ ہوا کہ حواریوں کے زمانہ سے ۳۵۰ء تک عیسائی گرجوں میں کتب مقدسہ کا لایونانی ترجمہ ہی پڑھا جاتا رہا۔ یہود اور مسلمانوں کی عبرانی نسخوں سے بنے تو عجمی کی بنا پر ادا لکھ کر ہالا حروف کے در نما ہونے کے سبب جو عجمی نسخوں سے بہت باقی رہ گئے تھے وہ یہودیوں کے پاس ہی تھے اور شاید کسی عیسائی گرجے میں بھی بطور تبرک رکھے ہوئے ہوں اور یہودی قوم اپنی غیبت و شرارت میں حنرب المثل ہے۔ اس صورت حال میں کتب مقدسہ میں تحریف و تصحیح کا ان کو پورا پورا موقعہ پیش آیا۔ یہ یہودیوں کے پاس غیبت باطن کے باوجود انہوں نے ایک اور عمل یہ کھلایا کہ یہودی علماء کی ایک مجلس شوریٰ منعقد کر کے اس میں کتب مقدسہ کے ان تمام نسخوں کو جو ان کے پاس موجود نسخوں سے کسی قدر مختلف تھے، غلط اور جلی قرار دے کر ضائع کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور ساتویں اور آٹھویں صدی کے پٹے کے نکلے ہوئے تمام نسخے ضائع کر دیئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آٹھویں صدی میں تین عیسائی علماء نے کتب مقدسہ کو دوبارہ تدریس و تحقیق اور صحیح کام شروع کیا تو ان کو دسویں صدی سے قبل کا تحریر شدہ کوئی عبرانی نسخہ تکمیل نہ مل سکا۔ چنانچہ وہ اس کی کاٹ

کھتا ہے کہ :-

عہد عتیق کے جو نسخے موجود ہیں وہ، وہ بھی جو ستائے اور

در بیان رکھے گئے :-

اور جب سے زیادہ پرانا نسخہ دستیاب ہوا جسے تکمیل اور صحیح کر لیا ہے جس کا نام کوڈکس لائو یا ٹونس ہے اس کے متعلق کئی کاٹ کا دعویٰ ہے کہ دسویں صدی میں لکھا گیا۔ مشہور ڈی روڈی کا خیال ہے کہ گیارہویں صدی کا لکھا ہوا ہے اور اس پر اس نے نسخے کی صحت کا یہ حال ہے کہ فائزر ہوسٹ نے جب ۱۸۵۰ء میں بائبل کا عبرانی نسخہ

کامل تصحیح کے دعوے کے ساتھ پیش کیا تو اس پر اسے نسخے سے چودہ ہزار مقدمات پر مخالف تھا اور ان چودہ ہزار مقدمات میں دو ہزار سے لے کر چھ ہزار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہمات کے مخالف تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ موشیوٹی ردی کو پرانے نسخے کے قرائن باب ۲۱ آیت ۱۹ سے کتاب حقیقی باب ۱۱ آیت ۵ تک کے کچھ اوراق ملے تھے۔ ان اوراق کے بعد یہ چھ کاغذ لکھ کر موشیوٹی ردی نے حسن وعین سے ان کو آٹھویں صدی کے لکھے ہوئے قرار دے دیا۔ اسی طرح ایک دوسرے پرانے نسخے کے کتاب پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۱ سے کتاب استواء باب ۱۱ آیت ۱۱ تک کے کچھ اجزاء اس کے ہاتھ لگے۔ یہ تمام اجزاء مختلف قزاقوں کے لکھے ہوئے تھے۔ جنہیں گنگہ پارے میں اس کا یہ خیال ہے کہ یہ نوادہ ہے۔ زیادہ تو یہ یاد دہانی ہے کہ لکھے ہوئے ہیں، انتہائی کوشش کے باوجود ہمہ عین کا کوئی ٹکڑا نسخہ وہیں صدی سے پہلے کا لکھا ہوا اس کو کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکا۔ جیسا کہ ہاتھ صاحب نے اپنی تفسیر کی دوسری جلد میں ان تمام امور کی تصریح ہے۔

اب یہاں چند باتیں خاص طور سے قابل ذکر ہیں :-

۱۔ آٹھویں صدی سے پہلے کے لکھے ہوئے بائبل کے تمام نسخے، یہودیوں کے پاس موجود عبرانی نسخے کے سوا، مختلف جگہوں میں کئی طور پر ضائع ہو گئے اور ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

۲۔ یہودیوں کی مجلس شورائی کے حکم مر کے بارے میں یقینی طور پر یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے محض اس غرض سے یہ ضرورت کی تھی کہ جب ان کے پاس موجود نسخے کے سوا تمام نسخے ضائع ہو چکے ہوں گے تو اس موجودہ نسخے میں تحریف و تبدیلی کا عمل اختیار نہیں کیا۔ اور وہ من مانی کا رد دیا گیا کہتے رہیں۔ لہذا آٹھویں صدی کے بعد اس عبرانی نسخے کی جو نقول شائع ہوئیں وہ کسی صورت میں بھی معتبر اور

قابلِ اعتناء نہیں قرار پا سکتیں۔

۳۔ ڈاکٹر کننی کاتھ اور شوئیچ ڈوئی رومی کو مذکورہ بالا قدم نشوں کے بارے میں یقینی طور پر تصدیق نہیں ہو سکی کہ یہ کس صدی میں لکھے گئے۔ بلکہ یہ حضرات ممکن کاغذ کی ہوسیدگی اور رقم الخط سے اندازہ لگا کر ظن و تخمین کی بنیاد پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۹۳۳ء سے یہ سائیکل کے اکثر فرقوں پر پاپاؤں کی حکمرانی ہے، ۱۹۳۳ء تک تو اپنی سبباً تو پاپاؤں کا یہ اقتدار اپنے عروج پر پہنچ گیا اور ان پاپاؤں کی کتب متذکرہ کے بارے میں جو بددیانتی پروٹسٹنٹ فرقہ والوں کی نظر میں ہے، محسوس بیان نہیں۔ چنانچہ پروٹسٹنٹ فرقہ کا بانی مارٹن لوتھر اپنی کتاب کی جلد ۱ ص ۲۴۵ میں پاپاؤں اس کے مانتوں کے بارے میں یوں کہتا ہے کہ :-

و اگر حکومت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بے رحم اور دانا باز پوپ اور اس کے مانتوں کو ان کے جانوں کے سمیت شکلیں کسوا کر سمندر میں پھینکا دیتا۔

اور اپنی کتاب کی اسی جلد کے ص ۱۱۱ پر کہتا ہے :-

پوپ اور اس کے متعلقین ایک شرمناک اور مفسد لشکر کو فریب کار گروہ ہے اور بدشاہ لوگوں کا ایسی پتہ گاہ ہے جو بڑے بڑے جتنی شیاطین جہنمی ہوتے ہیں

کہ اس کے شرک اور ناک کی ریش سے جتنی شیاطین برآمد ہوتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ اپنی کتاب کی جلد ۲ ص ۱۱۰ پر پوپ کو دجال کے نام سے یاد کرتا

کہ مارٹن لوتھر (Luther Martin) جرمی میں فرقہ پروٹسٹنٹ کا بانی اور اس کا سب سے پہلا

یادگار ہے۔ اس نے پہلے یہ آوازہ اٹھائی کہ ہر عام و فاسق انسان کو براہ راست کتب مقدسہ سے استفادہ کا

حق حاصل ہے۔ اس نے کھسے قدم کا ہر مات کے مخلص اجتماع کی تھا، اس لئے اس کے فرقہ کو

پروٹسٹنٹ کہتے ہیں۔ اسی نے تو مارت کا ترجمہ لکھا زبان میں کی جس کو جرمنی میں ایک شاہکار قرار دیا

جاتا ہے۔ پیدائش ۱۴۸۳ء وفات ۱۵۴۶ء ۱۲

سب سے پہلے یہی طریقہ تھا کہ ان کا دوسرا قول لکھیجے گا کہ جس پر ۹ ص ۲۹ میں مندرج ہیں۔
 اور یہ ایک میں حقیقت ہے کہ سب کا وہ سال تک لکھنا ہوتا ہے جس
 حریب کا ترجمہ اور شیطان صفت لوگوں کے ہاتھوں میں گھلوانا ہی نہیں ہے
 جو کہ تمام اس کا لفظ ترجمہ کے بارے میں جو روایتیں ہوتی ہیں کہ فریقہ کے نزدیک ہے
 ایسا قرار پا چکا ہے۔ اس کی کتاب کی مدد ۴۳۰ میں لکھتے ہیں کہ :-

”یہ ایک ایسی حدیث ہے جو روایتیں حدیث نمبر ۵۱ میں ہے شمار الحافظ اور
 تخریج سے یہاں ہو گئی ہیں :-
 ”سنہ ۲۰۰ھ میں لکھتے ہیں :-

”وہی ترجمہ برابر کسی میں ترجمہ میں ہے اور یہ نہیں ہے اس کے اہل
 سے نہ ہی ہے باقی کے ساتھ تحقیق کی ایک کتاب کے فقہ سے اور ہی کتاب میں
 شاندار ہے۔ اس طرح حواشی کی ساتھ کہ کوئی میں داخل کر دیا ہے :-

”ان کے ہاں حریب میں :- ہزار سال میں باہر کے اس ترجمہ میں الحاق و تخریب کا
 حال جو جو اور نہ کو اور جو (۱۱) کتابہ الحاق و تخریب سے کہ یہ محفوظ ہو گئی ہے
 ”خارج اور :- لا سبب تخریب معلوم ہو کہ یہ کتابہ الحاق و تخریب ہو گئی ہے
 ”سبب تخریب میں :- ایسا اور ان کا واقعہ ہوا کہ کسی شرح کے بعد از سال قرار میں آج
 ”ان کو تو ہاں لکھن اور انہی فی اسات کتابہ الحاق و تخریب کے الحاق کے علم اور واقعہ میں
 ”ادوی آہ کتابہ صفحات میں متادم سے کتابہ اس کا نقل و نقل بیان کر رہا ہے :-



مقصدِ اول

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتابیں

نصیحی کتابیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کتابیں

ان پانچ کتابوں کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہیں اور اساتذہ کے نزدیک وہ منبر بھی باقی تھیں، مگر تاخرین نے ان میں سے بیشتر کو غیر معتبر قرار دے دیا اور ویسے ہی وہ اب ناپید ہو چکی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ان کتابوں کی تفصیلات حسب ذیل ہے :-

(۱) زبور موسیٰ ۱۱ ص (زبور موسیٰ سے ۱۰۰ تک)

(۲) کتاب ایوب بعض مستشرقین کا کہنا ہے کہ اس کتاب کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عزرائیلی زبان میں لکھا ہے اور یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے کہ یہ کتاب اصل میں عبرانی زبان میں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عبرانی زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے، مگر اس کا صاحب کا کہنا ہے کہ یہودی اور عبرانی علماء نے اس کتاب کی تردید کی ہے۔

(۳) کتاب مائتات

(۴) کتاب پیدائش خورد

چوتھی صدی تک یہ کتاب اپنی اصل عبرانی زبان میں موجود تھی، چوتھی صدی میں یہ کتاب عربی میں لکھی گئی، مگر اس کے حوالے دیئے ہیں اسی طرح سیف بنی اسرائیل نے بھی اپنی تاریخ میں اس کتاب کے حوالے اکثر مقامات میں فرج کئے ہیں۔ اربعین کا قول ہے کہ

پوست نے ان تفسیر والوں کے نام خط میں باب ۱۰ آیت ۶ اور باب ۱۰ آیت ۱۰ اسی کتاب پر پیش خورد سے نقل کر کے رکھی تھیں۔ اس کتاب کا ترجمہ مولانا محمدی نے کیا ہے۔ کتاب ربا مولانا محمدی نے ٹرنسٹ کی ہے۔ اس کو غیر معتبر قرار دیا۔ اس طرح یہ کتاب غیر معتبر شمار ہونے لگی۔

خود طلب امر ہے کہ معتقدین کے نزدیک یہ کتاب معتبر رہتی جاتی تھی حتیٰ کہ پوست جیسے انسان نے بھی اس کو معتبر تسلیم کیا۔ لیکن مولانا محمدی نے ٹرنسٹ مجلس تحقیقات کے مجتہدین سے یہ کتاب غیر معتبر قرار دیا۔ قابل تسلیم قرار پاجاتی ہے۔

(۵) کتاب معراج لارڈ کرتے اپنی تفسیر کی جلد ۶ صفحہ ۱۰۰ میں کہا ہے کہ ازجہ لاقول ہے کہ یہ کتاب کے رسالہ آیت ۱۰ اسی کتاب سے نقل کی گئی ہے۔

(۶) کتاب الامداد

(۷) کتاب آزمائش

(۸) کتاب الاقرار

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب یہ کتابیں کتابیں جن کو معتقدین نے معتبر قرار دیا ہے۔ لیکن اب عیسائی حضرات کی کتاب مشاہدات اور اس کے بعد کی مذکورہ کتابوں نے اس آیت کی حیات ترحیم ہند یہ ظہور ۱۹۳۲ء کے مطابق یہ ہے: مسیح یسوع کے طریق میں مختون اور نامختون میں کوئی فرق نہیں مگر ایمان میں جو جنت سے انکار کرتا ہے۔

یہ آیت ترحیم ہند بالاک کے مطابق یوں ہے: مسیح یسوع کے طریق میں مختون و نامختون میں کچھ فرق نہیں لیکن یا مخلوق اصل ہے۔

یہ آیت ترحیم ہند بالاک کے مطابق یوں ہے: جب بڑے فرشتے میکائیل نے شیطان کے ساتھ موسیٰ کی لاش کے حق میں ٹھکر کر کے گنگو کی تباہی نے بدنامی کی پائش کرنے میں دلیری نہ کی پھر کہا اللہ تجھے ملامت کرے۔

کو غیر معہر قرار دیتے ہیں۔ زبور کا صاحب کا خیال ہے کہ ہو گا تاہم یہ کہ یہ جی ٹی بی نہیں مناسب
تسوی کے بارے میں زبور میں بتائی گئی ہے۔

اس جگہ پر ہم بلاوجہ تک یہ کہنے میں محتاج نہیں کہ زبور نے اس اکثریت سے
یہ یقینی طور پر ثابت ہو جا تا ہے کہ عیسائیوں کا طے اولیٰ اتمائی محل نماز تھا اور آج بھی ہاؤس
اس بات کی تائید کر رہا ہے کہ پچیس اور چھ سو سے اسے رسالوں میں اسی جموں کی تہوں سے
عمدہ میں نقول کی تھیں اور آج بھی جموں اور غیر مشرقیوں سے متعلق شدہ ان جملوں کو عید
مشابہت مدح اللہ ان کا علم ہاں تے ہیں، اسمان اللہ قرآن جیسے اس کیفیت پر کہ پوسٹ
اور زبور اور ان کو عیسائی حضرات کا مناسب انہم قرار دیتے ہیں۔ ان کو تو خبر نہ ہو سکی کہ
یہ کتابیں تصدیقی ہیں نہیں تو ان کی صدی والوں کو سوال سوال کے بعد یہاں تک یہ حقیقت
مطلوبت یہ ہے۔



فصل دوم

موجودہ تورات حضرت موسیٰ کی تصنیف نہیں

موجودہ تورات جس میں کتاب پیدائش، کتاب خروج، کتاب احبار، کتاب کنفی اور کتاب استثنیٰ و پانچ کتابیں شامل ہیں اور اب اہل کتاب کے نزدیک واجب التسلیم ہے کل حضرت موسیٰ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس کی کئی آیات اور عبارات ہیں جو اسے اس دعویٰ کی تصدیق میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ یہاں ہم اس بارے میں تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں اور اپنے دعویٰ کے حق میں تورات ہی سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

پہلی دلیل کتاب پیدائش باب ۳۶ آیت ۱۶ اور آیت ۱۷ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھا گیا ہے: "یہی وہ بادشاہ ہیں جو تک اوروم پر چہتر اس سے کاسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو، مستط تھے۔"

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ بات کہنے والا اس دور کے بعد کا کوئی اور شخص ہے جبکہ بنی اسرائیل کی سلطنت قائم ہو چکی تھی۔

۱۔ بنی سے قرآن تک (ص ۳۹ ج ۲) آیت ۳۰ -

تو اوروم پر مطبوعہ ۱۹۵۲ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے: "اور بادشاہ جزیرہ اوروم پر مستط تھے چہتر اس سے کہ بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو ہی ہوا۔"

۲۔ یہ آیت کا کوئی کلام ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ چہتر اس سے کہ کوئی اسرائیل کا بادشاہ کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ چہتر بنی اسرائیل کے بادشاہوں کے ذمہ ہے۔

کتاب تفسیری باب ۲۱ آیت ۳ اردو ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں
دوسری دلیل یوں ہے کہ :-

۱۰ اور خداوند نے اسرائیل کی فریاد سنی اور کنعانیوں کو ان کے حالہ گردیا اور انہوں
 نے ان کو اور ان کے شہروں کو نیست کر دیا۔ چنانچہ اس جگہ کا نام بھی ترس پڑ گیا؟
 فارسی ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۲۹ء میں یوں لکھا ہے :-

وہ دآن موشیہ را حاتم نام شاہ فارسی

۱۱ جزیر مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں الفاظ یہ ہیں :-

وہ دآن مکان یا حرقہ نام بنادند

یہ آیت واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ اس کتاب کو مصنفت نبوی علیہ السلام کے
 علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے جس کے زمانہ میں کنعانیوں کا یہ قتل عام اور ان کی بستیوں کا
 نیست و نابود ہو جانا اور اس مقام کا نام ترس رکنا وقوع پذیر ہوا ہو کیونکہ یہ واقعہ تو
 یوشع علیہ السلام کے زمانے کے بھی بعد پیش آیا ہے۔

یہی واقعہ کتاب التذکار باب ۱۱ آیت ۱۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۲ء میں یوں ہے :-

وہ اور یہ تھا اپنے بھائی سمعان کے ساتھ گیا اور انہوں نے ایک کنعانیوں کو جو حمت نامی

ہیئتے تھے ہلا اور شکر کو نیست و نابود کر دیا۔ اس شہر کا نام حمتہ کا ہے۔

یہ انگریزی جگہ دوسرے ترجموں میں یوں مذکور ہے۔ شفا فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں ہے

۱۲ دآن شہر چاہر کی نشت۔ اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں تمام شہر خرواٹہ نابود

شد ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ نبوی علیہ السلام کا کنعان جانا کہیں ثابت نہیں ہوتا اور قتل عام

نے شہر چاہر کے ملائین یہ آیت اس طرح ہے چنانچہ یہ بتا دے کہ اسرائیل کی آٹھ گنا کنعانیوں

گرفتہ کر دیا اور انہوں نے انہیں ہلا کر نیست کر دیا اور اس نے اس مکان کا نام حمت رکھا

اور کشفی بیہوشیوں کی تباہی اور پھر اس شہر کا نام حور نگشا تو بہت بعد کی بات ہے۔
 کتاب گنتی باب ۶۱ آیت ۱۴ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں
 قیس سرکی دلیل | یوں ہے کہ :-

۱۱۔ اسی بیہوشی خاندانہ کے جنگ نامی میں لکھا ہے کہ واہیب جو سو قد میں ہے اور
 ارنوں کے تانے ۱۱

یہ عبارت اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کتاب کا مصنف موسیٰ علیہ السلام کے
 علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے جس نے اس میں بعض جہانوں کو میراہ کے جنگ نامہ سے
 نقل کیا ہے اور اس جنگ نامہ کے بارے میں آج تک یہی معلوم نہیں ہو سکا ہے
 کہ وہ کس کی تصنیف ہے اور کس دور کا لکھا جتا ہے۔ اور دیکھئے بھی وہ اب بالکل
 ناپید ہو چکا ہے۔

۱۲۔ مذکورہ کتاب کے باب ۱۱ کی آیت ۳ اس طرح ہے :-
 چوتھی دلیل | اور موسیٰ روئے زمین کے سب سے زیادہ عظیم تھا ۱۲

۱۳۔ بائبل سے قرآن تک ص ۷۴ آیت ہے :-
 جو موجود اور مزبور کی عبارت یہ ہے :-

۱۴۔ "اس بیہوشی خاندانہ کے جنگ نامہ میں لکھا ہے، وہ بیہوشی جو تو میری بیہوشیوں کے تانے"
 اور عربی ترجمہ کی عبارت میں لکھا ہے، "اسی نے خاندانہ کے جنگ نامہ میں لکھا ہے کہ اس طرح اس نے حیرت
 میں کیا تھا اسی طرح ارنوں کی طویل میں کہے گا: اور انگریزی ترجمہ کی عبارت ان کے مخالف اور مخالف
 ہے۔ میں جو کہ اس نے جز آفریاد اولہ کے نام میں کیا: اس میں میراہ کی خیر قاتب ہے۔ ۱۲ قدیم
 اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس آیت کے الفاظ اسی طرح ہیں: "اسی نے میراہ کے جنگ نامہ میں لکھا ہے
 کہ میراہ نے قرآن اور ولادی ارنوں کے پس ہے۔"

۱۵۔ تفسیر میں اس آیت کے الفاظ اسی طرح ہیں اور بعضوں نے ان کو کون سے روئے زمین پر تھے زیادہ بار تھانے!

ابن کثیر نے انھوں نے کہا کہ یہ آیت فاشا زینت علیہ السلام اس کتاب کے
 حضرت نہیں جو سنتے اور چونکہ مستحکم ہے منکر انسان میں اسکی تعریف میں ایسے الفاظ استعمال
 نہیں کیا کرتے۔ یہ جابریہ کے معنی علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہذا یہ آیت قرآن قیاس ہے اس کتاب
 کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدت مند کوئی دوسرا ہی نہیں تھا۔

پانچویں دلیل | کتاب ۱۲۰ آیت ۱۴ اور سورہ طہ ۱۵۹ میں اس
 طرح لکھا ہے :-

موروثی سے پیش آیا ہے اس کو اسی کی سنت کے کو مانگنے لیا اور ان کا نام
 حضرت یاخیر رکھا۔

اس کتاب و آیت ۱۲۰ آیت ۱۴ اور سورہ طہ ۱۵۹ میں بھی مضمون اس
 طرح بیان ہوا ہے :-

۱۰۰۔ سنتی کے پیش آیا ہے جس پر اور سزاؤں کی سرحد اور توبہ کے سارے
 ملک کو لے لیا۔ اور اپنے نام پر اسکی کے قصوں کو آیت یاخیر کا نام دیا۔ آج
 تک ملتا ہے۔

۱۰۱۔ انہی یہ قول ہمارے نزدیک جو پانچ ہیں یعنی پادری سامان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیٹے
 احوال پر علم کیا کر سکتے ہیں اس پر کو ملاحظہ ہو کتاب و حجت الایمان احمد سوم کا سبب چہ نمبر ۱۰۱
 نے اسکی تفسیر کی ہے اس قول کو نقل کر دیا۔ اس رسالہ کا یہ جو یہ رقم موعود ہی حضرت علی بن کاف
 میں ۱۰۰ دیکھتے۔

۱۰۲۔ سورہ زمر ۱۲ میں ہے "اور منسا کا بیٹا یاخیر نکلا اور اس نے اس کو اسی کے
 نام سے لیا۔ ان نام یاخیر کے گاؤں لگا۔

۱۰۳۔ زہر بن جہوہ نے کہا کہ یہ حدیث میں ہے کہ اپنے باپ نے جو اس کی ساری گھٹتے تیروں
 اور انھوں نے کہا کہ اس اور میں نے جاننا یاخیر یاخیر کا نام لیا۔ اس نام آج تک ہے۔

ان بات سے واضح ہو گیا ہے کہ اس کتاب کا مکتبہ کوئی دوسرا شخص بنا کر نہیں لے سکتا۔ اور اگر زمانہ مستقبل میں یہ سب کوئی علیہ السلام کے بعد ہے تو اس نے اس میں نوٹس لگایا نہ ہو سکتا۔ ان سب باتوں کو اس نے کوئی علیہ السلام نے ہی لکھا تھا اور عبارت میں کوئی نام آیا نہیں ہے۔ اگرچہ اس بات کی قرین دلیل ہے کہ اس کتاب کا مکتبہ کوئی علیہ السلام کو دیکھ کر دیا گیا ہے۔ علیہ السلام کے نامی ذکر سے بعد اسے کوئی شخص ہے۔ اور یہ کتاب ان کے ہاتھ لگتی ہو جیسا تھا۔ ہر صحیح نہیں ہے۔ اس نے یہ بات شہوت کو دیکھا تھا جو یہودیوں نے اس میں سے اس کی تفسیر کتاب تورات کی کوئی باب نمبر ۲ آیت ۱۴ میں موجود ہے اور اسے یہودیوں نے اس کتاب کی تفسیر میں سے لیا ہے۔

چنانچہ عبرتی دستاویز کی تفسیر کے جاسعین کتاب استثناء باب ۲ آیت ۱۴ کے ذیل میں یوں کہتے ہیں کہ :-

۱۔ آخری مواد الحاقی ہے جس کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نے شامل کیا ہے اور اس

کو جوڑ دیا جائے تو یہی مضمون میں کوئی غرابی پیدا نہیں ہوتی :-

ہم کہتے ہیں کہ آخری جملہ کی تفسیر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس جملہ کے الحاقی

ہونے کے اعتراض سے پوری آیت ہی کا الحاقی ہونا تسلیم کرنا پڑے گا۔

۲۔ کتاب استثناء باب آیت ایوں ہے :-

چھٹی دلیل :- یہ وہی باتیں ہیں جو موسیٰ نے ہرون کے پاس پار بلائیں تھیں اس میں ہیں جو ہرون کے مقال اور نذات اور قتل اور قہقہ اور تہبکے دریاں سب سزائیوں کے کہنا ہے۔

۳۔ اس کے زمانہ نزول اور اس طرح لکھے زمانہ قریب میں ایسے واقعات کے ساتھ تفسیر نہیں کی جاتی۔

۴۔ اور شہوت سے باہر ہونا اور تورات کی ۲۴ پہلوؤں سے لگنا۔

۵۔ تفسیر میں اس طرح ہے کہ وہ اس میں جو موسیٰ نے ہرون کے پاس پار بلائیں ان میں ہیں

سورت کے سوال نامہ اور قتل اور آہان اور حیرت اور زوی و جب کے دریاں تھی اس میں کہیں نام نہ

”اس پارہ“ کا لفظ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس کتاب کا معنی دہرائے
 اور ان کے دوسری طرف کا باشندہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسپانی توڑا اور بعض دوسرے
 لوگوں نے کتاب استشفاء کو موسیٰ علیہ السلام کی تعینیت تسلیم کرنے سے ممانعت
 انکار کر دیا ہے۔

اب رہا وہ لفظ جس کا اُردو ترجمہ ”اس پارہ“ کے لفظ سے کیا گیا ہے تو تواریت
 کے یونانی ترجمہ میں اس لفظ کا ترجمہ ”اسی“ اسی معنی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حالانکہ
 تواریت کا یونانی ترجمہ بہتر کے قریب بڑے بڑے ہیودی علماء کی ایک مجلس نے
 مشفقہ طور پر کیا ہے اور اسی معنی کا لفظ لاطینی ترجمہ میں استعمال ہوا ہے۔ اور اس کا
 مترجم بھی ایک بہت بڑا عیسائی عالم ہے جسے تمام عیسائی معتبر تسلیم کرتے ہیں۔ اسی
 طرح ڈاکٹر جسٹس اوربے شمار دوسرے مترجم جو انگریزی کے سوا تقریباً دوسرے تمام
 ملک کے باشندے ہیں، سب نے اسی معنی کے لفظ اپنے اپنے ترجموں میں استعمال
 کئے ہیں۔ البتہ سریانی ترجمہ کے مترجم نے ایسا لفظ استعمال نہیں کیا اور رومن کیتھولک
 والوں کے تمام انگریزی ترجمے اسی دوسرے ترجمہ کے مطابق کئے گئے ہیں۔

اب پرورشنت فرقة کے علماء اس مذکورہ اعتراض سے بچنے کے لئے مذکورہ بالا
 تمام ترجمہ کو ہی غلط کہتے ہیں۔ مگر جمہور کی رائے کے مقابلہ میں ان کی رائے کا کچھ اعتبار
 نہیں۔ کیونکہ جمہور کے لاکھوں کروڑوں عیسائی علماء ان تراجم کی صحبت کے قائل تھے۔
 اور اگر پرورشنت فرقہ والوں کی رائے کا اعتبار کریں لیا جائے تو یہ بھی اچھا کیتھولک
 اور دوسرے فرقے جو ان تراجم کو صحیح تسلیم کرتے ہیں، ان پر جہاد اعتراض جن کا
 توں قائم ہے۔ اور فرقہ پرورشنت کے اس اعتراض کے نتیجے میں بائبل کے تمام ترجمے
 لے۔ اگرچہ عیسائی فرقہ دنیا بھر کے عیسائی عالموں کو بے فہم اور اندک تواریتوں کو غلط بتلا کر اپنی جان بچنے

گمان میں پھڑکے۔ منہ

فرسوں اور غلط قرار پانگے اور یہ اور اسلام کے بارے میں کتنا پڑتا ہے کہ وہ بڑے تجربات تھے یا انہماقی طور پر منتقل تھے اور سب تھے، اس لئے کہ اگر ان سب نے مان و پذیر غلط تو جرح کرے اسی کو نذیب مقدمہ کا معنی فراہم دے کر واجب اللہ علیہم ٹھہرایا تو یہ تو کفر حق ہے اور یا پھر ان کو یہ علم کتنا پڑے گا کہ نا علمی کے سبب میں غلطیاں ان سے سرزد ہوتی رہیں۔

کتاب خرقہ توحید باب ۱۷ آیت ۳۵، اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
ساتویں دلیل | آریوں سے ہے۔

۱۰، اور جی امرنیل جیہ تک، باؤ خاک میں نہ آنے یعنی چالیس برس تک سطلہ متن
کہاتے ہیں، فرض جیہ تک وہ مذکبات کتات کی حد دو گنہ نہ آنے متن
کہاتے رہتے تھے ؟

اور اسی باب کی آیت ۳۶ یوں ہے۔

”اور ایک اور واقعہ کا ذکر ہوتا ہے۔“

یہ دونوں آیتیں اسی بات کی دلیل ہیں کہ اس کتاب کا مسند کوئی ایسا شخص نہ
تیس کے زمانے میں بنی، اس لیے اس شخص میں اسے اور متن کا اثر نہ جند ہوا، لہذا ”ہینا“ چاند
وزن کا دوران ہوا، جو کچھ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں یہ دونوں باتیں واقع نہیں ہوئیں
بلکہ حقیقت ہرگز ان میں اتنی امرات ان کے ظاہر استقامت کی زندگی میں داخل ہو سکتے
اور ان کا غرور ان کے ”شہ“ اور ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ وہی تیرے ”یسا اور“ کے
پہلے تھے، اور ان کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“
میں آیا ہے، یہ ان کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“
کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“
یہ اس کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“ کے ساتھ ہے، یہ ان کے ”یسا اور“

ذیل قاضیوں نے کہا اور بہاوت قرآن تیسرا سب سے کہ یہ نواک عوام کو فریب دینے کی غرض سے ہی یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

نوٹیں دلیل

اور اگر ہم صحاح سے ان کے بڑے بڑے کلاموں سے اپنی اس بات تک راز لگاتار دیکھتے گئے:

بہترین دلائل کا افسوس دیکھنا ہے۔

یہ میرا اس وقت تک راز لگاتار ہے جتنے تھے یا اور کسی طرح کتب مشرف سے اس وقت دوسرے عقائد پر پڑنے لگے۔ سبط کی وجہ سے شامل کرا لینے گئے ہیں جن کو حجازی اسٹیڈیو میں لکھی گئی ہے۔ ان کی تصدیق کے بہت سے دعوے اور ان کے زمانے میں تمام کتب مشرف میں شامل کرنا ہے۔

ذیل ان دعویٰ میں بھی افسوس دیکھنا اور یہاں تک کہ زبان سر کے بعض کلموں اور کلموں سے ہی یہ کلمے پڑے ہیں کہ: ”بہترین دلائل کا افسوس دیکھنا ہے۔“

نوٹیں دلیل

وہ جب ان کے کتب اور اس کے زمانے اور اس کے زمانے سے ان کے کتب سے اس عقائد کے متعلق خاص دعوے کر رہے تھے۔ ان کے عقائد کا افسوس دیکھنا ہے۔

اور دوسرے عقائد کے متعلق یہ دعویٰ ہیں کہ: ”بہترین دلائل کا افسوس دیکھنا ہے۔“

یہ دعویٰ کتب میں بھی لکھے گئے ہیں کہ: ”بہترین دلائل کا افسوس دیکھنا ہے۔“

بہارِ تعویب دلیل ایوں ہے :-

”اور بزم نے اپنا ترجمہ کیا اور کتب سے ہر صحت سے ہر صحت سے اس آیت کا یہ اجازت دیتے تھے۔“

اسی طرح باب ۳۵ آیت ۱۶۲ اور باب ۳۶ آیت ۴۰ میں بھی مغلط حروف استعمال ہوئے ہوئے ہیں۔ اس سبب کا نام سنی کا نام ہے۔ نہ نسخہ روز میں اس آیت کا نام قریہ اربع تھا اور جی اسرائیل سے تھا۔ ظاہر ہوئی کہ اس کے بعد اس نام کے ہوا سے تہر قین کو لکھ دیا تھا۔ جس کی تصریح کتاب برکت باب ۳۰ آیت ۱۵۱ میں موجود ہے۔ یہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ اس کتاب کا تصنیف نامہ صحت میں صحیح کے بعد کے دور یا کوئی شخص ہے۔

اب اس آیت ۱۶۲ اور ۱۵۱ اور ۱۵۲ میں مغلط حروف ۱۹۵۶

بہارِ تعویب دلیل ایوں ہے :-

”اور اس آیت کے لئے اور غلطی نہ کی ہوگی اور ایسا ترجمہ نہ کیا۔“

تقریباً ۱۵۱ اور ۱۵۲ سے جو ترجمہ اسلام نے روزانہ سے پرنا ہوا تھا۔ اس واقعہ کے نوکر سے اس آیت کی تشریح ہوتی ہے اس کتاب کا مصنف طاقت یاد خود علیہ السلام کے دور یا کوئی شخص تھا۔

اب اس آیت کے لئے اور غلطی نہ کی ہوگی اور ایسا ترجمہ نہ کیا۔

اب اس آیت کے لئے اور غلطی نہ کی ہوگی اور ایسا ترجمہ نہ کیا۔

اب اس آیت کے لئے اور غلطی نہ کی ہوگی اور ایسا ترجمہ نہ کیا۔

اب اس آیت کے لئے اور غلطی نہ کی ہوگی اور ایسا ترجمہ نہ کیا۔

اب اس آیت کے لئے اور غلطی نہ کی ہوگی اور ایسا ترجمہ نہ کیا۔

اب اس آیت کے لئے اور غلطی نہ کی ہوگی اور ایسا ترجمہ نہ کیا۔

کو فوراً ترمیم ہونا چاہئے۔ ذاتی حالات یا پیشم دید واقعات بیان کر رہا ہے اور قیادت کے کسی بھی مقام پر یہ بات نظر نہیں آتی جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ موسیٰ علیہ السلام خود اپنے حالات و واقعات بیان کر رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس کتاب میں جس جگہ بھی آیا ہے غائب کے صیغہ ہی سے ہوا۔ ایک ہی مقام پر تو ان کے لئے مکمل صیغہ استعمال نہیں کیا گیا۔

بطور نمونہ ہم اس کی کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں :-

۱- کتاب غزوة باب ۲ آیت ۱۱ اور ترجمہ مہجورہ ۱۹۵۹ء یوں ہے :-

۱۱۔ اتے میں جب موسیٰ بڑا ہوا تو باہر اپنے بھائیوں کے پاس گیا۔ الخ

مکتبہ خدیجہ باب ۲ آیت ۱۵ یوں ہے :-

۱۵۔ جب فرعون نے یہ سنا تو جاہل موسیٰ کو قتل کرنے پر موسیٰ فرعون کے حضور سے جاگ

کر نکلا۔ بیان میں غائب ہے۔ الخ

کتاب غزوة باب ۲ آیت ۲۱ یوں ہے :-

۲۱۔ اور موسیٰ کے دشمن کے ساتھ رہنے کو ڈال دیا ہو گیا۔ تب اس نے بیٹی صفورہ موسیٰ

کو یاد دی :-

اس پر سے باب میں موسیٰ علیہ السلام کے لئے اسی انداز سے ضمیر غائب استعمال کیا گیا ہے

اور یہی حال اس کتاب کے دوسرے ابواب کا ہے۔ چنانچہ :-

۲- کتاب غزوة باب ۳ آیت ۱۱ یوں ہے :- اور موسیٰ اپنے خسر بنو لوی کو جھڑپان کا

کا بن تھا۔ الخ

۳- کتاب غزوة باب ۳ آیت ۱۱ یوں ہے :- تب موسیٰ نے کہا میں اب ذرا کھڑکھڑاؤں

منظر کو دیکھوں الخ

۴- کتاب غزوة باب ۳ آیت ۱۱ یوں ہے :- موسیٰ نے کہا میں اب ذرا کھڑکھڑاؤں

پاس جاؤں الخ

- ۱۱۔ یہ خبر کوئی مایہ ۲ آیت سے ہے، لہذا اسے قرآن سے کہا نہیں جویوں جو میں ہوں تو اے اللہ
- ۱۲۔ "یہ خدا نے تو ہی سے یہ ہیں کیا، اللہ" ۱۵
- ۱۳۔ "تو تمہاری سب سے جواب دہ ہے" ۱۶
- ۱۴۔ "تو جب سے تو نے کوئی سہ لیا۔ اے اللہ بڑھا کر اس کی
- ۱۵۔ "ہم جیسا کہ"
- ۱۶۔ "تو تو ہی نے خداوند سے کہا، اے اللہ"
- ۱۷۔ "تو خداوند کا کہ تو ہی پر جو ہے" ۱۸
- ۱۸۔ "تو تو ہی کوئی اور پتہ نہ تھی تو سے پاس کیا، اے اللہ"
- ۱۹۔ "اور خداوند نے یہ بیان کیا تو ہی سے لیا، اے اللہ"
- ۲۰۔ "تو تو ہی ہی اسی اور جنہوں کو سے لیا، اے اللہ"
- ۲۱۔ "تو خداوند نے تو ہی سے کہا، اے اللہ"
- ۲۲۔ "اور تو تو ہی سے کہا، اے اللہ، تو ہی نے کہا، اے اللہ، تو ہی نے کہا، اے اللہ"
- ۲۳۔ "تو تو ہی سے کہا، اے اللہ"
- ۲۴۔ "اور تو تو ہی سے کہا، اے اللہ، تو ہی نے کہا، اے اللہ، تو ہی نے کہا، اے اللہ"
- ۲۵۔ "تو تو ہی سے کہا، اے اللہ"
- ۲۶۔ "تو تو ہی سے کہا، اے اللہ"
- ۲۷۔ "تو تو ہی سے کہا، اے اللہ"
- ۲۸۔ "تو تو ہی سے کہا، اے اللہ"
- ۲۹۔ "تو تو ہی سے کہا، اے اللہ"
- ۳۰۔ "تو تو ہی سے کہا، اے اللہ"

کتاب خروج باب ۶ آیت ۲۶ ہے: "بیرہ تواری اور ہاتھوں میں کو خداوند نے فرمایا الخ
 ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰"

یوں ہوا: الخ

۲۹ "کہ خداوند نے موسیٰ سے کہا میں خداوند ہوں..... الخ

۶ "پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا..... الخ

۶ "موسیٰ اور ہاتھوں نے جیسا خداوند نے ان کو حکم دیا دیا

ہی کیا:

۶ "اور موسیٰ اپنی اسی اور ہاتھوں کو اسی برسی کا صاحب

وہ فرعون سے ہم کلام کرنے لگا

۸ "اور خداوند نے موسیٰ اور ہاتھوں سے کہا:"

۶ "اور موسیٰ اور ہاتھوں فرعون کے پاس گئے اور الخ

غرضیکہ ابتدائی کتاب سے کتاب استناد کے اختتام تک حالات و واقعات
 اسی انداز سے بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ایسے تمام جملے جمع کئے جائیں تو اسی تواریت
 کو نقل کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جو بھی تواریت کا مطالعہ کرے گا اس پر یہ حقیقت
 عیاں ہو جاتی ہے کہ اس کتاب کا مصنف موسیٰ علیہ السلام کے ہوا کوئی دوسرا
 ہی شخص ہے۔ تلاش و تہنہ سے اسی طرح کی اور بھی کئی باتیں سامنے آسکتی ہیں۔

کتاب پیدائش باب ۱۴ آیت ۱۴ اور باب ۱۳ آیت ۱۸ کے ہاتھوں میں
 ہاتھوں صاحب یہ مذہب پیش کرتے ہیں کہ:-

"وہ ممکن ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے لیت اور قریہ ادیب ہی لکھا ہو اور کسی ناکل نے

وہ صحت کے لئے ان دونوں لفظوں کو و آت اور حروف کے لفظوں سے

تبدیل کر دیا ہو"

ہم کہتے ہیں کہ ان حضرات کے اعتراض کے بموجب جب ان کتابوں کی تصنیف کے کافی عرصے گزر جانے کے بعد کتاب کی طرف سے ایسی سنگین تحریف کا سامنا نہ ہوتا ہے کہ تمام نسخوں میں قبولیت حاصل کر گئی تو یقیناً گزشتہ دور میں بھی اسی طرح تحریف ہو جاتی اور قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی تھی۔

چنانچہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ لمحدوں یا کتابوں نے دوسرے مقامات میں بھی تحریف کرنے کی شرارت کی ہو۔ لیکن اس تحریف کی ضمنی برکوتی دلیل نہیں پائی گئی۔ جیسا کہ مقدمہ کی تیسری فصل میں اس کا مفصل بیان گزر چکا ہے۔ یہاں ہی مؤرخین نے خود راہی کا اعتراض یوں کیا ہے کہ :-

”محدودہ کو کتابت اور اہل حق میں تحریف کرنے کا پورا پورا موقعہ پیش آیا“

ڈکٹری بائبل، مطبوعہ عامر پورہ ۱۸۳۴ء اور مطبوعہ انگلینڈ اور ہندوستان، جس کی تائید کا آغاز کالنگٹن نے اور ٹیکلہ رابٹ اور ٹیکلہ نے کی۔ اس میں بائبل کی تفسیروں کے حوالوں لکھا ہے :-

”وہ ہیں جیسے جو موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں پائے جاتے ہیں، وہ سات اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ ان کا کلام نہیں ہے۔ خدا کی کتاب گنتی کے باب ۳۲ آیت ۴۰ اور کتاب استخبار کے باب ۳ کی آیت ۱۲ اور اسی طرح اس کتاب کی بعض دوسری جہادیں موسیٰ علیہ السلام کے کلام کے مواہبات کے مطابق نہیں ہیں اور ہم بتیوں کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جیلے اور یہ ماٹوشی کس شخص نے مشاغل کی ہیں۔ البتہ عن غالب کے طہر پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام نے ان کو مشاغل کیا ہے۔ جیسا کہ کتاب عزرا کے باب ۹ اور ۱۰ سے اور کتاب

نحیہ کے باب ۸ سے معلوم ہوتا ہے“

غور کیجئے کہ یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں الحاق کا کھلے لفظوں میں اعتراض

کرتے ہیں اور یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اس کتاب کی بعض جہاد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسلوب نگارش کی مخالفت ہیں۔ مگر عیسائی حضرات آج تک یقینی طور پر یہ متعین نہیں کر سکے کہ ان کو کس نے شامل کیا ہے؟ محقق گمان کے درجہ میں عزرا علیہ السلام کا جانب الحاق کو منسوب کرتے ہیں۔ اور کتاب عزرا کے باب ۹ اور باب ۱۰ اور کتاب نحمیاہ کے باب ۵ کو اپنے گمان کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ گمان محقق بلے کا ہے۔ بلکہ اسے ظن غالب کا درجہ کسی صورت میں نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے کہ کتاب عزرا کے ان دونوں بابوں سے صرف بچا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے نالیہ سندیدہ افعال پر افسوس اور غمخواری کا اعتراف کیا ہے۔ اور کتاب نحمیاہ کے آٹھویں باب سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ عزرا علیہ السلام نے ان صوبہ کو تورات پڑھ کر سنائی۔ اس کے علاوہ الحاق کے ہونے یا نہ ہونے کا اس میں جبر سے ذکر ہی نہیں۔



فصل سوم

بائبل کے عبرانی، سامری اور یونانی نسخوں میں اختلاف

بائبل کے عبرانی، سامری اور یونانی نسخوں میں ایسی قدرے سنگین اختلافات ہے جس سے بائبل میں تحریف کے واقعے ہونے میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں رہتا۔ تمام اختلافات کو نقل کرنا تو محض تطویل کا باعث ہو گا اس لئے ہم چند ایک کو بیان کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

پہلا اختلاف

آدم سے طوفان نوح تک کے زمانہ میں | پیدائش حضرت آدم سے طوفان نوح ۳
تینوں نسخوں میں اس قدر سنگین اختلاف ہے کہ جس کی کوئی معقول تاویل ممکن نہیں ہو سکتی
کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ کار باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ آدم سے لے کر طوفان نوح تک
کا زمانہ عبرانی نسخہ کے مطابق ۱۷۵۶ سال ہے۔ بیشتر یونانی نسخوں کے مطابق ۲۲۶۲ سال
بتا ہے اور ایک یونانی نسخہ ۲۲۴۲ سال بتاتا ہے اور سامری نسخہ کے مطابق
۱۳۰۷ سال ہے۔

خود کیجئے ان تینوں نسخوں میں ایک دو سال نہیں بلکہ سیکڑوں سال کا فرق موجود ہے

جس میں تعلیق ممکن نہیں ہے۔ پھر چونکہ قیوں نگوں کے مطابق نوح کی عمر طوفان کے وقت ۶۰۰ سال متعین ہے اور آدم کی ۹۳۰ ہوتی ہے۔ اس لئے تو رات کے ساتھی نوح کے مطابق لازم آتا ہے کہ آدم کی وفات کے وقت نوح کی عمر ۲۶۳ سال کی تھی اور یہ بات باتفاق مؤرخین غلط ہے اور عزرائیل و یونسانی نوح سے بھی اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ عبرانی نسخہ بیان کے مطابق نوح کی پیدائش آدم علیہ السلام کی وفات کے ۱۲۶ سال بعد اور اکثر یونانی نسخوں کے مطابق ۲۲۶ سال بعد ہوئی ہے اور اسی نوح اختلاف کی بنا پر مشہور یہودی مؤرخ یوسی نے جو یہودیوں کے نزدیک بھی معتبر ہے۔ ان میں سے کسی نسخہ کے بیان پر اعتماد نہیں کیا اور فیصلہ کیا کہ صحیح مدت ۲۲۵۶ سال ہے۔

قیوں نگوں کے اختلاف کی تفصیل بیان کرنے کے لئے پہلی واسکاٹ کی تفسیر میں ایک جدول دی گئی ہے جس میں نوح علیہ السلام سوا ہر شخص کے نام کے سامنے اس کی وہ عمر لکھی ہے جو اس کے لڑکے کی پیدائش کے وقت تھی اور حضرت نوح کے سامنے ان کی ۵۵۱ عمر درج کی گئی ہے جو طوفان کے وقت تھی۔ نتیجہ درج ذیل ہے :-

عمر	عمر نوح	عمر نوح	عمر نوح
۲۳۰	۱۳۰	۱۳۰	آدم علیہ السلام
۲۰۵	۱۰۵	۱۰۵	شیث علیہ السلام
۱۹۰	۹۰	۹۰	آزوش
۱۷۰	۷۰	۷۰	قیستان
۱۶۵	۶۵	۶۵	سلائل
۱۶۶	۶۶	۶۶	بارد
۱۶۵	۶۵	۶۵	سوک
۱۸۷	۶۷	۱۸۷	توسال
۱۸۸	۵۳	۱۸۲	لاک
۶۰۰	۶۰۰	۶۰۰	نوح علیہ السلام
۲۲۶۲	۱۳۰۷	۱۶۵۶	میں اس وقت

دوسرا اختلاف

طوفان نوح سے ابراہیم تک کے زمانہ میں | طوفان نوح سے لے کر ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش تک کا زمانہ عبرانی نسخہ کے

مطابق ۶۲ سال ہے اکثر یونانی نسخوں کے مطابق ۱۰۷۲ سال اور ایک یونانی کے مطابق ۷۷۲ سال ہے اور سامری نسخہ کے مطابق ۹۳۶ سال ہے۔ چنانچہ عبرانی نسخہ کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے ۳۵۰ سال بعد زندہ رہے جس کی تصریح کتاب پیدائش باب ۹ آیت ۲۸ میں موجود ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش طوفان کے ۲۹۲ سال بعد معلوم ہوتی ہے جس سے لازم آتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی عمر نوح علیہ السلام کی وفات کے وقت ۵۰ سال کی ہو اور نوح نے ابراہیم کو دیکھا ہو۔ حالانکہ اس کے غلط رہنے پر مؤرخین کا اتفاق ہے۔ اکثر یونانی نسخوں کے مطابق ابراہیم کی پیدائش نوح کی وفات کے ۲۷۲ سال بعد اور ایک یونانی نسخہ کے مطابق ۸۳۲ سال بعد حضرت اور سامری نسخہ کے مطابق ۵۹۲ سال بعد ہوتی ہے اس لئے ملاقات کا تو امکان بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر یونانی نسخوں میں ایک اور قس خرابی یہ ہے کہ اور فشقہ اور شامخ کے درمیان قیطان کا اپنا طرف سے اعانہ کر دیا ہے جو عبرانی اور سامری نسخوں میں موجود نہیں ہے۔ مشورہ سوری سورج یوسفیس نے بھی اس اعانہ کو غلط قرار دے کر اپنی تاریخ میں ذکر نہیں کیا۔ پھر یونانی نسخوں نے وفات نوح سے پیدائش ابراہیم تک کے زمانہ کی تحصیل میں غلطیوں کو غیر معتقد قرار دے کر یہ کہا ہے کہ گرج مدت ۲۵۲ سال ہے۔ ذیلی اور جرڈ مشق کی تفسیر میں ایٹپ کڈر کے قول کو ترجیح دے کر یوں لکھا ہے کہ طوفان سے ابراہیم کی ولادت تک کل زمانہ ۲۵۲ سال ہے۔

مگر ان مفسرین پر تعجب ہوتا ہے کہ کڈر کے قول کو خواہ مخواہ ناج قرار دے دیا۔ اگر

یہ لوگ جو اپنی نسخہ کی تصریح کے مطابق اس مدت کا حساب لگاتے تو ان پر کیڑوں کی فعلی بھی
 واضح ہو جاتی، لیکن وہ جو ہے کہ یہ تو یہ نہیں نے ان سب کے خلاف اس مدت کو ۹۹۳
 سال کہا ہے۔

تفسیر ہنزی قاسکٹ میں گذشتہ نقشہ کی طرف ان چیزوں میں اختلاف کا ایک
 دوسرا نقشہ دیا گیا ہے۔ اس نقشہ میں سام کے برابر شخص کے نام کے مقابل اس کے بچے
 کا سال پیدائش لکھا تھا ہے اور سام کے نام کے مقابل اس بچے کا سال پیدائش لکھا تھا
 ہے جو طوفان کے بعد پیدا ہوا۔

نام	جہاں نسخہ	ملاہڑی نسخہ	یہ نسخہ
سام	۲	۲	۲
ارغٹھ	۳۵	۱۳۵	۱۳۵
قیان	۲	+	۱۳۰
شاغ	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
مار	۳۳	۱۳۳	۱۳۳
شاغ	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
دو	۳۲	۱۳۲	۱۳۲
مروغ	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
ناجوز	۲۹	۲۹	۲۹
تندر	۴۰	۴۰	۴۰
کل حیزات	۲۹۲	۹۹۲	۱۰۴۲

یہ "تندر" صورت پر ہیج کا وہ نام ہے۔ آتش میں لالہ تھا اور اس میں مشرق و مغرب کا گنہ چکر آذر
 و زمینت صورت پر ہیج کا ہیج اور قرآن کیم میں ہیج اس پر ہے۔ وہاں کے متعلقہ لفظ کی کوئی گید ہے۔
 اور کچھ تفسیر کر کے ۲۹۲ تھی ۵

تیسرا اختلاف

پیدائش آدم سے پیدائش عیسیٰ تک کے زمانہ میں | اب التواریخ سلطوبہ نکلتے ۱۵۲۶ء
 کے دفتر دوم صفحہ ۴۴ میں ایک نقشہ
 دیا گیا ہے جس میں دنیا کی تخلیق سے لے کر پیدائش مسیح علیہ السلام تک کا زمانہ لکھا ہے۔
 بائبل کے عبرانی نسخہ کے مطابق ۴۰۰۰ سال و یونانی نسخہ کے مطابق ۵۸۷۲ سال اور
 سامری نسخہ کے مطابق ۶۰۰۰ سال ہے۔

ملاحظہ کیجئے کہ پیدائش آدم سے پیدائش عیسیٰ علیہ السلام تک کے زمانہ میں ان تینوں
 نسخوں کی روایت میں کتنا تین اختلاف موجود ہے۔ منتقدین عیسائی علماء بائبل کے ان
 واضح اختلافات کا سبب یہودیوں کی طرف سے کی گئی تحریف کو قرار دیتے ہیں۔ ان کے
 خیال کے مطابق توہیت میں یہ تحریف یہودیوں نے مسیح اور میں کی ہے۔ آگشتہ میں جو کہ
 پندرہویں صدی کا سب سے بڑا عیسائی عالم ہے، عبرانی نسخہ کو تحریف شدہ بتاتا ہے۔ چنانچہ
 ہنری واسکاٹ کی تفسیر کی علماء میں یوں لکھا ہے :-

۱۰ علماء نے صورت میں حدود مباحثات و محلات کی تائید کا ایک حساب لکھا ہے اس
 میں یہ درست متفقہ موجود ہے۔ خاص طور پر یہاں ہم علیہ السلام سے پیشتر کے حساب
 کی تائید میں تو بہت ہی زیادہ اختلافات پایا جاتا ہے۔ البتہ ان اختلافات کا عام
 مطالعہ کرنے والوں کو کوئی نقصان نہیں آگشتہ میں کہا کرتا تھا کہ یہودیوں نے ان آثار
 کے ملاحضہ کے بیان میں غلطیاں سے قبل گور سے تھے یا اس کے بعد یوں علیہ السلام
 کے جو حکم تھے ہیں، عبرانی نسخہ میں تحریف کر ڈالی اور یہ حرکت اس لئے کی تاکہ یونانی
 نسخہ کا اعتبار جاتا ہے اور اس لئے بھی کہ سب یہودیوں سے ان کو سخت دشمنی تھی،
 اور صوم ہنساب کے منتقدین عیسائی بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے اور ان کا خیال یہ تھا کہ

یہودیوں نے توہرات میں یہ تحریریں مسترد نہیں کی ہے :-

پھر اسی تفسیر میں یوں بیان کیا ہے کہ :-

دو متعلقہ ہیبرو نسخہ پورستیس اور توہرات کے یونانی ترجمہ کا موازنہ کر کے اور ان کی بعض لفظیاد دوست کو سیکر پورائش عالم سے پیدائش مسیح علیہ السلام تک کے زمانے کا اس طرح تفتیش کیا ہے کہ پیدائش عالم سے مسیح علیہ السلام کا زمانہ ۱۱۴۱ سال اور یونان سے پیدائش عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ۵۵۱ سال ہوتا ہے اور اختلاف کا سبب یہ ہے کہ عبرانی نسخہ کے مطابق میں یونانی نسخہ میں ان بزرگوں کی تاریخ و مدت جو برس یا دو صد بتائی گئی ہے جس سے ان کے والد کی عمر تک ۱۰۰ سالہ عمارتوں کا اضافہ ہوتا ہے اگرچہ کچھ ہی اعتبار سے اب بیٹے کی عمر میں تا صوب ایک آگیا جیسا کہ ۱۰۰ سال کے طور پر عبرانی نسخہ میں ایک بزرگ کی پیدائش کے وقت اس کے باپ کی عمر ۱۰۰ سال بتائی گئی ہے تو یونانی نسخہ میں دو سو سال کی تصریح ہے :-

دیکھیں اس تفسیر میں کتنے کلمہ الفاظ میں یہ تصریح موجود ہے کہ مستندین کے نزدیک بھی یونانی نسخہ تحریر شدہ تھا اور یونانی نسخہ کی محبت تسلیم کر لی گئی تھی اور عبرانی نسخہ میں یہ تحریریں یہودیوں نے مسترد نہیں کی تھی۔ نیز آگسٹائن بھی اس تحریر کا محرم یہودیوں کو ہی قرار دیتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہودیوں کی مسترد ہونا یعنی سے توہرات میں تحریریں کوڑا لیا حقا کچھ بھی محال نہیں ہے۔

پچوتھا اختلاف

کتاب استفانہ باب ۲۵ آیت ۴ اور توجیر مطبوعہ
کوہ عیبال یا کوہ کریم | ۱۹۵۹ء میں ہے :-

۹۹ سوئم برتق کے پارہو کران پتروں کو جن کی بابت نہیں تم کو آج کے دن حکم دینا

ہوں۔ کچھ عیبالیوں پر نصب کر کے ان پر چوسنے کی امر نکالی کرنا ۱۱
 ہائیل اور جریر مطہرہ ۱۸۲۲ء، مسند اور ناری جریر مطہرہ ۱۸۳۰ء، مسند میں
 ہی تقریباً یہی بیان ہے، لیکن سامری نسخہ میں عیبال کے بجائے جریرم استعمال کیا گیا ہے۔
 عیبال اور جریرم ایک دوسرے کے مقابلہ میں دو چیزیں ہیں۔ جیسا کہ اسی باب کی آیت ۱۲، ۱۳
 اور اس کتاب کے باب ۱۱ آیت ۲۹ اور کتاب تیش باب ۸ آیت ۳۲ سے معلوم ہوتا ہے۔
 ہنزی و آسکات کی تفسیر میں سامری نسخہ کی چابکوں میں منقول ہے :-

۱۱۰۰ چوں کو کوہ جریرم پر نصب کر دو ۱۱

یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان قدم زمانے سے جھگڑا مشہور چلا آرہا ہے کہ
 قورات کے حکم کے مطابق قذیبا اور آہیکل کوہ عیبال اور کوہ جریرم میں سے کس پہاڑ پر
 بنا کر زوری ہے۔ اس بارے میں یہودیوں کی اور عیبال کے ہنزی اور قورات کے
 سامری نسخہ کو محنت قرار دیتے ہیں۔ یہودیوں کی کتاب تاریخ اہمستان کی پہلی فصل میں
 قورات کے سامری نسخہ اور عربی نسخہ میں اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے
 یوں بیان کیا کہ :-

۱۱ سامریوں نے حندک بنا کر آہیکل کو کوہ جریرم پر تعمیر کیا اور قور سے لیا اپنے اس
 اقدام کی تائید حاصل کرنے کا غرض ہے یہ بات اس طرح بدل گئی کہ جس نے یہ بات
 ہوتا ہے کہ وہاں جس خاص جگہ پر اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کا حکم آیا تھا وہاں
 جگہ ہے جس پر سامریوں نے آہیکل تعمیر کیا ہے۔ چنانچہ یہودیوں اور سامریوں کی قورات
 میں بس اتنا سا اختلاف ہے کہ یہودی آہیکل کی کوہ عیبال پر تعمیر کو حکم خداوند کا قرار

۱۱ اور جریر مطہرہ ۱۸۲۲ء کے مطابق اس آیت کی عبارت یوں ہے: "سویب تم اور ان کی پار اوجہ
 قوم ان چوں کو جب کی بابت نہیں تم میں آج کے دن حکم کرتا ہوں عیبال کے پہاڑ پر نصب کیو اور
 ان پر چوں تا تعمیر ہو ۱۱

ہیئت میں اند سامری کوہ برتریم پرہ اس کے سوا تمام باتوں میں توہات کا سامری نسخہ ہمارے نسخہ کے بالکل مطابق ہے اور یہ تبدیلی موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے تقریباً پانچ سو سال بعد کی گئی۔ اس کے برعکس ہماری توہات موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک تحریک و تبدیلی سے محفوظ رہی ہے اور یہی اصل توہات ہے۔ لیکن عیسائی حضرت تحریک شدہ سامری توہات کو تسلیم ہی نہیں کرتے ۵

ذاتی اہتمام کے مصنف کے اس اعتراف سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔ مثلاً:-

● عیسائیوں کے نزدیک توہات کے سامری نسخہ میں بعضی غلطیوں پر یہ تحریک کی گئی ہے اور

● توہات کا سامری نسخہ بالکل صحیح ہے اور غیر معتبر ہے۔

● یہ تحریک موسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو سال بعد کی گئی اور ایسی کامیاب نہ رہی کہ پوری قوم میں اس تحریک شدہ توہات کے نسخے پذیرائی پائے اور پوری قوم کے اعلیٰ و ادنیٰ طبقے کا اس مذہب و حرکت پر اتفاق بھی ہو گیا۔

مثلاً یہ کہ ایک غویں زمانہ کے بعد بعض بظلم و عناد کی بنیاد پر کی گئی بددعا کی ایسی حرکت بڑی آسانی سے پذیرائی حاصل کر لیتی ہے اور مصنف داغ اہتمام کا یہ قول کہ میتوں اور سامریوں کی توہات میں صرف یہی اختلاف ہے بالکل غلط اور غلط ہے۔ کچھ تو مذکورہ بالا بیان سے اس دعوے کا غلط انداز بنیاد ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اسی طرح آئندہ بحث میں یہ ثبوت اور بھی مستحکم ہو جائے گا۔

توہات کے عبرانی، سامری اور یونانی نسخوں میں مذکورہ چاروں اختلافات اہتمام سنگین نوعیت کے ہیں اور ان کتابوں کے بارے میں متقدمین و مسخرین عیسائی علماء کی آرائیں بھی مختلف ہیں۔ البتہ جمہور متقدمین عیسائیوں نے توہات کے یونانی

لسنہ کی صحت کو تسلیم کیا ہے اور عبرتی و سامری لسنوں کو تحریرین شدہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ
ہودن اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں لکھتا ہے کہ :-

وہذا کثر یقلن بکلم مشبوطا ودلائل سے سامری لسنہ کی صحت ثابت کی ہے۔ اس جگہ پر
اس کے دلائل کا اظہار بیان کرنا ممکن نہیں۔ جو صاحب چاہیں اس کی کتاب صفحہ
نمبر ۸۰ سے آخر تک ملاحظہ فرمائیں اور ڈاکٹر کئی کتابت ہے کہ اگر ہم تدریس
کی نسبت سامریوں کے طو طریق کو اور ان کی حالت کو نگاہ میں رکھیں اور سچ
کی اس وقت خاموشی کو پیش نظر رکھیں، یعنی ان کو تحریریت کا مجرم نہ قرار دینا
بیت کہ ان کی گنتی سامری عورت سے ہوئی تھی اور اگر دوسری باتوں کو بھی جاننے
رکھیں تو ان سب کا تعنا نیا ہے کہ بیویوں نے جان بوجھ کر تدریس میں
تحریر کی اور عورتیں اور بچہ کے محققین کا یہ گناہ کہ سامریوں نے اپنے قصدا
تحریریت کی ہے بے بنیاد ہے۔ آندہ جیسی ہیں، پیر و کوہ جس، ڈیوٹوڈس، امیرتیم
من سلس اور متقد میں عیسائی ظاہر ہے اس منامری لسنہ کو جو ت قرار دے کر اس
کی عبادتیں اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں، مگر جہاں قرین کے سامنے یہ

لسنہ متروک ہو گیا ۱۱

۱۱۔ پورا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عکبر علیہ السلام جب سامرا تشریف لے گئے تو وہاں ایک کنوئیں پر ایک
سامری صحت سے اچھے ہانی ناٹکا سامری فرقہ کے بانی میں بیویوں کی کتاب واقعہ ایسا ہے کہ حال سے
اور پرتن میں یہ ذکر کر چکا ہے کہ انہوں نے کوہ جہنم پر پہل تیر کی تھا تھا اور وہ ہیں عبادت کی ایک
تھے۔ سامری فرقہ عام بیویوں کے نزدیک اہمیت کی حیثیت رکھتا تھا اس لئے حضرت عکبر کے ہانی مانگے جو
عورت کو تنجب چوا کہ ایک بیوی جو سے ہانی کیوں مانگے ہے؟ اس پر وہ نون میں گنگو ہوئی
بعض غیر سولی چیزیں دیکھ کر عورت کو یقین ہو گیا کہ حضرت عکبر ہی ہیں۔ چنانچہ اس نے فرما کر کہ جہنم کے
بلد سے یہ سوال کیا جس کے جواب میں حضرت عکبر نے خاموشی اختیار کی۔

مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ ہیتلز اور گئی کلاشا وغیرہ حضرات جو سامری نسخہ کو صحیح اور عبرانی نسخہ کو تحریف شدہ قرار دیتے ہیں تو یقیناً یونانی نسخہ بھی ان کے نزدیک تحریف شدہ ہی تھا اور اس کے برعکس موجودہ دور کے عیسائی عبرانی نسخہ ہی کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ تقدیم و تاخرین عیسائی حضرات کے لیے یہ دو دیگر صورت ایک نسخے کو صحیح تسلیم کیا ہے اور دوسرے دونوں نسخوں کو تحریف شدہ قرار دیا ہے۔

پانچواں اختلاف

مصر میں بنی اسرائیل کے قیام کی مدت | کتاب التورہ عبرانی نسخہ کے باب ۱۲ کی آیت ۴۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء

میں یوں ہے کہ :-

”اور بنی اسرائیل کو مصر میں بودو باش کا کرتے ہوئے چار سو تیس برس“

ہوئے تھے :-

عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں ہے :-

”وكان جسد ما سكن بنو اسرائيل في ارض مصر مئتا واربعمائة“

و ثلاثون سنة :-

یعنی بنی اسرائیل کو مصر میں بودو باش کرتے ہوئے ۲۴۰ برس گزرے تھے۔

اور اسی طرح فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۲۴۵ء میں ہے کہ :-

”و اما بعد بنی اسرائیل کو در مصر ساکن بودند مدت چار صد و سی سال بود :-“

یعنی ترجمہ ۱۲۴۵ء کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”اور بنی اسرائیل کی جو عمر کے باشندے

تھے بودو باش چار صد و سی برس تک تھی۔“

مگر حقیقت یہ ہے کہ نئی اسرائیلیں کے قیام کی مدت ۲۴ سال کاٹنا بالکل غلط ہے صحیح مدت ۲۱۵ سال ہے۔ تواریخ کے سامری اور یونانی نسخہ میں اس کی تصریح یوں موجود ہے کہ :-

”پہریں اسرائیلی اور ان کے آباؤ اجداد کے کنعان اور مصر میں قیام کی کل مدت ۲۴۰ سال ہے“

پہریں آسکاٹ کی تفسیر میں سامری نسخہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد یوں لکھا ہے :-

”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ عبارت بالکل صحیح ہے اور متن میں پیش آئے ہوئے ہر اشکال کو نظر کر دیتی ہے“

گویا عبرانی نسخہ سے الفاظ آبار و اجراد ”اور“ کنعان ”جان بوجھ کر یا غلطی سے نکال دیئے گئے ہیں یا پھر سامری اور یونانی نسخوں میں بات کو درست ثابت کرنے کے لئے ان الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

پھر اس اختلاف کے علاوہ یہ مذکورہ بالا عبرانی نسخہ کی عبارت کتاب پیدائش باب آیت ۱۳ کے بھی مخالف ہے۔ آیت ۱۳ اور تورہ صیغہ ۱۳ میں ہے کہ :-

”اور میں نے ابرہم سے کہا یقین جان کہ تیری نسل کے لوگ ایسے ملک میں جوئیں گے انہیں پروردی ہوں گے اور وہاں کے لوگوں کی غلامی کریں گے اور وہ پندرہ سو سال تک ان کو دکھ دیں گے“

لے قدیم نسخوں میں یہ عبارت یوں ہے ”اور نبی اسرائیل امداد کے آبار و اجداد کا رہنے والا کنعان اور زمین مصر میں چار سو تیس برس تھا“

لے ”تورہ صیغہ ۱۳ میں اس آیت کے الفاظ اس طرح ہیں ”تو اُس نے ابرام کو کہا کہ یقین جان کہ تیری اولاد پر دین میں آوارہ ہوگی اور وہاں کے لوگوں کے بندہ ہوں گے، جسے اُنہیں چار سو برس تک دکھ دیں گے۔“

ملاحظہ ہو اس آیت میں صرت چار سو سال مذکور ہیں۔ پھر یہ کہ "فلانی کرنا" اور
 "تعلیق میں مبتلا ہونا" معرث میں قیام کے دوران ہی وقوع پذیر ہوا اور معرث میں ہی اسرائیل
 کا کل قیام چار سو سال کے بجائے صرت دوسو پندرہ سال ہے۔
 ہنری جانسکٹ کی تفسیر میں کتاب خروج باب ۱۲ آیت ۴۰ کے ذیل میں مذکور دونوں
 آیتوں میں موجود اختلاف میں یہی تعلق دینے کی کوشش کی ہے۔

۴۰ دونوں آیتیں ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں۔ کیونکہ کتاب پیدائش میں حمدت بتائی
 گئی ہے وہ درحقیقت اسحاق کی پیدائش سے شمار کی گئی ہے اور کتاب خروج میں
 حمدت کو بیان کیا گیا ہے وہ ابراہیم کی آمد سے ہجرت کے وقت سے شمار ہوتی ہے
 چنانچہ ابراہیم اور ان کی اولاد دوسو پندرہ سال تک سرزمین کنعان میں پروا ہوا
 گدبنے نسب ملازمت اور اسرائیل دوسو پندرہ سال تک اسی حالت میں معرث
 مقیم رہے۔"

ہم کہتے ہیں کہ اول تو یہ توجیہ ہی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ تفسیر میں دلیل کے ہی گرفت
 انداز سے مذکورہ بالادت کی ابتداء ایک مقام پر پیدائش اسحاق سے کتا اور دوسرے
 مقام پر ابراہیم کی آمد سے ہجرت کو قرار دینا دعویٰ بلا دلیل کا مدعا ہے۔ پھر ہی غرابنا
 نہیں بلکہ یہ توجیہ اسی تفسیر میں کتاب پیدائش باب ۱۲ آیت ۴۰ کے ذیل میں بیان کردہ
 اس توجیہ کے ہی خلاف ہے جس کو اسی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے:-

"ابراہیم ہجرت نام جب کنعان آئے ہیں، ان کی آمد سے اسحاق کی پیدائش کا
 زمانہ پچیس سال ہے اور اسحاق کی عمر یعقوب کی ولادت کے وقت ساٹھ سال
 کی تھی اور یعقوب کی عمر معرث میں آمد کے وقت ایک سو تیس سال تھی۔ اس طرح
 (۶۵ + ۴۰ = ۱۰۵) کل مدت دوسو پندرہ سال ہوتی ہے۔"

ان دو معنیوں کی تفسیر نے دیگر مورخ کے قول کے مطابق دونوں مقامات میں معرث میں ہی اسرائیل

کی مدت قیام دو سو پندرہ سال تسلیم کی ہے۔ البتہ دوسرے مقام پر یعقوب کی پیدائش کے وقت اسحاق کی عمر ساٹھ سال اور تضر میں آمد کے وقت یعقوب کی عمر ایک سو بیس سال قرار دی ہے اور یہی صحیح ہے، جیسا کہ کتاب پیدائش باب ۲۵ آیت ۲۶ اور باب ۲۴ آیت ۹ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

چنانچہ جب یعقوب کی پیدائش کے وقت اسحاق کی عمر اودسھر آمد کے وقت یعقوب کی عمر اور بنی اسرائیل کے تضر میں قیام کی مدت صحیح اور تسلیم شدہ ہیں تو اس سے دو ڈھری غلطیاں لازم آتی ہیں :-

- ۱۔ ولادت اسحاق سے لے کر مصر سے نکلنے کے وقت تک کتاب خروج میں مذکور مدت چار سو سال کے بجائے چار سو پانچ سال (۶۰۱ + ۱۳۰ + ۲۱۵ + ۴۰۵) بنتے ہیں۔
- ۲۔ تفسیر ہنری و اسکاٹ کے جامعین کی توجیہ کے مطابق اگر ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت سے لے کر اسحاق کی پیدائش تک کے تیس سال بھی شمار کر لیں تاکہ کتاب پیدائش میں مذکور مدت چار سو تیس سال پوری ہو جائے تب بھی بات میں شبہ کیونکہ اسحاق کی پیدائش سے پہلے کی مدت کو پیدائش اسحاق سے مصر سے نکلنے تک کی مدت میں جمع کریں تو چار سو بیس کے بجائے چار سو پینتیس سال ہوتے ہیں جس سے جامعین تفسیر کی مذکورہ بالا توجیہ غلط قرار پائے گی۔

ثانی اور تہ ترمبٹھ نے اپنی تفسیر میں شبہ پیکر اور شبہ کثیر کا یہی قول نقل کیا ہے جیسا ہنری و اسکاٹ کی تفسیر میں ہے۔ لہذا یہ قول بھی اسی کی طرح غلط قرار پاتا ہے۔

چھٹا اختلاف

کتاب پیدائش باب ۴ آیت ۸ اندو ترمبٹھ ۱۹۵۹ء میں یوں
 بائبل قابل کا واقعہ
 کہا گیا ہے کہ :-

اور یہ تمام سے اپنے نبیؐ کی باتوں کو پیچھ کر اور حبیبؐ کو دلوں کی حیثیت میں تھے تو میں

موتوں کو آتے سے اپنے بھائی آپس پر لڑائی اور راستہ قتل کر دیا۔

اور تفسیر ہندیہ کی اس کتاب کی روایت کے مطابق یہ آیت سامعہ کے نسخہ و یونانی نسخہ اور ترمذی
ترمذیوں میں اس طرح ہے کہ :-

”تو میں نے اپنے بھائی بائبل سے کہا کہ آؤ ہم کعبت کی طرف سے ہیں اور وہ ہے :-

وہو کی حیثیت پر پہنچے ۔۔۔۔۔“

اس میں یہ عبارت ہے ”آؤ ہم کعبت کی طرف سے ہیں“ عبرانی نسخہ سے خارج کرونی گئی ہے۔

جو آج اپنی تفسیر میں جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۳ کے ماسٹیر پر لکھا ہے کہ :-

”یہ عبارت عامر بن ابی بکر اور زبیرؓ کی میں اور اسی طرح ہوس کا میں اس میں اور

بالا لائے، اللہ کی حیثیت موجود ہے اور زبیرؓ کی کتاب سے عبرانی نسخہ

میں اس کے داخلہ کیے جانے کا فیصلہ کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ

عبارت بہتر سے ہے۔

یہ میری رائے ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ :-

”جو میں یونانی ترجمہ کی عبارت کے جوتی ہے، لیکن آقاؐ کے لئے مزید عربی نسخوں

میں اس میں لکھا ہوا ہے کہ ”آؤ ہم کعبت کی طرف سے ہیں اور وہ ہے“ اور

آیت کا نسخہ سے مسند میں ہے طبرستان میں اور مسند امام زبیرؓ کی ترجمہ کا

ترجمہ چنانچہ اس مقام کو پورے طور پر سمجھ نہیں سکا اس لئے اس سے یوں ترجمہ

کیا ”تو میں نے اپنے بھائی بائبل سے کہا“ اور اس عبرانی نسخہ کی کئی کئی کاپیاں

ترجمہ کر دی گئی ہیں اور یہ ترجمہ سامعہ کے نسخہ اور لاہوری ترجمہ اور اس کی ترجمہ

یہ قید ہر دو ترجمے میں اس ابتدائی عبارتوں ہے؟ سب یقین ہے کہ ہمال بائبل سے ہوا اور جب

وہ دونوں کعبت میں تھے یوں ہوا۔۔۔۔۔“

نیز نیکو تیل کے ترجمہ اور ان دو تفسیروں کے جو کس دہی زبان میں ہیں اور اس فقرہ کے مطابق ہو گیا جس کو تفسیر سودی نے نقل کیا ہے اور یہ جملہ کہ ”اور یہ کہیت کی طرت چلیں“ مذکورہ بالا تمام کتابوں میں موجود ہے۔
 عجیب بات ہے کہ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء میں بھی یہ عبارت لیں مذکور ہے۔
 ”وقائل قائل لہا ہا ہا اخیہ لہنغراج زالی الحقل ولہا ہا ہا
 فی الحقل... الخ“

تصویرت عبرانی نسخہ ہی سے یہ عبارت خارج کر دی گئی ہے کس طرح سے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟

سائلوں اختلاف

دین اور دین رات | کتاب پیدائش باب ۷ آیت ۱۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عبرانی نسخہ میں یوں ہے کہ :-

”اور چالیس دن تک زمین پر طوفان تھا... الخ“

اور یہی جملہ یونانی ترجموں اور بہت سے لاطینی نسخوں میں اس طرح ہے کہ :-

”اور طوفان چالیس دنات زمین پر رہا... الخ“

عبرانی نسخہ کے اسی باب کی آیت ۱۲ میں چالیس دن اور چالیس رات کی تصریح موجود ہے جس سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عبرانی نسخہ کے باب ۷ کی آیت ۱۷ سے کلمات ”لغافط فارح ہو گیا ہے چنانچہ بہت سے اپنی تفسیر کی جداول میں لکھا ہے کہ :-

”مترجمی ہے کہ لغافط رات“ کا اضافہ عبرانی متن میں کیا جاسکے؟

۱۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء میں یہ آیت اس طرح ہے :- ”اور طوفان کا پانی زمین پر چالیس

آشواں اختلاف

ایک پندرہ سے چلے کا حذف | کتاب پیدائش باب ۳۵ آیت ۲۲ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء جہاں نسخہ میں یوں کہا گیا ہے کہ ۱۔

۲۰ اور اسرائیل کے اس ملک میں رہتے ہوئے یوں ہوا کہ وہ بنی اسرائیل کے باپ کا اپنے باپ کی حرم ہنہامہ سے مہارت کی اور اسرائیل کو یہ معلوم ہو گیا ۲۱
ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں اس آیت کے متعلق یوں اعتراض کیا گیا ہے کہ :-

۲۰ یہودی مانتے ہیں کہ اس آیت میں کچھ کچھ غرور حذف کیا گیا ہے۔ لہذا انی ترجمے

میں لکھ کر ان الفاظ کا انماذ کر کے پورا کیا ہے کہ ۲۰ اور وہ اس کی نکاح میں ہو گیا ۲۱

ملاحظہ ہو جہاں نسخہ کے اس مقام پر یہودیوں کو کچھ اعتراض ہے کہ حذف واقع ہوا ہے جب کہ یہی جملہ یونانی نسخہ میں اب بھی موجود ہے اور جہاں نسخہ سے ایک جملہ کالم کر دیا جانا اہل کتاب کے نزدیک کچھ زیادہ مستحسن نہیں ہے چنانچہ ایک دو ترجمہ

نوائے اختلاف

کتاب پیدائش باب ۵۰ آیت ۲۵۔ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء جہاں نسخہ میں یوں کہا گیا ہے کہ :-

۲۰ اور عت سے بنی اسرائیل سے قسم لے کر کہا خدا یقیناً تم کو یاد کرے گا۔ سو تم

۲۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے :-

اور جب اسرائیل اس سرزمین میں جلد باتوں ہو کر راویں گیا اور اپنے باپ کا حرم ہنہامہ

سے ہمہ تن ہوا اور اسرائیل نے سنا ۲۱

ضروری میری بیویوں کو یہاں سے لئے جانا۔"

اور دو ترجمہ کی مشہور اور مشہور انی طباقوں میں بھی بعض نے یہی بیان ہے اور نواز محمد قزلباشی نے
مشہور میں یہ جملہ اس طرح بیان کیا: "اور نیکا استخوان ہائے ہاریرید" اور فارسی ترجمہ قزلباشی نے
مشہور میں یہ الفاظ ہیں: "و شہا آستخوان ہائے ہاریرید" اور فارسی نے اسے اور سامانی نے اسے اور
یونانی، عربی، سریانی اور لاطینی ترجموں میں آخری جملوں سے کہہ کر :-

"اور میری بیویوں کو یہاں سے اپنے ساتھ لئے جانا۔"

گویا عیون کی نسبت سے لفظ "ہائے ہاریرید" گمراہی کا ہے۔ ہوتی کہ کتابت کے :-

لا مشربہ و ہائے ہاریرید اس معنی کے لفظ کو اپنے جدید ماہی کے ترجمہ میں شامل کر لیا ہے
اور یہ بالکل ٹھیک کیا :-

اسی لئے کہ عیون ترجمہ مشہور مشہور میں عیون کہی ہے کہ :-

دستوں اختلاف

کتاب استنشاہ باب ۱۰ آیت ۶۰۶ اور اردو ترجمہ مشہور ۱۹۵۹ میں عیون ہے کہ :-

اور یہ عربی اور انیل بہررت عیون سے وہ لفظ ہے کہ ہر کرم تیر میں اسے وہ میں اور وہ
نے رسالت کی اور میں بھی تھا اور اس کا ہونا ایضاً رسالت کے حسب پر مشہور ہے کہ اس کی جنگ
عدت کرنے لگا۔ وہاں سے وہ جو جو لگا اور جو جو سے یہ وہاں سے یہ وہاں سے یہ وہاں سے
ہیں پالی لہا ہاں ہیں۔ انی موقع پر نہ اور کے لہائی کے قبیلہ کو اس عیون سے

۱۔ اور دو ترجمہ مشہور کے مطابق اس آیت کے الفاظ اس طرح ہیں اور یہ مست لہائی اور انیل سے قزلباشی

لے لے کہ عدت کے ہاں سے وہ اور وہ میری بیویوں کو یہاں سے لئے جانا۔"

کے قزلباشی میں یہ الفاظ اس طرح ہیں "اور میری بیویوں کو یہاں سے ساتھ لئے جانا۔"

۲۔ یعنی لہائی میں محبوب علیہ السلام لہائی

لیکھ لیا کہ وہ خداوند کے حمد کے صندوق کو اٹھا یا کوسہ اور خود اوس کے حضور
گھڑا ہو کر اس کی خدمت کو انجام دے اور اس کے نام سے برکت دیا کرے
جیسا ان کتب ہوتا ہے :-

اس کے برعکس کتاب گنتی باب ۳۳ میں مقامات کی تفصیل مندرجہ بالا تفصیل کے اہل
خلاف ہے۔ جس سے یہ مسلم ہوتا ہے کہ ہادون کی رحلت کو ہتھ میں ہوائی۔ قدرت
کا سامری شکر میں ہی یہ عبارت کتاب گنتی کی مانند ہے۔ چنانچہ کتاب گنتی باب ۳۴ آیت
۱ سے ۱۰۳۹ آیت ۲۱۰۳ اور ترجمہ طبرستان ۱۱۵۹ میں لکھا ہے کہ :-

اور ہر صیرت سے دعا ہو کر نبی یسحاق میں ڈر سے ڈالے اور نبی یسحاق سے
چل کر حور و خدیجہ بنی خیر زون ہونے اور حور و خدیجہ سے دعا ہو کر نبی یسحاق
میں شے کوسے کے اور یسحاق سے چل کر حور و خدیجہ بنی خیر سے دعا ہو کر حور و
سے چل کر حور و خدیجہ بنی خیر اور حور و خدیجہ بنی خیر سے دعا ہو کر حور و خدیجہ بنی خیر
میں جو قاتل ہے قیام کیا اور قاتل سے چل کر کوہ تہر کے پاس جو کس نام
کی مسجد ہے تعمیر نہ ہوئے۔ یہاں ہادون کا نام خداوند کے حکم کے مطابق کوہ تہر
پر چڑھ گیا اور اس نے نبی اسرائیل کے ملک مفر سے نکلنے کے چالیسویں برس کے
چالیسویں ہجرت کی پہلی تاریخ کو وہیں وفات پائی اور جب ہادون نے کوہ تہر پر

لے اور ترجمہ طبرستان ۱۱۵۹ میں یہ آیت اللہ العظام میں ہے :- جب نبی اسرائیل نے بیروت میں یہ دعا
سے مفر کو کر لیا۔ وہاں ہادون کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوا اور اس کا بیٹا اللہ کے حکم کے
مطابق اس کا عالم مقام ہوا۔ وہاں سے انھوں نے حور و خدیجہ بنی خیر سے دعا ہو کر حور و
میراب مریض ہے اس وقت یہ کہنے سے نبی خیر کو اس لئے جو ایک کوسہ ہادون کے صندوق کو اٹھا اور اس
میراب کے حضور کوسہ ہادون کی خدمت گزرائی گئی اور اس کا نام لے کر برکت مانگی۔ چنانچہ ان کے
لیکھ یہ نبی ہے :-

وقت پانی تو وہ ایک سو تیس برس کا تھا..... اور امرائیل کوہ ہود سے
کوچ کر کے ضلوعہ میں پھرے اور ضلوعہ سے کوچ کر کے قنون میں
ڈیر سے ڈالے..... الخ

نیز ان دونوں عبادتوں کا موازنہ کرنے سے کتاب استناد باب ۱۰ کی آیت ۱ کی عبادت
دس کے اٹھائی ہونے کی غمازی کرتی ہے اور اس بات کا قوی امکان موجود ہے کہ اس
مہارت کا عبرانی نسخہ میں کافی عرصہ بعد اضافہ کیا گیا ہو۔

یگارتھواں اختلاف

کتاب پیدائش باب ۲۰ آیت ۲ اور ترمز مجید ۱۹۵۹ء
بہن یا بیوی؟ نسخہ کے مطابق یوں ہے :-

اور ابراہام نے اپنے بیوی سارہ کے حق میں کہا کہ وہ میری بہن ہے اور

۱۔ ترمز اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیات ان الفاظ میں ہیں :- اور میری بہن سے بن
یا عقان بن گئے اور بنی یا عقان سے چل کے حوالہ جہاد کو عین ترجمہ کیا اور حوالہ جہاد
سے روانہ ہو کر دیلپاٹ بنا آرہے اور دیلپاٹ سے عبرانیوں آئے اور حوالہ جہاد سے
چلے گئے حسیوں جابر میں پہنچے اور حسیوں جابر سے وشت سین میں جو قادم ہے آپڑے
اور قادم سے چل کے کوہ تہر میں جو زمین ادم کی سرحد ہے آئے۔ یہاں باروں کا پہلا حوالہ
کی ارشاد سے کوہ تہر پر گیا اور اسی نے بنی امرائیل کی معری ہجرت کے چالیس ویں
برس کے پانچویں مہینے کے پہلے تاریخ وفات پائی اور باروں ایک سو تیس برس کا تھا
جو اس نے کوہ تہر میں وفات پائی اور کوہ ہود سے کوچ کر کے ضلوعہ میں آئے اور ضلوعہ
سے کوچ کر کے قنون میں آئے۔ الخ

خبر تاز کے بادشاہ اہل مکت نے سارہ کو بلوایا ^{۱۱۹}
 بہتری و اسکاٹ کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ :-

یہ توفیق ترجمہ میں یہ آیت اس طرح ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنی بیوی سارہ کے بارہ
 میں بتایا کہ وہ میری بہن ہے۔ کیونکہ بیوی کنے کی صورت میں اس کو یہ خطرہ
 تھا کہ کہیں شہر کے لوگ اس کو مار بھی نہ ڈالیں اور غلطیوں کے بادشاہ... الخ
 ملاحظہ ہو کہ خبر توفیق میں یہ کیونکہ بیوی کنے کی صورت میں اس کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں لوگ
 اس کو مار بھی نہ ڈالیں ^{۱۲۰} یہی وہی عبارت حدیث کریمہ گئی ہے۔

بارہواں اختلاف

کتاب پیدائش اب ۳۰ آیت ۳۶ کے بعد سامری نسخہ میں مندرجہ ذیل عبارت
 بھی موجود ہے :-

”ند کہ فرشتے معیوب کو آواز دی وہ اس نے کہا میں حاضر ہوں اور جو فرشتے
 اس کو توجہ کر کے بتایا کہ جن میں سے تم سے بیٹری کی چیز کو لائی گئی ہے وہ لو تدار
 اور دانی اور چکیری ہیں اور لائقان نے جو کہ تیرے ساتھ کیا ہے مجھے معلوم ہوا اور
 بیت اہل میں کے ستون پر تونے تیل ڈالا اور میری نذر دانی اس کا قطعہ میں ہی ہوں
 اور اب یہ علاقہ فوراً چھوڑ کر واپس اپنے آبائی وطن لوٹ جا ^{۱۲۱}“

۱۱۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۳ء کے مطابق یہ آیت یوں ہے اور ابراہیمؑ خود چند سارہ کی بابت بولا کہ میں ہی
 ہے غلطیوں کے بادشاہ اہل مکت نے کوئی نہ کر سارہ کو لے لیا ^{۱۲۰}
 ۱۲۰ قدیم ترجمہ میں یہ عبارت اس طرح ہے ”اور خدا کے فرشتے نے بیٹری کو لیا کہ اسے سچا اور بھلا سامری
 ہوں تب اس نے کہا کہ اب اپنی آنکھ کو اٹھا اور دیکھ کہ سارے پڑے جو بیٹریوں پر پڑے ہیں ان کو تدار دانی
 اور چکری ہیں اس لئے کہ جو کہ لائقان سے تجھ سے کیا ہے میں نے دیکھا ہے اہل کا تدار اہل ان کو نے ستون پر تیل
 ڈالا اور جہاں کو تے کہ جسے نظر کا قطعہ کیا میں ہوں اب اٹھ اس زمین سے نکال اور اپنے گنبد کی زمین پر
 بٹھ جا ^{۱۲۱} منہ

ملاحظہ کیجئے کہ اتنی طویل عبارت کا یا تو سامری نسخہ میں اضافہ قرار دیا جائے اور یا یہ کہا جائے کہ عبرانی نسخہ میں تحریفین کر کے یہ پوری کی پوری عبارت نکال دی گئی ہے۔ بہر حال قرآنی سے دوسرا احتمال قوی نظر آتا ہے کہ عبرانی نسخہ سے اس کو نکال دیا گیا ہے۔

تیسرا احتمال اختلاف

کتاب گنتی کے باب ۱۰ کی آیت ۱۱ کے بعد سامری نسخہ میں مندرجہ ذیل حدیث کا اضافہ ہے :-

”اور خداوند نے تمہاری کوہوں فرمایا کہ اس پہاڑ پر رہتے ہو گے تم کو کافی عرصہ ہو گیا اب واپس جاؤ اور گڑبچ کرنا اور کہہ مرارہ کے باشندوں کو دیکھو، میدانوں، پہاڑوں کے نشیب و فراز چھوڑ کر تے ہو گے پہلے جاؤ اور جنوب کی دریاؤں دونوں سے فرات تک کشتیاں لے کر اپنا علاقہ ملک لبنان سمیت اپنے تسلط میں لے آؤ۔ میں نے یہ تمام علاقے کے ساتھ وہ خط بھی تمہیں عنایت کر دیا ہے جہاں کا خداوند نے تمہارے آباء و اجداد کے لیے آسمان کا حق اور عقوبت سے نجات وعدہ کیا تھا کہ میں تمہاری اولاد کو ان علاقوں کا مالک بناؤں گا۔“

۱۔ تو یہ نسخہ میں یہ عبارت ان الفاظ میں ہے؟ اور یہ تو نے کسی کو خطبہ کر کے فرمایا کہ تم پہاڑ پر رہتے رہے اب پہاڑوں سے فرار کرنا اور لوہوں کے پہاڑوں کے سب باشندوں میں یہاں تک پہنچنا اور میں نشیب میں جنوب کو اور دریاؤں کے کنارے کو کھینچوں گی سوز میں اور جنوب میں بڑی شرمکے جو فرات ہے جہاں دیکھو میں نے یہ زمین تمہیں عنایت کی، داخل ہوا اور اس زمین پر تمہاری بابت یہ تو نے تمہارے باپ دادوں پر ایمان اور حقیقی اور حقیقی سے تم کو تم کو اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کو

دولت گامیرات میں نو ۱۱

یہاں بھی قرآن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبرانی نسخہ میں تحریریں کر کے یہ عبارت نکال دی گئی ہے۔

پہلے ہوا ان اختلاف

کتاب گنتی باب ۲۶ کی آیت ۱۰ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عبرانی نسخہ یوں ہے :-
 اور جب ان اڑھائی سو آدمیوں کے آگے میں جسم ہو جانے سے وہ فریقا بناو
 ہو گیا اور اسی موقع پر زمین نے منکول کر توڑ سمیت ان کو بھی بھل لیا تھا اور
 وہ جب عبرت کا نشان ٹھہرے ۱۰

اور سامری نسخہ میں آیت ۱۰ کی عبارت یوں ہے :-

۱۰ جب وہ گروہ فرمایا تو ان کو زمین نے بھل لیا اور توڑ اور اسی کے ساتھ
 اڑھائی سو آدمیوں کو آگ نے جسم کر ڈالا اور وہ سب عبرت کا نشان ٹھہرے ۱۰
 ہنزی و اسکاٹ کی تفسیر میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ اس آیت کا مضمون زبور ۱۰ کی آیت
 ۱۰ سے ملتا جلتا ہے۔

پندرہ ہوا ان اختلاف

کتاب استغناء باب ۳۲ آیت ۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عبرانی نسخہ کے مطابق

۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں آیت لانا الفاظ کے ساتھ ہے "اور زمین نے اپنے ہاتھوں
 اٹھائیں تو توڑ سمیت بھل گیا جس وقت کہ جماعت نری جب کہ اس آگ نے اڑھائی سو آدمیوں کو بھلا
 لیا۔ سو وہ ایک عبرت ہوئی ۱۰ منہ

۱۰ قدیم نسخوں میں یہ عبارت یوں ہے "اور زمین بھل گئی ان کو جب کہ وہ گروہ مراد آگ نے کھلا
 توڑ کو اڑھائی سو آدمیوں سمیت بھلا کر ایک عبرت ہوئی ۱۰ منہ

یوں ہے کہ :-

”یہ لوگ اس کے ساتھ تمہاری طرح سے پیش آئے۔ یہ اس کے فرزند نہیں، یہ ان کا

میب ہے، یہ سب کچھ داد و دیہہ ہی اس میں ہیں“

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء، آیت ۱۱، اس طرح ہے کہ :-

”خوشبختی را منفسد کردند یعنی کہ داد و دیہہ فرزندان انہی ماند طبقہ کی و معصوم

می باشند“

اور ساتھ ہی یہ بتائی گئی ہے اور آتی ترجمہ میں اس کو یوں لکھا گیا ہے :-

”ان کو معصوم قرار دیا گیا ہے وہ اس کے فرزند نہیں ہیں، وہ یگانہ کی بڑی اس

ہیں“

ہنر کی اس لکٹ کی تفسیر ملتا ہے کہ یہ عبارت ہی اصل قرأت کی عبارت ہے اور

عربان ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کا ترجمہ ان سب کے برعکس اور گستاخانہ کی ریتا ہے، ملاحظہ ہو :-

”اخطوا الیہ وھو برحمت من انبیاء القباۃ ایھا الجلیل الا

عوج العتوی“

اشد کبرا ان لوگوں کو کہہ برابر ہی ترجمہ کا عتوت نہیں آیا، جس کا بھی چاہتا ہے

اپنی طرف سے ایک مضمون گھڑتا ہے اور اس کو اللہ کا کلام قرار دے لیتا ہے۔

مولہواں اختلاف

موسلی کے بیٹے ایکٹ یا ڈو | تہذیب فردیہ باب ۲ آیت ۲۲ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء اور عربان اس کے

لے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت یوں ہے ”انہوں نے آپ کو طہ کیا اور نکلان سے وہ داغ نہیں ہے

جھاؤ کے لڑکوں پر ہوتا ہے دسے کج و داغ پڑھے قرآن ہیں“

لے قدم نمونہ یہ عبارت مطرح ہے ”وہ شہاب کے گئے ہیں، وہ لوگ نہیں آئے، بچے قطعی جناح کی ہیں“

کے مطابق یوں ہے کہ :-

اور اس کے ایک پیشوا اور متقی نے اس کا نام حیرتوم ^{علیہ} رکھ کر رکھا کہ میں اجنبی ملک میں مسافر ہوں :-

اور یونانی، لاطینی ترجمہ اور عقل و فہم سے قدیم ترجموں میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد مندرجہ ذیل عبارت کا ہی اضافہ موجود ہے :-

پھر اس کے ایک دوسرا پیشوا اور متقی نے اس کا نام الیترود رکھ کر رکھا کہ میرے باپ کا خواہرا ہاں و نامہ تو ہے۔ اس کے لیے فرعون کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچا ہے :-

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ^{۱۸۹۱ء} میں بھی لیتے ہیں عبارت ان الفاظ میں موجود ہے :-

فولدت له ابنا ودعا اسمہ حیرتوم فانطلقا انسا انا کنت مثلما فی

لہ حیرتوم کے سنی جزئی زبان میں "ہر دیکھیں" کے ہیں۔

پھر ترجمہ اردو مطبوعہ ^{۱۸۹۲ء} میں یہ آیت اسی طرح ہے کہ "یہ یعنی اوس سے اسی کا نام حیرتوم رکھا کیونکہ اوس نے کہا کہ میں اجنبی ملک میں مسافر ہوں" :-

اسے بعض قدیم ترجموں میں یہ عبارت ان الفاظ میں ہے "اور اوس نے ایک دوسرا اجنبی کا نام الیترود رکھا کیونکہ اوس نے کہا کہ میرے باپ کا خواہرا وہ گدا ہے اور اوس نے مجھے فرعون کی تلوار سے بچایا ہے" :-

یہ الیترود نالی لاطینی ترجمہ میں ایسا لفظ مذکور ہے جس کا ترجمہ "فرعون کی تلوار" ہوتا ہے اور عربی ترجمہ میں "میں یہ فرعون" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ دونوں موادوں کا ایک ہی ٹکڑا ہے۔ اسی عبارت سے چنانچہ "فرعون کے ہاتھوں قتل" سے تعبیر کر دیا۔ یہ عجیب

کتبہ فرعون کی آیت ہے "اور دوسرے کا نام یہ کہ کہ الیترود رکھا تاکہ میرے باپ کا خواہرا ہو گا کہ تمہارا اوس نے مجھے فرعون کی تلوار سے بچایا" :- (بائبل مطبوعہ ^{۱۸۵۹ء} صفحہ ۲۰)

لہذا عزیمت و ولعت ایضا خلافاً ما تاتوا و دعا اسما العائزہ لہذا

اجل لہذا! لہذا! لہذا! لہذا! لہذا! لہذا! لہذا! لہذا! لہذا! لہذا! لہذا!

خلاصہ یہ کہ عبرانی نسخہ میں تحریریں کر کے پر جملہ نکال دیا گیا ہے۔ اس کے تاہد کتاب
تذوق باب ۱۰ کی آیت ۲ سے واضح طور پر ہو جاتی ہے۔

مستزاد ہواں اختلاف

کتاب تذوق باب ۱۰ کی آیت ۲ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم میں مندرجہ ذیل عبارت
کا اضافہ موجود ہے :-

۴ اور توحی نے فرعون سے کہا کہ خداوند کا فرمان ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا ہے اور

بیٹا بھی پہلوئی کا اور تو میرے بیٹے کو جانے کی اجازت دے تاکہ وہ آسمانی

سے بری عبادت کر سکے۔ لیکن تو اس کے جانے میں روکنا بنا ہوا ہے۔ یا نکلا

میں تیرے پہلوئی کے بیٹے کو ہلاک کروں گا :-

غالب گمان یہی ہے کہ عبرانی نسخہ میں تحریریں ہو کر یہ پوری عبارت حذف

ہو گئی ہے۔

اشعار ہواں اختلاف

کتاب گنتی باب ۱۰ کی آیت ۶ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء و عبرانی نسخہ کے

مطابق یوں ہے :-

۵ تم لوگوں میں سے یہ عبادت یوں ہے ۴ اور توحی نے فرعون کو کہا کہ خداوند یوں کہتا ہے کہ

اسرائیل میرا بیٹا ہے اور تو میرا بیٹا ہے سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت

کرے لیکن تو اسے جانے نہیں دیتا تو کہ میں تیرے پہلوئی کے بیٹے کو ہلاک کروں گا :- منہ

دو جہ تہ دوبارہ مانس بانہہ کہ زور سے چھوٹو تو ان لشکروں کا جو جنوب کی طرف
چینا کوچ ہو، سو کوچ کئے لئے مانس بانہہ کہ زور سے زنگا چھوٹا کریں؟
اور یونانی ترجمہ میں اس کے بعد یہ عبارت ذرا مذکور ہو ہے کہ :-
"اور جب تیسرا مانس چھوٹو مغرب کی طرف کے لشکروں کا کوچ ہو اور جب چھوٹا
مانس چھوٹو تو ان لشکروں کا جو شمال کی جانب ہیں کوچ ہوگا"
غالب یہاں ہے کہ عبرانی نسخہ سے یہ عبارت ہی حذف کر دی گئی ہے۔

انہی سوال اختلاف

کتاب گنتی جلد ۴، آیت ۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عبرانی نسخہ کے مطابق
یوں ہے کہ :-

اور اس کے چھروں سے پانی بے گنا اور سیراب کینوں میں اس کا بیج پڑے گا اس
بادشاہ اجازت سے بڑھ کر ہو گا اور اس کی سلطنت کو عروج حاصل ہو گا۔
اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۲۲ء میں تقریباً یہی ہے اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
کی عبارت اس طرح ہے :-

"آب از دلو ہائے او جاری میشود و تخم در آب فرماں خواہد بود و پادشاہ سے
لے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے "جب تم دوبارہ چھوٹی بڑی کا
سے چھوٹو تو چھوٹی شیوں کا کوچ ہووے سو سے اونکے کوچ کئے لئے اس چھوٹے میں چھوٹی بڑی
آؤنے سے چھوٹیں" منہ

لے قدیم نسخوں میں یہ عبارت یوں ہے "اور جب تم تیسری بار چھوٹو تو تیسری شیوں کا کوچ ہووے اور
جب تم چھٹی بار چھوٹو تو تیسری شمالی کا کوچ ہووے" منہ
یعنی ترجمہ ۱۹۵۹ء کے مطابق اس آیت کے الفاظ یہ ہیں "اور وہ اپنے سرٹھے سے پانی بھاویگا اور اس کا تخم
میت پائیں" اور چونکہ بادشاہ آگاہ سے قائل ہو گا اور اس کی بادشاہی بلند ہوگی" منہ

از اہاج و قریحہ الشان عواہد و سطلتہن متعالیٰ ۳

لیکن یہی آیت یونانی ترجمہ میں یوں ہے کہ :-

۵ اور اس میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو قوموں پر حکومت کرے گا اور اس کی سلطنت اہانجا کی سلطنت سے بڑھ کر ہوگی اور اس کی سلطنت کو مروجہ مامل ہوگا ۶

یونانی ترجمہ میں اس مقام پر تحریف ہوتی ہے اور اس کے دو وجوہ ہو سکتے ہیں۔ یعنی یہ کہ مترجم عیسیٰ علیہ السلام کی مطلقیت ثابت کرنا چاہتا ہے اور یا یہودیوں اور سامریوں کے مذہب عیسوی سے بعض وعناد کے پیش نظر اس لئے ایسا کیا ہے۔

پیسواں اختلاف

پیسوی یا چمپا زاد بن کتاب خردج باب ۶ آیت ۲۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۳۱۰ ہجری
سنہ کے مطابق یوں ہے :-

۵ اور عترام نے اپنے باپ کی بہن یوکتہ سے بیوا کیا اور اس عورت کے اسم سے

پانچواں اور تہمی پیدا ہوئے اور عترام کی عمر ایک سو پینتیس برس کی ہوئی ۶

مگر یہ جملہ اس عورت کے اسم سے ہارون اور موسیٰ ہوئے نہ تو آیت کے سامری سنہ

۱۔ قدام نسخہ میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے امارا کے درمیان سے ایک آدمی پیدا ہوگا اور وہ تم

کی جگہ است قوموں پر اور ایک سلطنت بہت بڑی سلطنت آفاظ سے قائم ہوگی اور اسکی سلطنت بڑھے گی ۲۔

۳۔ اور درج مطبوعہ ۱۳۱۰ ہجری و ۱۳۱۰ کے مطابق یہ آیت ان الفاظ کے ساتھ ہے ۴۔ عترام

نے اپنے باپ کی بہن یوکتہ سے بیوا کیا اور اس سے بیٹے جنہی ایک ہارون اور دوسرا موسیٰ۔

عترام نے ایک سو پینتیس برس کی عمر پائی ۶

اور یونانی ترجمہ میں اس طرح ہے کہ "اور اس صورت کے اس سے ہاتھ اٹھائی اور ان کی جھنجر میں ہونے سے ملاحظہ ہو کہ دونوں جھلوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یا تو عربی نسخہ میں تحریف کر کے لفظ کم کر دینے گئے ہیں یا سادری نسخہ اور یونانی ترجمہ میں زیادتی لفظ کی صورت میں تحریف کی گئی ہے۔"

یہاں ایک دوسرا بڑا اختلاف ہے، وہ یوں کہ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۲۱۲ھ میں عبارت یوں ہے کہ "و عمران یو کتبہ عمر خود را بکجاں حد اور د... الخ۔ اور طبع ۱۲۱۲ھ میں اس طرح ہے کہ "و عمران یو کتبہ عمر خود را بکجاں خود بزنی گرفت۔ الخ اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۲۱۲ھ بھی یہ ہے کہ "و اخذ عمر امریو کتبہ یو خا بذا صفتہ نرد جہ لہ... الخ اور یہی تعریض انگریزی ترجموں میں موجود ہے۔ گو یا کہ آئندہ، فارسی، عربی اور انگریزی تمام بالاتفاق اس کی شہادت دیتے ہیں کہ یو کتبہ عمران کی چھوٹی تھی۔"

لیکن عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۲۱۲ھ و ۱۲۱۲ھ اور ۱۲۱۲ھ میں اسی آیت کے الفاظ یوں ہے کہ :-

"فانزلنا سحرنا علیہ لعلہ یحذرنہ فاعلم انہ لیس منہ
میں ہر طرف سے اپنے جہاں کی یو کتبہ سے شادی کی۔"

ملاحظہ فرمائیے کہ اس چھوٹی اور کہاں جہاں زارینہ، ان دونوں مترجموں میں سے ایک یقیناً چھوٹا ہے، اب خدا سلوم ہوں گا کون ہے۔

۱۔ تعریض میں یہ عبارت یوں ہے "و الخ سے ہاتھ اٹھائی اور سادری نسخہ میں لکھی ہوئی ہے "و الخ یہ خیال ہے کہ تواریخ کی نسخہ سے چھوٹی سے نکال کر نا حرام ہے جیسا کہ کتاب اسناد کے پیش آیت ۲۰ اور باب ۲۰ آیت ۱۶ میں اس کی تعریض ان الفاظ میں پائی جاتی ہے کہ "تواریخ چھوٹی کے بدلے کو یہ پندہ ذکر کرتا " (احبار ۱۸ : ۱۲) اور "تواریخ خالہ یا چھوٹی کے بدلے کو یہ پندہ ذکر کرتا" (احبار ۲۰ : ۱۹)۔ تفسیر :-

۲۱ اکیسواں اختلاف

کتاب پھیلائش باب ۲۹ آیت ۳۔ اُدود ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عربی نسخے کے مطابق یوں ہے :-

اور جب ریلوڑ وہاں اگلے جھانکتے تھے تب وہ اس پتھر کو کونئیں کے منہ پر سے ڈھکاتے اور میٹروں کو پانی پنا کر اس پتھر کو پھر اسی جگہ کونئیں کے منہ پر دکھ دیتے تھے ۱۱

اور آیت ۸ اس طرح ہے :-

۱۱ انہوں نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے جب تک کہ سب ریلوڑ چل نہ ہو جائیں۔ تب ہم اس پتھر کو کونئیں کے منہ پر سے ڈھکاتے ہیں اور میٹریں کھریں گے پانی پلاستے ہیں ۱۱

لیکن ساتری اور یونانی نسخوں اور پالی گلاٹ والٹن کے عربی ترجمہ میں یہ کونہ ذہنی آیتوں میں "ریلوڑ" کے بجائے "پروا سبے" کا لفظ لکھا ہوا ہے اور یہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ کونئیں کے منہ پر سے پتھر کو ڈھکنا کہ میٹریں کھریں گے پانی پلانا چرما ہوں کا کام ہے ناکہ ریلوڑ کا، پنا پتھر ہوتی اپنی تفسیر کی جگہ اسی ڈھکائی گلاٹ اور میٹریں کھینٹ لے اُدود ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت یوں ہے "اور جب تک کہ وہاں چل نہ ہو تب وہ اس پتھر کو کونئیں کے منہ پر سے ڈھکاتے تھے اور میٹروں کو پانی پلا کر پتھر کو اسی جگہ پر دکھ دیتے تھے ۱۱ منہ

۱۱ اُدود ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق اس آیت کے الفاظ اس طرح ہیں "وہ بولے ہم یوں نہیں کر سکتے جب تک کہ سارے گلے چل نہ ہو ویں تب وہ اس پتھر کو کونئیں کے منہ پر سے ڈھکاتے ہیں اور میٹروں کو پانی پلاستے ہیں ۱۱ منہ

کے قول کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے :-
 ”غیر انیسویں کتاب کی غلطی سے بھائے لفظ ”پروا ہے“ کے ریوڑ
 لکھا گیا ہے“

۲۲ بائیسواں اختلاف

تخلّا کا حکم یا موسیٰ کا حکم | کتاب التّجارت باب ۱ آیت ۲۱ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں
 یوں ہے کہ :-

”انف حارون نصیحا و نصیحا و کتیبہما الیٰ یوسفین فوفیٰ ما قدا اور

النّبی یدکتنا افرح و حوا“

یعنی ہارون نے دو بیٹے اور دو صاحبہ داران الگ کئے اور موسیٰ کے حکم کے مطابق خداوند
 کے حضور پیش کیا اور ناسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء کی عبارت یوں ہے :-

”و ہارون سینہ ہا و دوش راستہ را برستے قربانی جنبا نیرنی در حضور خداوند بنیاد
 چنانکہ موسیٰ امر فرمودہ ہے :-“

اور تقریباً یہی عبارت انگریزی تراجم اور بیشتر جرنل ڈانلڈی نسخوں میں موجود ہے لیکن
 یونانی اور سائری نسخوں میں ”موسیٰ کے حکم کے مطابق“ جملہ کے بجائے ”جیسا کہ خداوند نے
 موسیٰ کو حکم دیا تھا“ کا جملہ لکھا ہے اور اسے اور اسے کو اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء اور ۱۸۴۱ء
 میں فریچ کا سے کہ عبارت یوں لکھی ہے کہ :-

”اندرینہ اور دو صاحبہ داران کو جیسا کہ خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا، ہارون نے ہلاکت
 کی قربانی کے طور پر خدا کے حضور پیش کیا“

لے لیکن اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں اس عبارت کو پھر میں بدل دیا گیا ہے کہ ”اور سینہ اور اسے داران
 کو ہارون نے موسیٰ کے حکم کے مطابق..... الخ“ اور ترجمہ عربی کا یہ اختلاف ملاحظہ فرمادہ ہے۔

یہ اختلاف سندرج ذیل تیسرے مقامات
تیسری قسم، سامری نسخہ میں کچھ زیادتی ہے
میں ہے :-

کتاب پیدائش کے باب ۲۹ آیت ۱۵، باب ۳۰ آیت ۳۶، باب ۱۱ آیت ۲۲
کتاب خروج کے باب ۱۸ آیت ۱۸، باب ۸ آیت ۲۳، باب ۹ آیت ۵، باب ۲۱
آیت ۲۰، باب ۲۲ آیت ۵۵، باب ۲۳ آیت ۱۰، باب ۲۲ آیت ۹۔ کتاب
الغناۃ کے باب ۱ آیت ۱۰، باب ۱۰ آیت ۴ اور کتاب استثناء کے باب
۲۵ آیت ۲۱ ہیں۔

چوتھی قسم، نسخہ سامری میں تحریف
نسخہ سامری میں سندرج ذیل سترہ مقامات میں
تحریف کر کے تبدیل کر دی گئی ہے اور یہ
تغیروں کو بدل کرنے والا نسخہ نامی ایک محقق ہے۔

کتاب پیدائش میں باب ۲ آیت ۱۲، باب ۳ آیت ۱۰، باب ۹ آیت ۵،
باب ۱۱ آیت ۱۱، باب ۱۱ آیت ۲۱، باب ۱۸ آیت ۲۳، باب ۱۹ آیت ۱۲،
باب ۲۲ آیت ۳۸، ۳۹، ۴۵ آیت ۵، باب ۳۶ آیت ۲۶، باب ۴۱ آیت
۵۰۔ کتاب خروج باب ۱ آیت ۵، باب ۱۳ آیت ۶، باب ۱۵ آیت ۵۔ اور
کتاب گنتی باب ۲۲ آیت ۲۲۔

پانچویں قسم،
اس قسم کا اختلاف دس مقامات میں ہے اور وہ
سندرج ذیل ہیں :-

کتاب پیدائش کے باب ۵ آیت ۸، باب ۱۱ آیت ۳۱، باب ۱۹ آیت ۱۰،
باب ۲۴ آیت ۲۴، باب ۲۹ آیت ۴، باب ۳۲ آیت ۲۵۔ کتاب خروج کے
باب ۱۲ آیت ۴، باب ۲۰ آیت ۲۴ اور کتاب گنتی کے باب ۱۱ آیت ۱۴ اور
کتاب استثناء کے باب ۲۰ آیت ۱۶ ہیں۔

چھٹی قسم، سامری نسخہ میں نقص اور کمی ہے | اس قسم کا اختلاف جس میں سامری نسخہ میں عبرانی نسخہ کے مقابلہ میں بعض لغات اور کمی پائی جاتی ہے، کتاب پیدائش باب ۲۰ آیت ۱۶ اور باب ۲۵ آیت ۱۴ میں ہے۔

اور ان اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں لکھتے ہیں کہ :-
 مشہور محقق علامہ کت نے تورات کے سامری اور عبرانی نسخوں میں تقابلی کر کے کثرت علت و مشقت کے بعد ان مقامات کی نشان دہی کی ہے اور ان امتلائی مقامات میں عبرانی کی نسبت سامری نسخہ زیادہ صحیح قرار دیا ہے :-

مذکورہ بالا اختلافی مقامات کے علاوہ بھی تورات کے کئی کئی نسخوں میں کئی ایک مقام پر اختلاف موجود ہے۔ مثال کے طور پر کتاب تورات باب ۳۲ آیت ۳۲ اور باب ۳۸ آیت ۵ میں عبرانی اور یونانی نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔



فصل چہارم

پہلی روایت

یعقوب کی مہر سے واپسی | کتاب پیدائش باب ۳۶ آیت ۴ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں صحت
یعقوب علیہ السلام سے خدا کا وعدہ ان الفاظ میں
مذکور ہے :-

وہیں تیرے ساتھ مہر کو جاؤں گا اور پھر تجھے ضرور لوٹاؤں گا اور گا اور برکت
اپنا پتہ تیری آنکھوں پر لگائے گا :-
اور تقریباً یہی عبارت آؤدو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۴ء و ۱۹۴۵ء میں ہے اور فارسی ترجمہ
مطبوعہ ۱۹۴۹ء میں ہے۔

۱۰ ص ۱۱ اور داند مہر خاتم شدہ میں نیز تراجم خواجہ ام اور داند الخ
اور پرورشش مفاد کے انگریزی تراجم مطبوعہ ۱۹۱۹ء و ۱۹۳۰ء و ۱۹۳۵ء و ۱۹۴۷ء
اور داند مہر کی کتاب کا انگریزی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں تقریباً یہی عبارت و معنوں
مذکور ہے۔ مذکورہ بالا روایت کی دوسری خدا کا یعقوب سے یہ وعدہ تھا کہ مہر سے
لوٹاؤں گا۔ لیکن واقعات نے اس کا جبرٹا ہونا ثابت کر دیا۔ کیونکہ یعقوب کو
واپس لوٹنا نصیب نہ ہوا اور انہوں نے مہر ہی میں وفات پائی جس کی تصریح کتاب
پیدائش ہی کے باب ۳۶ میں موجود ہے۔

۱۱ الفاظ میں یہ تیرے ساتھ مہر کو جاؤں گا، نیز ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں صحت اپنا
پتہ تیری آنکھوں پر لگائے گا :- ۱۰

دوسری روایت

کتاب گنتی باب ۳۱ آیت ۷ تا ۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
 بحیاتیوں کی نسل کشی | ایوان ہے کہ ۱-

مد اور حبشہ کے اتحاد کرنے موسیٰ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق انہوں نے مدیانیوں
 سے جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کیا اور انہوں نے ان مقتولوں کے سر اترتی
 اور اتر تم اور قحط اور قحط اور مدینہ کو بھی جو وہاں کے پانچ بادشاہ تھے جان سے
 مارا اور قحط کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیانا کی
 عورتوں کو امیر کیا اور ان کے چہ پائے اور بیٹے بکر یا نہ اور مال و اسباب
 سب کچھ لوٹ لیا اور ان کی سکنیت گاہوں کے سب شہروں کو جہنم سے مہبتے
 تھے اور ان کی سب چھاؤنیوں کو آگ سے بھونک دیا اور انہوں نے سانا مال غنیمت
 اور سب امیر کیا انسان اور کیا حملہ سا چھلے ۱-

پھر موسیٰ علیہ السلام کا امیر کے ہاتھ میں نیشہ لڑا کی باب کی آیت ۱۸ و ۱۷ میں
 یوں ہے کہ :-

۱- ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق ان آیات کے الفاظ اس طرح ہیں "انہوں نے مدیانیوں
 سے لڑائی کیا جیسا کہ وہ نے لڑی کہ فرمایا تھا اور سارے مردوں کو قتل کیا اور انہوں نے ان
 مقتولوں کے سر اتر تم اور قحط اور قحط اور مدینہ کو بھی جو وہاں کے پانچ بادشاہ تھے
 جان سے مارا اور قحط کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیانا کی عورتوں
 اور بچوں کو امیر کیا اور ان کے سواشی اور چاہ پائے اور مال اور اسباب سب کچھ لوٹ لیا اور
 ان کی ساری بیٹیوں اور گھروں اور چھلوں کو بھونک دیا اور انہوں نے ساری غنیمت اور سانا امیر
 انسان اور حیوان لئے یہ منہ"

اس لئے ان پھول میں جتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کامزدگی
 چکی ہیں ان کو قتل کر ڈالو، لیکن ان لڑکیوں کو جو مرد سے واقف نہیں اور
 اچھوتی ہیں اپنے لئے زندہ رکھو ۵

دیکھئے یہاں دعا نمود غیر طلب ہیں۔ ایک تویہ کہ بعض باہری حضرات جو مذہب
 اسلام کے بعض مسائل پر اعتراض کیا کرتے ہیں مذکورہ بالا احکام کی روشنی میں یہ بتائیں
 کہ یہ کتنا ظلم عظیم ہے کہ تمام مردوں کو قتل کر دیا گیا اور عورتیں اور بچے قیدی بنائے
 گئے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ان قیدیوں میں سے بھی بے گناہ مصوم لڑکیوں
 اور ان عورتوں کو چھبڑوں سے ہم بستر ہو چکی تھیں قتل کر کے مرث کنواری لڑکیوں کو
 اپنے تعزوت کے لئے زندہ رہنے دیا گیا۔

دوسرے یہ کہ اس عبادت سے تویہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب انبوی کی نسل ہی
 صاف ہستی سے مٹ گئی ۵ لیکن کتاب العقداۃ باب ۶ کی آیت، ایک اور روایت
 میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ اس حادثے کے تقریباً دو صدی کے بعد ہی
 دنیا بھرتی کی طاقت اتنی زبردست ہو گئی تھی کہ سات برس تک بنی اسرائیل پر ان
 کا ظلم و تسلط قائم رہا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں یہ بے ایمانوں
 کے چھوٹے بڑے تمام مرد قتل کر دیئے گئے تھے تو ان کو یہ زبردست طاقت کہاں
 سے حاصل ہو گئی ؟

۱۔ اور ترجمہ مطبوعہ علماء کے مطابق یہ آیات یوں ہیں "اور ان پھول کو جتنے لڑکے ہیں
 سب کو قتل کرو اور اندھریکسا رڈھی کو جو مرد کے ساتھ سمنا جانتی ہے وہاں سے مارو لیکن وہ لڑکیاں
 جو مرد کے ساتھ سمنا نہیں جانتی ہیں ان کو اپنے لئے رہنے دو" ۵

تیسری روایت

بنی اسرائیل کے مقبوضات | کتاب پیدائش باب ۱۵ آیت ۱۸ تا ۲۱ اردو ترجمہ
 مطبوعہ ۱۹۵۹ء یوں ہے کہ :-

۱۰ اسی روز خداوند نے ابراہام سے عرض کیا اور فرمایا کہ یہ ملک دریا سے متفرق ہے
 کے کر اس بڑے دریا یعنی دریائے فرات تک، قینیق، قینیقوں اور قیزیوں
 اور عرتوں اور فرزیوں اور غامیم اور امصیتیوں اور کنائیوں اور جرہ جاسیوں اور
 چوتیوں سمیت میں نے تیری اولاد کو دیا ہے ۱۱

یہ وعدہ واضحاً کہ دنیا میں خط ثابت ہو گیا کیونکہ ان تمام علاقوں پر کبھی بھی بنی اسرائیل
 کا تسلط قائم نہیں ہوا۔

چوتھی روایت

حضرت آدم کو درخت کی ممانعت | کتاب پیدائش باب ۲ آیت ۱۵ اردو ترجمہ
 مطبوعہ ۱۹۵۹ء یوں ہے کہ :-

۱۰ لیکن نیک وہی کہ پہچان کا درخت بھی نہ کھاتا کیونکہ جس دن تو نے اسے

۱۱ یہ ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے "اور کہی میں چاہا ہے ابراہام
 کے ساتھ حد کر کے کہا کہ میں نے متفرق کر کے لے کر فرات کی بڑی نری تک یہ فرزیوں اور
 قیزیوں اور عرتوں اور فرزیوں اور غامیم اور امصیتیوں اور کنائیوں اور جرہ جاسیوں اور
 چوتیوں سمیت تیری اولاد کو دیا ہے" ۱۲

۱۳ یہی روایت یہ خدا کو خطاب ہے اور درخت سے مراد شجر مذکور ہے چنانچہ کہ کتاب
 پیدائش باب ۲ آیت ۲ سے معلوم ہوتا ہے۔ تعنی ۱۰

میں سے کھایا تو مر گیا ۱۰

اور یہی وجہ است تقریباً اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء اور ۱۸۴۷ء میں ہے۔ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں ہے کہ "کہ در روزے کا زمان بخوری مقررست کہ میری" اور ثانی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں بھی یہ تصریح موجود ہے کہ جس روز کو اس وصیت کا پہلا کھانے کا یقیناً فرج جائے گا۔ یہ روایت بھی قطب نے اس لئے کہ آدم علیہ السلام نے اس وصیت کو کھایا، مانا کہ وہ کھانے کے دن تیس مرے، بلکہ اس کے بعد بھی ۹۳۰ سال تک زندہ رہے۔

پانچویں روایت

کتاب پیدائش باب ۱۲ آیت ۸ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
خدا کا ابراہیم سے وعدہ ہے کہ میں خدا تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ ہوں
بیان کیا ہے کہ :-

"اور میں تجھ کو اللہ تیرے بعد تیری نسل کو لکھان کا تمام ملک جس میں تو پیدا ہوا ہے، ایسا دوں گا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے اور میں ان کا خدا ہوں"۔
یہ بھی صریح قطب ہے۔ اس لئے کہ تمام سرزمین کنعان یعنی اسرائیل کو کبھی بھی نہیں ملی، اور نہ ان کو بادشاہت اور دعویٰ حکومت نصیب ہوتی، بلکہ اسی سرزمین میں جس نے ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے "پر نیک بندگانشاخت کے حضرت سے مت کھانا کیونکہ میں ان کو اس سے کھانے کا تو مرنے کے گا"۔

۱۰ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے "اور میرے حقے اور تیرے سوا کبھی تیری اولاد کو یہ زمین نہیں تو پر دینی ہے میری کہ تمہارا کساری زمینوں کا کہ وہ اب تک تیری ملکوں کے ہوسے لہر میں اور کھاؤ اور مر گیا"۔

قدیمے شمار انقلابات ہوتے رہے وہ شاید ہی کسی ملک میں پیش آئے ہوں گے اور
دست مدید گزری کہ امرائے حکومت اس سرزمین سے قطعاً ختم ہو چکی ہے۔

چھٹی روایت

نوح کی کشتی میں جانور | کتاب پیدائش باب ۶ آیت ۱۹ اور ترمیم مطبوعہ
۱۹۵۹ء میں لکھا ہوا ہے کہ :-

اور جانوروں کی ہر قسم میں سے دو، دو اپنے ساتھ کشتی میں لے لینا کہ وہ
تیرے ساتھ جیتے رہیں، وہ نر و مادہ ہوں اور پرندوں کی ہر قسم میں سے دو
پرندوں کی ہر قسم میں سے اور دیکھنے والوں کی ہر قسم میں سے دو دوتیرے
پاس آئیں تاکہ وہ جیتے رہیں۔

اور کتاب پیدائش ہی کے باب ۶ آیت ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ کا اور ترمیم مطبوعہ ہے کہ :-

وکل پاک جانوروں میں سے سات سات نر اور ان کی مادہ اور ان میں سے
جو پاک نہیں ہیں دو دو نر اور ان کی مادہ اپنے ساتھ لے لینا اور جو
سکے پرندوں میں سے بھی سات سات نر اور مادہ لینا تاکہ زمین پر ان
کی نسل باقی رہے اور پاک جانوروں میں سے اور ان جانوروں میں
سے جو پاک نہیں اور پرندوں میں سے اور زمین پر کے ہر دیکھنے والے
جاندار میں سے دو دو نر اور مادہ، کشتی میں نوح کے پاس گئے جیسا

۱۰ | تمام اور مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیات یوں ہے اور سب جانوروں میں سے ہر ایک
جنس کے دو دو نر ایک نر اور ایک مادہ ہو کشتی میں اپنے ساتھ لانا تاکہ وہ تیرے ساتھ رہیں
اور پرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور چار پاؤں میں سے ہر ایک جنس کے اور زمین کے سب سے دیکھنے والوں
میں سے ہر ایک جنس کے دو دو ان سب سے تیرے پاس آئیں تاکہ جیتے رہیں۔

خدا نے نوح کو حکم دیا تھا :

مذکورہ عبادت کے باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں اور پرندوں کا ہر قسم میں سے خواہ وہ حلال ہوں یا حرام، ایک ایک جوڑا لے لینے کا حکم دیا گیا اور یہی بات کی آیت ۱۰۸ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر باب ۷ کی آیت ۳۰۲ سے اس کے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانوروں اور حلال پرندوں میں سے سات سات جوڑے اور حرام جانوروں اور پرندوں میں سے دو دو جوڑے لینے کا حکم دیا گیا تھا۔

ساتویں روایت

حضرت نوح کی کشتی کب شمیری؟ کتاب پیدائش باب ۸ آیت ۴، ۵ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء یوں ہے :-

”اور ساتویں مینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی امارا طے کر پھاؤنگا پر جب کشتی اور پانی کا پانی
میںے کس بڑا کشتا با اوں دویں میںے کس کشتی کے کھاروں کی جو شیاں نظر آئیں“

۱۔ قرآن اور مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت کا ترجمہ ہے: ”اور ساتویں مینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی امارا طے کر پھاؤنگا پر جب کشتی اور پانی کا پانی میںے کس بڑا کشتا با اوں دویں میںے کس کشتی کے کھاروں کی جو شیاں نظر آئیں“

۲۔ قرآن اور مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت کا ترجمہ ہے: ”اور ساتویں مینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی امارا طے کر پھاؤنگا پر جب کشتی اور پانی کا پانی میںے کس بڑا کشتا با اوں دویں میںے کس کشتی کے کھاروں کی جو شیاں نظر آئیں“

۳۔ قرآن اور مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت کا ترجمہ ہے: ”اور ساتویں مینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی امارا طے کر پھاؤنگا پر جب کشتی اور پانی کا پانی میںے کس بڑا کشتا با اوں دویں میںے کس کشتی کے کھاروں کی جو شیاں نظر آئیں“

۴۔ قرآن اور مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت کا ترجمہ ہے: ”اور ساتویں مینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی امارا طے کر پھاؤنگا پر جب کشتی اور پانی کا پانی میںے کس بڑا کشتا با اوں دویں میںے کس کشتی کے کھاروں کی جو شیاں نظر آئیں“

۵۔ قرآن اور مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت کا ترجمہ ہے: ”اور ساتویں مینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی امارا طے کر پھاؤنگا پر جب کشتی اور پانی کا پانی میںے کس بڑا کشتا با اوں دویں میںے کس کشتی کے کھاروں کی جو شیاں نظر آئیں“

اللہ دونوں آیتوں میں کیسا سنگین اختلاف پایا جا رہا ہے کیونکہ جب پہاڑوں کی
چوٹیاں دوسری زمین میں نظر آنا شروع ہونیں تو پھر ساتویں مہینہ میں اناراط کے پہاڑوں پر
کشتی کا شعر پانا کیونکر درست ہو سکتا ہے ؟

اسٹوئین روایت

اور کتاب پیدائش باب ۱۱ آیت ۲۶، ۲۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
میں یوں ہے کہ :-

”اور تادمِ شتر برسی کا تھا جب اس سے ابراہیم اور نوح اور حسان
پیدا ہوئے۔“

”اور تادمِ کی مراد سو پانچ بیہ کی ہوتی اور اس نے حادان میں وفات پائی۔“

اور کتاب پیدائش کے باب ۱۲ آیت ۴ میں یوں لکھا گیا ہے کہ :-

”سو ابراہیم خداوند کے گنے کے مطابق چل چلا اور نوح اس کے ساتھ گیا اور ابراہیم
بچھتر برس کا تھا جب وہ حادان سے وفات پوا۔“

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ ابراہیم کی پیدائش کے وقت تادم کی عمر شتر برس کی

تھی اور دوسو پانچ سال کی عمر میں اس نے حادان میں وفات پائی تو اس صورت میں ہجرت
کے وقت ابراہیم کی عمر بچھتر سال کے بجائے ایک سو تیس سال ہوتی ہے۔

۱۔ ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اسی آیت ۲۶ کے الفاظ یہ ہیں ”تادم سے شتر برسی کی طرف ابراہیم
اور نوح اور حادان پیدا ہوئے۔“

۲۔ اور ترجمہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت لکھی ہے ”اور تادم سے پانچ برس کا سو بچھتر برس کی عمر میں
تادم سے ترجمہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے ”سو ابراہیم جیسا اور سے خدا نے فرمایا تھا چوہ نوح اس کے

ساتھ گیا اور ابراہیم جب نوح سے نکلتا ہے پچھتر برس کا تھا۔“

نوین روایت

مصریوں کے سب مویشی مر گئے | کتاب فروع باب ۹ آیت ۶ اردو ترجمہ مطبوعہ
۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”اور خداوند نے فرمایا کہ: ”ایسا ہی کیا اور مصر لوگوں کے سب چمکے مر گئے لیکن
یہی اسرائیل کے چمکے لوگوں کے سب ایک ہی دمرا“

اور اسی باب کی آیت ۲۰ میں یوں بیان ہے کہ :-

”سفر قحط کے عذابوں میں جو جو عداوت کے کلام سے ڈرتا تھا وہ اپنے لوگوں
اور چمکے لوگوں کو گھر میں بٹکاتا آیا“

اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں تقریباً اسی طرح ہے اور لکھنؤ کے مطبوعہ میں صرف
اتنا فرق ہے کہ ”خداوند کی جگہ ”یہا“ کا لفظ استعمال کیا ہے، اور مصریوں کے سب
چمکے مر گئے“ یہ جملہ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں ”وہ مصریوں کے سب چمکے مر گئے“
اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں ”یہا“ کے ساتھ نقل یہا تھا ”مصر میں“ لکھا ہے۔

مخبر طلب بات یہ ہے کہ جب یہ تفسیر صحیح ہوگی کہ مصریوں کے سب مویشی مر گئے تو پھر
فرعون کے لوگوں کے پاس مویشی کہاں سے آگئے؟

نئے ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”اور یہا“ کے ساتھ ”یہا“ لکھا ہے
کیا اور مصریوں کے سب مویشی مر گئے لیکن یہی اسرائیل کے مویشی کے ایک ہی دمرا“ من
۱۴۰۰ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت یوں ہے ”فرعون کے لوگوں میں ہر ایک
نے جو یہا“ کے کلام سے ڈرتا تھا اپنے لوگوں اور اپنے مویشی کو گھسروں میں
سے بٹکایا“ من

دسویں روایت

تیس سال یا پچیس سال | کتاب گنتی باب ۱۱ آیت ۳ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
میں یوں ہے کہ :-

”تیس برس سے لے کر پچاس برس کی عمر تک کے جتنے فیروز اجناس میں لاکا کرنے کے لئے مقدس کی خدمت میں شامل ہیں ان کو پچیس کو گنو“

اور کتاب گنتی ہی کے باب ۸ آیت ۲۲ میں اس طرح ہے کہ :-

”۱۱ جن کے خلقی جویات ہے وہ یہ ہے کہ پچیس برس سے لے کر اسی سے اوپر

اور ہر عمر میں وہ فیروز اجناس کی خدمت کے کام کے لئے اہل حاضر ہوا کریں“

یہاں پر پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمت کرنے والا تیس سے کم عمر اور

پچاس سال سے زیادہ عمر کا نہیں ہونا چاہیے۔ مگر دوسری آیت یہ بتا رہی ہے کہ پچیس

سال سے کم نہ ہو اس سے زیادہ خواہ جتنی عمر بھی ہو کوئی مضائقہ نہیں۔

گیارہویں روایت

کتاب حدود باب ۱۲ کی آیت ۱۰ کتاب پیدائش باب ۵ آیت ۱۲ کے خلاف

ہے اور اس کا غلط ہونا مقصد اول کی تیسری فصل کے پانچویں اختلافات کے ضمن

۱۱۔ ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے ”تیس برس والے سے لے کر اسی تک پچاس

برس تک کے اور ظاہر میں داخل ہوا ہوا کہ وہ جماعت کے غیر میں خدمت کرے“

۱۲۔ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ”مگر وہ ایسا فیروز لاکا کرے

وہے کہ وہ پچیس برس والے سے اوپر تک جماعت کے لیے میں داخل ہوں تاکہ خدمت

گزارہی کریں“

میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ اور کتاب اعمال باب ۷ کی آیت ۶ کتاب پیدائش کے بیان کے موافق اور کتاب خروج کے مضمون کی مخالفت ہے اور اسی طرح گھنٹیوں کے رسالہ کے باب کی آیت ۷ کتاب پیدائش کے مضمون کی مخالفت اور کتاب خروج کے بیان کی توثیق ہے۔
غرضیکہ ان دونوں میں بھی اختلاف ہے۔

بارہمویں روایت

اولاد یعقوب کی تعداد | کتاب پیدائش باب ۴۶ آیت ۲۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۵۹ء
میں یوں ہے کہ :-

”... یعقوب کے گرانے کے پورا گھر میں آئے وہ سب ہی کر متر ہوئے“

اور ترجمہ مطبوعہ (۱۸۵۲ء و ۱۸۵۳ء) میں بھی تقریباً اسی طرح ہے اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء کی عبارت یوں ہے ”جنگ اہل بیت یعقوب کہ پھر آئندہ ہفتا کس ہوندا“ اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء کی عبارت اسی طرح ہے کہ ”پس تمامی نفوس خاندان یعقوب کہ پھر آئندہ ہوندا ہفتا و نفر ہوندا“ اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں یہ ہے :-
”فجميع نفوس آل يعقوب التي دخلت الى مصر فكانت سبعين نفساً“
اور انگریزی ترجمہ میں بھی تقریباً یوں ہی بیان کیا ہے۔

چوتھیں اور چوتھ منٹ کی تفسیر میں ان ستر افراد کی تفسیر یوں بیان کیا ہے کہ :-

۱۰ لیاہ کی اولاد میں سے = ۳۴ افراد

۱۱ لقا کی اولاد میں سے = ۱۶ افراد

۱۲ مہمل کی اولاد میں سے = ۱۱ افراد

۱۳ ہنہ کی اولاد میں سے = ۷ افراد اور یہاں تک کل ۶۲ کی تعداد میں

۱۴ ہر تہا یوست اور یوست کے دو بیٹے = ۴ افراد کی تعداد تک ہونا مترجموں کی

جساکہ اسکا پانوں نے لغت کا ہے۔

۱۵ ترجمہ اور مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں یہ آیت ہے ”وہ سب یعقوب کے گرانے کے تھے اور مگر میں
ان کے مترجم تھے“

اس کے برعکس قواعد کے تحت نالی نسخہ اور عبرانی نسخہ کی کتاب اعمال باب آیت ۱۲ میں یہ تعداد پچھتر بتائی گئی ہے۔ لہذا یا تو عبرانی نسخہ کے اس مقام پر تحریرت کی گئی ہے اور وہ غلط ہو گیا یا پھر یونانی ترجمہ اور انجیل کو محض اور فقط قرار دینا پڑے گا۔ ایک وقت دونوں صحیح نہیں ہو سکتے۔

تیسرے نمونے کی روایت

تیس ہزار یا چالیس ہزار
کتاب گنتی باب ۲۵ آیت ۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۲۲ء
۱۹۲۲ء اور ۱۹۵۹ء میں تقریباً ایک سے الفاظ
میں یوں ہے کہ :-

”اور جتنے اس دیار سے مرے ان کا شمار چالیس ہزار تھا“
اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۲۲ء میں لکھا ہے کہ ”اما کسا یکر ازین قمر النبی مرقد است و
چهار ہزار نفر بودند“ اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء کے الفاظ یہ ہیں ”وکان من مملکت
اربعۃ وعشر ہینت الفامن البشر“ اور انگریزی تراجم میں بھی تقریباً یہی مضمون
بیان کیا گیا ہے۔ لیکن کئی نسخوں کے نام پہلے خط مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے باب ۱۰ آیت ۱۱ میں
اس طرح لکھا گیا ہے کہ :-

”اور ہم ہمارا مادی مذکور ہیں جس طرح ان میں سے بعض نے کہا :- ایک ہزار
تیس ہزار مارے گئے“

۱۰ ”پھر یہ سب غلطے باپ یعقوب اور اس کے گورنر کو جو پچھتر ہزار نہیں تھے بلکہ چالیس ہزار
تھے۔ بائبل کے مفسرین مستند طور پر کہتے ہیں کہ اس سے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو گنتی ۱۱:۲۵ میں
ذکور ہے اور میں لکھا گیا ہے کہ بنی اسرائیل شہیم میں رہنے کے بعد ان سوائی طوروں سے نہ مارے
گئے۔ جمہ سے ان کے چالیس ہزار افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ ۱۲ تفسیر

اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء و ۱۹۴۶ء میں تقریباً ایک عمارت ہے۔ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۶ء میں اس پر یہ ہے کہ "دس اقطا گشتہ درگیر و زبست، دس ہزار نفر" اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں اس طرح ہے کہ "فصلت منجم یہ دواحد ثلاثہ و عشر و منب الفاتحہ"

ان دونوں مقامات کی مذکورہ تعداد میں ایک ہزار افراد کا تعداد ہے ان میں سے ایک یقینی طور پر نطف ہے۔

چودھویں آیت

کتاب استثناء باب ۳۲ آیت ۴۳، دوسویں کے نام خط کے باب ۱۵ آیت ۱۵ میں مذکور مضمون سے مختلف ہے۔ اس مقام پر جہد نے اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں عربی لہجہ کی عبارت میں زیادتی کو الحاقی قرار دیا ہے۔



۱۴ آیت اس طرح ہے کہ "اے قوموں! اس کے لوگوں کے ساتھ خوشی مناؤ۔ کیونکہ وہ اپنے جہد کے خون کا انتقام لے گا اور اپنے منافقوں کو جلد دے گا" (۳۲: ۴۳)

۱۵ آیت کے صحت یہ الفاظ ہیں کہ "اور پھر وہ فرماتا ہے کہ اے غیر قومو! اس کی امت کے ساتھ خوشی کرو" (۱۵: ۱۰)

مقصد دوم

تورات کے سوا عہدِ عتیق
کی
دوسری کتابیں

فصل اول

گم شدہ کتابیں

گزشتہ صفحات میں جن کتابوں کی کچھ تفصیلی پیشینگی گئی ہے ان کے علاوہ بھی بہت سی ایسی کتابیں تھیں جو انہی مذکورہ انبیاء کی طرف منسوب ہیں اور ان کو الہامی قرار دیا گیا ہے لیکن اہل کتاب نے ان کتابوں کو گم کر دیا اور اب ان کا وجود بھی نہیں پایا جاتا اور چھوڑ کر ان کو واجب التسلیم اور الہامی ماننے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ ذیل میں ان کتابوں کی تفصیلی پیشینگی کی جاتی ہے :-

(۱) جنگ نامہ | اس کتاب کا حوالہ کتاب تفسیر باب ۲۱ آیت ۴۱ میں دیا گیا ہے اور ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں مذکورہ آیت کے ذیل میں یوں بیان کیا گیا ہے :-

۱۰۰ قابل یاد رہی کہ یہ کتاب ہے جو یوشع علیہ السلام کی لڑائی کے لئے سوئی گئی تھی۔
 نے کئی تھی اور اس میں موات کے عقائد کی مردموں کا بیان ہے ۱۰

(۲) کتاب الیسیر | اس کتاب کا حوالہ کتاب تفسیر باب ۱۰

۱۰۰ آیت یہ ہے "اسی سبب سے خداوند کے جنگ نامہ میں یوں لکھا ہے :- ۱۰ آیت ۱۰
 تو وہ ہے اور انہوں کے نالے" (کتاب تفسیر ۱۰)

۱۰ یہ مرد زمین بحیریت (Dead Sun) کے شرق میں واقع تھی۔ تفسیر ۱۰

آیت ۱۱ اور کتاب کوئیل باب ۱ آیت ۱۸ میں موجود ہے۔

(۳) کتاب یا ہوسن حنائی | اس کتاب کا حوالہ کتاب تواریخ ۲۰ باب ۲۰ آیت ۳۳
میں دیا گیا ہے۔

(۴) کتاب سمعیاء اور
(۵) کتاب عید وغیب بین | ان دونوں کتابوں کا حوالہ کتاب تواریخ ۲ باب ۱۲
آیت ۱۵ میں آیا ہے۔

(۶) کتاب ناتن نبی
(۷) کتاب پیلانی اخیاء
(۸) مشاہدات عید وغیب بین | ان تینوں کتابوں کا حوالہ کتاب تواریخ
۲ - باب ۶ آیت ۲۹ میں دیا
گیا ہے۔

۱۰ اور صریح طور پر اور چاروں کتابوں کا حوالہ کتاب تواریخ ۲ باب ۱۲ آیت ۱۵ میں دیا گیا ہے۔
یہ آئینہ کتاب میں نہیں لکھا ہے؛ اور صریح آسمان کے بچوں پر مشتمل اور تقریباً سترہ
دن ڈوبنے میں جلدی نہ کی (کتاب یوشعہ ۱۰)
۱۱ آیت میں ہے "اور اس نے ان کو حکم دیا کہ جی یہوداہ کو کمان کا گیت سکھائیں اور کچھ
یا قر کی کتاب میں لکھا ہے (۲ - کوئیل ۱۳)

۱۲ آیت میں ہے "اور اس کے بانی کام شروع سے آخر تک یا ہوسن حنائی کی تاریخ میں مذکور
ہو اور اہل کے حوالہ میں کتاب میں شامل ہے۔ (تواریخ ۲ ۲۹)

۱۳ آیت میں ہے "اور وہ تمام اور وہ تمام کے درمیان پیشہ جنگ رہی (۲ ۱۳)
۱۴ آیت میں ہے "اور وہ تمام کے بانی کام شروع سے آخر تک کیا وہ ناتن نبی کی کتاب میں اور پیلانی اخیاء

کی تاریخ میں اور عید وغیب بین کی کتابوں کی کتاب میں جو اس کے درمیان بتاؤ گی بابت دیکھی تو شروع
نہیں ہوا (۲ ۲۹)

(۹) اعمالِ سلیمان علیہ السلام | اس کتاب کا حوالہ کتاب ۱۰، باب ۱۰، آیت ۱۰۰ میں دیا گیا ہے۔

(۱۰) کتاب اشعیاہ (یسعیاہ) | اس کتاب میں یسوعا کے بادشاہ عزقیاہ کی کئی مباحثہ بھی ہوئی تھی جس کا حوالہ کتاب تواریخ ۲، باب ۲۹، آیت ۲۶ میں دیا گیا ہے۔

(۱۱) کتاب مشاہدات یسعیاہ | اس کتاب میں بادشاہ عزقیاہ کے حالات زندگی اور عرصے میں اس کا حوالہ کتاب تواریخ ۲، باب ۲۹، آیت ۳۰ میں موجود ہے۔

(۱۲) کتاب تاریخ حضرت یسوعا علیہ السلام | اس کتاب کا حوالہ کتاب تاریخ ۲، باب ۲۹، آیت ۳۰ میں دیا گیا ہے۔

یہ آیت یہ ہے "اور سلیمان کا باقی حال اور سب کچھ جو میں نے لکھا اور اس کی حکمت اور سلیمان کے اعمال کی کتاب میں مدعا نہیں" (۲، ۲۹)۔
یہ آیت یہ ہے "اور عزقیاہ کے باقی کام شروع سے آخر تک اس کی بیٹی یسعیاہ نکالے گئے"۔
یہ آیت اس طرح ہے "اور عزقیاہ کے باقی کام اور اس کے نیک اعمال اور اس کے بیٹے یسعیاہ کی کہانی اور یسوعا اور امراہیل کے بادشاہوں کی کتاب میں عمود ہیں"۔

یہ آیت یہ ہے "دیکھو سب کچھ جو میں نے لکھا اور اس کی تواریخ میں اور اس کی تواریخ میں اور اس کی تواریخ میں" (کتاب تواریخ ۲، ۲۹)۔

(۱۳) سلیمان علیہ السلام کے ایک ہزار پانچ اشعار کی کتاب

(۱۴) کتاب بیان خواص و نباتات و حیوانات مصنفہ سلیمانؑ

(۱۵) سلیمان کی تین ہزار اشعار (ان میں ابھی کچھ موجود ہیں)

ان تینوں کتابوں کا ذکر کتاب سلاطین ۱۰ باب ۲ آیت ۲۲ و ۲۳ میں موجود ہے۔

(۱۶) مرثیہ میر میاہ | مرثیہ، نوہر میر میاہ کے علاوہ ایک دوسری کتاب ہے۔ کتاب تاریخ ۲۰ باب ۳۵ آیت ۲۶ میں اس کتاب کا تذکرہ موجود ہے۔

ذاتیں اور درج و شرف کی تفسیر میں اس کی تفریح موجود ہے کہ یہ مرثیہ تریفہ علم ہونیکا ہے اور یہ یقیناً مشہور نوہر میر میاہ کے علاوہ کوئی دوسرا مرثیہ تھا۔ کیونکہ نوہر میر میاہ تو یہ ظلم کی بنا ہی اور صدقیہ کی ہلاک پر لکھا گیا تھا اور مذکورہ مرثیہ میر میاہ یہ سیاہ کی موت پر لکھا گیا ہے۔

(۱۷) مذکورہ کتابوں کے علاوہ دوسری بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مثلاً علامہ کے علاوہ کے اصوات کے مطالعے میں یوں نے ان کو چھاپا کر دیا ڈالا تھا۔ گریڈ اسلام کی تحقیق

لے آیت یہ ہے اور اس سے میں ہزار مثالیں کہیں اور اس کے گیت ایک ہزار پانچ تھے اور اس مرد کے قصص سے لیکے جو لبنان میں تھا اس زمانہ کا گمان ہے کہ ہجرتوں میں گنتی ہے اس سے سب مرثیوں کی خاصیت بیان کی اور چھاپیوں اور پردوں اور گچھنے والوں اور پھیلوں کا ذکر کیا ہے (سلاطین ۲۴-۲۳)

لے آیت یہ ہے اور میر میاہ نے سیاہ کا مرثیہ پایا ہے (تقدیر ۲۶)

کے مطابق یہ وہی کتاب ہے جس کی طرف متقی باب ۲ آیت ۲۲ میں اشارہ کیا گیا ہے
 تم لوگو نے اپنی کتابوں اور آیتوں کے سوالیہ مضامین لندن ۱۸۴۳ء میں دوسرے حالات کے ذریعے
 میں لکھا ہے کہ :-

”وہ کتابیں جن میں اس بات کا ذکر تھا جس کی طرف انجیل متی باب ۱۲ آیت ۲۲ میں
 اشارہ موجود ہے ناپید ہو چکی ہیں۔ کیونکہ انبیاء کی جو کتابیں اب تک موجود ہیں ان
 میں سے کسی میں جیسا امری کا تذکرہ نہیں ہے۔“

اور گریگوریم اپنی تفسیر متی کی جلد ۱ میں لکھا ہے :-

”چند برسوں کی جستجوئی کتابیں ناپید ہو گئیں۔ کیونکہ یہود نے غفلت سے نہیں بلکہ
 بددلتی سے ان کے تاجروں کو خزانے کر دیا۔ ان لوگوں نے جس کتاب کو چھپا دیا
 اور عین کو نذر آتش کر ڈالا۔“

گریگوریم کا یہ کہنا کہ یہودیوں نے ان کتابوں کو برباد کر دیا اس لئے قرآن مجید میں
 ہے کہ جب یہودیوں نے دیکھا کہ عربی و یونانی تفسیروں کے احکام و مسائل کی حقیقت کے لئے
 ان کتابوں سے دست بردار کرتے ہیں تو ان لوگوں نے یہ اقدام کر ڈالا جو کلام
 جہنم کو طریقوں کا کتاب ہے۔“

”یہودیوں نے حدیث متی سے بہت سی کتابوں کو محض اس بنا پر خراب کر دیا تاکہ
 یہ ثابت کیا جاسکے کہ حدیث متی اصل طور پر حدیث متی کے مطابق نہیں ہے۔“
 اس بات سے مراد یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حدیث متی کی بہت ساری کتابیں
 ناپید ہو چکی ہیں۔

ثانی اور چوتھے نسخے کی تفسیر میں کتاب امثال کے آغاز میں یوں لکھا ہے کہ :-
 ”اس روشن تفسیر بادشاہ (سلیمان علیہ السلام) نے اپنی عقل خدا داد سے خلق خدا کی
 تعلیم اور اصلاح کے لئے بہت ساری کتابیں تصنیف کی تھیں، لیکن قرآن (طیرتہ السلام)

نے اس بنا پر کہ وہ مذاہبی تعلیم کی غرض سے نہیں لکھی گئی تھیں یا اس وجہ سے کہ انتہائی بوسیدہ ہو جانے سے ناقص قرار دے کر قائلوں کی کتابوں میں ان کو شامل نہیں کیا۔ تین ہزار امثال، ایک ہزار پانچ اشعار اور کتاب بیان خواص نباتات و حیوانات کے مصنف اس بادشاہ کا اب صحت تین کتابیں، کتاب امثال، کتاب جامعہ اور نشیہ الانشاء ہی باقی رہ گئی ہیں۔

ذکرہ تفسیر میں کتاب سلاطین، ۲ باب ۱۱، آیت ۲۵ کے ذیل میں یوں لکھا ہے کہ :-

یہ یونانی کا ذکر حضرت دوسمیس آہ ہے، ایک تو اسی آیت میں اللہ دوسمیس سے اس مشہور عہد نام کے ضمن میں جو وہ یونانیوں کے لئے لائے تھے، اور وہ پیشین گوئیوں جن کے ذریعہ آپ اپنے بادشاہ ستریا کے مقابل میں بادشاہ یرتھام کو جنگ کے لئے ابھارا اور اگلی نعت کیا تھا کہیں لکھی ہوئی نہیں ملیں۔ لیکن اس کا اصل سبب یہ نہیں ہے کہ بیشتر یونانیوں کی تحریریں ہمارے پاس محفوظ نہیں رہ سکیں بلکہ ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان میں غیر وہ نفاذی بیشتر پیشین گوئیوں کو لکھنا ہی نہیں کیا تھا۔

ملاحظہ کیجئے ذکرہ بالا تمام کتابیں محفوظ آہی سے ناپید ہو چکی ہیں ابدال باب الہ کامرت نام ہی نام رہ گیا ہے۔ جب اہل کتاب کی حفاظت کتب کا یہ حال ہے کہ غفلت و لاپرواہی سے اس قدر سچی کتابوں ہی کو گم کر دیا تو جہاں معنی جہوں یا بعض جہوں کے گم ہو جانے پر ہم ان سے خاک شکریت کریں۔

جمہوریہ عیسائیوں کے نزدیک غیر معتبر کتابیں

اب لڑوان کتابوں کی نہ فرست ایک نظر ملاحظہ ہو جن کو جمہور عیسائی وہاں تسلیم نہیں مانتے۔ وہ یہ ہیں :-

۱۔ عزرا کی تیسری کتاب | اس کتاب کو رومن کیتھولک والے اور پروٹسٹنٹ دونوں ہی واجب التسلیم نہیں مانتے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس میں افلاک ہی ہو چکا ہے۔ ان دونوں فرقوں کے برعکس یہ بتاتی کہ واجب التسلیم اس کو واجب التسلیم قرار دیتا ہے۔

۲۔ عزرا کی چوتھی کتاب | بعض متقدمین عیسائی زعماء نے اپنی تالیفات میں اس کتاب کے حوالے سے نقل کئے ہیں۔ مگر آج کل عیسائی اس کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کو جعلی قرار دیتے ہیں۔

۳۔ معراج یسعیاہ علیہ السلام | یہ کتاب یسعیاہ علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ لیکن جمہور عیسائی اس کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ البتہ چوتھی صدی کے ایک مشہور برہمنی عالم ہیکرکس نے اس کتاب کو تسلیم کیا ہے۔

۴۔ مشاہدات یسعیاہ علیہ السلام | یہ کتاب بھی یسعیاہ علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ عیسائی اس کو بھی جعلی قرار دیتے ہیں۔

۵۔ شخصی ایک برہمنی فرقہ کا موجد ہے۔ -

۵۔ ملفوظات جقوق | اس کتاب کی نسبت جقوق علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے اور یہ بھی جہلی کتابوں میں شمار کی گئی ہے۔

۶۔ زبور سلیمان | اس کتاب کی نسبت سلیمان علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے۔ مقدمات میں اس کتاب کو تسلیم کیا ہے اور وہ اس کو کئی کتابوں میں شامل کر کے انہی کے ساتھ رکھے رہے۔

چنانچہ کوڈکس اسکندریا نوس کے پلانے نسخے میں اب بھی دیگر کتابوں کے ساتھ شامل کر کے لکھی ہوئی موجود ہے اور ہر کتاب کے اپنی تفسیر کی جلدوں میں اس کا اعتراف کیا ہے (انٹ. اسٹڈی مقصد کے آخر میں ان کا تولی تفصیل سے ذکر کیا جائے گا) مگر آج کل عیسائی حضرات اس کتاب کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ کسی کتاب کی کسی بھی مصنفت کی طرف سے معنی نسبت کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں یہ اسی مصنفت کی تصنیف ہے۔



فصل دوم

مفسر عیسائی علماء جن کتابوں کو تسلیم کر کے ان کی نسبت جس معنی کی طرف کرتے ہیں ان کتابوں میں بیشتر جگہ ایسے ہی موجود ہیں جو ان معنیوں کے اقوال کے بالکل مخالف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں عیسائی علماء بھی ان کو الٹا تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں ان کی کچھ تفصیل پیش کی جاتی ہے :-

۱۔ کتاب بشوع | جس میں کتاب کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ کتاب یسوع علیہ السلام کی تفسیر ہے۔ اس میں درج ذیل جگہ ہے کہ اس کے خلاف نکات ہیں۔ ملاحظہ ہو :-

پہلا جملہ :- باب ۱ آیت ۱ یوں ہے کہ :-

”اور یسوع نے یرون کے بیچ میں اس جگہ جہاں حد کے مندوق کے اٹھانے

والے کا ہتھوں نے پاؤں جھانکے تھے بارہ چتر نصب کئے۔ چنانچہ وہ آج

کے دن تک وہاں ہیں“

دوسرا جملہ :- باب ۵ آیت ۱ میں اس مقام پر تذکرہ یوں ہے کہ :-

”..... آج کے دن تک اس جگہ کا نام جہاں ہے“

۲۔ قدیم معنی میں یہ جگہ ان الفاظ میں ہے ”اور یسوع نے یرون کے بیچ میں جگہ پر جہاں

ان کا ہتھوں کے قدم ثابت ہوئے جو حد تک کے مندوق کے مالہ تھے بارہ چتر نصب کئے

چنانچہ وہ آج کے دن تک وہاں ہیں“

تیسرا جملہ :- باب ۷ آیت ۲۶ یوں ہے کہ :-

”اور انہوں نے اس کے اوپر پتھروں کا ایک بڑا ڈھیر لگا دیا جو آج تک ہے
تب خداوند اپنے قہر شدید سے ہار آیا۔ اس لئے اس جگہ کا نام آج
تک وادی مکور ہے۔“

چوتھا جملہ :- باب ۸ آیت ۲۸ اس طرح ہے :-

”پس لشکر نے قحی کو جلا کر ہمیشہ کے لئے اسے ایک ڈھیر اور دیران بنا
دیا جو آج کے دن تک ہے۔“

پانچواں جملہ :- باب ۸ آیت ۲۹ میں ہے :-

”اور اس نے قحی کے ہاوشاہ کو شام تک درخت پر ٹانگ کر رکھا اور جوئی
سورج ڈوبنے لگا انہوں نے لشکر کے حکم سے اس کی لاش کو دفن کر کے
اتار کر شہر کے پیمس کے سامنے ڈال دیا اور اس پر پتھروں کا ایک بڑا ڈھیر
لگا دیا جو آج کے دن تک ہے۔“

۱۔ تعلیم لسنوں میں یہ آیت اس طرح ہے ”پھر انہوں نے اور پتھروں کا بڑا ٹودہ کیا جو آج تک
ہے۔ تب خداوند نے اپنے قہر کی بجڑک کو اور ان پر سے پھیرا اس لئے اور جگہ کا نام آج تک
عمق الکور ہے۔“

۲۔ ”تقدّم نسواں“ میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”اور سورج نے قحی کو جلا کر ہمیشہ کے لئے مالہ کا تودہ
کر دیا سو وہ آج کے دن تک دیران ہے۔“

۳۔ ”تقدّم نسواں“ میں یہ آیت یوں ہے ”اور اس نے قحی کے ہاوشاہ کو پھانسی دیکے شام تک درخت پر ٹانگ کر رکھا
اور جوئی آفتاب غروب ہوا اور سورج نے حکم کیا کہ لاش کو دفن کر کے اتار کر شہر کے دروازے پر پھینک دیا اور
اور پتھروں کا بڑا ٹودہ کر دیا سو وہ آج کے دن تک ہے۔“

پہلا جملہ :- باب ۱۰ آیت ۱۱۳ پر ہے :-

اور سورج ٹھہر گیا اور چاند تھرا ہوا، جب تک قوم نے اپنے دشمنوں سے اپنا انعام
نہ لے لیا۔ کیا یہ آخر کا کتاب میں نہیں لکھا ہے۔ الخ
سوال جملہ :- باب ۱۰ آیت ۲۶ میں ہے :-

اور سورج ڈوبتے وقت اصولی شوق کے حکم سے ان کو درختوں پر سے اُتار
کر اسی غار میں جس میں وہ جا چکے تھے ڈال دیا اور قاب کے مزہ میں بڑے بڑے
پتھر و حردیہ جو آج تک ہیں :-

انٹھواں جملہ :- باب ۱۳ آیت ۱۱۳ میں لکھا ہے :-

اور جو صحابی اسرائیل نے حج و زیور اور معکاتوں کو نہیں نکالا۔ چاہے ہیری اور
سکان آج تک امرائیسوں کے درمیان بے ہوسے ہیں :-

نواں جملہ :- سورج و رات اس وقت سے آج تک قمری آفتہ کے بیٹے
کاتب کی میراث ہے۔ الخ

دسواں جملہ :- باب ۱۵ آیت ۶۶ میں ہے :-

..... سو چوسی بنی ہود آہ کے ساتھ آج کے دن تک برحقیم میں
بیسے ہوتے ہیں :-

گیارہواں جملہ :- باب ۱۶ آیت ۱۰ میں لکھا ہے :-

..... بلکہ وہ کنعانی آج کے دن تک انرائیسوں میں بے ہوسے ہیں۔ الخ

یہ تعلیم نسوں میں یہ آیت اس طرح ہے: "ب آفا سے دلگ گیا اور ماہتاب کو تار پانچ تک
کہ ان لوگوں کے اپنے دشمنوں سے انعام لیا۔ کیا یہ کتاب میں نہیں لکھا ہے۔ الخ

یہ تعلیم نسوں میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے: "لیکن بنی اسرائیل نے حج و زیور اور معکاتوں کے لئے
کارواہ دیکھا اور وہ آج تک بنی اسرائیل کے درمیان پستے ہیں :-

یاد پڑھائی جملہ (باب کے اختتام تک) باب ۲۲ آیت ۲۹ پر ہے :-
 "اور ان باتوں کے بعد یوں ہوا کہ فوت کا بیٹا یثویٰ خداوند کا بندہ ایک سو دن
 برس کا چوکور مانت کر گیا" ^{۱۱}
 آیت ۳۰ ہے کہ :-

"اور انہوں نے اس کی میراث کی مدد پر فرستے سرح جو افراہیم کے کوہستان ملک
 میں کوہ جحش کے شان کی عورت کو بیٹے اسے دفن کیا" ^{۱۲}
 آیت ۳۱ ہے کہ :-

"اور ابراہیم علیہ السلام کی پرستش یثویٰ کے بیٹے جی اور ان بزرگوں نے جیسے نبی
 کرتے رہے جو یثویٰ کے بعد زندہ رہے اور خداوند کے سب کاموں سے جو
 اس نے اس باتوں کے لئے کئے وہ حق تھے" ^{۱۳}

۱۱۔ اے آخر کار یہ سب آیت اس آیت کی تفسیر ہیں اور ان کو اس آیت
 میں مذکور یہ شیخ علیہ السلام نہیں ہیں ۔

۱۲۔ آیت ۳۱ کے مات پر دلالت کرتی ہے کہ اس آیت کا مستند چونکہ
 کتاب انجیل میں مسطور ہے اور یہ آیت خداوند کے آئینہ کے تحت ہے
 یاد رہے کہ عابدانہ کے رسالے سے جس سمت بعد کر کوئی شخص سمجھتا ہے اس کتاب

۱۳۔ قدم انھوں نے اس آیت کے الفاظ یہ ہیں : اور ایسا ہوا کہ بعد ان باتوں کے فوت کا بیٹا یثویٰ
 خداوند کا بندہ چوبیس سو دن برس کا چوکور ہوا تجارت کر گیا" ^{۱۴}
 جسے قدم انھوں نے اس آیت کی عبارت اس طرح ہے : اور انہوں نے اس کی میراث
 کی مدد پر فرستے سرح جو کوہستان : افراہیم میں کوہ جحش کی سمت شان کو بیٹے
 اسے دفن کیا" ^{۱۵}

سورۃ ۲۰ کے باب آیت ۱۸ کے بیان سے مترشح ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے کتاب پیشو کا مصنف بھی یوشع علیہ السلام کے سینکڑوں سال بعد کا کوئی شخص ہو گا۔

ہنری کا اسکاٹ کی تفسیر میں باب ۴ کی آیت ۹ کے ذیل میں یوں کہا ہے کہ :-
 "یہ جملہ کہ چنانچہ آج کے دن تک وہیں ہیں" اور اسی طرح کے اور بھی جملے
 عہد عتیق کی کتابوں میں گزرتے سے موجود ہیں اور غالب گمان یہ ہے کہ یہ

سب الحاقی ہیں :-

دیکھئے ظن و تخمین کی بنیاد پر الحاقی کہنے پر مجبور ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ
 عہد عتیق کی کتابوں میں جہاں ایسے جملے ہوں گے اللہ کا غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ وہ
 الحاقی ہوں گے۔ چنانچہ مذکورہ بالا تفسیر میں باب ۱۶ کی آیت ۱۰ کے ذیل میں بھی الحاق
 کا امرات کیا گیا ہے اور باب ۵ کی آیت ۶۳ کی تفسیر میں کہا ہے کہ :-

"اس جملہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب یوشع علیہ السلام، اور علیہ السلام کی تحت
 نشیون کے ساتویں سال سے پہلے کی تصنیف ہے :-

اور اسی مذکورہ تفسیر کے باب ۲۴ کی آخری پانچ آیتوں کی تفسیر میں کہا ہے کہ :-
 "اس باب کی آخری پانچ آیتیں بلا شک و شبہ یوشع علیہ السلام کا کلام نہیں ہے
 شاید فیما تاس یا سونیل نے بعد میں شامل کر دی ہیں اور مشفق میں کے ذہری اس

قسم کا الحاق ایک عام بات تھی :-

دیکھئے یہاں بھی مجوزا الحاق کا وجود تو یقینی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے لیکن قطعی دلیل نہ
 ہونے کی وجہ سے الحاق کرنے والے کا تئیں نہیں کیا جا سکا البتہ عربوں ظن و قیاس سے
 کلام لیا ہے اور آخری جملہ تو واضح طور پر یہ بتا رہا ہے کہ مقدمین کے ہاں ایسا الحاق
 اکثر راجح تھا۔ غور کیجئے ان کے اس رواج نے عہد عتیق کی کتابوں کا ایسا نظریہ بگاڑا ہو گا۔

۱۰ آیت یہ ہے "اور فرمایا کہ تم ہی ہر وہ کہ کو تیرا نازی سکھائی جاوے وہ یہ کہ کتاب التیسری لکھا ہے و من

اصغر میگزوں سال میں تو ایسے الحاق بہت ہی زیادہ ہو چکے ہوں گے جن کو کسی جانچ قرینہ کے نہ ہونے کی وجہ سے پہچاننا انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔

(۲) کتاب مختصاً | کتاب مختصاً کے باب ۱۷ کی آیت ۱ سے ۲۶ تک اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ یہ مختصاً کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہاں بھی ضمنی کو مجبوراً الحاق کا اعتراض کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ الحاق کسی نے کیا اس کا تعین وہ نہیں کر سکے۔ چنانچہ بہت دن سے اپنی تفسیر کی جلد ۴ میں ان آیات کے الحاق ہونے کا پرانا اعتراض کیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آیات مختصاً کا کلام معلوم نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس مقام پر مذکور واقعہ سے ان کا کوئی ربط نظر آتا ہے۔

(۳) کتاب امثال سلیمان | کتاب امثال سلیمان علیہ السلام کے باب ۲۵ سے باب ۳۱ تک کے سات باب حضرت سلیمان علیہ السلام کی تصنیف نہیں ہو سکے بلکہ یہاں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات سے کئی سو سال پہلے ان کو شامل کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر باب ۲۵ آیت ۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے کہ :-

”یہ بھی سلیمان کی امثال ہیں جن کی شاہ بیروآہ حرقیہ کے لوگوں نے نقل کی تھی“

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں ہے کہ :-

”ایہ نیز امثال سلیمان است کہ مردمان حرقیہ بادشاہ بیروآہ نقل کر دند“

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں ہے کہ :-

”ایہ نیز امثال سلیمان اند کہ انہا نامردمان حرقیہ ملک بیروآہ فتح نمودند“

عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۱ء میں ہے کہ :-

”لہذا اندو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے ”اور یہ بھی سلیمان کی تفسیریں ہیں جنہیں

شاہ بیروآہ حرقیہ کے ذہنوں نے ظہیر کی“

فہمۃ، ایضاً امثال صلیبہا من التی استکبھا احد قلوبہا
 منک یومئذ! "

اور دوسرے قراہم میں بھی تقریباً یہی معنوں ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ باب ۲۵ سے ۲۶ تک
 پانچ ابواب تو ایسے ہیں کہ ان کو شاہ حرقیہ کے لوگوں نے حج کی تھا اور حرقیہ حضرت
 سلیمان علیہ السلام کی وفات سے تقریباً دو سو اسی سال بعد میں ہوا ہے، تو یہ
 ہماری بات کا پیشینی ثبوت ہے کہ یہ الحاق بھی اتنا نامہ گزرنے کے بعد کیا گیا ہے۔

۱۰م، کتاب امثال باب ۳۱ کی آیت اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-
 ملائکہ کے پیشے حج کے پیغام کی باتیں :- اس آیت سے اتنی آیتوں ہاں اتنی آیتوں
 کا ان سے کیا...؟

فادری ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں ہے کہ :-

۱۰ کلمات، اگر تیسرا ترجمہ دیکھی تو وہی کہ ان مردہ آئینوں پر آئینوں و اوخان بیان کرد
 ایسا ہے "

فادری ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں تقریباً اسی طرح ہے۔ مگر عربی تراجم میں اجمود کلاسی کی
 گئی ہے۔ وہ اس طرح کہ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۸۱ء سے قوی آیت مرے سے اڑا ہی وہی
 گئی اور پانچ ۱۹۸۳ء میں ترجمہ اس طرح لکھا ہے کہ :-

هذه اقوال الجاحس من القاص الروي التي تكلم بها الرجل الذي
 الملك معه فلما كان الله حده ايده فقال "

۱۰ احمد المصنف میں ۷۰ سال ہے ۔

۱۰ ترجمہ مطبوعہ میں یہ آیت یوں ہے "اگرچہ وہی کی باتیں اسی مروکات کا کلام اتنی آیتوں
 سے ہاں اتنی آیتوں کا کلام ہے "

ذکورہ بالا دو مجوز ترجمے کے ساتھ اس ترجمہ کا موازنہ کر کے تین فرق ملاحظہ کیجئے۔ اور
 کتابہ اشکال باب ۲۱ کی آیت ۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۸ء یوں ہے کہ :-
 "سیدنا ابن بادشاہ کے پیغمبر کی باتیں جو اس کی ماں نے اسے سکھائیں"
 فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۲ء یوں ہے کہ :-

"ایسی کلمات بادشاہ لوطیل عقلا سے کہ مادرش ویرا تعلیم دوا"
 اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء یوں ہے کہ :-

"کلمات لوطیل ملک بینی وحی یکہ مادرش باو تعلیم نمود"
 اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۲ء میں ہے کہ :-

"کلمات لوطیل الملک السوء بالتواتر بتہ فیہا آتہ"

ذکورہ بالا ترجمے سے تعینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ باب ۳۰ و ۳۱ میں المآل ہیں
 سیلان علیہ السلام کی تصنیف نہیں ہوئی ہیں۔ آج اور لوطیل کون تھے؟ اور کس نواز
 میں ہوئے؟ اہل کتب میں سے بعض محققین نے ظن و قیاس سے ان کا تعین کرنے
 کی کوشش تو کی ہے لیکن آج تک یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ یہ کون لوگ تھے اور کس
 زمانے میں ہوئے ہیں؟

ہنری و اسکاٹ کی تفسیر کے جامعین نے کہا ہے :-

"جو لوگ نے اس خیال کی تردید کی ہے کہ لوطیل، سیلان علیہ السلام کا نام تھا
 اور ثابت کیا ہے کہ یہ کوئی دوسرا شخص ہے، شاید ان کو کوئی ایسی کافی دلیل مل
 گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب لوطیل اور کتاب آجمل الہامی ہیں اور"

۱۔ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۲ء کے مطابق اس آیت کا تواتر ہے لوطیل بادشاہ کے منہ والے اور لوطیل کے مانے اسے صحابہ
 تھے پادری پہننے لگتے ہیں، پس اچھلے لوطیل کے بارے میں جنہوں نے ان کتابوں کی تدوین کی کچھ بھی معلوم

نہیں" وہابی کتب مقدسہ ص ۱۵ : ۱۵

وہ قانونی کتابوں میں کیسے داخل ہو سکتی ہیں ؟
 دیکھئے محض نون و قیاس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید معتقدین کو
 کوئی کافی دلیل مل سکی ہوگی۔

پانچویں مثال کتاب یرمیاہ میں الحاق کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہنری واسکاٹ کی تفسیر
 میں اس کی یوں تفسیر موجود ہے :-

”معلوم ہوتا ہے کہ عزرا یا کسی دوسرے شخص نے اس باب کو ان پیش آ میرے
 مانے واقعات کی پیشین گوئیوں کی توضیح کے لئے جو گدشتہ باب میں بیان ہوئی
 ہیں اہدیان کے مشورے کی وضاحت کے لئے لاحق کیا ہے ؟
 ہوزن جلد ۱۹۵ پر لکھا ہے کہ :-

”یہ باب یرمیاہ کی تفاسیر کے بعد اور بائبل کی تفسیر سے آزادی کے بعد لاحق کیا گیا
 جس کا ذکر تھوڑا سا اس باب میں بھی موجود ہے۔“

ملاحظہ فرمائیے کہ ان مفسرین کے اقوال سے بھی اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ یہ
 باب الحاق کیا گیا ہے اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کو کس نے لاحق کیا ہے۔ یہ لوگ
 محض نون و قیاس کی بنیاد پر یہ دعوے کرتے ہیں کہ یہ عزرا نے یا کسی دوسرے شخص
 نے لاحق کیا ہوگا۔

ہم نے اپنی تفسیر کی جلد ۱ میں یہ لکھا ہے کہ :-

”اس رسول کے تمام ملفوظات ہوائے باب ۱۰ کی آیت ۱۱ کے عبرانی زبان میں ہیں
 اور یہ آیت کسریوں کی زبان میں ہے۔“

لے کدستان کے رہنے والوں کو کدھی کہا جاتا ہے اور انہی کی طرف یہ زبان منسوب ہے
 نعت تھری قوم کا تھا۔ تھی

ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت یقیناً الحاقی ہے وگرنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پوری کتاب تو عبرانی زبان میں لکھی گئی ہو لیکن ایک آیت درمیان میں کسری زبان میں لکھی گئی حقیقت یہ ہے کہ کسی کسری زبان والے نے اس کو بعد میں شامل کر دیا ہے چنانچہ پادری وٹا کا کہنا ہے کہ یہ آیت الحاقی ہے اور تورات کے دیگر مقامات میں بھی ایسا ہی الحاق موجود ہے ۱۰

چھٹی مثال، کتاب یسعیاہ میں الحاق
 فرقہ کورنٹوں کے پشوا کا کرتن اور پروٹسٹنٹ
 عالم پادری وٹن کے درمیان مناظرہ ہوا۔
 یہ مناظرہ ۱۸۴۰ء میں اگرچہ ہو چکا ہے۔ لیکن اس مناظرہ کے تیسرے
 رسالہ میں لکھا ہے کہ ۱۱۔

مشہور ناٹل اشاعتیں جرمی کہتے ہیں کہ کتاب یسعیاہ کے باب ۱۰ اور اس کے
 بعد باب ۱۶ تک یسعیاہ کی تعطیلات نہیں ہیں ۱۲

دیکھیے کتاب یسعیاہ کے پورے شانسیں ابواب الحاقی ہیں۔ مذکورہ بالا مثالوں سے
 ان کتابوں کی جو حالت معلوم ہو چکی ہے وہ دوسری کتابوں کا بھی عینہ ہی حال ہے۔



۱۰ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے غالی نہ ہو گا کہ عدد قدیم کی کتابیں چھ فرقوں کے نزدیک تھیں
 اور پورے یوسٹس لکتے ہیں ہمارے پاس صرف ۲۷ کتابیں ہیں جیسا کہ بائبل کے تمام حالات سندج میں
 اور الہامی تعظیم کی جاتی ہیں۔ زکریا کتب مقدسہ پادری سٹی میں ۱۸۴۰ء میں حضرت تین کو ایک فرقہ اور پتہ ہی تھے
 اب ۲۸ کو ۲۷ ہی قرار دینے لگے اور ان ۲۸ کو ۲۷ ثابت کرنے کے لئے عجیب تاویلات کرتے ہیں کہ انجیل
 صغیر کی ۲۷ کتب کو ایک، عزرا اور نحمیاہ کو ملا کر ایک، نوح اور قناتہ کو ملا کر ایک اور یرمیاہ
 اور زبور کو ملا کر ایک بنا دیا جائے تو ۲۷ ہو جاتے ہیں۔ اس محکمہ خیر حرکت کو دیکھ کر ہم اس
 کے سوا کیا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت فرمائے۔ آمین تقی ۱۰

فصل سوم

بائبل میں تحریف کے دلائل

بائبل کے عبرانی، یونانی اور لاطینی نسخوں میں بعض دوسری زبانوں میں قدیم قرآن میں باہم ایسے اختلافات موجود ہیں جو بعض مقامات میں یقینی طور پر تحریف کی شہادت دیتے ہیں اور بعض مقامات میں تحریف کے گمان کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہاں ہم ایسے ہی چند شواہد بطور نمونہ پیش کرتے ہیں :-

پہلا شاہد، کتاب استر میں [اہود کے تفسیر بائبل کے جلد میں کتب ہے کہ :-

”ہمارے پاس موجود کتاب استر باب ۱۰ کی آیت ۳ پر ختم ہو جاتی ہے لیکن یونانی نسخہ اور لاطینی نسخوں میں اس باب کی مزید چھ آیتوں کے علاوہ چھ باب زیادہ موجود ہیں، یونانی اور رومی گریسے ان سب کو قاضیہ التسلیم ملتے ہیں“

دوسرا شاہد کہ کتاب ایوب میں [مطبوعہ ۱۹۵۹ء عبرانی نسخہ کے مطابق جو کتب ہے :-

”لقد اصاب سلفنا بفاحا اور ہم رسیدہ ہو کر وفات پائی“

”لہٰذا اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے :-“ اور ایوب ہمراہ لاندہ

پہر سال مر گیا“

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۶ء میں ہے :-

۶۶ وایوب پر ہر سال خور و شدہ وفات یافت

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۶ء میں ہے :-

۶۷ و شاعر ایوب و شہم بن ایامہ و عات

البتہ یونانی ترجمہ میں اس جملہ کے بعد یہ جملہ بھی لکھا ہوا ہے :-

۶۸ لیکن جن لوگوں کو خداوند بارہ لندہ کرنے کا وہ بھی انہی کے ساتھ زندہ

ہو جائے گا

اس جملہ کے بعد ایوب علیہ السلام کا شجرۂ نسب اور گویہ فقہ حالات زندگی کا بھی اضافہ ہے۔ نکات اور بیرونی اس اضافہ کو ایم ای کی کتاب کا لہجہ آزاد ہے کہ واجب التعمیر ہے۔ لہذا اور پوری بیرونی بھی اسی کی نایدی ہے اور اس کے بعد سے لے کر اس کو واجب تسلیم مانتے تھے جس کی تفسیر و تفسیر نے میں اسے یونانی ترجمہ میں اس اضافہ و عبادت کو لکھا ہے مگر اب مشاخرین اس کو مشکوک قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ہنری و اسکات کی تفسیر میں اس کی تفسیر کر دی گئی ہے کہ اگرچہ یہ اضافہ شدہ عبادت مسیح علیہ السلام سے پہلے کی گئی ہوئی ہے لیکن یہ جھلی ہے :-

۶۹ قدیم نسخوں میں یہ عبادت اس طرح ہے لیکن لکھا ہے کہ وہ اور ان لوگوں کے ساتھ نہیں خداوند بٹھاتا ہے پورا و ٹھیک :- تعنی

۷۰ اور اس سے معصوم ہوتا ہے کہ ایوب علیہ السلام میں بن اسماعیل کی اولاد اور زمین آدم کے پلاشاہ تھے :- سن

۷۱ یہ یہودی علم میں سے ہے یہ ۷۰ ق م ۶۸ ق م اور پطرس کا محضر ہے (بائیں پینڈیکہ) ۱۳۶ ق م

۷۲ ایک مشہور جزائی۔ سنی عالم جن نے دوسری صدی عیسوی میں ایک یونانی ترجمہ کیا تھا۔

۷۳ یہودی کتب مقدسہ ۲۔ تعنی ۶

تیسرا شاہد کتاب دانی اہل میں | تیسرے ڈوشن کے یونانی ترجمہ، اسی طرح لاطینی ترجمہ اور دوسری کتب کوکت کے تمام تراجم میں تیسرے باب کے اندر تین بچوں کا گانا ہے اور باب ۱۳، ۱۴، ۱۵ میں سناؤ گائی آئی اور ڈریگن کی حوالہ لکھی ہے اور فرقہ کیتھولک کے تمام انگریزی ترجموں میں یہ گانا اور دونوں باب اب تک موجود ہیں اور وہ ان کو تسلیم کرتے ہیں۔

چوتھا شاہد نہ پورا میں | کوڈیکس وائیکٹوس کے لاطینی اور یونانی ترجموں میں اور پورا کی آیت، جو کے بعد اس عبارت کا اضافہ

بھی ہے کہ :-
 وہ ان کا نقل کھلی ہوئی ہے۔ وہ آجی زمانوں سے فریب دیتے ہیں، ان کے ہنرموں میں کاپیے سازوں کا نہ رہے۔ ان کا مناعت اور جوتھ سے بچا رہے۔ ان کے قدم حرم زمانے میں تیر رہے ہیں، ان کی زبانوں میں بولنا اور ہر حال ہے اور وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہ ہوئے، ان کی آنکھوں میں خوف خدا نہیں ہے۔

عبرانی نسخہ میں یہ پوری عبارت سرے سے موجود ہی نہیں۔ لیکن مقدس پاپس نے لاطینی اور یونانی ترجموں کے مطابق نسخوں کے نام خط کے باب ۳ میں آیت ۱۳ سے ۱۸ تک اس پوری عبارت کو نقل کیا ہے، تو یقیناً یہ پوری عبارت ان کے نزدیک صحیح تسلیم تھی۔ لیکن عبرانی نسخہ سے اس کو نکال دیا گیا ہے اور یا یہ کہنا پڑے گا کہ مقدس پاپس نے قدیم نسخوں میں یہ عبارت اس طرح ہے اور کئی کئی ہوئی قرین ہیں۔ وہ آجی زمانوں سے جوتھ کہتے ہیں اور کئی بچوں کے اندر کالے ساخون کا نہ رہے۔ ان کے مناعت اور کراہت سے بچے ہیں اور ان کے پائوں خون کرنے کیلئے تیز رہیں، چلاک اور اویٹ اور کئی ماہوں میں ہے اور وہ نامک راہ نہیں پہناتے ہیں اور کئی آنکھوں کے سامنے خدا کا خوف نہیں ہے۔

کو دنیا طے ہو گیا کہ اس نے یونانی ترجمہ کی مذکورہ عبارت کو جو خدا کا کلام نہیں تھا، کلام
الہی سمجھا اور اپنے اس خط میں نقل کر دیا۔

پانچواں شاہد زبور ۲۱ میں | زبور ۱۱ کی آیت ۷ میں کو اب اردو اور فارسی ترجموں
میں زبور ۲۲ کی آیت ۱۶ بنا دیا گیا ہے۔ لاطینی ترجمہ

میں یوں ہے :-

”کیونکہ تمہوں نے مجھے گمراہ کیا ہے، بدکاروں کی گروہ مجھے گمراہ ہوتے ہے

وہ میرے ہاتھ اور پاؤں چیدتے ہیں۔“

لیکن عبرانی نسخہ میں آخری جملہ یوں ہے :-

”وہ اندھیرے دونوں ہاتھ شیر کے ہاتھوں کی طرح ہیں۔“

اللہ تعالیٰ اس منہ عام پر پہنچاؤ ششٹ حضرت میں عبرانی نسخہ کی عبارت کے خط ہونے
کا احترام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اپنے تمام تراجم میں لاطینی نسخہ کی سادہ
کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی حکمت ہے کہ لاطینی نسخہ کی موافقت میں ان کے ذہن میں
یہ خبر مسخ علیہ السلام پر چپا ہوا جاتی ہے ورنہ دوسرے نسخے جو مشہور ہو چکے ہیں
ان میں یہ غلط طرز پر صریح ہے۔ ان نسخوں میں اب تک کسی بڑی تحریر سے
بھی انکار کرتے ہیں۔

اور رد میں کیتو ملک والے تو کئی طور پر لاطینی نسخہ کو عبرانی نسخہ سے افضل اور
معتبر مانتے ہیں۔ بعض کبھی علماء کا خیال ہے کہ یہودی کا جو نسخہ یہ تحریریت
اس نسخے کی ہے تاکہ یہ عبارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچائی گئی تھی۔ لاطینی نسخہ
ظاہرہ کر کے۔

۱۶۔ یہ نفاذ تم نسخے امہاز یہودی میں مشہور ہیں ”نقل ہوا ہے۔“

چچا شاہد زبور، ۳۰ آیتیں | مطابق یوں ہے کہ :-
 زبور، ۳۰ آیت، ۶ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء طبرانی نسخہ کے

د قرآنی اور نذر کو تو پتہ نہیں کرتا، تو نے میرے کان کھول دیئے ہیں، اسلئے تجلی
 اور عطا کی قرآنی تو نے طلب نہیں کی ۱۰

یہی آیت فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں آئی ہے :-

” بہ زبور و قرآن نامنی تبتی اما گوشہ تہ مراکت وہ الخ

لیکن یونانی ترجمہ میں : ” تو نے میرے کان کھول دیئے ہیں “ کے بجائے ” بلکہ میرے
 لئے ایک بدن تیار کیا “ کا فقرہ لکھا ہوا ہے اور عربی ترجمہ میں بھی یونانی ترجمہ کے
 مطابق لکھا فقرہ ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ زبور، ۳۰ آیت، ۶ کے بجائے اس کو
 زبور، ۲۹ آیت، ۳ بتا دیا ہے عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کی عہادت یوں ہے :-

” ذبیحۃ وقر بانا لہ تشا ذبل جہذ ا حیات لی “

اور طبرانیوں کے نام خط کے باب ۱۰ آیت ۵ میں مقدس پوس نے بھی اس کو یونانی نقل کیا
 ہے۔ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے الفاظ یہ ہیں کہ :-

” تو نے قرآنی اور نذر کو پتہ نہ دیا بلکہ میرے لئے ایک بدن تیار کیا “

ہزنی و اسکاٹ کی تفسیر کے جاسمین کہتے ہیں کہ :-

” یہ فرق کاتب کی غلطی سے ہوا اور ایک ہی مطلب صحیح ہے “

غرض ان جاسمین نے تحریف کا اعتراف کر کے اس مقام پر ایک عہادت کو صحیح اور
 دوسری کو کاتب کی غلطی پر محمول کر کے غلط قرار دیا ہے لیکن وہ کسی ایک عبارت کی جانب
 تحریف کی نسبت کرنے میں توفیق کرتے ہیں ۔

۱۰ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت ہے : ” ذبیحۃ وقر بانا لہ تشا ذبل جہذ ا حیات لی “

۱۱ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ الفاظ اس طرح ہیں : ” قرآن اور نذر کو تو نے دیا ہاں میرے لئے ایک بدن تیار کیا “

کتابی اور درجہ نشانی کی تفسیر میں ہے کہ :-

”نہایت عجیب بات ہے کہ یونانی ترجمہ میں اور عبرانیوں کے نام خط کے باب ۱۰ آیت ۵

میں اُس فقرہ کا مجلیہ فقرہ ہے ”میر سے ملنے ایک دن تیار کیا“

یہ دونوں مفتر ترجمہ کی نسبت یونانی ترجمہ اور عبرانیوں کے نام خط کی جانب

گرد ہے ہیں۔

زبور ۱۰۵ کی آیت ۲۸ میں اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
ساقیوں شاہد زبور ۱۰۵ میں
عبرانی نسخہ کے مطابق یوں ہے کہ :-

”اور انہوں نے اس کی باتوں سے سرکشی نہیں کی“

فاری ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۳ء یوں ہے کہ ”از زبان اوند و شمر نہ“ اور فارسی ترجمہ

مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں ہے ”ہو بکلام اومما لغت نکوند“ لیکن عبرانی نسخہ میں جو لکھا
ہے کہ ”انہوں نے اس کے قول کے خلاف کیا“

دیکھنے پہلے نسخہ میں نفی ہے اور دوسرے میں اثبات ہے۔ تفسیر تہذیبی و اسکاٹ

میں ہے کہ :-

”اس فرق کی وجہ سے بہت طویل ہو گئی اور ظاہر بھی یہی ہے کہ اس کا سبب صرف

یعنی کی زیادتی ہے یا کسی“

یعنی ان مفترین کی نظر میں یا تو عبرانی نسخہ قطعی سے حرف نفی مکرر یا گیا اور عبرانی

نسخہ میں یہ حرف لکھا نہیں جاسکا۔ بہر حال عبرانی مفترین نے خود ہی اس مقام پر پھر تہذیب

کا احترام کر لیا کہ ان دونوں میں سے ایک یقیناً غلط ہے۔

۱۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس آیت کے الفاظ اس طرح ہیں :- ”اور انہوں نے اس

کے سخن سے سرکشی نہ کی“

۱۱ قدیم حدود ترجمہ میں یہ عبارت ان الفاظ میں ہے ”انہوں نے اس کے سخن سے سرکشی نہ کی“

آٹھواں شاہد، ذہبورا میں | ذہبورا کی آیت ۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عجمانی نسخہ کے مطابق یوں ہے کہ :-

• اس کو اس نے یوسف میں شہادت ٹھہرایا، حبیب وہ تک معمر کے خلاف نکلا،
یوسف اس کا کلام سنا جس کو میں جانتا تھا ۱۱

اور یونانی ترجمہ میں یہ فقرہ کہ "میں نے اس کا کلام سنا جس کو میں جانتا تھا۔ اس طرح ہے کہ اس نے وہاں وہ کلام سنا جسے وہ جانتا تھا" لکھا ہے۔ چنانچہ بروٹسٹنٹ حضرت جو عجمانی نسخہ ہی کو معتبر مانتے ہیں، اس مقام پر اپنے تراجم میں یونانی نسخہ کی متابعت کر کے عجمانی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں پر بھی انہوں نے عجمانی نسخہ کی متابعت کرتے ہوئے لکھا ہے :- چنانچہ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس طرح لکھا ہے کہ :-

• اسی نے یوسف کے سے جب زمین معمر کے برابر پہنچا جہاں اس نے وہ بولی
سنا ہے وہ لکھا ۱۱

اور عجمانی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-

• شہادۃً عنہا ف یوسف عنہ وہ وہاں پہنچا جہاں اس نے وہ بولی
سنا لساناً لکہ یوسف ۱۱

البتہ فارسی تراجم میں اب تک یہ فقرہ عجمانی نسخہ کے مطابق ہی لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء میں ہے کہ "در اینجا زبان مجبول نامی شقیوم" اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں ہے :-

• اردو ترجمہ حکیم میں یہ آیت اس طرح ہے "اوستے یوسف کے لئے جب وہ زمین معمر کے برابر پہنچا جہاں میں سے وہ بولی تھی جسے میں نہیں سمجھتا تو یہ دستور ٹھہرایا ۱۱

• اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں عجمانی نسخہ کی متابعت کی گئی ہے۔ ۱۱ حبیب ۱۱

» میں اور انجانو زبان دار کا نفعیدم شفیقم ۱۱

۹۔ تو اس شاہد نامہ زبور ۱۱۹ میں
 ۱۰۔ شریروں کے گمراہی سے بچے اظہار کر لیا ۱۱

اور یونانی ترجمہ میں یہ فقرہ یوں ہے کہ :-

» شریروں کی رسموں سے بچے بگڑا لیا ۱۱

رومن کیتھولک والے تو ابدار ہی سے اپنے تمام میں یونانی نسخہ کے مطابق
 کھتے رہے ہیں۔ لیکن پروٹسٹنٹ حضرات نے بھی اس جگہ عبرانی نسخہ کو ترک کر کے یونانی
 نسخہ ہی کی پیروی کی ہے۔ چنانچہ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں ہے کہ » شریروں کی
 جانوں نے مجھے گھیرا لیا۔ الخ ۱۱ اور لاری ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۹ء میں ہے » اساتے حامیان
 مرا گرفتہ است۔ الخ ۱۱ اور قدسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء میں ہے » دستہ ہائے شریاں
 مرا احاطہ نمودند۔ الخ ۱۱ اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں ہے کہ :- » جناب
 الخطاء التفتت علیّ۔ الخ ۱۱

یہ صورت حال اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اس مقام پر تمام عیسائیوں نے
 بالاتفاق عبرانی نسخہ کی عبادت کو اپنہ نہیں کیا ہے۔

۱۱۔ اسباب اردو ترجمہ میں بھی عبرانی نسخہ کے مطابق ہی کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ۱۸۳۱ء
 کے مطبوعہ ترجمہ میں یونانی نسخہ کی نسبت ہمیں کی گئی جیسا کہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں اس
 کے برعکس ہے۔ - ۱۳ نجیب

۱۲۔ قدیم نسخوں میں یہ الفاظ یوں ہیں » گمراہ شریروں سے مجھے چمکانا ۱۱

۱۳۔ جیسا کہ ہنری ماکنکٹ کی تفسیر میں ہے » زبور کا تفسیراً چمکانے کے بصر میں اس لفظ کا ترجمہ ہے »

۱۴۔ ۱۸۳۱ء کی نسخہ میں بھی تقریباً یوں ہی ہے۔ - ۱۳ نجیب

دسواں شاہد کتاب اشال سلیمان | کتاب اشال سلیمان علیہ السلام کے بارے میں
کی آیت الہی مجیدہ ہے کہ اس کا کچھ بھی

معلوم کچھ میں نہیں آتا۔ یہ نالی ترجمہ میں محض ظن و قیاس سے لیوں ترجمہ کیا گیا ہے :-
جو شخص اپنے دوست سے جدا ہونا چاہتا ہے، ہرگز نہ کھائے نہ پیے، لیکن وہ ہمیشہ
قابلِ طاقت ہو گا ۱۱

عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء کی تقریباً یہی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ :-
نعمن یرید الاتباع حلفت مدینتہ یاتھبس حجة و فہ کل وقت
یکومب معتبرا ۱۲

جبرانی قسم کے حاشیہ پر کسی نے ایک عبارت لکھ دی تھی۔ چنانچہ پرورش شدہ
حضرات اکثر ترجموں میں ایسا حاشیہ کی عبارت کی رعایت کرتے ہوئے ترجمہ کرتے ہیں۔
اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء یوں ہے :-

”جو اپنے آپ کو سب سے الگ دیکھتا ہے اپنی خواہش کا طالب ہے اور ہر
معتقبات سے براہم ہوتا ہے ۱۱

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں ہے کہ ”کیسے خود را ممتاز میگرداند بجهت تقاضای وقت
شخصی جوید و خود را در ہر نکتہ داخل میکند“ اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے کہ :-
”مرد معتز و کہ جو ایسی ہوس (خوشیمن) است بر ہر فن مجاہدہ مینماید ۱۱

ملاحظہ کیجئے کہ اپنی اپنی مائے کے مطابق قیاسی گھڑ سے دو ڈھانٹا اور اہل بیچارہ تفسیر
کر کے اسی کو کلام اللہ قرار دینا بہت بڑی جرات کا کام ہے۔ سنہری و اسکاٹ کی تفسیر کے
جامعین نے بر ملا اعتراض کیا ہے کہ اس مقام پر اصل عبرانی نسخہ کی عبارت، انتہائی مفصل

۱۱ ابزادہ ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں یہ عبارت اور گھڑ مجید بنا دی گئی ہے وہ یوں ہے کہ ”مفرد خواہش
کے مطابق دھونڈتا ہے اور ہر شعور میں چھیڑتا ہے ۱۱

اور پیچیدہ ہے۔

گیارہواں شاہد کتاب یرمیاہ میں
کتاب یرمیاہ باب کی آیت ۳۷ اور ترجمہ
مطبوعہ ۱۹۳۳ء کا آخری فقرہ عبرانی نسخہ

کے مطابق یوں ہے :-

» میں نے اسے جس جگہ سے نہیں پایا بلکہ ان سبوں پر :-

لیکن یونانی اور عبرانی نسخوں میں اس طرح ہے کہ ا -

» وہیں سفاسے کہ سے ہوئے سوراخ میں نہیں پایا بلکہ اوپر ہر جگہ کے :-

فادری ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۳ء یونانی اور عبرانی نسخوں کے مطابق اس طرح ہے کہ ا -

» جان مسکینان بیگناہ را در حذرہ یافتہم بلکہ برہر وقتہ بطول :-

بارہواں شاہد کتاب یرمیاہ میں
کتاب یرمیاہ باب کی آیت ۱۵ اور ترجمہ
مطبوعہ ۱۹۳۳ء عبرانی نسخہ کے مطابق یہ

مضموم بیان کرتی ہے کہ :-

» میرے گھر میں تیری مجس کو کیا کام جبکہ وہ بکثرت شہرت کرے گی ایک مقدس گوشت

تیری بدکاری کو دور کر دے گا... الخ

» مقدس گوشت تیری بدکاری کو دور کر دے گا... الخ

۱۷۴ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں اس عبارت کا مضموم ہی بدل دیا گیا ہے اور اب یہ

آیت اس طرح کر دی گئی ہے کہ "تیرے ایک نامن پر ہے گناہ مسکینوں کا غمگینا پایا گیا تو نے

ان کو لقب لگاتے نہیں پکڑا بلکہ ان ہی سب ہالوں کے سبب سے" (۱۷۴ یرمیاہ) ان غلوں

عبادتوں میں تہی فرق ملاحظہ کیجئے - ۱۷۴ خبیث -

۱۷۴ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں یہ آیت یوں ہے "میرے گھر میں تیری پیادگی کو کیا کام کہ بہت

ظاہر کرتی ہیں اور مقدس گوشت تجھ سے گزر جاتا جب تو بدکاری کرتی :-

ہاکی غازی اور پاک گوشت تجھ سے تیری شراکتیں ہٹا دیں گے۔
اور عزیز اور عزیزی یونانی ترجمہ کے مطابق ہے۔ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۲ء میں ہے کہ :-

”هل ان اللحم المقدسة تدفع منك ميتا تلة“

لاہینی ترجمہ اور روس کی شوک والوں کا انگریزی ترجمہ بھی یونانی ترجمہ کے مطابق ہے، البتہ پریشانیوں کا اس مقام سے جو کچھ کوئی بڑا مقصد وابستہ نہیں اس لئے وہ جبرائی نسخہ کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۸ء میں ہے کہ :-
”گوشت مقدس از تو مرقوت شد“

تیرہواں شاہد کتاب یرمیاہ میں
کتاب یرمیاہ باب ۳۱ کی آیت ۳۲ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں جبرائی نسخہ کے مطابق آخری فقرہ یوں ہے کہ :-

”اور انہوں نے میرے آسن بند کو توڑا اگرچہ میں ان کا ایک تھا، اعلیٰ حضرت ہے۔“

اور یونانی میں ”اگرچہ میں ان کا مالک تھا“ کے بجائے ”میں نے ان کی عزت گنہ گار کی“ کا فقرہ لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے دونوں جہازتوں میں کتنا زبردست اختلاف ہے۔ مقدس پڑوسی نے بھی ان دونوں کے نام خط کے باب ۲ کی آیت ۹ میں یونانی نسخہ ہی کے مطابق لکھا ہے۔ اللہ ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ جملہ یوں ہے :-

”اے اجماعی میری کے قدموں میں اسی طرح ہے، لیکن مذکورہ عربی جہازتوں کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ نجیب

۱۳ لیکن اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں تقریباً یونانی نسخہ کی متابعت کی گئی ہے اور عبارت یونانی ”یہ ہے کہ“ کی منت، اور مقدس گوشت تیری شراکت کو دور کریں گے۔۔۔۔“ عربی ”غازی“ اور ”منت“ کے الفاظ مختلف ہیں۔ ۱۲ نجیب

۱۴ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء کی طبع میں لفظ ”شہر“ استعمال کیا ہے جو ”مالک“ ہی کے معنی میں ہے۔ ۱۲ نجیب

..... خداوند فرماتا ہے کہ میں نے ان کی طرف سے کچھ توجہ نہ کی ہے۔

چودھویں سوال: شاہد کتاب یرمیاء میں کتاب یرمیاء باب ۴۶ کی آیت اُردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عبرانی نسخہ کے مطابق

یوں ہے کہ :-

”تیرے بھادریوں بھاگ گئے؟ وہ کھڑے ذرہ کے کیونکہ خداوند نے ان کو مڑا دیا۔“

خالدی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۷ء میں ہے کہ ”سبب پیدیت کہ پہلوان تو محوشہ نام زمانہ زبیرا کہ خداوند اور ادا دگوت کرنا نید“ اور علی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء میں ہے کہ

”لماذا فسد شجینات لہر یقت لان الرب اقلبہ“

لیکن یونانی ترجمہ میں بھی آیت اس طرح ہے کہ :-

”تیرا بہترین سبب سناؤ انہیں کیوں بھاگ گیا؟ وہ کھڑا ذرہ سکا۔ کیونکہ خداوند

نے اسے کڑور کر دیا اور تیرا لشکر تیرے ہی ہاتھ میں کڑور اور ہٹا رکھا ہے۔“

ایک ہی آیت کی عبارت دو دونوں نسخوں میں کس قدر مختلف ہے اور کتنا اختلاف

ہے ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ اُردو ترجمہ ۱۹۴۷ء کی جہ میں یہ جملہ اس طرح ہے ”اور تیرے ذرہ کا ہٹا کر تیرا کیا“

۲۔ یہ ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء میں آیت کے الفاظ ہیں ”کیا سبب ہے کہ تیرے بھادریوں نے گئے

وئے کھڑے ذرہ کے کیونکہ خداوند نے ان کو مڑا دیا“

۳۔ اس کچھوئے کا نام ہے جس کی اپنی تعریف کر رہے تھے۔ - ۱۱ ص ۳۳

۴۔ قدیم اردو ترجمہ میں اس آیت کے الفاظ ہیں ”کیوں آپس تیرا پند یہ ساتھ ساتھ ہے بھاگا کیوں نہ

کھڑا تیس رہا اس نے خداوند نے اسے کڑور کیا اور تیرا گروہ تھا کڑور اور یہی قروت“

پندرہ جہاں شاہد زبور ۸۹ میں | میں عبرانی نسخہ کے مطابق یہ جملہ ہے۔
 زبور ۸۹ کی آیت ۱۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء

”..... تو نے دنیا دہیا میں اپنے مقدس سے کلام کیا“

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں ہے کہ :-

”ہیں در عالم دنیا و باطن خود تکلم نمودی“

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء کے الفاظ یہ ہیں :-

”تھیئت کلمت بیتک بالوہب“

ہنری و اسکاٹس کی تفسیر میں ہے :-

”تمام تراجم اور عبرانی کیا ابھی کے بہت سے دوسرے نسخوں میں یہ جملہ یوں

ہے کہ ”تو نے دنیا دہیا میں اپنے مقدسوں سے کلام کیا“

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ پزوشٹ حضرت نے تمام دوسرے تراجم اور عبرانی کے بیشتر دوسرے نسخوں کے برعکس کمن و جرات کی بنا پر جمع کو مفرد سے بدل دیا۔ جب کہ روٹن کیتوکٹ کے تمام انگریزی تراجم میں یہ لفظ جمع ہی کا استعمال ہوتا رہا ہے۔

سولہواں شاہد کتاب ایوب میں | کتاب ایوب باب ۳۸ آیت ۱۴ اور
 ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں عبرانی نسخہ کے

مطابق عبارت یوں ہے :-

”۱۵۹۹ سے بدلتی ہے جیسے مہر کے نیچے چمکی مٹی اور تمام چیزیں کپڑے کی طرح

۱۷۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس جملہ کو جمع ہی کے ساتھ استعلا کی گیا ہے۔ (زبور ۱۱۹)

۱۷۸ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء کے مطابق یہ جملہ اس طرح ہے :- ”تو نے اپنے

نہاں ہو جاتی ہیں ۱۱

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں یوں ہے کہ :-

”چوں گلِ افرمدلِ میثود و ایشاں چوں دلہاں ناغمرہ ظاہر استہ ۱۱

اور یونانی ترجمہ میں یہ آیت اس طرح ہے کہ :-

”تو نے اس کو مٹی سے زندہ مخلوق بنایا اور اس کو قوت گویائی دے کر

زمین میں بیجا ۱۱

دیکھتے دونوں عبارتوں میں کئی طور پر تضاد ہے اور یقیناً ان دونوں میں سے

ایک میں تحریف ہوئی ہے۔ ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں ہے کہ اس آیت نے

مفسرین کو بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے ۱۱

فرقہ ۹ کی آیت ۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء

سترہاں شاہد زبور ۹ میں | عبرانی نسخہ کے مطابق یوں ہے کہ :-

”کھدی ہوئی صورتوں کے سب کچھ جتنے مخلوق جو جنوں پر فخر کرتے ہیں شرمندہ ہوں

اسے معبود و اس کو سجدہ کرو ۱۱

لیکن یونانی ترجمہ میں اس آیت کا آخری جملہ یوں ہے کہ :-

”و خدا کے سب فرشتے اسے سجدہ کریں ۱۱

۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس آیت کی عبارت یوں ہے ”جب وہ شکر کی گنجی ماند مبدل

ہوتی ہے اور سب اناسہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے ۱۱

۱۱۔ قدیم نسخوں میں اس آیت کا اور ترجمہ ان الفاظ میں ہے ”مٹی لیکے کیا تو نے بنایا اور سے زندہ

پیدا کرنا اور اولاد کو قوت بولنے کی دیکر زمین پر رکھا ۱۱

۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس آیت کے الفاظ اس طرح ہیں ”شرمندہ ہوں دے سب کچھ کو دے

ہوئے بت بوجہ ہیں اور جنوں پہ پھرتے ہیں سارے معبود تم اسے سجدہ کرو ۱۱

۱۱

چنانچہ مقدس پڑیس نے جبرانیوں کے نام خط کے ٹاپ آیت ۱۶ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں "لہذا کے سبب فرشتے اسے سجدہ کریں" ہی نقل کیا ہے۔ جس کا یہی مطلب یہاں جاسکتا ہے کہ مقدس پڑیس نے اس مقام پر یونانی نسخہ ہی کو ہیج قرار دیا ہے۔

اشعار ہوائی شاہد، زبور ۳۸ میں | مطابقت زبور ۳۸ عربی ترجمہ کی آیت ۲۰ کے

پھر یہ جملہ زائد لکھا ہوا ہے کہ :-

دو میں تیرا محبوب ہوں لیکن ان لوگوں نے میرے جسم کو بگاڑ کر مجھے نکال باہر
 کیا اور انہوں نے میرے جسم میں ساقیوں کا ڈر دیا :-

سبحان اللہ! اس صحیح علیہ السلام پر اس آیت کو چیلان کرنے کے لئے اس مترجم نے اپنی دانست میں بہت اچھا جملہ لفظ کے اضافہ کیا ہے۔ غائبانہی جذبے کے برعکس ۱۹۵۹ء کے مطبوعہ عربی ترجمہ کے مترجم نے اس جملہ کو حذف کر دیا ہے۔ البتہ اس نے زبور ۳۸ کو ۳۸ بنا دیا ہے۔

انیسواں شاہد زبور ۴۳ میں | عبرانی نسخہ کے مطابق یوں ہے :-

یقیناً میں نے جنت اپنے دلی کو عات اور اپنے ہاتھوں کو پاک کیا :-

ہنری فاسکاٹ کی تفسیر کے جامعین کہتے ہیں کہ یونانی نسخہ اور دوسرے تراجم میں اس آیت کے شروع میں "تو میں نے کہا" کے الفاظ کا اضافہ موجود ہے۔

لہذا قدیم اردو ترجمہ میں یہ جملہ ان الفاظ میں ہے "انہوں نے مجھ کو جبریاں اور مکروہ لاشیں کر کے کھانا کھا دیا اور انہوں نے میرے بدن کو بچھڑوں سے چھیدا ہے :-

۱۶ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس آیت کی عبارت یوں ہے "یقیناً میں نے اپنے دلی کو جنت عات کیا ہو گا :-

بیسواں شاہد، زبور ۵۵ میں | نسخہ کے مطابق ۱۹۵۹ء عہد
 زبور ۵۵ کی آیت ۸ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عہد

”کیونکہ خداوند نے کہہ دیا تھا میں پیار ہے اور میری جگہ والی ہے، وہ ملی ہوئی ٹھیک
 سے بھرا ہے اور خداوند اس میں سے اٹھتا ہے۔ بیشک اس کی ٹھیک میں
 کے سب شریر پھونک کر نہیں گئے۔“
 اور یہی آیت یونانی ترجمہ میں اس طرح ہے :-

”لیکن پیار اور تیز شراب ہے، وہ ملی ہوئی ٹھیک سے بھرا ہے اور خداوند اس
 کو دوسرے میں اٹھاتا ہے۔ لیکن اس کی ٹھیک پھر بھی ختم نہیں ہوتی اور میں
 کے سب شریر اس کو نہیں گئے۔“

اکیسواں شاہد، زبور ۱۱۸ میں | نسخہ کے مطابق
 زبور ۱۱۸ کی آیت ۴ اور ترجمہ مطبوعہ
 ۱۹۵۹ء عہد

یوں ہے کہ :-
 ”یہ وہ ہے خدا ہے اور اسی نے ہم کو نور بخشا ہے، قربانی کو نذر کے سنگوں
 سے نپیلوں سے بانڈھو۔“

اور یونانی ترجمہ میں ”قربانی کو نذر کے... اہم کی جہالت اس طرح ہے کہ :-
 ”قربانی کے سنگوں سے موتی شاموں کی ایک عید بانڈھو۔“
 دیکھیے دونوں جہالتوں میں کتنا واضح فرق موجود ہے۔

یہ ترجمہ اور نسخہ میں یہ آیت اس طرح ہے، ”خداوند کے ہاتھ میں پیار ہے جس میں
 شراب ہے اور کرب سے بھرا ہے جسے وہ بٹاتا ہے اور اس کی ٹھیک کو میں زمین کے
 سارے شریر پھونک کر نہیں گئے اور بیشک۔“

یہ اور ترجمہ میں یہ آیت ہے، ”خداوند وہ عمل ہے جو تم کو نور دے گا اور تم کو نذر کے سنگوں سے بانڈھو۔“
 یہ تمام دو ترجموں میں یہ جہالت اس طرح ہے، ”یہ عید بانڈھو موتی شاموں کی تمام کورقوں قربانی تک۔“

بائیسواں شاید زبور ۱۸ میں | زبور ۱۹ کی آیت ۸۹ اور زبور مطبوعہ ۱۹۵۹ء ج ۱
 آیت ۱۷ کے مطابق یوں ہے کہ :-
 اور آتھی فسوز میں یوں ہے کہ :-

تیسواں شاید خیالات فلطین میں | خیالات فلطین میں مذکور ہے کہ کتاب شروع
 باب ۹ کی آیت ۶ میں عبرانی نسخہ میں ایک
 لفظ مسروت کے صیغے استعمال کیا گیا ہے اور لاطینی نسخہ میں وہی لفظ مجبول لکھا
 ہے۔ اسی طرح کتاب یرمیاہ کے باب ۲۳ میں عبرانی میں ایک مقام پر صغیر لفظ استعمال
 ہے اور لاطینی میں وہی لفظ مجبول کے صیغے لکھا ہے۔

چوبیسواں شاید کتاب اشعیا میں | کتاب اشعیاہ باب ۳۱ کی آیت ۵ مطبوعہ
 ۱۹۵۹ء ج ۱ میں عبرانی نسخہ کے مطابق اس
 طرح ہے کہ :-

اور خداوند کا جلال آشکارا ہو گا اور تمام جبروں کو دیکھے گا۔ کیونکہ خداوند
 نے اپنے من سے فرمایا ہے :-

۱۷ اور زبور میں یہ آیت ان الفاظ ہے "اور خداوند فاعیل (میں) اسلوبی پر سنا
 ثابت ہے"۔

یہ تعلیم غور میں اس ترجمے کے الفاظ ہیں تو ہم ہمیشہ کیلئے اسے سیدواہ بتیرا کلام اسلوبی ثابت ہے
 سے یہ کتاب کا نام ہے جس کو کشیشوں نے اس کے بارے میں اسلوبی اسلوبی کے جہاں میں عبرانی نسخہ میں
 لکھا ہے اس میں ایک کو قیاس میں لیا گیا ہے اور کتبنا انگریزی میں یہ نسخہ موجود ہے۔ ۱۷ من
 سے اور زبور مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت یہ ہے "اور خداوند کا جلال آشکارا ہو گا اور سب شر کیلئے
 دیکھیں گے کہ خداوند کے من سے یہ فرمایا ہے :-"

اور یہی آیت یونانی ترجمہ میں یوں ہے کہ ۱۔

اور خداوند کا کلام آشکارا ہو گا اور تمام لوگ ہمارے خدا کی بھکت کو ایک ساتھ

دیکھیں گے۔ کیونکہ خداوند نے اپنے من سے یہ فرمایا ہے ۵

دیکھئے جو انی نسخہ میں ہمارے خدا کی بھکت کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ ہمدان

اپنی تفسیر جلد ۲ کے حصہ اول باب ۸ میں لکھتا ہے کہ "لوقا نے اپنی انجیل کے باب ۳

آیت ۱۶ میں یونانی نسخہ ہی کے مطابق لکھا ہے اور پامری لوتجہ نے ای کو صحیح قرار

دے کر اپنی کتاب یسعیاہ کے ترجمہ میں ان الفاظ کو شامل کر لیا ہے۔ ہنری ڈاسکاٹ

کا تفسیر کے ماسیون نے تو تصریح کر دی ہے کہ لفظ "دیکھئے گا" کے بعد "ہمارے خدا

کی بھکت" کے الفاظ کا اضافہ ضروری ہے۔ جیسا کہ کتاب یسعیاہ کے عبرانی نسخہ کے

ہی مطابق اور ترجمہ میں باب ۵۲ آیت ۱۰ اور یونانی ترجمہ میں یہ اضافہ موجود ہے۔

پہچیسواں شاہد کتاب التفتاۃ میں

مطبوعہ ۱۹۵۹ء جرانی نسخہ کے مطابق

یوں ہے کہ ۱۔

اور یہ وہاں کے غزوہ اور اس کی لومی اور استقلال اور اس کی لومی اور عقرون

اور اس کی لومی کو بھی لے لیا ۵

اور یہ آیت قادری ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں یوں ہے کہ ۱۔

۵ ویرودہ غزوہ مدنی الی ان واستلون مدحالی ان وعقرون مدحالی ان

یا رقت ۵

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں یوں ہے کہ ۱۔

واقتم یعدوا غزوا وسها وعقلافت وعقرون و

لہ اور ہنری ڈاسکا کی بھکت دیکھئے گا۔ (انجیل لوتی ۱۶) ۵

حد دہما ۵

فانسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۲۵ء اور دوسرے انگریزی تراجم میں بھی تقریباً ای طرح مذکور ہے لیکن یونانی ترجمہ میں یہ آیت اس طرح ہے :-

اور اگرچہ یہ آیت نے فرقہ اور اس کے فوجی استقون اور اس کی فوجی اور عقود کا اور

اس کی فوجی پر قبضہ نہیں کیا تھا ۵

ماخذ کیجئے کہ عبرانی میں جو بات بیان کی گئی ہے۔ یونانی میں اس کے بالکل اسی بات بتائی جا رہی ہے۔

چھبیسواں شاہدہ اسموئیل میں | کتاب ۱- اسموئیل باب ۱۲ آیت ۱۵ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء | عبرانی نسخہ کے مطابق یوں ہے کہ :-

اور اسموئیل اٹھ کر جہاں سے نہیں کے جبہ کو کیا۔ تب ساؤل نے ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ گنا اور وہ قرینہ چھوٹے ۵

اور یونانی ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے :-

اسموییل اٹھ کر جہاں سے چوگی اور باقی لوگوں نے ساؤل کے ساتھ ہی کر جان

کی اور جب وہ جہاں سے جبہ کو آگئے تب خائفی نے ان لوگوں کو۔ الخ

ماخذ کیجئے دونوں سلاں کی عبارت میں کتنا واضح فرق ہے۔

ستائیسواں شاہدہ اسموئیل میں | کتاب ۱- اسموئیل باب ۱۴ آیت ۱۵ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء | مطابق ہے

اس طرح ہے کہ :-

اور ساؤل نے اچھا سے کہا خدا کا صندوق یہاں لاکھو نکر خدا کا صندوق اس وقت

۵ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے اور اسموئیل اٹھا اور جہاں سے وہاں سے

شمر جبہ کو چوگی تب ساؤل نے ان لوگوں کو جہاں سے حاضر تھے گنا اور وہ سے چھوڑ جانے ۵

بنی اسرائیل کے ساتھ وہیں تھا۔

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۹ء میں یوں ہے :-

”وَسَأَلْنَا خَيْرَ مَا فَرَمَدَ كَمَا صَدَقَ تَعْدَا دَرْتَبَا مَادِرْ صَدَقَ تَعْدَا دَرْ اِيَامَ بَا
بَنِي إِسْرَائِيلَ مَعِي لَعْنَةُ“

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۲ء میں بھی فارسی ترجمہ ہی کے مطابق ہے۔ لیکن یہ آیت یونانی
ترجمہ میں اسی طرح لکھی ہے کہ :-

”اس وقت سائل نے ایتاہ سے کہا کہ افعوآں۔ کیونکہ اس وقت وہ افعو کو
بنی اسرائیل کے آگے پہنچے ہوئے تھے۔“

یہاں بھی دونوں عبارتوں کا تین فرق ملاحظہ کیجئے۔

۱۸۳۹ء میں شاہد ازبور ۳ میں | ۱۸۳۲ء کی آیت ۱۰ اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۰۹ء
میں عبرانی نسخہ کے مطابق یوں ہے کہ :-

”بہر کے پچھو حاجت مند اور جو کے چھوٹے ہیں۔“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۳ء میں ہے :-

”شیر بچکان محتاج می شود و نادری کشد۔“

لیکن یونانی نسخہ میں یہی جملہ یوں ہے کہ :-

”ایرادی محتاج اور جو کے ہیں۔“

ہنری واسکات کی تفسیر کے جامعین کا قول ہے کہ گنتی دو مرتبہ ترجمہ ہو گیا ہے یونانی
نسخہ کے مطاباً عبارت ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ شیر اور قوی کے معنی آوا کرنے والے

سے اور عربی مطبوعہ ۱۸۳۲ء میں یہ آیت مان القا میں ہے ”اس وقت سائل نے ایتاہ کو کہا ایتاہ

کا صدوق یہاں لایا کیونکہ اللہ اسی روز بنی اسرائیل کے درمیان تھا۔“

یہ ترجمہ اور عربی نسخہ میں یہ آیت یوں ہے ”اگر حاجت مند اور جو کے ہیں۔“

لفظوں میں غایت و درجہ جہالت ہے اور ایک عربی کا فرق ہے۔

تیسواں شاہد ۲۔ سوسیل میں | کتاب ۲ سوسیل باب ۳ آیت ۱۶ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عجمانی نسخہ کے مطابق یوں ہے کہ :-

”سودہ وہاں گھونکے اگڑیوں لینے کے بہانے سے گھسے اور اس کے پیش میں مارا اور

ریکتاب اور اس کا جانا لہذا جھاگ بچلے :-

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں ہے کہ :-

”اور آج وہاں خاندانِ شہزادہ بقصرِ برون گنم و اور اندر میروندہ خرم زوند و

ذی کتاب اور برادر خود فراد کرد :-

لیکن آیت عجمانی ترجمہ نما یوں ہے کہ :-

”اور اب دیکھتے کہ گورکھ پور گھوڑوں صاف کہتے کہ شک کر جیلا اور ریکتاب اور

بندوں بھائی چکے سے گھری داخل ہو گئے.....“ ۱۶

دیکھتے یہاں بھی شاہد ۲۸ کی طرح عبارت میں تین تفاوت ہے۔ جنہی حاشیاء

کی تفسیر کے جاسمین کا قول ہے کہ لہذا کہتے ہیں۔ یہی یونانی نسخہ ہی کی عبارت کو

راج اور گج قرار دیا ہے۔

تیسواں شاہد ۲۔ سلاطین میں | کتاب ۲۔ سلاطین باب ۳ آیت ۱۶ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عجمانی نسخہ کے مطابق یوں ہے :-

”اور جب یوسف آہ نظر تو اس نے ان قبروں کو دیکھا جو وہاں آستین پہنڈ پر تھیں،

”اس نے لوگ بھیج کر ان قبروں میں سے پڑیاں نکلوائیں اور ان کو اس شہر

پر جلا کر اسے ناپاک کیا یہ خداوند کے سخن کے مطابق تھا جو اسے مرخصاقت

نے خود ترجمہ کیا ہے اس لیے اس لیے ہے سوا انہوں نے گھر کا اند چکے سے گھس کے گھسوں

لینے کے بدلے سے لکھا پڑیوں پہلی میں اور ریکتاب اپنے بھائی بندہ سمیت جھاگ گیا :-

میں سنان باتوں کی تحریر ہی سستی آتی ہے۔

لیکن یہ تالیف نسخہ میں اس آیت کے آخر میں اتنی عبارت کا اور اضافہ موجود ہے۔

”جب یہ وقت مہلک کے پاس کوڑے ہو کر بیٹ کر دیکھا تو اس نے اس مرد خدا کی

جس سے یہ جلد مرنا فرمایا تھا، قبر کو دیکھا“

یہاں بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید عبرانی نسخہ میں تحریریت کر کے اس جملہ کو

حکال دیا گیا ہے۔

اکیسواں باب ۲۶۔ تواریخ میں

کتاب ۲۶، تواریخ باب ۲۳۔ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں عبرانی نسخہ کے مطابق آیت

۳۱ یوں ہے کہ :-

”اور یہ آیت، ”میں نے خدا کو دیکھا“ کے چھ ہونے مرد نے کہ تالیف میں لکھا

یہ تمام نے اس کے مقابلہ میں ”میں نے دیکھا“ کے چھ ہونے مرد نے کہ ترجمہ دست

نسخہ سے صحت آرائی کی ہے۔“

لیکن آیت ۱۵ میں یہ تعداد اس طرح بتائی گئی ہے :-

”اور یہ آیت اور اس کے لوگوں نے ان کو بڑی خوشخبری کے ساتھ قتل کی اور اس میں

کے پانچ لاکھ چھ ہونے مرد گیت آئے۔“

یہ ترجمہ مطبوعہ کے مطابق یہ آیت یوں ہے اور یہ آیت ۱۵ نے نظر فرمائی اور اس نے

پہلے پر قبر پر لکھیں تو اس نے لوگوں کے کہ وہی پڑیاں بگھولیں اور وہیں پر لکھیں اور اس نے ترجمہ

کالی جیسا کہ ترجمہ نے اس مرد خدا کی معرفت یہ سنایا اور باتوں کی تحریر مرنا فرمایا تھا۔“

یہ ترجمہ مطبوعہ کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے اور یہ آیت نے پانچ لاکھ مردوں کے لکھنے سے

متنبہ ہو کر لکھنے کے لئے اس میں ”میں نے دیکھا“ کے ساتھ ”میں نے دیکھا“ کے ساتھ لکھنے کے لئے

یہ ترجمہ مطبوعہ کے مطابق اس آیت کے ساتھ لکھا اور اس میں ”میں نے دیکھا“ کے ساتھ لکھنے کے لئے

اور اس کا اس میں پانچ لاکھ چھ ہونے مردوں کے لکھنے سے ہے۔“

اور قلدسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء میں آیت ۱۲ اس طرح ہے :-

وذا یوم فوج دلدلوان برگزیدہ بیچد و چہاد حد ہزار بہ صفت اناستہ یزاب عامتیز

ہشت صد ہزار کس قوی لاقتدار باہتقال سے اراست ۵

اور فارسی ترجمہ میں آیت ۱۴ یوں ہے :-

۵ تاہم ہاچہرا ہای خودایش ذرا بقبلی عظیم کشت۔ بعد یچہ انصد ہزار برگزیدہ گمان

اسرائیلی کشتہ گشتند ۵

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء اور انگریزی ترجمہ بھی انہی کی مانند ہے ۔

پہلے دن اپنی تفسیر کی جگہ میں لکھتا ہے کہ :-

۱۰ صحت سے قدیم تاشی زبان کے نسخوں میں یہ تعداد چار لاکھ کے بجائے چھ ہیں

ہزار اور آٹھ لاکھ کی جگہ آبی ہزار اور پانچ لاکھ کے بجائے پچاس ہزار بتائی

گئی ہے اور انہی نسخوں کا تعداد زیادہ کیج معلوم ہوتی ہے ۵

طاہر کیجئے کہ بائبل کا یہ مفسر اس مقام پر جزائی نسخوں میں تحریف لکھا غالب

گمان رکھتا ہے ۔

مذکورہ مقامات کے علاوہ بائبل کے دوسرے بے شمار مقامات پر اسی طرح

کے بے شمار اختلافات موجود ہیں ۔ مثلاً :-

● کتاب اولیٰ سلاطینہ باب ۱۰ آیت ۵ اور باب ۱۵ آیت نمبر ۴

کے درمیان ۔

● کتاب دوم سلاطینہ باب ۱۰ آیت ۱ اور کتاب تواریخ دوم باب ۸۱ کی

آیت ۲۳ ۔

● کتاب تواریخ ۲ باب ۲۲ آیت ۹ اور کتاب امثال باب ۲۹ آیت

نمبر ۲۱ میں -

● کتاب نخیآہ باب ۱ آیت ۱۱، اور کتاب یسعیہ باب ۲ آیت

نمبر ۶ میں -

ان مذکورہ آیات میں یونانی ترجمہ کی عبارت عبرانی نسخہ سے مختلف

ہے۔ اور

● کتاب ۲ سکونیل باب ۵ کہ آیت ۸ عبرانی نسخہ میں کئی کلموں کے ترجمہ

سے مختلف ہے۔ اور

● زبور ۱۶ کی آیت ۲ کا کدی ترجمہ بھی عبرانی نسخہ سے بالکل

مختلف ہے۔

● زبور ۱۱۹ کی آیت ۶ اور رومی ترجمہ میں عبرانی نسخہ سے مختلف

ہے۔ اور

● کتاب نخیآہ باب ۴ کی آیت ۲۳ آرامی اور کلاہک کے ترجمہ میں عبرانی

نسخہ سے مختلف لکھی ہوئی ہے۔



فصل چہارم

روایات کا فساد

بائبل کی کتابوں میں موجود بعض آیات کے غلط ہونے کے بارے میں مفسرین اور
 کئی علماء نے برملا اعتراض کیا ہے اور بعض روایات میں ایسا تین اختلاف پایا جاتا
 ہے کہ ان میں سے ایک کو یقیناً غلط کتا پڑتا ہے یا وہ لڑکا لڑکیوں کا سارا لاش
 کھانا پڑتا ہے۔ ذیل میں دونوں قسم کے فساد کا بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے :-

فساد نمبر ۱

بیلیا باپ سے بڑا تھا | کتاب تواریخ شمالی باب ۲۲ آیت ۲ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں جڑواں
 نسخے کے مطابق یوں لکھا ہے کہ :-

۱۰ اور آیاہ بیلیاں میں کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۳ء میں ہے کہ :-

۱۰ اور آیاہ ہنگامی کہ آغاز سلطنت شروع ہوا دو سال بعد۔

یقینی طور پر یہ غلط ہے اس لئے کہ اس کا باپ ہیو تام اپنی وفات کے وقت چالیس سال
 کا تھا اور وہ اپنے باپ کی وفات کے بعد بلا تاخیر تخت نشین ہو گیا تھا۔ اب اگلی قول
 کو درست مان لیا جائے تو وہ اپنے باپ سے دو سال بڑا ہے۔

۱۰ اور آیاہ ہنگامی کہ آغاز سلطنت شروع ہوا دو سال بعد۔

کتاب تواریخ ثانی ہی کے باب ۲۱ آیت ۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
میں ہے کہ :-

”یہ وہ نام جب سلطنت کرنے لگا تو بیس برس کا تھا اور اس نے آٹھ برس
یروشلم میں سلطنت کی“

اور باب ۲۱ کی آیت ۲۰ میں ہے کہ :-

”۵۵ بیس برس کا تھا جب سلطنت کرنے لگا اور اس نے آٹھ برس یروشلم
میں سلطنت کی اور وہ بغیر ماتم کے رحمت ہوا۔۔۔“

اور کتاب ملائین باب ۸ کی آیت ۱۴ میں ہے کہ :-

”اور جب وہ سلطنت کرنے لگا تو بیس برس کا تھا اور اس نے یروشلم میں
آٹھ برس بادشاہی کی“

اس کے برعکس کتاب ملائین باب ۸ کی آیت ۲۶ میں ہے کہ :-

”اور نیاہ بائیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا اور اس نے یروشلم میں
ایک برس حکومت کی۔۔۔“

ہو جانے اپنی تفسیر کی جگہ میں کہتا ہے کہ :-

”ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۲ء کے مطابق یہ آیت یوں ہے ”یہ وہ نام بیس برس کی عمر میں بادشاہ
ہوا اور آٹھ برس تک یروشلم میں مستطار رہا“

”ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۲ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”وہ بیس برس کی عمر میں بادشاہ
ہوا اور آٹھ برس تک مستطار رہا“

”ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۲ء کی بیس برس کی آیت یوں ہے ”اور جب وہ سلطنت کرنے لگا تو ایک عمر
بیس برس کی تھی اور اس نے یروشلم میں آٹھ برس بادشاہت کی“

”ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۲ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”بائیس برس کا تھا جب سلطنت پر بیٹھا“

یہ غلطی اس سبب سے واقع ہو گئی ہے کہ عبرانی زبان میں اعداد و ہنوں کے
جملے حروف کی صورت میں لکھے جاتے تھے۔ چنانچہ تواریخ ثانی میں اس مقام
پر کاتب کی غلطی سے کات کے بدلنے ہم لکھا گیا اور یہ کہ کات کے بدلے ہم لکھتے
ہیں اور ہم لکھے چاہیں اس طرح غلطی واقع ہو گئی ۵

کسی صورت میں ہی کسی اس مفسر نے عبرانی نسخہ میں تحریف کا اقرار تو کر لیا اور ہنری
واسکاٹ کی تفسیر کے جامیں نے کاتب کی طرف سے اس غلطی کے وقوع کا اقرار
کر لینے کے بعد کہا ہے کہ :-

خبرانی و صوبالی اور عربی تراجم میں یہ ایسی کے بجائے ہائیں لکھا ہوا ہے
ثانی اور چوتھی ترتیب کی تفسیر میں کتاب سلطین ثانی باب ۱۰ کی آیت نمبر ۲۷
کے ذیل میں یہ تصریح موجود ہے :-

۱۰ کتاب تواریخ ثانی میں یہ ایسی کا لفظ لکھا ہے، لیکن بیشتر قدیم ترجموں میں
اس مقام پر ہائیں کا لفظ موجود ہے۔ جیسا کہ اس جگہ پر اس کی تصریح
موجود ہے ۵

لغت کی بات یہ ہے کہ اب موجودہ ترجموں میں اس کو درست کر کے پھر
ہائیں ہی کا لفظ لکھا جانے لگا ہے۔ چنانچہ خالدی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں لفظ
کو یوں بدل دیا ہے کہ :-

۱۰ از بابہ ہوتت ہلوی سبت و دو سالہ بود۔۔۔۔۔ (۱۰)

دیکھا آپ نے، اس کا نام تحریف رکھا جاتا ہے۔

فساد نمبر ۲

سات ہزار سوار یا سات سو سوار ۱ کتاب تواریخ اقل باب ۱۰ آیت ۱۰ اور ترجمہ

مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں لکھا ہے :-

”اور آؤ دیکھئے اس سے ایک ہزار رتہ اور سات ہزار سوار اور میں ہزار

پیادے کے غلطہ... الخ“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں ہے :-

”اور آؤ دیکھئے ہزار ارب و ہفت ہزار سوار و سات ہزار پیادہ از دے

و دستگیر کرد... الخ“

لیکن کتاب مجموعہ دوم باب ۱۰ آیت ۱۸ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء میں یہ تعداد

یوں لکھی ہے کہ :-

”اور آؤ دیکھئے ہزار ارب و ہفت صد سوار و سات ہزار پیادہ از دے

و دستگیر کرد“

دیکھئے سات سوار سات ہزار میں کتنا بڑا اتنا دست سوار مجموعہ کا ہر دو ترجموں

سے ”رتہ“ کا لفظ ہی غائب ہے۔

فساد نمبر ۳

کتاب توارخ اول باب ۱۱ کی آیت ۱۵ میں اسیروں کی تعداد سات ہزار اور

کتاب مجموعہ دوم باب ۱۰ کی آیت ۱۸ میں سات سو لکھی ہوئی ہے اس بارے

میں ہورت اپنی تفسیر کی جلد اول میں لکھتا ہے کہ :-

”کتاب توارخ اول باب ۱۱ کی آیت ۱۵ میں اسیروں کی تعداد جو سات ہزار

سے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء کے مطابق یہ آیت یوں ہے ”اور آؤ دیکھئے اسیروں

رتہ اور سات ہزار سات میں اور میں ہزار پیادے اسیر کر کے“

یہ آیت اس طرح ہے ”اور آؤ دیکھئے اسیروں کے ایک ہزار سات سو سوار اور... الخ (مجموعہ دوم جلد اول)“

بتالی گئی ہے، ایسی درست ہے :-

اور ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں کتاب تواریخ اول باب ۱۹ کی آیت ۸ کے
ذیل میں لکھا ہے کہ :-

”غالباً یہ فرق اس بنا پر پیدا ہو گیا کہ ایک حرف مد کی جگہ اور دوسرا حرف
ہردکھ دیا گیا“

بہر حال مفسرین نے اس مقام پر تحریف کا اعتراف کر لیا ہے۔ یہ لگ بات
ہے کہ ان دو تخمین کو بنیاد بنا کر یہ تحریف بے چارے کاتبوں کے سر ہی تھوپا
دیا گیا ہے۔

اور سابقہ اختلافات کو رفع کرنے کے لئے جو کدوہ بالا اردو اور فارسی
ترجموں میں تحریف کو دیکھا گیا ہے لیکن عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۹۱ء میں موجود اختلافات
کا مفسرین اب بھی اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ عربی ترجمہ میں کتاب تواریخ اول
باب ۱۹ کی آیت ۱۸ میں لکھی ہے کہ :-

”فہمب اراہ من قفلا ساسا شیل و قتل راؤد من اراہ

سبعة آلاف مہرب و اراہین اللت ہرجلے ... الخ

اور کتاب سٹریل ٹالی باب ۱۸ کی آیت ۱۸ اس طرح ہے کہ :-

”وقتل داؤد من السرا نائیر سبعا ثمة مہرب و اراہین

اللت قامہس ... الخ

مذکورہ بالا اشعار کے علاوہ ان دونوں عبارتوں میں ایک دوسرا اختلاف

بھی موجود ہے۔

آوردہ یہ کہ ایک میں ”چالیس ہزار چارویں“ اور دوسری میں ”چالیس ہزار

سواروں“ کا ذکر ہے۔

فساد نمبر ۳

بنی اسرائیل کی مردم شماری ^{۱۱۵۹} کتاب تواریخ اولیٰ باب ۱۶ آیت ۵ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے کہ :-

۵ اور یرواہب نے لوگوں کے شمار کی میزان داؤد کو بتائی اور سب اسرائیلی گیارہ لاکھ شمشیر زن مرد اور بیوہ ۵ ہزار لاکھ ستر ہزار شمشیر زن مرد تھے ۔

اور کتاب سموئیل ثانی باب ۲۳ آیت ۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-
 ۹ اور یرواہب نے مردم شماری کی تعداد بادشاہ کو دی جو اسرائیل میں آٹھ لاکھ بہارہم و نکلے پندرہ شمشیر زن تھے اور بیوہ ۵ ہزار پانچ لاکھ نکلے ۔

ان دونوں عبارتوں کا موازنہ کیجئے تو لاکھوں کا فرق نکلتا ہے اور ظاہر ہے کہ دونوں عبارات میں مذکور تعداد تو بیک وقت صحیح ہو نہیں سکتی تو یقیناً ایک کو غلط ماننا چاہئے۔
 من مفسدین فساد نمبر ۲ میں دو مقاموں کو گنجلی گنہ دہا تھا ہم نے اس کی تعلیم اور ترمیم کی ہے اور
 دو قسموں میں تقسیم کر کے فساد نمبر ۲ و فساد نمبر ۳ کے ضمن میں گنہ دہا ہے جس کی وجہ سے ۱۰ ہزار بیویوں کے اصل نسلی ترتیب میں ایک نمبر کا اضافہ ہو گیا ہے اور اس طرح اس سلسلہ کا آخری نمبر یعنی فساد نمبر ۶ کا نمبر فساد نمبر ۶۵ پر آ جاتا ہے گا۔ - ۱۲ بحیب

۱۲ یرواہب حضرت داؤد علیہ السلام کا سپہ سالار تھا۔ ۱۲ تفسیر
 ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے "تب یرواہب نے لوگوں کی جانچ کر داؤد کو دی اور مرد ۱۱ لاکھ شمشیر زن اور بیوہ ۵ ہزار لاکھ ستر ہزار شمشیر زن تھے ۔"
 ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے "اور یرواہب نے لوگوں کے شمار کی فرد بادشاہ کو دی، جو بنی اسرائیل آٹھ لاکھ شمشیر زن بہارہم تھے اور بیوی ۵ ہزار پانچ لاکھ نکلے تھے ۔"

فائدہ نمبر

سات سال یا تین سال | کتاب تاریخ اول باب ۲۱ آیت ۱۲ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے کہ :-

۱۰ یا تو قحط کے تین برس یا اپنے دشمنوں کے آگے تین مہینے تک بلاک ہوتے رہنا
ایسے حال میں کہ تیسرے دشمنوں کی تلوار تلخ پرورد کرتی رہے یا تین دن خداوند کی
فلواریں ملک میں دبا رہے اور الخ

اور یہی آیت دوسرے ترجموں میں یوں ہے - شکافاوی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-

۱۱ یا رسال قحط یا مذی سہاہ پیش دشمنان خود کشتہ کر ہی ۔ الخ

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے " یا رسال قحط " اور عربی ترجمہ مطبوعہ
۱۹۵۹ء میں ہے " اما ثلاثا مستعین جو عا الخ اور انگریزی ترجمہ میں بھی تقریباً
یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے - اس کے برعکس کوزل ثانی باب ۲۲ کی آیت ۱۲ اور ترجمہ
مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ مدت یوں بیان کی گئی ہے :-

۱۲ سو چاند کے نافذ کے پاس ہا کہ اس کو یہ بتایا اور اس سے پوچھا کیا ترے
ملک میں سات برس قحط رہے، یا تو تین مہینے تک اپنے دشمنوں سے

۱۰ یعنی تین بلاؤں میں سے کوئی ایک تو ہوگی یا قحط یا دشمنوں کا تسلط یا وہاں اس میں
کے کسی ایک کو اختیار کر لو " ۱۲ آتی

۱۱ ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت اس طرح ہے " تین برس کا کال پر یا تین مہینے اپنے بربروں
کے آگے ہلاک ہو اور تیسرے دشمنوں کی تلوار پڑے یا تین دن خداوند کی تلوار ہلک کرے جو الخ
۱۲ جہاد علیہ السلام بقول تو راست نبی تھے جنہیں غیب میں کے نام سے یاد کیا گیا ہے - ۱۲ آتی

جہاں تا پیرے اور وہ تجھے رگید میں ۵ الخ

اور اس سے پوچھا الخ کا جملہ دوسرے ترجموں میں اس طرح ہے۔ شکار کا ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء میں ہے "آیا ہفت سال قحط دوسری زمین بر تو نازل گردد" الخ اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں ہے "ولا یا است قحطی ہفت سالہ واقع شود" اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۲ء میں ہے کہ "انما ان یکونت مبعثہ منینہ جو عالمک -- الخ --

دیکھئے پہلی آیت میں قحط کی مدت تین سال اور دوسری میں سات سال تالی گئی ہے۔ تین اور سات میں تو بڑا فرق ہے اس لئے تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان میں سے ایک ایضاً غلط ہے۔ اور ہنزی و اسکاٹ کی تفسیر کے جامعین بیان بھی کاتب ہی کی غلطی قرار دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ کاتب کو بھلے ہی ملامت کرتے رہیں، نقلی تو تسلیم کر ہی لی۔

فساد نمبر ۶

بیت شمس کے ہلاک شدگان | کتب سوشل اول باب ۶ آیت ۱۹ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں عبرانی نسخہ کے مطابق اس

طرح لکھا ہے کہ :-

"اور اس نے بیت شمس کے لوگوں کو مارا اس لئے کہ انہوں نے سنیے خداوند کے صنوق کے اندر جمانکاتھا۔ سو اس نے ان کے پیاس پہنچا اور ستر"

یہ ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق اس آیت کے الفاظ یہ ہیں "سو چاد داؤد کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ تیرے ملک میں سات برس کا کال پڑے یا تو تین بیٹے ملک اپنے دشمنوں سے جہاںتا پیرے۔" الخ

آدمی مار ڈالنے کا

اور یہ، شہری جملہ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۹ء میں یوں ہے کہ :-

”چنانچہ ہزار و پچھتر کس و ازاں قوم۔۔۔“

ہو تو ان اپنی تفسیر کی جلد اول میں لکھتا ہے کہ عربی اور سریانی زبان کے ترجموں

میں یہ تعداد پانچ ہزار اور ستر آدمی لکھی ہوئی ہے۔“

ہماری قاسمات کی تفسیر میں ہے کہ :-

”اصل عبرانی نسخہ میں یہ عبارت یوں لکھی ہوئی ہے ”ستر آدمی دو پچاس

ایک ہزار آدمی“ جو کہ عربی طریق لکھی کے اعتبار سے ایک ہزار دو پچاس

اور ستر یعنی گیارہ سو ستر (۱۱۰۷) ہوتی ہے۔“

اسی تفسیر مذکورہ میں پانچوں لکھا ہے :-

”دوسرے والہ کی تعداد اصل عبرانی نسخہ میں الٹی لکھی ہے، اس سے بھی

قطع نظر کرتے ہوئے یہ بات یہ ہے کہ اس قدر بے شمار انسان گناہ

کے مرتکب ہوں اور چھوٹی سی بستی میں رہتے ہیں، اس واقعہ کی

سچائی میں شک ہے اور یوسفؑ نے ”تھو لئیں“ کی تعداد صرف

ستر لکھی ہے۔“

ذاتی اور رچرڈ منٹ کی تفسیر میں لکھا ہے :-

”اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۹ء میں یہ آیت اس طرح ہے ”اور خداوند نے میت انیس کے

لوگوں کو مارا اس لئے کہ انہوں نے صندوق خدا کو گھول کے دیکھا سو اسے پچاس ہزار اور

ستر آدمی انہیں کما ڈالے۔“

لے یہ ایک یہودی کاہن تھا اور اپنے موم کے بادشاہوں کا منظرہ نظر اس نے یونانی زبان میں

اپنی قوم کی تاریخ لکھی ہے۔ ۱۲ نقل

۵۵ بشپ پیرک کا قول ہے کہ یہ ترجمہ مراحۃ غلط ہے اور یہ لفظوں کے تغیر و تبدل کے سبب ایسا ہوا ہے اور یہ بیداد عقل ہے کہ بیت شمس جیسی چھوٹی سی بستی میں اس قدر بے شمار انسانا رہتے ہوں جن کا ذکر متواترین نے مذکورہ تعداد میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ پوجا ش کے ترجمہ میں نہایت محقول بات لکھی ہے، اس نے بحساب فی ہزار ۵۰ آدھا کے مترادفی مارسلے یعنی میرواں حصہ۔ اور ڈاکٹر دائرہ الحقائق اور کلا رنگ یوں ترجمہ کہتے ہیں کہ اس نے پچاس ہزار آدمیوں میں سے متر کو قتل کر دیا۔ اور ان دونوں حضرات کا کتبہ ہے کہ یہ تمام لوگ مرت بیت شمس ہی سکدھے والے مدرسے بلکہ گوردنوار کے بھی تھے جو صندوق دیکھنے آئے تھے اور ڈاکٹر والی کا قول ہے کہ یہ بیعتس نے متواترین کی تعداد صرف متر لکھی ہے اور ڈاکٹر بیتلز کا قول ہے کہ سریانی اور عربی ترجمہ میں یہ تعداد پانچ ہزار متر تھی لکھی ہوئی ہے۔

ملاحظہ کیجئے کہ میساٹا مفسرین اس فحش غلطی کی تادیب کرنے کے لئے کیسی کیسی عیب تو جہات، پیش کرتے ہیں مگر بجز اللہ ہمارا مدعا اپنی جگہ صحیح تاجت ہو گیا کہ یوسفس کی تصریح کے مطابق عبرانی نسخہ میں واضح طور پر تحریریت ہوئی ہے۔

فساد نمبر ۷

کتاب سلاطین ثانی باب ۱۷ کی آیت ۲ اور ترجمہ مطبوعہ
 ۱۹۵۱ء میں عبرانی نسخہ کے مطابق یوں ہے :-

۳۳۳ اور جب وہ عظمت کرنے لگا تو بیس برس کا تھا۔ الخ

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں ہے ”اعاز بوقت جلوس بست سال بود الخ“

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں ہے ”وكان احدنا يوم ملك ابن هشيم سقاً“^{۱۴} ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں ہے کہ ”ثانیاً یہاں تیس کے لفظ کے جملے ہیں کالفظ لکہ دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اسی کتاب کے باب ۱۸ کی آیت ۳۰ میں اس کی تفسیر موجود ہے“

یہاں بھی مفسرین کی تفسیرات کے مطابق غالب گمان یہی ہے کہ عربی نسخوں میں تحریف کی گئی ہے۔

فساد نمبر ۸

کتاب العقاقہ باب ۱۲ آیت ۱۶ اور ترجمہ مطبوعہ بیالیس ہزار یادو پبلشرز جالیس ۱۹۵۹ء میں ہے کہ :-

..... سن اس وقت بنا تیس ہزار۔ افرامی قتل ہوئے“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں ہے کہ ”دعاں ہکام چل دو ہزار کس زہی فرام کستر شرفند“ اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں ہے کہ ”والقمل فی ذالک الوقت من افرامہ اثنتین واسر بعیت الف“ اور فونر کے ترجموں میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔^{۱۵} کی گئی ہے اور ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں ہے ”چالیس اور دو ہزار یعنی دو ہزار چالیس“ اس تفسیر کے مطابق دو ہزار چالیس کو بیالیس ہزار بنا دیا گیا ہے۔

۱۴ معنیٰ نے ہی آیت کا حال ہنری واسکاٹ کی تفسیر سے دیا ہے مجموعہ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں یوں ہے کہ ”اور جب وہ سلطنت کرنے کا لگا تو کچھ برس کا تھا۔“ افرامی ترجمین کی ایک اور مثال ہے - ۱۲ بنجیب

۱۵ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں قتل ہوئے کے بعد قتل کے لکھے کے الفاظ ہیں -

فصل نمبر ۹

سلطنت کے وقت یوٹیا کی عمر | کتاب سلاطین ثانی باب ۲۴ آیت ۵
اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے کہ :-

۵ اور یوٹیا کی جب سلطنت کرنے لگا تو وہ ۱۰۰ شمارہ برس کا تھا۔ الخ

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں ہے کہ :-

۶ یوٹیا کی بوقت جلوس بیحدہ ۵ سالہ بچہ۔ الخ

اور عربی ترجمہ میں ہے کہ :-

۷ وکالت یوٹیا کی یوہر ملک ابن ثمانیہ عجمی سنہ الخ

لیکن کتاب تواریخ ثانی باب ۳۶ کی آیت ۹ میں ہے :-

”یوٹیا کی عمر ۱۰۰ شمارہ برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔ الخ“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں ہے :-

۸ یوٹیا کی بوقت جلوس ۵ سالہ بچہ۔ الخ

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں اس طرح ہے کہ :-

ابن ثمانیہ سنہ کان یوٹیا کی حیات ملک۔ الخ

دیکھئے مذکورہ عبادتوں میں آمد اور اظہارہ میں ایک دم کی کابین اختلاف

پایا جا رہا ہے۔

۹ آیت ۱۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں ان الفاظ میں ہے ”اور یوٹیا کی جب تختہ پر

بیشائب اشارہ برس کا تھا“

۱۰ آیت ۱۱ اور ترجمہ میں ہے ”یوٹیا کی عمر ۱۰۰ شمارہ برس کا تھا“

فساد نمبر ۱

دو ہزار بیت یا تین ہزار مشکے | کتاب سلاطین اولیٰ باب ۷ کی آیت ۲۶ اور ترجمہ
مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-

”اور دل اسکا چار اٹکل تھا افسوس کا کنارہ چار کے کنارے کی طرح گل سوس

کا مانند تھا اور اس میں دو ہزار بیت کی سکاکی تھی“

اور آخری فقرہ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں ہے کہ :-

”دو ہزار بیت دران گنجیدہ“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء میں اس طرح ہے کہ :-

”دو ہزار غم آب می گرفت“

اور کتاب تواریخ ثانیٰ باب نمبر ۵ میں ہے کہ :-

”اور اس میں تین ہزار مشکوں کی گنجائش تھی“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں ہے کہ :-

”دو ہزار بیت دران گنجیدہ“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء میں ہے :-

”دو ہزار غم آب گرفت نگاه میداشت“

ملاحظہ کیجئے کہ کہاں دو ہزار بیتوں کا مسئلہ اور کہاں تین ہزار مشکوں کا۔

۱۔ ترجمہ اردو ۱۸۳۵ء کا طبع میں یہ آیت ہے ”دل اسکا چار انگشت کا اور کنارہ اور سوس کا

واحد کے کنارے کی طرح گل اور سوس در تھا اور بحر میں دو ہزار بیت کی گنجائش تھی“

۲۔ ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ”اور بحر میں تین ہزار بیت

کی گنجائش تھی“

فساد نمبر ۱۱

- ۱۔ کتاب سلاطین اول باب ۱۸ کی آیت ایوں ہے :-
 "اور بہت دنوں تک بعد ایسا ہوا کہ خداوند کا یہ کلام تیسرے سال اظیاءہ پر نازل
 ہوا کہ جا کر اسی آب سے مل آدھ میں زمین پر مینہ برساؤں گے"۔
 اور انجیل لوقا باب ۱۷ آیت ۲۵ میں اس طرح ہے کہ :-
 "اور میں تم سے پہلے کہتا ہوں کہ اظیاءہ کے دنوں میں جب ساڑھے تین برس آسمان
 بند رہے گا۔ یہاں تک کہ سارے ملک میں سخت کال پڑے گا۔۔۔" الخ
 اور یعقوب کے احام خط کے باب ۵ آیت ۱۷ میں ایوں ہے :-
 "اظیاءہ ہمارا ہم طبیعت انسان کا تھا اس لئے جسے جو شے سے دعا کی کہ مینہ دیر سے
 چنانچہ ساڑھے تین برس تک زمین پر مینہ نہ برسا"۔
 ملاحظہ کیجئے اب یا تو انجیل کو غلط ماننا پڑے گا کہ اس میں تحریف ہو چکا ہے
 اور یا پھر کتاب سلاطین میں تحریف کا اعتراف کرنا ہو گا۔

فساد نمبر ۱۲

- ۲۔ کتاب مومنین ثانی باب ۱۵ کی آیت ۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
 چار یا چالیس میں عبرانی نسخہ کے مطابق ایوں ہے :-

۱۔ "تعمیم اندر ترجموں میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے "ایسا پڑا کہ بہت دنوں کے بعد خداوند کا
 کلام تیسرے سال میں ایتہ پر نازل ہوا کہ جا اور اپنے نہیں انجا آب کو دکھا کہ میں زمین
 پر مینہ برساؤں گا"۔

۲۔ "تعمیم اندر ترجموں میں یہ آیت ایوں ہے "ایاء ہمارا ہم جنس انسان کا تھا اس لئے دعا پر دعا کی کہ پانی
 دیر سے نہ برسا"۔

” اور چالیس برس کے بعد یوں ہوا کہ ابی ستوم نے بادشاہ سے کہا مجھے خدا جاننے
دے کہ میں اپنی منت جو میں نے خداوند کے لئے مانا ہے، جبروت
میں پوری کروں گا“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں ہے کہ :-

” اور بعد از انقضا نے چہل سال واقع شد کہ ابی شائوم بیک گفت :۔۔ الخ
اور یہ یقیناً غلط ہے۔ اس لئے کہ خداوند علیہ السلام کی حکومت کل چالیس سال تک
ذہبی ہے جس کی تفسیر کتاب سونیل ثانی باب ۵ کی مذکورہ ذیل آیات میں موجود ہے۔
اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء آیت ۴۴ میں ہے کہ :-

” اور خداوند جب سلطنت کرنے لگا تو تیس برس کا تھا اور اس نے چالیس
برس سلطنت کی“

آیت ۵ میں ہے :-

” وہ اس نے چار سال تیس برس چھ مہینے بیرون پر سلطنت کی اور یہ تو علم من سب
اسرائیل اور بیرون پر تیس برس سلطنت کی“

اور کتاب سلاطین اول باب ۲ آیت ۱۱ اور کتاب قوانین اول باب ۲۹ آیت ۲۶
میں بھی اسی کی تفسیر کی گئی ہے۔

” ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں یہ آیت اس طرح ہے ” اور بعد چالیس برس کے ایسا ہوا کہ ابی
سولم نے بادشاہ کو کہا مجھے پورا لگی ہو کہ میں جاؤں اور اپنی نذر کو جو میں نے خداوند کے لئے کیا
جبروت میں جا کے ادا کروں“

” ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں یہ آیات اس طرح ہیں ” اور وہ اود جس وقت کہ سلطنت کرنے لگا اس
وقت تیس برس کا تھا اور اس نے چالیس برس سلطنت کی اور اسے جبروت میں سات برس چھ مہینے بیرون پر
پر سلطنت کی اور یہ تو علم من سب اسرائیل اور نبی بیرون پر تیس برس“

ابن سلام کی یہ بغاوت داؤد علیہ السلام کی تخت نشینی کے کئی سال بعد شروع ہوئی تھی اور کتاب جو شیل کی اولی الذکر عبارت سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوئی ہے اور یہ یقیناً غلط ہے۔ چنانچہ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۳۱۶ھ اور ۱۳۳۱ھ میں اس عبارت میں اصلاح کر کے یوں لکھ دیا گیا کہ :-

”وبعد اربعۃ سنۃ قالہ ابیہنایہ لداؤد علیہ السلام انی ذہب فاکمل

نذری لہما ہا الہب الذی تہفت للہب بحبرون“

یعنی چار برس کے بعد ابیہنایہ نے داؤد بادشاہ سے کہا کہ مجھے ذرا جائے دے کہ

میں اپنی منت جو میں نے داؤد کے لئے مانی ہے جردت میں پوری کروں“

نارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ کا مترجم بدحواسی کے نام میں چار اور چالیس میں تیز

ذکر سکا اور ترجمہ یوں کر دیا کہ :-

”و بعد از چہل سال یا چار سال چنانچہ در عربی و سریانی نوشتہ شدہ است

السلام بادشاہ را گفت کہ التماس آنکہ او را جسم و نذرے کہ در جروت بنا مہنظو

در جروت نمودہ ام ادا نمائے“

ملاحظہ کیجئے کہ اس بے چارے مترجم نے پہلے تو مجبوراً چالیس اور چاند کی تردید کی اور

پھر چار کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ”چنانچہ عربی و سریانی نوشتہ شدہ است“ کا جملہ کلام

ربانی میں اپنی طرف سے شامل کر دیا۔

ہو دات اپنی تفسیر کی جلد ۲ حصہ اول کے باب ۸ میں کہتا ہے کہ :-

”یہ اگرچہ لاطینی، یونانی اور کسدی زبان کے اکثر نسخوں میں اسی طرح لکھا ہوا

ہے لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ داؤد علیہ السلام نے صرف چالیس سال

سلطنت کی ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابیہنایہ نے داؤد علیہ السلام

کی وفات کے بعد بغاوت کی تھی اور بعض مفسرین نے اسی مشبہ کو دوسرے

کرسٹ کے لئے یہ توجیہ پیش کی ہے کہ یہ مدت اس وقت سے شمار کرنی چاہیے جب کونٹیل نے واقد کی ماشن کی تھی، لیکن سریانی اور عربی ترجمہ اور اس لاطینی ترجمہ میں کونٹیل نے اصلاح کے بعد شائع کیا تھا۔ نیز تاریخ یوسیتس، تاریخ تھیوڈور اور دہبت سے دوسرے لاطینی نسخوں میں چالیس کے بجائے چار سال مذکور ہے اور بیشتر علماء کا خیال ہے کہ "الربع" کے لفظ کی جگہ "اربعین" کا لفظ غلطی سے لکھا گیا ہے، چنانچہ پطرمیہ بولتے ہیں کہ اپنے ترجمہ میں سریانی ترجمہ ہی کے مطابق لکھا ہے۔"

اور ہنری داسکاٹ کی تفسیر کے جامعین نے ہمدن ہی کی طرح لکھا ہے، تو مذکورہ بالا تفسیر بھارت سے ثابت ہوا کہ ان مفسرین اور بیشتر علماء کی رائے ہے کہ عبرانی نسخہ میں اس مقام پر تحریریت ہوئی ہے۔ اگرچہ اس کی تمام تردید فرما رہی ہے پارسے کا تب کے سر ڈال دی گئی ہے اور مسٹر بولتے نے چالیس کو غلط قرار دے کر چار بنا دیا ہے۔ یوسی فس نے اپنی تاریخ کی کتاب ۷ کے باب ۹ میں ان تفسیرات کو اچھی طرح بیان کیا ہے۔

فساد نمبر ۱۳

کتاب سلاطین ثانی باب ۲۵ کی آیت ۱ اور ۲
سات اور شاہیں یا اس اور پچیس | ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء دہلی ہے کہ :-

"۱۵۰۰ بابل ہوگا پھر کے حد کے انیسویں برس کے پانچویں مہینے کے ساتویں دن شامل بابل کا ایک خادم نہزدادان جو بطور بعدی کا مرزا تھا اور شلم آیا۔"

۱۵۰۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت اس طرح ہے "اور شاہ بابل جو عہدہ دار کی سلطنت کے انیسویں برس کے پانچویں مہینے کے ساتویں دن شاہ بابل کا ایک خادم بنو مرادان جزیرہ لاراد تھا اور شلم میں آیا۔"

اور آیت ۲۸ میں ہے کہ :-

» اور یہوذاکین شاہ یسوعاہ کی اسیری کے سینتیسویں برس کے بارہویں مہینے کے ستائیسویں دن ایسا ہوا کہ شاہ باہل اوہل مردک نے اپنی سلطنت کے پہلے ہی سال یہوذاکین شاہ یسوعاہ کو قید خانہ سے نکال کر صر فراز کیا ۱۱

اور کتاب سلطین کے تمام تراجم میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ لیکن کتاب یرمیاہ باب ۵۲ کی آیت ۱۲ اور توجہ مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں لیا ہے :-

» اور شاہ باہل جو کہ نعر کے عہد کے انیسویں برس کے پانچویں مہینے کے دسویں دن جلواروں کا سردار نبوذرتان جو شاہ باہل کے حضور میں گڑا دہتا تھا روٹم میں آیا ۱۱

اور آیت ۳۱ میں ہے کہ :-

» اور یہوذاکین شاہ یسوعاہ کی اسیریا کے سینتیسویں برس کے بارہویں مہینے کے پچیسویں دن یوں ہوا کہ شاہ باہل اوہل مردک نے اپنی سلطنت کے پہلے سال یہوذاکین شاہ یسوعاہ کو قید خانہ سے

۱۱ یہ آیت ترجمہ اور دو کتابوں کی طبع ہوں ہے ۱۲ اور یہوذاکین شاہ یسوعاہ کی اسیری کے سینتیسویں برس کے بارہویں مہینے کے ستائیسویں دن ایسا ہوا کہ بادشاہ باہل مردک نے اپنی سلطنت کے پچیسویں سال شاہ یہوذاکین کو قید میں تھا صر فراز کیا ۱۱

۱۳ اور توجہ مطبوعہ ۱۹۵۶ء کے مطابق یہ آیت اس طرح پڑے پانچویں مہینے کے دسویں دن جو باہل کے بادشاہ نبوضندک کا انیسویں برس تھا جلواروں کا سردار نبوذرتان جو باہل کے بادشاہ کی بندگی کرتا تھا یرد شالم میں آیا ۱۱

نگار کو سرفراز کیا ۱۰

دیکھئے ایک جگہ سات اور ستائیس کا ذکر ہے اور دوسری جگہ دس اور پچیس کا، اور ان دونوں میں کچھ بھی تو مماثلت نہیں ہے۔

فساد کتب

کتاب حررہ کے باب ۲ کا مقابلہ کتاب
بابل کی قید سے رہا ہونے والوں کی تعداد
اور صبح شدہ سرمایہ کی مقدار! ۱۱

اختلاف پایا جاتا ہے جو ایک دوسرے کی تکذیب کر رہا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ دونوں کتابوں میں ان لوگوں کی تعداد کا حال صحیح ایک ہی جگہ ہے جو بابل کی قید سے رہائی پانے کے بعد مدینہ منورہ اور یروشلم کے خطے میں داخل ہوئے تھے۔ ذیل میں ان دونوں ابواب کی باہم مماثلت آیات کا نقشہ دیا گیا ہے اور یہ نقشہ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، نقشہ یہ ہے :-

آیت نمبر	الاعلام کتاب حررہ باب ۲	آیت نمبر	الاعلام کتاب نخبیہ باب ۲
۵	بنی ارض سات سو پچھتر	۱۰	بنی ارض پچھ سو بارہ
۶	بنی بخت سبب دو ہزار اٹھ سو بارہ	۱۱	بنی بخت سبب دو ہزار آٹھ سو بارہ
۸	بنی زکو نو سو پینتالیس	۱۳	بنی زکو آٹھ سو پینتالیس
۱۲	بنی عزجاد ایک ہزار دو سو پانچ	۱۷	بنی عزجاد دو ہزار تین سو پانچ
۱۳	بنی اور نظام چھ سو چھیالیس	۱۸	بنی اور نظام چھ سو ستر سو

۱۰۔ یہ آیت ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت کے بادشاہ یوشیم کی سریر کی کشتی کے
میں کے بادہوں میں سے کچھ سو میں دن لہی ہوا کہ شاہ بابل کو ایک مرد کو نے اپنے جہوں کے پلار میں مردانہ
کہ بادشاہ یوشیم کو سرفراز کیا ۱۱

آیت نمبر	الغلا کتاب عزراء باب ۲	آیت نمبر	الغلا کتاب شمیاہ باب ۷
۱۳	بنی یثوی دو ہزار چھپن	۱۹	بنی یثوی دو ہزار ستر سٹھ
۱۵	بنی عدین چار سو پچھن	۲۰	بنی عدین چھ سو پچھن
۱۷	بنی بصر تین سو تیس	۲۳	بنی بصر تین سو چوبیس
۱۹	بنی ہاشوم دو سو تیس	۲۲	بنی ہاشوم تین سو اٹھ تیس
۲۱	بنی بیت لم ایک سو تیس	۲۹	بنی بیت لم اور نطوط کے لوگ ایک سو اٹھ تیس
۲۲	اجز نطوط چھپن		
۲۸	بیت آیل اور تکی کے لوگ دو سو تیس	۳۲	بیت آیل اور تکی کے لوگ ایک سو تیس
۳۳	لوز اور حادیر اور نطوط کی اولاد سات سو پچیس	۳۷	لوز اور حادیر اور انوک کے لوگ سات سو اکیس
۳۵	سناہ کے لوگ تین ہزار چھ سو تیس	۳۸	بنی سناہ تین ہزار نو سو تیس
۴۱	گائے والوں میں سے بنی آصف ایک سو اٹھ تیس	۴۴	اور گائے والے یعنی بنی آصف ایک سو اٹھ تیس
۴۳	دو بانوں کی نسل میں سے بنی سقوم ، بنی اظیر ، بنی ظنون ، بنی حنوب ، بنی خطیطا ، بنی سوبی سب مل کر ایک سو اٹھ تیس	۴۵	اور دو بانوں جو سقوم اور اظیر اور ظنون اور حنوب اور خطیطا اور سوبی کی اولاد تھے ، ایک سو اٹھ تیس
۶۰	یعنی بنی ولایاہ ، بنی طویبا ، بنی نقود ، چھ سو اڑن	۶۲	بنی ولایاہ ، بنی طویبا ، بنی نقود چھ سو بیالیس
۶۳	ساری جماعت مل کر بیالیس ہزار تین سو ساتھ کی تھی	۶۷	ساری جماعت کے لوگ مل کر بیالیس ہزار تین سو سات تھے

آیت نمبر	لفظاً کتاب عزرا باب ۶	آیت نمبر	الفاظ کتاب نحمیاہ باب ۷
۶۵	ان کے علاوہ ان کے خاندانوں اور لوگوں کا شمار سات ہزار تین سو ستیس تھا اور ان کے ساتھ دو سو پینتالیس گائے والے اور گائے والیاں تھیں۔	۶۷	علاوہ ان کے خاندانوں اور لوگوں کا شمار سات ہزار تین سو ستیس تھا اور ان کے ساتھ دو سو پینتالیس گائے والے اور گائے والیاں تھیں۔
۶۸	اور آباء خاندانوں کے بعض مردوں نے جب وہ خداوند کے گورنر پریشتم رہی ہے اسے تو خوشی سے خدا کے کن کے لئے ہرے دیئے تاکہ وہ پیراچی بکر پر تعمیر کیا جائے۔	۷۰	اور آباء خاندانوں کے مردوں میں سے بعض نے اس کام کے لئے دیا، حاکم نے ایک ہزار سو نے کے درہم اور پچیس پائے اور گائے والوں کے پانچ سو تیس پیراچی خزان میں داخل کئے۔
۶۹	انہوں نے اپنے مقدود کے مطابق کام کے خزان میں سوئے کے اسٹھ ہزار درہم اور چاندی کے پانچ ہزار من اور گائے والوں کے ایک سو پیراچی دیئے۔	۷۱	اور آباء خاندانوں کے مردوں میں سے بعض نے اس کام کے خزان میں پچیس ہزار سوئے کے درہم اور دو ہزار دو سو من چاندی دی۔

نذکرہ بالا دونوں ابواب کی آیات میں موازنہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں :-

- کتاب عزرا کی آیت ۶۲ اور نحمیاہ کی آیت ۶۷ میں ان لوگوں کی جو کل سترہ تالی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس سے کم بنتی ہے اور پھر اس کی میں بھی دونوں میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ کتاب عزرا کے مطابق یہ تعداد ۳۶۸۰۰ اور کتاب نحمیاہ کے شمار کے مطابق ۳۱۰۸۹ ہوتی ہے۔

- ان دونوں کتابوں میں مذکورہ میزان میں ہی صرف اتفاق ہے۔ حالانکہ وہ بھی غلط ہے اور باقی تمام اعداد میں اختلاف موجود ہے اور ان اعداد و شمار کی جو صحیح میزان بنتی ہے دونوں میں افراد کا فرق نکلتا ہے۔
 - اور کتاب عزرائیم سوسنے کے دراصل بہت زیادہ بتائے ہیں اور نحمیاء میں کاپیوں کے پیرا ہنوں کی تعداد بڑھادی گئی ہے نہایت نحمیاء والے نے ان پیرا ہنوں کی نسبت کتاب عزرائیم میں مذکور سوسنے سے متناکر دی ہے۔
 - یوسیف نے اپنی تاریخ کی گیارہ جہوں میں کتاب کے باب اول میں یوں لکھا ہے کہ:

۱۰ باب اول کی قید سے رہا ہو کر یوشیم آئے والوں کی تعداد بیانیس ہزار چار سو باسٹھ تھی ۱۱
- ہنری و اسکات کی تفسیر کے جامعین نے کتاب عزرائیم کے باب ۲ کے ذیل میں لکھا ہے کہ :-

”اس باب اور نحمیاء کے باب میں کاپیوں کی کوتاہی سے بہت زیادہ فرق واقع ہو گیا ہے۔ چنانچہ انگریزی ترجمے کے دوران تمام نسخوں کا موازنہ کر کے بہت سارے فرق ختم کر دیئے گئے اور دوسرے مقامات میں یونانی ترجمے سے عبرانی نسخہ کی تشریح میں کافی مدد ملی ہے“

فساد نمبر ۱۵

چھبیس برس یا چھبیس برس ۱۱ کتاب تواریخ نماز، باب ۱۶ کی آیت اور دوسرے جگہ

۱۹۵۹ء میں یوں ہے کہ :-

۱۲ آتساک سلفت کے چھبیسویں برس امرا تیل کا بادشاہ میداہ پر چڑھا آیا۔۔۔ الخ اور ناری ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۷ء اور ۱۹۴۴ء میں بھی اسی طرح ہے۔
 ۱۳ تالیلی اور رچرڈ سنٹس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :-

۷۔ اس آیت اور کتاب سلاطین اقلیٰ باب ۱۵ کی آیت ۳۳ کے ساتھ تطابق میں
 محضہ الجھن پیش آتی ہے اس لئے کہ سلاطین اقلیٰ کی اس آیت میں بتایا گیا
 ہے کہ آسا کی سلطنت کے تیسرے سال نبیؐ سلطنت پر بیٹھا اور اس نے
 پچیس برس سلطنت کی۔ لہذا نبیؐ کی سلطنت کا آخری سال آسا کے تخت
 نشین ہونے کے چھبیسویں سال میں بنتا ہے۔ اور اگر آسا کی سلطنت کے
 چھبیسویں سال میں تسلیم کریں تو اس وقت تو نبیؐ کا وفات ہوتے دس سال
 ہو چکے تھے۔ علامہ نے اس الجھن کی دو وجوہ بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ یوسفؑ
 کے قول کے مطابق مدد لکھنے میں کاتبوں سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس آیت
 میں ۶۶ کے بجائے ۳۶ لکھ دیا اور توارخ اولیٰ ہی سکھ باب ۱۵ کی آیت ۱۹
 میں ۶۵ کے بجائے ۳۵ پا ڈالا۔ دوسرے یہ کہ یہاں چھبیسویں سال کا ظہور اس
 وقت سے ہے جب بنی اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں بٹ گئی تھی اور
 یہ واقعہ یوربعام کے عہد میں پیش آیا تھا۔ یہاں آسا کی تخت نشینی
 مراد نہیں ہے۔“

اور ہنرمندی و اسکاٹہ کی تفسیر میں یوں کہا ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے۔“

مشہور عیسائی عالم آشر کا قول ہے کہ :-

”چھبیسویں سال سے مراد سلطنت کے ٹکڑے ہو جانے کے وقت سے ہے نہ کہ
 آسا کی تخت نشینی کے وقت سے (یعنی یہ مدت اس وقت سے شمار کرنی چاہیے
 جب بنی اسرائیل کی سلطنت، سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد دو حصوں میں
 بٹ گئی تھی۔“

ہم کہتے ہیں کہ تو مجھ پر خواہ کوئی بھی کی جائے مگر مال بان دونوں تفسیروں سے یہ بات یقینی طور
 پر ثابت کو پہنچ گئی کہ بائبل کے اس مقام میں یقیناً خرابی واقع ہوئی ہے۔

قسط نمبر ۱۶

کتاب سلیمان اولیٰ باب ۴ آیت ۲۶ اردو ترجمہ مطبوعہ
چالیس ہزار یا چار ہزار ۱۹۵۹ء میں یوں ہے کہ :-

”اور سلیمان کے پلن آس کے رتوں کے لئے چالیس ہزار تھان اور بارہ ہزار

سار تھے۔“ الخ

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں ہے :-

”و سلیمان چهل ہزار اور اسپ برائے ابدیہ با و دوزوہ ہزار سوار داشت“

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں بھی اسی طرح ہے کہ :-

”و كان تسليما الف اربعين الفت يربى عليها خيل للمراكب

و اشق عشر الفنا فاسبب۔“ الخ

اور کتاب تواتر تاریخ ثانی کے باب ۴ آیت ۲۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس کے
برعکس یوں ہے کہ :-

”اور سلیمان کے پاس گھوڑوں اور رتوں کے لئے چار ہزار تھان اور بارہ ہزار

سار تھے۔“ الخ

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں ہے کہ :-

”و سلیمان برائے اسپ با و دواہر با چھاد ہزار اور دواوزوہ ہزار سوار

داشت۔“ الخ

لے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۶ء کے مطابق یہ آیت یوں ہے ”اور سلیمان کے چالیس ہزار اسبیل تھے جنہیں
اوکی گاڑیوں کے گھوڑے بندھے تھے اور بارہ ہزار سار تھے“

لے ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں یہ آیت ان الفاظ کے ساتھ ہے ”اور سلیمان کے چار ہزار تھان گھوڑوں
اور رتوں کے تھے اور بارہ ہزار سوار“

خاص نظر کیجئے کہاں چالیس ہزار اور کہاں چار ہزار ان میں سے ایک یقیناً غلط ہے۔ چنانچہ ۱۸۳۱ء کے مطبوعہ عربی ترجمہ میں ان دونوں عبارتوں کے تضاد کو ختم کر کے تطبیق دینے کی کوشش میں زبردست تحریک کر دی گئی ہے۔ اور ترجمہ یوں کیا گیا ہے کہ :-

« كان سليمان أسير بين العت من الخليل في الأسطبلات » ۱۰

فساد نمبر ۱۰

چار سو بیس یا ساڑھے چار سو | کتاب سلاطین اولہ باب ۹ کی آیت ۲۸ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء یوں ہے کہ :-

« اور وہ اوقیر کو گئے اور وہاں سے چار سو بیس قنطار ہاتھ لے کر اسے سلیمان بادشاہ کے پاس لائے۔ » الخ

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے کہ :-

« طار از آنجا بمقدار چہار صد بیست قنطار گرفتہ پیش بادشاہ سلیمان رسانیدند »

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں بھی اسی طرح ہے :-

« وحبلىوا من هناك ذهباً اربعمائة وعشرون قنطاراً
اقوليه سليمان الملك » ۱۱

۱۰۔ ۱۱۔ پاس عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ۴۰ ہزار ہی کا لفظ ہے۔ « وکات سلیمان اربعمائة آلاف ذود » انگریزی ترجمہ میں بھی اسی طرح ہے۔ ۱۲ تفسیر

۱۳۔ ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت اس طرح ہے « اولاد و قیر کو گئے اور وہاں سے چار سو بیس قنطار ہاتھ لے کر بادشاہ کے پاس آئے »

بزرگ کتاب تواریخ ثانی باب ۸ کی آیت ۱۸ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے کہ:-
 "..... اور وہ سلیمان کے ملازموں کے ساتھ افریقہ میں آئے اور وہاں سے ساتھ
 چار سو قنطار سونے لے کر سلیمان بادشاہ کے پاس لائے۔
 اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں بھی جملوں میں ہے :-
 " و چهار صد و پنجاه قنطار از آنجا آوردند نزد بادشاہ سلیمان رسانیدہ
 اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۳ء میں اس طرح ہے کہ :-
 و اخذوا من ثمار بعثا ثمة فجمعوا قنطاراً من ذهب
 و نظیروا الی الملک سلیمان "۔
 ملاحظہ کیجئے۔ پہلی کتاب کی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ سلیمان علیہ السلام
 کے پاس چار سو بیس قنطار سونے لائے اور دوسری کتاب کی عبارت سے ساتھ
 چار سو قنطار تیار ہی ہے۔ لہذا دونوں کتابوں میں تیس قنطار کا فرق ہے۔
 جو یک وقت صحیح نہیں ہو سکتا۔

فساد نمبر ۱۸

حضرت سلیمان علیہ السلام کے منصب دار کتنے تھے
 کتاب صلاطینی اول باب
 ۵ کی آیت ۱۶۵۱۵ اور

ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے کہ :-

" اور سلیمان کے ستر ہزار بوجہ اٹھانے والے اور اتنی ہزار سوخت
 کاسٹنے والے پہاڑوں میں تھے۔ ان کے علاوہ سلیمان کے سین ہزار
 تین سو خاص منصب دار تھے جو اس کام پر مختار تھے اور ان لوگوں

لے اور ترجمہ ۱۹۵۹ء کی میں یہ آیت عین ہے اور وہ سلیمان کے چاکروں کے ساتھ اور کہنے
 اور وہاں سے ساتھ چار سو قنطار سونے سلیمان بادشاہ کے پاس لائے۔ "۔

پہرہ کام کرتے تھے سرور تھے :-

اور کتاب تواریخ ثانی باب ۲ کی آیت ۲ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں
یوں ہے کہ :-

”اور سلیمان نے پندرہ ہزار باد بھارا اور پہاڑ میں اسی ہزار پتھر کاٹنے والے اور

تین ہزار چھ سو آدمی ان کی عمرانی کے لئے مقرر کر رکھے تھے۔“

دیکھئے وہ زراعتوں میں منہب داروں، اقداد میں بیک وقت میں مسافر اور
کی کسی بیشی؟ آج ہمارے جہاں پر ہم ایک یقیناً غلط ہے۔

فساد نمبر ۱۹

کتاب لاطین اور اسکے باب ۶ کی آیت ۱۵۲ اور ترجمہ مطبوعہ
۱۹۵۶ء میں یوں ہے :-

”کیونکہ اس نے اٹھارہ اٹھارہ ہاتھ اونچے پتیل کے دو ستون بنائے اور ایک

ایک لاکھ چار ہاتھ کے سہ کے برابر تھا..... اور اس نے پتیل

کے پر آمد میں وہ ستون کھڑے کئے اور اُس نے دابھنے ستون کو کھڑا

یہ آیات تو ہم دیکھ کر مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں اس طرح ہیں ”اور سلیمان کے
ستر ہزار باد بھارا اور اسی ہزار دست کاٹنے والے کو ہتھیار دیا۔“ اور
سلیمان کے تین ہزار تین سو اٹھارہ تھے جو اسی کام کے ممتاز تھے اور ان کو کوئی پر جو یہ کام
کرتے تھے، سرور تھے۔“

۱۵۲ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں یہ آیت یوں ہے ”اور سلیمان نے ستر ہزار
باد بھارا اور اسی ہزار پتھر توڑنے والوں کو پہاڑ میں بھیجا اور تین ہزار چھ سو آدمی
کو ان پر مقرر کیا۔“

کبر کے اس کا نام یا کتبہ لکھا اور بائیں ستون کو کھڑا کر کے اس کا نام
یاد کرو لکھا ۱۱

اور کتاب تواریخ ثانی کے باب ۳ کی آیت ۱۵ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
میں یوں ہے کہ :-

۱۰ اور اس نے کبر کے سامنے پینتیس پینتیس ہاتھ اونچے دوستوں بنائے اور
ہر ایک کے سر سے پر پانچ ہاتھ لانا تھا ۱۱
وکیئے دونوں عبارتوں میں ستونوں کی اونچائی میں کتنا تین فرق موجود ہے۔

فساد نمبر ۲۰

کتاب سلاطین اولیٰ باب ۶ کی آیت
سلیمان علیہ السلام کے خاص منصب دار ۲۳ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
یوں ہے کہ :-

۱۰ اور وہ خاص منصب دار جو سلاطین کے کام پر مقرر تھے پانچ سو
پچاس تھے ۱۱

اور اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۷۵ء و ۱۹۷۲ء میں بھی تقریباً یہی مضمون بیان
کیا گیا ہے۔ لیکن کتاب تواریخ ثانی باب ۸ کی آیت ۱۰ میں ان کی تعداد یوں

۱۰ ان آیات کے حفاظ اور تراجم مطبوعہ ۱۹۷۵ء و ۱۹۷۲ء میں اس طرح لکھا ہے اور اس نے
پہلے سوال کے جواب میں بتاتے ہوئے ہر ایک کا اٹھارہ ہاتھ۔۔۔ ان سوا ایک کی دہانے کے ساتھ لکھتے
کئے گئے۔۔۔ الخ۔

۱۰ ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۷۲ء میں اس آیت کی حدیثوں میں ہے اور اس نے کبر کے آگے
پینتیس ہاتھ لہجے دونوں بنائے ۱۱

۱۰ تراجم عربیہ مطبوعہ ۱۹۷۲ء و ۱۹۷۵ء میں یہ آیت اس طرح ہے اور اس کے پانچ سو پچاس
حامل تھے جماعت کے سارے کارگزاروں کے مردار تھے ۱۰ ۱۰ ۱۰

جانی ہے کہ ۱۔

”اور سلیمان بادشاہ کے خاص منصب دار جو لوگوں پر حکومت کرتے تھے
دو سو چھاس تھے“

ملاحظہ کیجئے کہ دونوں روایتوں میں تین سو کا فرق ہے اور اعداد میں اسکی
طرح کا فرق بے شمار دوسرے مقامات میں بھی موجود ہے اور عبرانی نسخہ میں
اسماء کی ایسی ہی غلطیاں بے شمار ہیں۔

فساد نمبر ۳

۱۔ کتاب سونیل ثانی باب ۱۰ کی آیات ۱۶، ۱۷ میں تین مرتبہ
ہدو عزرد، ہدو عزرد اور کتاب تواریخ اولیٰ کے باب ۱۸ کی آیات ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸
۱۰، ۱۱ میں سات مرتبہ ہدو عزرد کا لفظ غلط استعمال ہوا ہے اور صحیح لفظ
ہدو عزرد ہے۔ جیسا کہ کتاب سونیل ثانی کے باب ۸ کی آیات ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹
اور ۱۰ میں آٹھ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

ثانی اور رچرڈ منٹ کی تفسیر میں کتاب سونیل دوم کے باب ۱۰ کی آیت ۱۶ کے
ذیل میں اسکی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

”کتاب سونیل ثانی ہی کے باب ۸ کی آیت ۳ میں ہدو عزرد آیا ہے، وہ حقیقت عبرانی
لہجہ میں والی اور دار کے گھنے میں بہت ہی مشابہت ہے اس لئے کہ جنوں سے
ایک کی جگہ دوسرا گھنے کی غلطی کا وقوع بہت ہی آسان تھا۔“

۲۔ مذکورہ قدیم تمام اردو میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ”اور سلیمان بادشاہ کے دو چھاس
خاص تھے جو لوگوں سے کام لیتے تھے“

۳۔ یہ ایک شخص کا نام ہے۔ ۱۲ تھی

فساد نمبر ۲۲

کتاب شروع باب ۱ کی آیت ۱۸ میں لفظ "مکن" کو لون کے ساتھ
 مکن یا مکنکر لکھا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لفظ راء پہلے کے ساتھ "مکنکر" ہے۔ جیسا کہ
 کتاب تواریخ اول باب ۲ کی آیت ۱۱ میں اس کی تفسیر موجود ہے۔

فساد نمبر ۲۳

کتاب سمونیل ثانی باب ۲۳ کی آیت ۸ میں پہلا اور
 یوشعہب بشیریت یا یسولبعام کا نام یوشعہب بشیریت لکھا ہے حالانکہ یہ یسولبعام
 ہونا چاہیے جیسا کہ کتاب تواریخ اول باب ۱۱ کی آیت ۱۱ اور باب ۲ کی آیت ۲
 میں اس کی تفسیر موجود ہے۔

فساد نمبر ۲۴

کتاب تواریخ اول کے باب ۲ کی آیت ۱۱ میں بت
 عتی۔ ایل کی بیٹی یا العاسم کی سوتھ کو عتی۔ ایل کی بیٹی کہا گیا ہے اور یہ قلم ہے
 جس کی تفسیر کتاب سمونیل ثانی باب ۱۱ کی آیت ۳ میں ہے کہ بت سبتھ العاسم
 کی بیٹی تھی۔

۱۱۔ قبیلہ یہوداہ کا ایک حصہ - ۱۲۔ تثنی

۱۳۔ اور اسرائیل کا ذکر دینے والا مکر جس نے مخصوص کی ہوئی چیزوں میں خیانت کی
 کرتی کا بیٹا تھا (۲: ۷۱)۔

۱۴۔ "بت سبتھ" اور یا کی بیوی جس کے اسے میں بائبل کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ
 نے اس سے (معاذ اللہ) زندگیا اور بھرا دیا کو مراد کرنا اس سے شدید کر لی اور حضرت سلیمانؑ

اس سے پیدا ہوئے۔ ۱۲۔ تثنی

فساد نمبر ۲۵

عزریاہ یا عتریہ | کتاب سلاطین ثانی باب ۱۴ کی آیت ۲۱ میں لفظ عزریہ لکھا ہے حالانکہ یہ عزریہ ہے۔ جیسا کہ کتاب تواریخ ثانی کے باب ۲۶ کی آیت ۱ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

فساد نمبر ۲۶

یہوآخذ یا اخذیہ | کتاب تواریخ ثانی باب ۲۱ کی آیت ۱۷ میں یہوآخذ لکھا ہوا ہے حالانکہ صحیح نام اخزیہ ہے جیسا کہ کتاب سلاطین ثانی کے باب ۸ کی آیت ۲۲ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

ناموں میں غلطی مفسرین کا اعتراف

ہو رن اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں مذکورہ بالا فسادوں سے فسادوں تک میں مذکور اسماء کی غلطی کا اعتراف کرنے کے بعد کہتا ہے کہ :-

و اسی طرح اور بہت سے مصلحت میں مجھ کو نام غلط لکھے ہوئے ہیں ان کی تفصیل کے لئے ڈاکٹر کنی کوٹ کی کتاب کے صفحہ ۲۲ سے ۲۶ تک ملاحظہ کیجئے ؟

اور پھر آگے چل کر ان ناموں کی غلطی کو درست کرنے کے لئے یہ مناجات تحریر کیا ہے کہ :-

و یا ہن میں مذکور ان غلط ناموں کو کتب مقدس کے دوسرے مقامات میں

مذکور اسماء سے موازنہ کر کے اور تورات کے ساری نسخہ اور قدیم ترجموں کی

۱۔ کتاب سلاطین باب ۱۵ کی آیات ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۲۲ سے بھی ایسی غلطی ہو سکتی ہے۔ ۱۲ تفسیر

۲۔ کتاب تواریخ ثانی کے باب ۲۲ کی آیات ۲۰، ۲۱ میں بھی اس کی تصریح موجود ہے یہ

شخص یہوداہ کا بادشاہ تھا (۱۲ - تفسیر) :-

مدد سے نیز بریفنگس کی تادیب سے درست کر لیا جاسکتا ہے ۱۱
 مذکورہ بالا غلطی پر عمل کرتے ہوئے بائبل کے مترجمین نے کسی جگہ نام میں تصحیح
 کر دی اور کسی جگہ ویسے ہی غلط نام باقی رہنے دیا۔ بہر حال ان تصریحات سے
 اس میں فائدہ برابر شک و شبہ نہیں رہے گا کہ بائبل کے عبرانی نسخہ میں تحریرت ہو
 چکی ہے۔ مزید تفصیل خواہ مخواہ تطویل کا باعث ہوگی۔ اس لئے اسماء کے غلط
 اندراج کی خرابی کو اس ایک نشاندہی پر ختم کرتے ہیں کہ کتاب تواریخ اولیٰ کے
 باب ۱۱ اور کتاب سموئیل ثانی کے باب ۳۰ کا باہم موازنہ کرنے سے اسماء میں اختلافوں
 کی ایسی بیشمار غلطیاں سامنے آتی ہیں۔

ذاتی و درجہ منشا کی تفسیر میں کتاب تواریخ اولیٰ کے باب ۱۱ کے ذیل
 میں یہ کہہ کر بیجا بھڑانے کی کوشش کی ہے کہ یہ سب غلطیاں کتابوں کی کوتاہی
 سے واقع ہوتی ہیں۔

فساد نمبر ۲۹

کتاب یسایہ باب ۶۴ کی آیت ۴ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے کہ ۱۔
 وہ کیونکر اترتا رہی سے کسی نے سنا کسی کے کان تک پہنچا اور نہ آنکھوں نے
 تیرے سوا ایسے خدا کو دیکھا جو اپنے انتظار کرنے والے کے لئے کچھ کر دکھائے ۱۱
 لیکن مقدس پوسٹ نے کڑھوں کے نام اپنے پہلے غلط میں اس مفہوم کو بالکل ہی بدل دیا۔
 چنانچہ وہ اس فط کے باب ۴ کی آیت ۴ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھتا ہے ۱۔

۱۔ ترجمہ اردو مطبوعہ سلطنت ہند میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے کہ کیونکو تیرے سے انسان
 نے دست راست کسی کے کانوں تک پہنچا کسی کی آنکھوں نے تیرے سوا کوئی خدا کو دیکھا اور نہ انتظار
 کھینچنے والے کے ساتھ ایسا کچھ کرے ۱۱

۱۰ بلکہ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہوا کہ جو چیزیں نہ آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے نہیں نہ
 آدمی کے دل میں آئیں وہ سب خدا نے اپنے رحمت رکھنے والوں کے لئے تیار کر دیئے۔
 دیکھئے ان دونوں عبارتوں کے مفہوم بالکل کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ پھر پانچ
 ہنری و اسکاٹ کی تفسیر کے جامعین کا کہنا ہے کہ یہ قرین قیاس ہے کہ اس مقام پر
 عبرانی نسخہ میں تحریف ہوئی ہے۔

فساد نمبر ۲۸

کتاب سیدہ باب ۶ کی آیت ۳ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء بعض عبرانی نسخوں
 کے مطابق یوں ہے :-

۱۰ تو نے قوم کو بڑھایا، تو نے ان کی شادمانی کو زیادہ کیا۔ الخ

لیکن عبرانی ہی کے بعض نسخوں میں یہ جملہ اس طرح ہے کہ :-

۱۰ تو نے قوم کو بڑھایا اور تو نے ان کی شادمانی کو زیادہ کیا۔ الخ

چنانچہ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء کے الفاظ ہیں کہ :-

۱۰ اکثریت الشعب و لم تقطع المعزج ۷۔ الخ

ملاحظہ کیجئے؛ عدا کیسے یا سہن بعض نسخوں میں یقیناً غلطی واقع ہوئی ہے۔ ہنری اسکاٹ
 کی تفسیر کے جامعین نے پہلے نسخہ کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۱ ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس آیت کی جگہ اس طرح ہے بلکہ جیسا لکھا ہے کہ وہ اپنے اپنے

والوں کیلئے سب چیزیں تیار کرے جن میں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ آدمی کے دل میں آئیں۔

۱۲ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت یوں ہے "تو امت کو زیادہ کرتا اور دنیا کی

خوشی کو افزا کرتا"

۱۳ قدیم تراجم اردو میں یہ جملہ اس طرح ہے "تو امت کو زیادہ کرتا ہے اور زمین زیادہ

کرتا اور کئی خوشی کو"

فساد نمبر ۲۹

کتاب تاریخ ثانی کے باب ۳۶ کی آیت ۱۰ اور ترجمہ مطبوعہ
بھائی یا چچا ۱۹۵۱ء میں یوں ہے کہ :-

..... اور اسکے لڑبھویا کین کے (بھائی صدیقہ کو بیوہ داہ اور لڑکھیم

کا بادشاہ بنا دیا ۵

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں ہے کہ :-

..... صدیقہ اور دو سے نا پادشاہ بن گیا اور شکم گردا نید ۵

اور حقیقت یہ ہے کہ صدیقہ بیویا کین کا بھائی نہیں چچا تھا۔ چنانچہ عربی ترجمہ مطبوعہ

۱۹۳۱ء میں اس کی چوں تعریں موجود ہے کہ "صدیقہ صدیقہ علی بیوہ داہ اور لڑکھیم

اور دو میں کیتھک نے انگریزی ترجمہ میں بھی لڑکی ترجمہ ہی کی طرح "چچا" ہی لکھا ہے۔

فارسی اپنی کتاب انطاکیہ نامہ مطبوعہ ولین ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے جس

کا حاصل یہ ہے کہ :-

۵ کتاب سلاطین ثانی کے باب ۲۳ کی آیت ۱۰ میں عربی نسخہ میں صدیقہ کو بیویا کین کا بھائی

لکھا ہے، چونکہ یہ غلط اور حقیقت کے خلاف تھا اس لئے ایرانی اور مصری زبانوں کے

ترجموں میں لفظ "بھائی" کو بدل کر "چچا" لکھ دیا گیا ہے ۵

۶ یعنی بزرگ نعر شاہ اہل سنہ بیویا کین کی جگہ کہ بھائی کو بادشاہ بنا دیا۔ اس آیت کے الفاظ ترجمہ اردو

مطبوعہ ۱۹۳۸ء کے مطابق ہیں "اور اسکے (بھائی بیویا کین کے) بھائی صدیقہ کو بیوہ داہ اور لڑکھیم چھوڑ گیا" ۵

۷ کتاب سلاطین باب ۲۳ کی آیت ۱۰ میں "اس کے باپ کے بھائی" کے الفاظ ہیں اور عربی

میں ہے کیونکہ بیویا کین جو بیوہ داہ کا بیٹا تھا۔ اگر صدیقہ بیویا کین کا بھائی جو تاتار

اسے بیوہ داہ لکھا جا رہے تھا حالانکہ اسے صدیقہ ابن یوسیاہ کہا جاتا ہے اور دیکھئے برصیاء

فساد نمبر ۳۰

اسرائیل یا یہوداہ | کتاب تواریخ ثانی باب ۷۰ کی آیت ۱۹ اور ترمذی مطبوعہ ۱۹۵۳ء

میں عبرانی نسخہ کے مطابق یوں لکھا گیا ہے :-

” کیونکہ خداوند نے شاہ اسرائیل آئزک کے سب سے یہوداہ کو پست کیا۔“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں ہے کہ :-

” لہذا کہ خداوند نے سب، عازر بادشاہ اسرائیل یہوداہ کو پست کر دیا۔“

یقینی ظہر پر لفظ ”اسرائیل“ غلط ہے۔ کیونکہ یہ شخص یہوداہ کا بادشاہ تھا نہ کہ اسرائیل کا، یہی وجہ ہے کہ یونانی اور لاطینی ترجموں میں اس کو درست کر کے ”بادشاہ یہوداہ“ لکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء میں یہی اسی اصلاح شدہ نسخوں کے مطابق یوں لکھا گیا ہے کہ :-

” وکان التاب قد اول یہوداہ السبب آحازہ مدت یہوداہ۔“

اور ڈوئے اپنی کتاب ”اغلاط نامہ“ کے صفحہ ۱۷ پر اس کی یوں تفسیر کی ہے :-

” اصرہ عبرت ہے کہ تخریبی اسرائیل کا بادشاہ تھا، پر یہ شخصوں نے بھی ابتداء اپنے

بستق ترجموں میں یونانی اور لاطینی نسخوں کے مطابق ”شاہ یہوداہ“ ہی لکھا تھا جو کہ

بالکل صحیح تھا، مگر بعد میں جان بوجھ کر اسرائیل مطبوعہ ۱۹۵۳ء کے ایجاب میں یہی غلط

اور عبثی رعایت کو اختیار کر لیا اور اس معاملہ کو معمول خیال کر کے لاطینی نسخہ میں

بیان کردہ صحیح ہمت کو قابل اعتبار نہ سمجھا۔“

نیز کتاب تواریخ ثانی کے باب ۷۰ کی آیت ۹ اور باب ۷۰ کی آیت ۱۱ اس تحریر پر

کلی شہادت دے رہے ہیں اور یہی شہادت کتاب سلاطین ثانی کے باب ۵۸ کی آیت

۱۲ اور باب ۱۲ کی آیت ۱۱ بھی دیتی ہیں۔

” ترمذی مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں یہ آیت اس طرح ہے ” کیونکہ خداوند نے شاہ اسرائیل آئزک کے سب سے یہوداہ کو گشتا یا۔“

فساد و ہرجا

کتاب لائل باب ۲۱۱ آیت ۱ اور ترجمہ طبرستان ۱۱۱ میں عبارتیں ملتی ہیں:

کے طریق ہے کہ :-

اور جو میں اپنے رسول کو شیخوں کا اور وہ میرے لئے راہ درست کو دیکھا :-

اور ہماری ترجمہ طبرستان ۱۱۱ میں ہے کہ :-

وہ ایک دن جو راہ طبرستان ۱۱۱ میں روئی میں اور مسلمان :-

اور ظاہری ترجمہ ۱۱۱ میں ہے کہ :-

۱۱۱ میں رسول خود راہ طبرستان ۱۱۱ میں رہا اور وہ ظاہری مسلمان :-

لیکن انجیل میں کے باب ۱۱ آیت ۱۱ اور ترجمہ طبرستان ۱۱۱ میں ہے :-

یہاں ہے کہ :-

۱۱۱ میں اپنا عقیدہ تیرے آگے نہیں ہوں جو تیری راہ تیرے آگے

تیرے آگے کا :-

اور ان میں مٹی کے ہماری ترجمہ طبرستان ۱۱۱ میں ہے کہ :-

۱۱۱ میں رسول خود راہ طبرستان ۱۱۱ میں روئی تو مسلمان کہ راہ طبرستان ۱۱۱ میں روئی تو

درست :-

اور ہماری انجیل کے باب ۱۱ آیت ۱۱ میں ہی طریق ہے کہ :-

۱۱۱ اور ہماری کتاب ۱۱۱ میں آیت ۱۱ اور باب ۱۱ آیت ۱۱ :-

۱۱۱ اور وہ طبرستان ۱۱۱ میں یہ آیت یوں ہے :-

یہ ہے آگے مسلمان :-

۱۱۱ اور وہ طبرستان ۱۱۱ میں اس آیت کے الفاظ میں توجہ دیکھیں میں اپنا رسول تیرے آگے

کہا :-

”دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیار کر دینگا“

اور انجیل لوقا کے باب ۷ کی آیت ۲۷ میں بھی اسی طرح ہے کہ :-

”دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیرے آگے تیار کر دینگا“

ہو تو ان اپنی تفسیر کی جلد ۲ کے حاشیہ پر لکھتا ہے کہ :-

”ڈاکٹر ڈیٹن کا قول ہے کہ انجیل کی یہ جہت عبرانی نسخہ اور قدیم ترجموں سے دو طرح

سے مختلف ہے، ایک تو یہ کہ اس جگہ ”اپنا پیغمبر“ کے بجائے ”تیرے آگے“ کا لفظ لڑ

ہے، دوسرے یہ کہ اس میں لفظ ”میرے آگے“ قدیم ترجموں میں ”تیرے آگے“ استعمال

ہوا ہے اور اس مخالفت کا سبب آسانی سے بیان کرنا ممکن نہیں ہے سوائے اس

کے کہ قدیم نسخوں میں کچھ تحریف کی گئی ہے“

ملاحظہ کیجئے کہ ایسا نظام پر محض انجیل کو تحریف کے ثبوت سے بچانے کی خاطر ایسا نہیں

نے مخالفت کا تمام تر سبب عبرانی نسخہ اور قدیم ترجموں میں تحریف کو قرار دے دیا۔ حالانکہ کئی

انجیلوں کی مذکورہ روایات میں بھی کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور ہے اور لوقا کے آخری جملہ میں تو

دوسری دونوں کتابوں کے ان جملوں سے بہت زیادہ اختلاف موجود ہے تو ایسی صورت میں

اس اختلاف کا سبب بھی یقیناً وہی ہو گا جو قدیم ترجموں اور عبرانی نسخہ میں تھا۔



۱۰۰ تہم الامم و تراجم میں جلالہ الفا تو میں ہے ”دیکھ میں اپنے رسول کو تیرے آگے بھیجتا ہوں“

یا کہ تیرے سامنے درست کرے گا“

۱۰۱ تہم الامم و تراجم کی عبادت اس طرح ہے ”دیکھ میں اپنے رسول کو تیرے آگے بھیجتا ہوں

جو تیرے راہ کو تیرے آگے درست کرے گا“

فساؤ نمبر ۲۲

کتب بیکہ کے باب ۵ کی آیت ۱۲، اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۶۹ء

چھوٹا سے یا چھوٹا نہیں؟

حیرانی میں ہوتا ہے :-

وہ لیکن اسے بیت لحم (الرفاہ) اگرچہ تو یسوعاہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے
چھوٹا ہے تو بھی تھہ میں سے ایک شخص نکلے گا اور میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہوگا
اور اس کا مصدر زمانہ سابق ہاں قدیم الایام سے ہے :-
اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۶۹ء میں ہے :-

وہا تو اسے بیت لحم افزانہ یاد آجود آنکو در میان ہزاروں یسوعا کو بھی لیکن از تو
انکسی برائے من خواہد بر آمد کہ در اسرائیل حکومت داند و گریز آمدن اولاد قدیم
الایام بلکہ از اولیٰ ہی بود :-

لیکن یہی عبارت انجیل ص ۲۱۱ باب ۲ کی آیت ۶ میں یوں منقول ہے۔ اردو ترجمہ مطبوعہ
۱۹۶۹ء میں ہے :-

” تو یسوعاہ کے گناہوں میں ہرگز چھوٹا نہیں، کیونکہ تھہ میں سے ایک مرد نکلے گا جو
میری امت اسرائیل کی نگہ بانی کرتے گا :-“

دعا کیجئے کہ ان پہلی عبارت، گناہوں و مری عبارت، گناہ و اناخ اختلاف ہے۔

۱۔ ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۶۹ء کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے :- ” پر اسے بیت لحم افزانہ یاد آجود
تو یسوعاہ کے ہزاروں میں چھوٹا ہے تو بھی تھہ میں سے میرے سلاوہ شخص نکلے گا جو اسرائیل میں حکومت
کرنے والا اور اس کا نکلنا قدیم سے ایام الاول سے ہے :-“ (فہم)

۲۔ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۶۹ء کی جگہ میں اس آیت کے الفاظ اس طرح ہیں :- ” اسے یسوعاہ کی بیٹیم
تو یسوعاہ کے ہزاروں میں چھوٹا نہیں، کیونکہ تھہ میں سے ایک مرد نکلے گا جو میری قوم اسرائیل کی
رہایت کرنے کا :-“ (فہم)

فساد نمبر ۳۳

کتاب زبور نمبر ۱۹ کی آیات بالترتیب ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
میں یوں ہیں کہ :-

”میں نے خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا ہے، چونکہ وہ میرے داہنے ہاتھ ہے
اس لئے مجھے جنبش نہ ہوگی، اسی سبب میرا دل خوش اور میری روح شادمان آ
میرا جسم بھی امن و امان میں رہے گا، کیونکہ تو میری جان کو پاتال میں رہنے
دے گا نہ اپنے مقدس کو مشنہ دے گا، تو مجھے زندگی کی راہ دکھائے گا، تیرے حضور
میں کامل شادمانی ہے تیرے داہنے ہاتھ میں دائمی خوشی ہے“

اور یہی عبارت کتاب افعال کے باب ۲ کی آیات ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ میں یوں
نقل کی گئی ہے کہ :-

”و چونکہ خداوند اس کے حق میں کتاب ہے کہ میں خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے دیکھتا
ہوں، کیونکہ وہ میری دائیں طرف ہے تاکہ مجھے جنبش نہ ہو، اسی سبب سے میرا
دل خوش ہوگا اور میری زبان شادمان ہوگی میرا جسم بھی امید میں بسا رہے گا، اس
لئے کہ تو میری جان کو عالم اوداج میں نہ چھوڑے گا، اور نہ اپنے مقدس کے
مشنہ کی نوبت پہنچنے دے گا، تو نے مجھے زندگی کی راہ میں بتائیں، تو مجھے دیدار

لے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے یہ آیت یوں ہے ”میری نگاہ ہمیشہ خداوند پر ہے کیونکہ وہ
میرے داہنے ہاتھ ہے، مجھ کو کبھی لغزش نہ ہوگی سو میرا دل خوش ہے اور میری حرکت سگور
ہے میرا جسم بھی توکل میں چین کرے گا کہ تو میری جان کو پاتال میں رہنے دے گا اور تو اپنے
مقدس کو مشنہ نہ دے گا تو مجھ کو زندگی کی راہ دکھاؤ گا تیرے حضور میں خوشیوں سے میری
ہر تیرے دل پہنے ہاتھ ہر ایک مشنہ میں ہیں“ :- ۳- قسم

سے باعث خوش سے بھرے گامے

ملاحظہ کیجئے دونوں عبارتوں میں کتنی تین امتیازات موجود ہیں۔

فساد و تخریب ۳۴

ذہور مزہج کی آیات بالترتیب ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۷۸ء میں یوں ہیں کہ:

۱۰ قرآنی اور نذر کو تہمت نہیں کرتا، تو نے میرے جان کھول دیے ہیں، سو بخشنی قرآنی

اور خطائی قرآنی تو نے کتاب میں کی، آپ میں نے کہا کہ: میں آیا ہوں، کتاب

کے طہار میں میری ثابت لکھا ہے۔ اس لیے خدا! میری خوشخبری میری مرضی پوری کرنے

میں سے بلا تیری ضرورت میرے دل میں ہے۔

لیکن اس میں یوں اسی عبارت کو عربیوں کے نام اپنے خط کے اب ۱۰ کی آیات ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۷۸ء میں اس عبارت لکھا ہے:

”تو نے قرآنی اور نذر کو پسند کیا... میرے سنے ایک۔ ان نیا کیا، میری

مواظقتی قرآنیوں، اور نہ تو کی قرآنیوں سے تو خوش نہ ہوا۔ اس وقت میں نے

لے کر ترجمہ ۱۹۷۸ء میں آیات اس طرح ہیں: ”اس نے کہا کہ اس نے جتنا میں تمہارے کہ میں نے

مہو نہ ہو اور میرے سنے سے نظر لی کہ وہ میری، ان ہی ہوتے تاکہ میں نہ ہوں، وہی سب میرا دل خوش

بنا اور میری زبان نمانت باکس بنا۔ ان میں، وہ میں میں کر گیا کہ تو میری جان کو عام غیب میں نہ ہو گیا

نہایت قویں کو جو میرے دیکھا تو سے لے کر نہ لی نہ دیا میں تو مجھے اپنے دیا سے خوشی سے

میرا دیکھا۔“

مجھے ترجمہ ۱۹۷۸ء مطبوعہ ۱۹۷۸ء میں آیات یوں ہیں: ”تو نے کہا کہ میرے کو تو نہیں جانتا تو نے

میرے کان نہ لے اور چڑھا دے اور غیبت کا تو طالع نہیں تب میں نے کہا دیکھو

میں آتا ہوں، کتاب کے درقوں میں میرے حق میں یہ لکھا ہے کہ میرے خدا!

نہایت تیری دعا مہدی، مجھ سے یہ خوشیوں تیری شریعت تو میرے دل کے تیرے تہ فہم،

کہا کہ دیکھ آمین آیا ہوں، کتاب کے ورقوں میں میری نسبت لکھا ہوا ہے تاکہ
اسے خطا تیری مرضی پوری کر دوں ۵۰
دونوں عباراتوں میں واضح اختلاف ملاحظہ کیجئے۔

فساد نمبر ۳۵

کتاب عاموس باب ۹ کی آیات ۱۱، ۱۲ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے کہ:-
”میں سداوندوں کے گروے ہونے میں کھڑا کیسا ہے، جنوں کو بند کرونگا اور اس کے کھڑکی کی تڑپ
کو کھاسے، کی طرف توجہ کروں گا تاکہ وہ اہم کے عقیدہ اور سب قوموں پر جو میرے نام سے
کھلاتی ہیں قابض ہوں، سکو و قرح میں لالے، حال خداوند فرماتا ہے ۵۰
اور اس عبارت کو کتاب اجمال میں یوں نقل کیا گیا ہے۔
”ہاں باتوں کے بندن میں جو گارہندہ گارے، جو تیر کو ہٹاؤنگا اور اس کے پھٹنے کی حرکت کی کہے
کھڑا کرونگا تاکہ باقی آنکھوں کا سب تو میں جو تیر نام کی کھلاتی ہیں خداوند کو تاش کریں ۵۰
ان دونوں عباراتوں کے اختلاف میں ملاحظہ کیجئے۔“

۱۔ لفظ ”میں“ کے ساتھ ”میں“ کی آیات میں الفاظ ہیں ”قرآنی اور لغوی کو تو نے دجا با پر میرے لئے ایک
ایک بدن عیار کیا مثنوی قرآنی اور لغوی قرآن میں سے جو گناہ کیلئے ہے تو لاشیذ ہما تب میں نے کہا کہ دیکھ
میں آنا پہلے میری ہمت کہ تب کہ دفتر میں لکھا ہے تاکہ اسے خدا تیری مرضی بجا لاؤں ۵۰۔ فہم
۲۔ تیسرے فقرہ میں ”میں“ کے الفاظ کی عبارت اس طرح ہے ”میں اوسکی دن میں داؤد کے گروے ہونے میں
کو کھڑا کرونگا اور اسکی حالتوں کو بند کرونگا اور میں اوسکی حرکت ریز کو کھیناؤنگا اور اگلارے اسکا ناز تیر کو کھلاؤنگا
۳۔ اہم کے باقی لفظوں اور سلسلے قوموں کو جن پر عیار کیا جاتا ہے اپنی میزبانوں کے لیے یوں خداوند جو اس کام کا کرنا
ہم فرماتا ہے ۵۰ تاکہ عقائد بدترقیوں میں یہ عبارت یوں ہے ”خداوند جو یہ سب کہتا ہے یوں فرماتا ہے کہ بعد اس
میں پھر آؤنگا اور داؤد کے گروے ہونے کو بند کرونگا اور اس کے پھٹنے کی حرکت کی کہے اور عہد پھر کھڑا
کہے تاکہ باقی آدمی اور سب غیر قریشی جو میرے نام کی کھلاتی ہیں خداوند کو دعوہ شریں ۵۰۔ فہم ۱

فہرست ۲۱ - تا ۲۵ میں مذکورہ عبارتوں کے بارے میں مہمان محققین کا قول ہے کہ عبرانی نسخہ کی عبارتوں میں تحریف ہوئی ہے۔ چنانچہ بہتر اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں لکھا ہے کہ:-

”مندرجہ ذیل مقامات میں عبرانی نسخہ میں تحریف کی گئی ہے:-

- کتاب ملاکی (۱۵-۱۲) باب ۲ کی آیت ۱
- کتاب میکاہ - باب ۳ کی آیت ۲
- کتاب زبور ملاکی آیت ۵ سے ۱۱ تک
- کتاب طومس - باب ۱ کی آیت ۶۱، ۶۲، ۶۳
- کتاب زبور دہم - کی آیت ۶ سے ۱۱ تک
- کتاب زبور ۱۱۰ - کی آیت ۳

ملاحظہ کیجئے کہ بائبل کے یہ عظیم مفسر اس بات کا برملا اعتراف کر رہا ہے کہ مندرجہ بالا چند مقامات میں عبرانی نسخہ میں تحریف کی گئی ہے اور ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ گنجلان^{۱۱} میں بھی تحریف ہو چکی ہے، ہمیں بھی اسی عظیم مفسر کے کلام سے مطلع ہوا اور نہ اردو، نلکی اور عربی دیگر عربی تراجم سے ہیں اس جگہ تحریف کے وقوع اور باہم اختلاف کا کوئی زیادہ پتہ نہیں چلتا، تاہم اس مفسر کا یہ اعتراف اس پر حجت نہ تیار رہی ہوگی کہ کوئی ابن تراجم میں اس کو درست کر کے لکھا گیا ہو۔ لہذا طرابی کا ایک یہ بھی مقام نکل آیا۔

فساد نمبر ۲۲

اور ڈاؤ اپنی کتاب ”اخلاط نامہ“ کے صفحہ ۷ پر لکھتا ہے کہ:-
 ”عبری میں یوں ہے کہ اس نے جنہ غروب اور کئی بی فی اور بیوت“

اور اس نے معنی عبادت کا کسی نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ اس نے اپنی ہیوی بریوت
 لہذا ہماری کئی نسخوں میں مذکورہ آیتوں کے ساتھ اس ایک نمبر کی نیالی کی ہے۔

سے عزت و کبریا اور کسی نے ترجمہ کرنا کیلئے کہ ”اس نے اپنی بیوی عزت و کبریا سے بیعت
کو کیا؟“

ہم کہتے ہیں کہ یہ عبارت کتاب تواریخ اذن کے باب ۲ کی آیت ۱۸ میں موجود ہے۔
یہاں سے ترجموں کا کیا تعداد؟ دراصل اس مقام پر عبرانی نسخہ کی عبارت اس قدر مختلف ہے
کہ نہ حالہ ترجمہ اٹکل بچھڑی کرنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نے اپنی جگہ کے مطابق
محلی اندازے سے ترجمہ کر ڈالا اور اب تک یہ لوگ آئی الجون میں مبتلا ہیں اور ہر شخص اپنی
طولی بولا ہے۔ یہ آیت بعد ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے کہ :-

۱۸ اور عزت و کبریا کے بیٹے کا اب سے اس کی بیوی عزت و کبریا سے بیعت سے اوداد ہونی

اور عزت و کبریا کے بیٹے میں یشر اور سوباب اور ادون :-

اور یہی عبارت فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۳ء میں یوں ہے کہ :-

۱۸ داز کالیت بن عزت و کبریا نہ نش و بیعت با دوزگر و کبریا و پسران و

انیند یسر و سوباب و ادون :-

ان دونوں عبارتوں میں اگرچہ کچھ اختلاف ہے مگر اتنی ثابت ہو رہا ہے کہ عزت و
اور بیعت دونوں ہی کالبت کی جو یاں تھیں اور مرشدہ اگر نری ترجمہ بھی مذکور بالا
فارسی ترجمہ کے مطابق ہے۔ لیکن فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں اس طرح ہے کہ :-

۱۸ و کالیت پسر عزت و کبریا اش عزت و کبریا پسران تو لید خود کہ اینما پاشہ بیعت

و یشر و سوباب و ادون :-

اس فارسی ترجمہ کی دوسری بیعت بیوی کے بجائے لڑکا ہوتا ہے اور یہی عبارت

عربی ترجمہ میں یوں ہے :-

۱۸ بعد ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۳ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”اور عزت و کبریا کے بیٹے کا اب سے اپنی بیوی عزت و کبریا

سے اور بیعت سے اور پائی اور کبریا کے بیٹے میں یسر اور سوباب اور ادون :-“

۱۸ فہیم

”وَكَلَيْبُ بْنُ حَضْرَةَ أَخَذَ أَهْوَاءَ اسْمِهَا عَزَّ وَجَلَّ وَأَوْلَادُهَا
يَا سِرْيُوثَ وَأَوْلَادُهَا بِأَشْرَ وَشَوَابِلَ وَأَسْرَدُونَ“
اس سے بھی نئی معلوم ہوتا ہے کہ عز و با بیوی تھی، مگر ہدایت کے سیاق کا اختلاف یہ
ہے کہ یہ بیعت کو پیش کے جھانکے بھی ہونا چاہیے۔ اس لئے خمیر مونت کو برنیوسٹ کی
جانب راجع ہونا چاہیے۔ اس عورت میں بیشتر سوآب اور اردون کالت کے بیٹے نہیں
نواسے قرار پاتے ہیں۔ دونوں کی تھوک کا انگریزی ترجمہ عربی ترجمہ ہی کی طرح ہے۔

فساد نمبر ۳۲

خداوند کا صندوق کب نیا لیا گیا؟ | کتاب سومیل ثانی کے باب ۶۶۵ سے معلوم ہوتا
ہے کہ داؤد علیہ السلام خداوند کا صندوق لے کر
سے جنگ کے بعد لائے تھے اور کتاب تواریخ اول کے باب ۱۳، ۱۴ میں ہے کہ اس
ظرائی سے پہلے ہی لے آئے تھے۔ یہ ایک وقت دونوں تواریخ ہو نہیں سکتے ان میں
سے ایک روایت یقیناً غلط ہے۔

فساد نمبر ۳۳

کتاب تواریخ اول کے باب ۷ کی آیت ۶ کی ترجمہ مطبوعہ
بنیامین کی الفاظ

”وَأَوْلَادُ بَنِيَامِينَ بَنِي وَبِكْرُ بَنِي بَنِيَامِينَ سَمَرُ كَسٍ“

اور باب ۸ کی آیت ۱ میں ہے کہ :-

”وَالْبَنِيَامِينَ بِهَرْمِ بَنِي نَحْشَتَ نَامَهُ إِسْمُكَ اسْبِيلُ سِئُومَ اِهْرَجَ جِهَامُ لَوْحَ بَنِيَامِينَ“

اور کتاب پیدائش باب ۶ کی آیت ۲۱، ۲۲ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۱ء میں ہے کہ :-

”شہ آندو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۱ء میں یہ آیت اس طرح ہے کہ بنی بَنِيَامِينَ بَنِي وَبِكْرُ بَنِي بَنِيَامِينَ اِهْرَجَ جِهَامُ لَوْحَ

تھان اور اخیر اور اس اصواتیم اہر جیم اہر اہر سے بنی بَنِيَامِينَ ہیں :- (رفیم)

اور ہجرت میں یہ ہیں۔ تابع اور بکر اور اشقیل اور حیرا اور نعمان انہی اور روس
مقیم اور حقیم اور اردو اور یہ سب یعقوب کے ان بیٹوں کی اولاد ہے
جو داخل سے پیدا ہوئے۔

دیکھئے یہاں دو طرح کا زہد دست، اختلاف موجود ہے۔ پہلا اختلاف تو ان کے
ناموں میں ہے اور دوسرا اختلاف ان کی تعداد میں ہے۔ پہلی آیت میں ان کی تعداد تین
بتائی گئی ہے اور سری میں پانچ اور تیسری سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیامین کے دس بیٹے تھے
تو اس صورت میں ان میں سے ایک ہی روایت صحیح ہو سکتی ہے اور باقی دو روایتیں
یقیناً غلط ہیں۔ پھر چونکہ کتاب تواریخ ہی کی دو روایتوں میں تین تضاد پایا جاتا ہے تو
گمان غالب اسی کو غلط ٹھہراتا ہے۔

فساد نمبر ۳۹

یہ یوسفیم قید ہوا یا قتل؟ | کتاب تہذیب ثانی کے باب ۳۶ کی آیت ۶۱ اور ترجمہ
مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

یوسفیم پچیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا اور اس نے گیارہ برس یوسفیم
سلطنت کی اور اس نے وہی کیا جو خداوند اس کے خدا کی نظر میں کرنا تھا۔ اس پر شاہ
بابل جو کہ نظر تھے چڑھائی کی اور اسے بابل لے جانے کے لئے اس کے بیڑیاں ڈالیں۔

۱۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ساتواں اور آٹھواں آگک نام ہیں اور یہ تعداد کل ۱۲ ہوتی ہے۔ ۱۰۔ یوسف
۱۱۔ ۱۲۔ کے اردو ترجمہ سے اعجاز علیوی میں یہ آخری جملہ بھی آیت ۱۱ کا فقرہ نقل کیا ہے جو ترجمہ
اردو ترجمہ میں یہ مستقل آیت ۶۲ کے ذیل میں ہے۔ - ۱۰

۱۲۔ کے اردو ترجمہ میں یہ تفسیر ہے کہ "سے بیڑیوں میں ہاتھ کر بابل لے گیا"۔ چنانچہ ملاحظہ
اس مباحث کے ترجمہ میں یہ آیتوں اور الفاظ میں نقل ہوئی ہیں یوسفیم پچیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا اور گیارہ
برو شام میں سلطنت کیا۔ اس پر شاہ بابل جو خود نذر چڑھا کا اور اسے بیڑیوں میں ہاتھ کر بابل میں لے گیا۔ - ۱۱۔ یوسفیم

یہ روایت نفاذ اور حقائق کے خلاف ہے، کیونکہ یہ یوٹیکین کو قید کر کے بابل لے جانا مورد تحقیر کے نزدیک ثابت نہیں۔

یوسیفس موضح کو عیسائی بھی معتبر ترین مورخ تسلیم کرتے ہیں اس نے اپنی تاریخ کی کتاب میں اس کے بارے میں لکھا ہے :-

۱۰ یوٹیکین کی سلطنت کے چوتھے سال بخت نصر بابل کا بادشاہ بنا یا پھر اس کے محل کر اسی کتاب میں لکھا ہے ۔

۱۱ یوٹیکیم کی سلطنت کے آٹھویں سال بخت نصر نے زبردست لشکر لے کر یوٹیکین پر چڑھائی کی اور یوٹیکیم کو حملہ کی دھمکی دی، جس پر یوٹیکیم نے جزیرہ دینا قبول کر لیا مگر تیسرے سال مصر یونانی بھر پور پشت پناہی کے بھروسہ پر جزیرہ دینے سے انکار کر دیا، لیکن یہ بھروسہ مزاحمت ثابت ہوا اور بادشاہ بابل نے زبردست لشکر لے کر آیا اور بغیر جنگ کے پندرہ شہر بے قابض ہو گیا۔ اور شہر میں آنے کے بعد تمام جوانوں کو قتل کر ڈالا، ان میں یوٹیکیم بھی تھا، اور اس کی لاش دفن کرنے کے بجائے شہر بے شاہ سے باہر پھینک دیا گیا اور بیٹے یوٹیکین کو تخت نشین کیا اور تین ہزار مردوں کو قید ہی بنا کر لے گیا جن میں سزاقیال پیغمبر بھی تھے یا (طعن)

ملاحظہ کیجئے کہ یوسیفس نے واضح الفاظ میں اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ یوٹیکیم کو تیسروں میں ہی قتل کر دیا گیا تھا اور اس کی لاش کو بھی دفن کرنے کے بجائے شہر بے شاہ سے باہر پھینک دیا گیا تھا۔

۱۲ یہ واضح رہے کہ یہ واقعہ بخت نصر کے شروع ہونے سے کچھ پہلے کا ہے، یعنی اسرائیل کی جلاوطنی اس کے کچھ بعد میں ملتی ہے۔ آئی ہے۔ ۱۳ تقی

فساد نمبر ۴

یوداہ کی حد | کتاب یشوعا کے باب ۱۹ کی آیت ۳۳ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء ج ۱

۱۰ اور شرق میں یوداہ کے حصے کے بیرون تک پہنچی ہے۔

یہ بالکل غلط ہے، اس لئے کہ یوداہ کی حد جنوب کی جانب بہت دور تک تھی۔ چنانچہ یونانی ترجمہ میں یہ عبارت موجود نہیں ہے۔

فساد نمبر ۴

بنیامین کی حد | کتاب یشوعا باب ۱۸ کی آیت ۱۴ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء ج ۱

۱۱ بنیامین کی سرحد بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے :-

۱۰ اور وہ حد بیت حورون کے سامنے کے پناٹے سے ہوتی ہوئی جنوب کی طرف
سائل مند تک چلی گئی ہے الخ

۱۱ قابل اور چرڈرٹ کی تفسیر میں لکھا گیا ہے :-

۱۰ بنیامین کی سرحد میں مند کا نام نہیں لگنا تھا اور نہ اس کے پاس ہی تھا بلکہ یہاں
یہاں پناٹے کے دو عراقی لفظ جکار ترجمہ مند لیا گیا ہے اس کے معنی دراصل جنوب کے ہیں :-

لیکن یہ معنی ہم نے کسی ترجمہ میں نہیں دیکھے۔ البتہ اس تفسیر سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس سے قبل کے

۱۰ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ عبارت یوں ہے: اور بنیامین کی سرحدیں یروش سے مشرق کی سمت تھیں۔
۱۱ یہ غلط ہے کہ اردو ترجمہ کی اس آیت کا مفہوم ۱۹۵۹ء کے مطبوعہ ترجمہ میں بالکل ہی الٹ دیا گیا ہے۔

موجودہ ترجمہ میں یہ آیت اس طرح ہے کہ: اور وہ جنوب کی طرف سے مشرق جنوب کو چلی اور
بیت حورون کے سامنے کے پناٹے سے ہوتی ہوئی جنوب کی طرف جو یوداہ کے ایک شہر قریب
تھو قریب یروش ہے چلی گئی۔ یہ مغربی حصہ تھا۔ ان دونوں اردو ترجموں میں نہ صرف یہ کہ الفاظ میں

اختلاف ہے بلکہ مفہوم ہی مروجہ سے مختلف ہو گیا ہے جو تورات کی بدترین مثال ہے۔ ۱۲ پنج

تمام مترجم غلط ترجمہ کر کے تخریب کے مرتکب ہوئے تو آپس میں -

فساد نمبر ۴۲

کتاب شیوخ باب ۲۴ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء عبرانی نسخہ میں یوں لکھتے ہیں کہ اس کے بعد شیوخ نے اسرائیل کے سب قبیلوں کو حکم میں جمع کیا۔

۱۱۵ آیت ۲۵ میں ہے کہ :-

وہ سوشیوں نے اسی روز لوگوں کے ساتھ خود بخود اعلان کے لئے حکم میں آئیں اور قافلہ ٹھہرایا :-

یہاں لفظ "سک" غلط ہے اس کے بجائے "شیوخ" کا لفظ ہونا چاہیے تھا چنانچہ لفظی ترجمہ میں لفظ "شیوخ" ہی لکھا ہوا ہے :-

فساد نمبر ۴۳

کتاب موتیل اول کے باب ۱۳ کی آیت ۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھا ہے کہ :-

اور فلسطی اسرائیلیوں سے لڑنے کو لکھے ہوئے تھا آپس میں ہزار ہا آدمی۔

اس مقام پر تیس ہزار کے لفظ کو بعض علماء نے کتاب کی غلطی اور سو پر محول کیا ہے چنانچہ ڈبلیو ایچ ڈی پرنٹنگ کا تفسیر میں لکھا گیا ہے :-

۱۱۵ آیت ۲۵ میں ہے کہ تیس ہزار کے لفظ کو بعض علماء نے کتاب کی غلطی اور سو پر محول کیا ہے

اور عبرانی ترجمہ میں تیس ہزار کی جگہ تین ہزار لکھا ہے تاہم ہم اسکا بیان نہیں کرتے

کی گاڑیوں کو جنوں میں شمار کر کے یہ تعداد ہو گئی ہو :-

۱۱۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں آیت ۱۳ میں ہے کہ سوشیوں نے اس روز لوگوں سے وعدہ کیا اور ان کے لئے حکم میں ایک آدم اور دستور مقرر کیا ۱۲ آیت ۱۳ میں ہے کہ سوشیوں نے اس آیت میں وعدہ کیا ہے

فلسطی اسرائیل سے لڑنے کو بھیجے تیس ہزار تو اسکی وقتیں تھیں ۱۲ آیت ۱۳ میں

فساد نمبر ۴۴

نو، جیل یا لکڑیاں | کتاب تواریخ ثانی باب ۴ کی آیت ۴۴، ۴۵ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”اور اس کے نیچے جیلوں کی صورتیں اس کے گرداگرد دس دس ہاتھ تک تھیں اور اس
بڑے حوض کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھیں، یہ جیل دو قطعوں میں تقسیم
اسی کے ساتھ ڈھالے گئے تھے اور وہ بارہ بیلوں پر بھرا ہوا تھا۔“ ۱۰۔ ۱۱۔

لہذا کتاب سلاطین اولیٰ کے باب ۷ کی آیت ۲۵، ۲۶ میں یوں ہے :-

”اور اس کے کنارے کے نیچے گرداگرد سو ہاتھ تک ٹٹوتھے جو اسے یعنی بڑے
حوض کو گھیرنے ہوئے تھے، یہ لٹور دو قطعوں میں تھے اور جب وہ ڈھالا گیا تب ہی
یہ بھی ڈھالے گئے تھے اور وہ بارہ بیلوں پر رکھا گیا۔“ ۱۲۔ ۱۳۔

کتاب سلاطین باب ۷ کی آیت ۲۴ میں دو جگہ لفظ بیلوں کے بجائے ”لٹور“ قلم استعمل

ہوا ہے۔ چنانچہ اسی باب کی آیت ۲۵ اور کتاب تواریخ کی مذکورہ بالا آیات اس کی

لہذا اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیات اتنا الفاظ میں ہیں۔ اور گرداگرد اس کے کنارے

کے نیچے بیلوں کی صورتیں بنائیں جو اس کے دس ہاتھ کے وسط میں گرداگرد تھیں اور اس بکر کو چاروں

طرف سے گھیرے تھیں۔۔۔۔ اور بھر بارہ بیلوں پر رکھا گیا۔ ۱۲۔ ۱۳۔

۱۴۔ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیات اس طرح ہیں ”اور گرداگرد اس کے کنارے کے

نیچے کانٹھیں بنائیں گھیریں اور اس کے دس ہاتھ کا گرداگرد بھر سے لگا ہوا کانٹھوں کی دو قطعاں تھیں جب ڈھالی

اوتھیں اور بھر بارہ بیلوں پر رکھا گیا۔ ۱۲۔ ۱۳۔

۱۴۔ ان دونوں مقامات پر حضرت میلان علیہ السلام کے بتائے ہوئے ایک حوض کا تذکرہ ہے عربی ترجمہ

مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں کتاب تواریخ کے اندر بیلوں کے بجائے لکڑیوں کا تذکرہ ہے و شبہ قنات و حوض مستدبر ۱۶۔

لاحظہ فرمائیے کہاں تو کہاں جیل اور کہاں لکڑیاں۔ ۱۲۔ ۱۳۔ قنق

تین شہادت دے رہی ہیں۔ ہنری واسکاٹ کے جامین کہتے ہیں :-

دیناں پر جوتہ بدل جانے کی وجہ سے فرق پیدا ہوگا ۱۱

فساد نمبر ۴

کتاب تواریخ اول کے باب ۴۰ کی آیت ۳ اردو ترجمہ مطبوعہ
کٹامیا محنت کروانی ۱۹۵۹ء میں ہے :-

اور اس نے اُن لوگوں کو جو اس میں تھے باہر نکال کر انہوں اور لوہے کے پتھروں

اور پتھروں سے کٹامیا..... الخ

اور کتاب سونیل ثانی کے باب ۱۲ کی آیت ۱۱ میں اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۴ء میں

یہی معنوں ہے :-

اور اس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے باہر نکال کر انہوں اور لوہے کے

پتھروں اور لوہے کے پتھروں سے کٹامیا اور ان کو پتھروں کے پتھروں سے

پتھروں سے چلایا ۱۱

دیکھئے لفظ "کٹامیا" اور "محنت کروانی" کے مفہوم میں کتنا واضح فرق ہے۔ اس صورت

میں ان میں سے ایک یقیناً غلط ہے۔ چنانچہ ہارن اپنی تفسیر کی جلد اول میں کتاب سونیل

کی اس روایت کو درست قرار دیتے ہوئے کہتا ہے :-

"کتاب تواریخ کی عبارت کو بھی اسی کے مطابق بنا دینا چاہیے ۱۱

۱۱ مشہور عیسائی محقق آدم کلاڈ کا اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں کہتا ہے کہ "اور یہ ممکن ہے کہ لفظ "کٹامیا" مفہوم

کی دیگر استعمال ہو گیا ہو" اور یہیم کے معنی "لو" اور "قریم" کے معنی "بیل" کے ہیں۔ (تعداد الحق اردو ترجمہ ۱۹۵۲ء)

۱۱ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۴ء میں "ہینگوں" کے بجائے "بیلوں" کا لفظ نقل ہوا ہے۔ ۱۱ مفہوم

۱۱ ۱۹۵۹ء کے مطبوعہ اردو ترجمہ میں اس کو... کلمہ "لو" کے نیچے کر دیا ۱۱ بنا دیا گیا ہے۔ یہ

بھی تحریرت کی ایک مثال ہے۔ ۱۳ نجیب *

فساد نمبر ۴۴

ایہاہ کی ماں کون تھی؟ ۱۵۹۱ء میں یوں ہے :-
 کتاب تواریخ ثانی کے باب ۱۳ کی آیت ۲ اور ترجمہ مطبوعہ

۱۰ اس نے زمین ایہاہ نے ۱۳۰۰ ہجری شام میں تین برس سلطنت کی، اس کی ماں کا نام

سیکایاہ تھا جو اودی اہل حبشی کی بیٹی تھی الخ

اور یہ لغوی جملہ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں یوں ہے :-

۱۱ وہ نام مادر سے میکاید دختر اور شیل از جمعہ بود الخ

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں ہے کہ :-

۱۲ وہ اسم مادرش میکایاہ دختر اودی بیل از کجہ بود

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایہاہ کی ماں میکایاہ اور یہ اہل حبشی کی بیٹی تھی،

لیکن کتاب تواریخ ثانی ہی کے باب ۱۱ کی آیت ۲۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے کہ :-

۱۳ اس کے بعد اس نے اہل سلوم کی بیٹی مسکہ کو ایہاہ یا جس کے اس سے ایہاہ اور

عقی اور زینرا اور سلومیت پیدا ہوئے

اور یہی آیت فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں ہے :-

۱۴ بعد ازاں مسکہ دختر السلام با گرفت کہ او ایہ و عتای و زینرا و سلومیت

درا برستہ سے زائیدہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایہاہ کی ماں اہل سلوم کی بیٹی مسکہ تھی، اس کے برعکس کتاب

سکونین ثانی باب ۱۴ آیت ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسکہ نام کی لڑکی اہل سلوم کی بیٹی تھی جن

نے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں سلطنت کے بعد بادشاہ کا لفظ نقل ہوا ہے۔ ۱۵ یعنی ایہاہ کے باپ

رجب نام ہے ۱۶ ۱۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں یہ آیت اس طرح ہے اس کے پیچھے اس نے اہل سلوم

کی بیٹی مسکہ کو ایہاہ کی پوروس کے لڑا ایہاہ اور عقی اور زینرا اور سلومیت کو جنی ۱۸ ۱۹

پہنچا اس آیت کی عبارت یوں ہے :-

اور اہل قوم سے تین بیٹے پیدا ہوئے اور ایک بیٹی جس کا نام قرعہ بنت

خویلدت عورت تھی :

ملاحظہ کیجئے کہ ایک واقعہ کے بارے میں تینوں مقامات میں کس قدر سنگین اختلاف ہے۔

فساد نمبر ۴

اخریٰہ قتل ہوا یا امرا؟

۱۱۵۹ یوں ہے :-

اور اس نے اخریٰہ کو مہلتا روہ سالرہ میں چھپا تھا (سند سے بڑا کڑا ہو گیا ہے)

لئے اور اسے قتل کیا اور انہوں نے اسے دفن کیا۔

اور کتاب سلاطین ثانی باب ۹ کی آیت ۲۸۶، ۲۸۷ میں یوں ہے :-

در لیکن جب شاہ بیوہاہ اخریٰہ نے یہ دیکھا تو وہ باغ کی بارہ دہلی واہ سے نکل

بھاگا اور پانچ سو سے اس کا پیچھا کیا اور کہا کہ اسے جی رتہ ہی میں مار دو، چنانچہ

انہوں نے اسے بندوق کی چھالی پر جھرا بیٹام کے متصل ہے مارا اور وہ مجھڑا ہو گیا

اور وہیں گر گیا، اور اسکے خادم اس کو رتہ میں پڑھ کر لے گیا اور اسے اس کی قبر میں

واقف کے شہر میں اس کے باپ دادا کے ساتھ دفن کیا۔

۱۱۵۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۱۵۹ کے مطابق یہ آیت یوں ہے اور انہوں نے اخریٰہ کو مہلتا اور انہوں نے اسے پڑھ کر

وہ بھڑک کر پھاٹا اور لے آیا اور اسے لائے اور انہوں نے اسے قتل کر کے گاڑا۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰

۱۱۶۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۱۶۰ میں یہ آیات اس طرح ہیں اور جب شاہ بیوہاہ اخریٰہ کے یہ دیکھا تو وہ پانچ سو

کناہ سے نکل بھاگا اور پانچ سو لے آیا اور اسے لائے اور کہا کہ اسے جی گاڑی ہی میں مار دو چنانچہ انہوں نے اسے پڑھ

کر لے کر پھاٹا اور لے آیا اور وہ مجھڑا ہو گیا اور اس کے خادم اس کو گاڑی میں

لال کر پڑھا اور اسے اس کی قبر میں واقف کے شہر میں اس کے باپ دادا کے ساتھ گاڑا۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱

جہاں پہلی روایت بتاتی ہے کہ وہ ساتریہ میں پیدا تھا اور وہاں سے اسکو گرفتار کر کے یاہوکے پاس لاکر قتل کر ڈالا اور دشمن کو دیا اور دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھاگتے ہوئے نسات میں زخمی ہو گیا اور مجتہدین جاکر فوت ہو گیا اور اس کے خادموں نے وہاں سے بروشمیم لاکر دفن کیا۔ ان دونوں روایتوں میں کس قدر شبہیں اختلاف ہے۔

فساد کبیر ۴۸

کتاب آوارنگزاد اول باب ۱ کی آیت ۱۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-
 "تیسری سے تیسری پیدا ہوا اور قیس سے ساول پیدا ہوا اور ساول سے یحیٰ بن ادریس اور
 حکیم بن ابراہیم بن عبدآب اور اشعل پیدا ہوئے"
 اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس کے باپ کا نام تیز تھا، لیکن کتاب سنن اول باب
 کی آیت افاد کی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

"سوی بود از بنامیدان کز امش تیس پسرانی تہی پسر مرد پسر بکوت پسر محمد
 یا شعیب کہ صاحب دولت بود"

اور یہی آیت اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

"اور تیسوں کے قبیلہ کا ایک شخص تھا جس کا نام تیس بن ابی ایلینا قرور بن بکوت
 بن افریح تھا وہ ایک بنیہنی کا بیٹا اور زبردست سوار تھا"

یہ آیت بتاتی ہے کہ قیس کے باپ کا نام ابی ایلین تھا اور کتاب سنن اول ہی کے
 باب ۱ کی آیت ۱۹ میں اس طرح مذکور ہے :-

"اس کی فوج کے سردار کا نام ابیہر تھا جو ساول کے چچا تیز کا بیٹا تھا اور ساول کے
 باپ کا نام قیس تھا اور ابیہر کا باپ تیز بن ابی ایلین کا بیٹا تھا"

لہذا دو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت لفظاً صحیح ہے اب بنیہنیوں کا ایک شخص تھا جس کا نام تیس بن ابی ایلین کے
 قبیلہ کے پیشوور کے بیٹے ابی ایلین کا بیٹا تھا" قیوم :-

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی آیل قیس کا دادا تھا۔ نیز یہاں بیوں دوایتوں میں شدید اختلاف ہے۔

فساد نمبر ۴۹

کتاب سلاطین ثانی باب ۲۴ کی آیت ۱۳ یوں ہے :-

”اور وہ خدانہ کے سب نژادوں اور شاہی عمل کے سب نجاتوں کو وہاں سے لے گیا اور سونے کے سب برتنوں کو شاہ امرائیل سلیمان نے مذاقہ کی ہیکل میں بنایا تھا اس نے کلاٹ کو خذادندہ کے کلام کے مطابق ان کے گھوڑے گھوڑے کر دیئے۔“

اور اسی کتاب کے باب ۲۵ کی آیت ۱۵ میں یوں بیان کیا ہے :-

”اور ان گیشیاں اور کلوہ سے غرض جو کچھ سونے کا تھا اس کے سونے گوا اور جرجکھ چاندی کا تھا اس کی چاندی کو بوزاروں کا سوانہ لے گیا۔“

اور یہی عبارت فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء میں یوں ہے :-

”و نچوردان با و ننگر بہا آئینہ از طلا بود طلانش نانا و آئینہ کہ اند نقرہ بود نقرہ اش
دا مر جاز لشکر خاص برداشت۔“

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نعت نصر کے سب برتنوں کو ہیکل سے لے گیا

تھا تو پھر اس کا سپہ سالار سونے چاندی کے برتن کہاں سے لے کر گیا۔

یہ قدیم اردو ترجمہ میں یہ آیت اس طرح ہے ”اور خذادندہ کے گھر کا سارا خزانہ اور وہ نکلانہ جو شاہ کے گھر میں تھا اور ان سارے طلائی برتنوں کو جو شاہ امرائیل سلیمان نے خذادندہ کے گھر کے لئے بنائے تھے لے گیا۔“ فیہم

یہ قدیم اردو ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے ”اور ان گیشیاں اور ہیلے اور سب کچھ سونے اور

کا تھا سوا میرا المراد لے گیا۔“ ۱۲۔ فیہم

فساد نمبر ۵

یرتقل کے بیٹے جو قتل ہوئے | کتاب القضاۃ باب کی آیت ۵ یوں ہے :-

۵ اور وہ عقرو میں اپنے باپ کے گھر گیا اور اس نے اپنے بھائیوں یرتقل بیٹوں کو جو شرابی تھے ایک ہی پتھر پر قتل کیا پھر یرتقل کا چھوٹا بیٹا یوتام بچا اور باقیوں کو وہ چھپ گیا تھا ۵

اور اسی باب کی آیت ۸ میں ہے :-

۵ اور تم نے آج میرے باپ کے گھرانے سے بغاوت کی اور اس کے ستر بیٹے ایک ہی پتھر پر قتل کئے اور اس کی لونڈی کے بیٹے ابی مالک کو سب کے لوگوں کا بادشاہ بنایا اس لئے کہ وہ تمہارا بھائی ہے ۵

اور اسی باب کی آیت ۵۶ میں ہے :-

۵ یوں نکالنے ابی مالک کی اُس شرارت کا بدلہ جو اس نے اپنے ستر بھائیوں کو مار کر اپنے باپ سے کی تھی اس کو دیا ۵

۵ قہیم ترجموں میں یہ آیت یوں نقل ہوئی ہے "اور وہ عقرو میں اپنے باپ کے گھر گیا اور اس نے یہ وہی بھل کے ستر بیٹوں کو جو اس کے بھائی تھے ایک پتھر پر قتل کیا اور یہ سب بھل کا چھوٹا بیٹا یوتام بنا کر دیا اس لئے کہ وہ چھپ گیا" (فہیم)

۵ قہیم اور دو ترجموں میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے "اور تم نے آج میرے باپ کے گھرانے پر خرچہ کیا اور اس کے ستر بیٹے ایک پتھر پر قتل کئے اور اس کے بیٹے ابی مالک کو جو لونڈی بچ رہا ہے" اس کے حکم کا بادشاہ کیا اس لئے کہ وہ تمہارا بھائی ہے" (فہیم)

۵ قہیم اور دو ترجموں میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے "اور تم نے اس طرح سے ابی مالک کو اس کی شرارت کو جو اس نے اپنے ستر بھائیوں کو مار کر اپنے باپ سے کی تھی اس پر بھرا" (فہیم) ۵

دب دیکھنے کی آیت ۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر میں سے جو تمام بچہ رہا تھا لیکن آخری دو لڑکے
 آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ستر کے ستر ہی مارے گئے تھے۔ یہاں پر یہ بات ذہن نشین
 کر لیں کہ یہ فعل کس کا پتہ بیوی سے کل ستر ہی بیٹے تھے اور ایک بیٹا اس کی لادھی کے
 بطن سے تھا جس کا نام المانک تھا اور وہی ان کا قاتل تھا، جیسا کہ کتاب قنعاہ ہی کے
 باب کی آیت ۲۱، ۲۰ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

قصہ اولیٰ

کتاب سلاطین ثانی باب کی آیت ۵ اور توجیر مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-
 وہ اور جو خداوند خدا اسرائیل کے خدایہ تو کفر کرتا تھا ایسا کہ اس کے بچہ بیوہ کے سب
 بادشاہوں میں اس کی مانند ایک نہ ہوا اور نہ اس سے پہلے کوئی ہوا تھا۔
 اور کتاب سلاطین ثانی ہی کے باب ۲۳ کی آیت ۲۵ میں یوں ہے :-
 وہ اور اس سے دینی یوسیا لے کر پہلے کوئی بادشاہ اس کی مانند نہیں ہوا تھا
 جو اپنے ماسے دل اور اپنی سلطنت کی جان اور اپنے ماسے زور سے خوشی
 کی ساری شریعت کے مطابق خداوند کی طرف سے رجم لایا ہوا اور نہ اس کے
 بعد کوئی اس کی مانند برپا ہوا۔
 یہاں بھی دونوں آیتوں میں شدید اختلاف ہے :-

۱۔ اور توجیر مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں آیت اس طرح نقل ہوئی ہے :- اور ان میں سے جو کتاہ نے
 خداوند اسرائیل کے خدایہ تو کفر کیا ایسا کہ بعد اس کے بیوہ کے سب بادشاہوں میں ایسا ایک
 نہ ہوا اور نہ اس سے پہلے کوئی ہوا تھا۔ ۲۔ فہیم
 ۳۔ اور توجیر مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں "مساہ کی دینی یوسیاہ کی مانند
 پہلے نہ تھے میں کوئی ایسا بادشاہ جو اپنے ماسے دل اور اپنی ماری جان اور اپنے ماسے زور سے خوشی
 کی ساری شریعت کے مطابق خداوند کی طرف سے رجم لایا ہوا اور نہ اس کے بعد کوئی اس کے مانند ہوا۔" فہیم :-

فساد نمبر ۵۲

یوتام کی سلطنت کی مدت | کتاب سلاطین ثانی باب ۵۱ کی آیت ۳۰ یوں ہے :-

”و اور پھر جمع بن آیت نے فرج بن رملیاہ کے خلاف سازش کی اور اسے مارا قتل کیا اور اس کی جگہ عزریاہ کے بیٹے یوتام کے بیویوں برس بادشاہ ہو گیا“ اور اسی باب کی آیت ۳۳ یوں ہے :-

”اور جب وہ یعنی یوتام ۱۳ سلطنت کرنے لگا تو پچیس برس کا تھا اس نے سولہ برس یروشلم میں سلطنت کی“۔ ۱۳

اور آیت ۳۰ کا یہ جملہ کہ ”اور اس کی جگہ عزریاہ کے بیٹے“ الخ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں یوں ہے :-

”در سال ہتم یوتام پسر عزریاہ در جانش ملک شد“

اور کتاب تواریخ ثانی باب ۲۴ کی آیت ۱۱ میں اس طرح ہے :-

”یوتام پچیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا اور اس نے سولہ برس یروشلم میں سلطنت کی“

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اس کی عمر ۱۳ ہو جو ہے کہ یوتام نے کل

۱۳ قديم بعد از تولد پیدا کیا اس طرح ہے ”الذوقت اولیٰ جمع بن آیت نے فرج بن رملیاہ کے خلاف سازش کی اور اسے مارا قتل کیا اور عزریاہ کے بیٹے یوتام کی بادشاہت کے بیویوں برس اور اس کی جگہ بادشاہ ہو گیا“ فقہیم نے قديم ترجمہ کے مطابق یہ آیت یوں ہے ”اور جب وہ یعنی یوتام تخت پر بیٹھا تو پچیس برس کا تھا اس نے سولہ برس یروشلم میں سلطنت کی“۔ ۱۳ - فقہیم

۱۳ قديم اور دو ترجموں میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”یوتام پچیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا الخ سولہ برس تک یروشلم میں مستطاد رہا“۔ ۱۳ - فقہیم

مولد برس حکومت کی تو میرا اس کی سلطنت کا بیسواں سال کہاں سے آگیا۔

خسار و نمبر ۵۳

یہو آفر کا بیٹا کب تخت نشین ہوا؟ کتاب سلاطین ثانی باب ۱۳ آیت ۱
یوں ہے :-

اور اور شاہ بیودہ آفر یاہ کے بیٹے یوں آس کے تیسویں برس سے یاہوکا بیٹا ہوا اور اس نے
میں اسرائیل پر سلطنت کرنے لگا اور اس نے سترہ برس سلطنت کی ۵

اور آیت ۱۰۶ ایسا ہے :-

اور یہو آفر اپنے باپ حادا کے ساتھ سو گیا اور انہوں نے اسے ساترہ برسوں
کہ اور اسکا بیٹا یوں آس اس کی جگہ بادشاہ ہوا اور شاہ بیودہ آفر آس کے
بیسویں برس یوں آفر کا بیٹا یوں آس ساترہ میں اسرائیل پر سلطنت کرنے لگا
اور اس نے سولہ برس سلطنت کی ۹

مذکورہ بالا آیات سے جب اس بات کی تصریح ہو رہی ہے کہ یہو آفر آفر یاہ کی
سلطنت کے تیسویں برس سلطنت پر فائز ہوا اور اس نے سترہ سال تک حکومت کی تو
یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کا بیٹا اس کی حکومت کے بیسویں سال تخت نشین ہو گیا بلکہ اس صلب
سے تو انیسویں یا پالیسویں سال میں اس کا تخت نشین ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ قدیم اندوکر جوں میں یہ آیت اس طرح ہے ۵ اور شاہ بیودہ آفر یاہ کے بیٹے یوں آس کی سلطنت
کے تیسویں برس یاہوکا بیٹا یاہوا غدمرون کے بیچ نکلا اسرائیل کا بادشاہ ہوا اور
اس نے سترہ برس سلطنت کی ۵ ۱۳۔ نمبر

۲۔ قدیم اندوکر جوں میں ان آیات کے الفاظ یہ ہیں ۵ اور یہو آفر نے اپنے باپ دادوں کے درمیان
آدم کیا اور انہوں نے اسے مرون میں گاڑا تب لو سکا بیٹا یوں آس اس کی جگہ بادشاہ ہوا اور بادشاہ
یوں آس کی سلطنت کے بیسویں برس یاہوا غدمرون کا بیٹا یوں آس مرون میں اسرائیلیوں کا بادشاہ ہوا ۵

فساد نمبر ۵۳

مقتول بنی نیا مین کی تعداد کتاب العقابہ باب ۲۰ آیت ۲۵ میں ہے کہ :-

”اور بنی اسرائیل کے اسی ہزار میں ہزار ایک سو بیس بیسوں کو قتل کیا“

اور آیت ۳۶ میں ہے :-

”سو سب بنی بیسین جو اس دن کھیت آئے پچیس ہزار شمشیر لٹا کر دیکھے ان دو آیتوں میں کتنا سنگین اختلاف ہے۔“

فساد نمبر ۵۴

کتاب بیضیہ باب ۱۰ آیت ۵ یوں ہے کہ :-

”اس لئے سور یوں کے پانچ بادشاہ یعنی برو شقیم کا بادشاہ اور جبرون کا بادشاہ اور یروت کا بادشاہ اور لگیس کا بادشاہ اور علون کا بادشاہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے قراب فرعون کے ساتھ جرحائی کی اور جبرون کے مقابل ڈوبے ڈال کر اس سے جنگ شروع کی“

اور آیت ۲۳ میں ہے :-

”انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ ان پانچوں بادشاہوں کو بنی شاہ برو شقیم اور جبرون اور شاہ یروت اور شاہ لگیس اور شاہ علون کو قتل کر کے اس کے پاس لائے“

لہ قید اردو ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے ”سو سب بنی بیسین جو اس دن کھیت آئے پچیس ہزار شمشیر لٹا کر دیکھے ان دو آیتوں میں کتنا سنگین اختلاف ہے“ تب سور یوں کے پانچ بادشاہوں یعنی برو شقیم کا بادشاہ اور جبرون کے بادشاہ اور لگیس کے بادشاہ اور علون کے بادشاہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے قراب فرعون کے ساتھ جرحائی کی اور جبرون کے مقابل ڈوبے ڈال کر اس سے جنگ شروع کی۔“

پھر انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان پانچ بادشاہوں یعنی شاہ برو شقیم اور شاہ یروت اور شاہ لگیس اور شاہ علون کو قتل کر کے اس کے پاس لائے۔“

اور آیت ۳۲ میں ہے :-

”اور بیشک جو سب بادشاہوں پر اور ان کے ملک پر ایک ہی وقت میں تسلط حاصل کیا اس لئے کہ خداوند ہمسرئیل کا خدا اسرائیل کی خاطر لڑا“

اور کتاب بشوراح ہی کے باب ۶ کی آیت ۶۳ میں اس طرح ہے :-

”اور جو یوں کو جو بروٹیم کے باشندے تھے بنی ہوداہ نکال دیکھے وہ جو بنی ہوداہ کے ساتھ آج کے دن تک بروٹیم میں بیٹے ہوئے ہیں“

دیکھئے پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے بنی اسرائیل نے شاہ تیروشتم اور اس کی مملکت پر قبضہ کر لیا لیکن دوسری روایت اس کے برعکس بتا رہی ہے۔

قسط نمبر ۵۶

اتحاد یا دشمنی؟ | کتاب ملاحین ثانی باب ۳۱ آیت ۱۱ یوں ہے :-

”اور آخر بادشاہ شاہ استور نکلتے پلاسر کے ملاقات کے لئے تیروشتم کو گیا اور اس نے ذبح کو دیکھا جو دشمن میں تھا اور آخر بادشاہ نے اس ذبح کا نقشہ اور اس کی ساری صنعت کا نمونہ اور یاہ کا ہن کے پاس بھیجا“

یہ قید ہوتی ہے کہ ملاحین یہ آیت اس طرح ہے کہ تیروشتم نے اور سب اسرائیل اور یوں بھی کہ اس نے تیروشتم کو دیکھا اور اس نے اس آیت کے لئے اس طرح ہیں تیروشتم نے جو ذبح لایا وہ تیروشتم کے لئے سو اور کوئی بیروانہ خارج نہ کر سکے چنانچہ تیروشتم نے ہوداہ کے ساتھ آج کے دن کو دیکھا اور شاہ تیروشتم نے تیروشتم کے تہذیب اور تہذیبوں میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے :- تب آخر بادشاہ شاہ استور نکلتے پلاسر کے ملاقات کے لئے تیروشتم کو چلا اور اس نے ایک ذبح کو دیکھا جو دشمن میں تھا اور آخر بادشاہ نے اور اس نے ذبح کا ٹھیک ٹھیک نقشہ کچرا کے اور یاہ کا ہن کے بھیجا“

اور کتاب تواریخ ثانی باب ۲۸ آیت ۲۱ میں یوں ہے :-
 "اور شاہ اسور نکلت پلٹا مرنے اس پر چڑھائی کی اور اس کو ٹنگ کیا اور
 اس کو اسٹنڈ دیا" :-

دیکھئے پہلی آیت سے دونوں بادشاہوں میں اتحاد اور آفر کا دشمن کو ملاقات کے لئے
 جانا معلوم ہوتا ہے اور دوسرے آیت میں باہم دشمنی اور شاہ اسور کی چڑھائی بتا رہی ہے۔
 قسما نمبر ۵۶

کتاب سونیل ثانی باب ۲۴ کی آیت ۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
 خدا یا شیطان | یوں ہے :-

"اس کے بعد خائف کا قصہ اسرائیل پر چڑھنے کا اور اس نے داؤد کے دل کو ان
 کے حالات یہ کہہ کر آسماں کا جا کر اسرائیل اور سید داؤد کو گنہگار
 اور عینی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء اس طرح ہے :-

"اور اشد غضب الرب علی اسرائیل والقی فی قلب داؤد ... الخ
 اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں ہے :-

"اور داؤد بار دیگر اسرائیلیوں غضبناک شدہ داؤد پر ایرایشان انگیزانید
 تا آنکہ تجوید برود اسرائیل و یهود را بشمار"

اور کتاب تواریخ ثانی باب ۲۱ کی آیت ۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں بیان کیا ہے :-

سے موجودہ اندو ترجمہ میں "اس پر چڑھائی کی" اور جملہ اس طرح ہے کہ "اس کے پاس آیا پر
 اس نے اس کو ٹنگ کیا اور اس کو گنگ دوی" جبکہ قدیم اور ترجموں میں یہ آیت یوں ہے :-
 "اور شاہ اسور ہلت پلٹا مرنے اس پر چڑھ آیا اور اس کو ٹنگ کیا اور اسے اسٹنڈ دیا" :- قسیم
 لکھے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں اس آیت کے الفاظ یوں ہے "اور اس کے خداوند کا عقہہ بنی اسرائیل پر
 چڑھ کر اس نے داؤد کے دل میں ڈالا اور بنی اسرائیل اور بنی یہود کو گنہگار" :- قسیم

”اور شیطان نے اسرائیل کے غلات اٹھ کر داؤد کو اجمارا کہ اسرائیل کا شمار کرے۔“
اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء میں یوں ہے :-

”و شیطان بخلات اسرائیل ایسا د و او دواہ دوسرے نمود آتھ اسرائیل
دا بشمار“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۶ء میں اس طرح ہے :-

”و شیطان بخلت سے اسرائیل بر خاست و داؤد ا دوسرے کرد الخ“

یہاں پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دل میں یہ خیال ٹھانے والا خداوند قادر رب
تعالیٰ اور خداوند مہربان کا رویت بتاتی ہے کہ یہ خیال ڈالنے والا شیطان تھا۔ ملاحظہ کیجئے کہ کہاں
خداوند مہربان اور کہاں شیطان مردود و کچھ بھی نسبت تو نہیں۔ غالباً پہلی روایت میں بھی خداوند
اور رب سے مراد شیطان ہے اس لئے کہ دوسرے مقام پر بھی ہم ایسا ہی اطلاق اور بھی
دیکھتے ہیں۔ مثلاً ترجموں کے نام دوسرے خط کے باب ہم کی آیت ۲ میں ہے :-

”یعنی ان سے ایسا لوندنے واسطے جن کی عقلوں کو اس جہان کے خدا نے اندھا کر دیا

ہے تاکہ یہ بھولنے کی صورت سے اس کے جلال کی روشنی ان پر نہ پڑے۔“

اور یہی آیت فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۱۶ء و ۱۸۴۱ء و ۱۸۴۲ء میں ہے :-

”خاستے این جہان ہم راستے بیان ایشان تاکہ گردہ است“

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء و ۱۸۳۲ء میں ہے :-

”و الذین فیہم ان العالہ و ہذا اقد اعصی فلویب الکافرین“

لہٰذا اردو ترجمہ ۱۸۴۲ء کی طبع میں یہ آیت اس طرح ہے ”اور شیطان اسرائیل کے مقابلے میں اوجھا
اور داؤد کے دل میں ڈالا کہ اسرائیل کی اسم فوسل کر سے“

۲۔ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۲ء میں یہ عبارت یوں ہے ”اس جہان کے خدا نے ان کی عقلوں
کو جو سبھا بیان ہیں تاکہ یکساں کر دیا ہے“ ۱۳۔ قیم

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۱۶ء میں ہے :-

«طبعس اللہ العالم علیٰ اٰخذتہم بعینہ»

اور سبھی حضرات اس جہان کے خدا "یا" خدا کے اس جہان "یا" اللہ العالم کے الفاظ بول کر شیطان مراد لیتے ہیں۔ لیکن ایسی صورت میں کہ ان کے نزدیک "خدا اور خداوند" اور انہی کی طرح دوسرے الفاظ کا اطلاق شیطان پر کرنا صحیح ہے تو حدیثین اور محد جدید کی کتب کے قاری کے لئے ان اکثر مقامات میں جہان یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ شیطان اور اللہ میں امتیاز کرنا انتہائی مشکل ہے اور اشتباہ و التباس پیدا ہو گا اور چونکہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق خدا خالق شر نہیں بلکہ شر کا خالق شیطان ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ قائم کرنا پڑے گا کہ جہاں نمازی اور شر کی نسبت خدا یا ایسے الفاظ کی طرف اشارہ ہوگی تو اس سے مراد شیطان ہی ہو گا اور جہاں نہ نسبت نہ ہو وہاں خدا تعالیٰ مراد لیا جائے گا۔ ورنہ تو یہ قرآنی لازم آئے گی کہ جہاں یہ لوگ خدا تعالیٰ ہی مراد لینا چاہتے ہیں وہاں بھی شیطان مراد لے لیا جائے۔ مثلاً کتاب بیسیاہ باب ۵۴ کی آیت ۷ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں لکھا ہے :-

«نیں ہی روشنی کا سرچھارہ تاریکی کا خلیق ہوں۔ میں سلامتی کا بانی اور بلا کو پیدا

کرتے ہوں۔ میں ہی خداوند یہ سب کچھ کرنے والا ہوں ۵

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء میں یہی آیت یوں ہے :-

«سازمہ نور و آفرینندہ تاریکی ستم صلح دہندہ و ظاہر کفندہ شرکندہ خداوندم امیں

ہمما شیاد بوجہ دی آرم ۵

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۱۶ء میں آیت کے یہ الفاظ ہیں :-

لے ۱۸۴۵ء کے دو ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے کہ میں ہی ہوں جو میرے سوا کوئی نہیں روشنی

بناتا ہوں اور تاریکی پیدا کرتا ہوں اور سلامتی بناتا ہوں اور شر پیدا کرتا ہوں ۵ ایک آیت اور ایک

لبان کے دو مختلف ترجموں میں عبادت کی ترتیب کا فرق ملاحظہ ہو۔ ۴ پنجیب ۵

المصنوع والنور والظلمة الصانع الملائح والخالق المشرع

الكتاب الصالح هذه جميعها

فساد نمبر ۵۸

بخت نصر کے ہاتھوں صورت کی تباہی کی غلط پیشین گوئی | کتاب حزقی ایل باب ۲۶ کی آیت مطبوعہ ۱۹۵۹ء

یوں ہے :-

۱۔ اللہ گیارہویں برس میں سینہ کے پلے دن تھا کلام کچھ پر نازل ہوا

اور پھر آیت ۳ میں ہے :-

۲۔ اس لئے خداوند فرماتا ہے کہ دیکھ اسے کھڑے تیرا مخالف ہے اور بت سی

قویں کو تیرے پر چڑھلاؤں گا میں طرح کندرا پھیلاؤں گا اور پھر آیت ۵

اور پھر آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲ میں یوں ہے :-

۳۔ کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ دیکھ میں شاہ آملی ہو کہ دروغ کو جوشاہنشاہ

ہے گھوڑوں اور اونٹوں اور ساروں اور فوجوں اور بہت سے لوگوں کے انبوه

کے ساتھ شمال سے مشرق پر چڑھلاؤں گا وہ تیری بیخود کو میدان میں تگوار

سے قتل کرے گا اور تیرے خد گروہ کو درج بندی کرے گا لکن تیرے مقابل

۴۔ اللہ تو فرمادے گا کہ میں یہ آیت سن کر فرعون ہے اور گیا اور یوں کے پلے دن میں

ہو گیا کہ خداوند کا کلام مجھے آیا اور بولا :- ۳۔ نسیم

۵۔ مقررہ TYRE از منہ نسیم کا ایک ساحل شرجو سہو یا کی حدود میں واقع تھا اور منہ کے

کنارے ہونے کے جب دفاعی اعتبار سے انتہائی مضبوط تھا، لکن یہ علاقہ لبنان کے گروہوں میں واقع ہے۔

۶۔ ۱۹۵۲ء کے مطبوعہ اور ترجمہ میں یہ جملہ یوں ہے اور وہ خشکی پر تیرے دیہات کو تگوار سے قتل

کرے گا دیہات اور پیشوں کے لنگھوں کا اختلاص ملاحظہ ہو۔ ۱۳۔ عجیب

دردِ بازو سے گا اور تیری مخالفت میں ڈھال اٹھائے گا وہ اپنی تخفیف کو
تیری شہرناہ پر چلائے گا اور اپنے تبر سے تیرے برہمن کو ڈھادے گا ۱۷
اور آیت ۱۲ مٹا ہے :-

”اور وہ تیری دولتِ لوٹ لیں گے اور تیرے مالی بخت کو فصدت کریں گے
اور تیری شہرناہ توڑ ڈالیں گے اور تیرے رنگ گلوں کو ڈھادیں گے اور تیرے
پتھر اور کڑی اور تیری مٹی سمندر میں نکالی دیں گے“
اور آیت ۱۴ ایں ہے :-

”اور میں تجھے صاف چٹان بنا دوں گا تو جبال پھیلنے کی جگہ ہوگا اور پتھر تعمیر کیا
جائے گا کیونکہ میں خداوند نے یہ فرمایا ہے خداوند ظاہر فرماتا ہے ۱۸
اور آیت ۱۹ میں ہے :-

”کیونکہ خداوند خدا میں فرماتا ہے کہ جب میں تجھے اُن شہروں کی مانند جو پہاڑ
ہیں ویلان کردوں گا جب میں تجھے پتھر بنا دوں گا“ الخ
اور آیت ۲۱ میں ہے :-

”میں تجھے جانتے ہوئے کرونگا اور تو نابود ہوگا۔ پھر پتھر تیری تلاش کی جائے

۱۷۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اور وہ تیرے مالِ لوٹ لیں گے اور
تیری ساری کفالت کریں گے اور وہ تیری دیواریں توڑ ڈالیں گے اور تیرے خوشگاہوں کو ڈھادیں
دیجئے اور تیرے پتھر اور کڑی اور تیری مٹی سمندر میں نکالی دیں گے“ الخ ۱۷۔
۱۸۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اور میں تجھے صاف چٹان بنا دوں گا کیونکہ میں خداوند
ظاہر فرماتا ہے خداوند ظاہر فرماتا ہے ۱۸۔
۱۹۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”کیونکہ خداوند خدا میں فرماتا ہے کہ جب میں
تجھے ویلان کروں گا اور تیرے شہروں کی مانند جو آباد ہیں۔۔۔ الخ ۱۹۔

تو کہیں ابد تک نہ ملے گا خداوند خدا فرماتا ہے:

ملاحظہ کیجئے کہ ان آیات میں خدا کی طرف سے کتنی مہربانی اور ناکامی کے ساتھ یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ نبوت لہر محمد شمر کی دیباچوں اور برجوں کو توڑ پھوڑ کر شہر کو اس طرح ویران اور نیست و نابود کر دے گا کہ ابد الابد تک دوبارہ آباد نہ ہو سکے گا اور اس کی تمام دولت لوٹ کر لے جائے گا۔

حالا نکو یہ پیشین گوئی قطعی جموٹی ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ نبوت لہر نے تیرہ سال تک مسجد کا سخت محاصرہ جاری رکھا اور اسے فتح کرنے کے لئے بیٹری چوٹی کا انداز لگایا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا اور نہ وہاں کی دولت اس کے ہاتھ آئی اور ناکام واپس لوٹ گیا اور چونکہ یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی تھی اس لئے نمود بانہ حضرت حزقی ایل علیہ السلام کو سولہ سال بعد مذکورہ صورت پیش آئی اور اپنی کتاب کے باب ۹ کی آیت ۱۵۱۱ اور ۲۰۱۱۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کیوں فرمایا :-

”تساویسوی برس کے پہلے مہینہ کی پہلی تاریخ کو خداوند کا کلام پر مجھ پر نازل ہوا۔ کہ سے آدم زاد شاہ باہل جو کہ ہرنے اپنی فوج سے حور کی مخالفت میں بڑی خدمت کروائی ہے، ہر ایک سر پہ ہال ہو گیا اور ہر ایک کا کندھا چیل گیا پر اس نے اور وہ اس کے لشکر نے حقیر سے اس خدمت کے واسطے جو اس نے اس کی مخالفت میں کی تھی کچھ اجرت پائی۔ اس لئے خداوند خدایوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ملک مہر شاہ باہل جو کہ حور کے ہاتھ میں کر دوں گا وہ اس کے لوگوں کو پکڑ لے جائیگا اور اس کو لوٹ لے گا اور اس کی خدمت کو لے لیگا اور یہ اس کے لشکر کی جرأت ہوگی۔ میں

لے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت اس طرح ہے: ”میں تجھے عبرت بناؤں گا اور تیرا بورد ہوگی سے تجھے ڈھونڈیں گے پر ابد تک نہ پاویں گے“ نسیم

نے ملکب آفراس بخنت کے صلہ میں جہانیں نے کی آست دیا کیونکہ انھوں نے میرے
 لیے مشقت کھینچی تھی، خداوند خدا فرماتا ہے:۔

اس میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ چونکہ بخت نعر اور اس کے لشکر نے حضور
 کو فریخ کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا۔ یہاں تک کہ "ہر سر گنجا ہو گیا" اور "ہر کنگہ
 کندھا چھل گیا" لیکن ان کو اس خدمت کا عوض جسے خدا اپنی خدمت فرماتا ہے کچھ بھی
 نہ مل سکا۔ اس پر رالعیاد و باشد، خدا کو بجز اس کے عوض کے طور پر معطر دینا پڑا۔
 تاکہ وہ ان کی زمین اور مال غنیمت حضور کی زمین اور مال غنیمت کے بدلے میں ان کا
 حق الغنیمت جمع کرے۔

سے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۸۷ء کے مطابق یہ آیات یوں ہیں: "تایضوی ہی برس کے پہلے سینے
 کی پہلی تاریخ خداوند کا کلام مجھے آیا اور بولا سے آدم زاد ا شاہ باہل بنو غوثہ نذرت لہ اپنے لشکر
 کو مور کی مخالفت میں بخت خدمت کر داتی ہے ہر سر گنجا ہوا اور ہر شان چھل گیا پر نہ انہوں نے
 اجرت ان کے لشکر کے صلہ میں اس خدمت کیلئے جو انہوں نے اپنی مخالفت میں کی تھی کچھ اجر پایا
 اس لئے خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں معرکہ زمین کو شاہ باہل بنو غوثہ نذرت کے ہاتھ میں
 کروں گا وہ اس کے گروہ کو پکڑنے کا اور اسکی لوٹ کو لوٹ لینگا اور اسکی غنیمت کو
 غنیمت جائیگا اور وہ اسکی لشکر کی اجرت ہوگی میں نے اسے زمین معرکہ سے ڈالی۔
 اس خدمت کے لئے جسے اس نے اسکی مخالفت میں خدمت کیا کیونکہ انھوں نے میرے لئے
 نصرت کی تھی خداوند خدا کہتا ہے: "۴۔ فہیم

۵۔ یہ وعدہ بھی سابقہ وعدوں کی طرح غالباً ٹر منڈا ایقان ہوسکا کیونکہ جو کہ نذر کے حالات
 زندگی میں شہرہ قہم کے حوالہ سے یاد کرنا ہے مگر حضور کے معاہدے کے بعد تاریخیں اس کے
 حوالہ سے یاد کر کے غاموش ہو جاتی ہیں معرکہ کسی جملے کا ذکر نہیں کرتیں۔ ۳۔ تھی:۔

فساد نمبر ۵۹

یہودیوں کی جلا وطنی | کتاب یرمیاہ باب ۲۵ آیت ۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ
۱۹۵۹ء میں ہے :-

” وہ کلام جو شاہ بیحد ایو قیم بن یوسیاہ کے چوتھے برس میں جو شاہ بابل
نیکو دماغ کا پطرس تھا یہودوں کے سب لوگوں کی بابت یرمیاہ پر نازل ہوا۔“

اور پھر آیت ۱۲، ۱۱ میں ہے :-

” اعدیہ ساری مرزین ویران اور حیرانی کیا باعث ہو جائے گی اور یہ
تو میں ستر برس تک شاہ بابل کی خلیا کریں گی۔ خداوند فرماتا ہے جب
ستر برس پورے ہوں گے تو میں شاہ بابل کو اور اس قوم کو اور کستیوں
کے ملک کو انکی بیگماری کے سبب سے مزاد و نگا اور میں اپنے لیے ہم آواز
کہ ہمیشہ تک ویران رہے۔“

اور اسی کتاب کے باب ۲۹ آیت ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ میں ہے کہ :-

” اب یہ اس خط کی باتیں ہیں جو یرمیاہ نے یروشلم سے باقی بزرگوں
کو جو اسیر ہو گئے تھے اور کاسنوں اور نیوں اور ان سب لوگوں کو جن
کو جو کہ فخر یروشلم سے اسیر کر کے بابل لے گیا تھا۔ اس کے

لے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت پورے ہے کہ کلام جو یہودوں کے بارے میں لوگوں کی بابت یرمیاہ
پاس آیا یہودوں کے بادشاہ بیحد کے بلکہ شاہ بیو قیم بن یوسیاہ کے چوتھے برس میں جو بابل کے بادشاہ نے
کا پطرس تھا۔ نبیم نے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہیں :- اور یہ مدعی ہیں کہ
اور حیرانی کے لئے ہوگا اور یہ تو میں ستر برس تک بابل کے بادشاہ کی بندگی کریں گی اور اسے ہونا خداوند کا
کہ جب ستر برس پورے ہونگے میں بابل کے بادشاہ اور انکی قوم سے انکی بڑائی کا انتقام لوں گا اور ستر برس
مرزینی سے اور میں اسے ہمیشہ کا مزاد و نگا۔“ ۱۲، ۱۱ نبیم

ہند کہ یوشاہ بادشاہ اور اس کی والدہ اور خواہ مرزا اور بیوہ اور یروشلم کے سردار اور کارکن اور
 سردار یروشلم سے چلے گئے تھے، ان میں سنان اور میریاب بن خلفیہ کے ساتھ جن کو شاہ
 یوہاہ مدعیہ سلہ بابل میں شاہ بابل جو کہ نعر کے پاس بھیجا، اسان کیا اور اسی نے کہا۔
 دینہ الافواج اسرائیل کا خدا ان سب امیروں سے جو کہ کوئی نے یروشلم سے امیر کر واکر بابل بھیجا
 ہے میں فرماتا ہے تم گھر بناؤ اور ان میں سے جو اور باغ لگاؤ اور ان کا پہل کھاؤ ۱۱
 اور آیت ۱۱ میں ہے :-

۱۱۔ کیونکہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ جب بابل میں ستر برس گزر چکے تھے تو میں تم کو یہ
 فرمائیں گا اور تم کو اس مکان میں واپس لانے سے پہلے ایک قول کو پورا کروں گا ۱۲
 ان دونوں آیات کی عبادتوں سے مندرجہ ذیل باتیں ظاہر ہوتی ہیں :-

۱۔ بخت نصر، یوشاہ اور یوشلم کی شہریت نشینی کے چھتیس سال کی میں تختہ شاہی پر بیٹھا اور

۱۲۔ یہ کیونکہ میں جو یوشلم سے ہجرت نہ کر کے چلے کے وقت یوہاہ کا مکمل تھا اور دیکھ کر یہاں ۱۱۳۔ ۱۲۔ نسی
 ۱۳۔ اور تیرہ برس تک کہ میں اس آیت کی عبادت اس طرح ہے اور یہ اس خط کی باتیں ہیں جسے
 یوشاہ نے یروشلم سے بھیجے ہوں کہ جو امیری میں بھیجے تھے اور کاتبوں کو اور نبیوں کو اور اقد
 سارے لوگوں کو جنہیں یوشاہ نے یروشلم سے بابل میں بھیجے تھے ان کے بعد کہ یوشاہ بادشاہ اور ملک
 اور غوی اور یوشاہ اور یروشلم کے سردار اور برسی اور یوشاہ اور یروشلم سے روانہ ہوئے البصرین
 ماضی اور چھوڑے بن خلفیہ کے ہاتھ یہ کہتے ہوئے بھیجا الخ کہ دینہ الافواج اسرائیل کا خدا اون
 سب امیروں کو یوں فرماتا ہے کہ جنہیں میں نے یروشلم سے بابل کو امیری میں روانہ کیا انہوں کو
 بناؤ اور یوشاہ اور باغوں کو لگاؤ اور ان کا پہل کھاؤ ۱۴۔ نسیم

۱۵۔ یہ آیت اللہ و تیرہ برس تک کے مطابق اس طرح ہے کہ یوشاہ نے یروشلم سے کہا کہ بابل میں
 ستر برس پورے ہونے کے بعد میں تم سے مطالبہ کروں گا اور تم کو اسی مقام میں چھوڑنے سے میں
 اپنی اچھی بات کو قائم کروں گا ۱۶۔ نسیم

ہی گئی ہے اور یوسفیس یہودی مخدوم نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص ہمارے بیان کے خلاف دعویٰ کرے تو وہ یقیناً غلط اور یرمیاہ علیہ السلام کے کلام کے خلاف ہوگا۔

۲۔ اسی سال یرمیاہ علیہ السلام پر یہ وحی نازل ہوئی تھی کہ آئندہ چل کر یہودی قوم شاہ بابل کے ہاتھوں اسیر ہو کر ستر سال تک بابل میں غلامی کی زندگی گزارے گی۔
 ۳۔ یرمیاہ علیہ السلام نے یہودیوں کے پاس یہویاکین اور دومرے یہودی گرفتار ہو کر بابل کی جانب روانہ ہوئے تو مذکورہ بالا وحی کے مطابق خط لکھ کر بھیجا کہ تم ستر سال تک بابل ہی میں رہو گے اور یہ ستر سال کی مدت پوری ہونے کے بعد تمہاری رہائی کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا ہو جائے گی۔

۴۔ مذکورہ بالا دعائیت سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ یرمیاہ کے خط لکھنے کے سال سے (اور یہویاکین کی اسیری بھی اسی سال میں وقوع پذیر ہوئی) چھڑی ہے کہ قیدی ستر سال تک بابل میں رہیں اور یہ قطعی غلط ہے۔ کیونکہ مؤرخین کی تصریحات کے مطابق یہویاکین کی اسیری ۵۹۷ ق م اور یہودی سبائی شہنشاہ ایران خودس ریاخو کے حکم سے ۵۳۵ ق م میں ہوئی۔ اس حساب سے ان قیدیوں کی بابل میں قیام کی مدت ۶۲ سال ہوتی ہے نہ کہ ستر سال۔

کتاب یرمیاہ باب ۲۹ کے مذکورہ بالا مضمون سے قطع نظر کر کے اگر باب ۲۷ کو دیکھا جائے تو اس سے بخت نصر کے ہاتھوں یہودیوں کی تین مرتبہ گرفتاری کا ثبوت ملتا ہے تفصیل یوں ہے:-

- پہلی اسیری :- بخت نصر کی تخت نشینی کے ساتویں سال۔
- دوسری اسیری :- بخت نصر کی تخت نشینی کے اٹھارویں سال۔
- تیسری اسیری :- بخت نصر کی تخت نشینی کے تیسویں سال۔

نورخین کی تصریح کے مطابق پہلی اسیری ۵۹۱ء ق م میں اور دوسری اسیری ۵۹۰ء ق م میں اور تیسری اسیری ۵۸۳ء ق م میں ہوئی۔ اس صورت میں دوسری اسیری میں قیام بابل کی مدت ۴ سال اور تیسری اسیری کے وقت سے سینتالیس سال بنتے ہیں جس سے پرمیآہ کی پیشین گوئی اور نورخین کی تصریح شدہ مدت قیام بابل میں ذمہ مست اخلافت دونما ہوتا ہے۔

کتاب یرمیاہ کے باب ۵۲ کی آیت ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ میں ان تینوں گرفتاریوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کی عبارت یہ ہے :-

۶۔ وہ لوگ جو کھوکھروں کو دھرا کر لے گئے، ساتویں برس میں تین ہزار تیس سو دس جو کہ دھرا کر اٹھا دیں، برس چھواہ یروشلیم کے باشندوں میں سے آٹھ سو تیس آدمی امیر کر کے لے گیا، چھوٹے بچوں کے تیسویں برس میں جلوداروں کا سفر نکلا، چھوٹے اور سات سو پتالیس آدمی بیروقتی میں سے پکڑ کر لے گیا۔ یہ سب آدمی چار ہزار چھ سو تھے ۶

باب ۵۲ کتاب یرمیاہ کی عبارت کا باب ۵۱ سے موازنہ کریں یا باب ۵۱ کی عبارت سے برصورت یرمیاہ علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی بھڑی قرار پاتی ہے۔ باب ۵۱ کی مذکورہ بالا عبارت سے ایک غلطی اندھی ثابت ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ تینوں مرتبہ کی جلاوطنی میں قیدیوں کی کل تعداد چار ہزار چھ سو تیس کی گئی ہے حالانکہ کتاب سلاطین باب ۲۲ آیت ۱۲ کے مطمح ہوتا ہے کہ وہ چار ہزار تیس سو دس لوگ تو صرف ایک ہی جلاوطنی میں شامل تھے اور متاع کار بجز ان کے

۷۔ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں ان آیات کی عبارت یوں ہے :- وہ لوگ ہیں جنہیں چھوٹے بچوں کے ساتھ ساتویں برس میں تین ہزار تیس سو دس جو کہ دھرا کر اٹھا دیں، برس میں آٹھ سو تیس آدمی وہ امیر لیا، چھوٹے بچوں کے تیسویں برس میں جلوداروں کا سفر نکلا، چھوٹے اور سات سو پتالیس آدمی بیروقتی میں سے پکڑ کر لے گیا۔ یہ سب آدمی چار ہزار چھ سو تھے ۷۔ ۱۳۔ قیم

علامہ تھے۔

فساد نمبر ۶۰

افرائیم پر شاہ آئودھ کا حملہ

۱۸۳۸ء یوں ہے :-

”بہر دو بیچ سال افرائیم شکستہ خولہ شد بحر کیے قوش نابود گردو“

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۸ء و ۱۸۳۹ء یوں ہے :-

”و بعد نصرة دستين سنة و لفقى امر لہرات يكون شعباً“

یعنی ۶۵ سال بعد افرائیم بحیثیت قوم مٹ جائے گا۔

بائبل سکھانے والے کو یہ قرار دینے سے یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ افرائیم پر شاہ آئودھ کا تسلط اور ذبح اسرائیل کا گرفتار ہو کر آشور جانا حزقیاہ کی تخت نشینی کے ساتویں سال میں ہوا ہے جس کی تصریح کتاب ہظالمین ثانی کے باب ۱۸: ۱۱۸ میں موجود ہے۔ اس طرح آئودھ شاہ یقوداہ جس کے دور میں حضرت یسعیاہ علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی کی ہے اس کی تخت نشینی کے پہلے سال سے حزقیاہ کی تخت نشینی کے پچھتر سال تک مدد لگاؤں تو بھی کل مدت ۲۱ سال ہوتی ہے اور اگر آخر کی تخت نشینی کے بعد کسی دوسرے سال میں یہ پیشین گوئی کی ہو تو پھر ۲۲ سال بھی نہیں بنتے۔ چنانچہ روشہ دکھایا ہے کہ ایک مستند عالم کہتا ہے :-

”۱۸۵۹ء سے ۱۸۷۰ء تک کو ادریس مراد علی اور سید محمد آؤں کو جو دلائل تیار کر آؤں تھے اور سید دستار علی اور امان علی کو امیر کہہ کے گیا۔“ (ملاحظہ ہو ۲۳، ۱۳۱)

یہ یعنی سید ابراہیم Syria، ہمارے پاس کسی ترجمہ میں ”ام“ کا لفظ نہیں بلکہ اظہیم ہے اور اس سے مراد شاہ اسود منفر کا ہے جیسا کہ اسی باب کی آیت ۱۱ سے معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲۔ یعنی

”عہ حزقیاہ کے چھٹے سال جو ہرتیج کا نواں برس تھا سامریہ یگیلا تھا اور شاہ سواد اسرائیل کو امیر کر کے

اسود یگیلا۔ (۱۱: ۱۰-۱۸) ۱۲۔ یعنی

”عرواقی نسخہ میں رساں پر نقل میں غلطی واقع ہو گئی ہے، اصل میں ۱۶ اور ۱۷ تھا ہے
 غلطی سے ۷۰ اور ۵۰ مکہ دیا گیا ہے“

یہ عالم تھیں اس پیشین گوئی کو فقط ثابت ہونے سے بچانے کے لئے یہ پلر تو جیسے کہ رہا
 ہے۔ ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین نے وقت رنگا کی اس توجیہ پر پوری تفسیر کی ہے۔
 عورت رنگا کی بیوائے خاں نے ہنری دمری ہے وہ کہتے ہیں کہ یہاں پر لغز میں غلطی
 ہوئی ہے اصل میں ۱۶ اور ۵ تھا۔ اس لئے اس حدت کو اس طرح تقسیم کیا ہے آخر کی
 حکومت ۱۶ سال اور عقیقہ کا دور سلطنت ۵ سال۔

فساد و تخریب

نزول مسیح کی غلط پیشین گوئی | کتب دہائی اہل باب ۱۳ آیت ۱۳ اور ترجمہ مطبوعہ
 ۱۹۱۱ء میں ہے۔

”جب میں نے ایک قدسی کو کلام کہتے سنا اور دوسرے قدسی نے اسی قدسی سے
 جو کلام کہتا تھا پوچھا کہ وہی قرآنی اور دینی کہنے والی خطا کلامی کی دنیا اور میں
 مقدس اور اجرام پائمان جیسے ہیں کتب تک کہ وہ ہے گی اور اس نے مجھ سے کہا کہ وہ
 ہنری دمری و صیغہ و شام تک اس کے دور مقدس پانچ پانچ تھا“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں آیت ۱۳، ۱۴ اس طرح ہے :-

”مقدس خطی را شنیدم و ہم مقدس دیگر بیا کہ ازاں حکم می پرسیدم کہ روایت
 قرآنی دانی و عصیان غراب کنندہ تا بجای میرسد و مقام مقدس و لشکر یہ پائمانی

نے اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں آیات کے الفاظ یہ ہیں ”اور میں نے ایک قدسی کو پلے سنا اور دوسرے
 قدسی نے اسی سے پوچھا کہ وہی قرآنی اور دینی کہنے والی خطا کلامی کی روایت
 کہتے ہیں اور لشکر ہنری دمری کے جاتیں کتب تک کہ وہ ہے گی اور اس نے مجھ سے کہا کہ وہ ہنری دمری و صیغہ و شام روز
 تک ہے کہ مقدس پانچ پانچ تھا“ ۱۳۔ فہیم :-

تسلیم کر دے خواہ شد۔ دین گفت کہ ماہ و ہزار و صید شبانہ روز اشکاء مقام مکتبہ
مصطفیٰ صفا ہر گزیدہ ۵

احد آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲ ہے کہ... یہ دویا آخری زمانہ کی بابت ہے؟ اور آیت ۱۱ میں ہے
کہ یہ امر آخری معترضہ وقت کی بابت ہے؟

اس پیشین گوئی کے مطابق ہر فردی تھا کہ یہ دیکھنے کے بعد چھ سال چار ماہ میں دن
بعد آخری زمانہ شروع ہو جائے اور یہودین کے دعویٰ کے مطابق خروج کا واقعہ پیش آنا
بایسا نہیں ہے کہ دعویٰ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا خروج یا آسمانوں سے ان کا نزول
ہو تا، مگر ان میں سے کچھ بھی ظہور میں نہ آیا جس سے اہل کتب کا "زمانہ اخیر" اور
"مقدس کے پاک و مصطفیٰ" ہونے کا مذکورہ صحیح ثابت ہو سکتا۔

قیام و جدید علماء و فاضلانی سب کے سب اس پیشین گوئی کے مصداق کے بارے
میں سخت حیران ہیں اور عیب انگیز و پھینکا باتیں کی ہیں۔

مثال کے طور پر ہم ویسے ہی ایک یا جدیدی کا واقعہ نقل کرتے ہیں جسے الہام لکھ گالی
علم کا زبردست دعویٰ تھا۔ ہوا یوں کہ :-

۱۰ رمضان ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۳۳۳ھ میں یوسف و لعل نامی ایک پانچویں صاحب لکھنؤ
میں وارد ہوئے۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں چھوٹے چودہ سال باقی
رہ گئے ہیں اور اس کی دلیل ایک تو وہ الہام ہے جو مجھے خدا کی طرف سے پہنچا ہے۔ اور
دوسری دلیل کتاب دانی ایل کے باب ۸ کی عبارت ہے۔ اس عبارت سے ان کا استدلال
کچھ تو لکھنؤ کے شیخی مجتہد کے نام ۴ رمضان بروز منگل کے ار سال کہ وہ مکتوب سے اور
کچھ ۸ رمضان بروز بدھ شیخ مجتہد سے اس کی ملاقات کے دوران گفتگو سے معلوم ہوا، آپ
بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آیت سے اس نے یوں استدلال کیا :-

۵ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دانیال علیہ السلام کے عہد سے

دو ہزار تین سو سال بعد نزول فرمائیں گے اور دانیال علیہ السلام پیدائش عیسیٰ
سے چار سو تیرہ سو سال پیشتر گزرے ہیں، چھٹینگوئی میں مذکور تحت سے اس
سابقہ قدرت کو نما کر دیا جائے تو باقی ایک ہزار اٹھ سو بیس تالیس رہتے ہیں، اب
تک ۱۸۳۳ سال تو چھبے ہو چکے لہذا چودہ سال اور باقی رہ گئے ہیں۔
اور یہی میرا دعویٰ ہے اہل کتاب دانیال کی عبارت میں شب و روز سے
مراہ سال ہیں ۵

بہت مدعا صاحب نے خط کے جواب میں جو تقریر کیا اور دوران گفتگو جو جواب دیا
اس کا اظہار یہ ہے :-

۱۔ اس عبارت کتاب دانیال میں تو عیسیٰ علیہ السلام کا ہی نام مذکور نہیں ان کے
آسمان سے نزول کا تو کیا ذکر ہوتا۔

۲۔ عزت دانیال علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے حمد کی درمیانی خدمت کا تعین تو

محض بیکار بات ہے۔ اصل بات تو اس خواب سے مدت شمار کرنا ہے اور

تمہاری مطبوعہ کتب سے اس خواب اور ولادت عیسیٰ تک ۵۲۵ سال ہوتے ہیں

اور بعض روایات سے ۵۳۶ یا ۵۳۷ بنتے ہیں، اس صحت میں اس عبارت سے

استدلال کیسے درست ہو سکتا ہے؟ کیونکہ پیدائش عیسیٰ سے سابقہ مدت میں سے

جو صحت سے کم یعنی ۵۲۵ سال ہے پیدائش کے بعد مدت میں بھی کہیں تو گلہ نہ

۱۸۳۳ + ۵۲۵ = ۲۳۵۸ دو ہزار تین سو اڑتالیس سال بنتے ہیں اور تمہارا دعویٰ

ہے کہ کتاب دانیال میں مذکورہ مدت صرف دو ہزار تین سو سال ہے تو اس صورت

میں اس مذکورہ مدت سے اڑتالیس سال زیادہ ہو گئے اور اگر یہ پیشین گوئی جو اسی

نزعی رخ علیہ السلام کے ہاں ہے میں تھی تو اب تک تو ان کا نزول ہو جانا چاہیے تھا پھر
یہ چودہ سال خرید انتظار کیوں کیا جا رہا ہے؟

۳۔ کتاب دانیال میں مذکور دو ہزار تیرہ سو دن سے سال مراد لینا تو بالکل غلط ہے اس لئے دن کے جو حقیقی معنی ہیں وہی مراد لئے جائیں گے۔ لیکن اگر آپ کا دعویٰ تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی ”دن“ کے لفظ ”سال“ مراد لینا معنی مجازی چھیننے اور غیر قرینہ کے کسی لفظ کو مجازی معنی پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

۴۔ آپ کی یہ عقیدہ حقت سبحان علیہ السلام کے اس فرمان کے منافی ہے جو انجیل متی باب ۱۷ آیت ۳۶ میں اس طرح منقول ہے کہ ”لیکن اُس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا، نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ“ اور اس حدیث سے صحت واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا قیامت کے بارے میں کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ۱۱

اس کے بعد دلائل و ملاقات پادری صاحب نے میرا اعتراض کیا کہ اس دن اور گھڑی کو کوئی نہیں جانتا۔ لیکن سال تو معلوم ہے ۱۲

مجتہد صاحب نے جواب دیا کہ ”یہ تو مشہور تھا اور ہے کہ جس چیز کی قدرت معلوم نہیں ہوتی ہے تو اس کو بونہی تعبیر کرتے ہیں اور کہ اس کا دن اور گھڑی معلوم نہیں“ اور اس سے مراد یقیناً مدت کی مطلقاً نسی کرنا ہوتا ہے کہ جس سال معلوم ہے اور نہ سینہ و دن۔ اور تمہارے ہاں جو آسمانی کتابوں میں دن اور سال کے سال مراد لیتے ہیں کتاب دانیال کی اس عبارت میں بھی سال ہی مراد لیا جائے تو بھی تمہارا دعویٰ اس سے ثابت نہیں ہو سکتا ۱۳

ہم کہتے ہیں کہ اس تنازعہ میں مجتہد صاحب حق بنیائیں ہیں اور مجتہد پادری صاحب کا الہام غلط ثابت ہوا اور کتاب دانیال سے ان کا استدلال بالکل بے بنیاد و تراش پانا، کیونکہ مجتہد صاحب کے دلائل سے قطع نظر نزول سورۃ صافات ۱۷۶۵ آیت تک تو صحیحاً نہیں اور اب ۱۷۶۵ تک مزید آٹھ سال گزر گئے۔ اب تو پادری صاحب کے الہام اور

۱۱۔ بلکہ اب تو سورۃ شروع ہے اب اب تک اس لفظ کی چالیس بار نہیں آئی ۱۲۔ منجیب

ناب و نیال سے ان کے استدلال کے غلط ہونے میں کوئی شک و شبہ نہ رہ گیا۔ اس میں غریب پادری کا کیا قصور؟ اس پیشین گوئی کے خلاف میں تو ان کے اسلاف بھی ایسے ہی دعوے کرتے آئے ہیں اور وہ فوں میں سے اکثر کا مجموعہ بنا ہونا ثابت ہو چکا ہے اور باقی بھی انق و اللہ عفریب ہو جائیں گے۔

سفل چانسی نے بھی ایک تفسیر پند و پیش آئے والے واقعات کی پیشین گوئیوں پر کئی سبے اور ساتا ہی جوئی کی ہے کہ میں نے اس کتاب میں کیا سی تقاسیم کا پکڑا اور خلاصہ پیش کیا ہے۔ تاہم ۱۹۲۲ء میں ان میں بھی سبے ادنیال کی اس پیشین گوئی کی شہرت کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے :-

”اس پیشین گوئی کے ابتدائی زمانہ کی پیشین گوئی پرمانہ سے علامہ کے نزدیک بڑے اشکال کا سبب بنی ہوئی ہے، اکثر علماء نے اس خیال کو تخریج دی ہے کہ اس زمانہ کا آغاز ان چار زمانوں میں سے یقیناً کوئی ایک زمانہ ہے جس میں تابان ایران کے حیا فرما میں صادر ہوئے۔“

۱۔ مشرقی مازمانہ جس میں قریش کا فرمان صادر ہو۔

۲۔ مشرقی مازمانہ جس میں دارا کا فرمان جاری ہوا۔

۳۔ مشرقی مازمانہ جس میں آذر شیر نے اپنی شہنشاہی سے ساتویں سال

عزرا کے نام ایک فرمان جاری کیا۔

یہ سفل چانسی کی آئے والی عبارت کا حاصل سماں گے جیہ محمد - نکا ہوں یہ ہے کہ اس کے نزدیک کتاب والی ایل ان خانہ پیشین گوئی میں حدیث سنی کے نزول آئی ہوتی نہ پایا گیا ہے اور اس نے اسکی شرط اس حالت ہے کہ وہ ہزار ہوں کو آیم سے مراد وہ ہزار ہوں میں آیم اور نہ ہزار ہوں میں آیم نہ ہزار ہوں میں آیم جس میں یہ وہ علم الی کتاب کے قبضے سے نکال گیا جو جس کے نکالے جانے کے ساتھ ان کے صاحب سے حضرت موسیٰ کے دوبارہ زمین پر شریف لانے سے منظر سے آئے۔ ۱۰۰ - تعقی

۴۔ ۱۸۶۴ء تک قریباً ۱۸ سالوں میں اودھ میں اپنی خدمت نشینی کے بیسویں سال تک
نیک نام ایک فرمان جاری کیا۔

نیز ایام سے مراد سال ہیں، اس طرح اس پیشین گوئی کا منتہی مندرجہ ذیل تفصیل
کے مطابق ہوتا ہے :-

نیرنگ خلافت نیرنگ خلافت نیرنگ خلافت نیرنگ خلافت
۱۸۶۴ء ۱۸۶۲ء ۱۸۶۳ء ۱۸۶۴ء

اس خلافت سے پہلے اور دوسری مدت ختم ہو چکی ہے، تیسری چوتھی باقی ہے،
چوتھی تیسری مدت زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے اور میرے نزدیک کوئی یقینی
ہے، البتہ بعض علماء کے نزدیک اس کا آغاز سکندریہ کے ایشیا پر حملہ آرم ہونے
سے شمار کیا ہے۔ اس صورت میں اس کا منتہی سال ۱۸۶۳ء نکلتا ہے۔

اس شادی کے اس قول سے بظہر اللہ یہ اعتراض تو ہوگا کہ ان لوگوں کا قول غلط
ثابت ہوا جو پہلی اور دوسری مدت کو ابتدائی زمانہ قرار دیتے ہیں اور حقائق سے تیز قول
جو اس مفسر کے نزدیک بھی سچی اور یقینی ہے، چھوٹا ثابت ہو چکا اور اس معتقد مدت
سے بھی دس سال مزید گزر گئے اور جو لوگ تین سال تک زندہ رہیں گے وہ جو سچے قول
کا سچا ٹھوٹا ہونا بھی جان لیں گے۔ البتہ پانچویں قول کے چھوٹا سچا ثابت ہونے کے
لیے ایک دلیل موعود کا انتظار کرنا پڑے گا۔

یابن کے یہودی اور عیسائی مفسرین، متقدمین و مشاہیرین کی اکثریت نے اور مشہور
یہودی مورخ ایسٹین نے اس کا مصداق انیکوس شاہ روم کے واقعہ کو قرار دیا ہے جس
نے ۱۶۶۴ء میں تدمر کو فتح کیا تھا اور ایام سے مراد بھی متعارف امام ہیں، مگر کسی حد تک

۱۸۶۶ء اور اب ۱۸۶۵ء شروع ہے اس طرح اس پانچویں قویہ کو بھی موعود اور موعود
ثابت ہونے تقریباً انیس سال گزرنے اور بھی ایک حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول نہیں ہوا۔ ۱۳ نجیب +

کے مطابق ان مذکورہ ایام کے تخمیناً چھ سال چار ماہ اور بیس دن ہوتے ہیں اور انیسویں صدی کا حادثہ جس میں قدس اور نوح پامال ہوئی وہ ساٹھ سے تیس سال رہا جس کی تصریح ریٹینسن نے اپنی تاریخ کی کتاب ۵ باب ۹ میں کی ہے۔ اسی پر مشہور فلسفی اسحاق نیوٹن اس کا مصداق انیسویں صدی کے حادثہ کو ماننے سے صاف انکار کیا ہے۔

قدس نیوٹن نے بائبل کی پیشین گوئیوں کے بارے میں اپنی تفسیر مطبوعہ لندن متعلقہ کی جلد اول میں پہلے حصہ مفسرین کا قول نقل کیا ہے، پھر اسحاق نیوٹن کی طرف اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حادثہ کا مصداق انیسویں صدی کا حادثہ کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ پھر اس نے دہائی لکھا ہے کہ اس کا مصداق وہی سلاطین اور پاپا ہیں۔

سہلک اظہر ہو، مفسرین کی پیشین گوئیاں بھی کیا خوب ہیں کہ جس کو چاہو ان کا مصداق قرار دے لو۔

ڈاؤنلی اور جردنٹ کی تفسیر میں لکھا ہے :-

”اس پیشین گوئی کے آغاز و انجام کی تعبیر میں اس کی تکمیل سے پہلے بہت ہی

ڈھنکار اور مستقل ہے، پوری ہو جانے پر واقعہ اس کو لاپرواہ کر دیں گے“

یہ تو بہت بہت ہی محکمہ فیز ہے اس طرح تو پھر شخص کسی پیشین گوئیاں کر سکتا ہے

جن میں ان کے آغاز و انجام کی کوئی تعبیر نہ ہو اور یہ کہہ سکتا ہے کہ جب پوری ہوگی تو

واقعہ خود اس کے آغاز و انجام کی تعبیر کر دیں گے۔

فساد نمبر ۶۲

کتاب تانی ایل باب ۱۴ آیت ۱۲-۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء یوں ہے :-

”اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجالے والی

مکروہ چیز نصب کی جائے گی ایک ہزار دوسو نو سے دن ہوں گے مبارک

ہے۔ ہر ایک ہزار تین سو تیس روز تک اشتداد کرتا ہے ۱۰

اور غازی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں آیت ۱۲۶۱۱ یوں ہے :-

۱۱۔ اور ماہِ شرفِ قربانیِ نبوی و اہلبیتِ شریفین مکروہاتِ مخزلیٰ یکروز اور ولایت

و نور روزِ خواجهِ ہمدانِ شرفی کے کہ اشتدادِ کشیدہ بروز ہائے یکروز و

سیصد و سی و پنج روز ہے

یہ بھی گذشتہ پیشین گوئی کی طرح غلط اور باطل ہے اور اس میعاد پر نہ جیسا یوں کا

سیصد و چوبیس روز ہوا نہ جیسا یوں کا۔

فساد نمبر ۲۳

کتابِ تقانی ایل یاب ۹ آیت ۲۴ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء یوں ہے :-

۱۲۔ تیسرے لوگوں اور تیسرے مقدس شہر کے لئے شرفِ تہمتے مقرر کئے گئے کہ خفاکاری

اور گناہ کا خاتمہ ہو جائے۔ تیسرے شہر کی کا کفارہ دیا جائے۔ پہلی ناستازی قائم ہوا

دعا و بقوت پر مہر اور پاک ترین مقامِ شرفی کا جاننے ۱۱

اور غازی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں اس طرح ہے :-

۱۳۔ مفسرین کے نزدیک یہ آیت کی خوش خبری ہے۔ ۱۲۔ تہمتی

۱۴۔ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں یہ آیت اس طرح ہے: "جو تہمت سے ملے تہمتی قربانی اور شہادت

جانے گی اور غفلت کرے کہ مکروہات کی جانے گی ایک ہزار دو سو نو سو تہمتوں کے گناہ کی نظر ہے

اور ایک ہزار تین سو تیس روز تک پہنچتا ہے ۱۵۔ فہم

۱۶۔ اس سے بھی مفسرین کے نزدیک "نور سراج" کی طرقت اشارہ ہے۔

۱۷۔ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے: "ہمتہ ہمتہ تہمتی تہمتی قوم یاد خیرہ

مقدس شہر شرفیٰ بند گناہ گوارہ و مذکورہ پر ہم گناہ گوار گناہ گوارہ کہنے کو اور صداقت اجنبی پہنچانے

اور صداقت اور ایذا کا ختم کرنے کو اور تہمتی بالقوس میں کو سزا کرنے کو سمجھنے کے لئے ہیں ۱۸۔ فہم ۱۹

”برائے قسمت و شہر مقدس، ہفتاد ہفتہ تقسیم شدہ است جہت انجا میلان
جہیبان و تمام دسانیدن گنہ و کفلا نمودن طوطا و آہر دن خلعت دامن و
تکمیل نمودن دعویا و نبوت و جہت یک نمودن قدس قدوسین ۱۸۳۶
اور یہ جملہ کہ ”تکمیل نمودن...“ الخ بخاری ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۶ء میں یوں ہے :-

”و برائے اختتام دویا و نبوت و برائے مسیح قدس المقدس :-

یہاں پرنیکیل سے مراد اختتام ہے اور یہ پیشین گوئی بھی لفظ ثابت ہو چکی اس لئے
کہ اس مدت مقررہ میں بھی دلوں میں سے ایک بھی نمودار نہیں ہوا۔ یوتیسس کی تاریخ
سے معلوم ہوا کہ خود شہ کی تخت نشینی کے پہلے سال (۱۸۳۶ء) میں یہودیوں کو رہا کرنے اور میکیل
کی تعمیر کا حکم دیا تھا، اور عیسیٰ علیہ السلام کی تشریفات آٹھویں کے درمیان مدت تقریباً
چھ سو سال ہے۔

آرتن ہی اس مدت مقررہ میں نموداریوں کے سبب کا ظہور ہوا، بلکہ یہ مسیح تو آج تک
ظاہر نہ ہو سکا، حالانکہ اس مدت پر دو ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔

اس کو اگر صحیح مان لیا جائے تو چونکہ اس میں مسیح علیہ السلام کی نبوت کا ختم ہونا لازم
آتا ہے اس لئے حواری کسی صورت میں ہی اور غیر نبی ہو سکیں گے، حالانکہ عیسائی حضرات
ان کو لای علیہ السلام سے بھی افضل ٹھی مانتے ہیں۔

آورد ایام سے ”سال“ مراد لینا بھی خواہ مخواہ سینہ زیدی ہے اس لئے کہ کتب مقدسہ
میں بے شمار مقامات پر مدت کے بیان میں ”ایام“ اپنے متداول اور حقیقی معنی میں
ہی مستعمل ہوتا ہے۔ البتہ کسی قرینہ کی وجہ سے کسی جگہ مجازی معنی پر محمول کیا گیا ہو گا۔
بطور مثال چند آیات ملاحظہ فرمائیں :-

”مذکورہ کتاب دانی ایل مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں ہی ہے :-

ہلب آیت ۱۲ ”... تو دس روز تک اپنے خاصوں کو آڑ مار دو کیو۔ الخ“

باب ۱ آیت ۱۵..... اور دس روز کے بعد..... الخ
 ۲۰..... تیس روز تک جو کوئی..... الخ
 ۲۱..... تیس روز تک جو کوئی..... الخ
 دیکھئے یہاں تمام آیات میں دس اور تیس دن مراد ہیں، دس اور تیس سال کسی نے
 مراد لئے ہیں :-

● کتاب پیدائش مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں :-

باب ۷ آیت ۴۰ * کیونکہ سات دن کے بعد زمین زمین پر چالیس دن اور چالیس رات
 پانی برساتی گا :-

باب ۷ آیت ۱۲ * اور چالیس دن اور چالیس رات زمین پر بارش ہوتی رہی :-

۱۴..... اور چالیس دن تک زمین پر طوفان رہا :-

۲۲ * اور پانی زمین پر ایک سو پچاس دن تک چھڑتا رہا :-

۳..... اور پانی زمین پر چھڑنے لگے ایک سو پچاس دن کے بعد ہوا :-

۴..... اور چالیس دن کے بعد لوہا ہوا کہ..... الخ

۱۰..... اور سات دن شکر کراسے..... الخ

۱۲ * تب وہ سات دن اور شہرا..... الخ

۳..... اور اس کے چالیس دن پورے ہوتے..... الخ

۱۰..... اور یوسف نے اپنے باپ کے سات دن تک ماتم کرایا :-

● کتاب خروج مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں :-

باب ۱۳ آیت ۶ * سات دن تک تو توجے خمیری روٹی کھانا..... الخ

۷ * ”بے خمیری روٹی ساتوں دن کھائی جاتے..... الخ

۱۶ * اور چھ دن تک کھنا اس پر چھائی رہی..... الخ

باب ۲۴ آیت ۱۸ اور وہ پہاڑ پر چالیس دن اور چالیس رات رہا۔

• کتاب دجائر مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں :-

باب ۱۲ آیت ۲ ”اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اس کے لڑکا لڑکی ہو تو وہ سات دن

تلاش پاک رہے گی جیسے عین کے ایام نماز آتی ہے۔“

• • • ”اس کے بعد تینیس دن تک وہ طہارت کے خون میں رہے۔“ الخ

• • • ”اور اگر اس کے لڑکی ہو تو وہ دو ہفتے تلاش پاک رہے گی جیسے عین کے

ایام میں رہتی ہے اسکے بعد وہ چھیانوہ تک تلاش پاک کے خون میں رہے۔“

اسی طرح باب ۱۳ کی آیات ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور باب ۱۵ کی

آیات ۱۳، ۱۴، ۱۵ اور باب ۲۳ کی آیات ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵

میں سات دن کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

باب ۲۳ آیت ۳ ”چھ دن کام کاج کیا جاتے پر ساتواں دن خاص انعام کا اور

مقدس جمع کا منیت ہے۔“

• • • ”گن شروع کننا سب تک عبادت سبت پر سے نہ ہو جائیں۔“

• • • ”ساتویں سبت کے دو روزے دن کبھی چالیس دن گن لینا۔“ الخ

• کتاب گنتی مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں :-

باب ۱۳ آیت ۲۵ ”اور چالیس دن کے بعد وہ۔۔۔۔۔ الخ

• کتاب استنناد مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں :-

باب ۹ آیت ۲۵ ”سو وہ چالیس دن اور چالیس رات جو میں خداوند کے آگے

اودھھا پڑا رہا۔“ الخ

باب ۳۴ آیت ۸ ”اور بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے موعود کے میراثوں میں تیس دن

تک رہتے رہے۔“ الخ

موسیٰ علیہ السلام کی ان مذکورہ پانچ کتابوں میں ملاحظہ کیجئے کہ ”دن“ اور ”ہفتے“ کا لفظ اپنے اصل اور حقیقی معنی میں ہی مستعمل ہے اور کبھی تو سال کے معنی میں استعمال نہیں ہوا اور حدیث میں کی دیگر کتب میں بھی ایسے ہی اس طرح مستعمل ہوا ہے۔

● انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۱۳ میں ہے :-

”اور وہ بیابان میں پائیس دن تک شیطان سے آزمایا گیا الخ“

● کتاب اعمال میں ہے :-

باب ۱ آیت ۳ ”چنانچہ وہ پانچ دن تک اہیں نظر آتا اور خدا کی بادشاہی

کی باتیں کتا رہا“

● انجیل مٹی باب ۱۵ آیت ۳۲، انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۲۰، ۱۶ میں لفظ ”تین

دن“ اور انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۴ میں لفظ ”چار دن“ اور انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱

میں لفظ ”چھ دن“ اور باب ۲ آیت ۲۶ میں لفظ ”آٹھ دن“ استعمال ہوا ہے۔

اور اسی طرح بے شمار مقامات پر استعمال ہوا ہے اور اپنے حقیقی معنی میں ہی مستعمل

ہوا ہے۔ لہذا بغیر قوی قرینہ کے لفظ ”دن“ کے کوئی معنی لے کر ”سال“ اور اولینا

معنی بلا دلیل کا دعویٰ ہے۔

فساد نمبر ۶

کتاب سلاطین اول باب ۱۹ آیت ۱۶ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۲۲ء میں ہے :-

”اور اس کا اور بیٹا جب تک اسرائیل کے بادشاہ نہ ہو جبکہ جاری نہ ہی“

اور کتاب تواریخ ثانی باب ۱۵ آیت ۱۹ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں

یوں ہے :-

”اور اس کا اور بیٹا اسرائیل کے بادشاہ“

کتاب کے جیسے جیسے لڑائی دیا کی :- ۱۲-صمیم ۵

۱۰ اور آساکہ سلطنت کے پینتیسویں سال تک کوئی جنگ نہ ہوئی :-

اور کتاب تواریخ ثانی باب ۱۶ آیت اولیٰ ہے :-

۱۱ اور آساکہ سلطنت کے پینتیسویں برس اسرائیل کا بادشاہ یوشافا اور یوشافا کا اور

ڈاڈ کو تیسری بار آساکہ بادشاہ کے بادشاہ آساکہ ہاں کسی کو کانے جانے نہ دے :-

یہاں پر ورد والی جہارت پہلی جہالت کی تکذیب کر رہی ہے۔

قصہ نمبر ۶۵

کتاب کوئیل ثانی باب ۲۳ آیت ۸ لڑنا ہے :-

۱۲ اور داد کے بہاروں کے نام یہ ہیں :- یعنی جھگڑائی پر شیبب بشیبب

جو سپہ سالاروں کو ہمارا تھا وہی ایزتی آویو تھا جس سے آٹھ سو ایک

ہی وقت میں متعلقہ ہوئے :-

اور کتاب تواریخ اولیٰ باب ۱۱ آیت ۱۱ میں اس طرح ہے :-

۱۳ اور داد کے سرداروں کا شمار یہ ہے جو بہام بن حکونی جو تیسوں کا سردار تھا۔

اس نے تین سو پانچ ہزار لایا اور ان کو ایک ہی وقت میں قتل کیا :-

یہاں پر دو نوعیت کا اختلاف ہے، ایک تو نام میں ہی اختلاف ہو گیا۔ دوسرے

ایک جگہ پر تین سو پانچ ہزار آٹھ سو بتائی گئی ہے اور دوسری جگہ اسی کو تین سو

بتایا گیا ہے۔

۱۴ یہ جگہ وہی ایزتی آویو تھا اور اس کے لفظوں میں الفاظ یہ ہیں کہ "اور آٹھ سو پانچ ہزار لایا

اور اس میں ایک ہزار قتل کیا :-" ایک ہی آیت کے ایک زبان کے دو ترجموں میں الفاظ کی یہ کمی بیشی اور

تجزی و تہلیل بھی تحریف کی ایک مثال ہے۔ - ۱۲ - عجیب

۱۵ یہ آیت اور دو ترجموں کے لفظوں میں اس طرح ہے "اور داد کے بہاروں کا شمار یہ ہے" اور

یہاں جہارت پر ورد والی جہالت پہلی جہالت کی تکذیب کر رہی ہے۔

غرض کہ اسی طرح کے بے شمار اختلافات اور غریبیاں دوسرے بے شمار مقامات میں بھی موجود ہیں۔ یہاں پر بطور نمونہ مذکورہ بالا غریبوں کو ذکر کیا گیا ہے۔

اور اگر محمد عتیق کی روایات میں موجود اختلافات کو اس انداز سے جمع کیا جائے جس طرح کہ پرنسٹنٹ فرقہ والے اور خصوصاً محققین دین جی کے بارے میں لکھتے ہیں تو شاید محمد عتیق کی کتابوں کی کوئی آیت بھی اختلافات سے سلامت نہ نکلی سکے چنانچہ نمونہ کے طور پر جان کلارک کی کتاب کرسٹیکل ریویو مطبوعہ لندن ۱۸۳۲ء اور کتاب اسکسپیوٹو اور دیگر مدین کی کتب سے اسی طرح کے کچھ اختلافات ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ پادری حضرات کی یہ کوئی نئی روش نہیں ہے بلکہ یہی ان کے پیش روؤں کا وطیرہ رہا ہے اور انہی کی اندھی تقلید یہ حضرات بھی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ جھوٹے طریقے سے ہی اسی اور چہاں کو ان لوگوں کی صحیح تقلید نہیں قرار دیتے۔ کیونکہ ان کے پیش روؤں کو تو ان احترامات کے صلہ میں کوئی انبوی فائدہ حاصل نہ ہوا بلکہ تمام عیسائی حضرات نے ان لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ لیکن اس کے برعکس موجودہ پادریوں کو دین اسلام پر ایسے احترامات کرنے اور مسلمانوں کو گراہ کرنے کے صلہ میں بڑی بڑی تمناؤں ملی ہیں اور عیسائیوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اختلاف نمبر ۱

زیم و کریم کی انتہا | زہرہ ۱۴۵ آیت ۸ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۴ء میں یوں ہے :-

”خداوند زیم و کریم ہے وہ فر کرنے میں دھما اور شفقت میں غنی ہے“

۱۰۔ ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۴ء میں یہ آیت یوں ہے ”خداوند پران اور مراد لغت ہے فقر کرنے

میں دھما اور شفقت سے مدیم ہے“ ۱۰۔ زیم

لیکن کتاب سولہیں اولیٰ باب ۱۹ آیت ۱۹ میں ہے :-
 "اور اس نے بیت شمس کے لوگوں کو بلایا اس لئے کہ انھوں نے خداوند کے
 صندوق کے اندر جھانکا تھا، سو اس نے ان کے پیاس نہرا اور پتھر آدمی مار ڈالے
 اور وہاں کے لوگوں نے قائم کیا اس لئے کہ خداوند نے ان لوگوں کو بڑی مری سے مارا
 دیکھئے کہ اس شدت سے قہم و کفریم ہے امد قہر کرنے میں وہیسا ہے کہ ایک معمولی سی
 غلطی پر اپنی خاص قوم ہی کے پیاس نہرا پتھر کو بھین کو بیک وقت قتل کر ڈالا۔"

اختلاف نمبر ۲

آکھ کی پتلی کی طرح | کتاب استثناء باب ۳۲ کی آیت ۱۰ اس
 طرح ہے -۱-

"وہ خداوند کو دیر لے اور سونے ہولنک کہا جان میں ملار خداوند اس کے
 چونکہ ہاؤس نے اس کی خبر لی اور اسے اپنی آکھ کی پتلی کی طرح دکھا۔"

اور کتاب گنتی باب ۲۵ کی آیت ۵، ۴ میں ہے :-

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا قوم کے سب مرداروں کو پکڑ کر خداوند کے
 حضور و سوپ میں ڈال دے تاکہ خداوند کا شدید قہر کھراٹیل پر سے ملے"

۱۰ اور ترجمہ نکلتا ہے کہ بیت شمس اس آیت کے الفاظ اس طرح ہیں "اور خداوند نے بیت
 شمس کے لوگوں کو مارا اس لئے کہ انھوں نے خداوند کے صندوق کو کھلنے کے دیکھا سو اس نے
 پیاس نہرا پتھر آدمی اور میں کے مار ڈالے۔" الخ - ۱۲ - قہیم

۱۱ بائبل کے بیان کے مطابق یہ حضرت موسیٰ کا نام ہے جس میں وہ نبی اسرائیل پر خدا کی شفقتوں کا ذکر کیا
 ہے جسے کہ اشرف ان کی کہ کسی خبر گیری فرمائی - ۱۳ - تقی

۱۲ ترجمہ یہ ہے کہ بیت شمس کی پتلی کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے "اور اس نے قوم کے سب مرداروں کو پکڑ کر
 خداوند کے حضور و سوپ میں ڈال دے تاکہ خداوند کا شدید قہر کھراٹیل پر سے ملے" قہیم

جائے سو سوئی نے بنی اسرائیل کے حاکموں سے کہا کہ تمہارے جو جو کوئی بیل فخور
 لگا پھا جا کرنے لگے ہیں ان کو قتل کر ڈالو ۱۱

آیت ۹ میں ہے :-

اور جتنے اس واپاء سے مرے ان کا شمار چوبیس ہزار تھا ۱۲
 ملاحظہ کیجئے کہ آیت کی پہلی ہی طرح ایسا رکھا کہ اسی جنگل میں سب مرداروں کو جو سوچ
 میں مانگئے کا حکم دیا اور اس کے حکم کی تعمیل میں سوئی علیہ السلام نے انکو قتل کر ڈالنے کا فیصلہ
 کیا نیز چوبیس ہزار افراد کو یہادی میں مبتلا کر کے مار ڈالا -

اختلاف نمبر ۳

باب کی تفسیر ۱ کتاب استثناء باب ۸ کی آیت ۵ یوں ہے :-

”اور تو اپنے دل میں خیال نہ کیا کہ میں طرح آدمی اپنے بیٹے کو تیسہ کرتا ہے وہ ہے

یہ خداوند تیرا خدا تجھ کو تیسہ کرتا ہے ۱۱

اور کتاب سنتی باب ۱۸ کی آیت ۳۳ میں ہے :-

۱۳ اور تو جو مطہور ۱۸۴۲ میں یہ آیات اس طرح ہیں ”اور خداوند نے سوئی کو فرمایا قوم
 کے سارے مرداروں کو پکڑ اور انکو خداوند کے لئے آفتاب کے مقابلے میں ہر کچھ تاکہ خداوند
 کے غضب کا بھڑکا اسرائیل پر سے مل جاوے سوئی نے بنی اسرائیل کے حاکموں کو کہا کہ تم میں سے ہر ایک
 اپنے لوگوں کو جو اجل قور سے مل گئے ہیں قتل کرے ۱۲“

۱۴ اس آیت کے الفاظ اور تو جو مطہور ۱۸۴۲ میں یوں ہیں ”وے جو اس و بائین مرتبہ
 چوبیس ہزار تھے ۱۱“

۱۵ یہ آیت اور تو جو مطہور ۱۸۴۲ کے مطابق اس طرح ہے ”تو اپنے دل میں سوچ کر جس طرح سے
 آدمی اپنے بیٹے کو تیسہ کرتا ہے خداوند تیرا خدا تجھ کو تیسہ کرتا ہے ۱۱“

۱۰ اور ان کا گوشت انہوں نے کانا ہی تھا اور اُسے چلنے بھی نہیں پاتے تھے
کہ وہ اونڈ کا تھراں لوگوں پر بھڑکی اٹھا اور خداوند نے ان لوگوں کو بُری
سنت و پاد سے مارا ۱۰

دیکھئے باپ کی طرح ایسی تنبیہ کی کہ ان مصیبت زدہ لوگوں کو کہیں سے گوشت
حاصل ہو سکے گا انادہ کیا۔ اچھی بات گوشت کو انہوں نے کانا ہی تھا کہ انتہائی
جلد روی سے ان کو مار ڈالا۔

اختلاف نمبر ۴

کتاب میکاہ باب ۷ کی آیت ۱۸ خدا تعالیٰ کے بارے
شفقت کی انتہا میں لکھا ہے :-

..... وہ شفقت کرتا پسند کرتا ہے ۱۱

اور کتاب اشتیاد باب ۷ لکھا ہے :-

آیت ۲۰ اور جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے اگے شکست دلائے اور تو ان کو مارنے
تو تو ان کو بالکل تابود کر ڈالا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ
ان پر رحم کرنا ۱۲

آیت ۱۶ اور تو ان سب قوموں کو جن کو خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں کر دیا تا بورد
کر ڈالا تو ان پر نرمی نہ کھانا ۱۳

لے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ہے: انت ان الفاظ میں ہے: ہنزلو لکی ہا تقدی لکی گوشت چھانچے اسی کے کہے
اس سے پتا چلیں خداوند کا قصہ ان لوگوں پر بھڑکی کا اور خداوند نے ان لوگوں کو سخت مار سے مارا ۱۴
۱۱ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس طرح ہے: وہ رحم کرنے سے بہت خوش ہے ۱۵
۱۲ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس الفاظ میں ہے: وہ جبکہ خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں کر دیا
کر دے تو تو ان پر نرمی نہ کھانا ۱۶
۱۳ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی جملہ اس طرح ہے: تو تو ان سب قوموں کو جن کو خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں
سے تیرے قابو میں کر دیا تا بورد ہوئے نکل جائیں ان پر تجھے رحم کی نظر نہ ہوگی ۱۷

ملاحظہ کیجئے کہ شفقت کرنا ایسا پسند ہے کہ نبی امیرؐ کو ان کے مخالفوں پر رحم نہ کرنے اور ان پر قہر سے نہ کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

اختلاف نمبر ۵

بیتھب کے نام خدا کے باب ۵ کی آیت ۱۱ ^{۱۹۵۹} مطبوعہ اردو درو مند اور مہربان ترجمے میں یوں ہے :-

”... خداوند کے مطلب کو جانتے ہو کہ وہ بڑا درو مند اور مہربان ہے“

اور ^{۱۹۵۹} کے مطبوعہ اردو ترجمہ میں یہی آیت لکھی ہے :-

”... اور اللہ کا مطلب حیافیت کی ہے کہ اللہ بڑا درو مند اور رحم ہے“

اور جو تیسرے باب ۱۳ آیت ۱۶ اردو ترجمہ مطبوعہ ^{۱۹۵۹} میں ہے :-

”مادیر اپنے جرم کی سزا پانے کا کوئی نکتہ اس نے اپنے خدا سے بناویت کیا ہے وہ تمہارے گرجا میں گئے۔ اللہ انکے بچے پادہ پادہ ہوں گے اور بادنا اور جو تیسرے کے پیٹ چاک کئے جائیں گے“

ملاحظہ کیجئے کہس درجہ درو مندی اور رحم کی کثرت ہے کہ بچوں کو پادہ پادہ کر لے اور

۱۹۵۹ کے مطبوعہ اردو ترجمے میں ہامی آیت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

”... اور خداوند کی طرف سے جو اس کا انجام پورا اسے بھی معلوم کر لیا جس سے

خداوند کا نیت ترس اور رحم ظاہر ہوتا ہے“

تفصیح نظر دوسرے اختلاف کے اس آیت کے ایک ہی زبان کے تین مختلف ترجموں میں تین مختلف

تعمیروں کا اختلاف بھی محل نظر ہے۔ ۱۶ نجیب

۱۱ تیار اور ترجموں میں یہ آیت اس طرح ہے ”مومن ویران ہو گا کیونکہ وہ اپنے خدا سے باغی ہوا ہے اور اسے سزا دے

گر باغی اے اور انکے لڑکے شہید ہائیں گے اور انکی پیٹ دانی اور تیس چیری جائیں گی“ ۱۱ نسیم

حاضر محرموں کے ہیٹ چاک کرنے کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔

اشکلاف نمبر ۶

نور برتیاہ تکہ باب ۲ کی آیت ۲۳ میں ہے :-
 ”کیونکہ وہ بنی آدم پر خوشی سے دکھ محبت نہیں بھیجتا“

حالانکہ اس کا ذکر معصیت حدیث میں اس طرح کیا ہے کہ اشدودوں کو جو امیر کے مرض میں مبتلا کر کے مار ڈالا، جیسا کہ کتاب سونیل بقول باب ۵ کی آیت ۶ میں ہے اور ہزاروں کو آسمان سے پھر برسا کر ہلاک کر دیا جس کا ذکر کتاب بیوتح باب ۱۰ کی آیت ۱۱ میں صراحتاً

لے واضح ہے کہ اس علم نے دشمن کے ساتھ نہیں اس قسم کی بددعا کی گوری نہیں کی۔ اسلام کا اصول جنگ کا پہلا اصول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: ”مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَاتَلَ اللَّهُ مَعَهُ“ اَللّٰهُ يَمْلِكُ مَا يَشَاءُ وَيُخَلِّدُ مَا يَشَاءُ اِذَا تَمَشَّتْ نَيْفًا قَامَ اِنْ طَلِقُوا بِسِمِ اللَّهِ وَرَدَ تَقَطَّرَ اُفْرِعَافًا وَنَاثِرًا وَرَدَ غُلَّادًا صَغِيرًا ذَاتَ اَسْمَاءٍ وَلَا تَقَطَّرُوا وَجَنَّتُوا قَتْلًا تَمَكُّرًا جَا فُضِّلُوا وَاَجْلُوا اِلٰتِ اَشْ

تَحِيَّتِ الْمَدْحَنِيَّةِ (رواداعنا نور - مجمع المفردات ص ۲۴)

ترجمہ :- حضرت امیر مومنین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی لشکر روانہ فرماتے تو لانا ہے، فرماتے کہ اللہ کے نام پر جاؤ اور کسی دست مرید کو بوزرے کو قتل کرنا نہ کسی چھوٹے بچے کو اور کسی عورت کو اور بالی قیمت میں خیرات نہ کرنا اور اپنے مال غیرت کو جسے کرنا اور اصلاح کرنا اور اچھا سلوک کرنا بلاشبہ اللہ کے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ ۱۱ - تفسیر

یہ قدیم اردو ترجموں میں یہ آیت میں ہے :- ”کیونکہ وہ اپنے دل سے بھی آدم کو

دست یا ہے، دکھڑاتا ہے“ - ۱۱ - فہم

یہ اشدود تین خطیبوں کے شہر اشدود ASHDAD کی طرف منسوب ہیں، ایک شہر ہونے میں مندرجہ شہادت اس شہر میں لیا گیا تھا جس کی بنا پر یہاں کے باشندوں کو ہانے عام میں گرفتاری کی۔ (بیوتح ۱۰-۱۱) - ۱۱ - تفسیر

موجود ہے اور بہت سے بنی اسرائیل کو سائب بھیج کر مار ڈالا جی کو کتاب نبتی کے باب ۱۷ کی آیت ۶ میں بیان کیا گیا ہے۔

اختلاف نمبر ۷

شفقت اور رحمت کی اہمیت؟ | کتاب تواریخ اذلی کے باب ۱۶ کی آیت ۴۱ میں یوں ہے :-

..... خداوند کا شکر کریں کیونکہ اس کی شفقت ابدی ہے ۱۶

اور زبور ۱۳۵ کی آیت ۹ میں ہے :-

خداوند سب پر مہربان ہے اور اس کی رحمت سب کی مادی مخلوق پر ہے ۱۶

حالانکہ یہ شفقت اور رحم ایسا "ابدی" اور "مادی مخلوق پر ہے" کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں کشتی پر سوار ہونے والوں کے سوا تمام انسانوں اور جانداروں کو طوفان سے ہٹا کر ڈالا۔ جیسا کہ کتاب پیدائش کے باب ۱ میں اس کا مقتل ذکر موجود ہے۔ اور اسی طرح سمورہ، سدوم اور اس کے گھروں و نواح میں رہنے والے تمام جانداروں کو آسمان سے آگ برسا کر نیست و نابود کر ڈالا۔ جس کا تذکرہ کتاب پیدائش باب ۱۱ میں کیا گیا ہے۔

اختلاف نمبر ۸

باپ کا گناہ بیٹے کو مٹا؟ | کتاب خروج باب ۳۲ کی آیت ۳۴ میں ہے :-

..... "باپ و دادا کے گناہ کی سزا ان کے بیٹوں اور پوتوں کو تیرتی

۱۶

۱۶

اور اس کا نطفہ لطیف مادی خلقت پر ہے ۱۶

اور چوتھی پشت تک دیتا ہے۔“

حالانکہ حرقی آیل باب ۱۸ کی آیت ۲۰ میں اس کے برعکس یوں ہے :-
 ”جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی، بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھانے کا
 اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ، صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی اور
 شریر کی شہادت شریر کے لئے ہے۔“

اس لحاظ سے تو اولاد کو اپنے باپ دادا کے گناہ کا بوجھ ایک پشت تک بھی
 نہیں اٹھانا پڑتا چہ جائیکہ تیسری اور چوتھی پشت کو بھی اٹھانا پڑے۔ پھر چوتھی پشت
 تک ہی بوجھ اٹھانے کا سلسلہ رہتا تو بھی غنیمت تھا۔ کتب مفسر کے بعض مقامات
 سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چالیسویں اور پچاسویں پشت تک کی غریب اولاد کو بھی
 اپنے باپ دادا کے گناہوں کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ چنانچہ کتاب سموئیل اول کے باب ۱
 میں حضرت سموئیل علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کے بادشاہ سادول کو مخاطب لائے
 کا حکم اس طرح ہے۔

آیت ۳۱۲ میں ہے :-

”زیت الا لواج یوں فرماتا ہے کہ مجھے اس کا خیال ہے عمالیق نے اسرائیل سے

۱۔ قدیم اردو ترجموں میں یہ آیت اس طرح ہے ”یاہوں کے گناہ لانگے فرزندوں سے اور
 فرزندوں کے فرزندوں سے تیسری اور چوتھی پشت تک مطالبہ کرے گا۔“ نفیم
 ۲۔ قدیم اردو ترجموں میں یہ آیت یوں ہے ”وہ جان جو گناہ کرتی ہے جو پہلی بریگی، بیٹا باپ
 کے گناہ نہ سمیگا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ سمیگا، اعلیٰ کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی
 شہادت اسی پر پڑے گی۔“ ۱۲۔ نفیم

۳۔ عمالیق یا عمالقا۔ AMALEX ایک قوی، سیکل قوم جو جنوبی فلسطین پر قابض ہو گئی تھی
 جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو مصر سے نکال کے لایا ہے تھے تو اوس نے ان کا راستہ
 (یعنی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا گیا اور جب یہ ہنجر سے نکل آئے تو وہ راہ میں ان کا مخالفت ہو کر آیا جو
ابن ابی جہل اور عمار بن ابی لیث کو مارا اور جو کچھ ان کا ہے سب کو بالکل نابود کر دے
اور ان پر رحم نہ کرے بلکہ مرد اور عورت، ننھے بچے اور شیر خوار، گائے، بیل اور
بھیڑ بکریاں، اونٹ اور گدھے سب کو قتل کر ڈالے۔

ملاحظہ کیجئے کہ ابن عباس نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کیا تھا چار سو برس گزرنے
کے بعد ان کا اولاد سے انتقام لینے کا حکم ہوتا ہے اور اتنا سخت حکم دیا جاتا ہے کہ
شیر خواروں پر بھی رحم مت کر۔ حالانکہ وہ کسی قسم کے بھی دنیاوی گناہ میں توفیق نہ تھے۔
اسی پر بس جنس چوپایوں تک کو نیست و نابود کر دینے کا حکم ہوتا ہے۔

اختلاف نمبر ۹

ایضاً نے عہد ؟ | کتاب استفتاء باب ۲۴ آیت ۱۶ میں یوں
ہے کہ :-

رد میثوں کے بدلے ہاب مارے نہ جائیں نہ ہاب کے بدلے بیٹے مارے

(بقرہ ماثرہ ص ۶) رد کا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے حضرت یوشع نے انکار کیا بلکہ
انہیں شکست دی تھی (خروج ۱۵ : ۱۳ تا ۱۸) اس وجہ سے اللہ کے عذاب و دائمی اعلان جنگ کر
دیا گیا (خروج ۱۷ : ۱۶ و استثناء ۲۵ : ۱۷) پھر طاقتور یا شاہوں نے جن سے جہاد کیا (توبہ ۱۱ : ۱۱۱ تا ۱۱۲) اور
اور حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے مرد اور جاہلوت کو قتل کر دیا (توبہ ۲۴ : ۱۶) اس واقعہ
کے بعض اجزاء کی تصدیق قرآن کریم نے بھی سورہ بقرہ میں کی ہے۔ ۱۲ تفسیر
یہ آیات قدیم اردو ترجموں میں ان الفاظ کے ساتھ ہیں خداوند یوں کہتا ہے مجھ کو یاد ہے جو کچھ نبی امیرؐ
سے عمار بن ابی لیث نے مارا وہ میرے پوتے کے وہ کیونکر اسی گناہ میں بیٹھے سوائے تو عمار اور عمار بن ابی لیث کو مارا اور
سب کچھ کو نابود کیا یہ سخت جرم اور اولاد پر رحم مت کر بلکہ مرد سے لیکے عورت اور بچے اور شیر خوار
اور بیل بھینٹ اور اونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر ڈالے۔

جائیں، ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب سے مانا جائے گا۔^{۱۰}
مگر کتاب مثنویں دوم کے باب ۲۱ کی آیت ۱۰۸ میں اس کے برعکس
یوں ہے :-

ہر پند شاہ نے آیۃ کی بیٹی رخصت کے دونوں بیٹوں اور منیہ ہوست کو جو
سائل سے ہوئے تھے اور سائل کی بیٹی مینک کے پانچوں بیٹوں کو جو برزنی لڑائی
کے بیٹے اور تامل سے ہوئے تھے لیکر انکو جو عمریں کے حوالہ کیا اور انہوں نے
انکو پھاڑ پر رخصت کر کے حضور ﷺ کا دیا... الخ

یہاں یہ ہلت یاد رہے کہ ان سات آدمیوں کو سائل کی عطاؤں کے بدلے میں
پہاڑی دی گئی تھی لہذا داؤد علیہ السلام نے انکو بھیانک دینے والے جو عمریوں کے طلب
کرنے پر اپنی رخصت مندی اور خدا کے حکم سے ان کو ان کے حوالے کر دیا تھا۔ حالانکہ
داؤد علیہ السلام نے سائل سے قسم کھا کر یہ عہد کیا تھا کہ میں تیرے بعد تیری اولاد کو قتل
نہیں کروں گا۔ ملاحظہ کیجئے کہ ایسا ہے خدا کا اس قدر پاس کیا ۹ جیسا کہ اس لائن ذکر کتاب
مثنویں اول کے باب ۲۱ کی آیت ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲ میں کچھ اس طرح سے ہے :-

لہ قدیم تر ہے اس آیت کو ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں اللہ کے بدلہ باب دوم سے مانے جاوے
اور ہر آدمی کے بدلے اولاد قتل کی جاوے ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب سے مانا جائے گا۔^{۱۱} نفیم
یہ آیت قدیم اور ترجموں میں ان الفاظ کی حامل ہیں اور بادشاہ نے سائل کے دو بیٹے جو
ایک بیٹی رخصت کے بدلے سے تھے یعنی ثونی اور منیہ ہوست اور سائل کی بیٹی مینک کے پانچ بیٹے جو برزنی کے
بیٹے تھے تامل کے سبب سے تھے لیکر انکو جو عمریں کے حوالے کرے اور انہوں نے انکو پھاڑ کے
برابر رخصت کر کے حضور پہاڑی دی :- ۱۲ نفیم

۱۱۔ امیر میسروری کے باب ۱ کی آیات ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲ ذکر ہیں مگر ۱۱۷ کے مطبوعہ اردو نسخہ میں ان آیات کے
۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱ میں باب کی کل آیات ۲۱ ذکر ہوئی۔ واللہ اعلم ۱۲۔ نفیم ۱۰

آیت ۱۶ :- ”... عیب داؤد یہ باتیں ساؤل سے کہہ چکا تو ساؤل نے کہا...“ الخ
 آیت ۲۰ :- ”اور اب دیکھ میں خوب مانتا ہوں کہ تو یقیناً بادشاہ ہو گا“ الخ
 آیت ۲۱ :- ”سو اب مجھ سے خداوند کی قسم کھا کہ تو میرے بعد میری نسل کو ہلاک
 نہیں کر سکتا گا اور میرے باپ کے گھرانے میں سے میرے نام کو مٹا نہیں
 ڈالے گا“ الخ

آیت ۲۲ :- ”سو داؤد نے ساؤل سے قسم کھائی...“ الخ
 مذکورہ بالا نو اختلافات میں دو دیگر اختلافات سے قطع نظر یہ ملاحظہ کیجئے خدا کا رحم
 کس درجہ ثابت ہو رہا ہے۔

اختلاف نمبر ۱

قہر دم بھر کا اور کرم عمر بھر کا ؟ | ازبور مست آیت ۵ میں ہے :-

”... اس کا قہر دم بھر کا ہے، اس کا کرم عمر بھر کا۔“ الخ
 اور کتاب گفتی باب ۲۲ کی آیت ۱۳ میں اس کے برعکس یوں ہے :-
 ”سو خداوند کا قہر اڑھیل پر بھڑکا اور اس نے انکو ہیا پلک میں چالیس برس
 تک آوارہ پھرایا جب تک کہ اسی پشت کے سب لوگ جنہوں نے خداوند

سے ^{۱۹۵۹} مشورہ کے اردو ترجمہ میں ”عوب اور یقیناً“ الفاظ کی زیادتی بخون نظر آیت
 کی ایک مثال ہے۔ - ۱۳ نجیب

۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں ”تو میرے بعد میری نسل کو ہلاک نہیں کرے گا“ کے
 بجائے ”میں بعد تیرے تیری نسل کو ہلاک نہیں کروں گا“ اور ”میرے باپ کے گھرانے“
 ”کی جگہ“ تیرے باپ کے گھرانے میں سے تیرے نام کو نہ مٹاؤں گا۔“ کا جملہ مذکور ہے جو کہ مضموم کی
 ادائیگی میں کلام ربانی میں ایک قسم کی توہین ہی ہے۔ - ۱۳ نجیب

کے دو بروگنہ کیا تھا تاہم نہ تو گئے :-
 ملاحظہ کیجئے ہم بھر کا قبر ایسا تھا کہ تمام بنی اسرائیل کو جن میں اولوالعزم پیغمبر بھی
 شامل تھے اور ہزاروں بے گناہ معصوم لڑکے بھی تھے، بیابان میں چالیس برس تک
 آوارہ پھرایا۔ فی اللعجب۔

اختلاف نمبر ۱۱

خدا کی عجیب قدرت | کتاب تفسیر ایش کے باب ۱۰ کی آیت ۱ میں خدا تعالیٰ اپنے
 بندوں میں یوں فرماتا ہے :-

”..... میں خدا کی قادر ہوں.....“

مگر کتاب تفسیر کے باب ۱ کی آیت ۱۹ میں اس کے برعکس یوں لکھا ہے :-
 ”اور خداوند بے پناہ کے ساتھ تھا، سو اس نے کہہ دیا کہ میں کو نکال دیا پر
 قادی کے باشندوں کو نہ نکال سکا، کیونکہ ان کے پاس لوہے کے زنجے تھے“
 دیکھئے عجیب قادر ہے کہ قادی کے لوہے کی زنجے والوں باشندے اس خدا کی
 قدرت سے نہ نکالے جاسکے۔

اختلاف نمبر ۱۲

خدا کی عجیب قدرت | کتاب تفسیر باب ۵ کی آیت ۲۳ میں ہے :-

”خداوند کے فرشتے نے کہا کہ تم میری طرف لعنت کرو، اس کے باشندوں پر سخت
 لعنہ قہر اور درد تر جوں میں یہ آیت اس طرز ہے ”تب سواہ کا قبر اسرائیل پر پڑا اور ان سے
 اونیس میدان میں چالیس برس تک آوارہ رکھا جب تک کہ وہ ساری جماعت جو سواہ کے پورے
 گنہگار ہوئی تھی ناپود ہوئی“ ۱۷ فیہم
 ”قادی کے باشندوں کی جگہ قہر و درد تر جوں میں حراشینوں کے الفاظ مذکور ہیں۔ ۱۷۔“

لعنت کرو، کیونکہ وہ خداوند کی لگب کو زور آوروں کے مقابل خداوند
کی لگب کو نہ آئے۔^{۱۱}

دیکھئے کیسا قادر ہے کہ زور آوروں کے مقابلے میں لگب کا محتاج ہے اور
جو لوگ لگب کو نہیں آئے ان پر لعنت کرتا ہے۔

اختلاف نمبر ۱۳

عاموس باب ۲ کی آیت ۱۳ اور اسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۸ء میں یوں
ہے کہ :-

”ایک دن دند یہ شاما چسپیدہ شدم چنانچہ انہا پر انہ قدر چسپیدوی شود“
اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۸ء میں یہی آیت اس طرح ہے :-

”هناذاد امتر من تحتكم كما العصر العجلة المسئلة حشيشة“^{۱۲}

یعنی خبردار میں تمہارے نیچے ایسا دبا جیسے پولوں سے لہری ہوئی گاڑی دیتی
ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ خدا قادر ہونے کے باوجود جب گیا اور عاجز ہو گیا۔

اختلاف نمبر ۱۴

خدا کی عجیب قدرت | ملائکی باب ۳ آیت ۹ یوں ہے :-

۱۱۔ قدیم اردو ترجموں میں یہ آیت یوں ہے ”تم بدو پر لعنت کرو خداوند کا فرشتہ ہوا نام آو کے
باشندوں پر لعنت کرو کہ وہ خداوند کی لگب کرنے کو جباروں کے مقابل نہ آئے۔“^{۱۱} نعیم
۱۲۔ ۱۸۳۹ء کے اردو ترجموں میں اس آیت کا مفہوم یوں بدل دیا گیا ہے ”دیکھو میں تمکو ایسا
دباؤں گا جیسے پولوں سے لہری ہوئی گاڑی دباتی ہے۔“ ان دونوں ترجموں کے الفاظ اور مفہوم
میں واضح اختلاف اور تین فرق صاف نظر آ رہا ہے۔ - ۱۲۔ ۱۱

”پس تم سنت طعون ہونے کیونکہ تم نے بلکہ تمام قوم نے مجھے شگھا“
 دیکھیے یہاں خدا نے قادر شگھا کیا۔ شگھا جانے کے بعد نبی اسرائیل پر لعنت
 کر رہا ہے۔ مذکورہ بالا چاروں قولوں میں قدرت الہی کا عجیب نقشہ سامنے
 آتا ہے۔

اخلاق نمبر ۱۵

خدا کی قدرت اور محتاجی | کتاب اشال باب ۱۵ کی آیت ۳ اس
 طرح ہے کہ :-

”وہ خداوند کی آنکھیں ہر جگہ اور نیکیوں اور بدیوں کی نگاہ میں :-
 طالع کو جب آدم علیہ السلام کہیں چھپ گئے تھے تو خدا کو ان کو پکارنا پڑا تھا جیسا
 کہ کتاب پیدائش باب ۹ کی آیت ۹ میں اس کو یوں بیان کیا ہے :-
 ”تب خداوند نے آدم کو پکارا اداں سے کہا کہ تو کہاں ہے ؟“

اخلاق نمبر ۱۶

خدا کی محتاجی | کتاب تفسیر دوم باب ۱۶ کی آیت ۹ میں
 یوں ہے :-

”کیونکہ خداوند کی آنکھیں ساری زمین پر بھرتی ہیں :- الخ
 لے اور تو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۷ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”موتم لعنت سے طعون ہونے
 کیونکہ تم نے ہاں اس تمام قوم نے مجھے لوٹا :- نفیم
 لے نفیم اور ترجموں کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے ”خداوند کی آنکھیں سب جگہوں
 میں کیا بری کیا جلی دیکھنے والیاں ہیں :- نفیم
 لے نفیم اور ترجموں میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ”خداوند کی آنکھیں ساری
 زمین میں فار پھرتی ہیں :- نفیم

وہ اس لئے نہیں اب جا کر دیکھوں گا کہ کیا انہوں نے سوسرو ویا ہی کیا ہے جیسا
شور و خروش کا ہی تک پہنچا ہے اور اگر نہیں کیا تو میں معلوم کر لوں گا۔
کتاب پیدائش کی اس آیت کے مطابق خدا کو معلوم کرنے کے لئے چل کر
جانا پڑا۔

اختلاف نمبر ۱۷

خدا کی مستحی | کتاب پیدائش باب ۱۱ آیت ۵ میں ہے :-

”اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بنائے تھے دیکھنے کو اتر آیا۔
یہاں خدا کو دیکھنے کا محتاج بتایا گیا ہے۔“

اختلاف نمبر ۱۸

استحان کا محتاج | کتاب خروج باب ۱۶ کی آیت ۲ میں ہے :-

”تب خداوند نے موسیٰ سے کہا میں آسمان سے تم لوگوں کے لئے روشناس
برساؤں گا۔ سو یہ لوگ نکل نکل کر فقط ایک ایک دن کا حصہ ہر روز خود
لیا کریں کہ اس سے میں اُن کی آزمائش کروں گا کہ وہ میری شریعت

۱۷۔ قدیم اور ترجموں میں میں جا کر دیکھوں گا کہ مجھے انہوں نے اتر کے دیکھ لیا ہے
جس سے مضموم میں فرق واضح ہو گیا۔ ۱۳

۱۸۔ قدیم اور ترجموں میں اس آیت کے الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں میں اتر کے دیکھ لیا
کہ انہوں نے اس شور کے مطابق جو کچھ تک بھیجا بالکل کیا ہے یا نہیں میں دریافت کر دیکھا ہے۔ فیہم
۱۹۔ قدیم اور ترجموں میں اس آیت کے الفاظ میں ہیں ”اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے
بنی آدم بنائے تھے دیکھنے اتر آیا۔“ ۱۳۔ فیہم

پر ملیں گے یا نہیں ؟

اسی آیت کی رو سے خدا استحسان کا محتاج ہے۔

اختلاف نمبر ۱۹

خدا کو معلوم نہ ہوا | کتاب فروع باب ۳۳ کی آیت ۵ ۱۵۹ء کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

”کیونکہ خداوند نے موسیٰ سے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل سے کہنا کہ تم گردن کش

لوگ ہو۔ اگر میں ایک لمحہ بھی تیرے بیچ میں ہو کر ملیں تو مجھ کو ننگہ گردن لگا

ہو تو اپنے زید، آنا، ڈال تاکہ مجھے معلوم ہو کہ تیرے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟“

اور یہ جملہ ”سو تو اپنے زید، آنا، ڈال“... الخ دیگر ترجموں میں اس طرح ہے :-

”۱۵۹ء کے اردو ترجمہ میں ہے ”اور اب تم زینت اپنی آٹا رو تاکہ وہ جو تم سے

ساتھ کروں گا جانوں“

۱۵۹ء کے فارسی ترجمہ میں یہ عبارت یوں ہے :-

”میں حال علیہ ہاتھوں را اذیر خود مکنید تا بہالم کہ در میان شما چہ

لے قدیم اردو ترجمے میں آیت کو ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں ”خداوند نے موسیٰ

سے کہا کہ دیکھ میں آسمان سے تمہارے لئے روٹیاں برساؤں گے لیکن لوگ ہر روز نکل کے

جتنا ایک ہی دن کے لئے کفایت کرے ہر ایک دن میٹ لیا کریں تاکہ میں اوشیں ہا جنوں کو

و سے میری شرح پر ملیں گے یا نہیں ؟“

۱۵۹ء کے اردو ترجمہ کی طرح میں اس آیت کے الفاظ اس طرح نقل ہوئے ہیں ”پھر خداوند نے موسیٰ

کو فرمایا کہ بنی اسرائیل کو کہہ تم سخت گردن لوگ ہو اگر میں ایک لمحہ تمہارے ساتھ چڑھ جاتا تو میں ہر ایک

کتاب میں تم اپنا مسئلہ اودتا داور میں دیکھو ٹکا کہ کیا تم سے کہوں“ ۱۵۹ء

باید کر دو ۱۱

ملاحظہ کیجئے کہ جب تک ان لوگوں کو شگنہ نہ کروا لیا تب تک خدا کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

اختلاف نمبر ۲

دل کی بات معلوم کرنے میں محتاج کتاب استفادہ باب ۸ کی آیت ۲ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

چاہو تو اس سادے طریق کو یاد رکھنا جن پر ان چالیس برسوں میں خدا نے تیرے خطراتے تجھ کو اس ریا میں چلا یا تاکہ وہ تجھ کو ہلا کر کے آدھے اور تیرے دل کی بات دریافت کرے کہ تو اس کے حکم کو مانے گا یا نہیں ۱۱

یہاں خدا تعالیٰ نے اور دل کی بات دریافت کرنے کے لئے بنی اسرائیل کو

۱۱ اور ترجمہ ۱۹۵۹ء میں مذکورہ عبارت یوں ہے ۱۱ میں اب تم اپنا سنگھانا دو اور میں دیکھوں گا کہ کیا تم سے کروں ۱۱ اس کے علاوہ اس ترجمہ میں ۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں "گردن کش" کی جگہ "سخت گردن" اور "اگر میں ایک لمحہ میں تیرے بیچ میں ہو کر چلوں تو تجھ کو قتل کر دوں گا" کے نہ مانے ۱۱ اگر میں ایک لمحہ تمہارے درمیان چڑھ جاتا تو تمہیں ہلاک کرتا ۱۱ کے الفاظ ہیں۔ ان دو ترجموں میں الفاظ و مفہوم کا یہ فرق بھی تحریر کی ایک صحت ہے۔ ۱۲ نجیب

۱۱ اور ان فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۲ء میں یہ عبارت ان الفاظ میں ہے ۱۱ اللہ اعلم ۱۱

ان خود بیروں کنید تا جانم کہ با شامہر باید کرد ۱۱

۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۲ء میں یہ آیت اس طرح ہے ۱۱ اور اس سازی راہ کو یاد کیو وہی راہ جان

یہاں تیرا خدا بیایان میں ان چالیس برس تک کو لئے پھرا تاکہ تجھ کو دے اور تجھے آزاد سے اور

تیرے دل کی بات دریافت کرے کہ تو اس کے احکام مانے گا کہ نہیں ۱۱ ۱۲ فہیم ۱۱

چالیس برس تک بیابان میں چلانے کا مہراج ہوا۔
 مذکورہ بالا پانچ لوگوں سے خدا کی عالم الغیبی کا کتنا عجیب ثبوت متین
 ہو رہا ہے۔

اختلاف نمبر ۲۱

تفہیم تفسیر

تلاک باب ۳ کی آیت ۶ میں یوں ہے :-
 "میں خداوند ہوں مجھ میں تفسیر نہیں ہے۔" الخ

مگر کتاب لائق باب ۲۲ کی آیت ۲۱۰۷۰ اور ۲۲ میں ہے :-
 "اور خدا نے رات کو بلعام کے پاس آکر اس سے کہا اگر یہ آدمی تجھے بلانے کو
 کہے ہو تو اسے کہہ کر لے کر آئے ساتھ جا مگر جو بات میں تجھ سے کہوں اسی
 پر عمل کرنا۔ سو بلعام صبح کو اٹھا اور اپنی گدھی پر زین باندھ کر مہتاب کے امراء
 کے ہمراہ چلا اور اس کے جانے کے بعد سے خدا کا غضب بھڑکا اور
 خداوند کا فرشتہ اس سے مزاحمت کرنے کے لئے راستہ روک کر
 کھڑا ہو گیا۔" الخ

خدا کا یہ تفسیر دیکھئے کہ رات کو تو اسے جانے کا حکم دیا اور صبح کو اس کا غضب
 بھڑکا کہ فرشتہ کو اس سے مزاحمت کرنے کیلئے بھیجا دیا۔

۱۰۷۰ اور ۱۰۷۱ کے اعداد ترجمہ میں "میں خداوند لا تبدیل ہوں" کے الفاظ میں "میں وہی" ہے اور آیت
 ۱۰۷۰ بلعام بن بھور سے ہے اور میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف لڑنے کے لئے بلایا تھا۔
 ۱۰۷۱ کے اعداد ترجمہ میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے "میرے خدا رات کو بلعام کے پاس گیا اور اسے کہا
 اگر لوگ تجھے بلانے آویں تو اسے اور اونکے ساتھ جا پر جو بات میں تجھے کہوں گواہی دیکھو سو بلعام صبح
 کو اٹھا اور اپنی گدھی پر زین باندھا اور مہتاب کے امراء کے ہمراہ گیا تب خدا کا فرشتہ راستے کو روک
 گیا اور مہتاب کا فرشتہ جا کے ماہ میں کھڑا ہوا تاکہ اس سے دشمنی نہ کرے" ۱۰۷۱ - ختم :-

اختلاف نمبر ۲۲

کتاب طہارت باب ۳۳ اور ترمذی ۱۹۵۹ء کی آیت ۳ میں ہے :-
حکم میں تبدیلی "اَسْ مَلِكٍ فِي دَرَجَةٍ اَوْ شَرَفٍ يَتَنَا سَبْعَةَ اَوْ سَبْعِيْنَ نَكْرَةً تَوَكَّرَ كَمَا كُنْتُمْ تَرْمِيْنَ"

ہے اس نے میں تیر سے سب سے چھ ماہوں کو درجوں کا :-

اور آیت ۱۴ اس کے برعکس یوں ہے :-

"وَتَبَّ اَسْمَاءُ كَمَا نَبِيٌّ سَامَةً يَلْوَنُكَ اَوْ تَجْبِيْ اَدَامَ دُونَكَ ۝"

دیکھئے پہلے مقام میں فرمایا "میں نہ چلوں گا" مگر تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے اس

حکم کو متحد ہی چل ڈالا ۔

اختلاف نمبر ۲۳

کتاب پیدائش باب ۱ آیت ۳۱ اور ترمذی ۱۹۵۹ء
ہر مخلوق ناپاک ہے ؟ میں ہے :-

"اور خدا نے سب پر جو اس نے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا کہ بہت

اچھا ہے..... الخ"

مگر کتاب البیہات باب ۱۵ آیت ۱۵ میں یوں ہے :-

"..... آسمان بھی اُس کی نظر میں ناپاک نہیں :-

اور کتاب بیہات باب ۲۵ کی آیت ۵ میں ہے :-

"..... اور تلے اس کی نظر میں ناپاک نہیں :-

۱۔ ۵۵۰ ترمذی ۱۹۵۲ء میں یہ آیت اس طرح ہے "فَرَفَّتْ رَحْمَتِيْ سَمِيْعًا لِّمَنْ كَفَرَ وَاذْهَبَ عَنِّيْ
 دہاں رہتا ہو گا پس تم چل جاؤ کہ میں تم سے درمیان پڑھوں گا" :- ۱۲- ضمیم

۲۔ ۵۵۰ ترمذی ۱۹۵۲ء میں یہ آیت یوں ہے "پھر خدائے اور سب پر نہیں اس نے بنایا تھا نظر
 کی اور دیکھا کہ یہ بہت اچھے ہیں :- ۱۳- ضمیم :-

اور کتاب قوانین باب ۱۱ میں سینکڑوں جاندار پرندوں اور درندوں کو حرام
قبیح اور ناپاک بتایا ہے۔

ملاحظہ کیا آپ نے کہ کتاب پریشانی باب ۱ آیت ۳۱ میں سب آسمانوں اور
تاروں اور جانداروں کو بہت اچھا قرار دیا گیا، مگر دیگر مذکورہ آیات میں ناپاک
اور قبیح قرار دیا گیا۔

اختلاف نمبر ۲۴

تبدیلی؟ | یعقوب کا عام خط باب ۱ آیت ۱۴ اور ترجمہ ۱۹۵۱ میں
یوں لکھا ہے :-

”جس میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ گردش کے سبب سے
اس پر سایہ پڑتا ہے۔“

حالاں کہ سینکڑوں مقامات پر ”سبب“ و ”ہفتہ کلان“ کی عزت و حکیم کی عظمت
کا سخت تاکید و حکم دیا گیا ہے اور بیشتر جگہوں پر تو اس کو ابدی تک قرار دیا گیا ہے
مگر پوری حضرات ان تمام تاکیدوں کے برعکس انوار کے دن کو محدثی قرار دینے
پر صفر ہیں۔ اس طرح وہ خدا تعالیٰ کو بدلنے والا اور مہر جانے والا ثابت کر رہے
ہیں۔ مذکورہ بالا مثالوں سے خدا کا تبدیل اور غیر متغیر ہونا کسی طرح ثابت
نہیں ہوتا۔

اختلاف نمبر ۲۵

کتاب حرقی ایل باب ۱۸ آیت ۲۵ میں ہے :-
بلا وجہ کی عداوت | ”اے بنی اسرائیل! منو تو کیا میری روش ماست نہیں کیا

لے ۱۹۵۱ء کے اردو ترجمہ میں عبارت کو یوں لکھا ہے ”جس میں بدلنے اور مہر جانے کا

ہی نہیں، تحریف لفظی کا یہ بھی ایک مثال ہے۔ ۱۳ عجیب

اور اس کے پھانڈوں کو دیران کیا اور اس کی تیراٹ بیامان کے کیدڑوں کو دی۔
 ملاحظہ فرمائیے رستی کے تقاضے کے سبب عیسو اور اس کی اولاد سے بلا تیراٹ عداوت
 رکھنا اور پھر اس کی میراٹ اور پھاڑوں کو دیران کرنا کتنا اچھا اقدام ہے۔

اختلافات نمبر ۲۶

شماریت موسوی - بڑے احکام | مشاہدات یوحنا باب ۱۵ آیت ۳ میں
 اس طرح ہے :-

”اسے مقدماتوں نے بادشاہ تیزی راہیں راست اور درست ہیں“

اور یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۷ میں بھی اس کے موافق یہ الفاظ ہیں :-

”..... خداوند کی راہیں راست ہیں اور صادق ان ہیں

دقیقہ صاف سے آگے جان کے ہاتھ پر بڑے بڑے بال سے بھرنا جسے پہلے ہی یعقوب تعمیر کیا اور
 کو چرخی کی لہاف پہنایا جیسی اس سے وہ دھوکا کھانے اور برکت کی تمام، غامی میں نہیں ہیں اور
 نئی پوچھنا نہیں، جب میں پہل سے آئے اور یہ ماجرا دیکھا تو سب دیکھ کر ہنس مچھرتے اسکا حق
 بھی اس پر منسوب ہوا اور دیا اور پھر وہ اب میں برکت کی تاکہ وہاں موقعہ کی صورت میں
 زبردستی ۲۰: ۱۱-۱۲ میں یہ لکھا ہے چارے معصومہ قاصد تیریں بنا برعکس طالع کی کتاب باپ
 خدا کو اس سے عداوت ہوئی اور میں نے جو ہے ”یونس مقدس“ صاحب سے وہیں کا خطاب دیتے
 ہیں ”خبر انہوں ۱۱: ۱۲، ۱۳ اور وہاں ہے کہ اس قسم کے قحطی خدا کے عدل و انصاف اور انبیاء و صحیحہ المسلمہ کے
 نردارے اس میں کیا تصور پیش کرتے ہیں؟ کیا یہ بھی یہ اہم ہے کہ میں انہوں کو اور سامعہ
 یحییٰ کو دیکھتا ہوں۔“

یحییٰ کو دیکھتا ہوں۔“

یہ قدیم ادا ہے جو مائیں یا باتوں، لفظوں ساتھ ساتھ جونی دینا خداوند فرماتا ہے کہ میں تمہیں پیار کی سہرا دیتے ہوں
 تو سننے میں اس طرح چارہ کیا کرتے یعقوب کا بھائی دیکھا اور فرمایا ہے ”میں نے یعقوب کو پیار کیا اور میں نے
 ستمی ہوا، انہوں نے پھاڑ اور وہی سیراٹ کو پہنچنے کی غمگینوں کے لئے دیران کیا“

چلیں گے ۱۳؎

مگر قرآن ایل باب ۲۰ آیت ۲۵ میں شریعت موسوی۔ جو کہ خدا کی محبوب قوم بنی اسرائیل کو عطا کی گئی تھی اور خروج عیسیٰ علیہ السلام تک بنی اسرائیل سمیت تمام دیگر اقوام کے لئے اسی کو ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب تھا کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے اردو ترجمہ ۱۹۵۱ء کے الفاظ ہیں :-

۱۰ سو میں نے ان کو بُرے آئین اور ایسے احکام دیئے جن سے وہ زندہ نہ رہیں ۱۱؎

یہی آیت فارسی ترجمہ ۱۸۳۵ء میں لکھا ہے :-

۱۰ لہذا میں نیز قوانین نامرغوب و اچکے گردان خواہند از دست بایستادوم ۱۱؎

اور فارسی ترجمہ ۱۸۳۵ء میں ہے :-

۱۰ بنا میں میں نیز تقضایا جا کہ ناپسند بود و اچکے کہ باننازہ و خواہستند بایستاد بایستاد و آدم ۱۱؎

اختلاف نمبر ۲۰

صاحب اکیسویں سو کا حضرت علیؑ و حضرت زینمؑ پر جہتان | بے شمار آیات میں لڑنا کی حرمت بیان کی گئی ہے۔

دردِ نفسانے پادریوں کے قول کو چرچ مان لیں تو خود ایک پادری نے ظریب بوجعت بہادر کی بیوی کے ساتھ زنا کا اور کتاب کیا اور وہ اسی سے حاصل ہوئی۔

واضح ہو کہ ہم اس طرح کے ناپاک عقیدے کو تسلیم نہیں کرتے مگر مشہور قول نقل کفر کفر

لے قیام آرد در جہنم میں اس آیت کے الفاظ ہیں خداوند کی راہیں مسیہی ہیں اور شریک

لوگ اس میں چلیں گے ۱۲؎

۱۲ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۲ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے ۱۲ اور میں نے بھی انہیں حقوق

دینے جو پہلے نہیں آوا۔ انہیں میں سے دے دیجیتے - ۱۳؎

مذہبِ باطلہ کے پیش نظر اس مردود قول کو نقل کرنا پڑا ہے۔ بیشتر ملحدین تو اس مقام پر انتہائی بے ادبی کا مظاہر کرتے ہیں۔ بطور نمونہ صاحب کسی توہم کا یہ قول ملاحظہ کیجئے اور دیگر اقوال کو اسی پر قیاس کر لیجئے اور حضرت زینبؓ کے نکاح کے بارے میں پادری حضرات جس یا وہ گوئی سے کام لیتے ہیں اس پر ہم صبر سے کام لیتے ہیں کیونکہ ان طریقے سے تو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے معاملہ میں مریم اور علیؓ علیہما السلام حتیٰ کہ خلتے ذوالجلال کے بارے میں اس سے بھی بہت زیادہ یا وہ گوئی کی ہے۔ کتاب اسیہ تو موصوفہ پر ہم

ذمہ دہج ہے :-

”ایک انجیل جس کا نام ”نئے نئے دتے آت میری“ ہے اور آج کل اس کا شمار جموں کی انجیلوں میں ہوتا ہے، اس میں لکھا ہے کہ مریم رضی اللہ عنہا کا نام بیت المقدس کے عورت گنہاروں میں رکھے جانے کے بعد مولد برس تک یہاں رہیں تھیں۔ قائد جیروم زاویر نے اس قول کو صحیح قرار دے کر اکتفا کیا ہے۔ لہذا اس جگہ پر شبہ قوی معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بیت المقدس کے کسی گاہن سے عمل قرار پانگا جو اصلاً اس کا رہنے پڑنا ہی سے بچنے کے لئے ان کو یہ پٹی پڑھانی ہو کہ تم یہ شہور کر دو کہ مجھے روح القدس کے فضل سے عمل قرار پایا ہے“

پھر مصنف مذکور لوگ کی عبادت پر انتہائی استہزائے کے ساتھ ایسی واہمی تباہی لکھنے کے بعد جسے ظلم کو لکھنے کا یا راجھی نہیں کہتا ہے :-

”جیروم کی ہاں یہ واقعوں مشہور ہے کہ ایک سپاہی کا لڑکا کیمون پر پاشن ہو گیا تھا اسی کی ناشائستہ حرکت کے نتیجے میں عیسائیوں کا یہ یک پید ہوا ہے اس واقعہ سے جو صفت بخار اپنی اس بددیانت جوی سے ناپا سن ہو کر بائبل کی جانب چلا گیا اور مریم اپنے بیٹے مسیح کے ساتھ معرچل گئی۔ مسیح نے یہاں شہیدہ باڈی سیکھی۔ شہیدہ باڈی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد تیسریں

اپنے شہدے دکھانے چلا آیا
پھر آگے چلی کو دکھاتا ہے :-

وہ ایسی ہی بی شمار کہانیاں بہت پرستوں میں بھی بہت مشہور ہیں۔ مثلاً ان کا عقیدہ ہے کہ ان کا منور آتما ہی موجود ہے جو پتھر کے مغز سے پیدا ہوا ہے اور بے کسی جو پتھر کی رکن میں رہا ہے اسی طرح چھینٹوں کا عقیدہ تھا کہ ان کا خدا تو ایک کنواری لڑکی کے بطن سے پیدا ہوا ہے جس کا دعویٰ تھا کہ وہ سورج کی ایک کمان سے صادر ہوئی ہے۔ اتنی ملاحظہ -

یہاں پادری جانے بکسر کی ۱۸۳۸ء میں مطبوعہ ایک کتاب سے ایک اور حکایت نقل کی جاتی ہے - وہ کہتے ہیں :-

وہ کچھ عرصہ ہوا کہ انگلستان میں جمانا سٹوٹ کوٹ نے اپنے اوپر الہام کا دعویٰ کیا اور یہ مشہور کیا کہ میں وہی عدت ہوں جس کے بارے میں شیطان سے خطاب کے دوران خدا تعالیٰ کا قول کتاب پیدا ہوا ہے سو کی آیت ۱۵ میں اس طرح ہے

۱۵ منوروا (۱۸۳۸ء) عدت میں اسے اٹالوی بائبل کے پاپی اولوی (BADOSS) کہتے تھے اٹالوی زبان میں "سنس" کے معنی دماغ کے ہیں اور چونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ منوروا جو پتھر کے دماغ سے پیدا ہوئی اس لئے اس کا نام منوروا رکھا۔ سنس کی تم تک روم میں اس کے نام کا ایک بڑا مندر موجود تھا جہاں ۱۹ مارچ کو منوروا کا مقدس دن منایا جاتا تھا اور یہاں تکا ۱۵۰۰ آدمی جمع ہو جوتیے۔ رومیوں اور اٹالویوں کا سب سے بڑا دیوتا جسے وہ آسانی دیوتا کہتے تھے اور کہتے تھے کہ قحط کے ایام میں بادش وہی برسانا ہے۔ روم کے بعض علاقوں میں اس کے نام کے بعض قدیم مندر اب بھی موجود ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں سب سے زیادہ مقدس شخص کو اس کا خلیفہ مانتے تھے۔ ۱۳ ستمبر کو اس کی پوجا کا جشن منایا جاتا تھا۔ منوروا اور تو اس دیوتا کے امت کے کہتے تھے (برٹانیکا حصہ ۱۱، صفحہ ۱۱۳) اتنی

ہے۔ وہ تیسرے سر کو پکے گی۔ اور مشاہدات باب ۱۷ کی آیت ۲۰۱ میں ہے کہ
 "آسمان پر ایک بڑا نشان نظر آیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک عورت ہے جو
 اپنے اوپر خودیچ اوڑھے ہوئے ہے، چاند اس کے پاؤں کے نیچے ہے اور
 اس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا، وہ عورت حاملہ تھی اور درد کے مارے
 چلا رہی تھی، وہ بچہ کی ولادت کی خاطر زمین پر اٹوٹ رہی تھی یہ انتہی میں نشان
 کا سر کیوں گی اور مجھے عیسیٰ علیہ السلام کا محل ہے۔ بیشمار سخی حضرات اس ایک
 عورت کے ساتھ ہو گئے۔ اس کے عقد اس کے اس محل پر پھولے زمستہ تھے،
 چنانچہ اس کے لئے سوسے چاندی کے برتن بنوائے گئے۔" انتہی

سبحان اللہ! حضرت مریم کو تو عمل روح القدس سے تھا اور اس عصمت قباب کو
 حضرت عیسیٰ سے عمل قرار پایا گیا۔ مگر افسوس کہ جس یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس پاکیزہ محل سے
 کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی کہ نہیں اور پیدا ہونے کی صورت میں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ
 اس عصمت قباب کے معتقدوں کے نزدیک ایسا مولود مسعود کو اپنے باپ کی ماخت
 الوہیت کا کوئی معمولی سا مرتبہ بھی حاصل ہوا تھا یا نہیں؟ اور الوہیت کا مرتبہ ملنے
 کی صورت میں عقیدہ تثلیث منسوخ ہو کر تریح کا عقیدہ قائم ہو گیا یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ
 کا لقب باپ دادا کے ساتھ اس کو بھی ملا تھا یا نہیں؟

اختلاف نمبر ۲۸

زبور ۱۱۹ آیت ۶۸ یوں ہے :-

خدا کی راست بازی

"تو بھلا ہے اور بھلائی کرتا ہے، مجھے اپنے آئین سکھا"۔

اور کتاب قصصہ باب ۹ آیت ۲۳ اس طرح ہے :-

نہ ۱۹۵۹ کے اردو ترجمہ میں "وہ تیسرے سر کو پکے گا" لکھا گیا ہے۔ ۱۲

یہ قدیم اردو ترجموں میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں "تو ایک ہے اور تیری کرتا ہے مجھے اپنے تو کو سکھا۔" ۱۲

وہ تب خدا نے اپنی ملک اور ستم کے لوگوں کے درمیان ایک بڑی روح بھیجی اور ان کی

اپنی ملک سے دغا بازی کہنے لگے۔

ملاحظہ کیا کہ آپ نے جملاتی کیسی ہے کہ خود ہی بڑی روح کو بھیج کر دغا بازی شروع
کرائی۔ ان مذکورہ بالا چاروں نمونوں کو ملاحظہ کیجئے۔ خدا کی راست بازی کے کیسے کیسے
مظاہرہ سامنے آتے ہیں۔

اختلاف نمبر ۲۹

کتاب لغت باب ۲۳ آیت ۱۹ میں ہے :-
”خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے اور نہ وہ آدمی ہے کہ

اپنا ارادہ بدلتے۔۔۔ الخ

یعنی اس مضمون کی کتاب سموئیل اول باب ۱۵ کی آیت ۲۹ اس طرح ہے :-
”اور جو امر ایل کی قوت سے ہے وہ نہ تو جھوٹ بولتا ہے اور نہ بچھتا ہے کیونکہ
وہ انسان نہیں ہے کہ بچھتا ہے۔“

حالانکہ کتب متقدمہ میں خدا کا جھوٹ بولنا، بچھتا نا اور لیشیان ہونا، بلکہ بچھتا ہے
بچھتا ہے تنگ مانا کثرت سے ثابت ہے۔ مثلاً باب ۴ کے معانی کا حاصل ہے :-

”بیشک وہ اس ملک کو جس کے دینے کی قسم میں نے ان کے باپ ملا سے کمال
سستی کرتیوں اس میں آباد کروں گا دیکھنے میں نہ پائیں گے۔ اس طرح تم میری

لے قدیم اعدا کرتے اس آیت کو یوں نقل کرتے ہیں ”تب خدا نے اپنی ملک اور ستم کے لوگوں کے
درمیان روح نسا کو بھیجا اور ان کی ستم سے دغا بازی شروع کی“ ۱۲ قیم

لے قدیم اعدا کرتے ہیں ”ارادہ بدلے“ کی جگہ ”لشیان“ ہونے سے ملاحظہ کیا کہ یہ ترجمہ میں لیشیان
کی جگہ ”بچھتا ہے“ کے شمار مقامات پر آیا ہے۔ ۱۳ ن

لے قدیم ترجمہ میں یہ لاشیان ہے اور لاشیان کا تاج جھوٹ نہیں بولتا۔ الخ ”قوت واضح ہے۔ ۱۳ ن +

عہد شکنی کو جان لو گے۔“

ملاحظہ کیجئے کہ یہاں نہ صرف وعدہ ہی جوڑنا نکلا بلکہ قسم بھی جھوٹی نکلی اور اس پر سزا دیا کہ اپنی عہد شکنی کا عہد ہی اقرار میں کر لیا۔

اختلاف نمبر ۳۱

خدا کا پچھتاوا | کتاب پیدائش باب ۶ آیت ۶ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”جب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہوا اور دل میں غم کیا“

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء میں یہی آیت یوں ہے :-

”دیر لگا کہ افسوس کروں کہ آہنا پیشیاں شدہ ام“

اختلاف نمبر ۳۲

خدا کا پچھتاوا | کتاب یرمیاہ باب ۸ کی آیت ۸ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”اور اگر وہ قوم جس کے حق میں میں نے کہا کہ اپنی برائی سے باز آئے تو میں بھی

اس بھلائی سے جو میں نے اس پر لائے گا، ادا وہ کیا تھا پلڑا آؤں گا“

اختلاف نمبر ۳۳

خدا کا پچھتاوا | کتاب یرمیاہ باب ۲۶ کی آیت ۳ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”شاید وہ ٹھٹھا ہوں اور میرا کیا اپنی بُری روش سے باز آئے اور میں بھی اس ضابطہ

۱۹۵۹ء اور ۱۹۳۹ء کے دونوں ترجمہ میں آیت کا ترجمہ ہے، جدید ترجمہ میں آیت ۶ ہے۔ غائبہ زبان سے

ایک آیت جدید ترجمہ میں کم کر دی گئی ہے یا آیات کی ترتیب بدلی دی گئی ہے۔ ”بیتب

یہ ۱۹۵۹ء کے اور ترجمہ میں ”ہاؤں گا“ کی جگہ ”پچھتاؤں گا“ مذکور ہے۔ ۱۱ ۵

کو جو ان کی بد اعمالی کے باعث ان پر لانا چاہتا ہوں باز رکھوں ۱۰

اختلاف نمبر ۳۳

خدا کا بچھاؤ! کتاب ریتیاہ باب ۴۲ کی آیت ۱۰ میں ۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

”..... کیونکہ میں اس سے پہلے سے جو میں نے تم سے کی ہے باز آیا“

اور فارسی ترجمہ ۱۸۳۵ء میں یوں ہے :-

”..... زیرا کہ از یانی کہ بشما رسانندیم پیشان شدہ ام“

اختلاف نمبر ۳۴

خدا کا بچھاؤ! زبور ۱۰۶ آیت ۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”اور اپنی شفقت کی کشتی کے مطابق تیرا کھایا“

اختلاف نمبر ۳۵

خدا کا بچھاؤ! عا مونس باب ۵ آیت ۶ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-

اختلاف نمبر ۳۶

خدا کا بچھاؤ! کتاب توایل باب ۱۲ آیت ۶ اردو ترجمہ ۱۸۳۲ء میں ہے :-

۱۸۳۲ء کے اردو ترجمہ میں ”باز رکھوں“ کے بجائے ”بچھتاؤں“ کا لفظ ہے۔ دونوں فقہوں کے مطابق

کافرق واضح ہے۔ ۱۲ آیت ”باز آیا“ کی جگہ قریم ترجمہ میں ”بچھتاؤں“ لکھا ہے۔ ۱۳

۱۴ یہ فقرہ ۱۸۳۲ء کے اردو ترجمہ میں یوں ہے ”اور اپنی رحمت کی فراوانی کے مطابق بچھتاؤں“

۱۵ ”باز آیا“ کے بجائے ”قریم ترجمہ میں ”بچھتاؤں“ ہے۔

دو کیا جانے وہ پھرے اور پچھتاوے... الخ

اختلاف نمبر ۲

خدا کا پچھتاوا | کتاب بریہ باب ۱۵ کی آیت انگریزی ترجمہ کے مطابق یوں ہے :-
 "..... میں پچھتاوے سے تنگ گیا ہوں"

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۸ء میں الفاظ یوں ہیں :-

مذاذہ بڈگشت ارادہ خود در ماندہ شدم

ملاحظہ کیجئے ان کونوں میں کس قدر تقدیر "اھڑ نہ پچھتاوا" ثابت ہو رہا ہے۔

اختلاف نمبر ۳

جھوٹ بولنے کا حکم | کتاب اسان باب ۱۲ آیت ۲۲ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء
 میں یوں ہے :-

"مجھ سے ہوں سے خدا کو نفرت ہے..... الخ

اور کتاب خروج باب ۳ کی آیت ۱۴، ۱۵ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-

"اور میں نے کہا ہے کہ میں تم کو مصر کے ملک سے نکال کر کنعانوں اور
 حثیوں اور سامریوں اور فرزیوں اور جوئیوں اور جوسیلوں کے ملک میں
 سے چلوں گا جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے اور وہ تیری بات مانیں گے
 اور تو اسرائیل بندگی کو ساتھ لے کر مصر کے بادشاہ کے پاس جانا اور اس
 سے کہنا کہ خداوند میرا نبیوں کے خدا کی ہم سے ملاقات ہوئی۔ اپنے ٹوہم
 کو تین دن تک کی تک بیابان میں جانے دے تاکہ ہم خداوند اپنے

۱۹۵۹ء کے ترجمہ میں یہ الفاظ ہیں :- "کون جانتا ہے کہ وہ باز رہے اور برکت

باقی چھوڑے..... الخ ۱۳ ن

خدا کے لئے قربانی کریں ۱۰

اختلاف نمبر ۳۹

ہمسائے کی حق تلفی کا حکم | کتاب خروج باب ۵ آیت ۳ میں مذکورہ بالا حکم کے
موافق موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا قول یوں ہے :-

”تو تب انہوں نے کہا کہ عبرانیوں کا خدا ہم سے طلب ہے سو ہم کو اجازت دے کہ
ہم تین دن کی منزل بیابان میں جا کر خدا کا نام پڑھنے خدا کے لئے قربانی کریں“ ۱۰

اور خروج باب ۱۱ کی آیت میں اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں ہے :-

”اور خدا نے موسیٰ سے کہا“ ۱۰

اور خروج باب ۱۱ کی آیت ۲ میں ہے :-

”سو اب تو لوگوں کے کان میں یہ بات نکال دے کہ ان میں سے ہر شخص اپنے
پڑوسی اور ہر عورت اپنی پڑوسی سے جو نے چاندی کے زیور لے“

۱۰ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”اور میں نے کہا ہے کہ میں تم میں سے ہر شخص
کے نیکیوں سے کٹھنوں اور حلیوں اور اسزلیوں اور قرنیوں اور حویوں اور بوسوں کی زمین
میں جہاں دودھ اور شہدیت ہے نکال لافٹ گا اور جسے تیرھی آواز سنیں گے اور تو اور اسزلیوں
کے بزرگ معر کے بادشاہ پاس آؤ اور اس سے کہو کہ ”یہاں عبرانیوں کے خدا نے ہم سے ملاقات
کی اور اب ہم تیری منت کرتے ہیں ہم کو تین دن کی راہ بیابان میں جانے دے تاکہ ہم سچا
اپنے خدا کے لئے ذبح کریں“ ۱۰

۱۱ قدیم اردو ترجموں کی عبارت یوں ہے ”عبرانیوں کے خدا نے ہم سے ملاقات کی ہے ہم کو اجازت
دینے کہ ہم تین دن کی راہ جنگل میں جائیں“ ۱۰ - ۱۱ - قدیم

۱۲ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ”سو اب تم لوگوں سے چپ چاپ کہو کہ ہر ایک
اپنے پڑوسی سے اور ہر ایک عورت اپنی پڑوسی سے وہ چپ کے جوتن اور سونے کے جوتن عاریت لے“ ۱۰ - ۱۲ - قدیم

اختلاف نمبر ۳

ہمسائے کی حق تلفی کا حکم | کتاب خروج باب ۱۲ آیت ۳۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
میں یوں ہے :-

”اور بنی اسرائیل نے عوخذ کے کہنے کے موافق یہ بھی کیا کہ مصر یوں سے سونے چاندی کے ذخیرہ اور کپڑے مانگتے نظر ہو۔“

ملاحظہ کیجئے ان آیات کی روش سے خدا کا ارادہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر ملک شام لے جانے کا تھا۔ اس کے باوجود جھوٹ بولنے کی اجازت دے کر ان سے جھوٹ بلوایا۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرعون کے سامنے اور بنی اسرائیل کے سب مردوں نے عوخذ قریب نے اپنے ہنرمندوں سے جھوٹ بولا اور ساتھ ہی ہمسائیگی کے اس حق کو یوں پامال کیا کہ قرآن کی تاکید تو رات میں اس کی بھر پوری شدت سے بیان کی گئی ہے کہ ان کھال عاریتہ لینے کا بدلہ کر کے سب کا سب ہضم کر گئے۔

اختلاف نمبر ۴

جھوٹ بولنے کی اجازت | کتاب بقرہ اول باب ۱۶ کی آیت ۲۰۱
یوں ہے کہ :-

”اور خداوند نے موسیٰ سے کہا تو کب تک ماؤل کے لئے قلم کھاتا رہے گا، جس حال میں نے اُسے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہونے سے باز کر دیا ہے؟ تو اپنے سینک میں تیل بھر اور جانیں تجھے نیت لٹی لٹی کے پاس بھجوا ہوں کیونکہ میں نے

لے اور دو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ”اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا اور انہوں نے مصر یوں سے وہ بچے کے برتن اور سونے کے برتن اور کپڑے طلب کیے۔“ ۱۲ فیم
کہ جیسی، حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کا نام ہے اور ان کے میں بیٹے کو بادشاہ بنانے کا تذکرہ
میں کیا گیا ہے۔ عاصم سے مراد بھی حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ ۱۳ تفسیر :-

اس کے بیٹوں میں سے ایک کو اپنی طرف سے بادشاہ چننا ہے۔
 سوئیل نے کہا میں کیونکر جاؤں؟ اگر ساؤل سن لے گا تو مجھے بھڑکائیگا
 خداوند نے کہا ایک پھوپھا اپنے ساتھ لے جا اور کہتا کہ میں خداوند کے لئے
 قربانی کرنے آیا ہوں۔"

لاحظہ ہو یہاں بھی خدائے سوئیل علیہ السلام کو جھوٹ بولنے کی اجازت دی اس لئے
 لئے کردہ درحقیقت داؤد علیہ السلام کو بادشاہ بنانے کے لئے جا رہے تھے، قربانی
 کہنے نہیں جا رہے تھے۔

اختلاف نمبر ۳۲

کتاب سلاطین اقل باب ۲۲ آیت ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲
 نبیوں سے جھوٹ بولویا
 ۲۳ یوں ہے :-

تب اس نے کہا اچھا تو خداوند کے من کو میں نے سمجھ لیا کہ خداوند اپنے تخت
 پر بیٹھا ہے اور سارا آسمانی لشکر اس کے پاس ہے اور یا میں کھڑا ہے اور خداوند نے
 فرمایا کون اچھے کو بہکا دینگا کہ وہ چڑھائی کہے اور آیت جلعاد میں کہتے آئے
 تھے کہ میں نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ نہیں کیا، لیکن ایک روح نکل کر خداوند کے سامنے کھڑی ہوئی
 اور کہا میں اُسے بہکاؤں گی۔ خداوند نے اس سے پوچھا کس طرح؟ اس نے کہا
 نہیں جاگا اس کے سب بیٹوں کے نزد میں جھوٹ بولنے والی روح بن جاؤں گی اس نے
 کہا، تو اسے بہکا دے گی؟ اور غالب بھی ہوگی۔ وہاں ہو جا اور ایسا ہی کہہ سوچو
 خداوند نے تیرے ان سب بیٹوں کے نزد میں جھوٹ بولنے والی روح ڈال ہے خدا
 خداوند نے تیرے حق میں جی کا حکم دیا ہے۔"

یہ قسیم ترجمہ میں آیت اس طرح شروع ہوتی ہے "میکایا نے کہا۔۔۔ جو یہ ترجمہ سے میکایا، نمبر
 کا نام نکال کر اسے "خیر استعمال کی گئی ہے۔ - ۱۲

دیکھئے ان آیات کے مطابق خدا تعالیٰ نے خود کو کسی پر بیٹھ کر آسمانی لشکر کے ساتھ اپنی مخلوق کو مہلک کرنے کا مشورہ کرتا ہے اور دونوں کو انہیں ہر کھانے کے لئے بھیجا کرتا ہے۔ یہ کیا بات ہے؟ غیر کی شہادت کے مطابق خدا کی بھیجی ہوئی اسکی روح نے ان سب نبیوں کے منہ میں پڑ کر ان سے عجوبت بطور پایا تھا۔

ملاحظہ کیا آپ نے کہ ان چاروں نمونوں میں یکے سے ثابت ہو رہا ہے :-
 "جو لوگ نبیوں سے خدا کو نفرت ہے... الخ" لہ

اختلاف نمبر ۴۲

عورتوں کے اجتناب کے مخصوص تک سننے کو دیکھئے

کتاب خروج باب ۱۲۰ آیت ۲۹
 اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء

میں یوں ہے :-

"اور تو میری قربان گاہ کی بیٹیوں پر دست چڑھنا تاکہ نہ ہو کہ تیری بیٹی
 اُس پر قہا پڑے جو :-"

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مردوں کی برہنگی ظاہر ہونے کو بھی
 برا سمجھتا ہے، مگر کتاب یسعیاہ باب ۲ آیت ۱۰۷ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
 میں یوں ہے :-

"اس لئے خداوند متینوں کی بیٹیوں کے سر کھینچنے اور بیوہ ۱۰۷ ان کے بدن

سے اختلافات کتاب اشکال باب ۱۲ آیت ۲۲ ملاحظہ کیجئے۔ ۱۰۷

۱۰۷ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس کو آیت ۲۲ لکھا ہے البتہ ۱۹۲۲ء کے مطبوعہ اردو ترجمہ
 اور ۱۹۵۳ء کے فارسی ترجمہ میں آیت کا نمبر ۲۶ ہی ہے۔ ۱۰۷

۱۰۷ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں آیت میں ہے اور تو میری قربان گاہ پر بیٹیوں سے ہرگز
 دست چڑھنا تاکہ تیری بیٹیوں پر قہا پڑے :- ۱۰۷

بے پردہ کر دئے گا ؟

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۶ء میں آخری جملہ یوں ہے :-

« و خداوندان نام نہانی ایشان را بے ستر خواهد کرد »

اور ۱۸۴۶ء کے فارسی ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں :-

« و پردوں نگارہائے عدوت ایشان را بے ستر خواهد کرد »

ملاحظہ کیجئے کہ یہاں پر خداوندانہ صیغوں کی لڑائیوں کے انجام نہانی کو کس طرح

بے ستر کر دے ہیں۔

۱۔ جو اخیرہ منکشف کی اللہ ترجمہ میں اس طرح ہے: « اور خداوندان کی انجام نہانی کو انکا ڈونگا »

اور تقریباً یہی الفاظ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۶ء میں ہیں۔ ۱۸۴۶ء کے فارسی ترجمہ میں الفاظ

کچھ مستحب استعمال کئے ہیں اور ۱۹۰۹ء کے اردو ترجمہ میں تو قدیم لہجہ کتب مکتوبہ تفسیر کا کو

یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے « ان کے بہتے بے پردہ کر دیگا » کے مستحب ترجمہ جملہ کو لیا گیا

ہے۔ اس تبدیلی کا آخر کیا مطلب ہے ؟ (۱۲ جنیب)

علاوہ ازیں قابل غور بات یہ ہے کہ بائبل کے مختلف زبانوں کے ترجموں میں اس آیت

کی عبارت ہر ایک دوسری سے مختلف ہے۔ مثلاً عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں ہے « یعنی

السیدہ اسمہ بنات صبیحون یعنی الربیبہ عورتوں ذمہ آقا صبیحون کی بیٹیوں کے سرگنجا

کرینگا اور خدا کے بدن بے پردہ کرینگا) اس کے بالمقابل انگریزی ترجمہ (گنہ گیسو وڈن) کی

جو عبارت ہے اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ خداوندان کو ننگ کرینگا ایک ہی عبارت ہے کہ یہ صبیحون کی بیٹیوں کے سر سے

تاج اتار لینگا اور خداوندان کے پوشیدہ مقامات کو برہنہ کر دینگا۔ دوسری جانب کتب مکتوبہ بائبل اور کتب

نہایت ۱۶ ہے اور اس کی عبارت کا اردو ترجمہ یوں ہے « سنو اگر خداوند نے ان (صبیحون کی بیٹیوں) کے

سے برا انجام تیار کر لیا ہے صبیحون کی بیٹیاں اپنی برکتوں کو گننے مراد لگی کشتیوں کے ساتھ جائیں گی »

دیکھئے ہر ترجمے کی عبارت دوسرے کے کس قدر مختلف ہے۔ ۱۳ تفسیر

اختلاف نمبر ۳۴

عورت کو نکاح کروایا | کتاب یہ یقیناً باب ۴۴ آیت ۲ اور ۳ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں یوں ہے :-

وہ چھوٹے اور آٹا پینے اچھا نقاب آتا اور واسن سمیٹنے سے ڈانگیں نکلی
 کہہ کے نوجوں کو عبود کر۔ قیرا جتن بے پردہ کیا جا رہا ہے۔ بلکہ قیرا ستر ہی
 دیکھا جائے گا میں بدلوں گا... الخ
 ملاحظہ کیجئے یہاں ڈانگیں نکلی کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اختلاف نمبر ۳۵

عورتوں کے دم کھول دینے | کتاب پیدائش باب ۲۹ کی آیت ۳۱ یوں ہے

اور جب خداوند نے دیکھا کہ لیاہ سے نفرت
 کی گئی تو اس نے اس کا دم کھولا مگر داخل ہاتھ نہ ہی :-
 اور کتاب پیدائش باب ۳۰ کی آیت ۲۳ یوں ہے :-
 اور خدا نے داخل کو یاد کیا اور اس کی سونگ اس کے دم کو کھولا :-

اختلاف نمبر ۳۶

عورتوں کے دم بند کر دینے | کتاب پیدائش باب ۳۰ کی آیت ۲۸ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں یوں ہے :-

کیونکہ خداوند نے ابراہیم کی بیوی سارہ کے سبب سے آبی ملک کے قائدانہ

لے یہ خدا کا دختر ہا بل کو خطاب ہے۔ ۱۲ نقل ۱۹۵۳ء کے ترجمہ اردو کے الفاظ
 ترجمہ کے کسی حذک منتقد اور عربوں میں ملاحظہ ہو: چکنے اور آٹا پینے اپنے بال کھول دے
 ٹانگ عربوں اور انہی کے اور نوجوں میں سے پیدا ہوا۔ قیری برہمنی کھلی گی بگ تیری جی جی دیکھی
 جانتے گی میں انتقام لوں گا :- جدید ترجمہ سے کچھ لفظ آرا دیئے گئے ہیں۔ ۱۲ تبیب :-

کے سبب رحم بند کر دیتے تھے :-

ان آیات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ کبھی رخصوں کو بند کر دیتا ہے اور کبھی کھول دیتا ہے۔
 ملاخو کیجئے کہ مردوں کی برہمنی کھٹنے سے تو نفرت کا یہ عالم نکھر عورتوں کی نام نہائی
 اکیڑسنے۔ دان سنگی کروانے، دم کھولنے اور بند کرنے میں اس قدر شغف ہے۔ یہ تو
 عجیب اور نرالی دیباہ ہے۔

اختلاف نمبر ۴

کتاب پر تباہ باب ۳۱ کی آیت ۳۲ میں ہے :-

”وعدواہ فریقاتہ من سنے زمین ان لی بد لہ۔“
 لویا نہ کر۔“

اس کتاب پر ترقی باب ۳۲ کی آیت ۳۲ میں ہے :-

”وعدواہ فریقاتہ من سنے زمین ان لی بد لہ۔“

اس آیت میں دو دست سر برخواست کبھی نہیں دیکھا جاتا۔ میں اس کے گشتہ طور میں ذکر کیا ہے
 شہر پر تو شہر ہوا آئے تو جیالیس پچاس پشت تک اس کی اوارات ہی میں سکے گئے ہوں
 کا مواخذہ کیا کرتا ہے۔

یہ دو درجہ ہوتے ہیں۔ پہلے درجہ کے تھے تو ان کے گھرنے کے بعد تو لوگوں کو ایمان کی جو وسوسہ پہلے بند کر دیا تھا
 یہ دو درجہ کو کھولنے اور بند کرنے سے مراد اس میں پیدا کرنا اور بانٹنا ہے اس لئے یہ امر حق
 ہوا کہ ناقص دانے میں درست نہیں۔

اسے قدیم اور ترقی میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ”عدواہ فریقاتہ“ میں ان کی بڑائی
 بخشوں کا اور ان کی حفاظت کے لئے لڑنے کا ہے۔

یہ الفاظ قدیم آیت کے ہیں جو بدست میں اس کا یہ مفہوم ہی ہوا کہ دیکھا ہے
 پانچویں آیت کے دو درجہ کے الفاظ میں ہیں کہ لوگوں میں شہر پر کو دست میں غم و کلاما۔

”اور اسی رات کو خداوند نے ملکِ معمر کے سب پہلوئوں کو جو فرعون اپنے تخت پر بیٹھا تھا اس کے پہلوئوں سے لے کر وہ قیدی جو قید خانہ میں تھا اس کے پہلوئے تک بلکہ حج پائیوں کے پہلوئوں کو بھی ہلاک کر دیا۔“
 سب پہلوئوں کو بھی میں لا کھوں بے گناہ بچے اور قیدیوں کے پہلوئے بھی تھے ہلاک کر ڈالنا
 کہاں کا انھماں ہے اور یہاں سے جو پائیوں کے پہلوئوں کا کیا گناہ تھا۔

اختلافات نمبر ۱۱

کتابِ حُرّاقی اہلِ باب ۱۸ آیت ۲۳ میں ہے :-
 ”خداوند فرماتا ہے کہ شریر کی سمت میں میری خوشی ہے اور اس میں نہیں کہ وہ
 اپنی لاش کے باز آئے اور زندہ رہے۔“
 اور حُرّاقی اہلِ باب ۳۴ آیت ۱۱ اس طرح ہے :-
 ”تو ان سے کہ خداوند فرماتا ہے مجھے اپنی حیات کی قسم تم لوگ مرنے میں تم مجھے
 خوشی نہیں بلکہ اس میں ہے کہ تم میرا ہی ماہ سے باز آئے اور زندہ رہے۔“
 ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی چاہتا ہے کہ گنہگار اور شریر لوگ
 اپنے گناہ اور شرارت سے باز آجائیں اور توبہ کریں۔ لہذا کتابِ اشوج باب ۱۱ کی آیت ۳۰
 کا بیان یوں ہے :-

”اور توبہ کرنے والوں کو اس آیت کو اس شکل میں لکھا ہے اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہیں ہلاک
 پہلوئے فرعون کے پہلوئے سے بلکہ جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اس قیدی کے پہلوئے کی جو تیرے میں تھا چلا پائیوں کے پہلوئے
 تک ہلاک کر دیا۔“
 یہ قید اور توبہ میں یہ آیت اس طرح ہے ”خداوند خدا کہتا ہے کہ کیا گناہگار
 کی سمت چاہتا ہوں اور یہ نہیں کہ وہ اپنی راہ سے پھرے اور مجھے :-“ ۱۲ خیم
 ”خداوند اور توبہ کرنے والوں کے مطابق یہ آیت یوں ہے ”خداوند خدا فرماتا ہے کہ میری حیات کی قسم ہے کہ
 میں شریر کی سمت نہیں چاہتا بلکہ یہ کہ شریر اپنی راہ سے پھرے اور مجھے :-“ ۱۳ خیم

”کیونکہ یہ خداوند ہی کی طرف سے تھا کہ وہ ان کے دلوں کو ایسا سمجھتا رہا
وہ نے وہ جنگ میں دھڑائی کا مقابلہ کریں تاکہ وہ ان کو اپنی پٹائی
کریں گے۔“

دیکھیں یہاں خدا تعالیٰ نے خود ہی مخالفین کے دلوں کو سخت کر کے مروا دیں۔

اختلاف نمبر ۵۲

ابھی تیس سے تمام پہلا خط باب ۲ آیت ہم یوں ہے :-
”وہ جہاد سے سب اسی بات یا میں اور سچائی کی جہاد تک پہنچیں“
اور تیسٹیکس کے نام دو خط باب ۲ کی آیت ۱۲۰ یوں ہے :-
”اسی سب سے خدا ان کے پاس کہ کرنے والی شہر بھی گناہ کو روک دیتا ہے
جائیں اور اپنے لوگ کالیقین نہیں کرتے بلکہ راستی لے لیتے رہتے ہیں
سب مذاہب کے“

پہلی آیت بتاتی ہے کہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ سب آدمی کو جہاد میں اور وہ جہاد سے
معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی گمراہ کرنے والی تاثیر کھینچ کر مہوٹ کو بچ قرار دیا کر
مزا دیتا ہے۔ سبحان اللہ! یہ خوب جہاد کی راہ ہے۔

اختلاف نمبر ۵۳

مشال سلیمان باب ۲۱ کی آیت ۱۸ یوں
”جنگ۔ گناہوں کا کفارہ“

۱۔ آدم اور قریش میں۔ آیت ابن العاصی ہے ”کیونکہ یہ خداوند ہی ہوں سے تھا کہ ان کے دل سخت ہوئے تھے تاکہ
میں سے لڑنے سے قتال کریں اور میں نے ان کو حرم کر دیا“
”اور اس لئے خدا ان کے پاس تاثیر کو تو ایسا دیا تاکہ ان کو روکے جہاد کو بچ جائیں گے تاکہ وہ سب
جہاد میں جہاد سے خدا تعالیٰ سے لڑیں اور وہی جہاد میں“

”شرعیہ صواب کا فدیہ ہو گا اور وہ غایب و راستبانوں کے بدلے میں دیا جائیگا“

اور یہ حق کا پہلا صواب ۲ کی آیت ۲ اس طرح ہے :-

”اور وہی پہلا ہے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا

بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی“

اور اسی صواب کے باب ۴ کی آیت ۶ میں لیا ہے :-

”..... اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجتا“

پہلی آیت سے شریعوں اور وظائفوں کا عبادتوں اور راستبانوں کے بدلے میں فدیہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دوسری آیات سے حضرت محمد علیہ السلام کا سب سے راستوں اور وظائفوں کے لئے کفارہ ہونا سمجھا جاتا ہے حالانکہ وہ راستہ باہر تھے۔

کتاب اشمال کی مذکورہ عبارت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ پادری حضرات کا یہ دعویٰ کہ مسلمانوں کے مذہب کے مطابق ان کا کوئی فدیہ نہیں، قطعی

غلط ہے۔ اس لئے کہ اس زمانہ میں بھی تقریباً چالیس کروڑ بت پرست اور آگستین کوڑ

بیودی اور عیسائی مسلمانوں کے بدلے میں ہاتھ پیر کے طور پر موجود ہیں جو جرم مستحق تھے۔

وہ اس کے علاوہ ہیں۔ لہذا اس اعتبار سے تو ایک ایک مسلمان کے بدلے میں کئی ایک

فدیہ موجود ہیں۔ علاوہ ازیں یوحنا کے پہلے صواب کے باب ۲ کی آیت ۲ کی نو سے حضرت محمد

تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ بنے اور مسلمان جو خدا کی توحید اور سید کی رسالت پر صحیح مسمیٰ ہیں

ایمان رکھتے ہیں۔ جسے ان کے لئے یقیناً کفارہ ہوئے۔

لہ قیام اردو ترجموں کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے ”شرعیہ ٹنگا صوابوں کے بدلے اور وظائف پر تہ گناہوں

کے عوض فدیہ دیئے جائیں گے۔“ فقیم اللہ قدیم اردو ترجموں میں یہ آیت لیا ہے اور وہ ہے اس کے

کفارہ ہے فقہ چارہ سے گناہوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا کے ”فقیم اللہ قدیم اردو ترجموں میں اس آیت

کے الفاظ یہ ہیں ”اپنے بیٹے کو بھیجا کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہووے“ ۱۱ فقیم

کی قدوسیت کے ساقی نہیں سمجھتے۔ مگر اسلام کی معمولی معمولی باتوں کو اپنے زعم میں خدائی قدوسیت کے ساقی قرار دیتے ہیں۔

اختلاف نمبر ۵۵

کتاب غزوة ۵ باب ۲۰ آیت ۲ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
زبردستی لڑنا کرنے والوں کا غلبہ
 یوں ہے :-

”تو نہ تانہ کمرنا...“

یہاں پر زنا کو حرام فرمایا ہے اور ذکر آیا۔ باب ۳ کی آیت ۲ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
 میں یوں ہے :-

”دیکھو میں غضب قوموں کو فراہم کروں گا کہ یہ وہ ظلمت سے جھگ کریں اور شہرے
 لیا جائیگا اور گھروں سے جائیں گے اور عرضیں بدعت کی جائیں گی...“ الخ

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں آٹھری جملوں ہے :-

”وہ اتنا تان بزرگوار بند خیمید“

یعنی ایسے لوگوں کو غالب کرنے کی خود مشورے دے رہے ہیں جو بنی اسرائیل کی صورتوں
 کے ساتھ زبردستی لڑنا کریں۔

۱۔ اجماع مسوری کے اصل نسخہ کے مطابق ۱۹۴۳ء کے مطبوعہ اور ترجمہ میں آیت ۱۳ کے الفاظ
 یہ ہیں ”تو خون مت کہ تو زنا مت کہ“ الخ مگر ۱۹۵۹ء کے ترجمہ میں اس جملہ کو زور آتی ہے
 الگ الگ کر دیا گیا ہے۔ آیت ۱۳ کے الفاظ ہیں تو خون نہ کہنا“ اور ”تو نہ تانہ کمرنا“ آیت
 ۱۳ ہے۔ ۱۴ نجیب -

۲۔ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۳ء میں یہ آیت یوں ہے ”اور میں ساری قوموں کو یہ دشنام پڑھائی کے
 لئے نڈر لگا اور شہر جیتا جائے گا اور گھروں سے جائیں گے“ الخ ۱۳ نجیب

اختلاف نمبر ۵

کتاب حقوقی باب ۱ آیت ۱۳ میں حق تعالیٰ کو خطاب اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
یوں ہے :-

- تیری آنکھیں ایسی پاک ہیں کہ تو بدمی کو دیکھ نہیں سکتا اور کچھ رعنا ہی پر لگا ہ
نہیں کر سکتا۔۔۔ الخ

پاک ہونے اور بدمی اور کج روی کو دیکھ نہ سکنے ہی کا استثناء ہے کہ ایسا طریقہ اسلام کی
معرفت باب ۵ ص ۴۱ آیت ۵۱۶ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں فرماتا ہے :-

"..... میں ہی خداوند ہوں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں، میں ہی روشنی کا
موجود اور تاریکی کا خالق ہوں۔ نہیں سلامتی کا بانی اور بیکار کو پیدا کرنے
والا ہوں" :-

اور کتاب ریگیاہ باب ۱ آیت ۱۶ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں میگاہ علیہ السلام
یوں فرماتے ہیں :-

"اے ہر ایک بدمی اور خداوند خداوند تاملی شد" :-

۱۹۵۹ء کے مطبوعہ اردو ترجمہ میں یہ آیت اس طرح ہے "آنکھیں تیری پاک ہیں کہ تو بدمی کو دیکھ نہیں سکتا
اور تو شراب پر نظر کر نہیں سکتا ہے" :- ۱۲ قسم

۱۹۵۹ء کے مطبوعہ اردو ترجمہ میں اس عبارت کا ابتدائی حصہ آیت ۶ اردو ص ۱۰ آیت ۶ کا ہے
مگر عہد موسیٰ کے اصل نسخے کے مطابق یہ آیت، کی مکمل عبارت ہے۔ جدید ایڈیشن میں تغیر ہو گیا ہے
یا قدیم نسخوں میں درست مدحت و تشداعلم۔ نیز قدیم نسخوں میں آخری جملہ یوں ہے "اور شراب پیدا کرنے والا ہے" :-
علاوہ ان میں اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۵ء میں یہ پوری عبارت ان الفاظ میں ہے :-

"میں سب سے سوا کوئی نہیں میں روشنی بنانا ہوں اور تاریکی پیدا کرنے والا
اور سلامتی بنانا ہوں اور شراب پیدا کرنے والا ہوں" :-

اور یہی آیت ۸۳ کے عربی ترجمہ میں یوں ہے :-

«ظنن الشر نزل من قبل الرب الی باب اور شلیحہ»

یعنی کہ چونکہ خرافہ کی طرف سے بلا نازل ہوئی جو یر و شلیحہ کے چھانک تک پہنچی۔

اور اس سب کے باوجود زبور ۲۳ کی آیت ۵ یوں ہے :-

«وہ صواقت اور انصاف کو پسند کرتا ہے، زمین خداوند کی شفقت

سے سمور ہے»

یعنی وہ اور سیکہ، علیہما السلام کی کتابوں کی خاکہ ہا بلا عبادت سے بعض پادریوں

کا یہ کہنا کہ کبھی مذہب کی رو سے خرافہ کا خالق نہیں بنتے اور اسی کو اپنا عقیدہ بتلاتے ہیں

بالکل غلط قرار پاتا ہے۔

اختلاف نمبر ۵

زبور ۲۴ آیت ۱۵ یوں ہے :-

«خداوند کی نگاہ صادقوں پر ہے اور اس کے کان ان کی فریاد پر گئے رہتے ہیں»

اور زبور ۲۴ کی آیت ۱۸ یوں ہے :-

«صادق چلتے اور خداوند نے سنا اور ان کو ان کے سب گناہوں سے معاف فرمایا

خداوند شکرگزاروں کے نزدیک ہے۔... الخ

یہ قریم اردو ترجموں میں یہ آیت صاف الفاظ میں ہے «وحوالات اور حالات کو دوست نہ کہتا ہے زمین اور اس کی

رحمت سے گور ہے» ۱۳ انہیں یہ خرافہ و غیر کائنات ہنجر کا خالق نہیں ہے۔ اہل اسلام میں سے

معتزلہ وغیرہ باطل فرقوں نے بھی اس عقیدہ کو اپنا یا ہے جس کا تذکرہ عقائد و کلام کی کتب فقہیہ میں ملتا ہے

ہے۔ ۱۴ نجیب یہ قریم ترجمہ میں لفظ «چلتے» «سنا» اور «فریاد» کی بجائے «چلتے ہیں

مستجاب» اور «پہر پاتا ہے» استعمال ہوا ہے۔ ۱۵ نجیب :-

اور زبور۔ انکی آیت ایلوی ہے :-
 ”اے خداوند! تو کیوں دود کھڑا رہتا ہے؟ مصیبت کے وقت تو کیوں
 چُھپ جاتا ہے؟“

اور زبور ۲۲ آیت ۲۰۰ یوں ہے :-

”اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ تو میری مدد
 اور میرے نالہ و فریاد سے کیوں دھندل رہتا ہے؟ اے میرے خدا! میں دن
 کو پیکارتا ہوں نہ تو جواب نہیں دیتا اور رات کو بھی اور خاموش نہیں رہتا۔“
 البیانو بانشدش ید داؤد علیہ السلام ما وقلیٰ میں سے ہیں۔

اختلاف نمبر ۵

ایوب کا کمال | کتاب یرمیاہ باب ۲۹ کی آیت ۱۳ میں خدا کا فرمان یوں ہے :-
 ”اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور پاؤ گے جب پرے سے
 میرے طالب ہو گے“

اور کتاب ایوب باب اول آیت ۶ اور باب ۳ کی آیت ۳ میں ایوب علیہ السلام
 کی شان یوں بیان کی ہے :-

”زمین پر اس کی طرح کامل اور راستمانہ آدمی جو غلط سے ڈرتا اور ہڈی سے دُرد

لے، قدیم اردو ترجموں میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ”اے خداوند! تو کیوں ہم سے دُور کھڑا
 رہتا ہے دکھوں کے وقت تو کیوں آپ کو ہم سے چھپاتا ہے؟“ ۱۶ فہیم
 لے، قدیم اردو ترجمے ان آیات کو عیوں نقل کرتے ہیں ”الہی الہی تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا تو میری بخت
 سے اور میری کراہنے کی باتوں سے کیوں دُور ہوا اے میرے خدا میں دن کو دُعا مانگتا ہوں پر تو
 نہیں سنتا اور رات کو مجھ کو کچھ قرار نہیں“ فہیم لے، قدیم اردو ترجمے اس آیت کو یوں نقل کرتے ہیں
 ”جب اپنا سامنے دل سے مجھے ڈھونڈو گے تو پاؤ گے“ ۱۶ فہیم

رہتا ہو کوئی نہیں ہے

یہی وہیبا علیہ السلام کتاب ایوب باب ۲۳ کی آیت ۳ میں یوں فرماتے ہیں :-
 "کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ وہ مجھے کہاں مل سکتا ہے تاکہ میں ملین اس کی
 مسند تک پہنچ جاتا۔"

اس آیت کے مطابق ایسا بلاستبنازا اور بے نظیر کاش ہے کہ اس کو اتنا علم ہی نصیب
 نہ ہو سکا کہ خود اس طرح پائے، جبکہ عموماً پالینا تو بہت دور کی بات ہے۔

اختلاف نمبر ۵۹

کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۴۴ اور توجہ مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں
 بت بنانے کا حکم یوں ہے :-

"تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی صورت نہ بنانا، نہ کسی چیز کی محدث بنانا"

اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔"

مگر اس کے برعکس خروج باب ۲۵ آیت ۱۸ میں یوں فرماتا ہے :-

"اور موسیٰ کے دو کوئی سرخوش کے دونوں طرفوں پہ نظر کر جانا"

لے قدیم اردو ترجموں میں اس آیت کی روایت اس طرح ہے "زمین پر اداں سا کوئی شخص نہیں ہے کہ

وہ کمال اور صادق ہے اور خدا سے ڈرتا اور جہی سے دور رہتا ہے۔" - قدیم

نئے قدیم اردو ترجمے اس آیت کی عبادت یوں لائے ہیں "کاش کہ میں جانتا ہوں اسے کہاں

پاؤں تو اسی کے مسند تک جاتا" - ۱۶ قدیم

نئے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۲ء اس آیت کو یوں لایا ہے "اور اپنے لئے تراش کی صورتیں اور کسی چیز

کی صورتیں جہاں آسمان کے اوپر یا پانی میں زمین کے سطح پر مت بناؤ۔" - قدیم

نئے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۲ء میں یہی آیت اس طرح ہے "اور تو موسیٰ کی نظر کر دو کہ کوئی

اسی کفارے کے دونوں طرفوں میں بناؤ۔" - قدیم (اس آیت میں دراصل عندی شہادت بنانے

(باقی ماہیہ اگلے صفحہ پر)

اختلاف نمبر ۶

شیطان قید بھی ہے آزاد بھی | یہوداہ کا عام خط آیت ۶ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء
یوں ہے :-

”اور میں فرشتوں نے اپنی حکومت کو قائم نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا
اُن کو اس نے دائمی قید میں بنا دیا کیونکہ اندر روز عظیم کی عدالت تک رکھا“
اس آیت کی ذمہ سے معلوم ہوا کہ خدا نے شیطانوں کو قید کر رکھا ہے اور وہ قیامت
کے دن تک قید ہی رہیں گے۔ مگر کتاب البصیحا باب اولیٰ کی آیت ۶ میں یوں ہے :-
”اقتدایک خدا کے بیٹے آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں اور اُن کے
مدیران شیطان بھی آیا“

یہی مفسرین کتاب البصیحا باب ۶ کی آیات ۱۰، ۱۱، ۱۲ میں بھی ہے۔ ان آیات سے
معلوم ہوتا ہے کہ شیطان آزاد ہے اور خدا کے حضور حاضر ہی دیتا ہے۔

(تفسیر حاشیہ ص ۷ سے آگے) کا طریقہ بتلایا جا رہا ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ صندوق کے
دونوں سروں پر دو فرشتوں کی صورتیں جاتا۔ پہلی آیت میں ہجرت بنانے کو قطعاً ناجائز کہا گیا تھا
اس میں باقاعدہ حکم دیا جا رہا ہے۔ - ۱۲ تفسیر

یہ اندر ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے ”اور ان فرشتوں کو تمہارے
اپنی پہلی حالت کو نگاہ نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا اور اس سے سدا کیلئے بخیرین قادری
کے اندر روز عظیم کی عدالت تک نگاہ میں رکھا“ تفسیر
۱۰۔ قدام اور ترجمے میں اس آیت کو یوں روایت کرتے ہیں :-

”اور ایک دن ایسا ہوا کہ نبی اللہ خداوند کے آگے حاضر ہوئے تو اسے اللہ شیطان
بھی لکھے بیچ آیا“ ۱۲ تفسیر

۳۲۳ اختلاف نمبر ۶۱

خدا کی نظر میں ایک دن ہزار برس کا ^{۱۰} کیونکہ تیری نظر میں ہزار برس ایسے ہیں جیسے کل کا دن جو گزر گیا اور جیسے نات کا ایک پل ^۹ ہے :-

اور پلّس کا دوسرا نام خط باب ۲ آیت ۸ اس طرح سے ہے :-
 "اے عزیزو! یہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر اور ہزار برس ایک دن کے برابر ^۹ ہے۔
 اس حقیقت کے باوجود خدا تعالیٰ نے قوس قزح کو اس لئے بنایا تاکہ اسے دیکھ کر وہ اپنے عہد کو یاد کرے۔ جس کا ذکر کتاب پیدائش باب ۹ کی آیت ۱۶ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں اس طرح سے ہے :-

"ان دنوں پہلے میں ہوگی اور میں اس پر نگاہ کروں گا تاکہ اس ابدی عہد کو یاد کروں جو خدا کے اور زمین کے سب طرح کے جانداروں کے درمیان ^{۱۰} ہے۔"

اختلاف نمبر ۶۲

خدا کو دیکھا ^{۱۰} کتاب خروج باب ۲۴ کی آیت ۱۰ میں خدا تعالیٰ کا یوں قول ہے :-
 "..... انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہے گا ^۹۔"

یہ قییم بعد تو تمہوں میں یہ آیت ان الفاظ کے ساتھ ہے ہزار برس تیرے آگے ایسے ہیں جیسا کہ کل کا دن جو گندہ گیاہ جیسے ایک پھول ہے ^۹ فہم ^{۱۰} کتاب پیدائش میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور ان کی اولاد سے عہد کیا تھا کہ جیسا طوفان تمہارے لئے میں آگیا ویسا آئندہ کسی زمانے میں آگیا اس عہد کی نشانی یہ مقرر کی کہ آسمان پر بادل کے اندر قوس قزح (دھنک) ظاہر ہوگا اور یہ اس عہد کے تازہ رہنے کی علامت ہوگی۔ ۱۳ قس ^{۱۰} یہاں ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۳ء میں یہ آیت بلا ہے "سو کمان بولی میں ہوگا اور میں اس عہد کے اس وقتے کو چھو اور زمین کے ہر جاندار کے حویان سے یاد کرونگا ^۹۔" یہ قییم ترجموں میں یہ الفاظ اس طرح ہیں "ایسا کوئی نہیں کہ مجھے دیکھے اور میں ^{۱۰} ہے ^۹ ۱۳ فہم ^{۱۰}۔"

اور کتاب پیدائش باب ۳۲ کی آیت ۳۰ یعقوب علیہ السلام کا قول ۱۹۵۹ء کے
مطبوعہ اور ترجمہ میں یوں ہے :-

”..... میں نے خدا کو نہ دیکھا تو تیری میری جان بچا رہی ہے“
خدا ہی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۵ء کے الفاظ ہیں :-

”خدا را رو برو دیدم الخ“

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء میں ہے :-

”آیت اللہ وجہا بوجد و تخلفت لخصی - یعنی میں نے اللہ کو اپنے سامنے
دیکھا اور میری جان بچا رہی۔“

اختلاف نمبر ۲۲

یوحنا کا پہلا عام خط باب ۴ کی آیت ۱۶ میں یوں ہے :-
”خدا کو دیکھا“

”خدا کو کسی کسی نے نہیں دیکھا... الخ“

اور تیسرے کے نام پہلا خط باب ۹ کی آیت ۱۶ میں یوں ہے :-

”وہ جسے کسی انسان نے نہ دیکھا اور نہ دیکو سکتا ہے“

حالانکہ موسیٰ ہارون و ایسہ اور ستر اسرائیلی بندگانوں نے نہ صرف خدا کو دیکھا
بلکہ اس کے ساتھ کہا یا پوجا بھی ہے۔ جیسا کہ کتاب خروج باب ۲۴ آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲ میں
اس کی یوں تصریح موجود ہے :-

”تب موسیٰ اور ہارون اور ایسہ اور بنی اسرائیل کے مشرکوں نے

اوپر گئے اور انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اس کے پاؤں کے

نیچے نیچے کے پتھر کا جو تراسا تھا جو آسمان کی مانند شفاف تھا اور اس نے

بنی اسرائیل کے مشرکوں پر اپنا ہاتھ نہ بڑھایا، سو انہوں نے خدا کو دیکھا

یہ ۱۹۳۲ء اور ۱۹۴۲ء کے اردو تراجم میں بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں۔ ۱۲

اور کھایا اور پیا ۱۰

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۲۵ء آیت ۱۰۱۰ یوں ہے :-

ووقدا نے اسرائیل را مشاہدہ کر دند و در زیر پا تھا فاش مثل کارنگ بست
الایاقوت کیونکہ انصاف میں خود اس میں ہا بودہ و برہنہ کے یعنی اسرائیل دست
نکلاشت و خدا را مشاہدہ کر دند و خود روند و ہم نوشیدند ۱۱

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء کی آیت ۱۰۱۰ کے الفاظ یوں ہیں :-

ثم نظر والی الی الامم اسرائیل و تحت سرجلیہ مثل عمل الحجر السماء
نیقون و کمثل لوت السماء و نور ظاہر فلما بیسط ید علی شیوخ
بنی اسرائیل و لیجرہ و الشہ و اکلوا و شربوا ۱۲

آیت ۱۰۱۰ کے آخری جملہ سے یہ اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء و ائمہ انہوں نے
خدا کو کھایا اور پیا۔ مگر یہ ممکن ہے کہ اس کا وہی مطلب مراد ہو جو طبری نے سمجھا
ہے کہ خدا کے ساتھ کھایا اور پیا۔

یہی کہتا ہوں کہ یہاں بنی اسرائیل کے خدا کی وحدت بعینہ آسمانی رنگ کی کہتا ہوں
اور تار کی وحدت ثابت کرنا ہے۔ اس کے برعکس حرقی امیلی باب اولی کی آیت ۲۷ میں

لے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۴۲ء کے ان آیت کو یوں نقل کرتے ہیں: "ترب توتی اہر ہانقن
اور تادب اور اہتیم اور اشتراکاً بر اسرائیل او پر گئے اعدائوں نے اسرائیلیوں کے خدا کو دیکھا اور
اس کے پاؤں کے نیچے جیسے لہم کے پتھر کی گلائی اور اس کی شفا فی برہم آسمان کی مانند تھی اور بنی
اسرائیل کے ایسروں پر اس نے پہنا تھا تدرک اور انہوں نے خدا کو بھی دیکھا اور کہا اور پیا ۱۳ اور قسیم
تہ موجودہ عیسائی مذہب اور بائبل کی تخریفات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والے حتیٰ یہاں تک
کو موجودہ یہی مذہب کے پادروں نے طہریہ کے نام سے مکریم کیا ہے۔ مذکورہ بالا استحضات اخصی طور پر
فرقہ سجدہ بائبل کے اہل کتاب پر کھینچ کر دئے جوتے اٹھائے گئے ہیں اور مکریم یہاں نقل کر دیا۔ ۱۱۲

حضرت حرقی اہل کربانی بلکہ آتشیں لکھتے ہیں۔ ۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں ان کا فرمان اس طرح ہے :-

”اور میں نے اس کی کمرے لے کر اوپر تک صیقل کئے ہوئے پتھر کا سارنگ اور شعلہ سا جلوہ اس کے درمیان اور گرداگرد دیکھا اور اس کی کمرے لکیر نیچے نما میں نے شعلہ کی ہی جتنی دیکھی اور اس کی چاروں طرف جگہ جگہ تھی“ اور حضرت یوحنا مشاہدات باب ۴، آیت ۳ میں خدا کا رنگ ”البنی“ بیان کرتے ہیں ان کا فرمان ہے :-

”دوہ دیکھنے میں سبک شیم اور تین سائتا“

اختلاف نمبر ۶۴

انجیل یوحنا باب ۵ آیت ۳۹ میں جناب مسیح علیہ السلام کا یہودیوں خدا کی آواز کو خطاب یوں نقل کیا گیا ہے :-

”تم نے کہی ان کی آواز نہیں تھی اور ان کی صورت نہیں دیکھی“

اس کی صورت دیکھنے کا حال تو گزشتہ صفحہ میں لکھا جا چکا ہے اب آواز سننے کا بھی حال سنیں لیجئے۔ چنانچہ کتاب استنارہ باب ۵ کی آیت ۴۴ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”انہ تعریف میں ”شعلہ سا جلوہ“ کو ”آگ“ کے لفظ سے لکھا ہے۔ - ۱۳۰

یہ اردو ترجمہ بطور ۱۹۴۲ء میں یہ عبارت ان الفاظ میں ہے اور جو قالب دیکھتے ہیں آگ کو گویا کیسا بلک آگ کا سا ہیرہ وار اور گرداگرد تھا اور اس قالب کی کمرے اور رنگ اور اس قالب کی کمرے سے نیچے تک سارا انجام آگ کا سا میرے دیکھنے میں آیا اور جلال جو گرد دیکھا تھا :- ۱۳۱

۱۳۰ء ہزارہا مجاز عبوسوی ص ۲۰۲ - جدو بائبل میں مشاہدات کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ - ۱۳۱

۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں قدیم اردو ترجموں کے برخلاف قدیم فارسی اور عربی ترجموں کی مطابقت

میں آیت ۲۲ ہی شمار کیا گیا ہے۔ - ۱۳۱

” اور تم کہنے لگے کہ خداوند ہمارے خدا ہے اپنی شوکت اور عظمت کو کو دکھائی اور ہم نے اس کی آواز آگ میں سے آتی سنی۔ آج ہم نے دیکھ لیا کہ خداوند انسان سے بائیں کرتا ہے تو بھی انسان زندہ رہتا ہے۔“

اور یہ جملہ کہ ” اور ہم نے اس کی آواز آگ میں سے“ والا فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء اور ۱۹۴۵ء میں اس طرح ہے ” و آواز میں یا الزمان آتش شنیدہ ایم“ اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء میں یہ الفاظ ہیں ” و سمعنا صوتہ من وسط النار الخ اس قول کے مطابق بنی اسرائیل نے خدا کی آواز سنی تھی۔

یہاں یہ امر قابل توجہ ہے، قدیم اردو ترجموں میں اس آیت کا عدد ۲۱ لکھا گیا ہے جبکہ فارسی اور عربی ترجموں میں یہ ۲۴ آیت شمار کی گئی ہے۔

اختلاف نمبر ۶۰

انجیل یوحنا باب ۴ آیت ۲۴ میں ہے :-
خدا کے اعضاء

اور کہ تمہیں کے نام دو صراط باب ۲ کی آیت ۱۷ میں ہے :-
” اور وہ خداوند روح ہے۔“

انجیل لوقا باب ۲۴ کی آیت ۳۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ طبعاً السلام کا قول یوں آیا ہے :-
”..... روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔“

یہ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء کی طبع میں اس آیت کا نمبر شمار ۲۱ ہے اور اس کے الفاظ میں صریحاً ہے ” اور تمہیں نے کہا کہ دیکھو خداوند ہمارے خدا نے اپنی شوکت اور اپنی عظمت ہم کو دکھائی اور ہم نے آگ میں سے آواز سنی ہم نے آگ کے دن دیکھا کہ خداوند انسان سے بائیں کرے اور آدمی جیتا ہے۔“ قدیم ۱۹۴۵ء اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۱ء کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے ” روح گوشت اور ہڈی نہیں۔“

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۲ء کے الفاظ میں "روح جسم و استخوان بخار و اور عطری ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۲ء کے لفظ ہیں" انہما لروح لیس لہ لہر و عطر " انجیل یوحنا اور لوقا کی عبادت کو یکجا کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خدا روح ہے جسم، گوشت اور ہڈی سے مجرد ہے۔

مگر عہدِ قدیم کی کتابوں میں خدا کے لئے سر، بال، کان، آنکھ، ناک، منہ، لب، زبان، چہرہ، ہاتھ، بازو، پتھیل، انگلیاں، دلی، آنٹریاں، پشت، سر، گناہ، خون اور جان سب چیزوں کو ثابت کیا گیا ہے تفصیل کے لئے اللہ کے کتابِ یسعیاہ، یرمیاہ اور زکریا کو پڑھتے ملاحظہ کریں جہاں ہمارے اس دعوے کی تصدیق کے لئے بجز شواہد مل جائیں گے۔

یہاں ہم بطور نمونہ چند مثالیں پیش کرتے ہیں :-

مصر | کتابِ یسعیاہ باب ۹ کی آیت ۱۷ میں ہے :-

"ہاں اس نے راستبازی کا بجز پتلا اور بجات کا خدا اپنے سر پر رکھا۔"

اس آیت میں خدا کے لئے سر کی تصریح موجود ہے۔

بال | کتابِ وائی، یل باب ۹ کی آیت ۱ یوں ہے :-

"میرے دیکھتے ہوئے تخت رکھنے کے لئے اور قدیم الایام بیٹھ گیا اس کا بالیٰ

برع ساسید تھا اور اس کے سر کے بال خالص اُون کی مانند تھے۔"

اس آیت میں سر اور بالوں کی تصریح موجود ہے۔

آنکھ اور کان | زبور ۳۲ آیت ۱۵ قدیم نسخہ میں یوں ہے :-

لہ قدیم اور ترجموں میں یہ آیت اس طرح ہے "اور اوس نے صداقت کو روشن کیا مانند

پتلا اور بجات کا خدا اپنے سر پر رکھا" ۱۲ قسیم

قدیم اور ترجموں میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے "یہاں تک دیکھتا تھا کہ کہیں وہ کی گلیں اور قدیم الایام بیٹھ گیا اوس کا پیرا

برع ساسید تھا اور اس کے سر کا بال چمکے اُون کی مانند" ۱۳ قسیم

خداوند کی انکسیرتے صادقوں پر ہیں اور اوسکے کان ادنیٰ فریاد پر ہیں ۛ

اس میں خدا کی انکسیرتے اور کان کی تصریح ہے اسی طرح کتاب یریاہ باب ۴۱ کی آیت ۱۱ اور ۲۱ کی آیت ۱۹ کتاب یریاہ باب ۴۲ کی آیت ۲۱ اور کتاب اشال باب ۱ کی آیت ۲۱ اور باب ۲ کی آیت ۲ میں بھی خدا کے لئے آکھ کے ہونے کی مرادست موجود ہے۔

ناک | کتاب یریاہ باب ۴۱ کی آیت ۱۱ میں یوں ہے :-

”..... یہ میری ناک میں دھوئیں کی مانند اور دن ہر جتنے والی آگ کی طرح ہیں ۛ

اس میں ناک موجود ہونے کی مرادست ہے۔

منہ | کتاب یریاہ باب ۴۱ کی آیت ۱۱ میں ہے :-

”اسی طرح میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہے آگ کا ۛ

اس میں منہ کی تصریح موجود ہے اور ایسے ہی کتاب تواریخ اول باب ۱۲ آیت

۱۲ میں بھی ہے :-

لب اور زبان | کتاب یریاہ باب ۴۱ آیت ۲۰ میں ہے :-

”..... اسکے لب قرآؤدہ اور اسکی زبان کیم کرمیالی آگ کی مانند ہے ۛ

اس آیت میں لب اور زبان کی تصریح موجود ہے۔

پھرے اور بازو | زبور ۴۲ آیت ۳ میں خداتالی کو خطاب کرتے ہوئے یوں لکھا گیا ہے :-

”..... تیرے داہنے ہاتھ اور تیرے بازو اور تیرے پھرے کے گورنے انکسیرتے ۛ

اس میں خدا کے ہاتھ پھرے اور بازو کی تصریح موجود ہے اسی طرح کتاب فرقان باب ۱ کی

۱۱ میں ہے ”خداوندکی انکسیرتے تو سبکمانے“ خداوندکی شاہ الم کے الفاظ میں مستخدم ہیں اسکا جیسے

بلا رہی مگر تصریح میں ترمیم ہے ”وہمراہیں“ ۱۲ پنجیب لہجہ میں ”وہمراہیں“ آیت میں اس طرح لکھی

ہوئی ہے ”یہ ایسے ہیں جیسے دھواں میری ناک کے لئے“ ”قیم“ تک قدیم اور دوسرے آیت کو یہاں نقل کرتے

ہیں۔ ”اور اسکے لب قرآؤدہ اور اسکی زبان آتش موزاں ہے“ ۱۲ ”قیم“

آیت ۱۱۲۰۶ اور ۱۶ کتاب خروج باب ۱ کی آیت ۶ کتاب استقناہ باب آیت ۲ اور کتاب استقناہ باب ۲۶ کی آیت ۸ میں بھی خدا کے ہاتھ اور بازو کی تشریح کی گئی ہے۔

تفصیلی، پچھا اور چہرہ | کتاب خروج باب ۱ کی آیت ۲۲، ۲۳ میں یوں ہے -

۱۱ اور جب تک میرا انتقال نہ ہوتا رہے گا میں تجھے اس چہان کے سوراخ اور جب تک

میں نکل نہ جاؤں تجھے اپنے ہاتھ سے ٹھکانے دیوں گا، اس کے بعد میں اپنا ہاتھ

اٹھاؤں گا اور تو میرا بچاؤ کیجے گا لیکن میرا چہرہ دکھائی نہ دے گا۔

اس میں تفصیلی، پچھا اور چہرہ کی تشریح موجود ہے۔

اشکلی | کتاب خروج باب ۳۱ آیت ۱۸ میں ہے -

۱۱ وہ سنگین لوگوں خدا کی اشکلی سے لکھی ہوئی تھیں۔

اس میں اشکلی کی تشریح ہے۔

انشریاں اور دل | کتاب ریماء باب ۱۶ آیت ۱۹ میں ہے -

۱۱ میری انشریاں، میری انشریاں، میرے دل کے پردے درود میں، میرا دل

جوش میں ہے۔

اس میں انشریوں اور دل کے وجود ہونے کی تشریح ہے، اسی طرح کتاب ریماء باب ۱۶ کی

آیت ۱۰ اور باب ۱۱ آیت ۱۱ میں دل کے وجود کی تشریح موجود ہے۔

۱۱ وہ درود میں میری ذات اس طرح نقل ہوئی ہیں اور یوں ہو گا کہ جب میرا دل کا گور چھوگا تو میں کھلیں چہان

کے سوراخ میں دکھوں گا اور جب تک نہ گزروں تجھے اپنی تفصیلی سے ڈھانپوں گا اور پھر اپنی تفصیلی اٹھاؤں گا اور تو میرا بچاؤ

کیجے گا۔ میرا چہرہ ہرگز دکھائی نہ دے گا۔ ۱۱ آیت ۱۱۔ یہ الفاظ قدیم لہجہ ترجمہ کے بجائے امجاز میسری، اصل لہجہ کے فقرے

تھے ہیں جدید اور ترجمہ کے الفاظ ہیں وہ لوگوں پھر کی اور خدا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں۔ ۱۱ آیت ۱۱۔ جدید

اور ترجمہ میں انشریوں کی تشریح موجود نہیں ہے۔ امجاز میسری میں یونہی نقل کیا ہے۔ جدید ترجمہ کے الفاظ یوں ہیں

۱۱ آیت ۱۱۔ ہائے میرا دل، میرے پردہ دل میں درود ہے، میرا دل جیاب ہے الخ۔ ۱۱۔ ۱۱۔

کس کتاب میں یہ آیت ۳ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان یوں ہے :-
 "وہو سیریر کی گھر میں سخت درد ہے الخ"

اسی طرح کتاب حزقی ایل باب ۲۷ میں خدا کی کفر کی تصریح کی گئی ہے۔

شرنگاہ زبور ۱۲ آیت میں داؤد علیہ السلام کے بارے میں حق تعالیٰ کا فرمان یوں منقول ہے :-
 "آج تو مجھ سے پیدا ہوا :-"

اس جود کو تسلیم کرنے سے خدا کے لئے شرنگاہ کا ہونا لازمی طور پر سمجھ میں آتا ہے۔

پاؤں حزقی ایل باب ۴۴ آیت ۷ میں خدا تعالیٰ کا فرمان یوں ہے :-

"..... یہ میری تخت گاہ اور میرے پاؤں کی گھر ہے الخ"

اس میں پاؤں کی تصریح موجود ہے۔

جی کتاب یہ حیاتہ یحییٰ کی آیت ۴ میں خدا کا فرمان ہے :-

"میرا جی تمہارے شے پانڈوں سے اور تمہاری عیدوں سے بیزا ہے الخ"

خون اعمال باب ۶۰ کی آیت ۲۸ اور دوسرے مطبوعہ ۱۹۹۹ء میں یوں ہے :-

"خدا کی کلیسا کی گلابانی کو جسے اس نے خاص طور پر اپنے خون سے مول لیا :-"

خدا کا جسم اور اعضاء ہونا تو ایک طرف رہا، کتب مقدسہ سے تو کہیں اس کا بیان
 صحیح اور کبار اور خطاط ہونا ثابت ہوتا ہے اور کہیں سنگتراش، مجراش، جہازم، مایا اور قصا
 ہونا اور کہیں کسان، سوداگر، مسلم، ماہی گیر اور حلال ہونا۔ بطور نمونہ اس کی کچھ مثالیں پیش ہیں۔
باغبانی کتاب پیدائش باب ۸ آیت ۸ میں ہے :-

لہ قديم العدد ترجموں میں "صفت ۷۷" کے الفاظ کے بجائے "میں" کا لفظ ہے۔ ۱۲ قديم

اعداد ترجموں میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں "میں نے تجھے آج جنا" ۱۲ قديم

تفسیر میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے "خدا کی مجلس کو جسے اوست نے اپنے ہی ہوتے مول لیا چراؤ۔ قديم

اور خداوند نے مشرق کی طرف عدن میں ایک بارخ لگایا الخ
اسی کتاب یسعیاہ باب ام کی آیت ۱۹ سے خدا کے لئے باغبانی ثابت ہوتی ہے۔

محلہ ۱ کتاب سونیل اول باب کا آیت ۳۵ میں یوں ہے :-

..... اور میں اس کے لئے ایک پائیدار گھریٹاؤں گا الخ

اسی طرح کتاب سونیل دوم باب کا آیت ۱۱، ۲۴، کتاب سلطین اول باب کا آیت ۸ اور
زیورہ کی پہلی آیت سے بھی خدا کے لئے سمہری ثابت ہو رہی ہے۔

گننار کتاب یسعیاہ باب کا آیت ۸ یوں ہے :-

تو میں اسے خداوند اتو پہنا پاپ ہے، ہم ٹھی ہیں اور تو پہنا اور ہمارے الخ

سنگتراش کتاب خروج باب کا آیت ۱۶ غازی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں یوں ہے :-

ان لوہا مصنوع خدا الخ اور غازی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء کے الفاظ یوں ہیں :

..... ان لوہا عمل خدا یوں تا الخ

اس مقام سے خدا کا سنگتراش ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

قیاط کتاب پیدا نش باب ۳ کی آیت ۱۱ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

اور خداوند خدا نے آدم اور اسکی بیوی کے واسطے چڑھ کے کرتے بنا کر لٹھو پر تائے

اس آیت سے خدا کے لئے صفی پہن کا ثبوت ہوتا ہے۔

۱۔ قدیم اردو ترجموں میں اس آیت کی عبارت اس طرح ہے اور خداوند خدا نے خدا میں محبوب طور کیا

بارخ لگایا: نفیم نے قدیم اردو ترجموں میں پائیدار کے بجائے بے خون کے الفاظ ہیں۔ ۱۳۔ نفیم

۱۹۵۹ء کے اردو ترجموں میں اسی آیت کا آخری جملہ ہے..... اور جو لٹھا ہوا تھا وہ بھی خدا ہی کا لٹھا اور

انپر کندہ کیا ہوا تھا۔ یہاں کندہ کیا ہوا تھا کے الفاظ بھی خدا کی سنگتراشی کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اسبابہ ۱۳۰

۲۔ اور دو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں اور یہاں خدا نے آدم اور اسکی جو رو

لیئے چڑھ کے کرتے بنا کر لٹھو پر تائے ۱۳۔ نفیم

قرآن | کتاب یسعیاہ باب ۱۷ کی آیت ۱۷ میں ہے :-

”... اور تیرے زخموں سے شفا بخشوں گا“

اس سے قرآنی ثابت ہوتا ہے۔

حجّام | کتاب یسعیاہ اب ۲۰ کی آیت ۲۰ میں ہے :-

”اے نبی و خداوند! اس استرح سے جو دریا نے فرات کے پار سے کراچ پر لیا یعنی سور کے

بادشاہ سے مراد پانڈوں کے بال موڑے گا اور اس سے دائرگی بھی کھرچی جائیگی“

اس مقام سے خدا کا حجّام ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

دایا | کتاب پیدائش باب ۲۹ کی آیت ۳۱ اور باب ۳۲ کی آیت ۲۲ سے خدا کے لئے دعا کی یہاں

کا ثبوت ملتا ہے۔

قصاب | کتاب یسعیاہ باب ۶ کی آیت ۶ میں ہے :-

”خداوند کی تلوار خون آلودہ ہے، وہ چربی اور تروں اور کبروں کے لہو سے اور

میںڈھوں کے گردنوں کی چربی سے چھنکا گئی“

اس سے خدا کے لئے قصاب ہونے کا ثبوت ہو رہا ہے۔

۱۔ قریم اور درجوں میں اس آیت کو یوں لایا گیا ہے ”تیرے گھاؤں سے مجھے چمکا کروں گا“ ۱۲ قریم

۲۔ قریم درجوں میں اس آیت کو یوں نقل کرتے ہیں ”اے نبی و خداوند! اس استرح سے جو نہر کے پار سے

کراچ لیا جائے گا یعنی امام کے بادشاہ سے مراد پانڈوں کے بال موڑے گا اور دائرگی بھی کھرچی جائیگی“ ۱۳ قریم

۳۔ آیت کے الفاظ ہیں: ”اور جب خداوند نے دیکھ لیا کہ لیاہ سے نفرت کی گئی تو اس نے اسکا دم

کھولا مگر ماظن پانچہ درجی“ ۱۴ آیت کے الفاظ ہیں: ”اور لہائے داخل کو یاد کیا

اور خدا نے اس کی سن کراس کے دم کو کھولا“ ۱۵ آیت ۱۶ قریم اور درجوں میں اس آیت

کے الفاظ اس طرح ہیں ”خداوند کی تلوار لہو سے بھری ہے وہ چربی اور تروں اور کبروں کے لہو

اور میںڈھوں کی گردنوں کی چربی سے چھنکا گئی“ ۱۶ قریم

کسان | کتاب بیسیاہ باب کی آیت ۵۵ افارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں یوں ہے :-

”میں تو اچھب غریب کو بے حد دردمند و غمناک و غمناک سے شازم کو کوہ ہارا کھنڈتہ اور بیزیر
گمانی و غمناک کی گاہ میں خوابی گروا خیر۔“

اور دو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۵۹ء میں یوں ہے :-

”دیکھتے ہیں تجھے گمانی کا نیا اور تیز و غمناک دار آ رہ بناؤ شکا تو پناؤ حق کو کوٹے کا
اور اُن کو ریزہ ریزہ کر دینا اور طیلوں کو جھوسے کی مانند بنائیں گا۔“

اسی سے خدا تعالیٰ کے لئے کسان پن کا شجرت ہوتا ہے۔

سوداگر | کتاب جزائیل باب کی آیت ۵ میں خدا تعالیٰ کا فرمان یوں ہے :-

”اور تمہارے بیٹے بیٹوں کو بنی ہمدانہ کے ہاتھ بھجوں گا اور وہ انکو اپنی سبکے
ہاتھ خودوں کے ملک میں رہتے ہیں بھجیں گے کیونکہ یہ خداوند کا فرمان ہے۔“

یہاں پر خدا تعالیٰ سوداگر پن کہہ رہے ہیں۔

معلم | کتاب بیسیاہ باب ۵۴ آیت ۱۲ اور دو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۵۹ء میں یوں ہے :-

”اور تیرے سب فرزند خداوند سے تعلیم پائیں گے الخ

اور افارسی ترجمہ ۱۸۵۳ء میں ہے ”وہ سب اولاد تو ان خداوند تعلیم خواہند یافت الخ

اور ۱۸۵۳ء کے افارسی ترجمہ میں ہے ”وہ سب فرزندانت از خداوند مستم شدہ الخ

یہاں پر خدا کو ماسٹر اور معلم بنایا گیا ہے۔

پہلوان | کتاب پیدائش باب کی آیت ۲۴ یوں ہے

”اور یعقوب اکبلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت ملک ایک شخص وہاں اس سے

لے امدہ ترجمہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں یہ آیت یوں ہے ”دیکھتے ہیں جسے جاننے کی ایک تیز اور نئی گاڑی کھینچے بہت

دانت ہیں بناؤ شکا تو پناؤ حق کو کو دینا اور چر چار کر دینا اور طیلوں کو جھوسے کی مانند بناؤ گا۔“ ۴۴ فقیم

اور ہر ستریح باب ۱۳ کی آیت ۷ میں ہے -
 ۱۳ میں نے میں ان کے لئے شیر بتر کی مانند ہوا، چیتے کی مانند راہ میں انکی گھاتیں میں بطنوں کا
 دیکھنے خدا بھی تر کبڑا اور گھن ہے اور کبھی شیر بتر اور چیتا ہے۔

اختلاف نمبر ۶۸

خدا - دیکھو، شیر بتر یا گلڈریا | تو ہر یہ باب ۳ کی آیت یوں ہے :-
 ”وہ میرے لئے گھات میں بیٹھا ہوا دیکھو اور کینگاہ کا شیر بتر ہے“

اور کتاب بی بیہ باب ۱۰ آیت ۱۰ میں ہے :-

”وہ چوپان کی مانند اپنا گلڈریا کھڑا دیکھا، دتروں کو اپنے بازوؤں میں جمع کر لیا“
 ملاحظہ کیجئے کہ خدا کبھی دیکھو اور بتر شیر کی طرح گھات میں بیٹھا ہے اور کبھی گلڈریے
 کی طرح گلڈرے والے والا ہوا جاتا ہے۔

اختلاف نمبر ۶۹

کتاب فروع باب ۱۵ آیت ۳ میں ہے :-

”خداوند صاحب جنگ ہے“

اور جہاں جوں کے نام خط باب آیت ۲۰ میں ہے ”سلاخی کا خدا“

۲۰ خط ہوا کہ کبھی جنگی کہلاتا ہے اور کبھی صلح جو۔

اختلاف نمبر ۷۰

یوحنا کا پہلا عام خط باب آیت ۷ میں ہے ”خدا محبت ہے“ اور کتاب ہر یہ باب

۷۰ قدیم حدود زمینوں میں یہ آیت نقل ہوتی ہے اس لئے میں لوگ نے شیر بتر کی مانند ہوا چیتے کی طرح
 گھات میں لگا دیں گا: نسیم کے قدیم دور زمینوں میں اس آیت کو ان الفاظ میں لایا گیا ہے ”وہ میرے لئے ایسا
 ہوا جیسا دیکھو کین میں اور شیر بتر چھپ کے گھات میں بیٹھا ہے“ یہ نسیم کے ان ستر اختلافات کے سلسلے
 میں یہ تیسرا کہہ دینا ضروری ہے کہ ان میں بیان کردہ اعتراضات میں سے بعض ہمارے نزدیک غلط بلکہ لغو
 (تنبیہ حاشیہ اعلیٰ صفحہ ۳۳۶)

آیت ۵ یوں ہے :-

یہ اور میں اپنے بڑھانے ہوئے ہاتھ سے اور قربت بازو سے تمہارے خلاف

لڑوں گا، ہاں تو غضب سے بلکہ قہر شدید سے ۵

دیکھئے یہی تو خدا سر یا محبت ہے اور کسی مجتہد قہر و غضب بن جاتا ہے۔ مثلاً

۱۔ کتاب استنشاہ باب ۲۱ کی آیت ۱۵ میں یوں ہے کہ اگر کسی مروکی دو درمیاں ہوں اور ایک

محبوبہ اور دو سرقی غیر محبوبہ ہو ۱۵ الم

۲۔ کتاب بیسواہ باب ۱ کی آیت ۲۴ یوں ہے اور بیسواہ امی دن انکو جماعت کیلئے اور اس

مقام پر جسے خداوند خود چھے اس کے مذبح کیلئے لکڑ ہارے اور پانی بھرنے والے

مقرر کیا ہیں تاکہ آج تک ہے ۱۵

۳۔ کتاب بیسواہ باب ۵۶ کی آیت ۳۴ میں ہے "کیسی خدایوں فرماتا ہے کہ وہ خود جو میرے

جسوں کو مانتے ہیں اور ان کاموں کو جو مجھے پسند ہیں اختیار کرتے ہیں ۱۵

۴۔ کتاب بیسواہ آیت ۵ یوں ہے "میں ان کو اپنے گوشوں اور اپنی چادر یوں لپی کھانے لیا

نام و نشان بشوئی گا جو بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی بڑھ کر ہو گا، میں ہر ایک کو ایک

دقیقہ حاشیہ ۱۳۱ سے ۱۳۲ آیت ۱۵ مردہ اور مہل ہیں جبکہ جہ سے دست بھی ہیں، لیکن انکو نقل کرنے کا

مشا منون یہ ہے کہ اس قسم کے احقرامات نصابی احادیث نبوی پر کرتے ہیں اس قسم کے احقرامات انہی کے

طریقہ اور زاد خیالی لوگوں نے بائبل پر کئے ہیں۔ پادری حضرات ان احقرامات کو غلط قرار دیتے ہیں مگر میر

اس قسم کے احقرامات احادیث پر کرتے ہیں ۱۳۰ اتقی ۱۵ تہذیب اور تہذیبوں میں یہ آیت اس طرح ہے اور

میں اپنے تہذیب سے ساتھ بالذکر اور قربت بازو سے لڑوں گا ہاں شق سے ساتھ غضب اور بڑے قہر سے ۱۵

تہذیب اس آیت کے الفاظ قدیم مرد و تہذیب میں اس طرح ہیں اور اگر کسی کی دو جورہاں ہوں کہ ایک مجرب اور تہذیب

میں جو تہذیب تہذیب تہذیب تہذیب اس آیت کو یوں لائے ہیں اور لڑتے نے امی دن مقرر کیا کہ دوسے

جماعت کے لئے اور خداوند کے مذبح کیلئے ہوسے جگہ جہاں پندرہ یا بیسواہ امی اور ایک کی تہذیب تہذیب تہذیب تہذیب

اسی آیت کو اس طرح نقل کرتے ہیں "کیونکہ خداوند یوں کہتا ہے کہ وہ خواہ مرا جو میرے بہتوں کو مانتے ہیں اور

ان کاموں کو جو میرے پسند ہیں اختیار کرتے ہیں ۱۵ تہذیب :-

ایسی نام دونگا جو شایانہ جائیگا ۱۱

۱۔ مکتبہ کے نام پہلا خط، باب اول کی آیت ۱۲۵ اور ترجمہ ۱۲۵ میں ہے کہ خدا کا
احق کلام آدمیوں سے عاقل تر ۱۱

اور اور ترجمہ ۱۲۵ میں ہے "خدا کی جو قوتی آدمیوں کی حکمت پر غالب ہے ۱۱

۲۔ کتاب عزرائیل باب ۱۴ آیت ۱۴۹ اور ترجمہ ۱۴۹ میں ہے "اور اگر نبی فریب کھا کر کچھ
کے ہیں خداوند نے اس نبی کو فریب سے ڈرایا ۱۱

اور فارسی ترجمہ ۱۴۹ میں ہے "وہ ہر گاہ پیغمبر اور گفتی چیز سے فریفت شدہ باشند کہ
خلاف ہم پیغمبر و افریفتہ ام ۱۱

اور عزرائیل ترجمہ ۱۴۹ میں ہے "والنبی اذا عقل و عظیم بکلامه فانا الرب اعلمت
ذات النبى -

مذکورہ بالا آیات کی روش سے خدا و بیویاں کرنے کی اجازت دینے والا اور آزادانہ طور
کو غلام بنا لینے والا، اور خواہ سزاؤں کو پیشہ کرنے والا معلوم ہوتا ہے بلکہ ایسا یا بشر میں
ذکر الحق، اے وقوت اور اپنے نبیوں کو فریب دینے والا ثابت ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا
بعض اقوال نقل کر کے جان کلاک لکھتا ہے کہ -

۱۔ بنی اسرائیل کا یہ خدا حضرت قائل، نظام، جھوٹا، احمق و فریبی اور جاہل ہے بلکہ
جلاٹا لٹنے والی آگ ہے چنانچہ عبرانیوں کے نام خط کے بارے کی آیت ۲۱ میں
پڑھیں ۱۲۵ کے اور ترجمہ کے مطابق، لکھتا ہے کہ "ہمارا خدا جسم کرنے والی
آگ ہے چنانچہ ایسے خدا سے تعلق رکھتا ہر انسان کا معاملہ ہے جس کا احترام

۱۔ قدیم اور دور میں یہ آیت اس طرح ہے "ہم آدمیوں کو اپنے گورنوں اور اپنی چاہدہ پوری کے اندر ایک
یا کتا یا ایک تاج جو بڑا بڑا بیٹوں سے بہتر ہے کچھ شایانہ ہم آدمیوں کی نام ہو گا جو شایانہ جائیگا - نسیم
۲۔ اور ترجمہ ۱۲۵ میں یہ آیت یہ ہے "اور وہ نبی جو فریفتہ ہوئے اور بات لے لے تو میں خلاف ہم آدمیوں کو
فریفتہ کر ۱۱ نسیم ۱۱

موجودہ کئی نے (۱۹۵۷ء کے اردو ترجمہ کے مطابق) بھولنے والوں کے نام خطِ بات کی نیت
 میں لیا گیا ہے۔ زمرہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہونا تک بات ہے۔ لہذا ایسے خدا
 سے جس قدر ملتی چھٹکارا حاصل ہو سکے کیا جائے، کیونکہ جی وہ اپنے اکلوتے
 بیٹے کو بھی نہ بچا سکا تو اس سے کوئی دوسرا دم و کرم کی کیا امید کہ سکتا ہے؟ حقیقت
 یہ ہے کہ یہ خدا جس کو یہ گناہیں خدا تہائی ہیں، بھروسہ کے قابل نہیں ہے۔ بلکہ ایک
 عمل اور مجبورہ اضداد اور توہماتی چیز ہے جس نے اپنے پیغمبروں تک کو
 بھی دھوکہ دیا۔

لاحظہ کیا آپ نے کہ ان کتابوں کو دیکھ کر بہت سے سخی علماء کا کیا حال ہوا کہ مذہب کے
 بے ڈار ہو کر کڑے لہجے کی صحبت میں شامل ہو گئے جس کے نتیجہ میں خدا کی شان میں ان کی گستاخی
 حد سے بڑھ گئی۔ لہذا اب علامہ پادریٰ حضرات قرآن پاک مادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہانت
 اندس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، ہم ان کی کیا شکایت کریں۔ کیونکہ ان کے پیشرو محمد بن نے
 عبدعزیز اور عبید بن کتبیر سے بزمِ محمد ویسے ہی دلائل سے استناد پکڑ کر شکلیات
 پر سنگین نوعیت کے اعتراض وارد کئے ہیں۔



تنبیہات

پہلی تنبیہ | مقدمہ اور دو لوگوں مقصودوں کا بخور جائزہ لینے سے کئی باتیں سامنے آتی ہیں۔ مثلاً :-

۱۔ پہلی بات یہ کہ اہل کتاب کے پاس اس امر کی کوئی قطعی سند نہیں ہے کہ عبدعزیز کی کتابیں جن لوگوں کی طرف منسوب کی جاتی ہیں یہ اسی کی تصنیف ہیں، بلکہ بہت سی کتابیں بعض بعض جگہ اور جہاز میں اس امر کی قطعی دلیل ہیں کہ ان کے مصنف یہ مذکورہ اشخاص نہیں ہیں، انسان جہازوں اور جہازوں کے ہارنے میں قیام و جدید سبھی علماء کے پاس اس کے سوا کوئی اختیار نہیں کہ کسی نے بعد میں ان کا الحاق کر دیا ہے اور بعض جہازوں کے ہارنے میں ان کا ہزارہ ہے کہ کسی نے ان کا الحاق کیا ہے، حالانکہ ان کا یہ دعویٰ باطل ہے اور یہ مشکل پر محض اس لئے بناتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں اس کا لکھنا پڑھنا آج ہے وہ کسی نے یہ بات اپنی کتاب میں نہیں لکھی کہ فلاں عبارت کا فلاں کتاب میں نہیں ہے یا فلاں نبی سے الحاق کیا ہے اور کسی تفسیر میں تھی اور لفظی طور پر یہ لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ ہارن صاحب وغیرہ مشرقی مسلمانوں کے بارے میں ظن و تخمین سے یوں کہہ دیتے ہیں کہ غالباً فلاں شخص نے ملا دیئے ہوں گے اور غضب یہ کہ پامری حضرت حوام کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے ہی ظن و تخمین کو سند قرار دیتے ہیں اللہ پر کھ دیتے ہیں کہ "کتب اسناد میں قطعی دلائل سے ثابت ہو ہے" اور اول دلائل سے انکا ہاشمہ مشکل کو قطعی دلیل اور حکم سند قرار دینا انہیں لوگوں کا کام ہے چہ جائیکہ اس مشکل کو قیاس یا بعض سند ہی کہنے پر اکتفا کرتے۔

ان کتب میں جب اُن کے اعتراضات کے بموجب الجواب اور سطروں اور جہازوں کا الحاق ہو

ہات ہے اور اس بارے میں سوائے ظن غالب کچھ بات مد بنا سکتے، تو ان سب کتابوں کو ان لوگوں کی تعینات کیے تسلیم کر لیا جائے جن کی طرف ان کی نسبت کی گئی ہے، بلکہ اس صورت میں ایسا یہودہ دعویٰ کرنا بھی لفاظی کے خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ یہ کتابیں انہی حضرات کی تعینات ہیں جن کی طرف ان کی نسبت کی گئی ہے، تب یہ ناشائستہ حکم کہ اپنی کتاب کی غفلت اور شرارت کی وجہ سے ان میں بہت ملحد ایسا الحاق ہو گیا ہے کہ بعض مقامات پر اتنا مزید ہے کہ یہ لوگ بھی اقرار کرتے پر مجبور ہو گئے اور ظن دشمنوں سے پھر توبہ میں گرنے لگے کہ یہ الحاق کسی کتاب یا نبی نے کیا ہو گا۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی شخص کی طرف کسی کتاب کی تعینات نہایت کر دینے سے وہ اسی کی تعینات تو نہیں قرار پا جاتی۔ مثلاً کتاب مشاہدات، کتاب پیدائش حضرت کتاب حجاج، کتاب التمرار، کتاب شمشاد اور کتاب الاقرار ایسی کتابیں ہیں جن کی نسبت بڑی عالیہ السلام کی طرف کی گئی تھی، پونس، یہوداہ اور دیگر کئی علماء نے ان میں سے بعض کتابوں سے حوالہ بھی ملے ہیں۔ اس کے باوجود آج کل عیسائی ان سب کو جہل کتابیں قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح عزرا کی چوتھی کتاب، کتاب حجاج یسعیاہ، کتاب مشاہدات یسعیاہ اور حزقی کے کچھ محفوظات اور سلیمان کی زبور ایسی کتابیں ہیں جو عیسائی جعلی اور جھوٹا بتاتے ہیں۔ موسیٰ، عزرا، یسعیاہ اور سلیمان علیہم السلام کی طرف ان کتابوں کی نسبت کو غلط کہتے ہیں اور عزرا کی تیسری کتاب (جس کو یونانی گیساب بھی مقدس اور الہامی مانتا ہے) کو وہیں کچھ تک کے پادری حضرات اور پروٹسٹنٹ فرقہ واسے اسی دلیل سے الہامی تسلیم نہیں کرتے کہ اس میں الحاق ہو گیا ہے۔

اسی حقیقت کی وضاحت کے بعد اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ ان حضرات کے اقرار کے مطابق ان کی ان کتابوں میں بھی الحاق اور غلطیاں موجود ہیں جن کو یہ واجب التسلیم مانتے

ہیرو، پیر بھی ان کو تو مانتے ہیں، مگر مذکورہ بالا کتابوں کو رد کر دیتے ہیں۔ انصاف کا یہ ایک نیا انداز ہے۔

یہاں یہی کہا جا سکتا ہے کہ شاید یہ ان کا مقصد پورا نہیں کر سکتی تھیں اور وہ مقاصد چودے کر سکتی تھیں۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ ان کو تسلیم کرنا اور اسے رد کر دینا بالکل محنت پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔

• دوسری بات یہ کہ ان کتابوں میں تخریفات کی وجوہات اور فرمایاں جو مقدمہ کی تیسری فصل میں بیان ہو چکی ہیں۔ ان کے سبب بہت آسان انداز ممکن تھی۔

• تیسری بات یہ کہ قرأت کے تینوں نسخوں کا اختلاف اور اس طرح عبرانی، یونانی اور عبری عتیق کے پرانے ترجموں کے نسخوں کا باہمی اختلاف اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض مقاصد پر تو علامتہ اہل کتاب کے لئے بھی کسی قومی یا ضمیمت تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہتی جس کو الی تخریفات قرار دینے بغیر چارہ کار نہیں رہتا۔

• چوتھی بات یہ کہ ان کتب کے مصنفین اور محقق علماء اہل کتاب کو ان کتابوں کے پیشتر مقاصد میں تخریفات کا اقراء کئے بغیر چارہ کار نہیں ہوتا۔ یہ تخریفات ان کتابوں میں محنت و لافظ اور جادو کے تغیر و تبدل، تینوں طریقوں سے وقوع پذیر ہوئی ہے۔ اول کتاب کی غفلت اور سیود کی ضررات کے سبب یہ چیز جتنی بھی کثرت سے ہوئی، کو اتنی تعجب خیر بات نہیں ہے کیونکہ جب بہت سی الہامی کتابیں مکمل ہی ان کی غفلت اور ضررات کے سبب تاجید ہو جائیں، وہاں بعض جملوں اور الفاظ کا کیا شمار ہو سکتا ہے۔

الہامی کتابوں کے بارے میں اتنا اختلاف کہ جتنا پہلے کتاب خصوصاً عیسائی اسس قدر پریشان ہو گئے کہ کچھ سمجھائی نہیں دیتا۔

تقدیم عیسائیوں نے یونانی ترجمہ کو صحیح قرار دیا، حواریوں کے زمانہ سے چندہ سو سال تک اسی کو معتبر سمجھا جاتا تھا، وہی قابل تقلید اور واجب العمل تھا، یونانی اصل طبعی کلیہ اسی

کو واجب التسلیم قرار دیتے، دونوں کلیساؤں میں یہی ترجمہ پڑھا جاتا اور یونانی کلیسا کو مقدس کتاب ماننا تھا۔ چنانچہ یونانی اور تمام مشرقی گرجوں میں اس کا ایک نسخہ ہیروڈاٹس نے پڑھا جاتا ہے۔ عظیم محقق و منسخر اور عیسائی عالم آگسٹائن کا کہنا ہے کہ :-

”یہودیوں نے عہدِ پیشینگی کی کتابوں کے عبرانی نسخہ میں اسدود و واقعات اور ان کی

تاریخوں میں عیسائی مذہب کی دشمنی کی بنا پر جو تحریف کی ہے اس میں کوئی شک

نہیں ہے اور اس کا ایک مقصد یونانی ترجمہ کو غیر معتبر بنانا تھا۔“

قدیم کی علماء کا خیال ہے کہ یہ تحریف سن ۱۳۰ کے لگ بھگ واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ یونانی اپنی تاریخ کی کتابیں بائبل میں در نظر آ رہے :-

”جسٹین نے طریقہ تصدیق اور وی سے مناظر میں مسیح کے متعلق بہت سی پیشین گوئیوں کو

نقل کر کے دلوئی لکھا ہے کہ یہودیوں نے ان کو کتب مقدسہ سے نکال دیا ہے“

مطلب بات یہ ہے کہ اگر جسٹین شہید کا دعویٰ سچا ہے تو اس کے مطابق یہودیوں نے

یقیناً ان پیشین گوئیوں کو عبرانی نسخہ سے نکال دیا ہے، لہذا اس طرح تحریف واقع ہونے میں

کوئی شبہ ہی نہیں رہتا اور اگر اس کا یہ دعویٰ سچا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ عیسائیوں کا

یہ دعویٰ پیشوا جس کو اسلاف میں نہایت محترم شہرہ کیا جاتا ہے، بہت بڑا محترم تھا جس نے

اپنے جھوٹے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے اپنی طرف سے پیشین گوئیاں گفتمیں اور پھر ان کو

اللہ کا کلام اور الٰہی کتابوں کی عہدیت قرار دیتا ہے، جب اسلاف میں یہ صحابہ کرام گوں کا یہ

حالی ہو جن کو معتبر ترین قرار دیا جاتا ہے تو ان کے ان موجودہ تبیین کو کس مقام میں رکھا جاتا

ہو اور صاحب اپنی تفسیر کی جلد ۳ ص ۶۲ میں لکھتے ہیں :-

”جسٹین شہید نے یہودیوں کے مقابلے میں یہ ثابت کر دیا تھا کہ عبرانی نسخوں

سے یہ جملہ کتابیں نکالیں، اللہ نے نبیات و ہندہ خداوند کا وحی ہے اگر

تم خداوند کو اس جسٹین سے انقل کیجئے اور اس پر ایمان لاؤ گے تو میں ہمیشہ

آباد ہے گی اور اگر تم اس پر ایمان نہ لاؤ گے اور اس کا عہدہ سطر کے تو تم قیر
 قویوں کے طلاق کا نشانہ بنو گے۔ یہودیوں نے اس جملے کو عبرانی نسخہ سے نکال
 دیا ہے، والی ٹیکٹرز جسٹن شمشید کے اس قول کی تائید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ غالباً
 یہ اسیت کتاب ہمزہ آ کے باب ۶ کی آیت ۲۰ اور ۲۱ کے درمیان صحیحہ ڈاکٹر نے لکھا کہ
 نے جلی جسٹن شمشید کے اس قول کے تصدیق کی ہے۔

دارلہندہ کی تصویب اپنی کتاب مطبوعہ ۱۹۶۱ء اخلاط ص ۱۱۱ کے مقدمہ کے صفحہ ۱۱۲ میں

کتا ہے :-

”ڈاکٹر سٹوری نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۸ پر لکھا ہے کہ یہودیوں کے لوہام نے حضرت
 کی کتابوں کے بعض اختلافات پر ایسی تخریفات کی ہے کہ پڑھنے والوں کو ہسانی پتہ
 میں جاتا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ یہودیوں نے مسیح کی رسالتوں کو بالکل ہی بائبلویا
 پیر ایک پروٹسٹنٹ عالم نے بیان کیا کہ قدیم مزجم اس کو ایک نسخے سے پڑھتا ہے اور
 موجودہ یہودیوں کو دوسرے طریقے سے چھتا ہے، میری رائے یہ ہے کہ یہودی
 کا تہران اور ان کے ایمان کی جانب غلطی منسوب کرنا یہ نسبت قدیم مزجم کی جمالت
 یاقتناہل کی طرف منسوب کرنے کے زیادہ بہتر ہے، اس لئے کہ زبور کی حفاظت
 مسیح سے قبل ہی یہودیوں کے ایمان ان کے گانوں کی بر نسبت کم تھی۔“

ڈاکٹر نے اپنی کتاب کی جلد ۳ ص ۲۸۳ مطبوعہ ۱۹۶۱ء میں یوں لکھا ہے :-

”ایک مدت ملازم ایک آئی جی ان اختلاف کی شکایت کرتا رہا اور مختلف اسباب کی

نے آئی سٹوری کا معنی اپنی کتاب مطبوعہ ۱۹۶۳ء کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ ”آئی جی تھریس میری مدد میں تھریس
 نسخوں کے خلاف پر زور شکایت کرتے ہوئے لکھا ہے ہم کا تہران کی مختلف یا شہادت اور لاپرواہی کا کیا
 بیان کریں کہ انہوں نے کسی طرح تہران کو صحیح بنا یا ہے، اسی طرح ان کی اس بے احتیاطی کا نکتہ کیا روئیں جو
 انہوں نے کتب مقدسہ میں کمی زیادتی کے ذریعہ روڑا دکھی ہے۔“ ۱۶۰ معنی :-

جانب ان کو منسوب کرتا ہا، مثلاً کا تنہا کی غفلت یا شرارت اور لا پر وہی اسی طرح جبر و تم کتاب ہے کہ جب نہیں نے غمہ جدید کے ترجمہ کا اعادہ کیا تو میں نے اس کا مقابلہ اس نسخہ سے کیا جو میرے پاس موجود تھا تو ان میں عظیم الشان اختلاف پایا۔

مذکورہ بالا اقوال کی طرح دوسرے عیسائی علماء نے بھی بہت کچھ کہا ہے، جس سے یہ بات پانچ شہوت کو پہنچ گئی کہ یہ لوگ جبرانی نسخہ کے معترف ہونے کے قائل ہیں اور اس تحریف کا الزام یہودیوں پر الزام لگاتے ہیں۔ اب تک دو من کو تھو تک کا بھی یہی خیال ہے کہ جبرانی نسخہ ساطری نسخے تحریف شدہ اور غیر معتبر تھے۔

ڈاکٹر کننگھم کی طرف ساطری نسخہ صحیح قرار دیتے ہیں اور تحریف کا الزام یہودیوں پر لگتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک جبرانی نسخہ تانی نسخوں سے جہاں جہاں شدید اختلاف ہے وہاں ان میں تحریف ہوئی ہے۔

اب پر و ششٹ فرقد والے جو جبرانی نسخہ کو صحیح قرار دے کر اس میں تحریف کے قانع ہونے کو تسلیم نہیں کرتے۔ جبرانی نسخہ اور یونانی و ساطری میں جہاں شدید ترین اختلاف ہیں وہاں یونانی اور ساطری نسخوں کو تحریف شدہ قرار دیتے ہیں۔ اس کے باوجود جبرانی نسخہ کے بعض مقامات پر مجبور ہو کر ان کو بھی تحریف کا اقرار کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اس کی تفصیل گوشہ مطہر میں گزرتی چکی ہے۔

ابن ندیم "میزان الحق" کے معنی کی ویانٹ کا حامل دیکھیں۔ انہوں نے اپنی کتاب کے باب اول کی تیسری فصل میں حوالہ کوہ جو کہ دینے کے لئے کسی قدر لاطلاکلی باتیں کہیں ہیں وہاں لکھ یہ سب کی سب الٹ کر سکی ظہار پر چسپاں ہوتی ہیں اور انشاء اللہ تیسرے مقدمہ کے آخر میں اس کا مفصل تذکرہ آئے گا۔

۱۔ اکبر آباد کے مشورہ خانہ کے عیسائی پادری نندہ صاحب کی تعلیم ہے، مزید تفصیل کے لئے ہاتھ سے قرآن یک جلد اول و ۳۳، ص ۲۳۳، ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ ۲۰

عیسائیوں کا اعتراف | کتب مقدسہ میں تحریریت کے وقوع کا دعویٰ صرف مسلمانوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے اس دعویٰ پر اپنی کتاب کے لئے کسی طرح کے ٹک و شبہ کی کوئی گنجائش ٹکلتی ہے کسی مضبوط اسٹیمپ کا تو سوال ہی کیا ہے اور یہود کا یہ دیا جاتی ہے عہدِ آخرین کوئی تہذیب کی بات نہیں، بلکہ اس طرح کی تحریریت تو ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا، اب لگے بات ہے کہ بعض مقامات میں چل گئی اور بعض مقامات پر نہ چلی سکی۔

چلیس کو اٹھاس پانچویں کے نام سے ایک کتاب: **اعتراف** میں زمین العابدین اصفہان کی کتاب کے رد میں "خیالات" کے نام سے لکھی تھی، جو ۱۹۲۱ء میں طبع ہوئی ہے وہ اس کی فصل ۱۰ میں کتاب ہے کہ :-

"نیز تصانیف بالخصوص کتاب مسلمان میں بے شمار تحریریں پائی جاتی ہیں، اب آئیے دیکھیں جو کلیس کے نام سے مشہور ہے پوری تودیت نقل کی، اسی طرح یہ یونان، مصر، ایران کے کتاب یوش بن نون اور کتاب الانتقاد و کتاب سلاطین، کتاب اشعیا داؤد و دیگر مصنفوں کی کتابیں نقل کیں اور رب یوسف نایب کے زبور و کتاب ایوب، و روت و آستر و سلیمان کو نقل کیا، ان تمام تالیفوں نے تحریریت کی نادر ہم عیسائیوں نے ان کتابوں کی محافلت اس لئے کی تاکہ یہودیوں پر تحریریت کا الزام قائم کر سکیں حالانکہ ان کی جھوٹی باتوں کو تسلیم نہیں کرتے :-"

دیکھئے اس پادری کے اعتراف کے مطابق ان یہودی علماء نے اپنی طرف سے جو کوئی کسر اٹھانے کی تھی مگر اس مرتبہ ان کی سبے ایمانی نہ چلی سکی۔

پینٹو اجنٹ کا ترجمہ | اب ہم اس بحث کو اس یونانی ترجمہ کے بیان پر ختم کرتے ہیں جس کو چند روز سویرس تک عیسائی دنیا واجب التسلیم مانتی رہی، نیز ان

لے وہی نسخوں میں عیسائی ہے، انگریزی ترجمہ کے بیان "کسری نسخہ کا ذکر کیا ہے۔" - ۱۰ نقلی

دو پوائے نسخوں کے حوالے پر اختتام کرتے ہیں جن کو تھکس والیک کا تھس اور تھکس الیکسٹرو
 کہا جاتا ہے اور پادری لوگ علوم کو بہکانے کے لئے ان دونوں کا تھکرہ اپنی کتابوں میں کیا کرتے
 ہیں۔ یہ بیان ہم عیسائیوں کے دونوں فرقوں کی تھکرہ اور پروٹسٹنٹ کی کتابوں سے نقل کر رہے ہیں۔
 ترجمہ سٹیوا جنٹ کا بیان | اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں لکھا ہے -

یونانی ترجمہ سٹیوا جنٹ یا لکھا انڈرین کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ترجمہ بہت پرانا
 ہے جو یہودیوں اور متحدین عیسائیوں کے یہاں سید مقبول اور معتبر تھا اور دونوں
 فریق کے گرجاؤں میں پڑھا جاتا تھا اور عیسائیوں کے مشائخ نے خواہاں طریق پر
 یا یونانی، صرف اسی ترجمہ سے نقل کیا ہے اور ہر وہ ترجمہ جسے یونانی گرجا تسلیم
 کرتا ہے اس کے سر یا لکھا کے ترجمہ کے وہ اسی جوتالی ترجمہ سے دوسری زبانوں میں
 منتقل کیا گیا ہے۔ مثلاً کچھ عیسائیوں نے اسے ایتھوپیا اور گارجا لکھا اور آنگا کا
 قدیم ترجمہ اور اٹلی میں ترجمہ جیروم سے پہلے منتقل تھا اور وہی ہی ترجمہ آج تک
 یونانی اور مشرقی گرجاؤں میں پڑھا جاتا ہے۔

اسی ترجمہ کی تاریخ کے بارے میں بہت سی غیر معتبر باتیں مشہور ہیں، مثلاً بعض لوگوں
 کا کہنا ہے کہ مختلف آدمیوں نے مختلف زمانوں میں نقل کیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ایک
 معجزہ تھا جو دعنا ہو گیا۔ غرض کہ اس بارے میں کئی روایتیں ہیں۔

پہلی روایت | بادشاہ مصر بطلمیوس ثانی نے اپنے دو سر ہادی کو پیروشیم بھیجا اور ان
 کے ذریعہ وہاں سے عبرانی اور یونانی زبان کے ماہر بشر علی و کو اپنے
 پاس بلوایا اور جزیرہ فاروس میں ان کا رہائش کا بندوبست کیا اور ان کے ذرا اس ترجمہ کا
 کام سونپا۔ یہ علماء پہلے اپنی اپنی جگہ آگ آگ ترجمہ کرتے پھر ان ترجموں کا باہمی موازنہ کو کے
 خوب بحث و تھیس کے بعد ایک بات کو متفقہ طور پر صحیح قرار دیتے۔ اس کے بعد ڈی ٹی لکھا

دبلیو وی کے کتب خانہ کے نگران کو لکھوا دیتے۔ تحقیق اور پوری چھان بین کے اس طریقہ کو اختیار کرنے کے باوجود یہ لوگ بہتر دنوں میں کل ترجمہ کر کے فارغ ہو گئے۔

یہ روایت امریکی مسیحیوں کے خطبے بالکل مطابقت ہے، مگر اس خطبے کے سچا ہونے میں ہی ذبردست کلام کیا گیا ہے، اس کو اگر اصل قرار دیں تو بھی انتہائی قدیم جہلی ہے کیونکہ مشہور تصدق یو سی بیس نے ہی اپنی تاریخ میں اعلان کیا کہ یہ کتاب ہے۔ البتہ سترھویں، اٹھارویں صدی سے پیشتر اس خطبے کے سچا ہونے میں کسی کو کوئی کلام نہیں تھا، مگر سترھویں، اٹھارویں صدی کے بعد اس کے سچا ہونے میں ذبردست کلام کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس دور کے جمہور عیسائی علماء اس کے جہلی ہونے پر متفق ہیں۔

دوسری روایت یہ عجیب و غریب روایت تلو بیودی کی ہے۔ اس کا کتاب ہے کہ جب یہ علماء جزیرہ فاروس میں قیام پذیر تھے تو پہلے ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ ان سب کتابوں کا مکمل ترجمہ کیا۔ لیکن ہونے کے بعد سب ترجموں کا باہم موازنہ کیا گیا تو یہ سب ترجمے لفظی و معنی اعتبار سے ایک دوسرے کے اس طرح مطابقت رکھے کہ ان میں ایک لفظ تھا کہ حوت کا بھی فرق نہ پایا گیا۔ کیونکہ ان سب لوگوں نے روح القدس کی اعانت سے بالکل الہامی طور پر لکھا تھا۔

اس کے بعد وہ لکھا ہے کہ اس نے اس زمانے سے میرے اس زمانہ تک اس ترجمہ کی تکمیل کی وجہ سے اسکندریہ کے یہودیوں میں شکرانہ کے طور پر ایک ایسا دن مقرر ہے جو ایسا دن ہر ال جزیرہ فاروس میں جمع ہو کر عید مناتے ہیں۔

تیسری روایت یہ تلو کی روایت کے عین مطابق جنٹن شمشید کی ہے۔ البتہ اس میں یہ بات اس طرح ہے کہ یہود کے ان مشر علماء کو مشر مکانات میں علیحدہ علیحدہ بند کیا گیا تھا، انہوں نے علیحدہ علیحدہ ترجمہ کیا، ترجمہ مکمل ہونے کے بعد تمام ترجموں کا باہم موازنہ کیا گیا تو سب کے سب لفظاً و حرفاً ایک دوسرے کے بالکل مطابق نکلے۔ پھر ان کے

کتاب ہے کہ ان ستر مکانوں کے نشانات میرے حدود تک موجود ہیں۔

جنتیں کا یہ بیان آٹریوس کی دعوت کے بالکل موافق ہے، کیونکہ اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پورا پورا ترجمہ پہلے ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ کیا پھر باہم موازنہ کر کے کے بعد سب ترجموں کو ایک دوسرے کے موافق پایا، مگر اس میں کسی کے مطابق ہر شخص نے مفاد علیحدہ ترجمہ کرنا سب ترجموں کا موازنہ کر کے اور بحث و تمحیص کے بعد ایک متفقہ بات ڈی ٹریوس کے پاس تحریر کروادی جاتی۔

ابنی بنی میں نے تعلق کے لئے ایک درمیانی بات نکالی کہ ان ستر علماء کو چھتیس مکانوں میں دو دو کر کے بند کیا گیا تھا اور ہر مکان میں ان کے ساتھ ایک نقل نویسی بھی متین تھا۔ چنانچہ ہر ایک مکان میں دونوں علیحدہ علیحدہ ترجمہ کرتے، پھر آپس میں ان کا مقابلہ کرتے اور بحث و تمحیص کے بعد نقل نویسی کو لکھوا دیتے۔ اس طرح چھتیس علیحدہ علیحدہ تراجم تیار ہو گئے، تیاری کے بعد ان چھتیس ترجموں کا باہم مقابلہ کیا گیا تو سب کے سب اتفاقاً و عرضاً باہم بالکل موافق نکلے۔ اس تعلق کے لحاظ سے چھتیس ترجمے الہامی قرار پاتے ہیں۔

ہورن صاحب کے قول کے مطابق اس جھوٹے انہار میں ایک پچھپا ہوا ہے مگر ہم باستانی اس کو واضح نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ان میں سے کسی بھی روایت کو قابل اعتناء سمجھیں۔ ہمارے نزدیک یہی بات یہ ہے کہ یہ مشہور ترجمہ مسیح کی پیدائش سے ۶۸۵ سال یا ۲۸۶ سال قبل کیا گیا ہے۔

اس کے کمال شہرت کے لئے صرف ہی ایک دلیل کافی ہے کہ عبد جبار بن عبد العزیز نے صرف ہی ترجمہ سے بہت سے فقرے نقل کئے ہیں۔ اور بچھن اور جریر بن عبد اللہ اور قتادہ بن عبد العزیز عیسائی مشائخ عبرانی زبان سے ناواقف تھے اور دوسرے نقل کرنے میں یہ لوگ انہماشی میں کمی امتداد کرتے تھے جنہوں نے الہام سے کتابوں کو لکھا ہے اور یہ حضرات اگرچہ دین کے دائرہ میں مجتہد نہ تھے، مگر اس کے باوجود اس عبرانی زبان سے جو تمام کتابوں کی بنیاد ہے،

ناواقف تھے اور اسی ترجمہ پر دعوت کہتے تھے اور اپنے تمام مقاصد و مطالبہ میں اس ترجمہ کو خوب سمجھتے تھے۔ یہ زبان گرجا تو اس کو کتاب مقدس سمجھتا اور اس کی تعلیم کرتا تھا۔ گریزاٹم اور جنوڈ اورٹ نے اسی کی تفسیر لکھی ہے۔ اتھانی ٹیسٹنا زیتون اور میزلی نے اسی سے اپنے دعا کے لئے حوالے لئے ہیں اور لاطینی کلیسا نے اسی چپٹر لیسن سے دو طرحہ استفادہ کیا۔ اول یہ کہ اطالوی زبان میں ترجمہ عبرانی کے بجائے لہی سے کیا۔ دوم یہ کہ اطالوی کلیسا نے یونانی مشائخ کے کلام کا مطالعہ کیا۔ نیز سائی برت، بروسی، انگلستان اور گریگوری کے دور کے بد مذہب علماء کے ہاتھوں میں اسی ترجمہ مقدس کی روشنی سے وہ دنیا کلام جاری رکھتے تھے۔

اند یہ ترجمہ یونانی اور لاطینی گرجا میں سترہ تک پڑھا جاتا رہا اور اس سے سند لی جاتی تھی، نیز پہلی صدی میں یودیوں کی عبادت گاہوں میں بھی ترجمہ مستبرجات جاتا تھا مگر جب عیسائیوں نے اس ترجمہ سے جو دیوں کے خلاف استدلال کیا شروع کیا تو یہ یودیوں نے اس ترجمہ کے خلاف زبان صراحتی شروع کر دی کہ یہ عبرانی متن کے موافق نہیں ہے اور دوسری صدی کے ابتداء میں اس کے بہت سے فقرے اور جملے خراب کر دیئے اور اس کو چھوڑ کر انگریزی کے ترجمہ کو پسند کیا اور چونکہ یہ ترجمہ یودیوں کے یہاں پہلی صدی عیسوی تک مستعمل تھا اور عیسائیوں کے یہاں بھی ایک مدت تک شروع رہا۔ اس لئے اس کی بہت سی نقلیں ہو چکی ہیں اور یودیوں کی تحریرت اور کاتبوں کی خطی نیز شرح اور عاصیہ کی عبادت کو متن میں داخل کرنے کی وجہ سے بے شمار غلطیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

آریجن نے ۲۳۳ء میں اس ترجمہ کو عبرانی سے تطبیق دینے اور نظر ثانی کرنے کے لئے سخت محنت شروع کی۔ مگر اس کی تکمیل کس سال ہوئی یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ تحریرت مشدہ مقامات کی نشاندہی کے لئے بین السطور پر اس نے مختلف علامتی نشان قائم کیے ہیں مثلاً :-
 ۱۔ اس ترجمہ میں کوئی فقرہ موجود تھا، مگر عبرانی نسخہ میں وہ فقرہ موجود نہیں تھا وہاں یہ نشان (۱۰) بتا دیا۔

۵۔ جو فقرہ دوسرے ترجموں میں تھا مگر اس میں نہیں تھا اور وہ ان سے ملے کہ اس میں بڑھایا تھا وہاں یہ نشان (۱۰) بنا دیا۔

۶۔ کسی فقرہ میں ترجموں سے توجیح مطالبہ کے لئے کسی لفظ کا اضافہ کیا تھا وہاں یہی (۱۰) نشان لگایا۔

سیدنا جبریلؑ کو کتاب ہے کہ ان فقروں کو غالباً تیسو ڈوشن کے ترجمے سے لے کر اکر مقامات میں ایکو ٹیلا سے اور بعض مقامات پر سیکس سے لیا ہے۔ کبھی وہ ترجموں اور کبھی چیزوں ہی سے لیتا تھا۔ اور شناخت کے لئے ہر فقرہ کے شروع میں اس ترجمہ کے ترجمہ کے نام کا پلاحت لکھ دیتا جس سے وہ فقرہ لیا گیا ہے۔

اس ترجمہ کی کتاب دانیال کو غلط قرار دے کر اس کی جگہ تیسو ڈوشن کے ترجمے کی کتاب دانیال کو کہنے پر مجبور ہوا تھا۔ تیسو ڈوشن کے ترجمہ کی اس کتاب میں جہاں کہیں توجیح طلب جگہ تھی وہاں پلان نشان لرا بجا لگا دیتا۔ اور دوسرے ترجمے سے توجیح کہنے کے اس پر دوسرا نشان (۱۰) کر دیتا۔

۱۱۔ ترجمہ کی یہ کتاب شہر مقدس کے ایک گھوٹے میں پچاس برس تک محض اس لئے پڑی رہی کہ وہ تقریباً پچالیس پچاس جلدوں پر مشتمل تھی اور ہر شخص اس کو نقل کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ یوں ہی تیس اور پینتیس اگر اس کو اس کتب خانہ سے لاکر سیر یہ میں اس جگہ پہنچاتے جہاں پڑھتی صدی میں اسے جو حرم نے دیکھا ہے تو شاید یہاں ہی دنیا وہاں پڑی پڑی خالی ہو جاتی۔ اس کے بعد یہ کتب گم ہو گئی معلوم نہیں ہو سکا۔ ایک کتاب نیچے کر شہر ۱۹۰۵ء میں جب مسلمانوں نے اس شہر کو فتح کیا تھا اس وقت خالی ہو گئی ہوگی۔

۱۲۔ کے گنگ بیگ کتابوں کی غلطیوں کی وجہ سے اس کتاب پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کی گئی اور پچانویر پچاس اور پینتیس نے آدھن کی اس کتاب کی تیسواں پر نظر ثانی کی

لے دانی آیل DANIEL

اللہ کا یہ صحیح شدہ نسخہ نہ صرف فلسطین کے کتب خانہ میں بلکہ تقریباً تمام کتب خانوں میں رکھا گیا
 مسلسل تعویلی کی تیاری سے دو چار برسوں میں ہمیں آریجن کی قائم کردہ علامات، بالکل بدل کر دہ
 گئیں۔ اور ان کا مطلوبہ نمبرہ باقی رہنے کی وجہ سے آخر کار ان کو ترک ہی کر دیا گیا۔
 ان علامات کو مزید گزرنے سے بہت بڑا نقصان ہوا۔ کیونکہ حیرتوں کے زمانہ میں ہی یہ پیمانہ
 انتہائی مشکل تھا کہ اصل ترجمہ کو ناسا ہے اور آریجن نے اس میں کون سی اصلاح کی ہے مگر
 اب تو اس کو پہچان لینے کی کوئی امید ہی نہیں رہی۔ (انتہی غلط)

۱۸۵۰ء میں چارلس ٹیلمین پریس لندن کی ملبورہ ایک کیتوکھک مصنف کی انگریزی
 تاریخ میں لکھا ہے کہ :-

”اسکندریہ کے محترمہ یهودی علماء نے بادشاہ بطلمیوس کے حکم سے عبرانی سے یہ
 یونانی زبان میں تراجم کیا تھا، اس میں شامل یوحنا علیہ السلام کی پانچ کتابوں کا
 ترجمہ فوسط علیہ السلام کی پہلی پیش سے ۲۰۰ سال قبل ہو گیا تھا۔ البتہ باقی کتابوں
 کا ترجمہ اس کے بعد مختلف ادوار میں کیا گیا۔ فلسطینی یودیوں نے پہلے پہل تو
 اس کو مستحبر مانا تھا، مگر پھر جب عیسائیوں نے اس ترجمہ سے یودیوں کے
 خلافت استدلال کرنا شروع کیا تو انہوں نے دوسری صدی کے آغاز سے
 ہی اس ترجمہ کے خلافت زبان و درازی شروع کر دی کہ یہ ترجمہ عبرانی متن کے
 موافق نہیں ہے۔ اس ترجمہ میں کتابوں کی کوئی نامی کے سبب یہ غلطیاں
 پیدا ہو گئی ہیں۔ مثلاً کئی کتابت کی رائے ہے کہ یہ شہاد فلسطین کا جنوں کی قیادت
 سے تصدیر بھی کی گئی ہیں، آریجن کا خیال ہے کہ یہ غلطیاں عبرانی نسخوں میں

نہ ہوں صاحب کی تفسیر جلد ۱ کی عبارت کا خلاصہ ہے جس میں یونانی ترجمہ کے بارے میں تین طرح
 کا ردایات بیان کر کے ان کا محاکمہ کیا گیا ہے، کتب متذکرہ کی حقیقت خارج کرنے میں خود ایلی کتاب
 محققین کی آراء یقیناً شہادت کا درجہ رکھتی ہیں۔ ۱۲ مجیب ۵۰

نہوئے غازیوں نے ترجمہ کیا تھا۔ پانچویں خانہ میں پہلا اجنبیہ اور نچلے خانہ میں تھیوڈورس
 کا ترجمہ لکھا گیا تھا۔ اہل نقلی ترجمہ میں جہاں آپس میں تفریق نظر آئے اور اس
 ترجموں سے کوئی اختلاف برعکس یا کیا جاتا ہے اس کا ذکر اور اس کا ذکر ہے
 تہی میں موجود ہیں تھا۔ اس پر یہ نشان ہے کہ اس کے علاوہ اس کے
 دو نشان ہے۔ وہ وہ بھی کئی مقامات پر لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے
 کہ ان سے اس کی غرض کیا تھی؟

اس کے قریب ترین حضرات کے قریب جو اہل نقلی سب پر نظر آتی ہے اس سے
 کیے تیار کئے۔

۱۔ لوٹن کا نسخہ جو اس خطبہ سے اظہار کے ساتھ ہے اور اس کا ترجمہ
 اس کے ساتھ اس کے ساتھ اور اس کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہے اور اس کا
 پڑھا جاتا تھا۔

۲۔ یہ تین کا نسخہ فارسی میں لکھا گیا ہے اور اس کا ترجمہ
 ان تینوں نسخوں میں ہے اس کا نسخہ جو اس کے ساتھ ہے اور اس کا
 کو اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کا
 سے اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کا
 اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کا
 اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کا

اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کا

اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کا
 اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کا
 اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کا

۳۲۶ء کو کس و ایلیکا نوس سلسلہ میں لکھا گیا تھا۔

سینا اور ٹیبلا کے ہم سینٹ جیروم کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ یونانی لوگوں کے نسخوں سے تقریباً چھ صدیاں ہے۔

وہیم کارنٹر گنا ہے کہ پہلے اس نسخہ میں عدد دقیق اور عدد جدید پورے کا پورا مثال تھا، مگر اب دونوں ہی عدد ناقص شکل میں ہیں۔

کوڈکس اسکندر یا نوس | بعض خطرات کا خیال ہے کہ کوڈکس اسکندر یا نوس ۳۲۶ء

میں لکھا گیا، مگر کچھ لوگوں کے نزدیک ۳۳۹ء میں تحریر ہوا تھا، یہ گریک مخطوطے اس کو انتہائی ناقص طور پر پیش کر آیا تھا، اس نے بعض مقامات میں دوسرے

نسخوں سے عبادت تیار کر اس کے متن میں داخل کر دیں اور اس کی عبادتوں کو متن سے نکال کر حاشیہ پر لکھ دیا، اس نسخہ میں اگرچہ آرمین کے الفاظ جوتے

نشانات موجود نہیں ہیں، مگر پھر بھی بکسیپلا سے بڑی حکمت جلتا ہے۔ بعض مقامات میں تیسروں اور سیمیکس کے موافق ہے، البتہ پیش کے نسخہ کے بالکل مشابہ ہے

اسی نسخہ کو شاہی کتب خانہ کے اچھا درجہ پر مشتمل بیگ نے ۱۶۳۲ء میں لکھا گیا تھا اس نے اس نسخہ کے بہت سارے الفاظ میں ترمیم و تبدیلی کرنا لایا، انکو نکال دیا اور یہ

بات آج تک سب کو معلوم ہے۔ ان دونوں نسخوں میں غلطیاں پناہلی ہیں۔ سلسلہ کے لفظ میں بہت حد تک یونانی ترجمے موجود تھے، خواہ اس میں بہت غلطی تھی، مگر ان

نسخہ یا تو بہت ہی خوب حالت میں نمایاں ہیں کہ شاید جو کچھ تھا، سو وقت سینٹ جیروم نے اس اشعار سے پوراؤنٹر پلین سے سے ایک صاف شفاف نسخہ نکالا۔ ۳۲۶ء

۳۲۶ء سے ۳۳۹ء تک، ۱۱۰۰ میں (رومیا کانس) کے نام سے معلوم تھی البتہ اس Codex کے نام کتابت میں کہ کیا اندازہ ہوگا اس بار کوڈکس یا کانس کے مخطوطے ۳۳۹ء میں لکھا گیا، اس میں ۱۲۰۰ الفاظ لغت اور دیگر چیزیں بائبل سے قرآن تک ۱۲۰۰ جہدم میں ہونے کے حالات سے مشغول ہے، بلکہ مدعا کیا گیا ہے کہ ۳۲۶ء - Alexandria یا کانس اسکندر، نویں یا تیرہویں اسکندر کی کتابت میں اسکندر یہ بھی ایک حکم کا نام ہے ۳۳۹ء میں مشغول میں طبع ہونے والے انگریزی تاریخ کا اقتباس ختم ہوا۔ ۱۲ - بیب

ہدایت صاحب نے اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں کوڈکس اسکندریا نوی رحبن کو بائبل کے تصحیح کرنے والوں کے سبب نسخوں میں اولیت دی ہے (کا حالی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ :-

در نسخہ چار جلدوں میں ہے، پہلی تین جلدوں میں عمده فقہ کی تفسیر اور چوتھی جلدوں میں کتبہ موجود ہیں، چوتھی جلد میں عمده جدیدہ اور کلینٹ کا پلا خط کو تصحیح کے نام اور چوتھی جلد جو سیماں عمده اشنام کی جانب منسوب ہے۔ مگر عمده جدیدہ میں انجیل میں باب اول سے باب ۲۵ کی آیت ۷ تک، انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۰ سے باب ۲ کی آیت ۲۲ تک، انجیلوں کے نام دو مخطوطہ باب ۱ کی آیت ۱۳ سے باب ۲ کی آیت ۲۲ تک منسوب ہے اور تیسرے سے چل اتمانی تیس کا ایک خط ہے اور اس کے بعد شبہ عدد کے ہر ہر لفظ کی نمازوں میں جو چیز ہر جی جاتی ہے اس کی قمرت ہے اور چودہ نمبر میں ایوان ہیں، جن میں سے کیا رہا ہو، یہ ہر جی میں مہیما السلام کے اعلان بیان کیے گئے ہیں، بعض مقام میں بائبل چھوٹی ہیں اور میں انجیل سے ماخوذ ہیں۔

یہی ہیں کے و نائل زبوروں پر اور اس کے قوانین انجیلوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے اس نسخہ کی تعریف میں مبالغہ کیا ہے۔ اسی طرح بعض نے اس کی بڑائی میں حد نہیں چھوڑی۔ اس کا سب سے بڑا دشمن و شہین ہے اس کی قدامت میں بھی چھ بیگوشیاں کی گئی ہیں، اگر بیت اور شکر کی رائے تو یہ ہے کہ یہ نسخہ شاید چوتھی صدی کے آخر کا لکھا ہوا ہے۔ میکائلس کا نظریہ یہ ہے کہ یہ مسیح زیادہ پورا نسخہ ہے اور کوئی نسخہ اس سے بڑھ کر قدیم نہیں ہو سکتا کیونکہ الہائی مہیش کا نسخہ اس میں موجود ہے، اس کی رائے ہے کہ یہ نسخہ سطورین صدی سے قبل کا لکھا ہوا ہے۔ اوتون کہتا ہے کہ یہ دسویں صدی میں لکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر ستر کہتا ہے کہ یہ ساتویں صدی میں لکھا گیا ہے۔ موٹ فائن کی رائے یہ ہے کہ کسی نسخہ کی نسبت بھی خواہ وہ کوڈکس اسکندریا فوس ہو یا کوئی دوسرا یونانی نسخہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا

کہ یہ چھٹی صدی سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔

ویژہ کا خیال ہے کہ یہ چوتھی صدی کے درمیان یا آخر کا لکھا ہوا ہے۔ اور تین کا کہنا ہے کہ اتھانی تیسویں کا خط جو نواب ہے اور اس کا گورنر اس کی زندگی میں ممکن نہیں ہے، پھر چونکہ دسویں صدی میں جھوٹ کی بھرپور تھی، لہذا اس جہل کا دسویں صدی میں واقع ہونا قوی ہے :

پھر ہوتوں صاحب، اس جلد میں گوڈکس والیکانوس دجین کو بائبل کا ترجمہ کرنے والوں کے دوسرے نمبر پر قرار دیا ہے، ان کے بیان میں یوں لکھا ہے :-

دیر نانی ترجمہ کے مقدمہ میں جو ۱۵۹۰ء کا بیع شدہ ہے یہ لکھا ہے کہ یہ سولہ سترہ

قبل لکھا گیا ہے۔ یعنی چوتھی صدی کے آخر میں، سوئفٹ ناکسی اور پلین تھی کہتے ہیں کہ

پاپیریوں یا چھٹی صدی میں لکھا گیا، ڈیویس کا قول ہے کہ ساتویں صدی کا لکھا ہوا ہے،

ہیکس کی رائے ہے کہ چوتھی صدی کا ابتداء میں لکھا گیا ہے۔ وہ تیس کا خیال ہے کہ چوتھی

صدی کے آخر کا معلوم ہوتا ہے اور عدالتیں اور عہد جدید کے کسی نسخہ میں اتنا

فرق موجود نہیں ہے۔ لہذا فرق اسکندر یا نوس کے گوڈکس اور اس نسخہ میں پایا جاتا

ہے۔ اس نسخہ کے عدالتوں میں کتاب پیلوٹس کے باب اول سے باب ۶ تک

پہلیا نہیں ابواب اور زبور ۱۵ سے ۱۳۴ تک تیسری زبور میں اور عہد جدید میں

عہد جدید کے نام خط کے باب ۹ کی آیت ۴ سے ۵ تک پورا خط۔ تیس شخص کے

تمام پورا اور دو مراط، لاطس کے نام خط، فلپوں کے نام خط اور پوری کتاب

مشاہدات یوحنا سرے سے غائب ہیں۔ پندرہویں صدی میں کتاب مشاہدات

یوحنا اور بیزانوں کے نام خط کا آخری حصہ نیا لکھا گیا ہے، شامل کر دیا گیا۔ نیز

بہت سے مشابہت پر جو صورت مدغم پڑ گئے یا خراب ہو گئے تھے ان کو کسی ایسا

ہاتھ سے دوبارہ درست کر دیا۔ اس شخص نے اس نسخہ کی حیثیت کا دوسرے نسخوں

لے اظہار الحق کے آدود ترجمہ میں ۱۵۹۰ء تک ہے۔ - ۱۳ بقیہ ۷

سے موازنہ کیا، جہاں عبادتوں میں اختلاف دیکھا وہاں ان نسخوں سے اس نسخہ میں
 جہالت کو شامل کر دیا، پھر یہی اصل جہالت کو جو ان کا تھا لہتے دیا یا بالترتیب بعض
 منکلمات پر امتیازی جرئت کے ساتھ اس کے لفظوں کو پانچوں سے کھرچ ڈھرا، چنانچہ
 اس نسخہ اور اسکے دیوانوں کے نسخہ میں آدھرتوں کے لگانے ہوئے نشانات میں
 کے کسی نئی نشان کا وجود نہ ہونے کی وجہ سے کئی آیت لگانے سے استدلال کیا ہے کہ
 یہ دونوں نسخے ذرا بہتوں کے نسخہ سے منقول ہیں اور نہ اس کی ان نقلوں سے
 جو اس کے قریبی زمانہ میں کی گئیں، بلکہ یہ دونوں ان نسخوں سے منقول ہیں آدھرتوں
 کی علامات نہیں ہیں، لیکن اس دور میں بسکونتوں میں اس کی علامت حرکت
 کر دینا گئی تھی۔

جب تو لک اور پندرہ منکلمات فرقہ کے ان دو علماء کی تحریروں میں اگرچہ آدھرتوں کے نشانات
 اور دیگر کئی معاملات میں اختلاف موجود ہے تاہم ان دونوں کی تحریر کا بغور جائزہ لیا جائے
 تو یہ نہرہرذاتی خامی سامنے آتے ہیں۔

اولیٰ۔ کسی مذہب میں اس کی کوئی منہ لی سند نہیں ہے کہ یورپوں میں سے کون کون سے
 یہ یونانی ترجمہ کیا تھا، البتہ کئی ایک ترجموں نے اسے اپنے ہاں سے میں مزید مشہور کیا، تاہم اگر خود
 کسی علماء نے ہمیشہ قرار دیا ہے کہ ہر وقت کا یہ کتنا بانگن پڑا ہے، لہذا ان میں سے کوئی بھی
 آدھرتوں کے نسخہ اور چہرہ جو خدا ان دہا یا ہے کہ تا ناہلی اعتبار قرار دیتے ہوئے ایک
 نسخے کے کا اظہار کرتا ہے۔

دوم۔ حوالوں کے ذریعہ سے لے کر پندرہ سال تک میں ترجمہ عبرانی نسخہ کے حوالہ
 میں تمام علماء کے نزدیک مستند ثابت کیا جاتا تھا، اس طرح پندرہ منکلمات اور کئی دیگر فرقوں کے
 بعض حضرات کا یہ کہہ کر کہ اس میں شرق کے لوگوں نے تحریف کی ہے اپنی جہالت کو اپنے سر سے
 اپنے اصلاح کے صورت میں چھاپا ہے، اور کیونکہ وہ لوگ تو اسی مشرت نسخہ کو تسلیم کرتے تھے اور

یوں ہی کلیسا اور مشرق کے تمام کلیساؤں میں اب بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔

مسیحیت، یہودی اس ترجمہ کو دوسری صدی سے ہی غلط بتاتے آئے ہیں، ان کا یہ کہنا دو حال سے خالی نہیں کہ وہ اپنے اس قول میں بچے تھے یا جھوٹے تھے، اگر یہودی اپنے اس دعوے میں سچے تھے تو یہودیوں اور عیسائیوں دونوں پر انتہائی افسوس ہے۔ یہودیوں پر تو اس لئے کہ انہوں نے مسیحیت تک نفرت بنا چاہا، سو سال اس غلط ترجمہ کو اپنی عبادت کا حصہ نہیں لگا سکتے، لہذا اور اس کو انتہائی معتبر قرار دیتے، سب اور عیسائیوں پر اس لئے کہ وہ کتنے بڑے جاہل تھے کہ پندرہ سو برس تک اس کو واجب التسلیم قرار دیتے رہے اور اس کو کلام الہی کا حقیقی ترجمہ سمجھتے رہے۔

ایسا مسلم ہونے سے کہ اہل کتاب کے ان دونوں ترجموں کے نزدیک آسمانی کتاب کی حقیقت، انگریزی مزارک کے قانون کی سی ہے کہ مصلحت کے موافق عیسائی قانون کچھ حد تک لئے و واجب العمل رہتا ہے، پھر مصلحت ختم ہو جانے پر اس کو رد کرنے یا مسترد کر کے نئی منزلت پڑتی ہے، بعینہ اسی طرح یہ ہے کہ جب تک مصلحت کا تقاضا ہو، ایک کتاب کو کتابِ مشرہ یا الہامی قرار دے لیا جائے اور پھر وقت گزرنے پر اس کو غلط اور تکریف شدہ قرار دے دیا جائے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ جوئے تھے اور وہ ترجمہ بالکل صحیح تھا تو معنی دینی سے دشمنی اور شدید حسد کے سبب ان کا یہ اقدام کہ دیانت و امانت کے تقاضوں کے خلاف مسیح کو غلط ٹھہرانے لگے۔ اب اگر اہل کتاب ویسی ہی دشمنی اور حسد کی بنا پر ایسی ہی کتب میں کلمت ان کے نزدیک، جن میں یہی ہے، کو غلط بتائیں تو ان سے کوئی بیحد بات ہے۔

پہلا قدم۔ ان کے اقراب کے مطابق یہودیوں نے دوسری ہی صدی میں اس میں جانے لیا کہ ترجمہ نہیں کر دی تھی۔ ملاحظہ کیجئے کہ جب یہودی اس ترجمہ میں جس کو عیسائی کلیساؤں نے تقریباً سو برس تک اور یہودیوں نے اپنی عبادت کا حصہ میں چار سو برس تک لگا کر

دکھا، تحریک کرنے سے باز نہیں رہے تو عبرانی نسخہ (جس کی طرف سخی حضرت نے چند روز
برس تک کوئی توجہ تک نہیں کی) میں کس طرح تحریک کرنے سے باز رہے ہوں گے۔

یوں مظلوم ہوتا ہے کہ متقدمین سخی حضرات نے عبرانی نسخہ میں تحریک کرنے والے شریوں
کی شرارت کو یقیناً معلوم کر لیا ہوگا، توجہ سخی مذہب سے حسد کی بنا پر یہودیوں سے ایسا
گناہ ناقص سر نہ ہو چکا تو اب اگر یہودی اور عیسائی اسلام سے حسد کی وجہ سے ضمنی مقنا
میں چوری گناہوں کے فعل کے مرتکب ہوں تو ان سے شکایت کرنے ہی ہو کر رہ جاتا ہے۔

پہلے - ولیم کارنپور کے اقرار کے مطابق یہودیوں میں عبرانی زبان ناپید ہو چکی تھی اور
وہ اسی کی بولوں کو ترجموں کی مدد کے بغیر سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے تو اب ان کا
جو حال ہو گا وہ انتہائی قابل افسوس ہوگا۔

آج کل جو پورٹیشنٹ علماء اپنے اردو اور فارسی ترجموں کے شہوت میں یہ کہتے ہیں
کہ یہ اصل عبرانی نسخہ سے ترجمہ کیا ہے؟ یہ کہنے میں یا تو ملامت جھٹے ہیں اور یا پرانتہائی
جہالت کا شکار ہیں۔

ششم - جب آرتھن کی کتاب کی انتہائی کم کثرت کے سبب دو چار برس کے
انداز میں اس قدر خرابی آگئی کہ اصل اداس پر اصلاحی نوٹس میں تمیز کرنا ناممکن ہو گیا تو
تو اذکار کی حالت تو بہت ہی افسوسناک ہو گئی اور کئی ہزار برس میں یہودیوں کی طرف
سماں کی بے شمار نقول کرنے کے سبب اس کا علیہ کیسا بگڑ گیا ہوگا!

سماں اللہ! اہل کتاب کے ہاں دینی کتب کو لکھنے احسان کی مخالفت کا اتنا عجیب
طریقہ تھا کہ دو چار برس میں ہی ان کے اندر ایسا نبردست انقلاب رونما ہو جاتا تھا۔
ہفتم - کیتھولک صندے کے قول کے مطابق جب پچھٹی صدی میں سب ترجمے نہیں

میں بہت زیادہ مختلف تھے اور عبرانی نسخہ کو یہودیوں نے یا تو بالکل ناپید کر دیا تھا یا
پھر اس کا علیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں حضرت جبرئیل نے حکمت کے اس

انہار سے کیا خاک نور نکالا ہوگا۔ سوائے اس کے کہ اپنی عقل کے معانی صحیح کی ہوں گی اور
قرآن سے بعض کو صحیح اور بعض کو غلط قرار دے دیا ہوگا۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ شخص کوئی نبی
نہیں تھا۔ اس صورت میں صرف ایک شخص کی رائے کو قطعی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ ہر
جگہ یہ احتمال رہے گا کہ نہ معلوم غلط ہے یا صحیح؟

ہمیشہ تم۔ تمام یونانی ترجمہ کو کلام اللہ کا معنوں سمجھنا کمالی غلطی ہے کیونکہ اس میں
آرٹھن کی بڑھائی ہوتی جہاتیں اس طرح غلط غلط ہو گئی ہیں کہ بقول ہمدان صاحب ان
میں باہم امتیاز کی ہر امید ختم ہو چکی ہے۔ جہاتوں کے اس اختلاط نے شدید خرابی
پیدا کر دی اور آرٹھن نہ نبی تھا نہ حواری بلکہ متدین میں سے ایک شخص تھا اور ہم وہ خیال
کا اس پر شدید اثر تھا، اسی وجہ سے وہ اکثر غلطیاں کر جاتا تھا۔ چنانچہ اس نے توراہ
کی اکثر باتیں غلط بیان کی ہیں، جس جگہ ظہور کیا تا تو ایسی گمانا کہ کبھی کسی نے نہ کہائی ہوگی
پھر عبرانی زبان میں بھی اُسے دسترس نہ تھی جس کی وجہ اس کی بڑھائی ہوئی جہاتوں میں
یقیناً اکثر بالکل غلط ہی ہوں گی۔

قدیم میوٹا پنچ تاریخ کیلئے کے دوسرے حصے کے باب دوم میں آرٹھن کے تین کام ایسی
کتب مقدسہ کا باہمی مقابلہ اور ان کا ترجمہ اور تفسیر کرنے کا تذکرہ کر کے ان کے الفاظ
کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"تیسرے کام میں کچھ غلطیاں کی ہیں، کیونکہ اس نے قومیت کی اکثر باتوں کو
خیالی انداز میں بطور تشریح بیان کیا ہے۔"

لارڈز اپنی تفسیر کی جلد دوم کے صفحہ ۸۸ میں آرٹھن کے تعارف میں حیرتوں کا
قول نقل کرنے کے بعد حیرتوں ہی کا یہ نقل نقل کرتا ہے کہ :-

وہ آرٹھن کے علمی مرتبہ کا گمانا کرتے ہوئے اس کی تصنیف کو وہی طرح پڑھا جانتے
جس طرح ٹریٹلین، نوئے نس اور لوئیس اور ای پولی نیوٹیس اور یوتائی وہ لاطینی

ہیلے کے دوسرے نوازین کی کتابوں کو پڑھا جا آپ ہے کہ اچھی چیز کو لے لیا جائے اور ظن کو چھوڑ دیا جائے۔ جیسا کہ عماری کا قول ہے کہ تمام چیزوں کا ثبوت فراہم کرنا ادا بھی چیز کو مشہور ہے۔ تمام لوگوں اور سلیبیس میں کتاب ہے کہ مجھے اور جن پر توجیب ہو گا ہے کہ وہ اپنی مخالفت خود ہی کرتا ہے۔ چنانچہ جہاں صحیح بات تک پہنچ جاتا ہے وہاں وہ عماروں کے مقام تک پہنچ جاتا ہے اور جہاں لغزش کا نام ہے تو وہاں ایسی لغزش لغزش کا نام ہے جو کتاب ہے کہ اس میں لغزش لغزش کا ارتکاب کسی نے ہی نہیں کیا۔

اسی جلد کے صفحہ ۷۰ پر پڑھیں۔ قرآن ہے ۱۔

ایسے لائن اور مک گے و فور کے خلاف اور جن کے کتب تہذیب کو سمجھنے اور ان کی کتاب کی خاطر عراقی زبان کو سمجھنا۔ چنانچہ اس خصوصیت کہ بنا پر یونان میں سے لفظ عثمان سے لیا جاتا ہے۔ گرتا قرآن کا تعلق کے مطابق اور جن کو عربی میں کل دتریں حاصل ہیں جن۔

نہم۔ کوڈکس اسکندریانوس اور کوڈکس واطیکانوس کے زمانہ تحریر کے بارے میں کوڈکی یقینی دلیل موجود نہیں ہے۔ ان کے کاغذ کی بوسیدگی کو دیکھتے ہوئے معنی میں و تخمین سے یہ اندازے لگائے جاتے ہیں کہ کوڈکس اسکندریانوس چوتھی، پنجویں یا دسویں صدی کا اور کوڈکس واطیکانوس چوتھی، پانچویں، چھٹی یا ساتویں صدی مسیوی کا لکھا ہوا ہے۔ مگر حقیقت یوں معلوم ہوتی ہے کہ پوپ یا اس کے کسی شاگرد نے عوام کو دھوکہ دینے کا غلط طریقہ چھوڑا۔ چنانچہ چھٹی صدی کے لکھے ہوئے کسی نسخہ کو چھپا کر کے یہ شور مچا دیا ہو گا کہ یہ ظہور اسلام سے پہلے لکھا ہوا ہے اور یہی حضرات سے ایسا کچھ بیدار قیاس نہیں، اس لئے کہ جب ان کے اسلٹ نے عوام کو فریب دینے کے لئے سینکڑوں انجیلیں، عوامیوں کے خطوط اور شہادت جعلی بنائے ہوں تو جہاں ایک دو جعلی نسخوں کا مزید دھوکہ کر لینا کوئی تعجب کی بات ہے۔

ماؤنٹ بامکن کے اقرار کے مطابق ان دونوں میں سے کوئی نسخہ چھٹی صدی سے قبل کا نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس اعتبار سے چوتھی اور پانچویں صدی کا نسخہ خود بخود ٹھنوا ہو گیا۔ اوّلین اعتراض کرنا ہے کہ دسویں صدی میں عیسائیوں میں جعل اور جھوٹ کا رواج یا سوجن تھا اور اتھانی تسیس کا خط بھی جعل بنایا گیا ہے۔ اور یہ خط اسکندریانوس کے نسخے کا ایک جزو ہے تو یقیناً یہ نسخہ اس جعلی خط کے وضع کرنے اور مشہور ہونے کے بعد ہی لکھا گیا ہو گا۔ لہذا ہمارا دعویٰ قریب قیاس ہے۔

دہم۔ ان نسخوں کی تین خصوصیات قابل ذکر ہیں۔

۱۔ ان میں سے ایک دوسرے سے اس طرح مختلف ہیں کہ کسی دوسری کتاب کے دو نسخے اتنے مختلف نہیں ہوسکتے۔

۲۔ یہ کہ کوڈکس اسکندریانوس میں بہت سی چھوٹی کتابچہ بھی شامل ہیں اور یہ بات کی دلیل ہے کہ اس کا مصنف اس زمانہ کے بعد کا کوئی شخص ہے جس زمانہ میں چھوٹی کتابچہ پر اس قدر غالب آگئی تھیں کہ دونوں میں اختیار کرنا کسی حضرات کے لئے ممکن نہیں رہا تھا اور یہ دسویں صدی کے بعد کا دور بھی ہو سکتا ہے۔

۳۔ یہ کہ کسی چالاکی سے لکھنے والے نسخے میں کوڈکس کا طبعاً اس میں زبردست درد بدل کر دیا ہے، جیسے ہونے سب نظموں کو اپنی صوابدید کے مطابق بنایا جن میں عبادت کی عبادتیں اپنی طرف سے داخل کر دیں اور بعض مقامات سے دیدہ و دلیری کے ساتھ لفظ ای مشاڈ لے۔

ان تینوں وجوہ کی بنا پر یہ نسخہ انتہائی ساقط الا اعتبار قرار پاتے ہیں۔ یہ بیشاپنی جگہ مگر اس کا کچھ فائدہ نہیں، اس لئے کہ پوڈمشٹل فرقہ کے متاخرین حضرات کے نزدیک یونانی ترجمہ ساقط الا اعتبار ہے۔ وارڈ کیمپولک اپنی کتاب اغلاط اور مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں:-

”مشرق کے لوگوں نے اس میں تحریف کر ڈالی ہے، پروٹسٹنٹ فرقہ اگرچہ بظاہر اس کا احترام کرتا ہے، مگر ان حضرات کے لئے بھی بعض مقامات میں ان طریقے ترجمہ کو اختیار کرنے بغیر تورات کا نہیں رہتا!“

ایسے ہی عیسائی حلقوں نے بظاہر تورات کا احترام کرتے ہیں، مگر ان کے اسلاف کے اقوال سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں نہ تو تورات ان کے نزدیک قابل احترام ہے اور نہ ہی تورات کا مصنف۔ چنانچہ مقدس پوٹس جن کو کئی حضرات ہماری شمار کرتے ہیں انگریزوں کے نام دوسرا خط مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے پاپا آیت ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵ میں یوں لکھتے ہیں :-

”عہدہ نواہی کی طرح میں اس میں نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈالا تاکہ بنی اسرائیل اس نئے دانی چہرے کے انجام کو نہ دیکھ سکیں۔ لیکن ان کے خیالات کثیف ہو گئے کیونکہ آج تک پڑانے غمناک اور کٹھن تھے وقت ان کے دلوں پر وہی پردہ پڑا رہتا ہے اور وہ سمجھ میں آٹھ جاتا ہے، مگر آج تک جب کبھی موسیٰ کی کتاب پڑھی جاتی ہے تو ان کے دل پر پردہ پڑا رہتا ہے۔“

سبحان اللہ! مقدس پوٹس کی شخصیت حضرت موسیٰ سے زیادہ کٹھن تھی، اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام تو شے والی چیز کو بھی چھیاتے تھے اور ان کے نقاب ڈالنے سے ان کی کتاب پڑھی ایسا پردہ پڑا رہتا ہے کہ حق نظر نہیں آتا اور یہودی جب کبھی موسیٰ کی کتاب کو پڑھتے ہیں تو وہی پردہ یہاں پڑا رہتا ہے۔

ملاحظہ کیا آپ نے کہ وہ تو ایسی کتاب ہے جس سے حق کو جاننا انتہائی مشکل

۱۸۴۲ء کے مطبوعہ اردو ترجمہ آیت ۱۳ کا آخری جملہ کے الفاظ یوں ہے: ”تاکہ بنی اسرائیل اس میں
دور جلدے والے کھیت تک بخوبی نہ دیکھیں“ اور ۱۸۴۲ء کے مطبوعہ اردو ترجمہ کے الفاظ تقریباً

کے اردو ترجمہ کے مطابق ہیں۔ عبارت یوں ہے: ”تاکہ بنی اسرائیل اس باطن ہونیوالی بات کے غایت کو نہ دیکھیں“

کام ہے اور عبرتوں کے تمام خطا بائ آیت ۱۸ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے الفاظ یوں ہیں:

”ہیں انکلا حکم (یعنی تورات) اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ ہے بطلان پذیر ہے“

اور اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے الفاظ یوں ہیں :-

”ہیں انکلا حکم اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اور ٹھیکہ گیا“

دیکھئے یہاں پر تورات کے احکام واضح طور پر کمزور اور بے فائدہ قرار دے رہے ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ سینکڑوں سال تک بنی اسرائیل کو کمزور اور بے فائدہ احکام دیتے رہے اور سینکڑوں انبیاء انہی لہجہ احکام کی اشاعت کے لئے مامور کئے گئے تھے؟

ای مذکورہ خط کے بائ آیت ۱۸ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء یوں ہے :-

”دیکھو اگر پہلا عہد بے نقص ہوتا تو دوسرے کے لئے موقع نہ دھونڈا جاتا“

یہی مضمون بائ کی آیت ۱۱ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس عواری نے تو آخری بات پر اکتفا کیا ہے، مگر ان کے متبعین تو بائ اور صاحب تورات کے بارے میں اس قدر بھی زیادہ تعظیم والے کلمات کہتے ہیں۔ چنانچہ حازم صاحب نے اپنی کتاب ”انکلا نہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۳۶ پر دین عیسوی کے معطل اور برودینٹ فریقہ کے بانی جناب لوتھر صاحب کی کتابوں سے ان کے اقوال اس طرح نقل کئے ہیں :- لوتھر صاحب اپنی کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۰، ۱۱ پر لکھتے ہیں :-

”ہم نہ دعویٰ کو نہیں لے اور نہ دیکھیں گے کیونکہ وہ حرفت یہودیوں کے لئے تھا اس

کو ہم سے کسی چیز میں بھی نسبت نہیں ہے“ اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ

”اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے یہ الفاظ ہیں“ کیونکہ اگر پہلے عہد بے نقص ہوتا تو دوسرے کے

لئے موقع نہ دھونڈا جاتا“ ان کے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے الفاظ یہ ہیں ”اردو سلاؤٹیر

بے عیب ہوتا تو دوسرے کی جگہ تلاش کی نہ ہوتی“ ۱۱ قسیم

"ہم نہ موسیٰ کو تسلیم کریں گے اور نہ اس کی تورات کو کیونکہ وہ عیسیٰ کا دشمن ہے" یہ لکھتے ہیں کہ موسیٰ توحیدوں کا استاد ہے: "آگے لکھتے ہیں کہ اس احکام کو عیسائیوں سے کوئی واسطہ نہیں" اس سے آگے رقمطراز ہیں کہ ان دنوں احکام کو نافذ کر دینا چاہیے تاکہ بدعت، فخر، ختم ہو جائے، اس لئے یہ احکام پرشوں کا سرچشمہ ہیں۔"

سبحان اللہ! دین کا اصل کس قدر حد سے تجاوز کر گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن اور عطاؤں کا استاد قرار دینے لگا۔

ہمارے لئے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس احکام کو عیسائیوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور وہ سب بدعات کا سرچشمہ ہیں اور ان کو تورات سے خارج کر دینا انتہائی ضروری ہے تو پھر ان کے نزدیک، مذہب عیسوی میں بدعات کے ان سرچشموں کے مخالف عقیدہ و عمل ہونا چاہیے۔ یعنی شرک اور بت پرستی، مان، باپ کی تعظیم نہ کرنا، پڑوسی کو تکلیف پہنچانا، قتل، زنا اور جھوٹی گواہی دینا وغیرہ امور دین سمجھنا، لیکن قرار پائیں گے۔ کیونکہ جن احکام کو بدعات کے سرچشمے کہا گیا ہے ان میں تو توحید، مان، باپ کی تعظیم، ایوم السبت کا احترام، بت پرستی، قتل، زنا، جھوٹی اور پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔

العیاذ باللہ! اگر دین عیسوی واقفہ سنی ہے جو لوگوں کو صاحب کے اختلافات سے معلوم ہوتا ہے تو ایسے دین کو ہمارے دونوں ہاتھوں سے دور ہی سے اسلام کیونکہ اگر یہی دین ہے تو اس سے توبہ دینی بہت افضل ہے۔

مجھ سے ایک عیسائی نے برطانیہ کا کہ ہمارے مذہب کے مطابق موسیٰ و نوح علیہما السلام نے اپنے لئے توبہ اور ایوم السبت کے احترام کے علاوہ تمام امور ایسے ہیں جن کو انتہائی نازیبا سمجھا جاتا ہے۔ تعلیمات خداوندی تو بہت ارفع و اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ ۱۲۔ بحیب

ایک چود اور نما کو تھا، میں نے اس سے دلیل پوچھی تو اس نے مخالفین یوحنا پست کی آیت ۱۰ میرے سامنے کر دی۔ غالباً جناب لوتجر صاحب نے بھی اسی آیت سے استدلال کر کے موسیٰؑ کی شان میں مذکورہ بالا گستاخانہ باتیں کہیں ہوں گی۔ مذکورہ آیت ۱۰ اور ۱۱ اور ۱۲ کے مطبوعہ عربی ترجموں میں اس طرح سے ہے :-

۱۰ وجميع الذين اتوا كافرين مشركين ولعمرو ما لكن الخرافات لعنهم الله -

اور دو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۹۲ء میں یوں ہے :-

”سب جتنے بگھتے آئے آئے چود اور باہترن ہیں اور بیٹروں نے لادھی نہ سنی“

لکن دو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۹۲ء کے الفاظ ہیں :-

”سب جتنے بگھتے آئے آئے چود اور بیٹ ملہ ہیں اور بیٹروں نے انکی نہ سنی“

لارڈ ترائچی تفسیر کی جلد سوم کے چھٹے حصہ میں فرقہ مانی کیز کے عقیدہ کے بیان میں لکھا ہے کہ جیسروم نے یہیں بتایا ہے کہ مانی کیز فرقہ کا بانی ایشپ مانی کی ترمیم ہے کہ یوحنا پست کی آیت ۱۰ میں جناب مسیح کا یہ قول خاص طور پر موسیٰ کے ہونے میں ہے۔ اور فاسٹس بر ملا لکھا ہے کہ ہمارے نبی نے اپنے اس قول میں موسیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

غالباً جناب لوتجر نے بھی اسی دونوں حضرت کی اتباع کا ہے اور لوتجر کے شاگرد یوہنا میں اپنے استاد کی پوری طرح متابعت کرتے ہوئے یہی واہ بات کہتے ہیں جو کلام اللہ کے صفحہ ۲ پر یوں لکھا گیا ہے کہ یہ وہی احکام کلیسا میں نہ سکائے جائیں :-

یہی یوہنا تیس فرقہ کا بانی ہے، ان کا عقیدہ تھا کہ ”تورات اس تقابلی نہیں ہے کہ اس کو خدا کا کلام سمجھا جائے“ چنانچہ ان کا کہنا تھا کہ ”اگرچہ زانی حرام کا زاوہ لہ یہی آیت ۱۰ کے مطبوعہ اور دو ترجموں میں یوں ہے“ جتنے بگھتے آئے سب چود اور مذکورہ ہیں مگر بیٹروں نے ان کی نہ سنی :-

کس طرح کا گنہگار ہو وہ وہاں نہات پر ہے۔ گنہگاروں میں ڈوبا ہوا شخص خواہ گنہگار
 کے سبب انتہائی قدر نڈت پڑا ہوا ہو اگر اپنے گنہگاروں کا اعتراف کر لیتا ہے تو یقیناً جنت
 پانے کا اور جو لوگ دس احکام کی پیروی کرتے ہیں وہ شیطان کے ساتھی ہیں، وہ وہی
 کے ساتھ سولی پائیں ۵

سبحان اللہ! یہ دس حکم ایسے ہیں کہ جو ان کا اتمام کرنا ہے شیطان کا ساتھی
 قرار پاتا ہے۔ اس کے اور وہی کے حق میں جو کچھ کئی اچھی کئی ہے۔
 لائن کے معنی تو یہ ہونے کہ اس فرقہ کے پیروکار صرف سچ کا اعتقاد رکھیں اور شرے
 مزے سے لڑنا، تہدی، قتل، بت پرستی اور دنیا جہاں کی بڑا نیاں کرتے پھر میں کیونکر کسی
 ہر صورت میں وہ راہِ نجات اور خوشی میں ہی شہاد ہوں گے۔



مقصد سوم

عہد جدید کی کتابیں

فصل اول

انجیلیں، اعمال، ایح کے خطوط، حواریوں کے خطوط اور مشاہدات وغیرہ کہ ہیں
کئی اسلاف کے ہاں مشہور و معروف تھیں، مگر موجودہ عیسائی ان کو ناقابل اعتبار اور
جھوٹی قرار دیتے ہیں۔

معظم ہونا چاہیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد حواریوں
کی زندگی میں ہی عیسائیوں میں غیر معتبر اور جھوٹی کتابوں اور جھوٹے خطوط وضع کرنے اور
جھوٹے نسخے لکھنے کا عام رواج ہو گیا تھا۔ چنانچہ حواری، انجیل کے لکھنے اور پڑھنے پر
اپنے متبعین کو مسلسل اس سے متعلق کرتے رہے اور حواریوں کے زمانے کے بعد جو کتابیں
انجیلیں، اعمال اور خطوط اور مشاہدات کے نام سے مشہور ہوئیں ان کا شمار بہت مشکل ہے۔
جمل ساری کا یہ سلسلہ اسی انداز سے نویں صدی عیسوی کے اختتام تک جاری رہا۔ دسویں
صدی میں تو یہ گناؤں کا رعبار انتہائی عروج پر پہنچ گیا تھا۔ آج کل ان انجیلیوں اور دوسری
کتابوں میں سے کچھ تو ناپید ہو چکیں اور کچھ ابھی تک موجود ہیں۔

تو قاپی انجیل کے باب اول کی آیت ۱، ۲، ۳ میں اور دوسرے خطوط میں ۱۹۵۹ء
میں لکھا ہے کہ :-

”چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئی
ان کو ترتیب وار بیان کریں، جیسا کہ انہوں نے جو مشورے سے خود دیکھے دئے اور
کلام کے تمام حصے ان کو ہم تک پہنچایا، اس لئے اسے معزز سمجھیں۔ میں نے
بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے

انہوں کو تیسرے سے ترتیب سے لکھوں ۵

ہمزئی واسکاف کی تفسیر میں ان آیات کی تشریح یوں کی گئی ہے :-
 وہ انجیل کے کتابوں کے طواہر ہست سے لوگوں نے وہ حالات و واقعات جو میرا
 کے ہاں پیش آئے تھے پھر میرے لائے شروع کئے تھے، مگر انہوں نے اپنی تائید
 میں روایات کی محنت و تحقیق کا کوئی اہتمام نہیں کیا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھتے
 ہوئے تو قرآن نے روح القدس کے تعاون سے مذکورہ صفات کو حاصل کر کے
 کو ضروری ایسا لیا کہ ۶

اس بیان میں ہمیں کلام صریح احسن کیا گیا ہے کہ لوہا کی تاریخ کی طرح وقت سے پہلے
 ہست کی تائید نہیں کھی جا چکی تھی، مگر ان میں کتب پایا جاتا تھا۔

تفسیر ثانی اور چہرہ نمٹ میں آیت اول کی شرح میں ذیل میں مرقوم ہے :-
 ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوہا کی تعلیم سے پہلے دوسرے لوگوں نے بھی
 یسوی کا مشاہدہ کرنے والوں اور کلام کی خدمت کرنے والوں سے منکر تعابین
 لکھی تھیں ۷

مدرس پوائس گلیوں کے نام خط باب اول کی آیت ۷۱۶ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۸۹ء میں

لکھتے ہیں :-

”میں قہر کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں سچ کے فضل سے بنایا جس سے تم اس قدر
 جلد بھر کر کسی اور طرح کی خوشخبری کی طرف مائل ہونے لگے، تمہرے دوسرے نہیں آتے۔“

یہ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۸۹ء کے مطابق یہ آیات میں ہیں اسے جردن فریڈل سول نے کہ سترہ نے اختیار کیا اور اس
 احوال کو جو حقیقت میں درمیان میں گزرا بیان کریں جیسا اوپر لکھے ہوئے ہیں جو شروع سے خود دیکھنے اور کلام کی تائید کے لئے
 تھے، ہر کوئی نہیں لے سکتا، جہاں کہہ سکتے ہیں، پھر طرح دیا تھا کہ تیسرے سے لے کر تیسری سے لکھیں ۸، ۱۲ فییم ۹

بسن ایسے جو نہیں گہرا رہتے اور صبح کی خوشخبری کو بگاڑنا چاہتے ہیں :-
 متحدہ ہی پرنس کا اس اعتراض سے ثابت : وہا ہے کہ اُس وقت ایک دوسری انجیل بھی
 موجود تھی اور بعض لوگ اس انجیل کو بگاڑنے کے وہ پہلے تھے ۔
 نکستیم نوزخ اپنی تاریخ مطبوعہ ۱۸۴۳ء جلد اول میں تاحری اور ایونی فرقوں کے
 حالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

«ان دونوں فرقوں کے پاس ایک انجیل تھی جو ہماری انجیل سے مختلف تھا ہمارے

علاقہ کے درمیان اس انجیل کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے :-

اور مکین اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ انجیل تاحری یا عبرانی یقیناً وہی انجیل ہے جو
 ایونی فرقہ کے پاس موجود تھی اور بارہ حواریوں کی انجیل کے نام سے مشہور تھی اور یہ کہتا
 ہے جانہ ہو گا کہ یہ وہی انجیل ہے جس کی طرف پرنس نے گفتیوں کے نام خط باب اول
 کی آیت ۲۶ میں اشارہ کیا ہے پھر تسلیت کیوں کے نام اپنے دوسرے خط کی پہلی آیت
 میں لکھتے ہیں کہ :-

«کسی مدح یا ناکم یا خط سے جو گویا ہماری طرف سے ہو یہ سمجھ کر کہ خداوند کا دن

آپہنچا ہے تمہاری عقل و فہم پریشان نہ ہو جائے اور نہ تم گھبراؤ :-

ہنری واسکٹ کی تفسیر کے جامعین کا کہنا ہے :-

اے خداوند کی کتابوں میں اکثر انجیل کو خوشخبری کے لفظ سے تفسیر کیا گیا ہے کیونکہ انجیل عبرانی زبان میں
 خوشخبری ہی کو کہتے ہیں ۔ اسی لفظ سے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں یہ آیات ان الفاظ میں ہیں جن میں تعجب کرتا
 ہوں کہ تم آتا ہلوی اور سے جس نے تیسری کا فضل میں بلایا پھر کہ دوسری انجیل کے جوئے سوز دوسری
 تو میں مگر صحت میں جو تم کو گہرائی اور صبح کی انجیل الٹ دینا چاہتی ہیں :- ۱۷ فیم

اے آپ کے الفاظ یہ ہیں جن میں تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تیسری کا فضل سے بلایا اُس سے تم اس قدر
 جلد چوڑا کر سنا اور طرح کی خوشخبری کا طرف مائل ہونے لگے :- اے قدیم اردو ترجموں میں یہ آیت اس طرح ہے تم
 (فقیر حاشیہ لکھے۔ پر)

دوسری لوگوں کا خیال ہے کہ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمہیں کیوں کو
پڑھنی کی طرف منسوب اور میری پہلی خدا کو کہتے تھے ؟

میں کہتا ہوں کہ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات جہلساڑی کے بڑھتے ہوئے
درجگان کے پیش نظر بطور پیش بندی کے لکھی ہوگی۔ چنانچہ اگر تمہیں اس کے نام اپنے دوسرے
خط کے ہائے کی آیت ۱۳۱۲ اور توجیر مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھتے ہیں :-

۱۰ لیکن جو کرتا ہوں وہی کرتا ہوں گا تاکہ موقع ڈھونڈنے والوں کو موقع دوں
بلکہ جس بات پر وہ فخر کرتے ہیں اس میں ہم ای جیسے نکلیں۔ کیونکہ ایسے لوگ
جھوٹے رسول اور وفاداری سے کام کرنے والے ہیں اور اپنے آپ کو میرے
دولوں کے مشکل بنا لیتے ہیں ؟

ملاحظہ کیجئے کہ مقدس پڑھنے والی اور بلا کر ہے یہی کہ ان کے وقت میں بھی ایسے
لوگ موجود تھے جو اپنے آپ کو مخالفوں کے مشکل بنا کر میری کے رسول ہونے کا دعویٰ
کرتے تھے اور موقع ڈھونڈتے رہتے تھے۔ تفسیر قرآنی اور توجیر منٹ میں آیت ۱۳
کے ذیل میں مرقوم ہے :-

۱۰ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں میں جھوٹے رسول موجود تھے جو مخالفوں میں
میں قطع اختیار کر کے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اپنے وعظ و نصیحت پر کوئی نذرانہ
وغیرہ نہیں لیتے اور ان میں اپنی استغنائی پر فخر کرتے تھے مگر اس کے برعکس اپنے
مردوں سے پوشیدہ طور پر خدمت تھنے و رسول کرتے بلکہ ذہنی و عقلی کرتے

دیگر حاشیہ ص ۷۷، اسی خیال سے کہ کیا کاٹنا آپ کا ہے جلد اپنے دل کی فہماریت کو تھوڑا اور ڈھونڈنا
ذہنی اور ذہنی کام کسی خط سے یہ سوچا کہ کہ وہ ہماری طرف سے ہے ؟ ۱۳ نسیم لے اور توجیر مطبوعہ
۱۹۵۹ء میں ان آیات کی حدت یوں ہے "پڑھنی جو کرتا ہوں سو ہی کرتا ہوں گا کہ میں ان کو جو تھوڑا ڈھونڈنے میں
تھوڑا پڑنے دوں گا تاکہ جس بات میں وہ فخر کرتے ہیں ایسے جیسے ہم میں پڑے جاویں کہ کہ ایسے جھوٹے رسول تھا
کاٹنا وہی جو اپنی صورتوں کو میرے کے رسولوں سے بدل جاتے ہیں ؟ ۱۳ نسیم +

حواری نے ان کے اسی طرز عمل کی وجہ سے کہ وہ غیر مذہب ہو کر دنیا کے رولوں کا
 طریقہ اختیار کر لیں یہ لکھا کہ میں نے کرتھیوں سے کبھی کوئی چیز نہ لی ہے اور نہ لوٹا
 ذخیرہ طریقہ سے مذاق ہرگز۔

دیکھئے اس میں اس دور میں جھوٹے حواریوں کے وجود کا صاف صاف اقرار کیا گیا ہے
 اسی طرح یوحنا حواری اپنے پہلے خط کے باب کی آیت اللہ وتر ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھتے ہیں :-
 ۱۰ اسے عزیز و اہل ایک دور کا یقین ذکر و بلکہ دعووں کو آزادانہ کہ وہ خدا کی طرف
 سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔
 اس آیت میں پطرس کی طرح یوحنا حواری بھی چلا ہے ہی اور پطرس حواری اپنے
 دوسرے خط کے باب کی آیت اللہ وتر ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھتے ہیں :-

۱۰ اور جس طرح اس امت میں جھوٹے نبی تھے اسی طرح تم میں بھی جھوٹے استاد ہوں گے
 جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور اس مابک کا انکار کریں گے
 جس نے انیس مول لیا تھا اور اپنے آپ کو جبر ہلاکت میں ڈالیں گے۔

طاہر دیکھئے کہ اس آیت میں پطرس حواری اس بات پر متنبہ کر رہے ہیں کہ عیسائیوں میں
 بھی جھوٹے استاد ہوں گے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور یوحنا
 حواری نے ان جھوٹے استادوں کی بڑی تعداد میں اپنے زمانے میں دیکھا ہے۔ یہی وجہ ہے
 کہ وہ اپنے پورے خط میں اسی کی شکایت کرتا ہے، چنانچہ بتایا اور پھر رٹو صفت کی تفسیر
 میں پطرس حواری کے مذکورہ بالا قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

۱۰ اللہ وتر ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے اسے سبب اتم ہر ایک دور کی تصدیق نہ کرو
 بلکہ دعووں کو آزادانہ کہوے خدا کی طرف سے ہیں کہ نہیں کیونکہ بہت جھوٹے پیغمبروں نے دنیا میں خروج کیا ہے۔
 اللہ وتر ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء اس آیت کو اس طرح نقل کرتے ہیں جیسے جھوٹے نبی اور قوم جس سے وہیے جھوٹے قسم تم میں بھی
 اور کچھ جو ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور انہیں مذکورہ کام میں نے انہیں مول لیا انکا کراہیگی اور آپ کو
 جبر ہلاک کریں گے۔ ۱۲ نسیم :-

یہ سب وہ لکھتا ہے کہ جن وقت اس نے اپنے خط لکھا تھا اسی زمان میں یہ جھڑے اتنا
مصرعات حمل ہو چکے تھے اور لکھتا ہے کہ ان لوگوں نے خدائی تو فرین کو شہوت رانی
سے بدل ڈالا تھا ۱۰

جو وہ ان اپنی تفسیر کی جگہ اول کے ترجمہ خیم کے باب میں لکھتے ہیں :-

۱۱ پاک فرسوں نے خبر دی ہے کہ ایسے لوگ انہی کے زمانے میں پیدا ہو گئے تھے اور اسی
کا بھی خبر دی ہے کہ ایسے خراب لوگ نائنو بھی پیدا ہوئے اور ان کے ایسا کہ نونانے
باب اول اور پوس نے کلیتوں کے نام اپنے پہلے خط کی آیت ۱۰ تا ۱۱ میں اور تفسیر کیوں
کے نام دوہرے خط کے باب کی آیت ۲ میں اس کی تفسیر کر دی ہے چنانچہ جوں
کے نام کے بعد یعنی طیر السلام اور عربوں اور ان کے خاندانوں کی طرف منسوب
جھوٹی کتابوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی مگر ان کتابوں کو ابتدائی چار صدیوں کے
اہل کتاب نے دیکھیں، خطوط و اعمال اور مشاہدات وغیرہ کے معائنہ سے فکر
کیا ہے، مگر انہیں سے چیز زیادہ ہو گئیں، البتہ چند ایک اب تک موجود ہیں ۱۲

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ان جھوٹی کتابوں میں سے جو اب تک موجود ہیں ان

کے نام یہ ہیں :-

۱۳ پوس کے نام میں طیر السلام کا خط، ایرٹس کے پادری یرو پاس کے نام میں طیر السلام
کا وہ خط جو بروٹسٹم میں آسٹون سے جڑا تھا، آئین حوائج کا، حوائج کے عقائد
برہنہاں، کلیتوں، آگن سٹس اور پو ایک کتاب کے خطوط، انجیل طوفانیت انجیل توحید
مریم، انجیل یعقوب، انجیل تیغودیا، اعمال پوس، بارہ حوائج کی تاریخ، ایسا نام
تفسیر، پاس کا خط کا دو یکہ کی طوط۔ اور پوس کے چھ خطوط سنیکا کے نام اور
ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں۔

۱۴ لادیکر کا خط پوس کا خط کا ٹیٹو کیوں کے نام خط کے باب کی آیت ۱۶ سے کتاب ۱۰، پیب ۱۰

مواضع ایسے ہوتے ہیں جن کا نسب کے تفرک کے باب میں ختم نہیں کیا گیا ہے :-
 یہ ایک کتابوں کی فہرست ہے جو بیچ، ان کے حوالوں یا بیچ کے دوسرے مردوں کی فہرست
 منسوب ہیں اور مقتدی میں بھی مشائخ نے ان کو ذکر کیا ہے :-

● حسین علیہ السلام کی طرف منسوب کتابیں :-

شہادۂ اڈیا انگریزی کے نام خط۔ پطرس اور پطرس کے نام خط، مشائخ اور مواضع کی
 کتاب، حوالوں اور مردوں کے لئے کتابی کیفیت، جوان کو خیر علیہ السلام کے لئے۔
 شہادۂ اڈی و تکرر کی کتاب۔ کتاب بیچ، مریم اور علیہ السلام کی پیدائش کی چھٹی صدی میں آسمان
 سے گرنے والا خط۔

● مریم علیہ السلام کی طرف منسوب کتابیں :-

انجیل مسیحی کے نام خط۔ سی بیٹا کے نام خط۔ مریم کی پیدائش کی کتاب۔ مریم
 اور اس کی ماں کی کتاب۔ تالیف اور حدیث مریم۔ کتاب بیچ، سوز اور وسیعانی اور خوشی
 پریم کے چھوٹے بڑے سوالوں کی کتاب۔ مریم کی اولاد کی کتاب۔

● پطرس کی طرف منسوب کتابیں :-

انجیل پطرس۔ اعلیٰ پطرس۔ مشاہدات پطرس اول۔ مشاہدات پطرس دوم۔
 کینتس کے نام خط۔ مشاہد پطرس و ای پیرن۔ تعلیم پطرس با وعظ پطرس
 آداب ناز پطرس۔ کتابت خانہ بدوشی پطرس۔ کتابت قیاس پطرس۔

● یوحنا کی طرف منسوب کتابیں :-

احادیث یوحنا۔ انجیل دوم یوحنا۔ کتابت خانہ بدوشی یوحنا۔ حدیث
 یوحنا۔ پیڈرو کیتھ کے نام خط۔ وفات نامہ مریم۔ بیچ
 اور ان کے حلیب سے اترنے کا تذکرہ۔ مشاہدات یوحنا دوم۔

آداب ناز یوحنا۔

- - احمد رضا حواری کی طرف منسوب کتابیں :-
انجیل شہدایہ - اعمال شہدایہ
- - سنی حواری کی طرف منسوب کتابیں :-
انجیل مغربیت - آداب نماز سنی
- - قطب حواری کی طرف منسوب کتابیں :-
انجیل قطب - اعمال قطب -
- - بر تو لٹا حواری کی طرف منسوب انجیلی بر تو لٹا -
- - توتیا حواری کی طرف منسوب کتابیں :-
انجیل توتیا - اعمال توتیا - انجیل کفریت مسیح - مشہدات توتیا - کتاب
خانہ بروشی توتیا -
- - یعقوب حواری کی طرف منسوب کتابیں :-
انجیل یعقوب - آداب نماز یعقوب - وفات نامہ مریم
- - ستیاہ حواری کی طرف منسوب کتابیں :-
جلد کے بعد حواریوں میں شامل ہوا تھا :-
انجیل میتاہ - حدیث میتاہ - اعمال میتاہ
- - عرقس کی طرف منسوب کتابیں :-

۱۔ انصاریہ یا اندریا تھا www.KitaboSunnat.com ۲۔ لکڑیوں میں سے ایک شہور لاری پھر قریب کجھالی میں ان کا
ذکر ہے ۱۸۵۴ اور اعمال ۱۰۳ میں دیکھا جا سکتا ہے یہاں روایت کے مطابق آپ کو وہ لکڑیوں پر چھلکے لڑا کر مارا گیا
دیا گیا تاکہ اسے یہ غیب اندازوں کو ملتی ہے۔ قتی نے بر تو لٹا یا بر تو لٹا یا بر تو لٹا لکھی ہے www.KitaboSunnat.com ۳۔
توتیا حواری کی کہتے ہیں کہ ہندوستان میں پہلی مسیحیت انیسویں صدی کے آخری حصے میں لائی گئی تھی ۱۸۱۰ء اور اعمال ۱۰۳ میں لکھی گئی تھی
تو توتیا نے جو حواریوں سے ہیں ہندوستان میں جو مسیحیت کی تبلیغ میں ان کا ذکر کر رہے تھے انہیں توتیا یا توتیا ہی کہتے ہیں
یہ جگہ نام میں لکھیوں گا انصاریہ کے بارے میں پتے کے تو حضرت مسیح نے انہیں دعوت دی تھی (متی ۹: ۱۰) - قتی ۶

- معرین کی انجیل۔ آداب نماز قرآن۔ کتاب پیش بر بناس
 • بر بناس کی طرف منسوب کتابیں۔
 انجیل بر بناس۔ بر بناس کا خط
 • تمہی ڈیویس کی طرف منسوب انجیل ترجمہ ڈیویس۔
 • پرنس کی طرف منسوب کتابیں۔

احمال پرنس۔ امثال تریکا۔ ۱۰۰۰ کی تعداد کے نام خط۔ تصنیف کیونکہ کے نام تیسرا خط
 بر بناس کے نام تیسرا خط۔ بر بناس کی طرف سے پرنس کے نام خط اور پرنس کی
 طرف سے اس کا جواب۔ سینیٹ کے نام خط اور ایک خط سینیٹ کا پرنس کے نام۔
 مشاہدات پرنس اول۔ مشاہدات پرنس دوم۔ ڈیویس پرنس۔ انجیل کشن پرنس۔
 انجیل پرنس۔ دو خط پرنس۔ سانپ کے منتر کی کتاب۔ بر بناس کی مشیٹ پرنس
 و پرنس

ایک سو توں کا مولد جھوٹی کتابوں کی فہرست لکھنے کے بعد رقم طراز ہے۔
 جب وہیں بیوی کے ابتدائی دور میں تھا ان انجیلوں و خطوط اور مشاہدات کی کھرت
 میں غلط جبراء ہو گئی تھی، اعدان میں سے جیسا کہ ہم نے کہا، اکثر جیسا تھو کے نزدیک
 مسلم میں تو اب ہم کس اصول کی دوسے پہچان سکتے ہیں کہ جیسا کہ پرنس کو پرنس
 حضرت تسلیم کرتے ہیں واقعہ الہامی کتابیں ہیں۔ جیسا اس حقیقت کو دیکھ کر
 ہیں کہ چھاپے خانے کی ایجاد سے پہلے ہی ان حضرات کی مسلمہ کتابیں الہامی و تجزیہ
 کا اندازہ بنتی رہی ہوتی تو ان کو الہامی تسلیم کرنے میں سخت مشکلات سامنے آجاتی ہیں۔

۱۰ بر بناس یا BARNABAS لکھا نامی ہیں جیسا کہ ان کے تھے اور ان کا نام ہیست تھا جس نے
 کھیت پنچ کر اس کی تبت پیشی ستارہ میں عروہ کرتے کے لئے پرنس کو دی تھی اس لئے انہوں نے ان کا نام
 بر بناس رکھا جس کا معنی نصیحت کا بیٹا ہے (دیکھئے ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳)۔

یہی کہتے ہیں کہ اس شخص کی مذکورہ بالا تعریحات بالکل بجا ہیں، جیسا کہ ہم اس کتاب کے مقدمہ کی تیسری فصل میں بیان کر چکے۔ قارئین پر اس سے حقیقت جان بخولید واضح ہو چکی ہے۔ پھر جب یہی اسلامیت میں تحریریت اور جعل سازی کی یہ حالت پختہ ہو چکی تھی، اجملا طبیعت ثانیہ بن جانے کے بعد اس سے کون سا نکتہ کر سکتا ہے۔ موشم اپنی تاریخ کی جلد اول کے صفحہ ۱۰۷ پر دوسری صدی عیسوی کے ظلم کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

۱۰ افلاطون اور یحییٰ خورشید کے پیروں کا یہ عقولہ مشہور تھا کہ چھاتی اور خدا پرستی کی پروان پڑھانے کی خاطر جھوٹ اور فریب سے کام لینا نہ صرف جائز بلکہ انتہائی قابلِ تحسین کام ہے اور جیسا کہ قیام طوطات سے یہ دیت یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے مصر کے یہودیوں سے آئے ہیں یہ عقولہ مسیحا تھا۔ ان دونوں طبقوں سے یہ پڑھیں یہاں ہی جیسا کہ انہوں کو بھی لگ گئی، اس بات کی واضح طور پر تائید ان جھوٹی کتابوں کے وجود سے ہوتی ہے جو بڑے بڑے بزرگوں کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔

۱۱ ولیم میور اپنی کتاب "سائیکھ کلیسا" (جو کہ اردو زبان میں ہے) مطبوعہ ۱۸۶۵ء کے باب سوم کے حصہ دوم میں دفعہ تیس کے تحت رقمطراز ہے :-

۱۰ دوسری صدی عیسوی میں مسیحی علماء میں یہ بحث چلی نکلی کہ جب بچہ پرست لاطنوں اور حکام کے ساتھ دین کے معاملے کے مابین توہین کے مقابلہ میں اس کے طریقہ بعثت اور طرز استدلال کو اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ آخر کلدانیوں وغیرہ کی رائے کے مطابق مذکورہ

۱۲ اطلاع دینے پر مشہور پروفیسر ڈی پیٹس نے جو سترہ لاکھ لاکھ اور آٹھ لاکھ لاکھ اس کی کتاب میں پندرہویں باب سے پندرہویں باب تک، ۱۳۱۱ء تک۔ لے قیام خورشید ۱۸۶۵ء اور مشہور یونیورسٹی میں کی طرف علم عربی کی تدریس منسوب ہے ان کو لے کا قائل تھا۔ ۱۳۱۱ء تک۔ اس نے وفات پائی۔ ۱۳۱۱ء تک۔

طریقہ و طرز تسلیم کر لیا گیا۔ اس کے بعد صحیحیت قرآن کی تیز چٹکی اور نکتہ سبھی سے بحث و
 معاذرہ کی مجلسوں میں رونق افزوں تر ہو گئی۔ لیکن اس طرز عمل کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ
 سبائی اور منافق گونئی میں حلال واقع ہو گیا۔ پھر جیسا کہ بعض لوگ یہ بھی جانتے ہیں
 کہ اسی طرز عمل کا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ وہ جعل تصنیفات وجود میں آئیں جو اس زمانہ کے
 بدو کثرت سے لکھی گئیں۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ لسانی حضرت جب کوئی نظریہ یا عقیدہ
 کہتے تھے تو برابر اوقات اس کے حق میں کتب لکھ کر کسی مشہور فلسفی کے نام سے
 اس کو شائع کر دیتے تھے، اس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ اس عیلے سے لوگ اس
 نظریہ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی باتیں زیادہ مانیں گے۔ اگرچہ حقیقت یہ ہوتی تھی
 کہ وہ باتیں نئی مہضت کی ہوتی تھیں چنانچہ خدا سنہ کی طرز پر بحث و مناظرہ کرنے
 والے کسی صحیحی حضرت بھی انہی کی طرح کتاب لکھ کر کسی حواری، حواری کے شاگرد یا کسی
 مشہور ائمہ کے نام سے شائع کر دیتے تھے یہ طریقہ تیسری صدی
 میں شروع ہوا اور دو سو کیلے میں اس کا پورا تک جاری رہا۔ یہ طرز عمل یقیناً
 حق کے بالکل خلاف اور انتہائی قابل مذمت تھا۔

اس کے بعد مذکورہ موصوف نے کتب معتبرہ میں تحریف کے واقع نہ ہونے پر چند دھڑ
 پیش کئے ہیں، ان کی حقیقت انشاء اللہ اس مقصد کے آخر میں "میزان الحق" کے مصنف
 کے استدلال کے رد میں کھل جائے گی۔

مذکورہ بالا بحث کے نتائج | مندرجہ بالا سطور میں ہم نے دو صورتوں کی کتابوں سے
 دو طویل اقتباسات نقل کئے ہیں ان سے دو باتیں

ثابت ہوتی ہیں :-

اولیٰ :- یہ کہ مسیحی علماء نے جدیداً ہی کا طریقہ دوسری صدی ہی سے شروع کر دیا تھا

ثانیہ استقامت:

اور باہت ہانڈی اور خدا پرستی کو پروان چڑھانے کی خاطر جھوٹ اور فریب سے کام لینا ایک دینی فریضہ قرار پایا۔ اُن علماء نے جن کو اب بھی کئی حضرات اپنے پیرو اور پکے سکی شمار کرتے ہیں، بعض اتنی بات کا لحاظ کرتے ہیں کہ مذہب عیسوی کے منظر میں کثرت ہو جائے، ایسے امر کا تقاضا دیا جو جہلاندی کا سبب بن گیا تو ان علماء کی دینت سے یہ کوئی بعید نہیں کہ انہوں نے اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ کئی مذہب میں ترقی ہو اور اس پر عوام کا یقین پختہ ہو جائے، اُس متعارفہ انجیل میں بہت کچھ کی جیسی کہنے کا بھی فتویٰ دے دیا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ موجودہ تمام انجیلیں اسی صدی میں بنائی گئی ہوں اور اصل انجیلوں کو چھپا دیا گیا ہو، دوسری جھیل میں ہم اُن کے حقیقین علماء کا یہ اقرار نقل کر رہے کہ وہینا کئی حضرات بھی قصداً تحریف کیا کہتے تھے چنانچہ اس اقرار سے رکتب مقدسہ میں تحریف کے، اسی احتمال کو مزید تقویت ملتی ہے۔

دوئم۔ یہ کہ جب ان جہلانوں کو ملت میکی کے ستون، علماء کا اسی معاملہ میں ایسا فتویٰ مل گیا جو جہلاندی کا سبب بن گیا اور پھر اسی جہلاندی اور دودھ گونی دینی فریضہ قرار پائی تو بھلا کون سی چیز ان کو اس سے روکنے والی رہی، ایسے میں سوچئے کہ سینکڑوں سال تک کئی جہلانہ حضرات نے کیا کیا عمل کھلائے ہوں گے اور حتی المقدور کب موقع ہاتھ سے جانے دیا ہو گا۔ چنانچہ گورنمنٹ کے استفتا دیونیس نے ان لوگوں کے بارے میں کیا محبت تبصرہ کیا ہے۔

عجب یہ لوگ میرے غلط میں تحریف سے باز نہیں آئے تو کتب مقدسہ میں تحریف سے

کیا خاک ہلائے، ہوں گے :-

یومی بیس اپنی تاریخ کی کتاب چہارم باب میں لکھتا ہے :-

”گورنمنٹ کا استفتا دیونیس کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنے بھائیوں کی مدد سے پر ان کو مذکھے تھے اور ان شیطان کے ہاشینوں نے ان کو گدگی سے بھر دیا، ہمیں جین

باتوں کو بدل دیا ہے اور کچھ اپنی طرف سے ان میں شامل کر دیں ہیں تاکہ جسد ہر
ظہرے اس لئے یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے کہ بعض لوگوں نے خداوند کی پاک
کتابوں میں بھی ظاہر کرنے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے کہ ان لوگوں نے ان کی طرف
میں جن کی کتب مقدسہ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے وہی وطیرہ
اختیار کیا ہے ۵

پوش کے گندہ خطوط
انجیل کے بعض مقامات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اول
مذکورہ خطوط کے علاوہ پوش کے اور بھی خطوط تھے جن کو
عیسائیوں نے گم کر دیا ہے۔ چنانچہ کلیسیوں کے نام خط کے بابنگ کی آیت ۱۲ اور ترمز جبریل
۱۹۵۹ میں ہے۔

۵ اور جب یہ عظیم میں پڑھا گیا جائے تو یہاں کہنا کہ لودیکہ کی کلیسا میں ایسی پڑھا جائے اور
اس خط کو جو لودیکہ سے آئے تم بھی پڑھنا ۵

یہ آیت اس پر صحت دلاتی ہے کہ پوش نے ایک خط لودیکہ کی طرف بھی لکھا
تھا اور اب تک اس طرح کا ایک خط موجود بھی ہے، مگر عیسوی اس کو تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ
گذشتہ سطور میں حضرت کی تصریحات میں گزر چکا ہے۔

اسی طرح کریموں کے نام پہلے خط کے باب ۵ اور ترمز جبریل ۱۹۵۹ میں ہے۔ ۱-

آیت ۹: میں نے اپنے خط میں تم کو یہ لکھا تھا کہ حرام کا روٹن صحت مند نکلا۔

آیت ۱۱۰۱۰: یہ تو نہیں کہ بالکل دنیا کے حرام کا روٹن یا لاپرواہ یا ظالم دنیا

بیت پر خدا سے ملنا ہی نہیں، کیونکہ اس صورت میں تو تم کو دنیا ہی سے نکل

۱۲ اور ترمز جبریل ۱۹۵۲ میں اس آیت کی عبارت اس طرح ہے اور جب یہ خط تم میں پڑھا جائے تو
یسا کہ کہ لادوقیوں کی مجلسوں میں پڑھا جاوے اور لادوقیوں کا خط تم بھی پڑھو: ۵ نسیم ۷

جانتا پڑتا۔ لیکن میں نے تم کو وہ حقیقت یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی بیعتی کہتا کہ حرام گنہگار یا
 گناہی یا بہت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا قاتل ہو تو اس سے صحبت نہ کرو بلکہ
 ایسے کے ساتھ کھانا مکہ نہ کھانا ۱۱

جس خط کا حالہ آیت نمبر ۱۱ میں دیا گیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اب گم ہو چکا ہے۔
 کہ تیسوں کے نام دوسرے خط کے باب ۱۰ کی آیت ۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ میں
 یوں ہے کہ :-

”تین یہ کتابیں خود سے کہیں ایسا ظاہر ہوں کہ خطوں کو لکھ کے تیس
 ڈراتا ہوں۔“

اللہ یہ جملہ خصوصیت کے میں ظاہر... الخ دوسرے ترجموں میں یوں ہے -
 فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ، مبادا چہن ظاہر شود کہ شمارہ انا مہلے می ترجمہ نام -
 عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ - ”ولا انظنظنا اننا اخذ فکد برسائلی -

ملاحظہ کیجئے کہ تمام ترجموں میں لفظ خطوں انا مہا اور رسائل کا صیغہ بالاتفاق جمع کے
 ساتھ آیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے کے گئے تیسوں کو بہت سارے خطوط لکھے
 تھے اور پہلے طبقوں میں اس طرح کے دو خط موجود تھے جن کی طرف اسیہ سوئی گزرتی رہتا
 تھا مذکورہ جماعت میں اشارہ موجود ہے مگر اب ان کو جعلی شمار کیا جاتا ہے۔

۱۳۳۵ھ کے اردو ترجمہ میں آیت ۱۱ یوں ہے :- ”ترہینے اب تمہیں یہ کہا ہے کہ: الخ میں کوئی
 کے ترجمہ میں لیکن میں نے تم کو وہ حقیقت یہ لکھا تھا الخ“ کر دیا گیا ہے، نیز آیت ۹ اور آیت ۱۱ کے خطوں
 کو دیکھا جائے تو ۱۳۳۵ھ کے اردو ترجمہ میں قرینہ صاف دکھائی دیتا ہے اس لئے کہ آیت ۱۱ کے آخر میں
 سے نقل لکھا گیا ہوتا تو یقیناً اس وضاحت کی کبھی ضرورت نہ پڑتی جو اس کے لئے آیت ۹ اور آیت ۱۱ کے
 خود کا مقام ہے۔ ۱۳۳۵ھ کے اردو ترجمہ کے الفاظ ہیں ”میں اس لئے کہتا ہوں کہ خطوں
 کے ذریعے تم کو خدا نے لکھا ہے“ (۱۳۳۵ھ) ۱۳

گذشتہ صفحات میں مذکورہ تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات پائے
 خلاصہ و کجیث | ثبوت کو پہنچتی ہے کہ سچی ملت کے ابتدائی طبقات میں جہلازی اپنے عروج
 پر تھی اور الہامی کتب کی حفاظت کا انتظام انتہائی ناقص تھا اور اغلب یہی ہے کہ اس کے
 اسباب وہی ہوں جن کا ذکر اس کتاب کے مقدمہ کی تیسری فصل میں ہم نے کیا ہے مگر دوری
 صدی کے علماء نے جو جہلازی کی اجالت کا فتوے دیا تھا اس نے ان تمام اسباب مذکورہ
 سے ہم کا اہتمام دیا۔

تخریف کا ایک اور سبب | (کتب مقدسہ میں تخریف اور جعلی الہامی کتابیں بنانے کا)
 ایک سبب اور سبب نہیں آتا ہے، وہ یہ کہ پہلی اور دوری
 صدی میں سچی حضرات کی اکثریت ان قوموں پر مشتمل تھی جو ناخواندہ اور بیچ شمار ہوتی تھیں اور
 پھر یہ لوگ ان حملوں کا شکار ہونے میں کا ذکر مقدمہ کی تیسری فصل میں گزر چکا ہے۔
 اور یہ ایک بدیہی امر ہے کہ ان پڑھ اور بیچ قوم کے لوگوں کو فکر مال کم ہوتا ہے اور
 یہ کم اندیشی اس وقت اور بھی خصوصیت اختیار کر لیتی ہے جب وہ کسی بڑے بگڑے
 کا شکار ہو جائے۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بجا ہو گا کہ اس ابتدائی قدر میں تخریف
 کرنے والوں کے لئے اپنے متناہد ہونے کے سبب سے بہت مواقع تھے اور ان غریبوں کے
 کتب مقدسہ کی حفاظت کا کوئی بہتر انتظام نہ تھا اور نہ ہی استاد کا کوئی بہتر طریقہ ڈال
 تھا، بلکہ وہ تو اپنی زندگی کے دن عورت و ہراس کی دنیا میں گزارنے سے متناہد و بے خبر تھی
 سنائی روابتوں پر اکتفا کر کے ان کی پرکھ اور عقیدہ و تحقیق کے گمبیلوں میں نہ پڑتے تھے۔
 یہی وجہ ہے کہ متاخرین کو ان کی عقیدہ و تحقیق کرنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔

ولیم میٹور اپنی لہجہ و زبان میں تا میخ کلیسا کے باب کے مقدمہ اول کی دفعہ ۶ میں لکھتے ہیں۔
 ”پچھلے کئی حضرات کو آئندہ زمانہ کی فکر بہت کم تھی اور وہ لوگ اپنے کلیسا کے حالات کی

تجزیہ کی یادداشت دیکھتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ ظلم و ستم کا شکار نہ بن سکیں۔
 اچانک زندگی انتہائی کمپرسی کی حالت میں بڑی مشکل سے گزرتی تھی۔
 پھر ابتدائی دو صدیوں کے حالات بیان کرتے ہوئے باب کے حوالوں میں لکھتے ہیں :-
 "اس زمانہ میں بیشتر سنی غریب اور متوسط قوتوں سے تعلق رکھتے تھے اعلیٰ طبقات
 سے بہت کم لوگ مل سکتے تھے۔ ان کی کثرت کی یہ بھی ایک وجہ تھی اور اسی سبب سے انہوں
 نے زیادہ شہرت میں پائی اور تاریخوں میں ان کا کم تذکرہ ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے
 کہ نیک قوم دوسری قوموں سے کم ہونے پر زیادہ ہوتی ہے اور لوگ ان کی طرف توجہ
 بھی کم ہی دیتے ہیں، کچھ مورخین کی کتابوں میں تاہم حشمت والی اور اہل اقتدار
 شخصیتوں کے ہی حالات درج ہوتے ہیں۔"
 اور مقدمہ کی دوسرے حصے میں ہورن کا بیان گزر چکا ہے جو اس میں اس بات کی تصریح
 موجود ہے کہ پہلی صدی کے متقدمین روایات کی تنقید و تحقیق نہیں کرتے تھے۔



فصل دوم

اس میں اس امر کا بیان ہے کہ عیسائے علماء کے اقرار و اعتراف کے مطابقت حد حقیقت کے طرح حیدر جدید میں یہی الحقائق اور تحریف یقیناً قطعیہ ہو ہے۔

عبدالجدید میں الحقائق اور تحریف کے شواہد

پہلا شاہد انجیل متی میں انجیل نئی یا نیا، ۲ کی آیت ۳۵ اور ترجمہ مطبوعہ روشنی کے نسخوں میں ایسا ہے :-

”اور اس نے صلیب پر لٹکا کر اُس کے کپڑوں پر چھٹی مثال کے باطن لے تاکہ جنسی کی معرفت کا گیا تھا چھوٹا ہو کہ انہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لئے اور میرے کتے پر چھٹی ڈالی :- انتہی

اس آیت میں تاکہ جنسی کی معرفت کا گیا تھا الخ ” پورا جملہ یقیناً الحقائق ہے چنانچہ ہولڈن اپنی تفسیر کی جلد دوم کے صفحہ ۳۳۰، ۳۳۱ پر لکھتا ہے :-

”یہ جملہ ایک سو اکتھرینانی نسخوں، سریانی ترجمہ کے تمام قلمی و مطبوعہ نسخوں، عربی ترجمہ

یہ نسخہ کے اندر ترجمہ میں یہ آیت اللہ العظام میں نہیں آتی ہے کہ ”اور انہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا اور اس کے کپڑے قرعہ مثال کے باطن لے :-“ (۳۵: ۲۷) چنانچہ موجودہ اردو اور

جدید انگریزی ترجمے میں یہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے۔ -۱۲- تہمت :-

کے تمام قلمی نسخوں اور اس مطبوعہ نسخہ میں جیسے پیشاپہ والٹن کی پالی گلاٹ میں طبع کر لیا ہے اور پالی گلاٹ میں شامل قاری ترجمہ میں متروک ہے اسی طرح کاشانک مسی ڈگ، اقصیہ پک اور قدیم روسی ترجمہ کے تمام قلمی اور بیشتر مطبوعہ نسخوں نیز بیشتر طبعی و قلمی نسخوں کے علاوہ اکثر قدیم اطالوی نسخوں میں بھی متروک ہے۔
 گویا اسم، طبعی و قلمی نسخوں میں، اقصیہ نیکٹ، اور چین اور اٹلی کے قدیم مترجم ادبی نسخوں، کاشانک اور جردن کوں وغیرہ نے جہاں کہیں اس آیت کا حوالہ دیا ہے اس سب کے حوالوں میں بھی یہ جملہ متروک ہے۔ یہ جگہ کسی نے انیل پرستہ باب ۱۹ کی آیت ۲۲ سے لے کر اس آیت میں اس کا الحاق کر دیا ہے۔ مگر میں بیگانہ جو اس جگہ کو قلمی جہاں جگہ چھوڑ دیا یہ بہت ہی اچھا کیا۔

ملاحظہ کیجئے کہ یہ جملہ واضح طور پر الحاقی ہے، ان کے مندرجہ ذیل قلمی نسخوں میں الحاقی کہتے ہیں۔
 مگر میں بیگانہ اس کو چھوڑا اور الحاقی قرار دے کر نکال دیا تھا۔ چوتھے نسخے میں اس کے اقدام کی خوب تعریف کی۔

دوسرا شاہد۔ یوحنا کے پہلے نسخے میں | یوحنا کا پہلا خط باب کی آیت ۷، ۸ اور ترجمہ ۱۲۳ میں یوں ہے :-

۷ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور تین ہیں جو زمین پر گواہی دیتے ہیں، روح اور پانی اور لہو احوال ان تینوں کا ایک مضمون ہے ۷

۸ ۱۲۳ کے بارہ ترجمہ میں مذکورہ آیت ۸، ۷ کی عبارت یوں ہے :-

۷ تین اور چھ گواہی دیتا ہے وہ روح ہے کیونکہ روح سہاٹی ہے ۷ اور گواہی دینے

والے تین ہیں۔ روح اور پانی اور خون اور تینوں ایک ہی ہمت پر متفق ہیں ۷

الحاق و تحریف کی یہ بھی ایک تین مثال ہے ۔ ۱۲

کسی حیوانی سے بددیانتی سے مسئلہ تلیث ثابت کرنے کی غرض سے ان دونوں آیتوں میں کہ جو آسمان پر گھمائی دیتے ہیں بلب اور کلام اور روح قدس اور یہ معنی ایک ہیں اور عین ہیں جو زمین پر۔ کلام خدا جو یا سب سے ملائکہ جو اللہ کی اصل عبادت یوں معنی تین ہیں جو گواہی دیتے ہیں روح اور پانی اور آتش الخ“

ملاحظہ ہو کہ اپنے عقیدہ کے ثبوت کی خاطر اپنی طرف سے ایک عبارت وضع کر کے اس کو کلام اللہ کہنا سبھی حضرات کا کئی بڑی حماقت ہے۔

ہودنات اپنی تفسیر کی جلد چہارم کے مشفقہ میر لکھتا ہے۔

”اس جلد کے بارے میں چار سو سال سے علماء کے صحابہ کا نزاع چلا آ رہا ہے اور“

ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ البتہ اب یا ایل کے چھوٹے محققین نے اس

کو اصل قرار دے کر ترک کر دیا ہے“

اس کے بعد تقریباً چوبیس ضوابط میں ان امتنازمین کے دلائل تفصیل کے ساتھ بیان

کرنے کے ان پر جرح و تنقید کی ہے اس کے بعد پوری بحث کا خلاصہ لکھا ہے۔ ہودنات کے

اس خلاصہ بحث کا انگریزی و اسکاٹ کی تفسیر میں معزید غلامہ نقل کیا گیا ہے اسی تفسیر کی

عیادت کا ترجمہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ ترجمہ یہ ہے :-

ہودنات طریقین کے عدل نقل کرنے کے بعد دوبارہ لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس

جلد کو چھٹے گنے والوں کا کتاب ہے۔

۱۔ یہ جہت کے مولویوں ہدی سے قبل کے کسی تحریر شدہ یونانی نسخہ میں موجود

تھیں ہے۔

۲۔ سابقہ بہتر سے بہتر تحقیق کے ساتھ مطلوبہ نسخوں میں موجود نہیں ہے۔

۳۔ لاطینی نسخہ کے مولوی قیام نسخہ میں موجود نہیں ہے۔

۴۔ چنانچہ موجودہ امداد اور جدید انگریزی ترجموں میں اب عیادت اسی قدس ہے۔ ۱۲ نقل ۶

۱۔ اکثر قدیم لاطینی نظمی نسخوں میں ابھی موجود نہیں ہے۔
 ۲۔ متعز میں مشائخ اور کلیسا کے مؤرخین سے اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔
 ۳۔ لاطینی مشائخ نے بھی اس کا حوالہ نہیں لیا۔
 ۴۔ پروفیسر سٹیف مصلحین نے یا تو اس کو بالکل متروک کر دیا یا پھر مشکوک ہونے کی
 علامت لگا دی ہے۔

اور اس جملہ کو صحیح کئے جانے کے لیے کہتے ہیں :-

۱۔ قدیم لاطینی ترجمہ اور لاطینی روایت کے بیشتر نسخوں میں موجود ہے۔
 ۲۔ کتاب عقائد یونانی، آداب نماز، کلیسا یونانی اور لاطینی کلیسا کی شریعت والی
 نذرانہ کی کتاب میں موجود ہے اور بعض متقدم لاطینی مشائخ نے اس کا حوالہ لیا ہے۔
 ۳۔ مگر یہ دونوں وہ خطیں کا قابل التفات ہیں۔ البتہ اس کے سچا ہونے کی شہادت اسی
 جملہ میں اس طرح موجود ہے :-

تراجم کا مدبط و قاعدہ بخوبی معلوم و تعریف کا وہ جو حد کے اسلوب
 سے اس کی مشابہت۔
 اور دوسرے نسخوں میں اس جملہ کے متروک نہ ہونے کا سبب یوں بیان
 کیا جا سکتا ہے :-

۱۔ اصل کے دو نسخے ہوں یا یہ کہ ابتدائی دور میں پائیل کے نسخوں کے کم ہونے کے
 سبب کتاب کے قریب یا اتفاقاً کسی بنا پر یہ معاملہ ہو گیا ہو، یا فرقہ آیرین نے
 اسے نکال لیا ہو یا دیگر اوروں نے تالیف کا ایک سرپرستہ راہ کھو کر نکالی دیا
 ہو۔ جیسا دوسرے مقامات پر کتاب کی حفاظت ایسے ہی محبوب کا سبب بنی
 ہے اس جملہ میں بھی کتاب کی حفاظت کام آئی ہو۔ اطالوی مشرعوں نے تو
 ان فرقوں کو بھی ترک کر دیا ہے جو اس بحث میں موجود تھے اور ہوتے سابقہ

دلائل پر انصاف اللہ بے لاگ طریقے سے نظر ثانی کر کے کہتا ہے کہ یہ جملہ جلی
 سمجھ کر ترک کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ایسے دوسرے نسخوں میں جن کی سچائی
 سند کے اعتبار سے شک و شبہ سے بالکل پاک ہے ان میں اتنے بڑے فقرے کو داخل
 نہیں کر سکتے اور تاؤش کے خیال کے مطابق کہتا ہے کہ اندرونی شہادت خواہ کتنی
 ہی محسوس ہو لیکن اس موقع پر یعنی اس فقرے کے جھوٹا ہونے پر خارجی
 شہادتوں کے انبار پر غالب نہیں آسکتی۔

ملاحظہ کیجئے کہ ہماری داسکاٹ کی تصریح کے مطابق ہجرت نے طریقت کے دلائل کا
 انصاف اللہ بے لاگ طریقے سے جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ فقرہ جلی ہے، مخالفین کے
 دلائل میں زیادہ سے زیادہ جو بات کچھ بھی وزن رکھی تھی وہ اندرونی شہادت تھی مگر
 ہجرت نے اس کو بھی ناقابل انتہات قرار دے کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ خارجی شہادتوں کے
 انبار پر غالب نہیں آسکتی اور پھر اللہ اس جہولی عبادت کو سچا کہنے والوں نے اپنے مزاج
 میں اس بات کا اقرار کیا کہ شروع زمانہ میں کتب مقدسہ کے نسخے اس قدر کم تھے کہ کاتبین
 اور باطل فرقوں کی تحریف مل جاتی تھی۔ غور کیجئے کہ تہوں اور باطل فرقوں نے خدا جلی
 اور کس کس طرح کتب مقدسہ کا عملیہ دگلاٹا ہو گا۔ الہدیز ذیل کہ دینداروں نے اس کو
 تثلیث کا ایک دانہ سمجھ کر نکال دیا ہو گا۔ اس کی تین دلیل ہے کہ دیندار حضرت جلی
 تحریف کے دہے دہے ہیں اور مفید مطلب مقابلات سے جلی کے جلی ہم کہلاتے تھے،
 اور ان دینداروں کی تحریف کے قعدا ہونے میں تودہ برابر شک نہیں، انشاء اللہ
 اس فصل کے آخر میں اس کو بیان کیا جائے گا۔ جملہ غور کیجئے کہ چند ہا سال میں ان حضرات
 کے ہاتھ سے کیا کیا تحریف نہ ہوئی ہوگی۔

اب ہم کچھ ایسا بائیں پیش کرتے ہیں جن سے اس جلی کے جھوٹا ہونے کو تقویت ملتی ہے
 ہمارا دعوئی کہ یہ جملہ جھوٹا ہے اس کی وجوہات یہ ہیں۔ ۱۔

سریانی کا وہ ترجمہ جو دسویں صدی میں ہوا۔ سریانی کا دوسرا ترجمہ جو پانچویں صدی میں ہوا۔ کاتھولک ترجمہ جو دسویں یا تیسری صدی میں ہوا، اسی ڈک کا ترجمہ جو دسویں صدی میں ہوا۔ کاتھولک ترجمہ جو چوتھی صدی میں ہوا ہے۔ اسی ترجمہ جو چوتھی صدی کے اخیر یا پانچویں صدی کے شروع میں کیا گیا ہے، عربی ترجمہ قلمی اور نوین صدی میں ہونے والے دوسری ترجمہ ان میں سے کسی نسخے میں یہ فقرہ موجود نہیں ہے۔

ڈاکٹر نے یہ لکھا ہے کہ اس لئے انہی ان قدیم سریانی ترجمہ جو ایک ہزار سال سے قائم و قائم سے ہندوستانی کلیسا میں قائم ہیں اور کسی دوسرے سریانی نسخے میں پایا اور وہ ہی لاطینی ترجمے کے چالیس نسخوں میں یہ جملہ پایا گیا ہے۔

اس قدر نظر ثانی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان نسخوں میں کچھ نسخے بہت ہی پرانے ہیں ان کی شہادت کچھ نسخے و نسخہ ہست ہے۔

اس کتاب کی مذہب کا بڑا نام شمار کیا جاتا ہے، اس نے چوتھی صدی میں اس خط کی تحقیق میں دس رسالے لکھے ہیں، ان میں سے کسی ایک میں اس جملہ کا وجود نہیں ملتا۔ اگرچہ فرقہ اریو کے ہر قابل عقائد اگر یہ جملہ موجود ہوتا تو ان کے سامنے تائید کے ثبوت میں اس کی نقل کر دینا اور خواہ مخواہ تکلیف میں پڑ کر اپنے عقائد کے حاشیہ میں یوں نہ لکھتا کہ پانی سے مراد باپ، خون سے بیٹا اور روح سے روح القدس ہے۔ اسی حاشیہ کو دفتر ذمہ دینی یا دارلوگوں نے تغیر و تبدل کر کے آیت و قرآن سے کو متن میں داخل کر دیا۔

دیکھ کر کہتا ہے کہ اری میں اس کا سنہ دیر کے کلیمنٹ کے پاس موجود ان نسخوں میں جو یقیناً دسویں صدی کے بعد کے لکھے ہوئے نہیں ہو سکتے، اسی طرح ارجن کے پاس موجود نسخے جو یقیناً تیسری صدی کے بعد کے لکھے ہوئے نہیں ہو سکتے، انہی ان مشہور نسخوں کے نسخے جو نائس کے کونسل میں تھے اور وہ یقیناً چوتھی صدی کے بعد کے نہیں ہو سکتے اور اسی طرح

ہر صدی کے فنے جو اسی صدی میں کھس گئے تھے، یہ سب قدیم نسخے جو ہم تک پہنچے ہیں ان سب میں یہ فقرہ موجود نہیں تھا۔

دیکھ سکتے ہیں کہ صلیح جناب اوتھر کے بڑی ترجمہ میں بھی یہ فقرہ نہیں تھا۔ یہی نہیں بلکہ ان کی زندگی میں جتنے ایڈیشن اس ترجمہ کے طبع ہوئے کسی میں بھی اس کا وجود نہیں تھا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں ۱۵۸۵ء میں اس ترجمہ کو طبع کرنا شروع کیا۔ طباعت مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ان کی وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد یہ طباعت مکمل ہوئی۔ اس طباعت کے وقت میں انھوں نے صحت طود پر لکھا تھا کہ کون شخص میرے ترجمے میں تبدیلی دکرے۔ مگر افسوس اس کے باوجود تحریف کرنے والے تحریف سے باز نہ آئے، اور ان کی وفات کو ابھی تیس برس بھی نہ گزرے تھے کہ ان کی وصیت کے برعکس یہ جملہ نامائے ان کے ترجمے میں شامل کر دیا گیا۔ سب سے پہلے یہ دو باقی اس ترجمہ میں ہوتی جو ۱۵۸۵ء میں نافرین پبشر سے طبع ہوا تھا۔ مگر فرینکفرٹ سے ۱۵۸۲ء میں طبع ہونے والے اسی ترجمہ سے اس کو نکال دیا گیا تھا۔ یکے ۱۵۶۲ء و ۱۵۶۹ء کی ڈنبرگ اور ۱۵۶۶ء کی ہبرگ کی طباعتوں میں تیش میں مختلف نسخے یہ جملہ پر شامل کر دیا۔ ۱۵۶۶ء کی ڈنبرگ کی طباعت سے اسے چھ نکال دیا گیا۔ اس کے بعد اس ترجمہ میں اس فقرہ کا اطلاق عام ہو گیا اور کالوں نے اسے اپنے ترجمہ میں اس کو لے بیٹھا دیا ہے۔ محض اس پر اپنے مشبہ کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ لیو جوفا کی طرٹ مشبہ لاطینی ترجمہ ۱۵۶۴ء میں اسی دن سے طبع کر لیا، اس میں اس جملہ کو جتنے سے نکال کر ماشیہ میں لکھا گیا ہے اور کاسٹیو کے ترجمہ میں جو پہلے ۱۵۵۱ء میں اور پھر ۱۵۶۳ء میں طبع ہوا اس جملہ پر طریقہ کی لائن بنایا گیا، اسی طرح ٹیٹل کا انگریزی ترجمہ مطبوعہ ۱۵۵۲ء اور ۱۵۶۶ء اور ڈیل کی ہائل مطبوعہ ۱۵۶۹ء، میتیو کی ہائل مطبوعہ ۱۵۶۰ء و ۱۵۶۶ء اور ۱۵۶۱ء کریمبرگ کی ہائل مطبوعہ ۱۵۶۹ء و ۱۵۷۱ء، ٹری ورنز کی ہائل مطبوعہ ۱۵۶۰ء و ۱۵۶۱ء و ۱۵۶۲ء بشپ ٹان ٹیل اور جیک کی تصحیح خود ہائل مطبوعہ ۱۵۶۱ء، سرجان چیک کے نسخے گولڈ ٹر

کالا طبعی اور انگریزی زبانوں میں ۱۵۵۰ء کا مطبوعہ عہد جدید ۱۵۵۲ء میں پہلی کا طبع کرنے
 عہد جدید ۱۵۵۳ء میں گرانٹن کی طبع کردہ بائبل، ۱۵۵۶ء میں روشن میں طبع ہونے وال
 انگریزی بائبل اور وہ بائبل ہے ۱۵۶۲ء میں ہیری سن نے انگریزی میں لندن سے طبع
 کرایا ان تمام کے تمام نسخوں میں اس جملہ پر شک کا نشان بنا ہوا تھا۔

مشہور فلسفی اسحاق یونٹن نے جو انگریزوں کے زعم میں افلاطون سے بھی بڑے
 اس جملے اور ایک دوسرے جملے کے جوڑا اور ذاتی ہونے پر پچاس صفحات پر مشتمل ایک نثر
 لکھا ہے "جولائی پریری یونٹن ناچ" نامی نثر کے کتاب جو علامہ گرجی کی تالیف ہے اور تالیف
 کے حکم سے ۱۸۲۲ء میں لندن سے چھپی ہے اس میں مرقوم ہے :-

"اسحاق یونٹن نے پچاس صفحات پر مشتمل ایک نثر لکھا ہے جس میں یونٹن اور

پولس کے دو خطوں کے خطوط کے تحت تالیف کے سلسلہ تحقیقی بحث کی ہے، یونٹن

کا خیال ہے کہ کاتھولک نے انہیں تحریف کی ہے"

اسحاق یونٹن کا کتاب ہے کہ تالیف کے قائل کسی کتاب کی کارستانی ہے جس نے
 اپنے عقیدہ کی تائید کے لئے اس مذہب کو حرکت کا کتاب کیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ یاد کی
 فنڈز، جو کہ تالیف کے مستند ہیں اور اس کو ثابت کرنے کے لئے اپنی کتابوں میں
 ربط و باہمی جو دینے سے بھی نہیں بچتے۔ اس جملہ کو جعلی اور جوڑا مانگتے ہوئے کسی واسطے
 اختیار نہیں کیا ہو گا۔ کیوں کہ اس کے لئے اس فقرہ کو دیکھ کر
 اس کی قباحت پر مطلع نہ ہو جائیں اور جو میں نے اثبات تالیف اور کتابت مقصد میں تحریف
 واقع نہ ہونے کا پُر زور دعویٰ کیا ہوا ہے کہیں خاک میں نہ مل جائے۔ مگر انہوں نے کہتے
 بلاخر ایوں کے طور سے ان کے تمام نسخوں کی نقلی کھول کر کہ دی۔ البتہ واضح طور پر
 کے مصنف پر تعجب ہوتا ہے کہ کس ڈھٹائی سے اس جعلی فقرے کو اثبات تالیف میں
 بطور دلیل پیش کرنا ہے۔

تفسیر اشاہد

گزشتہ تصنیفوں کے نام دوسرے خط میں | اگر تصنیفوں کے نام پہلے خط کے بائیں آیت ۱۷ اور دوسرے جلد پہلے خط ۱۸ میں ہیں ہے :-

دوسرے جلد کوئی ہے کہ یہ ترجموں کی قرآنی ہے تو اس کی خاطر جس نے بتایا اور دینداری

کے ذریعے نہ لکھا اور زمین اور آؤ کی معمولی خداوند کی ہے :-

آزری جلد دوسرے ترجموں میں ہیں ہے :-

فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۶ء میں ہے کہ زمین و پریشاں خداوند است :-

اور یہ جگہ کہ زمین اور آؤ کی معمولی خداوند کی ہے المالحق ہے۔ ہمدان اپنی تفسیر کی جلد

دوم کے صفحہ ۲۰ پر لکھتا ہے :-

یہ جگہ کوئی کس اسکندریہ نویس، کوئی کس وائیکانوں، کوئی کس گنہاری میں سے اور یا میں

میں، کوئی کس برہلی، کوئی کس پادلیا نویس اور کوئی کس سعد علی اور اس طرح گنہاری میں

بیک کے ساتوں نسخوں میں موجود نہیں ہے، ایسے ہی سرمانی ترجمہ اور اس عربی

ترجمہ میں جس کو دہلی میں نے طبع کیا ہے، لفظ کا ایک، مہی ڈک، انھیوں کے لفظ

لاطینی و کیٹ کے ترجموں اور وہی قدیم اطالوی ترجمہ میں بھی موجود نہیں تھا۔ قرآنی

ڈاکٹریوں، ام ہر و سیاسی ٹر، آگشائن، اسی ڈور اور پید پید جو اس آیت کا حوالہ

پتے جہتہ اس جگہ کو نقل نہیں کرتے اور گزیریں یکے نے تفسیر قابل الاتراح کہہ کر

متن سے نکال دیا اور حقیقت میں اس جگہ کوئی سند میں اور یہ فضول جملہ قائل

۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے کہ "لیکن اگر کوئی تم سے کہ کہ یہ قرآنی کا گوشہ ہے

تو اس کے سبب جس نے تمہیں بتایا اور دینی امتیاز کے سبب نہ لکھا" (۶۸: ۱۷) قدیم اردو ترجمے میں

"ترجموں کی قرآنی" کو جدید ترجمہ میں صرف "قرآنی کا گوشہ" بتایا بھی تو یہ تفسیر کی

ایک مثال ہے۔ ۱۳ بجیب :-

آیت ۲۳ سے لے کر چلیا گیا ہے ۵

لاحظہ کیجئے کہ یہ جملہ تذکرہ الایرمانی نسخوں اور ان کے ترجموں اور اسی طرح سبھی مشائخ کی نقلوں میں موجود ہے، مگر تیس بیگ نے اس کا الحاقی ہونا نہیں سمجھ کر نکال دیا اور ہجرت اس کو الحاقی، بلا سند اور غفلت قرار دیتا ہے اور ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷ کے عربی ترجمہ میں بھی موجود نہیں ہے۔ بلکہ عربی ترجمہ میں مذکورہ آیت صرف اتنی ہے :-

«فان قال انسان هل اذ ذنابنا فاذ ذنابنا فاذ ذنابنا فاذ ذنابنا فاذ ذنابنا
لکرو من اجل النبیۃ ۱۱»

چوتھا شاہد

انجیل مرقس میں **۱۱** آیت ۲۳ اور ترجمہ ۲۳ سطر میں یوں ہے :-
«کیونکہ ابن آدم بہت کامیاب تھا اور نہ بے ۵»

اس عبارت میں لفظ «بھی» الحاقی ہے۔ ہجرت اپنی تفسیر کی سزا ۲۳ ص ۲۳ پر

لکھتا ہے کہ :-

«یہ لفظ ساری قلمی اور پیشتر مطبوعہ نسخوں میں ہجرتی، عربی اور پالی کلیت پیشتر قلمی
کے نقلی ترجمہ کا ٹپک ترجمہ اور قدیم روکی و اطالیہ کی ترجموں، سبھی میں موجود نہیں
ہے، اسی طرح ٹرٹیلین، سائی پرتن، آریجن، کریسوسٹم اور تیسریس اور تیر نکٹ
نے جہاں اس آیت کا حوالہ نقل کیا ہے وہاں اس لفظ کو نہیں لیا، اور حقیقت یہ
لفظ انجیل مرقس باب ۱ کی آیت ۲۸ یا انجیل لوقا باب ۶ آیت ۵ سے
الحاق کیا گیا ہے۔ مگر تیس بیگ نے بہت اچھا کیا جو اس الحاقی لفظ کو نکال دیا»

۱۱ و صحت اجل النبیۃ ۱۱ اور ترجمہ ۱۱ میں یہ آیت اس طرح ہے «کیونکہ
ابن آدم بہت کامیاب ہے» (۹: ۱۳) ۱۱ لیکن موجودہ اردو ترجمہ میں مرقس سے بھی لفظ

«بھی» ساقط کر دیا گیا ہے «۱۲ تفسیر»

دیکھئے ہمدان یہاں بھی اس لفظ کو الحاقی قرار دے کر گزریں، ایک کی یوں تعریف کی کہ
اس سے بہت اچھا کیا :-

پانچواں شاہد

ایضاً انجیل میں باب ۱۰ آیت ۳۵ اور ترجمہ ۱۸۳۲ میں یوں ہے :-

”وہ اچھا آدمی دل کے اچھے خزانے سے اچھی چیزیں نکالتا ہے“
اس عبارت میں ”دل کے“ لفظ الحاقی ہے، یہود نے اپنی تفسیر کا جلد دوم کے تحت
پر لکھا ہے :-

”یہ لفظ ایک سو سات غلبی اور بیسٹریٹھوں کے علاوہ عربی فارسی، قدیم
ہندی و ایچھلو سکتی، قدیم اٹالوی ترجموں اور لاطینی و گھٹ میں موجود نہیں تھا،
ازہن، مادہ یوں فرق سے نہایت کے مصنف گریجویٹ تارین لہنا، گریجویٹ
گریٹسم، تھیرٹلک، اسائی برن، ہیری، لوسی فراؤڈ کم برودیا سٹریٹھ اپنے
حوالوں میں جہاں اس آیت کو نقل کیا ہے اس میں اس لفظ کو نہیں لیا۔
یہ لفظ انجیل تو باج آیت ۳۵ سے یہاں الحاق ہو گیا ہے“

دیکھئے یہاں بھی ہمدان نے اس لفظ کے الحاق کا ترجمہ کیا ہے جو وہ سن کیتھک کے
انگریزی ترجموں کی طرح ہنری مارٹن کے فارسی اور ۱۸۳۲ء کے حوالیہ ترجموں میں آج تک
موجود نہیں ہے۔ ۱۸۳۲ء کے فارسی ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے :-

”مرد شستہ از فزاد شستہ خود اشیاء شستہ نامیوں سے آید الخ“

اور ۱۸۳۱ء کے الفاظ ہیں :-

”یہ ۱۸۳۱ء کا اردو ترجمہ یوں ہے :- ”اچھا آدمی اچھے خزانے سے اچھی چیزیں نکالتا ہے۔ الخ“
انہ انجیل تو تہا کی آیت مذکورہ یوں ہے ترجمہ ۱۸۳۲ء (پانچواں جدول کے قریب) اچھی چیزیں نکالتا ہے (۵۹:۶)
۳۵، مذکورہ ترجمہ ۱۸۳۲ء کے اردو ترجمہ سے لیا ہے۔ (۵۹:۸)

إِنَّ تَسَانِ الْعَالَمِ مِنْ كَسَنَزَةِ الْعَالَمِ يَخْرُجُ الْعَالَمِ الْخَمْسَ

چھٹا شاہد

انجیل یوحنا میں | انجیل یوحنا باب آیت ۱۸۴۲ء کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

”تب اور انہوں نے پتھر اٹھائے کہ اسے ماریں پر سوجانے اپنے تئیں پریشانی کیا

اور اُنکے پیچ میں ہوسکے اور پتھر سے نکلے اور یوں چلا گیا :-

اس آیت میں ”اور ان کے پیچ میں ہوسکے“ اور ”یوں چلا گیا“ کے الفاظ الحاقی ہیں۔

دوسرے کیتھولک کے تمام انگریزی ترجموں میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں، وہ حضرت ان کو الحاقی

قرار دیتے ہیں اور ۱۲۶۱ء اور ۱۸۳۱ء کے عربی ترجمہ میں بھی متروک ہیں۔ عربی ترجمہ کی

عبارت یوں ہے :-

”فَاخَذُوا حِجَامَةً لِيَرَوْهُ فَمَا لِيَسُوعَ فَمَقَامَرَى وَخَرَجَ مِنَ الْكَلْبِ”

یعنی پس انہوں نے اسے مارنے کو پتھر اٹھائے، مگر یسوع چپ کر سیکھلے سے نکل گیا۔

ساتواں شاہد

انجیل متی میں | انجیل متی باب آیت ۱۸۴۲ء کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

”اور جس آزمائش میں نہ ڈال بلکہ تیری سے بھا کیونکہ بادشاہت

اور قدمت اور جلال تیرا ہمیشہ ہے۔ آمین“

اس آیت میں ”کیونکہ بادشاہت اور قدمت اور جلال تیرا ہمیشہ ہے الحاقی ہے،

دوسرے کیتھولک والے اس کو الحاقی قرار دیتے ہیں۔ لاطینی ترجمہ اور دوسرے کیتھولک کے تمام

انگریزی ترجموں میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی ۱۲۶۱ء و ۱۸۳۱ء کے عربی ترجمہ میں ہے

اس کی عبارت یوں ہے :- ”وَلَا تَدْبَحُلْنَا فِي التَّجَارِبِ وَنَحْنَا مِنْ الشَّرَامِيْنِ“ اور

۱۸۳۱ء و ۱۲۶۱ء کے مطبع بائبل مشن کلکتہ کے مطبوعہ ”اردو ترجمہ میں اس جملہ پر حاشیہ لکھی گئی

نشان دیکھا گیا ہے۔

تاریخ اپنی کتاب اغلاط نامہ کے ص ۳۱ پر لکھتے ہیں :-

”یہ متناہت آیت ۹۰ کے یہ الفاظ ”ان کے بیچ میں ہو کے“ اور ”یوں چلا گیا“
 الخاقی ہیں۔ بیضاہ لکھتا ہے کہ ”یہ الفاظ انتہائی قدیم نسخوں میں موجود ہیں، مگر
 ارازمس کی رائے ہے کہ مطالبی غیر معمولی بھی یہ ہے کہ یہ الفاظ ”ان کے بیچ میں
 ہو کے“ تو کتابک کی آیت ۳۰ سے نقل کیے گئے ہیں اور کتاب نے حاشیہ پر لکھے
 ہوئے دیکھ کر انکو غلطی سے متن میں داخل کر دیا ہے اور یوں چلا گیا کہ الفاظ
 کسی نے عربی اس باب کا اگلے اب سے رد بیضا کر کے لے کر ضائع کر دیے
 اور میں نے اپنے اس خیال کو اس لئے لائق اعتنائین سمجھا کہ حضرت کریم سلم
 اور آگسٹائن نے اس جلد کو ذکر نہیں کیا بلکہ یہ جیلہ ویسے ہی بے ربط اور غلط ہے
 اس لئے کہ جب وہ چھپ گیا تو پھر ان کے بیچ میں سے ہو کے کیسے شکل گیا :-
 بیضاہ کے اسی استدلال کے سبب اس کے معتقدین نے ۱۵۸۶ء اور ۱۵۹۲ء
 ۱۵۹۶ء اور ۱۵۹۹ء کے مطبوعہ انگریزی ترجمے سے یہ جلد نکال دیا تاکہ
 اس کے بعد ۱۵۸۸ء اور ۱۵۸۳ء میں ان الفاظ کو پھر داخل کر لیا گیا۔

اور شہی باب آیت ۱۳ میں یہ جملہ ”کیونکہ بادشاہی اور نصرت علم الخاقی ہے
 آثار میں نے اسے ناپسند کیا ہے اور پھر اس کا کتاب ہے کہ یہ کلمہ بعد میں چھپ گیا“

لے انہیں انکشاف میں دلا بلکہ برائی سے بچاؤ دیکھو بادشاہی اور نصرت اور جمال ہیچتر سے ہمیں
 میں) یہ آیت اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۸۹ء کی ہے اس میں بھی اس جملہ پر طبعی کا نشان موجود ہے۔
 لہ باب ۱۶ اس طرح شروع ہوتا ہے ”پھر اس نے جلتے وقت ایک شخص کو دیکھا الخ“ تو گویا
 وہ بلا اس طرح ہوا۔۔۔۔۔ یوں چلا گیا، پھر اس نے جلتے وقت الخ“ اغلاط نامہ کے مولف کی
 غالباً یہی مراد ہے۔ ۱۲

ابھراس کو طمانے والے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔
 لہذا کتب شش و ستائے لاطینی ترجموں میں اس جملہ کے متروک ہونے کے سبب اعراب
 کیا تھا، اسکے جواب میں بلخ اس کو مہلت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ لہذا شش
 کا یہ کہنا بد دلیل ہے کہ کلام خداوند سے یہ جملہ کٹ گیا ہے، اس کو تو یہ چاہئے تھا
 ان لوگوں پر لعنت کرتا جنہوں نے بے احتیاطی سے ایسا ہات کو خداوند کا نام
 کا بجز و بنا دیا ہے۔“

اشھوان شہاد

یاد رہتا ہے | انجیل یوحنا باب آیت ۵۳ سے باب ۱۱ کی تمام آیات الحاقی ہیں
 آراء آریس، کالون، بریٹکا، گروڈیس، لیکرک، ڈیشین، سٹور، شتور، موریس، ہین لین پائس
 اور شکر کے علاوہ دینی تفسیر اور کتب نے کئی دوسرے علماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ان آیات
 کو تسلیم نہیں کیا تھا اور بہت سے مفسرین زبانوں کے قدیم تراجم میں آیات موجود نہیں۔
 کریسٹم، تھیو فلکٹ اور فرانس نے جہاں انجیل یوحنا کی تفسیر لکھی ہے ان میں ان آیات
 کی شرح نہیں کی اور دوسرے مقام پر ان کا حوالہ دیا ہے۔ تریلین اور سائی پرن نے
 لانا اور عفت کے مروجہ پر اپنے رسالوں میں ان آیات سے کہیں استعمال نہیں کیا۔

ان آیتوں میں ایک صحت کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ یوحنا نے اس پر تہمت زد کیا کہ حضرت مسیح سے شکر
 کرنا سمجھ کر کیا کہ حضرت یحییٰ نے کہا کہ تم میں سے جو بکلامن اسیہ اسکا فیصلہ کرنے اس پر یہاں پہلے لکھی گئی فیصلہ نہیں
 کیا کہ حضرت مسیح سے شکر نہ کرنا ایک کلمہ کہ حضرت کو یہ جدید انگریزی ترجمہ سے یہ جملہ اس واقعہ پر
 صحت کر دیا گیا ہے پھر انجیل یوحنا کے قلم کے بعد اس عبارت کو نقل کر کے ماہر پر مزین لکھے ہیں کہ یہ عبارت جو
 عہد جدید کے عام پچھلے نسخوں میں یوحنا ۵: ۴۱ تا ۵: ۴۷ پر پائی جاتی ہے اسکا ہمارے قدیم مخطوطوں میں کوئی نہیں
 ہوگا نہیں ہے بعض نسخوں میں یہ جملہ صرف سے موجود ہی نہیں ہے بعض نسخوں میں یہ لوقا ۱۱: ۴۸ کے بعد لکھا گیا ہے
 اور بعض میں سے یوحنا ۲: ۲۲ یا ۲: ۲۳ کے بعد لکھا گیا ہے (یوں انگلش بائبل صحت ۱۲۱ تفسیر ۵)

ان کے پاس موجود نسخوں میں یہ آیات ہوتیں تو یقیناً ان سے استدلال کرتے۔ وادراہی کتاب کے صفحہ ۳۵ میں لکھتا ہے :-

۱۔ بعض متقدمین نے ہوتا کے آٹھویں باب کے ابتدائی حصہ پر شبہ کیا ہے :-
 ذکر منزل کی موافقت میں ان آیات کی پہلی کی حمایت کرتے ہوئے ہوتوں اپنی تفسیر جلد چہارم کے صفحہ ۳۵ کے ماحشیہ پر لکھتے ہیں :-

۱۔ شہادت ان آیات کی پہلی کے حق میں ہے، اگرچہ ابتدائی قدیم ترجموں میں یہ موجود نہیں ہیں اور ذکر نزائے ستم، تیسرے فہرست اور تفسیر کے حوالوں میں اور درجی ان کی تفسیروں میں ان کی شرح موجود ہے۔ اسی طرح ٹریبلین اور ساتی پہن کے صفت اور ان کے موضوع پر رسالوں میں ان آیات سے استدلال کیا ہے، باوجودیکہ ان آیات میں ان کے لئے فقہوں میں موجود تھا ان کے پاس موجود نسخوں میں اگرچہ یہ آیت نہیں تھی مگر کرٹس ایک صفحہ اتنی کے قریب ایسے گنوٹس لکھے ہیں جن سے یہ آیات موجود تھیں، البتہ ان کی عبارتوں میں شدید اختلاف تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہ آیات پہلی نہ ہوتیں تو ان نسخوں میں کیسے داخل ہو گئیں۔ اس کے علاوہ ان میں ایسی کوئی بات بھی تو نہیں جو یہ علیہ السلام کے طرز عمل کے خلاف ہو، بلکہ ان کے علم، صفات اور انکسار کے بالکل مناسب ہیں۔ انکسار سننے ان کی تصدیق کرنے ہوئے نسخوں سے چھوٹ جائیگی یہ وجہ بتائی ہے کہ خداوند نے جو ایک بدکار جہت کو چھوڑ دیا، اس پر کوئی الزام نہ دے، اس سبب کا جنہ نے ان کو لکھا ہی نہیں، مگر یہ توجیہ اس لئے کوئی وزن نہیں رکھتی کہ خداوند کے ظہور کا مقصد دنیا کو مزادینا نہیں تھا اور اس جرم کا خدراک میں اس حد تک ہی ممکن تھا نیز وہ حکومت اس اصولی کی مخالفت تھی جو خداوند حکام کی اطاعت کے سلسلے

میں لایا تھا ۱۷

ہیں کہتا ہوں کہ اس مستشرق نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ یہ آیات انتہائی قدیم ترجموں اور کتب پر مشتمل تھیں اور ان کی تفسیروں اور ان کے حوالوں میں نیز ٹرٹیلین اور سامانی پرنس کے سالوں میں موجود ہیں اور آگسٹائن کے نسخوں میں لگتا ہے کہ یہ آیات مستحکم تھیں۔ تبھی تو اس نے وہ توجیہ پیش کی جسے ہمدان نے ناقابل قبولی قرار دیا۔ البتہ اس کے اعتراض کے مطابق اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ چوتھی صدی میں یہ آیات مستحکم تھیں اور اُس صدی اور اس سے پہلی صدی کے کاتبوں کا ذہنی کیفیت یہ تھی کہ تقریباً بارہ بارہ آیات کو غلطت کر دیتی تھی۔ خود کہتے کہ جب ان کتب مقدر کا تو اثر نقلی ثابت نہیں تو ایسے تو بہت سے کس مذہب کو بت پہنچا ہوگی؟

ہمدان کے نزدیک ان آیات کی سچائی کی دو دلیلین ہیں۔ اول یہ کہ تقریباً اتنی نسخوں میں موجود ہیں۔ دوم یہ کہ کوئی ہاتھ صحیح علیہ السلام کے طرز عمل کے اختلاف نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں یہ دونوں دلیلین ہیں۔ اس لئے کہ پہلی دلیل کے بارے میں تو وہ خود اقرار کرتے ہیں۔ ان نسخوں کی جہاتوں میں بھی اختلاف تھا اور یہ شدید اختلاف ان آیات کے اصلی ہونے کی دلیل ہے۔ غالباً عیسائیوں میں یہ طریقہ رائج ہو گا کہ بعض اہل علم حضرت سے اپنے نسخوں پر حاشیہ میں یہ عبارت اپنی طرف سے بطور حاشیہ لکھی ہوگی جنہیں بعد میں ان نسخوں سے نقل کرنے والے کاتبوں نے متن میں شامل کر لیا اور یہاں یہ کوئی نئی بدلت نہیں ہوئی۔ کیونکہ ان کے علماء کے اقرار کے مطابق ہر متین و جدید میں ان کاتبوں کے نسخہ دیانت کے نتیجے میں اسی طرح کا بہت کچھ ظہور میں آچکا ہے۔

نوائے شاہد

انجیل لوقا باب ۱ کی آیت ۱۳۱-۱۳۲ کا عبرانی ترجمہ یوں ہے :-
لوقا میں فقال الرب بمی اشبه اناس هذا الجلیل الخ

۱۳۲ کے فارسی ترجمہ میں یوں ہے :-

” حضرت فرمود کہ من شاخص این طبقہ را بچہ تشبیہ کنم الخ۔“

اور اللہ کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

”اور خداوند نے یہ بھی کہا میں اس زمانہ کے لوگوں کو کس سے تشبیہ دوں الخ“

اور تمام تفسیریں شدہ انگریزی ترجمے اسی کے مطابق ہیں اور خداوند نے کہا کہ
الفاظ الخاقی ہیں اور اللہ کے اردو ترجمہ کرنے والے نے اس الخاقی میں بھی اپنی طرف

سے لفظ ”یہ بھی“ برعکس دیا ہے ۔

دوسرے تفسیر کے نئے ترجمہ مطبوعہ لندن ۱۹۵۹ء میں حاشیہ پر یہ تحریر ہے :-

”مطبوعہ لندن میں یہ آیت یوں شرح ہوئی ہے اور خداوند نے کہا الخ“ اور

پھر حاشیہ میں یہ لفظ مروج نہیں، چونی کے معنی لے اس کو رد کیا ہے ۔

اللہ کے اردو ترجمہ نے بہت اچھا کیا جو ان الفاظ کو نکال باہر کیا اور آیت

یوں شروع کی ہے ”پس اس زمانہ کے لوگوں کو کس سے نسبت دوں“

دوسرا شاہد

بجیل لوقا باب کی آیت ۲۲، ۲۳ کے درمیان سے ایک پورا جملہ غائب ہو گیا ہے
ایضاً اور ان جملہ چارم ص ۱۱۱ پر لکھا ہے :-

”لوقا باب ۲۱ کی آیت ۲۲، ۲۳ کے درمیان سے ایک پورا جملہ غائب ہو گیا ہے

جسے نیا باب ۲۴ کی آیت ۳۲ اور مرقس باب ۱۳ کی آیت ۳۲ سے کر لیا ہے

بڑھا دینا چاہئے تاکہ لوقا بھی دیگر انجیل نویسوں کے موافق ہو جائے“

پھر حاشیہ پر لکھا ہے :-

”لوقا کے متن میں اس ”علم نقصان سے تمام محققین و مفسرین نے چشم پوشی سے کام

لے اور ترجمہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت یوں شروع ہوتی ہے ”پس اس زمانہ کے آریوں کا الخ“ اور خداوند

نے یہ بھی کہا کہ ”الفاظ شامل ہیں ۱۷۰ تک“ اللہ ترجمہ یوں شروع کیا ہے ”پس اس زمانہ

کے آریوں کو میں کس سے تشبیہ دوں الخ“ ۱۷۰

یہ تھا، آخر کار اس کتاب نے جسکے پہلے اس طرف توجہ دی تھی۔
 ملاحظہ کیجئے یہاں یہ مفسر ایک پورے جملے کے فائز ہو جانے کا اقرار کرتے ہوئے
 کہتا ہے کہ اسے کسی ائمہ مرتس سے لے کر بڑھا دیا جائے۔
 حمد جدید کی کتابوں میں اسی طرح کی کسی زیادتی بے شمار عقائد پر دینیہ پہلے نے پہنچی
 ہے اس کو آوی کہاں تک لکھے۔ ائمہ کے چند اقوال نقل کر کے ہم اس فصل کو ختم کرتے
 ہیں۔ ہولان دومری جلد کے صفحہ ۳۳۱ پر لکھتے ہیں :-

”اس طرح کے الحاق خود ساختہ اصلاح کے حسیب حوالیوں کے اعمال اور ان مقامات
 میں بعض کوئی واقعہ ذکر ہو رہا ہے واقع ہونے ہیں، کتابوں اور آیت سے
 زیادہ تر جموں نے ناکمل واقعات میں دوسرے مقامات سے لے کر ان جملوں کو
 ملا دیا ہے، اس قسم کی زیادہ شائیں بیان کرنا بے فائدہ ہے۔ بطور مثال صرف
 یونس کے ایمان لانے کا واقعہ جسے لوتھانے باب میں ذکر کیا ہے، اس کا موازنہ
 کتاب اعمال کے باب ۲۶۱، ۲۲ سے ائمہ قرنیوں کے ایمان لانے کا حال جو کہ اعمال
 باب ۱۱۱، ۱۱۰ میں مذکور ہے، کافی ہیں“

دیکھئے مترجموں نے تو معرفت ترجموں میں اصلاح کی، مگر کتابوں نے نسخوں کے متن میں
 بھی تعریف کر دیا۔ کتابوں کی کیا شکایت؟ یہاں تو سچی اصلاح میں اپنے حضرت جبریل
 و نیدار کہلاتے تھے، ہر فرقہ پر دوسرے فرقہ کے اعتراضات کے دفعیہ کی غرض سے یا اپنے
 دعویٰ کے اثبات کے لئے کمال دیانت اور دینداری کے تقاضے کے تحت، انجیل و تفسیر کی
 آیت میں تعریف کیا کرتے ہیں۔ ان دیندار حضرات کی تحریفات، علموں اور کتابوں کی
 تحریفات کے علاوہ تھی۔ چنانچہ ہوتن اپنی کتاب کے مذکورہ بالا صفحہ پر ہی لکھتا ہے کہ :-

”اور آیت انجیل میں جلد ہے، لیکن اس دن اور اس گلاب کی باہت کوئی نہیں جانتا، اس لئے کہ فرشتے
 دینداروں کو باپ“ ائیس مرتس ۱۲: ۲۰ میں بھی اتفاقاً کوئی تبدیلی سے ہی مضموم ہے۔ ۱۲: ۱۰ فیم :-

دو بلاشبہ بعض غریباں قعداً ان لوگوں نے بھی کی ہیں جو دیندار کہلاتے تھے،
ان کے پیدا ہونے پر انہوں کو محض اس لئے اختیار کر لیا گیا تھا کہ اپنے دعوے کو
تقویت دئی جاسکے یا اپنے ادھر کئے جانے والے کسی اعتراض کو نڈکیا جاسکے، عبادتوں
کے اختلافات کی اس بنیاد کو بہت کم لوگوں نے معلوم کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ
قادیانی کتاب جس میں عبادتوں کے اختلافات مذکور ہیں، ہم دو تین نمونے
پیش کرتے ہیں۔ مثلاً :-

۱۔ ہر قرس باب ۱۲ آیت ۳۲ سے کچھ الفاظ غائب ہو گئے ہیں، اب دوس کہتا ہے کہ
”میرے نمونے میں ہر قرس سے قرورہ نسوں میں سے یہ الفاظ نکال دیئے گئے ہیں۔
کیونکہ وہ الفاظ ”مثلاً ایرین“ کی تائید کرتے تھے“

۲۔ اور توکا باب آیت ۳۵ میں، یونکی کینس جو صحیح علیہ السلام کے وہ اقوام ہونے کا
سکوت تھا اس کے شیعہ کو رد کرنے کے لئے بعض الفاظ بڑھائے گئے تھے اور ان کو
مردانی، عربی، فارسی ترجموں کے علاوہ دو عمرے ترجموں اور ہر شروں کے ۱۶ اولوں
میں بھی بڑھایا گیا ہے۔

۳۔ لہذا باب ۲۲ کی آیت ۴۴ سے نسخہ اسکندریہ انوس کے علاوہ دو عمرے نسخوں سے بھی
صرف اس لئے نکال دیا گیا کہ بعض دیندار عیسائوں کے خیالی میں خداوند کی فرشتے

۱۔ اٹھارہ سو سی میں ایسا رکھ ہے، مگر انگریزی مترجم نے یہاں ۴۴ کا کھلچ ہے۔ تھی
۲۔ اس آیت میں ہے ”اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا، نہ آسمان کے فرشتے نہ پتھر گلاب“
واجب ہے کہ قرورہ ایرین تئلیٹ کا مکو ہے۔ اس آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ میں نے
اور باب میں کھل تفریق کی گئی ہے۔ ۱۳۔ تھی

۳۔ اس آیت میں ہے کہ فرشتے نے حضرت مریم سے کہا ”روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور وہ تمہارے
کی قدرت تجھ پر ماری ڈالے گی اور اس سبب سے وہ مولود مقدس خدا کا بیٹا کہلانے گا۔“ اس سے
اسی طرح تئلیٹ کی تردید ہونے سے اسکا صحیح ترین کی گئی ہوگی۔ تھی :-

فصل سوم

اس میں اس امر کا بیان ہے کہ انجیل کی تحریر انجیل نویسوں کے
سہوا اور کوتاہیوں سے خالی نہیں اور اکثر مقامات میں ان کی
دوائیوں میں اتنا شدید اختلاف ہے کہ دوا کا رد کار تاویلات سے
بھی بشکل کچھ توفیق پیدا ہوتا ہے۔ بطور نمونہ چند شعرا ہدایت
کے لیا جاتے ہیں۔

پہلا شاہد

انجیل متی میں اختلاف اور غلطیاں | انجیل متی باب اول جو کہ انجیل کی رسم البشر کا مقام لکھا
ہے اس میں کئی مقامات پر صریح غلطیاں واقع
ہوئی ہیں۔ مسیحی حضرات ان کی دوا کا رد کار تاویلیں پیش کرتے ہیں۔

پہلی غلطی ابراہیم سے عیسیٰ تک پشتیں | انجیل متی باب اول آیت ۱۰، ۱۱ اور ۱۲
میں یوں ہے :-

دو پس سب پشتیں ابراہیم سے داؤد تک چودہ پشتیں ہوئیں اور داؤد سے لیکر گرفتار ہو کر آج تک

تک چودہ پشتیں اور گرفتار ہو کر آج تک چودہ پشتیں ہوئیں :-

لے اور درج بطور موازنہ کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے :- پس سب پشتیں ابراہیم سے داؤد تک

چودہ پشتیں ہیں اور داؤد سے اس وقت تک کہ بالی کو اوٹھ گئے چودہ پشت ہیں اور بالی کو اوٹھ جانے

سے تک چودہ پشت ہیں :- نسیم

اس آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا تفصیل میں تین قسمیں شامل ہیں اور ہر ایک قسم اس طرح چودہ پشتوں پر مشتمل ہے کہ اگر آپس سے فاؤڈنگ چودہ واؤڈ سے آبل جالے تک چودہ اور ہاتھ جالے سے تک تک چودہ پشتیں۔ اور اگر ہم اس تفصیل کا جو بربستہ سنی لے لکھیں ہے معائنہ میں قہر بات سامنے آتی ہے کہ پہلی قسم میں چودہ پشتیں اس صورت میں ہوں گی کہ فاؤڈ بھی اس میں داخل ہوں اور اگر ان کو پہلی قسم میں شامل نہ کیا جائے تو تیرہ وہ جائیں گی اور ظاہر ہے کہ فاؤڈ جب پہلی قسم میں شامل ہوگا ایک پشت شمار ہونے تو قسم دوم میں شامل نہیں ہوں گے، بلکہ یہ قسم علیہ السلام سے شروع ہو کر گویا تیرہ پر ختم ہوگی۔ اس قسم کی چودہ پشتیں پوری کرنے کے لئے ایک گناہ کو اس میں شامل کریں تو پھر قسم دوم سے خاتمہ کرنا پڑے گا۔ اور قسم سوم سیاتنا آیل سے شروع ہوگی۔ مگر اس صورت میں چودہ پشتیں ہرگز نہیں ہونیں بلکہ چھ کھانسی میں شامل کریں تو تیرہ ورنہ بارہ پشتیں بنتی ہیں۔

دوسری غلطی، غزویہ، یزدام کا بیٹا یا پڑ پوتے کا بیٹا

۱۱ اور آیت سے یہ شرط اور میرٹھ کا نقطہ کے یزدام اور یزدام سے غزویہ

پیدا ہوا

غازی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۱۹ء و ۱۸۲۰ء و ۱۸۴۱ء اور ۱۸۴۳ء میں یوں ہے :-

۱۲ ذاتی پدر ہوشانا یا دیوشا قاطب پدر یزدام و یزدام پدر غزویہ

۱۳ اگر کوئی یہ کو شہر نہ کیا جائے تو سلسلہ نسب یہ ہے میا علی آیل و زبانی، ابی جعفر علیہ السلام، عازد، صدوق، انیم، ایضہ، لیجر، مشان، مستوب، یوسف، سید علیہ السلام، اور اگر گویا کو اس قسم میں شامل کریں تو اس سے پہلی قسم میں کئی تیرہ پشتیں رہ جاتی ہیں۔

۱۴ ۱۹۱۳ء کے اور ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں: اور آیت سے یہ شرط پیدا ہوا اور یہ شرط سے یزدام

پیدا ہوا اور یزدام سے غزویہ پیدا ہوا (۱:۱)

اصحیٰ صفحہ ۲۹ بریں حکومت کی اسی کے حالات مطہین دوم باب ۱۴ اور توریخ دوم باب ۲۵ میں اور صحیحہ میں ان تینوں کو درمیان سے نکال دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

۶۔ غلطی سے عزریاہ کی بجائے عزریاہ نکلا گیا۔ حالانکہ اس کا نام عزریاہ نہیں عزریاہ تھا جیسا کہ کتاب توریخ اقل باب ۱ کی آیت ۱۲ میں اور پرگنہ اور ایسے ہی کتاب مطہین دوم باب ۱۲ کی آیت ۲۱ میں بھی تصریح موجود ہے۔

تیسری غلطی کیونیاہ یوسیاہ کا بیٹا نہیں | آیت ۱۱ صفحہ ۱۹۵ کے اردو ترجمہ میں یوں ہے کہ :-

۱۱۔ اور گرنہ ہر کہ باہل جانے کے زمانے میں یوسیاہ سے یوکیٹیاہ اور اس کے بھائی یوزیاہ ہوئے :-

۱۲۔ اور گرنہ ہر کہ باہل جانے کے زمانے میں یوسیاہ سے یوکیٹیاہ اور اس کے

بھائی یوزیاہ ہوئے :-

اس میں بھی دو غلطیاں ہیں :-

۱۔ کیونیاہ اور یوسیاہ کا پوتا ہے اور بیٹا نہیں۔ بلکہ وہ یوکیٹیم بنی یوسیاہ کا بیٹا ہے۔ یوکیٹیم نے بھی گرنہ ہر میں تک حکومت کی ہے جس کا تصریح کتاب مطہین دوم باب ۲۳ میں موجود ہے۔ چنانچہ درمیان میں اس کا نام سنوارا گیا ہے۔

۲۔ کیونیاہ کا کوئی بھائی نہ تھا۔ البتہ اس کے باپ کے تین بھائی تھے۔

چوتھی غلطی گرنہ ہر باہل سیالسی ایل کا بیٹا نہیں | آیت ۱۲ صفحہ ۱۹۵ کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

۱۲۔ اور گرنہ ہر کہ باہل جانے کے بعد کیونیاہ سے سیالسی ایل پیدا ہوا اور سیالسی ایل

۱۳۔ اور گرنہ ہر کیونیاہ سے سیالسی ایل پیدا ہوا اور سیالسی ایل

باہل کو لوٹ گئے پیدا ہوئے :- ۱۳ نصیم :-

سے زربابل پیدا ہوا ۱۱
 اس میں جو صاف غلطی ہے، اس لئے کہ زربابل سیاقی ایل کا بیٹا نہیں سمجھتا تھا، وہ
 نڈایاہ بن یحزقیاہ کا بیٹا تھا ۱۲

پانچویں غلطی، ایسود زربابل کا بیٹا نہیں
 آیت ۱۳ ۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں
 لکھا ہے کہ :-

۱۱ اور زربابل سے ایسود پیدا ہوا اور ایسود سے ایاقیم پیدا ہوا اور ایاقیم سے
 ہازور پیدا ہوا ۱۲

اس میں بھی واضح غلطی ہے، اس لئے کہ عبدعزیز کی کتابوں سے زربابل کسی بیٹے کا
 نام ایسود ثابت نہیں ہوتا۔ اب نمبر ۱۳، ۱۴، ۱۵ کی سند سنئے :-

کتاب تواریخ اولی بابک کی آیات ۱۵ سے ۲۱ ۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں لکھا ہے :-
 ۱۱ اور یسویاہ کے بیٹے زرتھے، پہلو تھا اور حنا کا، دوسرا یسویہم، تیسرا صدقیاہ چہ تھا یسوم
 اور چہ یسویہم، اس کا بیٹا یحزقیاہ، ۱۲ اس کا بیٹا صدقیاہ اور یحزقیاہ جو میر قساہی
 کے بیٹے ہیں، ۱۳ سیاقی ایل اور کلام اور نڈایاہ اور یحزقیہم، ۱۴ ہوش اور نڈایاہ
 اور نڈایاہ کے بیٹے ہیں، زربابل اور زرتھی اور نڈایاہ کے بیٹے ہیں، ۱۵ سلام اور یحزقیہم اور
 اکیسین تھی اور حناہ اور ایل اور کیریاہ اور صدایہ، ۱۶ یحزقیہم اور نڈایاہ کے بیٹے ہیں
 نڈایاہ اور یسویاہ، ۱۷ یحزقیہم اور نڈایاہ، ۱۸ یحزقیہم اور نڈایاہ کے بیٹے ہیں ۱۹

۱۱ اور دو ترجمہ ۱۹۵۲ء کی طبع میں یہ آیت اس طرح ہے اور ایل کو ادھ جانے کے بعد یحزقیہم کے بیٹے
 اور یسویہم سے زربابل پیدا ہوا ۱۲ نعیم ۱۳ اس بات کی تصریح تواریخ اولی کے باب ۱۳ آیت ۱۵
 ۱۶ میں موجود ہے جن میں سیاقی ایل اور نڈایاہ کو یحزقیہم کا بیٹا لکھا گیا ہے اور چہ نڈایاہ کا بیٹا
 میں نڈایاہ کو شمار کیا ہے۔ ۱۲ تھی

۱۱ ترجمہ اردو طبع ۱۹۵۲ء میں یہ آیات تقریباً اسی الفاظ میں ہیں - ۱۳ نعیم

چھٹی فسطی، راجب کا نکاح مسلمانوں سے آیت ۶۰۵ اردو ترجمہ میں ہے کہ :-

”اور مسلمانوں سے بوجہ راجب سے پہلے ہوا اور بوجہ سے محمدیہ وقت سے پہلے ہوا اور
عربیت سے پہلے ہوا اور نبی سے داؤد بادشاہ پہلے ہوا۔“

مٹی میں مذکور شخصوں کی تعداد کتاب تواریخ اول باب دوم کے مطابق ہے۔ مگر وہاں
مقالات میں مذکور یہ تعداد مشکوک معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دونوں کی نوے سے مسلمان مسلمانوں کا
بیٹا ہے اور یہ وہی شخص ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں فرقہ پرور ہواہ کا سردار تھا، اس
کی تفریح کتاب گنتی باب آیت ۷ اور کتاب تواریخ اول باب آیت ۱۱۱ موجود ہے۔

اور راجب وہ طوائف ہے جس سے شروع علیہ السلام کے عہد میں بنی اسرائیل کے
دو ہا سو لاکھ بچے پیدا ہوئے۔ کتاب شروع باب ۶۰ میں اس کا مفصل تذکرہ موجود ہے۔ اس لئے اپنے
اسی نیک عمل کی وجہ سے ہی شاید مسلمانوں بن مسلمانوں کے نکاح میں اگر کچھ علیہ السلام کی
ناہوں میں شمار ہوتی ہو۔

ولادت شروع سے راجب کا زمانہ تقریباً چودہ سو پچاس برس قبل کا اور داؤد علیہ السلام
کا زمانہ تقریباً ایک ہزار پچاس برس قبل کا ہے۔ اس طرح راجب سے داؤد تک چار
برس کے عرصہ میں کل چار پشتوں کا گزرنے والا زمانہ آتا ہے اور یہ واضح طور پر ناممکن ہے اور پروردگار
سے مسلمانوں کے عہد تک تقریباً تین سو سال میں چوبیس برس گزری ہوں۔ نیز خدا تعالیٰ میں کسی مقام پر
بھی راجب کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح کی کوئی تفریح موجود نہیں۔

۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ کے الفاظ ہیں ”یونہی کے قبیلے سے مسلمان بن محمد ص ۱۲۶ (گنتی ۱۲۶)“

۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ کے الفاظ ہیں ”اور مسلمانوں سے پہلے ہوا اور مسلمانوں سے پہلے ہوا“

ہوا۔ (تواریخ ۲: ۱۱) ۶

۹۔ شہر اشباہ

لوقا اور بنی کانسب نام میں اختلافِ لغت | لوقا نے اپنی انجیل کے باب ۱ میں جو سب نام درج کیا ہے اس کے بعض مقامات میں نوصیح لفظ ہے اور بعض مقامات میں کانسب نام کے لغات میں جسے لوقا نے ذکر کیا ہے۔

لوقا ۱: ۱۳۷ کے ساتھ ترجمہ میں آیت ۳۰ میں ہے۔
 پہلی جگہ یعنی نام میں یہ لفظ ہے۔
 نام لوقا اور کانسب نام۔

اس آیت کا ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیح اور کانسب کا یہ نام تھا۔ حالانکہ وہ ہونا نہیں چاہتا تھا۔ لوقا نے نام سلیح اور کانسب کے یونانی ترجمہ سے یہ دھماکا کیا یا ہو گا۔ کانسب میں اشباہ لفظ ہے اس کی ترجمہ کانسب ہے۔ تو اس کے اولیٰ باب کی آیت میں کانسب نام کے نام درج ہیں۔ سلیح اور کانسب نام میں اور فارسی ترجمہ میں "سام وار کانسب و شیح" اور "سام وار کانسب" میں "سام وار کانسب و شیح" کے الفاظ ہیں اور "سام وار کانسب و شیح" میں ان کے معانی ہیں۔

دوسری جگہ یعنی کانسب ناموں میں اختلافِ لغت | دو ناموں کانسب ناموں میں کانسب نام ہے۔

۱۰۔ لوقا اور بنی کانسب نام میں اختلافِ لغت | لوقا نے اپنی انجیل کے باب ۱ میں جو سب نام

درج کیا ہے اس کے بعض مقامات میں نوصیح لفظ ہے اور بعض مقامات میں کانسب نام کے لغات میں جسے لوقا نے

ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ لوقا اور بنی کانسب نام میں اختلافِ لغت | لوقا نے اپنی انجیل کے باب ۱ میں جو سب نام

۱۔ تھی بولٹن کو یعقوب کا بیٹا اور لوقا علی کا بیٹا کہتا ہے۔
 ۲۔ تھی کے نزدیک میر علیہ السلام میلان بن داؤد سے تھے۔ اور لوقا نان بن داؤد کی اولاد میں سے قرار دیتے ہیں۔

۳۔ تھی داؤد علیہ السلام سے بابل کی اسیری تک سب پشتوں کو مشہور بادشاہ اور لوقا داؤد اور نان کے بعد کی سب پشتوں کو گنام اور زبیل کہہ دے ذکر کرتا ہے۔
 ۴۔ تھی سیاتی ایل کو یونیاہ کا بیٹا اور لوقا اس کو نیری کا۔ اور تھی زرتابن کے بیٹے کا نام ایچ بود اور لوقا اس کا نام دتیا کہتا ہے۔

اس کے علاوہ تواریخ اول باب آیت ۱۵۶ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تھی کی روایت کے مطابق ایچ بود اور لوقا کے قول کے مطابق دتیا نام کا کوئی شخص زرتابن کا بیٹا نہیں تھا اور نہ ہی یونیاہ اور نیری کا، سیاتی ایل نام کا کوئی بیٹا تھا۔
 لہذا جب تک کسی مستشرق تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ سیاتی ایل اور زرتابن ان کے علاوہ دوسرے اشخاص میں جونا کوئی نے ذکر کیا ہے، اس کو لوقا کا سوشلر کیا جائے گا۔
 ۵۔ داؤد سے میر کے نام تک تھی کے مطابق ۲۶ اور لوقا کے مطابق ۱۸ پشتیں ہیں۔
 ولادت میر علیہ السلام سے پہلے داؤد کا نام ایک ہزار پچاس برس تھا۔ اول (یعنی تھی) کے مطابق چالیس اور دوسرے (یعنی لوقا) کے مطابق پچیس پچیس سال میں ایک ایک پشت ہوتی ہے۔

۱۔ یوست سے مراد یہاں وہ شخص ہیں جنہیں انجیل میں حضرت مریم کا شوہر کہا گیا ہے۔ ۱۲ تھی
 ۲۔ انجیل تھی ۱۹: ۱۱ سے لوقا ۲۲: ۲ تک تھی ۱: ۱ سے لوقا ۳: ۳۱ تک انجیل تھی ۱۱
 ۳۔ لوقا ۲: ۲۱ سے تھی ۱: ۱۳ سے لوقا ۳: ۲۴ تک آیت ۱۹ کے الفاظ ۱۹: ۱۱ کے
 بعد ترجمہ میں یوں ہیں اور نیاہ کے بیٹے یہ ہیں، زرتابن اور مریم اور زرتابن کے بیٹے یہ ہیں۔
 اور نیاہ اور سلوویتہ ان کی بہن تھی۔ (۱۔ تواریخ ۳: ۱۹) ۱۳

آیت ۵: ”یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں اہلبیہ کے فریق میں سے

ذکر یاہ نام ایک کا بن تھا اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے

تھی اور اس کا نام البشیش تھا۔“

آیت ۱۳: ”اور یہی وہ تیری زشتہ دار البشیش کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے“
 ان دونوں آیتوں کو باہم ربط دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر یا علیہ السلام کی بیوی
 البشیش ہارون کی اولاد اور مریم علیہا السلام کے زشتہ داروں میں سے تھی۔ لہذا اس وقت
 ناناہ مریم علیہا السلام بھی داؤد علیہ السلام کے بھیسے ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔
 اس کے علاوہ آگسٹن لکھتا ہے کہ اس کے زمانہ میں بعض کتابیں ایسی تھیں جن میں
 مرقوم تھا کہ مریم علیہا السلام یوٹی قبیلہ سے ہیں۔

۲۔ مریم علیہا السلام کا ناتان کی اولاد سے ہونا ثابت ہونا تو حقد میں اس
 توجیہ کو چھوڑ کر ان نام مقبول توجیہات کو کیوں اختیار کرتے جن کو نام مقبول سمجھ کر توجیہ
 نے ترک کر دیا ہے۔

۳۔ پروفیسر فرڈ کاوہن کا توین جو درحقیقت حل الاشکال کے مصنف کا بھی
 پیشوا ہے اپنی تفسیر میں اس توجیہ کو نقل کر کے اس کی تردید کرتا ہے اور مریم علیہا السلام
 کا ناتان کی اولاد سے ہونا تسلیم نہیں کرتا۔

۴۔ یہود کی مذکورہ عبارت کو صحیح تسلیم کریں تب بھی توجیہ کرنے والوں کا مطلب تب
 ثابت ہو گا کہ بچے کسی دلیل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ مریم علیہا السلام درحقیقت
 عیسیٰ کی اکلوتی بیٹی تھیں اور ان کا کوئی بھائی نہ تھا اور اس کا ثبوت تو نا ممکن ہے جس لئے
 کہ اب تک کسی قطعی دلیل سے یہ بھی نہیں ثابت ہو سکا ہے کہ وہ داؤد علیہ السلام کی اولاد
 سے تھیں، چہ جائیکہ عیسیٰ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ متاخرین عیسائیوں نے محض شکل بچوسے یہ
 لے کر توجیہ کر کے اس بات پر اکتفا کیا اور یہی تیری زشتہ دار ایساات کا بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونا ہے۔“

تو یہ بگڑ چکی ہے۔ یہی سبب ہے کہ محققین نے نہیں ہو کر اس حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ دونوں نسب نامے باہم حقیقتاً مختلف ہیں۔ چنانچہ اس طرح اس اپنی کتاب کی جلد اول میں لکھتا ہے کہ "اکامران، کیسرا، ہش، ڈیوٹ، دی، حرا، اور فرس وغیرہ معتقدین کی جماعت نے عزرائل کہا ہے کہ دونوں نسب نامے آپس میں مختلف ہیں :-

تیسرا شاہ

لوقا باب ۱۰ آیت ۱۱ اور ترجمہ ۱۹۵۹ء میں اس طرح ہے کہ :-

و ان دونوں میں ایسا ہوا کہ تیسرا لوگوں کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ مادی دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ یہ پہلی اسم نویسی حوتیہ کے حاکم کو تیسوں کے عہد میں ہوئی اور سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے۔ پس یوست بھی گیل کے شہر نامور سے داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا جو یہودیہ میں ہے اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا، تاکہ اپنی سنگت ترحیم کے ساتھ جو معاملہ تھی نام لکھوانے میں وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے وضع عمل کا وقت آپسچا اور اس کا پہلو ٹھابٹھا پیدا ہوا۔

۱۹۵۹ء کے فلادی ترجمہ میں ہے :-

و دلائل اور ان جنہیں اتفاق افتاد کہ از جانب تیسرا لوگوں کو متلس حکم شد کہ وہ پہلے باہم

لے اور ترجمہ ۱۹۵۹ء میں ہے :- "پس ان الفاظ میں نقل ہوئی ہیں اور ان دونوں میں یہ تھا چنانچہ تیسرا لوگوں کو حکم ملا کہ ہر شہر کے لوگوں کے نام لکھے جائیں اور یہ پہلی اسم نویسی تھی جو سرور ایک حکم تو تیسوں کے وقت میں ہوئی تب ہر ایک اپنے اپنے شہر کا نام لکھانے چلا اور یوست بھی گیل کے شہر نامور سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو بیت لحم کو گیا تاکہ اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا، تاکہ اپنی سنگت ترحیم کے ساتھ جو معاملہ تھی نام لکھوانے اور ایسا ہوا کہ جب وہاں تھے تو ان کے جتنے دن پر سے ہوئے اور پہلو ٹھابٹھا ہوا ۱۲ فیصہ :-

نویزنا ناپید۔ دایم عقین اسم نویسی ہونے کے دوران ان کی گرتوں میں حاکم شہم بعد شد ان
 ۱۵۴۲ء کا حوالہ ترمذی بھی ای کے حوالہ ہے۔ اس عدالت سے منسلک ہونا ہے کہ
 قیصر اور گوستس نے جوہر شہر میں اسم نویسی کا حکم دیا تھا وہ اسم نویسی یہودیہ کے حاکم کورٹس کے
 عہد میں ہوئی تھی اور یوسٹن مریم علیہ السلام کے ساتھ ان دونوں بیت اللحم نام لکھوانے گیا تھا
 جن دونوں وہ حاملہ تھیں اور وہاں یحییٰ علیہ السلام کی ولادت ہو گئی۔

اور یہ بات عین وجہ سے غلط ہے :-

۱۔ یہی بابت آیت ۱۱ میں ہے کہ کسی علیہ السلام ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے
 تھے۔ اس اعتبار سے ان دونوں ملک یہودیہ کا بادشاہ ہیرودیس تھا اور اس کی زندگی میں یہ
 ملک رومی حکومت کے قبضے میں نہیں آیا تھا۔ اسم نویسی کو جو کہ خروج لکھانے کے لئے اور ہی
 تھی، اس ملک میں اس کے زمانے میں، اور گوستس قیصر روم کے حکم سے اس کا ہونا
 کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ کورٹس یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے پندرہ سال بعد سوریا یعنی ملک یہودیہ کا
 حاکم بنا تھا۔ لہذا اس کے زمانہ میں مریم کا حاملہ ہونا اور یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کیسے
 متصور ہو سکتی ہے۔

۳۔ قدیم یونانی و رومی مؤرخین میں سے کسی نے بھی اپنی تاریخ میں یہ نہیں لکھا کہ
 اور گوستس کے زمانہ میں پورے ملک یا پوری سلطنت روم میں اسم نویسی ہوئی تھی یا
 اس کے لئے کوئی حکم جاری ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بھی
 ظہور پذیر ہوئی تو کوئی نہ کوئی مؤرخ تو ضرور لکھتا۔ اس صورت میں جب لوقا کے کلام میں
 غلطی کا واقعہ ہونا تعجب فیض نہیں ہے تو پھر ظاہر حال کو کس بنا پر ترک کر دیا جائے۔

بجلا تھا شاہد

ہیرودیس کا شوہر لوقا بابت آیت ۱۹ اور ترمذی ۱۵۴۲ء میں ہے :-

”لیکن جو حنائی ملک کے حاکم ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب“

اس جگہ لفظ فلپس غلط استعمال ہوا ہے اس لئے کہ ہیرودیاس، ہیرودیس خرد کے اس بھائی کی بیوی تھی جس کا نام بھی ہیرودیس ہی تھا۔ کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فلپس کی بیوی ہیرودیاس تھی۔ چنانچہ ہجرت جلد اول کے صفحہ ۶۳۲ پر اس اعتراض کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :-

”غالباً فلپس کا نام کاتب کی غلطی سے متن میں داخل ہو گیا ہو گا، اُس کو متن سے نکال دیا جاسے۔ چنانچہ گریسیا بیک نے اس لفظ کو متن سے نکال دیا ہے۔“

ہنری واہسکاٹ کی تفسیر میں ہے :-

”ولپس کا لفظ غالباً کاتب کی غفلت سے متن میں داخل ہو گیا ہو گا۔ بہت سے تلمی نسخوں اور ابتدائی قلوب کے مطبوعہ بیشتر نسخوں میں اسے چھوڑ

دیا گیا ہے“

دیکھئے ہورن گریسیا بیک، اور تفسیر ہنری واہسکاٹ کے مؤلفین نے اس لفظ کے غلط ہونے کو تسلیم کر لیا ہے اور اسی بنا پر بہت سارے تلمی اور مطبوعہ نسخوں میں اسے ترک کر دیا ہے۔ یوستیس نے بھی اپنی تاریخ کی کتاب میں باب ۱۸ آیت ۵ میں ہیرودیاس کے شوہر کا نام ہیرودیس ہی لکھا ہے۔

پاپکواش شاہد

لسانیاس کون تھا؟ | لوقا باب ۳ آیت ۱۱ اور ترجمہ ۱۸۴۴ میں ہے ہذا

”۱۸۴۴ میں یہ عبارت ان الفاظ میں ہے ”ہیرودیس جو حنائی کے حاکم نے اپنے

بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیا کے سبب الخ“۔ - ۱۱ - نسیم

۱۰۰۔ میں نے اطمینان سے پڑھنا ہی نہ کیا تھا =

نہانی ترجمہ لکھا نہیں ہے ۔

۱۰۱۔ میں نے اسیراج لکھی ہے =

عربی ترجمہ لکھا نہیں ہے ۔

۱۰۲۔ میں نے اسیراج لکھی ہے =

کسی تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ تا کہ میر تو میں اور اطمینان کے عہد میں مسلمانوں کا کوئی شخص اطمینان کا نام نہ لکھا۔ بہتر یہ ہے کہ میں نے اطمینان کے ایک قریبی ضلع چان سستیس کے نام مسلمانوں کے بارے میں لکھا ہے۔ اس کا یہ بھی شاید کوئی سنی روایت کے مطابق لکھ دیا ہو گا۔ یہ شخص تو سید علیہ السلام کی ولادت سے چونتیس سال پہلے نقل ہو چکا تھا اور پندرہ برس کے وقت سید علیہ السلام کی عمر تقریباً بیس برس کی ہو چکی تھی۔ اس علاقے سے اس وقت سے میں مسلمانوں کی حکومت کا نام ساتھ میں پیشتر تھا۔ ان لوگوں کے مفروضوں میں لکھا ہے ۔

۱۰۳۔ میں نے وہ ہے جو اطمینان میں ادا ہوا ہے اس کے بارے میں اس کو سچ مانا =

۱۰۴۔ میں نے اس کا نام لکھا ہے۔ لکھا دیا تھا۔ یہ علاقہ ان کے مکان سے لگا ہے

۱۰۵۔ اطمینان میں اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔

۱۰۶۔ اس کا نام لکھا ہے۔

۱۰۷۔ میں نے اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔

۱۰۸۔ میں نے اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔

۱۰۹۔ اس کا نام لکھا ہے۔

۱۱۰۔ میں نے اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔

۱۱۱۔ میں نے اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔ اس کا نام لکھا ہے۔

۱۱۲۔ اس کا نام لکھا ہے۔

چشمہ شہاد

پچھوں کا قتل | اسی باب آیت ۱۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں لکھا ہے -
 جو جب ہیرودیس نے دیکھا کہ مجوسوں نے میرے ساتھ ہنسی کی تو ہنستا
 غصے ہوا اور آدمی کی گریہ کر بیت لحم انداس کی سب مردوں کے اہل گناہ سب لڑکوں
 کو قتل کروادیا جو دروہرز کے یا اس سے چھوٹے، اسی وقت کے حساب سے جو
 اس نے مجوسوں سے غنیمت کی تھی :-

یہ قتل کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا، لیکن ہمیں نے جہاں ہیرودیس کے حالات سے
 زیادہ کچھ لکھے وہاں ہے اس قتل کا حال نہیں لکھا۔ علماء، یہود جو کہ ہیرودیس کو بدنام کرنے کے
 لئے اس کی برائیوں کو بڑھ چڑھ کر بیان کرتے تھے اور ظاہر ہے یہ معاملہ تو انتہائی بڑا ظلم اور
 ہیرودیس کی بدترین برائی تھی اور اس کے اظہار میں ان کے مذہب پر کوئی حرج بھی نہ آسکتا
 تھا کہ اس وجہ سے اس کا ذکر نہ کرتے، اس کے باوجود ان میں سے کسی بھی عالم نے نہیں
 لکھا۔ اگر واقعہ ہوا، تو یقیناً اس واقعہ کو لکھتے۔

ساتواں شاہد

اسی باب میں بیت لحم میں مسیح علیہ السلام کی ولادت وہاں
 - مسیح، میرزا مسیح یا مسیحوں کی آمد اور روحانی مسیح علیہ السلام کے والدین کا
 اس جگہ سے مقرر ہے جہاں ہیرودیس کا بیت لحم اور اس کے حدود میں تمام لوگوں کو قتل
 کروادینا، مسیح کے والدین کا ہیرودیس کی وفات تک مصر میں تیار اور پھر واپس آگیا تھا
 کے بعد ناصرتہ میں واپس آنے کے بارے میں لکھا ہے۔ اور لوقا باب میں لکھتا ہے کہ
 یہ امدود ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کے مطابق یہ آیت ان الفاظ میں ہے: یہود نے کہا کہ اگر وہ نہ مجوسوں سے فریاد
 تو نہایت غمناک ہوا اور لوگوں کو بیچ کریت لہم اور وہاں کی ساری مردوں کے سب لڑکوں کو جو وہیں سے کاروں سے چڑھا
 تھا اس وقت کے موانع کا وہ اسے مجوسوں سے بچانے کے لئے لکھا تھا، لکھا تھا :-

سبح علیہ السلام کی ولادت بیت اللحم میں ہوئی۔ آشوریوں نے دوزخ میں کر کے نام رکھا اور پانچ سو برس بعد ہونے کے بعد، پاک ہو کر موسیٰ کی شریعت کے مطابق سب علیہ السلام کے والدین آپ کو مانتے کریرتوشلیم میں آئے اور تمہوں اور عتہ آنے روح القدس کے نام کے مطابق اس کی تعریف کی۔ بلکہ عتہ آنے تو ان سب لوگوں کو جو یرتوشلیم کے چھکارے کے منتظر تھے، سب علیہ السلام کے حال سے مطلع کیا۔ پھر مسیح علیہ السلام کے والدین شریعت کے مطابق سب کو سلام ادا کر چکنے کے بعد واپس اپنے شہر ناصرتہ چلے گئے اور وہاں سے ہر برس عید مسیح پر یرتوشلیم کو جلا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب مسیح علیہ السلام بارہ برس کے ہونے اور وہ اسی سال یرتوشلیم کو گئے، تو وہاں ہی کے وقت مسیح علیہ السلام اپنے والدین کو اطلاع دینے بغیر وہیں ٹھہر گئے۔

یہاں کہتا ہوں کہ ان دو فرقوں کے ناموں میں سے ایک سادات اہل بیت علیہم السلام و اقدابہ اس لئے کہ مٹی میں مذکور تمام امور یا تو یرتوشلیم جانے سے پہلے ہونے کیونکہ ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر وہاں جانا، اور عتہ آنے یا بعد میں وقوع پذیر ہونے پہلی ولادت تو اس لئے غلط ہے کہ صورت چالیس دن کے اندر تمام امور کا پیش آنا ناممکن ہے اور دوسری بھی کافی ذریعہ سے باطل ہے، مثلاً :-

۱۔ تو قاتی تخریر کے مطابق شریعی رسوم سے فراغت کے بعد مسیح علیہ السلام کے والدین بیت اللحم سے بجائے ناصرتہ گئے تھے۔ لہذا اگر بخوبی آتے تھا سب سے پہلے یا ناصرتہ میں نہ کہ بیت اللحم میں۔

۲۔ اگر یرتوشلیم آتا شدہ نیدوشمن تھا تو پھر روح القدس تمہوں کی زبان سے پیر و دین کے پانچ تحت یرتوشلیم سے کسی اشارت یا پھر چاکس طرح کرانا اور عتہ آنے یرتوشلیم کے پیشکارے کے منتظر تمام لوگوں کے سامنے اس کا اعلان کیونکہ کرتی۔

۱۔ عتہ آنے اور شریعت پر پیرتوشلیم سے تمام فرقوں کی آیتیں ایک جیسے تھیں (تو قاتی ۲۰۰۰)

۳۔ کوئی کتاب تحریر کے مطابق مسیح علیہ السلام کے والدین ہر سال عید مسیح پر ناقصہ سے یہوشلیم جایا کرتے تھے اس صمدت میں مگر کو جانا اور وہاں رہنا کس زمانہ میں ہوا۔

آنحضرتؐ شاہد

مسیح کا وہ خط | قرآن مجید میں شام کے وقت جو حقوق کو نصت کرنا وہاں میں طوقان
آنا اور حضرت مسیح کا اسے روک دینا، کشیلوں میں وہ خط کرنے کے
بعد بیان کرتا ہے۔

اور سنی اسی ماجرے کو پہاڑی کے وہ خط کے بعد باب میں اور کشیلوں کے وہ خط کو
اس کے بعد باب ۳۳ میں نقل کرتا ہے۔

ان دونوں خطوں میں ایک طویل زمانے کا فرق ہے، لہذا ان دونوں میں سے
ایک غلط واقع ہے۔

خواتین شاہد

مسیح سے یہودیوں کے سوالات | یہوشلیم پہنچنے کے بعد مسیح علیہ السلام سے یہودیوں کے
سوالات فرقت نے باب میں تیسرے دن اور سنی نے

باب ۲۱ میں دوسرے دن لکھا ہے۔ ان دونوں میں سے بھی ایک یقیناً غلط واقع ہے۔
آٹھویں اور نویں شاہد میں مذکور دونوں اختلافات کے پائے میں آٹھویں چوتھی جلد کے
صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ ان واقعات میں تطبیق کی کوئی صمدت نہیں۔

دسویں شاہد

ایک اندھا بچہ اور اسے | قرآن مجید میں مسیح علیہ السلام سے یہودیوں کے وقت ایک

بہ فرقت ۱۰: ۳۱ تا ۳۴ کے وہ خط نصیحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس وہ خط کا نام ہے جو بچوں اور بچوں
اپنے ایک بچیل کے کہہ سے دیا تھا اور اس میں متفقہ کو نصیحت کے پیرے میں یہ خط فرمایا تھا اور یہی خط
سے مراد وہ خط ہے جو آپ نے ایک پاڑ پر چڑھ کر دیا تھا ۱۰: ۱۷ نقل

مذہب کے بیان کو ترجیح دی ہے اور بعض نے اس تحریر کی بنیاد پر یہ استدلال کیا ہے کہ سہلی انجیل لکھنے والا سچی عواری ہی نہیں تھا۔ اگر وہ عواری ہوتا تو ایسا مجمل بیان نہ لکھتا۔

پولس، شل تیشراوند اولتاش کہتے ہیں کہ وہ لڑکی مری نہیں تھی بلکہ اس پر نیونک مانڈیشی طاری ہو گئی تھی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ وہ مری نہیں بلکہ سوتی ہے۔ اس طرح ان لوگوں کے نزدیک یہاں پر کوئی سچی معجزہ بھی ظہور میں نہیں آیا۔ تینڈر تو یقینی طور پر اس لڑکی کی موت کا اعتقاد نہیں رکھتا، بلکہ اس کا گمان غالب یہ ہے کہ وہ صرف مردہ دکھائی دیتی تھی حقیقت میں زندہ تھی۔

بارہ ہزاراں شاہد

شمعون، اندریاس، یوحنا اور یوڈا کی سیخ سے لفظات

کہ جناب سیخ نے شمعون اور اندریاس کو گھیل کے کنارے جا لٹکائے دیکھا۔ ان سے کہا میرا پیچھے چلے آؤ میں تم کو آدم گیر بناؤں گا۔ وہ لڑکی اندر جا لٹکی اور اس کے پیچھے ہو جائے اور وہاں سے آگے بڑھ کر یوحنا اور یوڈا کو گشتی پر دیکھا اور ان کو بلا یا اور وہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے۔

اور یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے روز اندریاس اور اس کا دوست جسے مفسرین یوحنا فرادو دیتے ہیں اُس سے دریا نے یوڈا کے قریب علیہ پھر دوسرے روز اندریاس کے کہنے پر اس کا بھائی شمعون پطرس آکر ملا۔ اُس کے دوسرے روز سیخ کے گھیل کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور سڑے میں غلبہ میں اور تین آہل علم کے ان بیانات میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ مثلاً :-

۱۔ قی ۲۴: ۶ کہ شمعون تاسیخ سمیت میں پطرس نے نام سے شمر ہے (متی ۱۷: ۲)۔ ۱۸: ۱۸

۲۔ قی ۲۳: ۱۔ ۲۳: ۱۶۔ ۲۳: ۱۷۔ ۲۳: ۱۸۔ ۲۳: ۱۹۔ ۲۳: ۲۰۔ ۲۳: ۲۱۔ ۲۳: ۲۲۔ ۲۳: ۲۳۔ ۲۳: ۲۴۔ ۲۳: ۲۵۔ ۲۳: ۲۶۔ ۲۳: ۲۷۔ ۲۳: ۲۸۔ ۲۳: ۲۹۔ ۲۳: ۳۰۔ ۲۳: ۳۱۔ ۲۳: ۳۲۔ ۲۳: ۳۳۔ ۲۳: ۳۴۔ ۲۳: ۳۵۔ ۲۳: ۳۶۔ ۲۳: ۳۷۔ ۲۳: ۳۸۔ ۲۳: ۳۹۔ ۲۳: ۴۰۔ ۲۳: ۴۱۔ ۲۳: ۴۲۔ ۲۳: ۴۳۔ ۲۳: ۴۴۔ ۲۳: ۴۵۔ ۲۳: ۴۶۔ ۲۳: ۴۷۔ ۲۳: ۴۸۔ ۲۳: ۴۹۔ ۲۳: ۵۰۔ ۲۳: ۵۱۔ ۲۳: ۵۲۔ ۲۳: ۵۳۔ ۲۳: ۵۴۔ ۲۳: ۵۵۔ ۲۳: ۵۶۔ ۲۳: ۵۷۔ ۲۳: ۵۸۔ ۲۳: ۵۹۔ ۲۳: ۶۰۔ ۲۳: ۶۱۔ ۲۳: ۶۲۔ ۲۳: ۶۳۔ ۲۳: ۶۴۔ ۲۳: ۶۵۔ ۲۳: ۶۶۔ ۲۳: ۶۷۔ ۲۳: ۶۸۔ ۲۳: ۶۹۔ ۲۳: ۷۰۔ ۲۳: ۷۱۔ ۲۳: ۷۲۔ ۲۳: ۷۳۔ ۲۳: ۷۴۔ ۲۳: ۷۵۔ ۲۳: ۷۶۔ ۲۳: ۷۷۔ ۲۳: ۷۸۔ ۲۳: ۷۹۔ ۲۳: ۸۰۔ ۲۳: ۸۱۔ ۲۳: ۸۲۔ ۲۳: ۸۳۔ ۲۳: ۸۴۔ ۲۳: ۸۵۔ ۲۳: ۸۶۔ ۲۳: ۸۷۔ ۲۳: ۸۸۔ ۲۳: ۸۹۔ ۲۳: ۹۰۔ ۲۳: ۹۱۔ ۲۳: ۹۲۔ ۲۳: ۹۳۔ ۲۳: ۹۴۔ ۲۳: ۹۵۔ ۲۳: ۹۶۔ ۲۳: ۹۷۔ ۲۳: ۹۸۔ ۲۳: ۹۹۔ ۲۳: ۱۰۰۔

۱۔ پہلے دونوں انجیلوں کے مطابق شمعون، اندریاس، یعقوب اور یوحنا جمیل گلیل کے کنارے ملے تھے اور یوحنا کے بیان کے مطابق دریائے یرون کے کنارے پر۔

۲۔ اوّلیٰ دونوں کے بیان کے مطابق اندریاس اور شمعون کو جال ڈالتے دیکھ کر جمیل گلیل کے کنارے سے ساتھ لیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اسی کنارے سے یوحنا اور یعقوب کو ساتھ لیا۔ اور یوحنا کے بیان کے مطابق پہلے اندریاس اور یوحنا یرون کے کنارے ملے۔ پھر دوسرے روز اندریاس کے گھنے پر پطرس ملا۔ اس واقعہ کے بعد دوسرے روز جب گلیل کی طرف چلے تو راستہ میں فلپس اور متین آیل ملے۔ اس میں یعقوب کا ذکر ہی موجود نہیں۔

۳۔ اوّل دونوں کے بیان کے مطابق یہ لوگ پھلیاں پکڑنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اور یوحنا کے مطابق پھلیاں پکڑنے کے جال کا کوئی ذکر ہی نہیں بلکہ یہ ہے کہ اندریاس اور یوحنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پطرس اندریاس سے مسیح علیہ السلام کی تعریف سن کر آئے تھے۔

اور لوقا باب سے معلوم ہوتا ہے کہ شمعون یوحنا اور یعقوب ایک ہی جگہ پر ملے تھے، اور اندریاس کے نام کی اس میں تصریح موجود نہیں ہے۔

تیسرا ہواں شاہد

متی باب ۱۰، مرقس باب ۳ اور لوقا باب ۶ میں بارہ حواریوں کے نام

بارہ ہواں حواری

لکھے ہیں۔ درج ذیل گیارہ نام متفقہ ہیں۔

شمعون پطرس، اندریاس، یعقوب، یوحنا، فلپس، برتھولائی، توما، متی،

مطقی، کا یثا، یعقوب، شمعون، قنانی، یوحنا، اسکریوتی۔

مگر بارہویں حواری میں لوقا نے اختلاف کیا ہے۔ متی لکھتا ہے کہ وہاں ہی تھا جس کا لقب تدمی ہے اور مرقس تدمی لکھتا ہے، مگر لوقا لکھتا ہے کہ وہ یعقوب

۱۔ لوقا ۵: ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵،

گھڑاؤں کے شاگردوں میں سے ایک شخص ہیوداہ اسکو یونی جہاں سے پکڑوانے کو تھا
 کہنے لگا یہ حضرتین سورینا کو کیوں نہ دیا گیا؟ اُس نے یہ
 اس لئے نہ کہا کہ اُس کو خربہوں کی فکر تھی بلکہ اس لئے کہ چودھا اور چونکہ اُس
 کے پاس اُن کا پتیلی رہتی تھی، اُس میں جو کچھ پڑتا وہ نکال لیتا تھا، پس
 یسوع نے کہا کہ اُسے یہ حضرتین سے دُشمن کے لئے رکھے دے، کیونکہ غریب غریباً
 تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہوں گا۔

اب دیکھئے کہ لوقا کا بیان دوسری تینوں انجیلوں سے کئی ڈیڑھ سے مختلف ہے۔

لوقا کا دوسری انجیلوں سے پہلا اختلاف

لوقا کے بیان کے مطابق یہ واقعہ مجیل سے دو ماہی سے قبل پیش آیا اور باقی تین
 انجیل کے بیان کے مطابق یہ وقتِ ظہیم کے نواح میں اُس ہفتہ میں پیش آیا جس میں آپ
 کو مصلوب کیا گیا تھا۔

لوقا کے بیان کے مطابق وہ عورت فاحشہ اور جڑی بوٹی تھی، مگر تھی اور
 دوسرا اختلاف اسی وقت کے بیان کے مطابق وہ ایک نیک عورت تھی اور یوحنا کے مطابق
 وہ تعزیر کی بہن فاطمہ تھی جس پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بڑی عنایت تھی۔

لے قدیم اندر ترجمہ ان آیات کو یوں لائے ہیں ”پھر یسوع میں ہیبت عیناً تھا جہاں العازر تھا لے
 اوسے مردوں میں سے اور تھا یاقا جس سے چھ ہفتہ آگے آیا وہاں انہوں نے اوس کے بچے کا تیار کیا
 اور تاحوت کرتی تھی اور ایک اون میں سے جو اوس کے ساتھ کھانے بیٹھے تھے العازر تھا ترجمہ لے لڑکین
 کا آدھ ہر خالص اور تھی حضرت کے پاؤں پر بٹلا اور اپنے ہاتھوں سے اوس کے پاؤں پر بٹھے اور حضرت
 کی بوسے بھر گیا کتاب ہیوداہ سخریوں نے جو محوں کا بیٹا اور ایک اوس کے شاگردوں میں سے اور اسے پکڑایا
 چاہتا تھا کہ یہ حضرتین سورینا کو کیوں نہ دینا گیا اور تمہا تریں کو نہ دیا گیا، تب یسوع نے کہا کہ اوسے چھوڑ
 دے کہ اوس نے یہ میرے مدد دُشمن کے لئے لکھا تھا کیونکہ تمہا ہی ہمیشہ تمہارے ساتھ ہونگے یہ ہمیشہ تمہا رہا تھی“

تیسرا اختلاف اوتھا کے مطابق لوگوں کا اعتراض اس عورت کے فاحشہ ہونے کے سبب سے تھا، مگر باقی تینوں کے بیان کے مطابق امران اور تصنیع مال کی بنا پر تھا۔

چوتھا اختلاف اوتھا کے بیان کے مطابق حضرت علیؑ علیہ السلام نے اس عورت کی محبت کا انداز باقی تینوں کے مطابق اپنے ہمیشہ زور ہونے اور غریبوں کے ہمیشہ رہنے کا عذر بیان کیا ہے۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر ان دونوں بیانات میں واضح اختلاف تھا، اس میں جو علماء نے یوں تطبیق دی ہے کہ یہ واقعہ دوسرے پیش آیا ہوگا۔ ان میں سے ایک کو اوتھا نے اور دوسرے کو باقی تینوں نے قلباً کیا ہے۔

مگر یہ تو میرا اس بنا پر ہے کہ اوتھا نے اس میں بھی افسوس میں آتا ہے۔ اختلاف سے بھی زیادہ وجوہ سے اختلاف موجود ہے اور وہ پانچ وجوہ ہیں۔

اختلاف کی پہلی وجہ اوتھا اور مرتضیٰ کے بیان کے مطابق یہ واقعہ عید فطر کے دو دن بعد پیش آیا اور یوتھا کے مطابق عید فطر سے چھ دن پہلے وقوع پذیر ہوا۔

دوسری وجہ اوتھا اور مرتضیٰ کے بیان کے مطابق وہ شخصوں کا گھر اور یوتھا کے مطابق یہ گھر کا گھر تھا۔

تیسری وجہ اوتھا اور مرتضیٰ کے بیان کے مطابق اس عورت نے عطر سر پر ڈالا اور یوتھا کے مطابق پاؤں پر لٹا اور پھر اپنے بالوں سے پونچھا۔

چوتھی وجہ اوتھا اور مرتضیٰ کا افسار اور اعتراض کرنے والوں کو عید کے شاگرد بنانا ہے اور مرتضیٰ عام لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ مگر یوتھا صرف بیواہ اسکرینوں بتاتا ہے۔

پانچویں وجہ | مرسس اس عطر کی قیمت تین سو سے زائد بیان کرتا ہے اور یہ حضرت
تین سو کتا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر اہل حق کو بخیر و ائین واقعات پر محمول کرنا بیجا ہے۔
مگر یہ دونوں توجیہ میں اپنی بات کو زبردستی منوانے کے مترادف ہے۔ بظاہر یہ واقعہ
ایک جگہ ہے اس لئے کہ یہ ایک امر بعید ہے کہ ہر بار دعوت اور کھانے کے وقت ہی
عطر ملا جائے اور نینے والی بھی عورت ہی جو اور ہر مرتبہ دیکھنے والے اس عورت کے عمل
پر اعتراض کریں اور حضرت عائشہؓ اس کا مذاق فرمائیں، تعجب ہے کہ جب ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ
اس عورت کے اس فعل کو خدمت قرار دے چکے تھے تو پھر بھی اس کے شاگرد اور حواری
اس پر اعتراض کرتے رہے۔

حقیقت یہی ہے کہ واقعہ ایک ہے اور بیابانوں کا اختلاف ان کی عادت کے
مطابق ہے اور ان کی یہ عادت ابتداء سے اختتام تک ایک ہی طرح ہے۔

سولہواں شاہد

نزول مسیح اور قیامت کے بارے میں پشین گوئیاں | متقی باب ۲۴۴ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء
میں یوں ہے۔

آیت ۴۱۳ = اور جب وہ زمین کے پھاڑ پر بیٹھا تھا، اس کے شاگردوں نے اٹھائیں کے
پس ابھر کر اٹھو تیار باتیں کہ ہوں گی؟ اور تیرے آنے اور نیکے آخر ہوئیگا
نشان کیا ہوگا؟ پھر نے جواب میں ان سے کہا۔۔۔ الخ

لہذا علامہ عیسیٰ کے اصل نسخے میں متقی کی آیات کا حوالہ ۲۴۴ اور ۲۴۵ کے اردو ترجمہ سے دو
جگہ دیا ہے، ہم نے ان دونوں کے بجائے جدید ترجمہ کو اختیار کیا ہے کیونکہ ان قدیم و جدید
ترجموں میں ملکہ یہ آیات میں تقریباً مماثلت ہے، البتہ جہاں کچھ فرق ہوا حاشیہ میں اس کی
وضاحت کر دی جائے گی۔ ۲۴۴

آیت ۱۸۰۱۵ (۱۶۰۱۵) :-

”پس جب تم اس ماٹھے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانی آل نبوی کی معرفت ہوا
مقدس مقام میں کھڑا ہو دیکھو اور اسے والا بھلے (تو جو یہودی میں ہوں) وہ
پاڑوں پر مہانگ جاتیں اور جو کھٹے پر ہوں وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نہ اترے
اور جو کھیت میں ہوں وہ اپنا کھیر لینے کو نہ اترے“

آیت ۲۱ :-

”کیونکہ تمہاری وقت ایسی مصیبت ہو گی کہ دنیا کے شروع مذاہب تک ہوتی
نہ کبھی ہو گی“

آیت ۳۱۰۳۰ (۳۲۰۳۰) :-

”اور فرزندوں کی مصیبت کے بعد شروع مذاہب ہو جائے گا اور چاند اپنی
لٹائی بندھے گا اور ستارے آسمان سے گر پڑیں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی
جائیں گی اور اس وقت اپنا آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت
زمین کی مادی قوتیں چھاتی پھٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی تقدیر اور جلال کے
ساتھ آسمان کے بلوں پر آستے دکھیں گی اور وہ زمین کے بڑی آواز کے ساتھ
اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے
اس کنارے سے اس کنارے تک جمع کریں گے“

آیت ۳۶۰۳۵ (۳۷۰۳۵) :-

”یہ قوتیں کی قدرت قدیم حال میں کو جو نہیں ہے۔ ۱۱۳

”یہ قدیم قوتیں قوتیں ہیں جن میں گئی ہے و منوم دونوں کا ایک ہی ہے۔ ۱۱۴

”یہ انجیل میں حضرت یسوع نے اپنے آپ کو اکثر ابن آدم کے نام سے بلایا ہے، یہاں بھی خود ہی مراد ہیں۔ ۱۱۵

”یہ قدیم تر ہیں، مگر ہنسنے“ ذکر ہے، مقصود ایک ہی ہے۔ ۱۱۶

”میں تم سے پکا کٹنا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہوئیں یہ نسل ہرگز
تھام نہ ہوگی“ ۱۷

آیت ۳۷ یوں ہے :-

”لیکن اس دن پائس گٹری کی بابت کوئی نہیں جانتا، نہ آسمان کے فرشتے نہ
پیشاگر باپ“ ۱۸

فادھی ترجمہ ۱۸۴۲ء آیت ۳۰ اس طرح ہے :-

”بلکہ سچی کہیں بیگویم کہ اتنا ہی ایسا چیز واقعہ ذکر دو و ایں طبقہ منظر
نظر اہر گشت“ ۱۹

لوقا باب ۲۱ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں آیت ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۴
اس طرح ہیں :-

۲۰- ”پھر جب تم رومی کو فوجوں سے گھرا ہوا دیکھو تو جان لینا کہ اس کا اہل جانا نہ
ہے، اس وقت جو موجود ہیں ہوں، پھاڑی نہ پہنک جائیں گے، کیونکہ یہ انتقام کے
دن ہوں گے جن میں سب باتیں جو گھس ہیں پھری ہو جائیں گی“ ۲۰

۲۱- ”اور صدمہ اور چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہوں گے اور زمین پر قوموں کو
تکلیف ہوگی کیونکہ وہ سمندر اور اس کی لہروں کے شہر سے گھرا جائیں گے“ ۲۱

۱۷- قدیم حوالہ میں ۱۸۴۲ء کے ترجمہ میں یہ سب باتیں ۱۷ یوں ہے اس نزلہ کے لوگ سب تکلیف سے کچھ
واقعہ نہ ہونے کی وجہ سے گمانہ جانی گئے، مفہوم میں کچھ تغیر نہیں، ۱۷- ”۱۷- ”مذہبوں پر آدموں کو تکلیف پہنک جائے گی“
قدیم حوالہ میں یوں ہے، ”اور زمین پر اقوام گھبراہٹ میں گرفتار ہوں گی اور وہ اس کا اور وجود کا شہر ہو گا“
ایک ہی آیت کے دو ترجموں کے مفہوم میں فرق ہے، قدیم ترجمہ سے اقوام کی گھبراہٹ کا سبب ملامت نہیں ہوتا نیز
دریا اور مورتوں کے شور کو مستقل نشانی کے طور پر ذکر کیا ہے، قطع نظر اس کے کہ کسی کو گھبراہٹ ہو یا نہ ہو،
اس کے برعکس یہ ترجمہ بھی اس شہر کو گھبراہٹ کا سبب قرار دے دیا گیا ہے، غور طلب ہے؟

آیت ۲۶ :- اُس وقت لوگ ابن آدم کو قدرت اور بڑے جلال کے ساتھ بادل میں
آتے ہوئے دیکھیں گے :-

آیت ۱۳۲ :- "تمہارے بچے کو تمہوں کو جب تک یہ سب باتیں نہ ہوئیں یہ نسل ہرگز
تمام نہ ہوگی :-"

ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواربوی نے ہیکل کی تباہی، نزولِ میثاق اور
قیامت کی علامات کے بارے میں سوال کیا تھا چنانچہ جواب میں جناب میثاق نے :-
● یہ ظہر کی تباہی کی خاص نشانی یہ قرآنی کہہ والی آیت کا خیر کے مطابق یہ وقتیم کو
فوجیں مقرر ہیں اور فرمایا کہ یہ دیکھ کر تم پر اٹوں پر بھاگ جانا کیونکہ ان دنوں میں ایسی
معیبت ہوگی کہ تحقیق عالم سے اب تک کسی نہیں ہوئی اور وہ دن انتقام لینے
کے ہوں گے ۔

● اپنے نزول اور قیامت کے بارے میں فرمایا کہ اُس معیبت کے فوراً بعد یہ دنوں
اور بھی وقوع پذیر ہو جائیں گے اور اُس نسل اور طبقہ کے لوگ ان سب چیزوں کو دیکھ
لیں گے اور جب تک یہ سب باتیں نہ ہوئیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی لیکن اُس دن کی
بابت اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں جانتا نہ تمہارا فرشتے ۔

ان عبارتوں پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مثنیٰ کی عبارت میں آیت
۲۸ تک ہیکل کی تباہی اور آیت ۲۶ سے آخر تک قیامت اور اپنے نزول کا حال
بیان ہوا ہے۔ پورس اور امثوا آرد وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اسی طرح مرقس
آیت ۲۴ سے ۲۶ اور لوقا آیت ۲۵ سے آخر تک کی عبارتوں میں قیامت کا حال اور
جناب میثاق کے نزول کا بیان ہوا ہے ۔

اس وحدت میں مثنیٰ آیت ۲۴، مرقس آیت ۳۰ اور لوقا آیت ۲۴ کے مطابق
تینوں امور کا وقوع اُس نسل کے لوگوں کی زندگی میں ہی ہو جاتا ہے کہ یہ کاپی قول

کرا آسمان اور زمین ٹل جائیں گے مگر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی یہ سچا ثابت ہو جاتا۔
حالانکہ تقریباً اٹھارہ سو برس گزر چکے مگر صحت یر و شلیم کی بربادی کے علاوہ اور کچھ بھی
ظہور پذیر نہیں ہوا۔

باقی عیسائی علماء نے اس بارے میں کینچا تالی کر کے جو باتیں کہی ہیں وہ ۵ تا قابل
الصفات ہیں اور انصاف کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہیں، اس لئے کہ متی آیت ۲۶
اور مرقس آیت ۲۳ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یر و شلیم کی بربادی کے بعد انہی دونوں
میں فدا یہ دونوں امور بھی وقوع پذیر ہو جائیں گے اور متی آیت ۲۴ اور مرقس آیت
۳۰ کے مطابق اُس نسل کے لوگ ان تینوں امور کا وقوع میں آنا دیکھ لیں۔ اسی طرح
یسع کے اُس وقت کے لوگوں کی زندگی میں ہی نزول کے وعدے یسع کے دوسرے
اقوال میں بھی موجود ہیں۔

اپنے نزول کے بارے میں یسع کی مزید پیشین گوئیاں | متی باب ۱۶
آیت ۲۸ء

اردو ترجمہ ۱۹۵۱ء میں ہے :-

لے تقریباً اٹھارہ سو برس تو اُس وقت ہو چکے تھے جب اہماد عیسوی کی تاریخ تھی جسے اب
تو تقریباً ہند ہند سال ہو چکے ہیں، مگر یہ تو بے سمجھی صادق نہ آسکا۔ دراصل یسع علیہ السلام
جسے شاگردوں کا یہ الہام دو بارہ پرچہ کے ایک نمونہ بھی مرزا غلام احمد کی زبان کی پیشین گوئی
کی طرح کہے جو شائع ہو کر دی گئیں، مگر آج تک پوری نہ ہو سکیں۔ سچے نبی کی زبان
سے نکلے ہوئے لفظ یقیناً پورے ہو کر رہتے ہیں، مگر جب نبوت کا دعویٰ جوٹا
ہو یا سچے نبی کی طرف جھوٹی بات اپنی طرف سے منسوب کر دی جائے تو اس کے پورا ہونے

دیکھو نوح کو ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ کئے گئے۔ اُس وقت ہر ایک کو اُس کے کاموں کے مطابق بدلہ دے گا۔ میں تم سے پچا کرتا ہوں کہ جہاں کھڑے ہیں اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اُس کی بادشاہی میں آگے نہ دیکھ لیں گے موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔

فارسی ترجمہ ۱۲۸ میں آیت ۲۸ ہے :-

وہ ذی کبریا کی تعظیم کر ایتا مکان اچھا گمانے می باشد کہ تا فرزند انسان را در حالتی کہ صکوت خودی آید مشاہدہ ننماید و افسردہ مرگ را نخواہند چشید ۔

اس جگہ صاف اقرار کیا گیا ہے کہ وہاں کھڑے ہونے بعض لوگوں کی زندگی میں ہی نزول ہو جائے گا۔ سنی باب ۱۰ آیت ۲۳ اور ترجمہ ۱۲۸ میں ہے :-

..... میں تم سے پچا کرتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ چور چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا۔

اس مقام پر نزول کا وعدہ ۱۶ آریوں کی زندگی میں ہی معلوم ہوتا ہے۔ عربوں کے اقوال سے بھی صاف طور پر یہی سمجھ میں آتا ہے اور ان کو امید بھی یہی تھی کہ نزول آج

لے یہ بقول ابن خلدون حضرت مسیح کا قول ہے اس سے آغوش میں تشریف لائے گا۔

۱۲۸ اور ترجمہ ۱۲۸ میں یہ آیات اس طرح ہیں کہ ابن آدم اپنے باپ کے شکوے سے اپنے فرشتوں کے ساتھ آوے گا اور ہر ایک کو اوس کے عمل کی جزا دے گا، میں تم سے پچا کرتا ہوں کہ اُن میں سے جہاں کھڑے ہیں، ایسے ہیں جو موت کا مزہ جب تک کہ ابن آدم کو اپنی بادشاہت میں آتا نہ دیکھ لیں چکھیں گے۔ ۱۲۸ نسیم -

۱۲۸ اور ترجمہ ۱۲۸ میں یہ آیت اس طرح ہے "میں تم سے پچا کرتا ہوں کہ اسرائیل کی بستیوں میں دو ہفتہ نہ چھو گے جب تک کہ ابن آدم نہ آئے۔" ۱۲۸ نسیم ۔

جلد ہی ہو گا اور یہ کہ ہم آخری زمانہ میں ہیں۔

نزولِ مسیح کے بارہ میں حواریوں کے اقوال

ذیل میں نزولِ مسیح کے بارہ میں حواریوں کے اقوال مسج کئے جاتے ہیں :-

● یعقوب کا عام خطِ باب ۵ آیت ۸ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”تم بھی صبر کرو اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھو کیونکہ خداوند کی آمد قریب ہے“

● بطرس کا پہلا عام خطِ باب ۱ آیت ۱۰ میں ہے :-

”سب چیزوں کا خاتمہ جلد ہونے والا ہے۔ پس ہوشیار رہو

اور دعا کرنے کے لئے تیار رہو“

● ایتھنسنیکیوں کے نام خطِ باب ۴ آیت ۱۵ مسطورہ کے اردو ترجمہ

میں ہے :-

”چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق تھے اور ہم جو زندہ ہیں اور خداوند

کے لئے ایک باقی رہیں گے سوائے ہرگز نہ ہونے کے“

● فیلیوں کے نام خطِ باب ۴ آیت ۵ میں ہے :-

”تمہاری ذمہ مزاجی سب آدمیوں پر ظاہر ہو، خداوند قریب ہے“

● یوحنا عارف کا مکاشفہ باب ۱ آیت ۱۱ میں ہے :-

”لے احمد عیسیٰ کے اہل طبع میں ان اقوال کے لئے اردو تراجم ملاحظہ فرمائیے کہ حوالہ ہے ہم نے

جدید ترجمے کو اختیار کیا ہے اور ان میں کبھی قدیم و جدید تراجم میں قابل ذکر فرق ہو گا، حاشیے میں

اس کی نشاندہی کر سکتے ہائیں گے۔ ۱۲ فییم

۱۱۔ قدیم حوالہ میں تیار کے بجائے ”جاگتے رہو“ کے الفاظ ہیں۔ ۱۲۔ فییم

۱۳۔ قدیم حوالہ میں لفظ ”کلام“ کی جگہ ”حکم“ کا لفظ ہے جس میں یقینیت زیادہ ہے۔ ۱۴۔

۱۵۔ قدیم حوالہ میں ”ذمہ مزاجی“ کی جگہ ”میان روی“ کا لفظ ہے۔ ۱۶۔ فییم

۱۰۔ یہ جو بیابان کا مکاشفہ جو اسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا اگر اپنے بندوں

کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد ہر زمانہ ضرور ہے الخ

۱۱۔ اس نبوت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اس کے سنتے والے اور جو کچھ اس

میں لکھا ہے اس پر عمل کرنے والے جبارک ہیں، کیونکہ وقت نزدیک ہے۔

۱۲۔ مکاشفہ باب ۳ آیت ۱۱ میں ہے :-

”میں جلد آنے والا ہوں الخ“

۱۳۔ مکاشفہ باب ۲۲ آیت ۱۰۷ اور ۳۰ میں ہے :-

”اور دیکھ میں جلد آنے والا ہوں الخ“

پھر اس نے محمد سے کہا میں کتاب کی نبوت کی باتوں کو پڑھتا ہوں یہ نہ کہ

کیونکہ وقت نزدیک ہے۔

۱۴۔ جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے وہ یہ کہنا ہے کہ یہ کتبہ تک نہیں جلد آنے

والا ہوں الخ

۱۵۔ اگر فقہیوں کے نام خط باب ۱۰ آیت ۱۱ میں ہے :-

”یہ باتیں ان پر عبرت کے لئے واقع ہوئیں اور ہم آخری زمانہ والوں کے

نصیحت کے واسطے لکھی گئیں۔“

۱۶۔ یوحنا کا پہلا عام خط باب ۲ آیت ۱۸ میں ہے :-

”اسے لڑکوں، یہ اخیر وقت ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مخالفت سے آنے والا

ہے، اس کے موافق اب بھی بہت سے مخالفت سے پیدا ہو گئے ہیں، اس سے ہم

جلتے ہیں کہ یہ اخیر وقت ہے۔“

۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔

ان مذکورہ بالا اقوال کی ہمارے مدعا پر دلالت پیارہ کرنے کی محتاج نہیں۔ جتنی نے اپنی کتاب میں یہ تسلیم کیا ہے کہ حواری حضرت غلطی سے یہ عقیدہ رکھتے تھے اس کتاب کی عبارت کی کنجیں جو تھی فصل کے آخر میں بیان کی جائے گی۔

صاحب حل الاشکال کی توجیہ | حل الاشکال کے مؤلف نے استفادہ کے جواب میں لکھا ہے :-

”اس باب میں جیسا کہ مذکور ہوا ہے یروشلم کی ویرانی اور قیامت کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ لہذا بعض اوقات سے قیامت کی طرف اور بعض سے یروشلم کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ مسیح کا سلطنت ہونا اور شاہوں کا آسلاں سے گرجان کے الفاظ قیامت کے ساتھ آئے ہیں گروہ کا ختم نہ ہونا یا یہ نسل یا اس وقت کے لوگ قیامت ہوں گے کے الفاظ کا یہ یروشلم کی ویرانی کے ساتھ تعلق ہے۔ یعنی معنون ہوں ہوں گا کہ اس سے پہلے کہ مسیح کے نہ آنے کے وقت تمام ہوجائیں یروشلم ویران ویرباد ہوجائے گا اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ قدیم سے مسیح کی بات درست ثابت ہوتی اور مولیٰ صاحب (یعنی

صاحب استفادہ) کا بیان غلط ٹھہرا ہے

ہم کہتے ہیں کہ یہاں یہ تسلیم ہے کہ مسیح کی آیت ۳ کے مطابق شاگردوں کا سوال یروشلم کی بربادی اور قیامت دونوں کی علامات کے بارے میں تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام میں اس سوال کے جواب میں ان دونوں امور کا بیان ہے۔ مگر اس کلام کی تقسیم اسی طرح ہے جیسا کہ پوئس اور اسٹیوارڈ وغیروں نے مسیحی علماء سے نقل کی ہے کہ آیت ۲۸ تک یروشلم کی بربادی کا اند ۲۹ سے آخر تک قیامت اور نزول مسیح کا بیان ہے، اس سے مختلف مفہوم پر محمول کنجی کی عبارت کے بالکل خلاف ہے۔

خلاصہ بحث | مذکورہ بالا اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس خبر کے جنوٹا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا۔ اس سے ہمارا یہ عقیدہ بڑھنا چاہیے کہ یہ مسیح کا قول تھا اور جنوٹا ہو گیا، بلکہ ہم ایسی جنوٹی روایتوں کو الحاقی سمجھتے ہیں اور انجیل میں کوئی بھی تحریر ہونے کا سہہ ہی اسے انکار کرتے ہیں۔ یہ تو مسیحی تحریر کا ترجمہ ہے اور غالباً اہل کتاب مترجموں کی عادت کے مطابق مترجم نے یا کسی دوسرے نے اس کے بعد اس جنوٹی عبارت کو لکھ دیا ہے۔ "جل الاشکال" کے مؤلف نے سابقہ توجیہ کے علاوہ بعض مقامات سے ایک اور توجیہ بھی نقل کی ہے، مگر جب وہ توجیہ جوہر سے نقل کی گئی ہے تو نزدیک ناقابل التفات ہے تو ہم اس کی طرف کیوں التفات کریں۔ نیز مسیحی بات کی آیت ۲۸:۲۶ اور باب ۱ کی آیت ۲۴ میں یہ تاویل چل بھی نہیں سکتی۔

مستزحواں شاہد

مسیح کے زندہ ہونے کی پیشین گوئی | حقیقی باب ۱۲ آیت ۳۹، ۴۰ اور دو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

میں نے جو بے کراں سے کہا اس زمانے کے جسے اور زمانہ لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونانہ گلی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا، کیونکہ جیسے یونانہ تین رات دن بھیل کے پیش میں رہا ویسے یکا اور آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا ۱۱

اور یہ جملہ کر ویسے ہی ابن آدم الخ ۱۱ دو سو سے ترجموں میں اس طرح ہے ۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں ہے :- "اسی طرح ابن آدم بھی تین رات دن زمین کے اندر رہے گا ۱۱"

۱۱ آفری جوہر ۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں بھی اسی طرح ہے جس کا اہل کتاب میں مطالعہ کیا ہے۔ ۱۰- ۱۱
۱۱ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء میں یہاں "بدا اور حرام کار" کے الفاظ ہیں ۱۱ ۱۲- ۱۳
۱۱ یعنی حضرت یونس علیہ السلام - ۱۲- ۱۳

۱۸۳۲ء کے قاتل کا ترجمہ میں ہے :-

مذکر زندان میں غیر سہ شاعر و درگم زمین خواہ ماند :-

۱۸۳۱ء کے عربی ترجمہ میں ہے :-

گلگت: یکون ابن الانسان في قلب الامم من ثلثة ايام و

ثلاثه يمانی -

اور متنی باب ۱۶ آیت ۴ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

”اس زمانہ کے بُرے اور نہ ناکھار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونانہ کے

نشان کے سرا کوئی اور نشان اُن کو نہ دیا جائے گا۔“

اور متنی باب ۲۰ آیت ۱۸ و ۱۹ اس طرح ہے :-

”و دیکھو ہم یہوشیم کو جاتے ہیں اور ابن آدم صہولہ کا منوں اور قیسوں کے

حملے کیا جائے گا اور وہ اس کے قتل کا حکم دیں گے اور اُسے غیر قسوں

کے حوالہ کریں گے تاکہ وہ اُسے ششوں میں اڑائیں اور کورسے ماریں اور صلیب

پر چڑھائیں اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔“

۱۸ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۲ء کے مطابق یہاں ”بہرے اور نہ ناکارہ کے بجائے“ اور

”قلم کار“ کے الفاظ ہیں - ۱۲ فہم

۱۳۔ ہوا کا وہ High Priest جنی اسرائیل کے بیان ایک مذہبی عہدہ ہوتا تھا اور تعاقب میں ہے کہ

یہ عہدہ سب سے پہلے حضرت یوحنا کے حضرت ہاروت کو سونپا تھا، اس کا خاص شمار اور پاس ہوتا ہے اور

کچھ مخصوص نرائض تفصیل کے لیے دیکھیے ترجمہ ۱۲۹۶۲۸ اور اہم باب ۱۷۱۸ - نقلی

۱۴۔ ”تیسرے دن زندہ کیا جائے گا“ کے الفاظ قدیم حوالہ میں اس طرح ہیں ”و تیسرے دن پھر جی

اٹھے گا“ قدیم حوالہ میں یہ تاثر ملتا ہے کہ خود بخود زندہ ہو جائے گا جو کہ سبھی عقیدہ ”انوبیت مسیح“

کا مقتضا ہے، مگر یہ ترجمہ میں یہ تاثر مفقود ہے - ۱۲

مترجم باب کی آیت ۳۳ و ۳۴ بھی متقی کے مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہی ہے۔
متقی باب ۲ آیت ۶۲، ۶۳ یوں ہے :-

”دوسرے دن جو تیار کی کے بعد کا دن تھا سردار کا ہنوں اور فریسیوں نے
چیلہ قس کے پاس میں ہو کر کہا۔ خداوند! ہم یاد ہے کہ اس دھوکے باندھنے جیتے
ہی کیا تھا میں تین دن کے بعد جی اٹھوں گا“

ان خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے سب حواریوں، اپنے سریدوں
اور کا ہنوں، فریسیوں اور صدوقیوں کے سامنے کہا تھا کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا اور
تین دنوں زمین کے اندر رہوں گا۔ پھر ریشم جاتے ہیں بارہ حواریوں کو بھی اس
بات کو خبر دی تھی اور یہ بات اتنی شہرت پائی تھی کہ یہودیوں کو بھی یقین تھا کہ عیسیٰ نے
یہ فرمایا ہے۔ تب ہی تو انہوں نے چیلہ قس سے کہا کہ تھا۔
یہ بات دو وجوہ کی بنا پر غلط معلوم ہوتی ہے :-

۱۔ جناب مسیح تین دن تین رات کے بجائے صرف ایک دن اور دو رات زمین کے اندر
رہے تھے۔ چنانچہ یونیس اور شولز جیسے بعض مسیحی علماء نے اس جگہ انصاف کے
تعماموں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ مسیح علیہ السلام کا قول نہیں بلکہ
متقی نے اپنے اذازے سے یہ تفسیر مسیح کے قول کے ساتھ غلط ملط کر دی ہے۔ حقیقت
مسیح علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ جیسے نینوا والے یونس علیہ السلام کی ذرا ت اور
آپ کی تعلیمات پر بغیر معجزہ طلب کئے ایمان لے آئے تھے اسی طرح اس زمانہ کے لوگ

۲۔ توہم اور ترجمہ ان آیات کو ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں ”دوسرے دو دن جو تیار کی
کے دن کے بعد سردار کا ہنوں اور فریسیوں نے پلاٹ پاس میں ہو کر کہا کہ اسے خداوند! ہم
یاد ہے کہ وہ دعا باز اپنے جیتے ہی کیا تھا کہ میں تین دن بعد جی اٹھوں گا“

۳۔ یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی قوم - ۱۲ تھی

بھی محمد پر اور میری تعلیمات پر ایمان لے آئیں۔

۶۔ جب یہ خبر آئی مشہور تھی کہ یہودیوں کو بھی اچھی طرح معلوم تھا اور حواریوں نے بھی یہ خبر یاد پاسنی تھی تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ حواریوں، اصحرت مریم اور مریدوں میں سے کسی کو بھی یہ بات یاد نہ رہی اور جناب مسیح کے آسمان پر اٹھانے جانے کے وقت تک حواری اُن کے زندہ ہونے میں شک کرتے رہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ سب جملے الحاقی اور بے بنیاد اذمانہ ہیں جن کو بعد میں شامل کیا گیا ہے، جناب مسیح نے اس بات کی پیشین گوئی ہرگز نہیں کی۔ اس کی تائیدیت سے اقوال سے ہوتی ہے۔

• یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ میں لکھا ہے :-

• ہنستہ کن مریم مگدلینی ایسے تہ کے کہ اھی اندھیرہ ہی تھا قبر میرائی اور پتھر

کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھا۔ پھر وہ حواریوں میں اور اس دوسرے ٹانگہ کے ہیں

جسے مسیح عزیز رکھتا تھا اور ڈری ہوئی گئی اور اُن سے کہا کہ خداوند کو قبر سے

نکال لے گئے اور میں مسوم نہیں کہ اُسے کہاں رکھ دیا ؟

دیکھیے اگر مذکورہ پیشین گوئی جناب مسیح نے کی ہوتی تو یہ حواریوں میں سے ایک

کا نام بھی پوچھنا لگتا ہے، پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھ کر فرما لیتیں کہ جناب مسیح

لے آئیوں گی روایت کے مطابق یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیرو تھیں اور بزم نصاریٰ، آپ کی

قبر پر ریاست کے لئے آئی تھیں۔ ۱۷ قہنی

تہ دوسرے حواریوں کے مطابق یہ آیات ان الفاظ میں ہیں پتھر کے چلے دن مریم مگدلینی کے ایک کہ ہرز

اندھیرا تھا قبر سے اُن کو پتھر کو قبر سے ٹال ہوا دیکھا تہ وہ حواریوں پتھر اور ان دوسرے شاگردوں میں جسے مسیح

پیارا رکھتا تھا ڈری آئی اور ان میں کہا کہ خداوند کو قبر سے نکال لے گئے اور میں نہیں جانتے گا دوسرے اُسے

کہاں رکھا۔ ۱۸ نصیم (صاف ہے کہ ہنستہ کا پلادن بائبل کی اصطلاح میں آتا ہے)۔

اپنی پیشین گوئی کے مطابق زندہ ہو گئے ہیں، ان کو یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ لوگ خداوند کو قبر سے نکال لے گئے اور ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے اسے کہاں رکھ دیا۔

● لوقا بائبل آیت ۱۶: ۱۱-۱۲ میں ہے :-

”جنہوں نے دوسروں سے یہ باتیں کہیں وہ مریم مگدنی اور یواؤہ اور یعقوب کی
 مثل مریم اور ان کے ساتھ کی باقی عورتیں تھیں، مگر یہ باتیں انہیں کہانی سے معلوم
 ہو تیں اور انہوں نے ان کا یقین نہ کیا۔ اس پر پطرس اٹھ کر قبر تک دوڑا گیا
 اور جھک کر دیکھا کہ صرف کنٹن ہی کنٹن ہے اور اس ماجرے سے
 تعجب کرتا ہوا اپنے گلوچہ لیا“

غور کیجئے کہ پیشین گوئی کی ضرورت میں حواری حضرات ان عورتوں کی باتوں کو
 جھوٹ کیوں سمجھتے اور یقین نہ آنے کی کیا وجہ تھی اور قبر کو خالی دیکھ کر سب سے بڑا
 حواری پطرس تعجب کیوں کرتا۔

● مرقس باب ۱۶ آیت ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۶ کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

”وہ اس کے بعد وہ دوسری صمدت میں ان میں دو کو بھیج دیا وہ دیہات کی طرف
 پیدل جا رہے تھے دکھائی دیا، انہوں نے بھی جا کر باقی لوگوں کو خبر دی، مگر
 انہوں نے ان کا بھی یقین نہ کیا۔ پھر وہ ان گیا وہ کو بھی جب کانا گانے نے بیٹھے
 تھے دکھائی دیا اور اس نے ان کے بے اعتقادی اور سخت دلی پر ان کو

لے لے لیں مٹی ۲۴: ۵۶ میں یوحنا کی ماں کہا گیا ہے ۔ ۱۲ قس

ج۔ قدیم اردو ترجمے ان آیات کو یوں روایت کرتے ہیں ”اور مریم مگدلیا اور یواؤہ اور
 مریم یعقوب کی ماں اور دوسری عورتیں جو ساتھ تھیں انہوں نے دوسروں سے یہ باتیں کہیں
 پر لو نہیں اونکی باتیں کہانی میں سمجھ پڑیں اور ان کو کلاماً عقاب نہ کیا تب پطرس اٹھ کر قبر کی طرف دوڑا
 اور جھک کر دیکھا کہ صرف کنٹن پڑا ہے اس ماجرے سے لپٹے ہی میں تعجب کرتا چلا گیا“ ۱۲ نسیم

علامت کی کوئی چیز جنہوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا انہوں نے
ان کا یقین نہ کیا تھا ۱۱

غور کیجئے کہ باوجودیکہ پہلے عورتیں گواہی دے چکی تھیں۔ پھر دوسری مرتبہ دو حواریوں
نے بھی گواہی دی تھی۔ جیلا پیشین گوئی کی صورت میں باقی حواری کس طرح یقین نہ کرتے۔
سخن ان اللہ! عجیب معاملہ ہے کہ جناب مسیح کی محبت میں سال ہا سال رہنے کے باوجود
حواریوں میں سخت دلی اور بے یقینی کی کیفیت موجود رہی۔

اٹھارہ ہواں شاہد

بارہ حواری یا گیارہ؟ ۱۲
۱۱ اور ترجموں کے نام پہلے غلطی کے باعث کی آیت ۵ ۱۹۵۹

۱۲ اور کیتا کو ادرا میں کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا ۱۳

یہ صریح غلطی ہے۔ کیا مقدس ٹولس کو اُس وقت یاد نہ رہا کہ یہ وہاں اسکی پوتی
جو ان بارہ میں شامل تھا جناب مسیح کو گرفتار کر لینے کے بعد ان کے مطلوب ہونے
سے پہلے ہی اپنے اس فعل پر نیشیان ہو کر اپنے گلے میں پھندا ڈال کر خود کشی کر چکا

۱۱ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۳ء میں یہ آیات اس طرح ہیں "اسکے بعد وہ دوسری صورت
میں اون میں سے دو کو جس وقت کہ وہ سے پہلے تھے اور دہات کی طرف جاتے تھے،
دکھائی دیا انہوں نے جا کے باقی لوگوں کو خبر دی اور انہوں نے بھی اونکی باتوں پر
یقین نہ دیا۔ آخر اوس نے اون گیارہوں کو جب وہ سے کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور
اونکی بے ایمانی اور سخت دلی پر علامت کی کیونکہ انہوں نے اون کی باتوں کا جنہوں نے
اوسکے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا یقین نہ لایا تھا ۱۲ ۱۳

۱۲ قید حواریوں کو کیتا (یعنی تڑا) رہے۔ پھر یہ ترجمہ میں پطرس ہے۔ ۱۳ ن ۱۴

تھا جس کی تفسیر متقی باب ۱۲ میں موجود ہے۔ اسی لئے مرقس باب ۱ آیت ۱۴ میں بھی
موجود ہے کہ جناب مسیح دوبارہ زندہ ہونے کے بعد اُن گیا کہ وہ کو دکھائی دیتے تھے۔
اسی مشابہ کے دفعیہ کی غرض سے بعض مسیحی وینڈاروں نے تحریرت کر کے "بارہ"
کالفاظ گیارہ سے بدل دیا تھا، مگر افسوس ان کی یہ تحریرت چل نہیں سکی۔

انیسواں سوال

آواز ڈاپنی کتاب اقلط نامہ کے صفحہ ۳۷ پر
خوارویں کا عقیدہ حیات مسیح

تکلف ہے :-

"جان کالوین کو خوارویں کے عقیدے میں یہ مشابہ تھا کہ آیا یہ اُمی کا بنایا ہوا
ہے یا نہیں، اسی بنا پر اسی نے متقی باب ۲۰ آیت ۱۷ سے یہ حجت کو نکال کر بہت
بلندے کیے پر پتے ہوئے تو شبہ ہیں" غلط قرار دے کر نکال دیا ہے۔
ملاحظہ کیجئے کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے پیشوا جان کالوین نے جن میں یہ دو باتیں
غناہت کیں :-

۱۔ خوارویں کا یہ عقیدہ جس کو ہمارے زمانے کے کچھ ماہر ایمان قرار دیتے ہیں ایمان
خوارویں کی طرف نسبت کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔
۲۔ انجیل میں سے مذکورہ بالا جملہ غلط ہونے کی بنا پر نکال لینے کے قابل ہے۔
بیسواں سوال

ایسا ترکاہن یا اغیملک | مرقس باب آیت ۲۶ یوں ہے :-

لے "ادردہ دو چوں کو مقدس میں پھیک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی
دی" (متقی باب ۲۷ آیت ۵)

یہ سطور کے اردو ترجمہ میں متقی باب آیت ۱۶ میں یہ جملہ شامل نہیں ہے۔ - ۱۳

۱۰۰ کو ذکر کیا ہے۔ اس میں نماز کے گھر میں کیا اور اس نے نماز
 رکھنا تھا میں جن کو نماز کا انہوں سے سوال اور کھینچا تو وہ نہیں اور اسے
 مانتیوں کو بھی دینا

نماز کتنا جوں یہاں نماز رہا تر غلط ہے، کیونکہ اس میں جہاں نام اشہبک تھا
 جس کی تہ سے ہم کو اس میں باب ۲۱ میں مذکور ہے۔
 اکیسواں شاہد

۱۱۔ اسٹی باب ۱۰ آیت ۱ میں ہے۔
ذکر یاہ یازرہ۔ اس وقت، چرا ہوا جو میر یاہ کی کہ وقت کا لگتا تھا اور
 یہاں اس میں اس آیت میں لفظ میر یاہ غلط تھا، لہذا یہاں ہے۔ یہاں پر ذکر کیا
 ہوا ہے۔ کیونکہ ذکر یاہ، آیت کی آیت ۱۱ میں ہے۔ ان دونوں میں عبادت سے
 ملتی جانی عبادت وجود ہے۔ اگرچہ لفظ اور معنی کے اعتبار سے ان دونوں میں بھی
 فرق ہے۔ اس کے برعکس کتاب میر یاہ میں تو اس میں موسم کی آیات ہیں۔
 موجود ہی نہیں ہے۔

۱۲۔ دار و اہل کتاب اغلاط اور مہر پرستہ کے لفظ ۲۷ پر لکھا ہے۔
 ۱۳۔ مسرتوں یعنی کتاب میں، نماز آیت اور قسم کے اشہبک کی بجائے غلطی سے بیان
 کتاب اور میں سے نماز یاہ کی حکم میر یاہ، اور آیت اور میر یاہ وقت کی تصریح ہے۔
 ۱۴۔ آیت ۶ نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ جو وہاں مشہور ہے اس کتاب میر یاہ میں
 موجود نہیں، البتہ کتاب ذکر یاہ باب ۱۱ آیت ۱۱ میں ذکر تو یہاں میں
 سے آیت اور مہر پرستہ سے لے کر ابتدائی زمانہ میں اٹھ کر کے وقت کتاب سے غلطی سے
 لے کر کتاب اول باب ۱۰ آیت ۱ اور دار و مہر پرستہ میں اشہبک کاہن کے پاس آیا اور

داؤد نے لکھا کہ آیا لکھا ۱۱ فہم

ذکر آیاہ کے بجائے یرمیاہ کا نام لکھ دیا ہے۔ یہ غلطی بعد میں متن میں داخل ہو گئی جس کی تصریح بشیپ پیٹری نے کی ہے۔
 ملاحظہ کیجئے کہ اس دستخط کی مختار ترجمہ کے مطابق یہ غلطی مستمم ہو کر کاتب کی طرف منسوب ہو گئی۔ ہوز آئی شروع انجیل کی جلد اول کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے :
 بعد ایشیل تو میں نے اصل نسخہ میں پیٹریز کا نام نہیں لکھا تھا، مگر کسی کاتب نے بعد میں یرمیاہ کا نام درج کر دیا۔ چنانچہ بارہویں صدی کے کھ نسخوں، سریانی ترجمہ قدیم فارسی ترجمہ، نئے یونانی ترجمہ اور بعض قدیم قلمی نسخوں میں یرمیاہ کا نام موجود نہیں ہے اور اس احتمال کو کہ متنی نے یرمیاہ کا نام نہیں لکھا تھا اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ لائق تھوٹا اپنے حوالہ میں پیٹریز کا نام نہیں لکھتا۔

ملاحظہ ہو صفحہ ۳۸۵-۳۸۶

حوالہ میں مذکور صفحات بقا ہر اسی جلد اول کے معلوم ہوتے ہیں مگر اس میں تو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ جلد دوم کے ان مذکورہ صفحات میں ایوں لکھا ہے :-
 اس حوالہ میں مشکل کچھ کم ہیں۔ کتاب یرمیاہ میں ایسی کوئی پیشین گوئی مذکور نہیں اور ذکر آیاہ باب ۱۱ آیت ۱۳ میں اس قسم کی پیشین گوئی موجود ہے لیکن متنی کے الفاظ کی اس کے الفاظ سے کوئی مطابقت نہیں۔ بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ متنی کے نسخہ میں غلطی ہوئی ہے، کاتب نے ذکر آیاہ کے بجائے یرمیاہ لکھ دیا۔ اس لئے یہ الفاظ الحاقی ہے۔ گولیت بیک کے لکھے ہوئے کیا ہوں یا بارہویں صدی کے نسخہ میں بھی پر ۳۲ کا نمبر ہے اور بارہویں صدی کے کچھ نسخہ میں جس پر ۱۵۴ نمبر ہے، نیز قدیم سریانی ترجمہ جدید یونانی ترجمہ اور ایک یا دو قدیم اطالوی نسخوں میں بعض ان نسخوں میں جن کا حوالہ گائٹن نے لیا ہے اور ایک اس لاطینی نسخہ میں جس کا حوالہ بروچی سٹیس نے لیا ہے

یہ لفظ موجود نہیں ہے۔ گرتسی بیک کے ایک نسخہ میں جہاں پر ۶۶ نمبر درج ہے،
 یرمیاہ کے پہلے ذکر کیا ہوا لفظ لکھا ہوا ہے۔ قدیم سریانی ترجمہ کے حاشیہ پر او
 بیتل کے عربی نسخہ میں بھی یہی لفظ (زرکریاہ) درج ہے۔ اوتھن اور یوسی میں
 کے خیال میں یہی ہی عبارت ہے۔ جسے محققین کا خیال ہے کہ کتاب ذکر کیا ہوا
 باب ۱۱۱۱-۱۱۱۹ یرمیاہ کا تصنیف کیا ہوا ہے، اسلوب تحریر اور مطالب کے اعتبار سے
 ان کا گمان غالباً ہی تھا تفصیل کے لئے ڈاکٹر احمد، میڈیٹیشن پبلسر اور
 نوٹر کے کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔“

جلد چہارم کے صفحہ ۲۲ پر دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ ابواب مذکورہ بالا
 حقیقتاً ذکر کیا ہوا ہی کے کلمے ہوتے ہیں۔ اقطاب میں ہے کہ کئی کی عبادت بغیر کسی کا نام
 ذکر کئے یوں تھی وہ جو معرفت نبی کے کہا گیا تھا الخ۔ یہ گمان اس بات سے بھی قوی ہوتا
 ہے کہ کئی اپنے حوالوں میں پیغمبروں کے نام اکثر چھوڑ دیتا ہے بطور دلیل باب ۱ آیت
 ۲۲، باب ۱ آیت ۱۵، باب ۱ آیت ۳۵ اور باب ۱ آیت ۲۲ ملاحظہ کیجئے۔ اور تخیل نے اس کے ترک
 کرنے کو بھی پسند کیا ہے۔ اس کے بعد ہورن نے ڈاکٹر لانسٹ فٹ کی بیان کردہ ایک
 توجیہ درج کی ہے۔ جلد چہارم کے صفحہ ۲۲ کتاب ذکر کیا ہوا کے احوال بیان کرتے ہوئے
 لکھتا ہے :-

اس کتاب کے ابتدائی حصے کے متعلق میں آخری حصہ کا اسلوب بیان صاف اور
 مضمون عالی مرتبہ ہے جبکہ ابتدائی کا گھٹک ہے اس فرق کی بنا پر ہی سیرڈ میڈ اور
 ڈاکٹر ہنڈ اور بعض مترجمین محققین کا خیال ہے کہ اس کتاب کا باب ۱۱۱۱-۱۱۱۹
 ذکر کیا ہوا کے تصنیف کردہ نہیں ہیں۔ بلکہ کئی کے باب ۲۰ کی آیت ۱۰۹ میں ذکر کیا
 ہوا ہے یرمیاہ کا لکھنے اور ان جہوں ابواب میں ایک ہی پیشین گوئی کے ذکر
 کرنے کے سبب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں ابواب یرمیاہ کے کلمے ہوتے ہیں

لیکن چونکہ کتاب ذکرِ آیہ کی عبارت اس زبان سے جو بائیں کی قید کے بعد کے
 زیادتی اس نے استعمال کی ہے مطابقت رکھتی ہے اس لئے غالب یہی ہے
 متقی کی عبارت میں کاتب کی غلطی سے بریآہ کا نام داخل ہو گیا ہے۔ ملاحظہ،
 اسلوب بیان تاریخی شہادت اور اس کتاب کا آخری مضمون سبب اس بات کو ثابت
 کرتے ہیں کہ یہ مضمون ایسا ہی مصنف کے تحریر کردہ ہیں جس نے کتاب کا
 ابتدائی حصہ تحریر کیا ہے۔ لہذا ابوابِ تہذیب و غیرہ کے خیال کے مطابق دائرہ بریآہ کے
 تصنیف کردہ ہیں اور یہ آریحہ شہید، توکم، قریحہ شہید، مگر اصرار ڈولین کے خیال
 مطابق ذکرِ آیہ سے پہلے زیادتی کسی دوسرے پیغمبر کے :-

ای مذکورہ بالا اسطر کے حاشیہ پر ڈوٹوں میں لکھا ہے :-

۱۰. ذکرِ شہیدین کی کوٹھڑی میں اس طرح ثابت کیا ہے کہ عبارت کے اطلاق کا حوالہ اور
 مقصد سے ظہور ہوتا ہے کہ یہ ابواب ذکرِ آیہ ہی کے تصنیف کردہ ہیں :-

ہو نہ ان کی مذکورہ عبارتوں سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ یہ بہت مشکل مقام ہے اور کتاب
 بریآہ میں یہ بالکل موجود نہیں اور متقی کی عبارت ذکرِ آیہ کی عبارت کے فعلی مطابقت میں رکھتی
 ہو نہ ان کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ قحاق کی عبارت میں کسی کا نام نہیں تھا۔ کاتب نے غلطی
 سے بریآہ کا نام شامل کر دیا ہے۔ گو تیس ایک کے نسخوں، قدیم سرپاتی ترجمہ و جدید قادسی
 ترجمہ، ایک لاطینی نسخہ اور آگسٹائن کے بعض نسخوں میں یہ لفظ چھوڑ دیا گیا ہے۔ جنہیں اہل
 عربی نسخہ میں بریآہ کے بجائے ذکرِ آیہ درج ہے، اور جن اور گویسی تیس ای کو سچی عبارت
 گمان کرتے تھے۔ ٹائٹل ہینڈ اور ٹیڈ وغیرہ کا قول مردوس ہے۔

مفسر خواہ اپنے قول بخند میں اس کو کاتب کی غلطی قرار دیں، بہر حال اس مقام
 پر متقی کی بائیں غلطی سے مراد نہیں ہے۔



فصل چہارم

ہم سے یہ ہے اس سے بات کا بیان ہے کہ کیا نبوت کے نزدیک انبیاء اور حواریوں کے تمام تحریریں الہامیہ نہیں تھیں۔ وہ لوگ گناہوں سے بے جا تھے۔ کبھی گناہوں سے بے جا تھے اور شرک سے بچنے کے لیے تھے۔ کرامت کا صدور اور روح القدس سے محض مستفیض ہونا نبوت کے دلیل ہے اور وہ یہاں ہے کہ۔

مذکورہ تینوں باتیں ایسا نبیوں کے بڑے بڑے علماء کے اقرار اور معتبر کتابوں سے ثابت ہیں، ہم ان کے اثبات میں چند شواہد پیش کرتے ہیں۔

۱۔ انبیاء اور حواریوں کی تمام تحریریں الہامی نہیں

پہلی شہادت | ہمدان انجیل کی شرح کی جلد اول صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے ۲۔

۳۔ اگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پیغمبروں کی بعض کتابیں خدائے تعالیٰ سے ہماری مراد وہ کتابیں ہوتی ہیں جو الہام سے نہیں لکھی گئی تھیں۔ ان کتابوں نے بڑے قوی دلائل سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ اس کا کتنا ہے کہ سلاطین و پادشاہ

اور اس وقت کی تاریخوں میں بہت سی ایسی چیزوں کا ذکر موجود ہے جو ان کتابوں میں موجود نہیں۔ حالانکہ ان تاریخوں میں ان پیغمبروں کی کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہوئے ہیں اور بعض مقامات پر پیغمبروں کے نام بھی مذکور ہیں، مگر اُس قانون میں جسے خداوند کا کلیسا واجب التسلیم مانا ہے؛ یہ کہتے ہیں جو وہ نہیں ہیں اور وہ اس کا صحت یہ سبب بنا تا ہے کہ پیغمبر جن کو روح القدس نے سب کی بڑی بڑی مستند چیزیں الہام کہتا تھا ان کی تحریریں دو طرح کی ہیں۔ ایک دیا تدار مورخوں کی تحریروں کی مانند (یعنی بغیر الہام کے) دوسرے الہام سے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دو قیاسی قسم کے مکتوبات میں اس طرح کا فرق تھا کہ اولیٰ ان کی طرف اور دوسری قسم خدا کی طرف منسوب ہوتی تھی۔ پہلی قسم سے ہمارے علم میں زیادتی اور دوسری قسم سے چارے دین اور قانون کی سند مقصود تھی۔

دوسری شہادت | اور بھی اپنی مذکورہ کتاب کی اسی جلد کے صفحہ ۱۳۲ پر جیکب نے خدا "نامی کتاب کا جس کا ذکر کتاب گلتی باب ۱۱ آیت ۱۲"

میں موجود ہے حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :-
 "یہ کتاب جس کے نام ہو جانے کا قوی شہید ہے عظیم مصنف کی کٹر لاش فٹ کی دانٹ کے مطابق وہ تھی جس کو موسیٰ علیہ السلام نے خالق کو شکست دینے کے بعد یوشع کے لئے بطور یادداشت خدا کے حکم سے لکھا تھا یوں معلوم ہوتا ہے کہ اُس کتاب میں صرف اس فتح کا حال اور یوشع کی تعلیم کے لئے لکھی گئی تھی اور بغیر ہی صحت تھیں۔ لہذا وہ تو الہامی تھی اور نہ قانون کلیسا کا جزو تھی۔"

تیسری شہادت | تفسیر ہنری واسکاٹ کے جامعین اس تفسیر کی آخری جلد میں بعض کتابوں کے ضائع ہو جانے کا اندر بیان بیان کرتے ہیں:-

یہ تو ضروری نہیں کہ پیغمبر کا ہر لکھا ہوا الہامی یا قانون ہو۔ چنانچہ حضرت سلیمان نے بعض الہامی کتابیں لکھیں، مگر یہ تو ضروری نہیں کہ جو انھوں نے بطور تاریخ لکھا ہے وہ بھی الہامی قرار پائے اور اس کا یاد رکھنا لازمی ہو۔ اس لئے کہ پیغمبر اور جواریوں کو الہامی خاص مطلب یا موقع پر ہی کیا جاتا تھا۔

مذکورہ تینوں عبادتوں میں ان مفسرین اور آگستین کا یہ برطا احترام موجود ہے کہ پیغمبروں کی سب سے تحریریں الہامی نہیں ہوتیں اور جو کتا ہیں لکھ شہدہ ہیں وہ الہامی نہیں تھیں۔ یہ کتا کہ گوشہ کتا ہیں الہامی نہیں تھیں اور جنگ نامہ خدا کے حکم سے لکھنے کے باوجود الہامی تھیں تھا یہ تو معنی تو حکم شہدہ ہے۔ لیکن اس جگہ ہمارے مدنی کو ثابت کرتا ہے۔

کتابی مشین کتا ہے :-

چوتھی شہادت

مٹی اور مرقس حکمت کہتے وقت باہم اختلاف کرتے ہیں اور جب یہ دونوں متفق ہو جائیں تو ان کے تعلق قول کو لوتکا کے قول پر ترجیح دی جائے گی :-

مذکورہ عبادت سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں :-

۱۔ مٹی اور مرقس کی بعض تحریروں میں بعض مقامات پر معنوی اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ فعلی موافقت تو کسی ایک واقعہ میں بھی موجود نہیں ہے۔

۲۔ تینوں انجیلوں کا کلام الہامی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر الہامی ہوتا تو مٹی اور مرقس کے کلام کو ترجیح دینے کے کیا معنی ہوں گے۔

پانچویں شہادت

یعقوب کا خط باب ۱۰ آیت ۱۱ اور ترجمہ ۱۹۵۹ میں یوں ہے :-

یہ جلد پہلی کسی دوسری کی حکمت پر مبنی ہے۔ کہلاتا ہے۔ - ۱۰ -

مدد اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو ٹھیکر کے بزرگوں کو بلائے اور وہ خداوند کے
 نام سے اس کو تیل مل کر اس کے لئے دعا کریں ۱۱
 اس میں یعقوب حواری بزرگوں کو وہ تیل ملنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس حکم کے بارے
 میں جناب ابو قحرفہ اپنی کتاب کی جلد دوم میں لکھتے ہیں :-

۱۰ اگرچہ یہ خطا یعقوب کلام ہے مگر میں اس کا یہ جواب دیتا ہوں کہ حواری کو اس
 کا حق نہیں ہے کہ سیکرمنٹ (یعنی حکم شرعی) بنا لے۔ یہ منصب صرف
 حضرت عیسیٰ کا تھا ۱۲

دیکھیے اگر یعقوب حواری کی تحریر الہام افروغی الہی ہوتی تو پوروشٹنٹ فرقہ کا
 بانی رہتا اس پر نیچر لاکر تھلا نکودہ صاف انکار کر دیا ہے اور کہتا ہے کہ
 احکام شرعیہ کو مقرر کرنے کا منصب صرف حضرت عیسیٰ کے لئے مخصوص تھا اور
 حواریوں کا یہ منصب نہیں تھا۔

باسو بریا کان لکھتے ہیں :-
 چھٹی شہادت

۱۱ نوحہ القدس نے میں کی تعلیم اور غصے سے غلبی نویسوں اور خوارین
 نے لکھا ہے: ان کے لئے کوئی خاص زبان متین نہیں کی تھی بلکہ ان سے ان کے
 دلوں میں صرف مسائل میں کا لفظ کیا اور غلطیوں میں پڑنے سے ان کی مصلحت کی
 انسان کو یہ بھی اختیار دیا کہ اتنا شدہ کلام کو اپنے اپنے ممانہ اور عبارت کے
 مطابق ادا کر دیں۔ چنانچہ جس طرح ہم ان پاک لوگوں کی لیاقت اور ان کے مزاج
 کے مطابق ان کی کتابوں میں اسلوب کا فرق دیکھتے ہیں ویسے ہی اصل زبان پر
 عبور رکھنے والا شخص متقی، لائق، پورس اور یوحنا کے اسلوب بیان میں فرق کو

۱۲ ابو قحرفہ مطبوعہ ۱۸۵۷ء میں یہ آیت یوں ہے "جو کوئی تم میں بیمار پڑے تو مجلس کے تھیسوں کو بلاؤ
 اور نے ان پر بخداوند کے نام سے تیل ڈھالنے ان کے لئے دعا مانگیں" ۱۲ فییم
 ۱۳ عمر تین کے مخبروں کا کتابوں میں۔ ۱۳ من المصنوع

معلوم کر سکتا ہے۔ اگر روح القدس حواریوں کو عبادت بھی بتا دیتا تو یہ بات ہرگز موجود نہ ہوتی بلکہ اس صورت میں کتب مقدسہ میں سے ہر کتاب کا اسلوب یکساں صحیفہ کا ہوتا۔

اس کے علاوہ یعنی ایسے مواظمت میں زمین میں الہام کی حضرت بھی نہیں اور وہ یہ صورت ہے کہ ان لوگوں نے چشم دید حالات یا معتبر گواہوں سے بعینیت کر کے لکھا ہے۔ چنانچہ لوقا نے جب انجیل کو لکھنا شروع کیا تو بقول اس کے اس نے ان چیزوں کا حال چشم دید لوگوں سے سُن کر لکھا ہے اور اس کے پیش نظر یہ مقصد تھا کہ وہ سب چیزیں جو اسے معلوم ہیں آنے والی نسلوں تک پہنچا دینا ایک مناسب اتمام ہے۔ یہ ایک واضح بات ہے کہ صنعت کو ان باتوں کی خبر روح القدس سے ہوتی تو یقیناً وہ یوں کہتا جیسا کہ صحیحہ روح القدس نے بتایا میں نے ان چیزوں کا حال بیان کر دیا؟

مقدس پطرس کا ایسا ہی لانا اگرچہ تعجب آمیز ہونے کے ساتھ خدا کی طرف سے تھا، مگر اس واقعہ کو بیان کرنے کے لئے لوقا کے پاس مقدس پطرس اور اس کے حاضروں کی گواہی کے سوا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اس بنا پر اس واقعہ کی تفصیلات بیان کرنے میں کچھ نہ کچھ فرق واقع ہو گیا لیکن کسی طرح کا تا قن موجود نہیں ہے۔“

اور اس کی اپنی کتاب رسالہ الہام کی جلد چہارم میں جو قدامت
ساتویں شہادت | بیسن کی تفسیر سے اخذ ہے لکھتا ہے :-

”لوقا کا الہام سے نہ کہتے اس کے دریاچہ میں خود اس کی اپنی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ گزشتہ چشم دید لوگوں اور کلام کا حفظ کرنے والوں نے جو کچھ ہم سے بیان کیا بہت سے لوگوں نے ان باتوں کو جو چہا سہلے نزدیک بھی یقینی تھیں لکھنا شروع

یہ باتیں سنے یہ سب خیال کیا کہ ان تمام باتوں کی اچھی طرح تحقیق کر کے چیز سے نئے احاطہ تحریر میں لائیں۔ متعدد میں علماء کا قول بھی اسی بیان کے مطابق ہے، چنانچہ انٹرنیٹ لکھا ہے کہ وہ چیزیں جو لوگوں نے حوازیوں سے سیکھی تھی ان میں پینا نہیں۔ جیروم لکھتا ہے کہ لوقا نے نہ صرف پونٹس سے جس نے گو خداوند کی حیات جسمانی کے وقت تربیت حاصل نہیں پائی تھی، بلکہ وہ حوازیوں سے بھی اجنبی کی تعلیم حاصل کی ہے۔

ملاحظہ کیجئے یہ لوگ لوقا کے ابام کے مطلقاً منکر ہیں اور جب لوقا کو ابام نہیں ہوتا تھا تو پھر اس کی کتاب کے مستند قرار پاسنے کی کوئی توجیہ ممکن نہیں اور دینی معاملات میں اس کو ہرگز قابل اختیار نہیں سمجھ سکتے۔

لوقا اھو ترجمہ ۱۹۱۹ء میں باب آیت ۱۳ میں مذکورہ مضمون میں ہے ”چونکہ ہتھوڑے اس پر کو بائبل ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئی ہیں ان کو ترتیب وار بیان کریں۔ جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا۔ اس لئے اے عزیز خیمہ نشین میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے شروع ہو سکے۔“

کہ کہ اُن کو تیرے نے ترتیب سے لکھوں۔ (لوقا ۱۱-۱۳)

یہ باتیں خود حضرت مسیح کی حیات دنیوی میں ان کا اور شاگردوں کا جاننا دشمن تھا اور اس نے ان حضرت کو خوب خوب ستایا مگر بعد میں خود ہی یہ سب کلام عظیم صلیب بن گیا۔ ایسی ہی کئی کئی باتیں ہیں جو لوگوں نے بعد ازاں حضرت علیؑ سے سنا لی ہیں۔ انہوں نے ان کو لوقا کے مضمون سے شروع کر دیا۔ اس لئے اے عزیز خیمہ نشین میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے شروع ہو سکے۔“

یہ باتیں خود حضرت مسیح کی حیات دنیوی میں ان کا اور شاگردوں کا جاننا دشمن تھا اور اس نے ان حضرت کو خوب خوب ستایا مگر بعد میں خود ہی یہ سب کلام عظیم صلیب بن گیا۔ ایسی ہی کئی کئی باتیں ہیں جو لوگوں نے بعد ازاں حضرت علیؑ سے سنا لی ہیں۔ انہوں نے ان کو لوقا کے مضمون سے شروع کر دیا۔ اس لئے اے عزیز خیمہ نشین میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے شروع ہو سکے۔“

انجیل لوقا کے مستند ہونے کے بارے میں دو علماء بعض عیسائی حضرات اس مقام پر دم بلند کرتے ہیں :-

۱۔ لوقا کی انجیل کو تصنیف کے بعد پوئس نے دیکھ لیا تھا اس بنا پر پوئس کی صداقت کے بارے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہا۔ یہ اس لئے کہ پوئس مقدس الہامی شخص تھا۔

۲۔ یوحنا نے تینوں انجیلوں یعنی متی، مرقس اور لوقا کی انجیل کو دیکھ لیا ہے اور اس کا دیکھنا بمنزلہ الہام کے ہے۔ یہ دونوں عند رسالہ الہام کے مؤلف نے بھی پیش کئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ دونوں عند غلط ہیں اور کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتے۔

پہلے عذر کی تردید

پہلے عذر کے ناقابل قبول ہونے کی سند ذیل وجوہ ہیں :-

تمام سچی علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلی مرتبہ قید ہونے کے بعد سے پہلے وجوہ وفات تک پوئس مقدس کے حالات نہ تو رسولوں کے اعمال اور

عہد جدید کی کسی اور کتاب سے اور نہ ہی تقدیرین کے کلام سے درست طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہمدان جلد چہارم کے صفحہ ۳۲ پر لکھتا ہے :-

اس بنا پر کہ لوقا نے پوئس کی تاریخ کو رہائی کے بعد تحریر نہیں کیا اس کی

۳۳ صفحہ میں رہائی کے بعد سے وفات تک کے سفر وغیرہ کے حالات کسی

سچی خبر سے معلوم نہیں ہوتے :-

لاہور ترجمہ جلد پنجم کے صفحہ ۵۳ پر لکھتا ہے :-

اب ہمیں عہد ہی کے اس وقت (یعنی رہائی کے وقت) سے اس کی موت تک کی

تاریخ نگرنا ہے، لیکن اس مذکورہ وقت کے بارے میں لوقا کے بیان سے کچھ

مد میں ملتی اور بعد جو یہ دیکھی دوسری کتابوں سے بہت کم معلومات ملتی ہیں اور
اسی طرح متعدد مین کے کلام سے بھی کوئی خاص مدد نہیں ملتی۔ لہذا یہ معلوم
نہیں ہو سکا کہ قید سے رہا ہونے کے بعد مقدس پوتس کہاں چلے گئے؟
لہذا جب یہ ثابت ہو گیا کہ پہلی قید کے بعد پوتس بھولنا لحال ہے تو صرف متاخرین
کاتیاں ہمارے لئے حجت قرار نہیں پاسکتا۔

عیسائی مؤرخین کے مذکورہ بالا بیان کے برعکس
رہائی کے بعد وفات تک پوتس کے مقدس پوتس کے رہائی سے وفات تک کے
حالات کا تحقیقی و تامل کنجی تجزیہ حالات کے بارے میں دو طرح کا نقطہ نظر
پایا جاتا ہے۔

- ۱۔ پوتس رہائی کے بعد ہسپانیہ گئے وہاں سے روم چلے گئے اور وہیں شہید ہوئے۔
- ۲۔ رہائی کے بعد یروشلم آئے اور پھر ان کلیسیوں کی جانب چلے گئے جو انہوں
نے قائم کئے تھے۔

ان دونوں نقطہ ہائے نظر میں پہلا نقطہ نظر کئی اعتبارات سے قوی معلوم
ہوتا ہے۔ مثلاً :-

- مقدس پوتس کے اپنے کلام میں اس سفر کی طرف اشارہ موجود ہے چنانچہ رومیوں
کے نام خط باب ۵، الی آیت ۲۳، ۲۴ میں مرقوم ہے :-
"مگر چونکہ مجھ کو اب ان ملکوں میں جگہ باقی نہیں رہی اور بہت برسوں سے
تمہارے پاس آنے کا مشاق بھی ہوں اس لئے جب اسی وقت کو جاؤں گا
تو تمہارے پاس ہوتا ہوا جاؤں گا۔" الخ

اس جگہ مقدس پوتس کا ہسپانیہ جانے کا ارادہ معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ قطعی
دلیل سے پوتس کا رہائی سے پہلے ہسپانیہ ہو کر آنا ثابت نہیں ہوتا تو یقیناً رہائی کے بعد

مذکورہ جگہ ہونے کے لئے کہ ارادہ ملتوی کر لینے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے اور جب تک کوئی معقول وجہ معلوم نہ ہو اس وقت تک ظاہر حال کے خلاف پر محمول کرنا مریض نامناسب اور مقدس پوتیس پر جھوٹ کا الزام لگانے کے مراد ہے۔

● "دولوں کے احوال" باب ۱۰ کی آیت ۲۵ میں یوں لکھا ہے :-

"اور اب دیکھو میں جانتا ہوں کہ تم سب جنت کے درمیان میں بادشاہی کی منادی کرنا چہرا میرا مزہ چہرہ دیکھو گے"

اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقدس پوتیس کا مشرق کا ان کلیسیوں کی طرف جانے کا کوئی ارادہ نہ تھا جو اس نے ٹھوہناتے تھے۔

● کلینٹ اسٹیفن نام اپنے ایک خط میں لکھا ہے :-

"پوتیس تمام دنیا کو راستی کی تعلیم دیتے ہوئے مغرب کے علاقوں میں آیا اور شہادت کی صحت پا کر پاک جگہ میں بیٹ گیا"

اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ پوتیس مقدس اسی کی جگہ مشرق کے کلیسیوں میں جانے کے بجائے ہسپانیہ کی طرف چلا گیا تھا۔

ان اقوال سے مزاحمت اور وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ مقدس پوتیس مشرق کے بجائے مغرب کی طرف چلا گیا تھا۔

مذکورہ بالا بیان ثابت ہونے کے بعد پوتیس کا لوقا پوتیس نے لوقا کی انجیل نہیں دیکھی کی انجیل کو دیکھنا محال نظر آتا ہے کیونکہ پوتیس نے لوقا

کا مذہب ہے کہ لوقا نے اپنی انجیل مشرق کے ایک شہر ایکسے کے قیام کے دوران لکھی تھی اور غالب گمان یہی ہے کہ اپنی انجیل لکھنے کے بعد لوقا تھیفلس جس کے لئے یہ تعینات کی تھی اس کو روانہ کر دی اور یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ لوقا کی پوتیس اور تھیفلس سے کوئی ملاقات ہوئی تھی۔ اس ثبوت کے بعد یہ بات براہ راست ظاہر ہے کہ پوتیس نے اس انجیل کو کیوں کر دیکھا۔

دوسری وجہ ۲۔ لوقا کی انجیل کی تحریر سے پولس کی وفات تک کا زمانہ بہت قلیل ہے۔ مرتی کی انجیل ۳۲۰ یا ۳۳۰ میں یہ ہجرت میں لکھی گئی اور مرتی اور لوقا نے اپنی انجیلیں تقریباً ۳۳۰ میں لکھی ہیں۔ پولس اس عرصہ میں یہودیہ اور یروشلم کے تمام علاقوں میں چہرنتہ رہنے کی وجہ سے ان کو مذہب کے نئے نئے پیر برداروں کے برس ڈیڑھ برس میں پولس نے اس کو کیسے دیکھ لیا ہو گا۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس قلیل عرصہ میں دو تو پولس کا لوقا کے پاس آنا اور نہ لوقا کا پولس کے پاس جانا اور نہ ہی لوقا کی انجیل کا اس کے پاس پہنچنا ثابت ہے۔

تیسری وجہ ۳۔ وہ سب مذہبی جن کے اقوال سے یہ قیاس کیا گیا ہے وہ تقریباً سو ڈیڑھ سو سال بعد کے لوگ ہیں۔ پھر ان کی روایت کی کوئی سند بھی نہیں ملتی کہ ان تک یہ روایت کس ذریعہ سے پہنچی ہے جس بنا پر وہ صرف اپنے ظن و تخمین سے لکھتے چلے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ وہ اقوال بھی ایسے نہیں کہ جن سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہو کہ پولس نے انجیل لوقا کے ہر ہر لفظ کو دیکھا ہو۔ آخر نیوس صرف یوں کہتا ہے کہ پولس کے مرید لوقا نے اس خوشخبری کو جس کا وہ لفظ پولس نے کیا، ایک کتاب میں لکھا ہے۔ اس سے لے کر یہ صرف اسلام کا مجزہ ہے کہ کلام الہی خواہ قرآن کی صورت میں ہے یا حدیث کی صورت میں، ہم سب سچے تک جن لوگوں کا واسطہ درمیان میں آتا ہے سب کے نام اور حالات مذکورہ اور روایت و احادیث کی تفصیل آج بھی ایک طالب علم کے سامنے صحیح صورت حال کھول کر رکھ دیتی ہے۔ مسلمان محدثین و علماء کی اساتذہ مجال پر مدونہ کتب حقائق اسلام کا منہ بولنا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ تفصیلات کے لئے تدوین قرآن اور تدوین حدیث کے موضوع پر لکھی گئی بے شمار کتب موجود ہیں۔ جرح و تعدیل کا جو جن مسلمان علماء نے ترتیب دیا، دنیا کے تمام طالب علم پر انگشت باندھا ہے۔ ۱۲ تجزیہ

یہی معلوم ہوتا ہے کہ لوقا نے پوئس سے سن کر لکھا ہے۔ یعنی پوئس نے جو کچھ اپنے موعظ میں کہا اس میں سے جتنا لوقا کو یاد رہ گیا اس کو ایک کتاب میں لکھ لیا۔

چنانچہ لارڈز آف آئرنبروس کے اس قول کو نقل کر کے لکھتا ہے :-

”زبط کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرقس کے انجیل لکھنے اور پوئس اور پطرس کی وفات کے بعد یہ بات دسینی لوقا کا انجیل لکھنا (مکمل) وقوع پذیر ہوئی۔“

تو اب اس صحبت میں پوئس کا انجیل لوقا کو دیکھنا اگرچہ محال عقلی نہیں مگر عادتہ تو محال تسلیم کرنا ہی پڑے گا لیکن چونکہ پادری فنڈر صاحب کے نزدیک کوئی نئے محال ہے یہی نہیں، اس لئے شاید ان کے نزدیک یہاں بھی کوئی مشکل نہ پیش نہ آتی ہو۔

ٹریل بن کے قول کا بھی یہی حال ہے کیونکہ وہ بھی صرف یہ کہتا ہے کہ لوقا کی تاریخ موعظ پوئس کی طرف منسوب ہے۔ یعنی لوقا نے جو کچھ لکھا ہے پوئس سے سن کر لکھا ہے باقی آرجن کے قول کے بارے میں رسالہ ”الہام“ کا شولینجی لکھتا ہے :-

”دو جن کی گواہی دیسول کے نام خط باب ۲ آیت ۱۶ء۔ ۲۰ء جمعیتس کے نام خط

باب ۲ آیت ۸ یا ۲۔ کو تھیوں کے نام خط باب ۸ آیت ۱۸ پر بھی صادق آ

رہی ہے کہ میں ان پر اصرار نہیں کرتا۔“

الغرض جب خود اہلی کتاب اس شہادت سے استدلال نہیں کرتے اور کہتے ہیں

لہ ”محال“ فلسفہ علم کلام کی ایک اصطلاح ہے، آسان الفاظ میں اس کو ”نا ممکن“ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس صحبت میں محال عقلی ”سے مراد عقلی دلائل سے کسی چیز کا وقوع ناممکن ہوا اور محال عادی سے مراد عقلی دلائل سے تو ممکن ہوا البتہ حالت اقامت کا جو اعجاز دنیا میں قائم ہے

اس میں ایسا ہوا نہیں کرتا۔“ ۱۲ بحیب

نئے مذکورہ آیت درج کرنا ہیں۔

کو اس سے مذکورہ آیات کی طرف اشارہ ہے۔ تو اب ہمارے جواب کی کیا ضرورت باقی رہی۔

دوسرے عذر کی تردید

دوسرا عذر یعنی یوحنا نے لوٹا کی انجیل کو دیکھا تھا، یہ بھی انتہائی ضعیف ہے اور اور ہم پر ہرگز حجت نہیں بن سکتا۔ صرف یوسی بیس کا یہ کہنا کہ "یوحنا نے تینوں انجیلوں کو دیکھا اور پسند کیا ہے اور اپنی گواہی سے اس کی تصدیق کی ہے" صرف اس کا زعم ہے۔ اس لئے کہ اس نے اس روایت کی کوئی سند بیان نہیں کی اور ظاہر ہے یوسی بیس جو تہی صدی میں ہوا ہے اور اس نے اس روایت کو سن سنا کر لکھا ہے اور اگر بالقرن یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ روایت کچھ حقیقت رکھتی ہے تب بھی خدا معلوم اس کے اور یوحنا کے درمیان کتنے واسطے ہوں گے اور نہ معلوم یہ واسطے یعنی ماوی کون لوگ تھے اور ان کی ثناءت کا کیا حال تھا؟ اس لئے کہ یوسی بیس سے پہلے کے لوگوں کی کوئی ایسی روایت مد ہمارے نظر سے گزری اور نہ ان کی کوئی ایسی روایت غور کرنے والوں نے لکھی ہے جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ ان کے پاس اس بارے میں کوئی روایت موجود ہی نہیں ہے۔

قطع نظر اس کے یوسی بیس کا قول چنداں قابل اعتبار نہیں، اس لئے کہ اس نے تو اب گریس کے خط کو بھی سچا قرار دیا تھا حالانکہ وہ سن کھینٹولک اور پیرہ ٹسٹنٹ کے تمام علماء کے نزدیک وہ جھوٹا اور جعلی ہے۔

یوسی بیس بلا دلیل اس کی تصدیق کرتا ہے مگر متحدہ بین علماء کا اس بارے میں کوئی ایسا قول نہیں پایا جاتا۔

اس کے علاوہ یوسی بیس کو اکثر لوگ بدعتی قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ

شخص ایسک کے پیروکار تھا اور حضرت عیسیٰ کو صوبہ بصرہ جانا تھا۔ نائس کے اجتماع میں محض بادشاہ کے ثبوت سے الوہیت کیج کے عقیدے پر دستخط کر کے آسمانی شپس کا عقیدہ اختیار کرنے کا اظہار کیا مگر دل میں اسی عقیدہ پر قائم رہا۔

چنانچہ یہ ظاہر اور آشکارا ہے کہ ایسے شخص کا کچھ کہنا جس کو اپنی انصاف کسی اور لفظ سے تعبیر کرتے ہوں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہو سکتا۔

مسیحیت کا کہنا جس مستند میں ہے اس لئے کہ اس نے بھی غالباً یوسی بیس سے نقل کیا ہو گا کیونکہ وہ اس کے بعد ہوا ہے۔

اس کے علاوہ اُس دور کی روایات کا حال یہ تھا کہ متقدمین مسیحی شخص یا نونوں اور افرادوں کو جو بازاری خبر کہلاتے تھے تحقیق شدہ اور صحیح قرار دے کر لکھ لیا کرتے تھے، بعد کے لوگ بلا چون و چرا تسلیم کر کے کلمے روایت کر دیتے تھے، اس طرح یہ جھوٹی سچی روایتیں ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتی رہیں۔ اس بارے میں ایوان

لہ آریوس یا ایس Nicæa ایک اسکندری کاہن تھا ۳۲۵ء میں اس نے یہ عقیدہ نشر کرنا شروع کیا تھا کہ حضرت مسیح اپنے جوہر کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے مساوی نہیں ہیں اس کے علاوہ توحید کی طرف مائل تھے اس لئے شاہ مسلمانوں نے عیسائی علماء کی ایک کونسل شہر نیکیا یا نائس Nicæa میں بلائی جس میں با اتفاق ملتے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ آریوس کے نظریات کو تردید کی گئی۔ یہ کونسل عیسائیت کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ تفصیلات کے لئے مدخل ہو بربر نیکیا مقالہ Nicæa - ۱۲ نقلی

۳۲۵ء میں بارشاہ مسلمانوں کے حکم سے عیسائی علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع شہر نائس میں منعقد ہوا تھا۔ نائس کا مشہور نام نیکیا Nicæa ہے اور اس میں ہونے والی عیسائوں کی مجلس کونیٹادی کونسل کہا جاتا ہے ۱۲ (ہائیل سے قرآن نمک ص ۳۱۵ ۱۳)

۳ St. Jerom. عیسائیوں کا مشہور عالم جان سٹون ۱۴ء

کا قول مقدمہ کی دوسری فصل میں گزر چکا ہے۔
لہذا جب تک یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ روایت یوسی جیسے کسی معتبر اور
متصل سند سے پہنچی ہے اور اس کو روایت کرنے والے راوی بھی ثقہ لوگ تھے تب
تک مذکورہ روایت ہم پر حجت نہ ہوگی اور خصوصاً اس لئے بھی کہ عیسائیوں کے
نزدیک مذہب کی ترقی کے لئے جھوٹ بولنا مستحسن اقدام بھی ہو۔

مشرق میں کی بہت سی ایسی روایتوں کو جمع کیا جا سکتا ہے جن میں انہوں نے
بالکل بے بنیاد غلط باتوں کو سچی قرار دے کر لکھ دیا تھا۔ مثلاً عربوں نے اُس بزرگ اور دود
قرار دیدیا ہے مگر طواغیتِ بائبل کے پیش نظر اس سے حریف نظر کر لیا گیا ہے۔

ان امور کے چھتے ہوئے یہ کیسے مان لیا جائے کہ یوحنا نے تینوں انجیلوں
کو غلط لکھی تھا جب کہ ان میں تناقض موجود ہے۔ چنانچہ اس باب سے میں ہورن کا
قول مقصد سوم کی فصل سوم میں گزر چکا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یوحنا نے روح القدس کی مدد سے اس تناقض
کو جمع قرار دیا اور اس کی تصدیق بھی کر دی۔ تو کیا روح القدس ایسا تھا جس
نے اس تناقض کو حق کہہ دیا؟ حاشا وکلا یوحنا اگر الہامی تھے تو یہ بات ہرگز ممکن
نہیں۔ عیسائیوں کی یہ ہٹ دھرمی ہے کہ وہ اس پر اٹھے رہیں کہ یوحنا نے دیکھا
ہے اور اس کے دیکھنے سے تینوں انجیلوں کی صداقت کی سند ہو گئی۔ ہم کہتے ہیں کہ
اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی ان کا وکیفہ مفید و مطلب نہیں کیونکہ ان کا دیکھنا،
زد وکیفہ برابر قرار پاتا ہے اس لئے کہ الہام میں تناقض نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ان
انجیلوں میں تناقض موجود ہے جس کا ثبوت مقصد سوم کی فصل سوم کے مطالعہ

۱۱۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵ زیر عنوان انجیل یوحنا - ۱۲

۱۲۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۲ زیر عنوان اکیسواں شاہد - ۱۲

سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہے۔

انجیل مرقس الہامی نہیں | جب ہر اعتبار سے یہ ثابت ہو چکا کہ لوقا کی انجیل کسی طرح بھی الہامی نہیں ہو سکتی تو مرقس نے بھی اپنی انجیل چونکہ لوقا کی

طرح میں لکھی ہے اس لئے وہ بدرجہ اولیٰ الہامی نہیں ہوگی۔ چنانچہ رسالہ "الہام" کا مولف لکھتا ہے :-

"جیسا کہ متذہب کا قائل ہے کہ پطرس کے شاگرد مرقس اور پطرس کے شاگرد لوقا نے ان باتوں سے جو انہیں خود معلوم تھیں یا ان سے سیکھی تھیں اپنی اپنی تاریخ لکھی۔"

متذہبوں کے اس کے علاوہ اعداد بھی بہت سے احوال ہیں لیکن صاحب رسالہ یوسی بیس کی تاریخ سے دو اور حیرت موم کا ایک قول نقل کر کے، جیسا کہ لوقا کے بارے میں بیان کیا تھا ویسا ہی یہاں بھی پیش کرتا ہے۔ یعنی پطرس نے مرقس کی انجیل کو دیکھ کر اس کی تصدیق کر دی تھی۔

قطع نظر اس کے کہ یوسی بیس کے اپنے کلام میں تناقض موجود ہے یعنی ایک جگہ کہتا ہے کہ پطرس کو مدح القدس کے ذریعہ اس کی ترتیب معلوم ہو گئی تو اس کو مستند قرار دے کر ہر کلیسا میں پڑھے جانے کا حکم دیا اور دوسری جگہ کہتا ہے کہ پطرس کو جب اس بارے میں معلوم ہوا تو نہ ایسا کرنے سے روکا اور نہ تعاون کیا؟

اور اس سے بھی قطع نظر کر کے کہ یوسی بیس کیسا شخص تھا اور اس کی عمر خبر ہے یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ سینٹ، آئریسٹس نے لکھا ہے :-

"پطرس کے مرید اور ترجمان مرقس نے پطرس اور پطرس کی وصیت کے بعد جو چیزیں

پطرس نے وعظ کی تھیں لکھ کر دیں۔"

یہ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ کل پانچ صفحات۔

اللہ ذکر کرتا ہے :-

» یہ بڑے خیال میں مرقس کی انجیل سنائے یا سنائے سے قبل نہیں لکھی گئی کیونکہ اس سے پہلے پطرس کے قدم میں قیام کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی اور یہ تبلیغ انگریزوں کے اس بیان سے مطابقت رکھتا ہے کہ مرقس نے پطرس اور پولس کی بات کے بڑھاپی انجیل لکھی تھی۔ باسٹج انگریزوں کی موافقت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل پطرس اور پولس کی وفات کے بعد سنائے میں لکھی ہے اور اُن دونوں کی شہادت تقریباً سنائے میں ہوئی ہے ۵۵

چنانچہ یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ پطرس نے مرقس کی انجیل کو نہیں دیکھا اس لئے کہ یہ انجیل اُن کی موت کے بعد لکھی گئی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ انجیل بھی الہامی نہیں۔

انجیل متی اور یوحنا بھی الہامی نہیں | اس کے بعد دو انجیلیں باقی رہ گئیں جو عیسائی حضرت کے زعم میں حواریوں کی تصنیف شمار

ہوتی ہیں، مؤلف رسالۃ الہام ان کے بارے میں لکھتا ہے :-

» حواری حضرت جب دین کے بارے میں کچھ کہتے یا لکھتے تھے تو وہ علامۃ الہام جو ان کو حاصل تھا ان کی مخالفت کرتا تھا، لیکن چونکہ وہ انسان اور ذی عقل و مشیت مخلوق تھے اور ان کو الہام بھی ہوتا تھا، اس بنا پر وہ سرے عام مخالفت میں وہ بھی عام آدمیوں کی طرح بغیر الہام کے محض عقل سے ہی کچھ کہتے اور لکھتے تھے، ایسا وجہ ہے کہ مقدس پطرس الہام کے بغیر تیمتیس کو حکم دے سکتا ہے کہ پانی میں تھوڑی سی شراب ملا کر پی لیا کرے اور اپنی صحت کی حفاظت کرے۔ جیسا کہ تیمتیس کے نام پہلے خط کے باب ۲۳ کی آیت ۲۳ میں ہے یا تیمتیس کو یہ کہتا ہے کہ جو چہ فرماؤ اس میں

گوئی کہ ہاں چھوڑ آیا ہوں جب تو آئے تو وہ اور کہا میں خاص کر لے کر آئی
 طویلین آیات میں تیس تیس کے نام دوسرے خط کے باب کی آیت ۱۳ میں ہے
 یا علیون کے نام خط کی آیت ۲۴ میں غلاموں یہ کتاب ہے کہ کولوں میں اس کے
 سوائے ایک کو ٹھہری میرے لئے تیار کر۔ اور تیس تیس کے نام دوسرے
 خط کے باب ۴ کی آیت ۲۰ میں کتاب ہے۔ اور اسٹس کو تیس میں رہا اور
 تیس کو تیس کے بیٹے میں یہ لکھا ہے۔

معاملات میں یہ حال میرے نہیں مقدس پوٹس کے ہیں، اس کے برعکس
 کرتھیوں کے نام پہلے خط کے باب کی آیت ۱۰ میں لکھا ہے کہ اگر میں کہتا
 ہو گیا ہے ان کو میں نہیں بلکہ خداوند حکم دیتا ہے الخ اور آیت ۱۴ میں کتاب ہے
 ”باقیوں سے میں ہی کہتا ہوں“ الخ اور آیت ۲۵ میں کتاب ہے کہ کولوں
 کے حق میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں لیکن..... الخ

دائے دنیا ہوں“

احمال باب آیت ۶ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ”جب آیت میں اس نے وہ خدا نے
 اللہ کیا تو روح القدس نے منع کیا“ اور آیت ۷ میں یوں ہے کہ ”انہوں نے....
 جانے کی کوشش کی مگر میرے کی روح نے انہیں جانے نہ دیا“

۱۔ قرآن مجید سے شمال میں آستیا کی ایک بند گاہ تھی، کہ جس ایک شخص کا نام ہے اور
 ”رق“ بکری کی چھٹی کو کہتے ہیں جو پرانے زمانہ میں کاغذ کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔

دبائل سے قرآن تک ۵۵۵ جلد ۱

۲۔ یہ آیت علیوں کے نام خط میں اور ترجمہ ۱۵۱ میں موجود نہیں۔ اس ترجمہ میں آیت
 ۲۴ کے الفاظ ہیں ”اور تیس اور تیس اور دیا اس اور تو جو میرے ہم خدمت
 ہیں تجھے سلام کہتے ہیں“

۴ ن ۴

مذکورہ بالا سے یہ واضح ہوا کہ حواریوں میں عمل کے دو اصول تھے، ایک عملِ دوسرا
 الہام۔ ایک کی رُو سے تو عام کاموں کا حکم دیتے تھے اور دوسرے کی رُو سے وہ جیسا ہوتا
 احکام کا۔ اس لئے یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حواری حضرات دوسرے لوگوں کی طرح
 اپنے گمراہ کاموں اور نادبوں میں غلطی کرتے تھے۔ جیسا کہ افعال باب ۱۳ اور صوفیوں
 کے نام خط باب ۱۵ آیت ۲۴ و ۲۸، کرنتھیوں کے نام پہلا خط باب ۱۶ آیت ۶۱۵
 اور کرنتھیوں کے نام دوسرا خط۔ آیت ۱۵ تا ۱۸ میں اس کی تصریح موجود ہے۔
 انجیلوں کے بارے میں دوسرے عیسائیوں کا بھی بالکل یہی عقیدہ ہے چنانچہ ان کے
 اقوال بھی گزشتہ مسطور میں مذکور ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ذرا بھی انعامات کی نظر سے
 دیکھا جائے تو صحت معلوم ہو جاتی ہے کہ ان دونوں انجیلوں میں کچھ بھی وحی سے لکھا
 ہوا نہیں ہے اور نہ ہی ان کے مؤلفین کو اس کی کوئی حاجت تھی نہ اس لئے کہ عیسائیوں
 کے ذمہ کے مطابق حواریوں نے جو کچھ دیکھا اس کو لکھنا ضروری ہے۔ یا سب سے زیادہ
 کے مذکورہ بالا قول کے مطابق جب حواری چشم دید واقعات یا معتبر گواہوں سے سُن کر
 لکھتے تھے تو پھر ان کو الہام کی حاجت ہی نہ تھی۔

اس کے علاوہ عجمی کے بحلی تو اصل عبرانی زبان میں تھی اور وہی اصل نسخہ ہے
 گراہ جو موجود ہے وہ تو اس کا ترجمہ ہے اور مترجم کے ہاندے میں کچھ غلطیاں
 کہ کون تھا اور کس حیثیت کا آدمی تھا اور اہل کتاب کی ترجمہ دانی ان کے ترجموں
 سے بخوبی ظاہر ہے۔ چنانچہ ان سب مراتب کا حال مقدمہ کی فصل دوم میں
 گزر چکا ہے۔

۱۵۔ غالباً باب ۱ کی آیت ۱۵۔ ۱۸ مراد ہیں۔ کیونکہ اس کا معنیوں باب ۱۶ کی آیت ۱۶۔ ۱۷
 کرنتھیوں کے نام پہلا خط۔ کے معنیوں سے مطابقت لکھا ہے۔ اصل حوالہ ص ۱۱۱ باب مذکور

نہیں ہے۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷

انجیل یوحنا بھی الہامی نہیں | انجیل یوحنا کے بارے میں تو سب سے پہلے یہ بات بھی طے شدہ نہیں کہ یہ یوحنا کی تصنیف ہے یا کسی اور کی؟ محقق برٹشیندر، اسٹاؤکن اور دوسری صدی کے فرقہ الوجین کے نزدیک یہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہی نہیں ہے اور قرین قیاس بھی یہی بات ہے اس لئے کہ جب دوسری صدی میں لوگوں نے اس انجیل سے انکار کیا تو آئر نیوس نے کہیں بھی ان کے جواب میں یہ نہیں لکھا کہ پولی کاتب سے مجھے یہ خبر ملی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہے۔ حالانکہ آئر نیوس پولی کاتب کا شاگرد ہے اور پولی کاتب یوحنا حواری کا مرید تھا۔ لہذا اگر یہ یوحنا کی تصنیف ہوتی تو پولی کاتب کو ضرور معلوم ہوتا اور وہ آئر نیوس کو یقیناً بتا دیتا۔ کیونکہ یہ کوثری عجیب بات ہے کہ آئر نیوس ذرا ذرا سی بات بھی پولی کاتب سے بارہائے مگر اس کتاب کے بارے میں ایک مرتبہ بھی تذکرہ نہیں آیا۔ جس کا صحت اور ظاہر مطلب یہی ہے کہ پولی کاتب کو اس کا ہرگز علم نہ تھا کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہے اور اسی وجہ سے اس نے آئر نیوس کو کچھ نہیں بتایا۔ ورنہ تو آئر نیوس منکرین کے سامنے یہ سند ضرور پیش کرتا، حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ اس سے یہ بات پائیدار ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف نہیں ہے بلکہ برٹشیندر اور اسٹاؤکن کی بات ہی برحق ہے۔ لہذا یہ انجیل بھی الہامی نہیں ہے۔

خلاصہ بحث

آج کی موجودہ چاروں انجیلیں غیر الہامی قرار پا چکیں تو کتاب "دسولوں کے اعمال" ہر جہ اولیٰ غیر الہامی قرار پائی۔ اس لئے کہ وہ بھی لوقا کی تصنیف ہے اور لوقا الہامی آدمی نہیں تھا۔ اس کے علاوہ پطرس اور یوحنا کا اس کو دیکھنا بھی کہیں سے ثابت نہیں ہوا۔

چاروں انجیلوں کے علاوہ دوسری کتابیں بھی الہامی نہیں تھیں

عبدجبار کی بقیہ کتب میں سے عبد بن معلک کے نام خط، "لیقوت کا عام خط"، "یوداہ کا عام خط"، "پطرس کا دوسرا عام خط"،

"یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط" اور "یوحنا عارف کا مکاشفہ" کا لکھنا پوچھنا ہی کیا! یہ سب کونسل کے حکم سے الہامی اور حجازیوں کی تصدیق قرار پائی ہیں اور وہ حکم کوئی سترہ نہیں دیکتا، اس لیے کہ ۱۶۷۷ء میں کارٹیج کی اسی کونسل نے مشاہدات یوحنا کو الہامی کتب قرار دے کر کلیسا کے قانون میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ کتاب بیودیت، کتابہ دانش، کتاب طویا، کلیسائی چندونصائح کی کتاب، اور مقامین کی دو کتابوں وغیرہ بھی الہامی قرار دیا تھا۔ حالانکہ تمام پروٹسٹنٹ علماء کے نزدیک یہ سب کتابیں جھوٹی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آج بھی بیشتر پروٹسٹنٹ علماء ان کتابوں کو حجازیوں کی تصدیق تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ ان کے احوال مقدمہ کی دوسری فصل میں مذکور ہو چکے ہیں۔

باقی رہے مقدس پوٹس کے تیسرے خط، پطرس کا پہلا عام خط اور یوحنا کا پہلا عام خط، تو ان کے لکھنے میں بھی الہام کی کوئی حاجت نہیں تھی اور وہ بھی ان حضرات نے اس کا کبھی دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ مقدس پوٹس کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں ان کو خود ہی شبہ تھا اور وہ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ مجھے بھی گمان ہوتا ہے کہ مجھ میں روح القدس ہے؟

صاحب رسالہ کا ایک بالکل لغو اور بے بنیاد دعویٰ باقی رہ گیا کہ یہ حضرات دینی معاملات میں غلطی نہیں کرتے تھے؟

یہ دعویٰ سراسر لغو اور بلا دلیل کے کیا گیا ہے کہ اس لئے کہ جب زندگی کے عام معاملات میں غلطی کا وقوع ثابت ہو چکا اور عیسائی حضرات بھی اس کا

اعتراف کرتے ہیں، تو پھر دینی معاملات میں غلطی واقع نہ ہونے کا آخری سبب ہے؟ اس لئے کہ اصل سبب تو الہام تھا، وہ تو ان حضرات کے لئے ثابت نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ ہم چند دلائل ایسے پیش کرتے ہیں جن سے یہ اچھی طرح ثابت ہو جائے گا کہ خواری حضرات دینی معاملات میں بھی عام معاملات کی طرح غلطیاں بھی کرتے تھے۔

پہلی دلیل ۱؎ زور نیگلس اور دومرے پر وٹسٹنٹ حضرات کہتے ہیں :-
 وہ پوئس کے خطوط میں تمام کلام پاک نہیں، بلکہ چند چیزوں میں اُس

نے غلطی کی ہے ۱؎

ملاحظہ کیجئے کہ ان علماء کے قولی کے مطابق پوئس کا تمام کلام نہ تو وحی کے مطابق ہے اور نہ غلطی سے پاک ہے۔

دومری دلیل ۲؎ مشرفکت نے پطرس خواری کی جانب غلط بیانی کی نسبت کی ہے اور اس کو انجیل سے ناواقف قرار دیا ہے۔

تیسری دلیل ۳؎ ڈاکٹر کوڈ اُس مباحثہ کے ضمن میں جو اُس کے اور فادر کیم کے درمیان ہوا تھا۔ کتاب ہے کہ پطرس نے روح القدس کے نزول کے بعد

ایمان کے باب میں غلطی کی ہے ۲؎

چوتھی دلیل ۴؎ پطرس جس کو جوہل نے فاضل و مرشد کامل کا لقب دیا ہے یوں کہتا ہے کہ ”زئیس الحارثین جناب پطرس اور برنیاس نے

روح القدس کے نزول کے بعد غلط بیانی کی، اسی طرح یروڈیم کے گرجا میں بھی“

پانچویں دلیل ۵؎ اجماع کالون کہتا ہے کہ ”پطرس نے گرجا میں بدعت کا اضافہ کر دیا اور اسی آزادی کو خطرہ میں ڈال دیا اور اسی توفیق کو معدوم کر دیا“

اس کے بعد پطرس برنیاس اور دومرے حضرات کی مذمت کرتا ہے۔

چھٹی دلیل | میکہی برنہس نے حواریوں کی طرف بالخصوص پوئس کی جانب غلط بیانی کو منسوب کیا ہے۔

ساتویں دلیل | ادائی میکہی کہتا ہے کہ "عروج مسیح اور روح القدس کے نزول کے بعد تمام گرجوں کے درمخت عوام بلکہ خواص نے بھی، بلکہ حواریوں نے

بھی غیر امرا تیلیوں کو ملت سبھی کی دعوت دینے میں سخت غلطی کی اور پوئس نے رسوم میں بھی غلطیاں کیں اور اسی عظیم غلطیاں حواریوں سے روح روح القدس کے نزول کے بعد سر نہ ہوئیں۔"

دیکھئے ان بڑے بڑے مسیحی علماء کے نزدیک رئیس انوارین جناب پوئس نے روح القدس کے نزول کے بعد ایمان کے باب اور رسوم میں بھی غلطیاں کی ہیں اور وہ انجیل سے ناواقف تھے۔ گرجا میں بدعت کا اضافہ کیا اور مسیحی آزادی کو خطرہ میں ڈال دیا اور مسیحی توفیق کو دودھ پھینک دیا۔ اسی طرح برنہس، سب گرجوں اور حواریوں نے بالخصوص پوئس نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ بقول ادائی میکہی سب حواریوں نے غیر امرا تیلیوں کو ملت سبھی کی دعوت دینے میں سخت غلطی کی ہے۔ پرورش شدت فرقہ کے اس بہت بڑے عالم کے اس دعویٰ کی تائید حضرت مسیح کے اقوال سے بھی ہوتی ہے چنانچہ تھی باہ آیت ۲۱۵ اور ترجمہ ۱۹۵۱ء میں یوں ہے

"ان یاذہ کویسوع نے مجھ اور ان کو حکم دے کہ کہا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرنے کی کھوٹی ہوئی بیٹریوں کے پاس جانا۔"

۱۰۰ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۱ء میں یہ آیات ان الفاظ میں ہیں "یسوع نے بادہوں کو حکم کر کے مجھ اور کما کوم عوام کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ پخصیس اسرائیل کے گھر کی گشہ کو پسندوں کی طرف جانا۔" ۱۰۱ فہم

مکی باب۱ آیت ۲۲۔ امدودتویر ۱۹۵۹ء میں جناب سید کا قول یوں ہے کہ :-
 "اُس نے جب میں کہا کہ میں امرائیل کے گروانے کی کھوٹی ہوتی بھیڑوں کے
 سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" ۱۷

اسی مکی فاضل کی تحقیق کی زد سے مسلمانوں اور ہندوؤں کو پادری حضرات کی
 طرف سے طہیت سبکی کی دعوت دینا بجز حوالی غلطی اور جھٹ دھری شمارہ ہو گا۔

آٹھویں دلیل | زنگیس نے اپنے رسالہ میں کالون کے بعض پیروؤں کا حال ذکر کیا
 ہے کہ انہوں نے کہا کہ "اگر پوٹس جلیو امین آئے اور کالون کے
 مقابلہ میں وعظ کے تو ہم پوٹس کی بھیڑوں کے اور کالون کی بات نہیں گے؟"

نویں دلیل | لواتر پوٹس، لواتر کے متبعین میں سے ہے بعض بڑے علماء کے حال
 کو نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ان کا قول ہے کہ "ہمارے لئے
 یہ تو ممکن ہے کہ ہم پوٹس کے کسی مسئلہ میں شک کریں، مگر لواتر کے کسی مسئلہ میں ہم شک کے
 کیلئے کے عقائد کی کتاب میں شک کرنے کی گنجائش ہمارے بیان میں نہیں ہے۔"

طاحنہ کیجئے ان دونوں اقوال کے مطابق لواتر اور کالون کے پیروان دونوں کے
 اقوال کے مقابلہ میں پوٹس کے اقوال کو کمتر قرار دیتے ہیں اور دونوں کا اجتہاد یقیناً
 غلطی سے خالی نہیں تھا۔ تو بظاہر ان حضرات کے نزدیک پوٹس کے اجتہاد میں کیوں کہ
 غلطی نہ ہوئی ہوگی؟

یہاں یہ بات پیش نظر ہے کہ دلیل اول سے نویں دلیل تک ان علماء کے جو
 اقوال مذکور ہوئے ہم نے وارثوں کی کتاب اظہار سے نقل کئے ہیں اُس کتاب میں

۱۷ امدودتویر ۱۹۵۹ء کی طبع میں اسی آیت کے الفاظ یہ ہیں "میں امرائیل کے گروانے کی
 گروہ کو ہندوؤں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" ۱۸

یہ تفصیل سے مذکور ہے کہ اس نے یہ اقوال کہاں سے لئے ہیں، تحقیق طلب نگاہوں کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

دسویں دلیل آرسولوں کے اعمال ۶ باب ۱۵ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں آیت ۲۱۱

۲۱۱ یوں ہے کہ :-

بد پر عین لوگ یہودیہ سے آکر جہانم کو تسلیم دینے لگے کہ اگر سوئی کی رسم کے مطابق تمہارا اعتقاد ہو تو تم نجات میں پاسکتے۔ پس جب پوتس اور برنہاس کا ان سے بہت کھرا اور بحث ہوئی تو یکسا نے یہ ٹھہرایا کہ پوتس اور برنہاس اعدان میں سے چہا اور شخص اس مسئلہ کے لئے رسولوں اور بزرگوں کے پاس یہ تسلیم جائیں گے۔۔۔۔۔ جب یہ تسلیم میں پہنچے الخ

آیت ۷۶ میں رسول اور بزرگ اس بات پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے اور بہت بحث کے بعد پہلے سے کھڑے ہو کر کہا الخ

آیت ۱۳۔ ”جب وہ خاکوش ہوئے تو یہ خوب کئے وگاہے جہانمیری صنوا“

آیت ۱۹۔ ”پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو غیر قوموں میں سے خدا کی طرف رجوع ہوئے ہیں ہم ان کو تکلیف زدیں“

آیت ۳۶-۳۷-۳۸-۳۹ یوں ہے :-

”چند روز بعد پوتس نے برنہاس سے کہا کہ جن جن شہروں میں ہم نے خدا

لئے اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیات اس طرح ہیں اور بعض لوگوں نے یہودیہ سے آئے جہانم کو تسلیم کیا کہ بغیر اس کے تم سوئی کی شریعت کے موافق ختم کرواؤ تم نجات پاسکتے جب تسلیم ہوئی اور پاول اور برنہاس نے ان سے بہت مباحثہ کیا تو انہوں نے ٹھہرایا کہ پاول اور برنہاس ہم سے جنہوں کو ساتھ لیکے ان سوال کے لئے جو رہیں اور شیطانوں کے پاس یہ وہ شامل میں جاویں؟ فتح

کا کلام سنایا تھا آؤ پھر اُن میں چل کر بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں اور
برہنہاس کی صلاح یعنی کہ یوقنا کو جو مرتضیٰ کہلاتا ہے اپنے ساتھ لے چلیں
مگر پوئس نے یہ بنا سب نہ جانا کہ جو شخص بھولہ میں کتا رہ کر کے اُس کلام کے
لئے ان کے ساتھ د گیا تھا اُس کو ہمراہ لے چلیں۔ پس اُن میں ایسی سخت
تکرار ہوئی کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور برہنہاس مرتضیٰ کو ساتھ
لے کر جہانہ پر گہری کو روانہ ہوا۔

ان تمام آیات سے صاف طور پر اس کی وضاحت ہو گئی کہ طبقہ آؤئی کے کسی پوئس
کو واجب الطاعت نبی نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی اُن کی باتوں کو فعل سے پاک تصور کرتے
تھے ورنہ تویر و شمیم کے سفر کی کیا ضرورت تھی؟ اسی طرح برہنہاس سخت تکرار کر کے اس
سے جدا نہ ہوتا۔ پوئس کی طرح دوسرے جوادی بھی واجب الطاعت نہیں تھے اور نہ
اپنے ہار سے میں انہوں نے ایسے خیال کا اظہار کیا اور باہم ایک دوسرے کو بھی وہ
اس قابل قرار نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ ایسا ہوتا تو وہ اس درپیش مسئلہ میں دکھتے ہو کر
بحث و تحقیق نہ کرتے۔

اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ پوئس اور دیگر جوادی حضرت خذیب مسوی کے

لے یہ آیت اُردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۲ء میں یوں ہیں؟ چند روز کے بعد پاول نے برنابا سے کہنا کہ
اڈاپے بھائیوں سے ہر ایک شہر میں جہاں ہم نے خداوند کے کلام کی بشارت دی ہے پھر کے
ملاقات کریں اور برنابا نے قصہ کیا کہ یوحنا کو جس کا لقب مرق تھا ساتھ لے کر پاول بھا
کہ ایسے شخص کو جو بھولہ میں اُن سے جدا ہو گیا اور کلام کے واسطے اور حکیم مراد آیا ساتھ لینا
خوب نہیں۔ اور انہیں ایسی شخص کی آمد دلی ہوئی کہ وہ آئیں سے جدا ہو گئے اور
برنابا مرق کو لیکے قریس کو تری سے روانہ ہوا۔ ۱۲ قہیم

مجتہد تھے ان کے احکام وحی کے بجائے اجتہادی ہوتے تھے اور حواری بھی باہم ایک دوسرے کو مجتہد ہی قرار دیتے تھے۔ چنانچہ یعقوب حواری صامت صامت کہتا ہے کہ "میرا فیصلہ یہ ہے" الخ

گیان دھرمیں دلیل | ۱۹۵۹ء میں یوں ہے -

لیکن جب کینا انطاکیہ میں آیا تو ہمیں سنے مدبر ہو کہ اس کی مخالفت کر کے کہ وہ ملامت کے لائق تھا۔ اس لئے کہ یعقوب کی طوت سے چند شخصوں کے لئے سے پہلے تو وہ غیر قوم داروں کے ساتھ کھایا کرتا تھا مگر جب وہ آئے تو معتزوں سے ڈر کر باز رہا اور کتا رہ گیا۔ اور باقی یہودیوں نے بھی اس کے ساتھ ہو کر ریا کاری کیا۔ یہاں تک کہ برنباں بھی ان کے ساتھ لیا کلائی میں پڑ گیا۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ خوشخبری کی سچائی کے موافق میری چال نہیں چلتے تو میں نے سب کے سامنے کینا سے کہا تو جب تو باوجود یہودی ہونے کے غیر قوموں کی طرح زندگی گزارتا ہے نہ کہ یہودیوں کی طرح تو غیر قوموں کو یہودیوں کی طرح چلنے پھرنے مجبور کرتا ہے۔"

دیکھئے اس سسٹو میں جگہ سے کی نویت اس حد تک پہنچ گئی کہ اجتہادی گنگو سے بھی بات آگے بڑھ گئی۔ حضرت پطرس حواری جو تمام عیسائیوں کے نزدیک زمیں الطوائفین اول

۱۷ کینا پطرس کا اصل نام ہے۔ لیکن مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل نام ثیمون تھا۔ بحال یہ تینوں نام ایک شخص کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو لوقا ۲۴: ۳۴ کرنتیوں کے نام پطراظ ۱۵: ۵ اور متی ۱۸: ۱۲ - بحیرہ

۱۸ ترجمہ مدو مطبوعہ ۱۹۵۲ء میں یہ آیات ان الفاظ میں ہیں "پر جب پطراظکیہ میں آیا تو (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت مسیح کے خلیفہ ہیں، پوئس اُن کو لائق ملامت اور مکار قرار دینا ہے اور اسی طرح کا صلہ گزیر نہایتیں اور دوسرے مسیحی حضرات کے ساتھ اِردار کھتا ہے اور فرماتا ہے کہ:-

”سب انجیل کی سیدھی راہ پر نہیں چلتے۔“

اور ہمیں احوال دین کو بھرے مجمع میں درشت لہجہ میں کہا کہ
 ”تو انجیل کے حکم کے خلاف غیر قوموں کو یہودیوں کی طرح چلنے پر مجبور کرتا ہے۔“
 لہذا اگر حضرت پطرس واجب الاماعت نہی ہوتے اور اُن کے کلام میں
 غلطی کا احتمال نہ ہوتا تو پوئس کا اُن کے حکم کو انجیل کی مخالفت قرار دے دینا
 کیسے ممکن تھا؟

اس ساری بحث سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ حوالہ دی حضرات دینی
 معاملات میں بھی غلطیاں کیا کرتے رہتے۔



ابقیہ حاشیہ ص ۱۱۷ سے آگے) میں نے اِردو اور اوس سے مقابلہ کیا اس
 لئے کہ وہ ملامت کے لائق تھا کیونکہ وہ پیشتر اوس سے کہ کئی شخص یعقوب کے یہاں
 سے آئے غیر قوموں کے ساتھ کھایا کرتا تھا جب دسے آئے تو محتوں سے شکر کے
 پیچھے ہٹا اور الگ ہوا اور باقی یہودیوں نے مجھ اوسکی طرح لکر کیا یہاں تک کہ مرنا یا بھی
 دب کر اونکے مکر میں شریک ہوا۔ جب میں نے دیکھا کہ دسے انجیل کی چھائی پر سیدھی چال نہیں
 چلتے ہیں نے سکھوں کے سامنے پتھر کو کہا کہ جب تو یہودی ہو کر غیر قوموں کی طرح نہ یہودیوں کی طرح زندگی
 کرتا ہے میں تو کسی واسطے غیر قوموں پر یہ جبر کرتا ہے کہ یہودیوں کے طرد پر چلیں۔“ ۱۲ فصیح

۲۔ انبیاء اور حواری حضرات گناہوں سے حتیٰ کہ
بیت پرستی اور شریک سے بھی معصوم نہیں تھے

پہلا شاہد

کتاب پیدائش باب ۶ آیت ۲۱ میں اردو ترجمہ
۱۹۵۹ء یوں ہے :-

”تو پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا۔“

دوسرا شاہد

کتاب موعظ اولیٰ باب ۱۱ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء میں
آیت ۲-۵ یوں ہے :-

۴ اور شام کے وقت داؤد اپنے پتنگ پر سے اُٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر
ٹھپٹے لگا اور چھت پر سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا جو تنہا ہی تھی۔
تب داؤد نے لوگ بھیج کر اُس عورت کا حال دریافت کیا اور کئی سٹے لگیا
کیا وہ دعوت کی بیٹی بنت سب سے نہیں جو حقیقی اور یاہ کی بیوی ہے۔ اور داؤد
نے لوگ بھیج کر اُسے بلایا اور اس کے پاس آئی اور اُس نے اس سے صحبت

۵ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء میں یہ آیت یوں ہے ”اور شراب پی اور اسے نشہ ہوا اور

اپنے غم سے اندر گر پڑے تا کہ پھینکے۔“ ۱۲ اقصیٰ

۶ اور یاہ حضرت داؤد علیہ السلام کی فوج کا ایک جرنیل تھا۔

کی رکن کو وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی، پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت
حاضر ہو گئی سو اس نے داؤد کے پاس خبر پوچھی کہ میں حاضر ہوں۔"

آیت ۱۵۷، ۱۵۸ ہے :-

"مہج کو داؤد نے اپنے آب سے لئے ایک خط لکھا اور اسے اوریاہ کے ہاتھ
بھیجا اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھسان میں سب سے آگے رکھنا
اور تم اس کے پاس سے ہٹ جانا کہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو۔"

آیت ۲۶، ۲۷ میں فرمایا ہے :-

"جب اوریاہ کی بیوی نے سنا کہ اس کا شوہر اوریاہ مر گیا تو وہ اپنے شوہر
کے لئے ماتم کرنے لگی اور چپ سوگ کے دن گزر گئے تو وہ داؤد سے اسے بلو کر

لے تو سب کی عبادت قدیم حوالہ میں مسئلہ آیت کا حصہ ہے اور مربوط ہے، الفاظ یہ ہیں :-

..... اور وہ اپنی ناپاکی سے اپنے کو ظاہر کر کے اپنے گھر چلی گئی۔" غیب

۱۵ اور تو فرج مطبوعہ ۱۸۴۴ء میں یہ آیت اس طرح ہے ۱۶ اور ایک دن شام کو ایسا ہوا
کہ داؤد اپنے فرسش پر سے اوشا اور اپنے قعر کے پام پر بیٹھے نگا اور وہاں سے اوس نے
ایک عورت کو دیکھا جو نہاد ہی تھی اور وہ عذرت نہایت خوبصورت تھی تب داؤد نے اس عورت کا
حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے، سو کہا گیا وہ العالم کی بیٹی ہے تب داؤد نے اس سے اور
داؤد نے لوگ بھیجے تاکہ اوس عورت کو داؤد پاس لائیں چنانچہ وہ اوس پاس آئی سو وہ اوس سے
ہم بستر ہوا اور وہ اپنی ناپاکی سے اپنے کو ظاہر کر کے اپنے گھر کو چلی گئی اور اس عورت کو پٹیا
رہ گیا سو اوس نے داؤد پاس خبر پوچھی کہ مجھے پٹیا رہ گیا " ۱۷ فہم

۱۸ یو آیت حضرت داؤد علیہ السلام کی فرج کا سپر سالار تھا۔ ۱۹ تھی

۲۰ ہمہ قدیم ادو ترجمہ ان آیات کمان الفاظ میں نقل کرتے ہیں اور ہمہ کو داؤد نے یو آیت کو لئے
خط لکھ کے اوریاہ کے ہاتھ میں دیا اور اوس سے روانہ کیا اور اوس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھس کر لگاری
کے وقت انڈری بیجو اور اوس کے پاس سے پھر آجو تاکہ وہ مارا جائے اور منقول ہو۔ ۲۱ فہم

اس کو اپنے گل میں رکھ لیا اور وہ اس کی بیوی ہو گئی اور اس سے اس کے ایک لڑکا ہوا اور اس کام سے جسے داؤد نے کیا تھا خداوند ناراخص ہوا ہے دیکھئے مذکورہ عبادت کی رو سے ادبیاہ کی بیوی کو ایک نظر دیکھتے ہی حضرت داؤد اس پر عاشق ہو گئے اور آدمی بیگ کر اُسے بلا لیا۔ پھر اس سے زنا کیا اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی اور بے چارے ادبیاہ کو محض اس کی بیوی حاصل کرنے کی خاطر ظالمانہ طریقے سے فریب دینے کو مروا ڈالا۔

تیسرا افسانہ

کتاب پیدائش باب ۱۹ آیت ۳۰-۳۴ اور تہجد سورہ ۱۹ میں لوط کے زنا پر حضرت لوط علیہ السلام کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

اور لوط ہنقرے نکل کر ہمارے دروازے پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ اُسے قنقرے بیٹے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک خانہ میں رہتے تھے۔ تب پہلوٹھی نے چوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے اور ہم اپنے باپ کو نئے پائیں اور اسیسے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ موانسوں نے اسی بات اپنے باپ کو نئے پائیں اور پہلوٹھی اور چھی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی پراس نے نہ جانا کہ وہ کب بیٹھی اور کب اٹھ گئی اور

۱۹ اور تہجد سورہ ۱۹ آیت ۳۰-۳۴ کے مطابق یہ آیات ان الفاظ میں ہیں "اور ادبیاہ کا جو رو اپنے شوہر ادبیاہ کا مرنا تھا کہ سوگ میں بیٹھی اور جب سوگ کے دن گزر گئے تو داؤد نے اسے اپنے گریں بلوایا اور اس سے اپنی جود کیا سو وہ اس کے لئے بیٹا بنی پر داؤد کے اس کام سے خداوند آزرده ہوا" ۱۲ نفیم

دوسرے روزیوں ہوا کہ پہلو ٹپٹی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو نہیں اپنے
 باپ نے ہم آغوش ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اس کو نے پلاتیا اور تو بھی
 جاگاؤں سے ہم آغوش ہوتا کہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اس
 رات بھی اٹھنے اپنے باپ کو نے پلائی اور چھوٹی ٹپٹی اور اس سے ہم آغوش
 ہوئی پر اس نے دیکھا کہ وہ کیسا بیٹی اور کب اٹھ گئی۔ سو لوط کی دونوں
 بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور
 اُس نے اس کا نام مویب رکھا وہ مویب کا باپ ہے جو اب تک موجود
 ہیں۔ اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اور اُس نے اس کا نام بن حنی رکھا
 وہی بنی حنون کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں۔

دیکھئے یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت لوط نے برابر دو رات تک شراب کے نشہ
 میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ زنا کیا۔ وہ دونوں اس زنا سے حاملہ ہو گئیں اور دونوں
 کے بیٹے ہوئے۔ مویب اور بنی حنون اسی صاحبزادوں کا اولاد ہیں۔
 تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام مسلسل دو راتیں اس مصیبت
 میں مبتلا رہے۔

چوتھا شاہد

کتاب سلاطین اول باب ۱۱ آیت ۴-۵ اور
 سلیمان کی بخت پرستی پر ترجمہ ۱۹۵۹ء میں یوں ہے :-

کیونکہ جب سلیمان بڑھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر موزوں
 کی طرف مائل کر لیا اور اُس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا

۱۔ قدیم اور ترجموں میں بھی یہ آیات تقریباً اسی الفاظ میں ہیں۔ ۱۰۰ نفیم

جیسا اُس کے باپ داؤد کا دل تھا۔ کیونکہ سلیمان صیدانجیل کی وروی عشتار تھا اور جنونیوں کے نفرتی ملکوم کی پروی کرنے لگا اور سلیمان نے خداوند کے آگے بدی کی اور اُس نے خداوند کی چوری پروی نہ کی جیسی اُس کے باپ داؤد نے کی تھی۔ پھر سلیمان نے موآبیوں کے نفرتی کو اُس کے لئے اُس پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے ہے اور بنی تھون کے نفرتی موکت کے لئے بلند مقام بنوایا۔ اِس نے ایسا ہی اپنی سب اجنبی بیویوں کی خاطر کیا جو اپنے دیوتاؤں

لے عبادت، ملکوم، کوٹس اور موکت ان جنوں کے نام ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں مختلف اقسام لے بنا رکھے تھے۔ - مانسی

میں نے ایک جہانی عالم سے ایک مرتبہ حضرت سلیمان کے جلسے میں بائبل کے ان الالامت کا ذکر کیا اور کہا کہ انبیاء عظیم السلام سے کبھی گناہوں کا صدور تو آپ کے نزدیک کبھی ہے لیکن کیا نبی کے مرتد ہوجانے کو بھی آپ تسلیم کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ نہیں! ہم تم سے شرک کا صدور ممکن نہیں سمجھتے۔ یہاں اِس پر حضرت سلیمان کے اس قصے کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے کہ درحقیقت سلیمان ہمارے نزدیک پیغمبر ہی نہ تھے وہ تو ایک بادشاہ تھے اور ہتھیار سے بادشاہ مرتد ہوجاتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ جواب بائبل سے ناواقفیت کی دلیل تھا۔ اس لئے کہ بائبل سے حضرت سلیمان کا نبی ہونا ثابت ہے۔ اول تو اس لئے کہ بائبل کے مجموعہ کتب میں سے کم از کم کتاب امثال و اتفاقاً طحاوی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعریف ہے اور دوسری طرف یہاں یوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ بائبل کی تمام کتابیں صاحب الہام اشخاص کی کہیں ہوئی ہیں۔ دوسرے بائبل کے متعدد مقامات پر یہ تصریح موجود ہے کہ حضرت سلیمان پر وحی نازل ہوئی تھی۔ مثلاً کتاب سلاطین اول میں ہے: "اور خداوند کا کلام سلیمان پر نازل ہوا کہ یہ گھر جو کس نے بنایا ہے۔ سو اگر تو میرے آئین پر طے الخ"۔ (سلاطین اول ۱۱۷) اس کے علاوہ جب جنوں کے مقام پر حضرت سلیمان کو خواب میں غواظ نظر آیا تھا تو اُس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں نے ایک واقعہ اور بچنے والا دل تجھ کو بخشا ایسا کہ تری باقی حاشیہ ص ۱۰۷

کے حضور بخیر جلائی اور قربانی گزارتی تھیں۔

دقیقہ حادثہ سے آگے، تیسری ماخذہ تو کوئی جو سے پہلے ہوا اور کوئی تیسرے بعد خود سامیہا ہو گا۔ ۱۲۱۳ھ میں ۱۲۱۳ھ میں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میلان آخر تک ایک رہیں گے اور کوئی ان کی طرح صاحب عقل و ثرواد و ماضیہ ولی نہ ہو گا۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہاں حضرت کو یہ بھی منظور ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو معرفت فاسق نہیں بلکہ کافر اور مرتد تک قرار دیدیں اور یہ بھی منظور ہے کہ کسی نبی کی نبوت سے بلا دلیل انکار کر دیں، لیکن یہ منظور نہیں کہ وہ ایک مرتد حضرت کے ساتھ یہ کہہ دیں کہ بائبل ناقابل اعتماد ہے اور اس میں بیانیہ کلام قرآن سے مراد نہیں گھرتا ہے۔ حق کو و اشکاف کرنے کا یہ منصب خود درحقیقت قرآن کریم کا ہے جس نے آج سے ہجرت کے پانچ لاکھ کی کجی کا بیان کر دیا تھا کہ یہ پورا فقہ حضرت میلان پر ایک شرمناک قسمت ہے۔ اور وَمَا كَفَرَ سُبْحٰنًا وَاَكْبَرًا الشَّيْطٰنُ كَفَرًا وَاَسْلَمَانَ كَافِرِينَ ہوا۔ عتقا بلکہ شایین نے کفر کیا تھا۔ (بقرہ ۱۲۲) ۱۲

۱۲۔ تہم حوالہ میں آخری جملوں ہے "اور وہ ان کے بھوں کے حضور بخیر جلائی کہ تا اور قربانی گزارتا کرتا تھا" الفاظ اور مفہوم کافر و مانع ہے ۱۲۔

۱۳۔ تہم اور درجے ان آیات کو یوں نقل کرتے ہیں "اور ایسا ہوا کہ جب میلان بولنا تھا ہوا تو اس کی جملوں نے اس کے دل کو اپنے مسجدوں کی طرف مائل کیا اور اس کے دل میں یہواہ کا شوق کامل نہ رہا۔ اس کے باپ داؤد کا تھا میلان نے صید نیوں کے بیوہ و عورتوں اور بنی عمون کی نفرتی حکوم کی پریشانی اور میلان ہڈی کے یہواہ کی نظر سے گر گیا اور اس نے یہواہ کی پوری فرماں برداری اپنے باپ داؤد کی طرف نہ کی چنانچہ میلان نے ہوا یہواہ کی نفرتی کا معنی کے لئے اس پر ہاڑ پر جو اور شلیم کے سامنے ہمارہ بنی عمون کی نفرتی حکوم کے لئے ایک بندہ رکھان بنا لیا اور یہواہ اس نے تہی ساری اپنی جو روئی کی خاطر کیا وہ اس کے تہوں کے حضور بخیر جلائی کرتا تھا اور قربانیوں گزارتا کرتا تھا" ۱۲۔

ذکیئے سلیمان علیہ السلام جن کو عیسائی بھی نبی مانتے تھے ان کی کتاب امثال اور
غزال القزلات کو الہامی کتاب تسلیم کرتے ہیں، بڑھاپے میں بڑھتی جاتی کرتے تھے۔ بقولنا
کے حضور بخیر جلا یا کرتے تھے اور قرآنیان گزرا تا کرتے تھے بلکہ اور یروشلم کے سامنے
پہاڑ پر بٹ خانہ بنایا تھا۔

طوالت کے خوف سے اسراٹیکل انبیاء کے اس طرح کے بس استہم ہی بطور نمونہ
حالات پر اکتفا کر کے ان حوالیوں کے چند حالات لکھتے ہیں کہ جن کو کسی ہی حضرات کوئی
سے بھی بلند مرتبہ قرار دیتے ہیں۔

پانچواں شاہد

پیٹرس، شیطان۔ خداوند کا مٹھی لٹفت | مٹی باب ۱۶، آیت ۲۳ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء
کے بارے میں جناب مسیح کا قول یوں مذکور ہے :-

”اُس نے پھر کہ پیٹرس سے کہا اے شیطان میرے نہانے سے دور ہونا تو
میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی
باتوں کا خیال رکھتا ہے۔“

۱۹۴۲ء کے مطبوعہ فارسی ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے کہ :-

-
- ۱۔ قدیم ترجمہ کے حوالے سے جس کا حوالہ گزشتہ صفحہ کے حاشیہ پر مذکور ہے ۔ ۱۲
- ۲۔ قدیم ترجمہ میں بھی مفہوم تقریباً اسی کے مطابق ہے البتہ ۱۹۴۲ء کے اردو ترجمہ میں
”اے شیطان مخالفت میرے“ لفظ کے الفاظ ہیں۔ جدید ترجمہ سے لفظ مخالفت
کا مفہوم اڑا دیا گیا ہے۔ قدیم حوالہ میں ۱۹۴۲ء و ۱۹۴۱ء دونوں کے حوالے میں ہم نے
صرف ۱۹۵۱ء پر اکتفا کیا ہے۔

۶ اور انعامت نمودہ پطرس را گفت ای شیطان از عقبت من برو کہ موجب ضرر
من است یعنی زیرا کہ سرشت تو از انبیات نیست بلکه از انسانیات است ۵

پچھٹا شاہد

یہوداہ اسکر یوتی کے لاپہلے وغیرہ پر | پچھٹا اس کا یہ حال تھا کہ صرف تیس روپے
کے لاپہلے میں جناب مسیح کو یہودیوں کے ہاتھ گرفتار کر دیا۔ اور پھر خود کشی کر کے حوام
موت مر گیا جس کی تفصیلی تصریح تھی باب ۲۶، ۱۲۶ میں مذکور ہے۔

ساتواں شاہد

گیارہ حواریوں کے گرد آ رہے | باقی گیارہ حواریوں کا حال یہ تھا کہ جناب مسیح کی گرفتاری
کے وقت ان کو دشمنوں کے ہاتھوں میں پھونڈ کر بھاگ
گئے۔ اس کے بعد جناب پطرس دیوان خانہ میں ایک طرف ہو کر تہجد دیکھنے کو تشریف
لائے تو مخالفین میں سے ایک شخص نے ان کو پہچان لیا۔ اس پر جناب رئیس الحواریین
نے سب کے سامنے انکار کیا۔ پھر جب دوسرے نے بھی پہچان لیا تو اس نے قسم کھا
کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو (یعنی عیسیٰ) کو نہیں جانتا۔ پھر جب تیسرے نے بھی
پہچان لیا تو اعظم الحواریین اس پر لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو
نہیں جانتا۔ گھے اس کی تصریح تھی باب ۲۶ میں موجود ہے۔

دیکھئے اُس وقت حواریوں کا بھاگ جانا، پھر جناب رئیس الحواریین کا تین مرتبہ
جھوٹ بولنا۔ دو مرتبہ مجبوری قسم کھا کر اور ایک مرتبہ لعنت کر کے کتنی بڑی غلطی اور
عظیم گناہ کا ارتکاب تھا۔

۱۶ مئی ۱۶۲۹ء سے مئی ۲۶ء : ۴۰ : ۴۶ : ۴۲

۱۷ مئی ۱۶۲۹ء سے مئی ۲۶ء : ۴۲ : ۴۶

انجیل کے بیان کے مطابق اپنے عروج آسمانی حکم مسیح علیہ السلام حواریوں کی بے
 اعتقادی اور سخت دلی کے شاک کی رہے جس کی تصریح مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴ میں
 موجود ہے۔ یہ آیت تیسری فصل میں گزرتی ہے یہ
 ولیم موراپنی اردو ترجمان میں لکھی ہوئی تاریخ کلیسا کے باب اول کی دفعہ ۱۳
 میں لکھتا ہے کہ :-

دنیائے حواریوں اور شاگردوں نے اب تک اس کی تعلیم کی حقیقت اور مطلب
 بالکل نہیں سمجھا تھا اور ان کا حسرت ایمان و تیری نعمتوں اور فائدوں کی امید
 میں لٹکا تھا اس کے گرفتار ہوتے ہی وہ سب بھاگ گئے اور پتھر سے
 جھڑت میں گیا وہاں اپنے جلاوطن کا انکار کیا پھر مسیح کے معلوب ہونے کے
 بعد سب بالکل مایوس اور ناامید ہو گئے ۱۱

اس عبارت کے مطابق بھی عیسیٰؑ کے شاگرد اور حواری بے اعتقاد اور دنیاوی نعمتوں
 کے طلب گار تھے۔ ان کی اجماع یقیناً اسی بنا پر تھی کہ عیسیٰؑ شہنشاہ بن جائیں گے اور
 ہم بھی حکمرانی کریں گے۔ اسی لئے ان کے معلوب ہو جانے کے بعد مایوس اور ناامید
 ہو گئے تھے۔ ولیم موراس کتاب کے مذکورہ باب کی دفعہ ۲۱ میں لکھتا ہے کہ :-
 وہ اس کے پیلے ریشمی زردی روح القدس کے انہوں نے حماوت میں سمجھا تھا کہ
 کی بادشاہت کسی ہوگی بلکہ جب وہ آسمان پر چڑھنے کو جاتا تھا انہوں نے
 پوچھا کہ کیا تو اسی وقت بادشاہت بنی اسرائیل کو پھر بحالی کرنے کا یعنی وہ
 بادشاہت دنیوی کی امید لکھتے تھے لیکن اب ان کی حماوت جاتی رہی اور

۱۔ علامہ برہنہ احمد فصل سوم زیر عنوان تترہاں شاہد متع - ۱۳ پنجیب

۲۔ جدید معنی "پطرس" ہے۔ متی ۱۶: ۱۸ - ۱۳ پنجیب

روح القدس نے ان کو سکھایا کہ حج کی بادشاہت صرف روحانی ہے۔^{۱۱}
 اس عبادت سے معلوم ہوتا ہے کہ حج کے عروج تک حواریوں کو اسی بادشاہت
 کی امید تھی۔ مگر روح القدس کے نزول کے بعد ان کی یہ جہالت جاتی رہی۔ لیکن وہ
 اس کے بعد بھی غلطیوں اور دیکھ بھول گناہوں کے مرتکب رہے۔ ان کا ہر قول و فعل ہرگز حجی
 کے مطابق نہ تھا۔ پولس اور پیطرس کا تذکرہ بالذات اس کا شاہد ہے۔^{۱۲}
 اگر یوں کہا جائے کہ انبیاء اور حواری اگرچہ دوسرے گناہوں کے مرتکب تو
 ہو جاتے ہیں لیکن جھوٹ نہیں بولتے۔ یہ تو جہد بھی صحیح نہیں اس لئے کہ حضرت پولس
 سے کئی مرتبہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا گذشتہ مکتوب میں ابھی گذر چکا ہے۔
 یہی اسرائیل کے انبیاء کے جھوٹ بولنے پر چند شواہد مزید ملاحظہ کریں:-

آنکھوں کا شاہد

ابراہیم کا جھوٹ | کتاب پیدائش باب ۲۰ کی آیت ۲ اردو ترجمہ ۱۹۵۹ء
 میں یوں ہے کہ:-

”اور ابراہیم نے اپنی بیوی سارا کے حق میں کہا کہ وہ میری بہن ہے۔“

۱۱ ملاحظہ ہو ذیل عنوان ”دسویں دلیل“ ص ۳۲۳

۱۲ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۳ء میں اس آیت کے الفاظ یہ ہیں ”اور ابراہیم اپنی بہن سارا
 کی بہت بولا کہ میری بہن ہے۔“ ص ۱۲، فہم

۱۳ یہاں یہ واضح رہے کہ اس جگہ معصفت یہ اعتراض الزامی طبع پر کر رہے ہیں اس لئے خود
 مسیحی علماء (مثلاً معصفت طریقہ الادویات) نے اسے حضرت ابراہیم کی غلطی قرار دیا ہے ورنہ جہاں تک
 نفس واقعہ کا تعلق ہے ہمارے نزدیک وہ غلط نہیں ہے اور حضرت ابراہیم نے حضرت ساراہ
 کو اپنی بہن قرار دیا وہ درحقیقت جھوٹ نہ تھا بلکہ ایک قسم کا توہم یا تھنا ریت یہ حاشیہ دیکھئے ص ۳۱۳ پر

نوائے شاہد

اسحاق کا جھوٹ | کتاب پیدائش باب ۲۶ کی آیت ۷۰۶ میں یوں ہے کہ -

”ہیں اسحاق جرار میں رہنے لگا اور وہاں کے باشندوں نے اُس سے اُس کی بیوی کی بابت پوچھا، اُس نے کہا وہ میری بہن ہے۔ کیونکہ وہ میری بیوی جی رہتی ہے اور یہ سوچ کر کہ کہیں ریت کے سب سے وہاں کے لوگ اُسے قتل نہ کر ڈالیں کیونکہ وہ خوبصورت تھی“

زقیہ عاشقہ ص ۳۸۰ سے آگے، اس لئے کہ ایک طرف تو حضرت ہارہ ان کی غلامی میں تھیں۔ دوسری طرف چونکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اس لئے وہ ان کی تنہا دینی بہن ہی تھیں، بن سے حضرت ابراہیم کی مراد بھی تھی اور جہاں کفار کی طرف سے قتل ہو جانے کا اندیشہ ہوا وہاں اس قسم کا تعدیہ یا اتفاق جائز بلکہ بعض حالات میں واجب ہے جہاں مصنف نے اس واقعہ کو حضرت ابراہیم پر ایک الزام کی حیثیت سے صرف اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ یہ کسی علماء کے نزدیک ان کا گتہ تھا۔

دوسرے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ علاقہ بین سے نکاح ابراہیمی شریعت میں جائز تھا اور معمولی شریعت میں اسے منسوخ کر دیا گیا۔ اس وضاحت پر ضرور مصنف کی بھی ایک عبادت موجود ہے۔ وہ اپنی کتاب ”الزلالہ اشکوگ“ میں لکھتے ہیں:-

”اور بعض جملہ سے نزدیک موقوف نہیں مگر یہ لوگ جو خطا سمجھتے ہیں تو الزاماً اس کو بھی نقل کیا گیا“ (الزلالہ اشکوگ صفحہ ۳۳۷ ج ۲) ۱۲ تفسیر

۱۵۔ قدیم حوالہ میں جرار کے بھائے ”خلوی“ کا لفظ ہے۔ ۱۲۔ نجیب

۱۶۔ عاشقہ پیش نظر ہے جو ہم نے آٹھویں شمارہ کے وقت شمارہ نمبر میں دی ہے۔ ۱۲۔ تفسیر

دسواں شاہد

کتاب پیدائش باب ۲۴ کی آیت ۱۹، ۲۰، ۲۱ اور ۲۲
یعقوب کا جھوٹ اور دغا میں یوں ہے کہ :-

» یعقوب نے اپنے باپ سے کہا میں تیرا پہلو ٹٹا عیسو ہوں۔ میں نے تیرے
 کپڑے کے ملائیں کیا ہے۔ سو خدا اٹھ ادر بیٹھ کر میرے شکار کا گوشت کا
 تاکو مجھے دل سے دُعا دے۔ تب اسحاق نے اپنے بیٹے سے کہا
 بیٹا! تجھے یہ اس قدر جلد کیسے مل گیا؟ اُس نے کہا، اس لئے کہ خداوند
 تیرے خزانے میرا کام بنا دیا۔ تب اسحاق نے یعقوب سے کہا لالے میرے
 بیٹے ذرا نزدیک آ کہ میں تجھے لٹولوں کہ تو میرا وہی بیٹا عیسو ہے یا نہیں؟
 تب اُس نے پوچھا کہ کیا تو میرا بیٹا عیسو ہی ہے؟ اُس نے کہا
 میں وہی ہوں ۱۹ ۲۰ ۲۱

دیکھئے اس مقام پر حضرت یعقوب نے اپنے باپ سے کئی مرتبہ جھوٹ بولا اور دغا کیا۔
 اسی لئے عیسو کے جواب میں حضرت اسحاق نے یہ جملہ لکھا کہ :-
 ... تیرا بھائی دغا سے آیا اور تیری برکت لے گیا ۲۰
 جس کی تفسیر مذکورہ باب کی آیت ۳۵ میں مرقوم ہے ۔

۱۹۔ تو میں نے کہا، اصل سزا میں عیسو ہے، ہم نے پوری آیت کو نقل کر دیا ہے۔ اصل نسخہ
 میں صرف یوں ہے ”تب اسحاق نے یعقوب کو کہا الخ“ ۱۹ بحیب
 ۲۰۔ قدیم اردو ترجمے ان آیات کو اس طرح نقل کرتے ہیں ”یعقوب اپنے باپ سے بولا کہ میں
 تیرا پہلو ٹٹا عیسو ہوں جیسا تو نے مجھے کہا تھا میں نے کیا... الخ“ تب اسحاق نے اپنے بیٹے سے کہا یہ کیا
 ہے کہ تو نے ایسا جملہ پایا اسے میرے بیٹے وہ بولا اس لئے کہ میرا وہ تیرا بھائی ہے اس لایا تب اسحاق نے یعقوب
 کو کہا الخ کہ تو میرا وہی بیٹا عیسو ہے وہ بولا کہ نہیں وہی ہوں ۱۹ ۲۰ بحیب

گیادہ ہواں شاہد

آبِ موشلِ اولِ بابِ ۲۱ کی آیت ۴، ۳، ۲، ۱ اور ۸ میں
داؤد کے جھوٹ طرح ہیں کہ :-

• داؤد نے انجیلک کاہن سے کہا کہ بادشاہ نے مجھے ایک کام کا حکم کر کے
 کہا ہے کہ جس کام پر میں تجھے بھیجتا ہوں اور جو حکم میں نے تجھے دیا ہے وہ
 کسی شخص پر ظاہر نہ ہو۔ سو میں نے جو انوں کو فلاحی فلاحی جگہ بٹھا دیا ہے
 پس اب تیرے ہاں کیا ہے؟ میرے ہاتھ میں روٹیوں کے پانچ گروہے
 یا جو کچھ موجود ہو دے۔

تب کاہن نے مقصد میں روٹی اس کو دی الخ
 پھر داؤد نے انجیلک سے پوچھا کیا یہاں تیرے پاس کوئی نیرہ یا تلوار
 نہیں؟ کیونکہ میں اپنی تلوار اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لایا کیونکہ
 کے کام کی جلدی تھی۔

دیکھئے داؤد نے یہاں دو مرتبہ جھوٹ بولا ہے۔ حالانکہ وہ ساؤل سے باطنی ہو کر فرار
 ہونے تھے مگر یہاں آکر کیا کہا۔ اور اس جھوٹ بولنے کی وجہ سے انجیلک نے اسے
 :۱۱: قتل کر دیا اور ایک تلوار دی اس سے ایک ساؤل نے پہچانی کہ انوں نے انجیلک اور اس
 لے اور توجہ مطلوبہ ۲۲ میں یہ آیات ان الفاظ میں ہیں "سو داؤد نے انجیلک کاہن
 کو کہا کہ بادشاہ نے مجھے ایک کام کو بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ کام جو میں نے تجھے کہا ہے
 کسی پر آشکارا نہ ہووے اور لوگوں کو میں نے فلاحی فلاحی جگہ بھیج دیا ہے اب بتا تیرے پاس
 کچھ ہے ایک پانچ گروہے روٹیوں کے یا جو کچھ حاضر ہو سو میرے ہاتھ میں ہوے سو کام میں نے تیرے
 روٹی اور کوئی الخ پھر داؤد نے انجیلک سے پوچھا کہ تیرے قابو میں کوئی نیرہ یا ہتھیار تو نہیں کیونکہ میں
 اپنی تلوار اور اپنے ہتھیار نہیں لایا کیونکہ بادشاہ کے کام کی جلدی تھی۔" ۱۲

کے تمام خاندان سمیت ان کے شہر کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں حتیٰ کہ جانوروں کو بھی تہ تیغ کر ڈالا۔

پہنچ کر کتاب مانگیر کے باب ۲۲ کی آیت ۱۱، ۱۲، ۱۳ اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے :-

”تب بادشاہ نے اخیطوب کے بیٹے اخیطک کا ہن کو اور اس کے باپ کے سارے گھرانے کو یعنی ان کا ہنوں کو جو کوب ممانتے بلوا بھیجا اور وہ سب بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔“
 بادشاہ نے کہا اے اخیطک! تو اور تیرے باپ کا سارا گھرانہ ضرور مار ڈالا جائے گا۔

تب بادشاہ نے دو ٹیگ سے کہا تو میرا ذرا ان کا ہنوں پر حملہ کر، سو آدمی دو ٹیگ نے مڑ کر کا ہنوں پر حملہ کیا اور اس دن اس نے پچاسی آدمی جو کمان کے انڈ پینے تھے قتل کئے اور اسی دن کا ہنوں کے شہر نوب کو تلوار کی دھار سے مارا اور مردوں اور عورتوں اور لڑکیوں اور دودھ پینے بچوں اور بیلیوں اور گدھوں اور بھیڑ بکریوں کو تہ تیغ کیا۔“

۱۱۔ اور تو ترجمہ مہر مہر میں ان آیات کے الفاظ یوں ہیں ”تب بادشاہ نے اخیطوب کے بیٹے اخیطک کا ہن کو اور اس کے باپ کے سارے گھرانے اور کا ہنوں کو کوب سے بلوا بھیجا اور وہ سب بادشاہ پاس حاضر ہوئے تب بادشاہ بولا اخیطک تو واجب القتل ہے تو اور تیرے باپ کا سارا گھرانہ تب بادشاہ نے دواغ کو کہا تو میرا ذرا ان کا ہنوں پر حملہ کر سو آدمی دواغ پھرا اور کا ہنوں پر حملہ کیا اور اس نے پچاسی آدمی جو کمان کی انڈ پینے ہوئے تھے قتل کئے اور ان سے کا ہنوں کے شہر نوب میں مردوں اور عورتوں اور لڑکیوں اور دودھ پینے بچوں اور بیلیوں اور گدھوں اور بھیڑوں کو تہ تیغ سے ایک نعت قتل کیا۔“ ۱۲ نفیس

خلافتِ سبوت مذکورہ جہالتوں سے ابراہیم، اسحاق، یعقوب اور داؤد علیہم السلام عیسانی حضرات ان تمام کو نبی اور حضرت عیسیٰ کے اجداد مانتے ہیں، ان کا اور اسی طرح زمیں الخواریزین پطرس کا، جن کو عیسانی مہوتی سے بھی افضل قرار دیتے ہیں جھوٹ بولنا ثابت ہو گیا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ لوگ اگرچہ زنا اور بت پرستی وغیرہ بڑے بڑے گناہ بھی کرتے تھے اور کبھی کبھی جھوٹ بھی بول لیتے تھے، مگر کبھی ایسا تو نہیں کیا کہ کوئی ایسا حکم جو خدا کی طرف سے نہ ہو، جھوٹ بول کر اس کو خدا کا حکم بتایا ہو۔ جیسا کہ پادری فنڈر نے کبھی تیزان الحق "مطبوعہ ۱۸۵۰ء" کے صفحہ ۴ پر تحریر کیا ہے یہ بھی عذر لنگ ہے کیونکہ ۱۔

بادشاہان شاہد

انبیاء کا تبلیغ وحی میں بھی جھوٹ بولنا کتاب سلاطین اول باب ۱۳، آیت ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ میں بیرواہ سے آ کر بنی اسرائیل کے بادشاہ یربعام کو یہ خبر کہ اس مذبح کو جو تو نے بنایا ہے داؤد کے گھرانے کا بادشاہ یوسیاہ گرا دے گا یا سنا کر واپس اپنے وطن کو جانے والے ایک نبی کے ہارے میں یوں مرقوم ہے ۱۔

"اور بیت ایل میں ایک بڑھائی رہتا تھا سو اس کے بیٹوں میں سے ایک نے آکر وہ سب کام جو اس مرد خدا نے اس مذہبیت ایل میں کئے اُسے بتائے تو سو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے لئے گدھے پر نہ لیں کسی دو الخو وہاں
۱۔ عظیم حوالہ میں اس کے بیٹوں میں سے ایک نے آکر الخو کے بجائے اوسکے بیٹے اعل پاس آئے" ہے۔ ایک کی تخصیص محل نظر ہے۔ قدیم و جدید ترجموں میں سے ایک میں ضرور تحریر ہوئی ہے۔ ۱۲

پڑھا اور اس امر کے نیچے چلا اور اُسے بلوط کے ایک درخت کے
نیچے بیٹھے پایا۔ الخ آیت ۲۹

دیکھئے اس بڑے ہیغیر نے جس کے لئے اس باب میں پانچ جگہ نبی کہا گیا
ہے آیت ۲۰ میں اس نے خود ہی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور آیت ۲۰ میں ان کی
نبوت حقہ کا تصدیق موجود ہے۔ خدا پر کیسا بہتان گھڑا اور ایکس غریب ہیغیر کو
عبوث بول کر خدا کے غضب میں گرفتار کر دیا کے مرد اٹھا لا۔

اس ہیغیر نے اس مقام پر بلاشبہ ایک ایسے حکم کو جو خدا کی طرف سے نہیں
تھا، خدا کا حکم بتایا۔ چنانچہ اس طرح انبیاء اسرائیل کا تبلیغ وحی میں بھی عبوث
بولنا ثابت ہو گیا۔

۳۔ کرامت کا صدور اور محض روح القدس مستفیض

ہونا نہ نبوت کی دلیل ہے اور نہ ایمان کی۔

پہلا اعتراف

سبح کا تواریخوں کے نبی نہ ہونے پر
۱۴۵۹ھ میں یوں ہے :-

وہ اُس دن جبیر سے کہے کہ اے خداوند! اے خداوند! کیا ہم نے تیرے

لئے تر جہا رد و بطور ۳۳۳ آیت اس طرح نقل ہوئی ہیں اور وقت بیت الی میں ایک جود صافی دہتا تھا
سولہ کے بیٹے اوس ہاں آئے اور ان کا سون کی جو مرد خدا نے اوس روز بیت الی میں کھلائے غیری الم پھونکنے
اپنے بیٹوں کے کہا کہ میرے لئے کہہ پڑھنا بانہ و الخ تب وہ اوس پر چڑھا اور اوس مرد خدا کے نیچے چلا سوا
بظلم کے درخت کے نیچے بیٹھا پایا الخ آیت ۲۹ - ۱۲ فہیم

نام سے نبوت نہیں کی اور تیسرے نام سے بدو دھن کو نہیں نکالا اور تیسرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے؟ اُس وقت میں اُن سے صاف کہہ دوں گا کہ میری کجی تم سے واقفیت دہتی، اسے بدکارو! میرے پاس سے چلے جاؤ۔

دیکھئے اس میں ان لوگوں کو جنہوں نے نبیؐ کے رسول ہونے کا دعویٰ کیا بہت سے معجزے اور کرامات دکھائیں، بدکار قرار دیا اور فرمایا میرے مرید نہیں۔ تفسیر ہنری اسکاٹ میں لکھا ہے کہ :-

مکن ہے کہ صرف معجزوں والا ایمان پائے جائے قطع نظر اس سے کہ وہ ایسا بہتات کا وسیلہ اور عشق و اطاعت کے اعمال بخاندانے کا سبب بھی بن سکے۔ نہ قانون پر عبور اور مریطوں کی شنایابی کی قدرت دنیا میں مقبول کرنا ہے مگر خدا کے ہاں خالص پاکیزگی مقبول ہے۔ خدا کا فضل انسان کو آسمان پر لے جائے گا۔ خدا اس سے کرامت کا صدور دہی ہو اور خدا کے فضل کے بغیر معجزہ انسان کو آسمان پر نہیں لے جائے۔ اب چونکہ کرامت کا صدور موقوف ہو چکا لہذا اس کو معجزہ کی بھی ضرورت نہیں رہی۔

دیکھئے اس میں اس بات کا برعکس اعتراض کیا گیا ہے کہ ایسے ایمان کا وجود جس کے سبب معجزے صدور میں آسکیں۔ بہتات کا وسیلہ بننے والے ایمان کے بغیر بھی ممکن ہے۔

لے اور توجہ طلبہ کے مشورے کے مطابق ان کرامت کی حرامت اس طرح ہے اوس دن تیسرے مجھے کہیں گے اسے خدا خدا سے خدا خدا کیا ہم نے تیسرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیسرے نام سے دعوے کو نہیں نکالا اور تیسرے نام سے بہت سے کراماتیں ظاہر نہیں کیں اور وقت میں اونسے صاف کہوں گا کہ میں کبھی تم سے نصرت نہ تھا اسے بدکارو میرے پاس سے قطع ہو۔ نفیم

دوسرا اعتراض

یہوداہ مسیح کا دشمن اور مرتد تھا۔^{۱۲} اتنی باب ۱۱ آیت ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴ اور ترمیم ۱۹۵۶ء
میں یوں ہے کہ۔

پھر اس نے اپنے بارہ شاگردوں کو پاس بلا کر ان کو تاپاک دھوی پر اختیار
بخشا کہ ان کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری کو دور کریں
اور بارہ رسولوں کے نام یہ ہیں پہلا شمعون جو پطرس کہلاتا ہے الخ
..... شمعون کنانی اور یہوداہ اسکریوتی، جس نے اسے پہرے بھی دیا۔ ان بارہ

کو یوحنا نے بھیجا اور تم دے کر کہا الخ

یہاں یوں کو اچھا کرنا، مردوں کو جلا، کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا، مردوں

کو نکالنا۔ تم نے صفت پایا صفت دینا۔

دیکھئے اس جگہ پطرس حواری کی طرح یہوداہ اسکریوتی کو بھی حواری شمار کیا گیا ہے
اور اسے یہاں یوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرنے، مردوں کو زندہ کرنے اور شجرت
آسیب لگانے کی قدرت حاصل تھی۔ مردوں کو زندہ کرنے اور کرامات و معجزات
کی قدرت رکھنے والا یہ بھی رسول جو عیسائیوں کے ذمہ میں یقیناً رسول اللہ تھا

۱۲۔ اور ترجمہ مطبوعہ مشہور میں یہ آیات اس طرح مرقوم ہیں پہلے اپنے بارہ
شاگردوں کو پاس بلا کر انہیں قدرت بخشا کہ تاپاک دھویوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری
اور دکھ اور درد کو دور کریں اور بارہ رسولوں کا یہ نام ہے پہلا شمعون جو پتر کہلاتا الخ شمعون
کنانی اور یہوداہ اسکریوتی جس نے اسے پہرے دیا۔ یہوداہ نے ان بارہوں کو فرما کے بھیجا
یہاں یوں کو چھٹا کرنا، کوڑھیوں کو پاک صاف کروا، مردوں کو جلاؤ دیوں کو نکالنا تم نے

صفت پایا صفت دینا۔ ۱۲ انجیل

انہی لوگوں کی تصریحات کے مطابق وہی شخص ہے جس نے صرف تیس روپے کے لاپٹے میں حضرت علیؓ کو گرفتار کر دیا۔ مرتد ہو گیا اور گلے میں پھانسی لگا کر حرام موت مر گیا۔

تیسرا اعتراف

صحیح مسلم ۲۴ باب ۲۴ آیت ۲۳ اور ترجمہ السنن کے مطابق جھوٹے بیانی کی طاقت یوں ہے :-

”کیے نکہت سے جھوٹے بیانی ظاہر ہوں گے اور ایسے بڑے مجرمے اور کراہتیں دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو وہ ہرگز یہ دین کو بھی گمراہ کرتے“

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے ۲۹: ۱۱۴، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۶ اور ۲۴: ۳-۵ ۱۲ بحیث

۲۔ یہود اور مسکرونی کی صورت - صحیح مسلم ۲۴ باب ۲۴ آیت ۵ اس طرح ہے :

”اور وہ یہودیوں کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی“

مگر اعمال باب ۱۱۱۱ میں صورت کی دوسری وجہ بیان کی گئی ہے جو یہ ہے :

”اس نے ہر کاری کی کٹائی سے ایک کینٹ حاصل کیا اور عمر کے نکل گرا اور اس کا بیٹ

پہنٹ گیا اور کسی سب اتھریاں نکل پڑیں اور یہ یروشلم کے سب روپے والوں کو معلوم ہوا“

مگر انجیل برنباس کی شہادت کے مطابق حضرت یوحنا کو سولی نہیں دی گئی بلکہ انہیں مسلمان پر

اٹھایا گیا ان کے بھانجے یہوداہ اسکریوٹی کی صورت بدل دی گئی اور اس کو پھانسی دی گئی۔ طاعتی

۳۔ ۱۹ اور ۲۰ کے دو ترجمہ میں آیت یوں ہے ”کیونکہ جھوٹے بیانی اور جھوٹے بیانی آٹھ گھڑے

ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو ہرگز یہ دین کو بھی گمراہ کر لیں“

ایک ہی زبان کے تین نسخوں کی عبادت میں تفاوت کے علاوہ لفظ ”جھوٹے بیانی“ کا ایک نسخہ میں

اضافہ کا مطلب یا تو اس میں الحاق ہے یا پھر دوسروں سے نکال دیا گیا۔ بہر صورت تخریف

واقع ہو گئی - ۱۳ بحیث -

اور آیت ۱۸۴ کے مطبوعہ اردو ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے کہ :-
 "کہ جو بڑے سیخ اور جو بڑے نبی ظاہر ہوں گے اور ایسے بڑے معجزے اور
 کرامتیں دکھائیں گے انہوں
 ۱۸۴ کے عربی ترجمہ میں بھی آیت اسی طرح ہے :-

"فانہو سيقور مسیحو کذب و انبیاء کذبة و يعطون علامات
 عظيمة و معجزات - الخ

دیکھئے اس آیت کی لٹ سے جو بڑے سیخ اور جو بڑے نبی میں اتنے بڑے معجزے اور
 کرامات دکھانے کی طاقت ہوتی ہے کہ ہرگز یہ خدا کو گمراہ کر ڈالے۔

چوتھا اعتراض

تفسیر کیوں کے نام دوسرے خطبے کے باب ۲ آیت
 ۱۰۸ ۱۰۹ کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

"اس وقت وہ یہ دین ظاہر ہو گا جسے خداوند لیوچ اپنے منہ کی پھونک
 سے ہلاک اور اپنی آمد کی بجلی سے نیست کرے گا اور جس کی آمد شیطان کی
 تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ ملے
 آیت ۱۸۴ کے ترجمہ میں یوں ہے :-

"اور اس کا آنا شیطان کے کاہنوں کے مطابق ہر طرح کی قدرت
 اور جھوٹی عجائبات و خرابی کے ساتھ"

اور یہ آیت ۱۸۴ کے فارسی ترجمہ میں اس طرح ہے :-

دو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴ میں یہ آیات اسی طرح ہیں "تب وہ بڑے شریخ ظاہر ہو گا جسے
 خداوند اپنے منہ کے دم سے فنا اور اپنے آنے کی شکر سے نیست کر دے گا اور لوگ ان شیطان کے کیسے
 کمال قدرت اور جھوٹی عجائبات و خرابی کے ساتھ ہو گا" ۱۱۱

”دو ٹھوس اذکار شیطان باہر قسم مجزہ و عجائب خراب کا ذب مہیا شد“
 دیکھیے پوائی جس شخص کو بے دین لکھتا ہے ہر طرح کی قدرت کا مالک ہوگا اور
 معجزے دکھائے گا۔

پانچواں اعتراف

جن آسیب کو نکالنا دلیل نبوت نہیں | یوسی بیس اپنی تاریخ کی آٹھویں کتاب
 کے باب میں لکھتا ہے کہ :-

”اسلام نے بہت سے ایسے منتر ایجاد کئے تھے جن سے یہاں لوگوں کو شفاء
 ہو جاتی تھی۔ اسی طرح ایسے عمل ایجاد کئے تھے جن کے ذریعے جن اور
 آسیب کو نکالنا جانا وہ عمل آج بھی بڑے پیمانے پر جاری ہیں۔ میں نے
 خود دیکھا ہے کہ میرے ہم وطن البعز نے بادشاہ حسن ثانی کے اس کے
 بیٹوں اور لہراء کے سامنے لوگوں سے حجہ اور آسیب آنا دینے کا س
 کے آنا نے کا طریقہ تھا کہ وہ آسیب کو وہ شخص کے شخصوں میں ایک چھٹا
 رکھ کر آسیب کو شخصوں کے راستے نکال لیتا تھا۔ ایسا کہتے ہی آسیب وہ
 شخص فوراً گر جاتا اس کے بعد جن سے دوبارہ طلب نہ آئے گا اقرار
 لیتا۔ اس دوران وہ منتر پڑھتا اور سلیمان کا نام لیتا رہتا تھا۔ لوگوں کو
 یقین دلانے کے لئے کہو قصہ پانی سے بھرا ہوا ایک برتن رکھ دیتا
 اور جن کو نکالنے کے بعد اس برتن کو اٹھ دینے کا حکم کرتا اور وہ جن
 اٹھ دیتا تھا“

میں کہتا ہوں کہ جب وہ عمل یوسی بیس کے عہد میں بڑے پیمانے پر جاری تھے تو
 حضرت یحییٰ اور حواریوں کے زمانہ میں تو اور بھی زیادہ ہوں گے۔ ہمارے اس زمانہ
 میں ہندوستان میں بھی سینکڑوں عالِمِ جہزات موجود ہیں جو جن آسیب کو طلوی عمل یا

سفلی عمل کے زور سے نکال دیتے ہیں۔
جن سے ثابت ہوا کہ جن آسیب کو نکال دینا کبھی بھی نبوت کی دلیل
نہیں بن سکتا۔

چھٹا اعتراف

کتاب سونیل اولیٰ باب ۶۰ آیت ۱۰-۱۳ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۸۱ء
میں یوں ہے کہ :-

۱۰ اور جب وہ اُدھر اُس پہاڑ کے پاس آئے تو نبیوں کی ایک جماعت اُس
کو ملی اور خدا کی روح اُس پر زور سے نازل ہوئی اور وہ بھی اُن کے
درمیان نبوت کرنے لگا اور ایسا ہوا کہ جب اُس کے اگلے جان پہچانوں
نے یہ دیکھا کہ وہ نبیوں کے درمیان نبوت کر رہا ہے تو وہ ایک دوسرے
سے کہنے لگے۔ تمہیں کسے بیٹے کو کیا ہو گیا؟ وہ کیا ساؤل بھی نبیوں میں شامل
ہے؟ اور وہاں کے ایک آدمی نے جواب دیا کہ جھلا اُن کا باپ کون ہے؟
تب ہی سے یہ مثل چلی کیا ساؤل بھی نبیوں میں ہے اور جب وہ نبوت کر چکا
تو اُوپے مقام میں آیا۔ ۱۱

اور اسی کتاب کے باب ۱۱ کی آیت ۶ یوں ہے :-

۱۱ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۸۱ء میں یہ آیات ان الفاظ میں ہیں اور جب وہ جنت کو گئے تو
نبیوں کا گروہ اون سے دوچار ہوا اور خدا کی روح اُس پر چڑھی اور اون سے بھی اونکے درمیان
نبوت کی خبر اونکے اگلے جان پہچانوں نے جاری دیکھا کہ وہ نبیوں کے درمیان نبوت کرتا ہے تو ایک نے
دوسرے سے کہا کہ تمہیں کسے بیٹے کو کیا ہوا؟ کیا ساؤل بھی نبیوں کے درمیان ہے اور ایک نے
اونہیں سے جواب دیا اور کہا کہ اون کا باپ کون ہے تب ہی سے یہ مثل چلی کیا ساؤل بھی نبیوں میں ہے؟
سو جب وہ نبوت کر چکا تو اُوپے مکان میں آیا۔ ۱۲ نفیم

” جب ساؤل نے یہ باتیں سنیں تو خدا کی روح اس پر نود سے نازل ہوئی

اور اُس کا فقہ نہایت بھرپور کا۔“ ۱۱

ان عبادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ساؤل بھی روح القدس سے مستفیض تھا اور روح القدس اس پر نازل ہوتا تھا۔ مگر کتاب مذکور کے باب ۱۶ کی آیت ۱۵۱۳ میں اس طرح ہے کہ :-

” اور خداوند کی روح ساؤل سے جدا ہو گئی اور خداوند کی طرف سے ایک بری روح

اُسے ستانے لگی اور ساؤل کے ملازموں نے اس سے کہا دیکھ اب ایک بُری

روح خدا کی طرف سے تجھے ستاتی ہے۔“ ۱۲

اور آیت ۲۳ میں اس طرح ہے :-

” سو جب وہ بُری روح خدا کی طرف سے ساؤل پر چڑھتی تھی تو داؤد

بربط نے کربا تھ سے بھانا تھا اور ساؤل کی کوزاحت ہوتی اور وہ بچا لیا اور

جانا تھا اور وہ بری روح اس سے اتر جاتی تھی۔“ ۱۳

” سو جب وہ بری روح خدا کی طرف سے الخ ۱۸۳۸ کے فارسی ترجمہ میں یوں ہے :-

” وہ دو چہین اتفاق افتاد کہ ہر گاہ روح کسیست از طرف خدا بر ساؤل نازل شد الخ

۱۱۔ ” قدیم اردو ترجمے میں یہ آیت ان الفاظ میں ہے ” اور جو نبی ساؤل نے یہ سنا ہے سنے دو نہیں

خدا کی روح اسی پر چڑھی اور اس کا فقہ بے طرح بھرپور کا۔“ ۱۲۔ ” قدیم

۱۱۔ ” قدیم اردو ترجموں میں یہ آیات اس طرح ہیں ” اور خداوند کی روح ساؤل پر سے چلی گئی

اور خداوند کے حکم سے ایک روح اسے ستانے لگی تب ساؤل کے خادموں نے اسے کہا دیکھ

اب ایک شریر روح خدا کی طرف سے تجھے ستاتی ہے۔“ ۱۳۔ ” قدیم

۱۱۔ ” یہ آیت قدیم اردو ترجموں میں اس طرح ہے ” اور ایسا ہوا کہ جب خدا کی روح ساؤل پر

چڑھتی تھی تو داؤد بربط ہاتھ سے بھانا تھا اور ساؤل کو شوق ہوتا تھا اور راحت پاتا تھا اور شریر روح اُس پر چڑھتی تھی الخ

اور شہادت کے فارسی ترجمہ میں اس طرح ہے کہ :-
 "وواقع شد بمقام تاثیر روح معز از جانب خدا الخ
 (قدیم) اردو ترجموں میں "خدا کی روح ساڈلی پر چڑھتی" الخ ہے جبکہ فارسی ترجموں
 میں اس کو "روح کیسیت" اور "روح معز" کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ روح خدا سے مراد روح شیطان ہی ہے۔ یہ تو ایک انگ
 بحث ہے۔

بہر حال روح خدا کے جدا ہونے کے بعد خدا کے حکم سے ساڈلی پر ایک
 روح شیطانی مسقط ہوگئی اور روح رحمانی اور شیطانی کا یہ جامع پیغمبر دونوں
 سے مستفیض تھا۔ روح شیطانی کے مسقط ہو جانے کے بعد روح القدس سے
 استغاضہ ختم نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ کتاب مذکور کے باب ۱۹ کی آیت ۲۳، ۲۴
 اردو ترجمہ ۱۹ میں یوں ہے :-

متب وہ ادھر آئے کہ نبوت کی طرف چلا اور خدا کی روح اس پر بھی
 نازل ہوئی اور وہ چلتے چلتے نبوت کہتا ہوا آئے کہ نبوت میں پہنچا اور
 اس نے بھی اپنے کپڑے اتارے اور وہ بھی موٹیل کے آگے نبوت کرنے
 لگا اور اس سلسلے دن اور ساری رات خشکا پڑا رہا۔ اس لئے یہ کہتا تھا:

سہ جدید اردو ترجمہ جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اس میں بھی قدیم فارسی ترجموں
 کے موافق ہی ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم نے اس جملہ کے شروع میں لفظ
 "قدیم" (قرسین) میں لکھ دیا ہے۔ کیونکہ معنوت کے پیشی نظر وہی
 اردو ترجمے تھے۔ ہم نے جدید ترجمہ کو ہی نقل کیا ہے۔

(۱۶ بخیب)

چلی کیا ساؤل بھی نبیوں میں لٹے ہے ؟
 دیکھئے اس جگہ ساؤل روح القدس کے لیض میں ایسا مستغرق ہو گیا کہ کپڑے اُتار کر
 بیٹکا ہو گیا اور سارا دن اور ساری رات اسی طرح پٹا رہا۔ رحمانی اور شیطانى روحوں
 کے جائز اس مشہور پیغمبر کی حالت کتاب سمویٰ اول کے ناظرین کے سامنے کھل کر آتی
 ہے کہ اس مجمع اللہ دین پیغمبر کی ذات باہر کات کیسا گن ہوں کا پلندہ تھی۔

خلاصہ بحث

مقدمہ کتاب کی فصل دوم و سوم اور مقصد سوم کی چاروں فصلوں کے مطالعہ سے
 قارئین کے سامنے درج ذیل باتیں واضح ہو کر آتی ہیں :-

پہلی بات | بڑے بڑے عیسائی علماء کا متفقہ فیصلہ جسے قائلی احمد علی ڈنٹ کی
 تفسیر میں قول فیصل قرار دیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ مسیحی کا انجیل عبرانی زبان
 میں لکھی گئی تھی جو صلواستی سے تالیف ہوئی اس کا یونانی ترجمہ ہی اب موجود ہے جس
 کے بارے میں جیروم کہتا ہے کہ اس کے مترجم تک کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ڈاکٹر ویس
 اور فرڈیننڈ ٹیرین انجیل تھی کے باب اول و دوم کو الحاقی قرار دیتے ہیں اور لاطینی ترجمہ
 سے سب نام کو بالکل ہی نکال دیا گیا ہے۔

اسی طرح کارڈوس، بروئیس اور بلرمان کے قول کے مطابق انجیل قرین بھی تالیف
 ہو گئی ہے صرف اس کا یونانی ترجمہ موجود ہے۔ یعنی متقدمین علماء کو اس کے آخری

۱۔ اور دوسرے صلورہ ۱۱۱ میں یہ آیات اس طرح ہیں تب وہ رمنیات کی طرف چلا اور خدا کی
 اس پر بھی آچری اور وہ چلا گیا اور فرحت کرتا گیا ایسا تک کہ رمنیات میں پہنچا اور لوں نے سجا اپنے
 کپڑے اور تارے لکھ کر ان کے آگے لکھی۔ نئے نئے نبوت کی اور لوں سارے دن اور ساری رات بیٹکا پٹا رہا
 اس لئے پیش ہوتی کی ساؤل بھی نبیوں میں ہے :- ۱۱۱

باب کے مرتب کی تعینیت ہونے میں مشہد تھا۔

انجیل نوحا کے باب ۲۲ کی بعض آیات اور پہلے دو ابواب میں بعض متقدمین علماء کو ترقو تھا۔

مذہب عیسوی کے مشہور معلم مادرش نوحا کو ان تینوں مذکورہ انجیلوں کی صداقت میں شک تھا۔ ان کے نزدیک صرف یوحنا کی انجیل ہی صحیح انجیل ہے۔ اس صحیح انجیل کا جو حال ہے مشہور محقق اور عیسائی عالم برٹشینڈاس کے بارے میں لکھا ہے کہ :-
 وہ یہ انجیل اور یوحنا کے تمام رسالے اس کی تعینیت ہی نہیں ہیں بلکہ دوسری صریح کے کسی عیسائی شخص نے تصنیف کر کے اس کی طرف منسوب کر دی ہیں۔
 فرقہ الوحین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ امثالوں میں اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ :-
 بلا شک و شبہ پوری انجیل یوحنا اسکندریہ کے مدرس کے ایک طالب علم کی تعینیت ہے۔“

مشہور عیسائی محقق عالم کروٹین کت ہے کہ ان انجیل کا باب الحاقی ہے یا یوحنا کے اقرار کے مطابق انجیلوں کی تالیف کا زمانہ معتبرہ آیات سے ثابت نہیں ہوتا اور متقدمین کے ہاں تصدیق آیات کا کوئی معیار نہ تھا۔

طلس اور ٹلیوں کے نام خط اور تیسرے کے نام دونوں خطوں کو بعض علماء نے مردود شمار کیا ہے اور اس کی کوئی سند نہیں ہے کہ عبرانیوں کے نام خط پورس کا تحریر کردہ ہے۔

پطرس کا دوسرا خط، یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط، یعقوب کا خط، میرواہ کا خط، یوحنا کے پہلے خط کے بعض فقرے اور مکاشفہ یوحنا کا ناقابل بیان ہے، حواریوں کی طرف ان کی نسبت خواہ مخواہ اور زبردستی بلا کسی سند کے کی گئی ہے، فرقہ پروٹسٹنٹ کے بیشتر علماء نے ان کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ نائس کونسل منعقد

۳۳۵ تک جوہر کے نزدیک واجب التسلیم نہیں تھے۔

بطرس کے دوسرے خط ایوختا کے دوسرے اور تیسرے خط ایوہوآہ کے خط اور یوحنا حواری کے مکاشفہ کو عرب کے گرجے تسلیم نہیں کرتے تھے اور سریانی گرجا تو اب تک بھی تسلیم نہیں کرتا۔

شہر کی طرح یروشلم کے تمام گرجے بھی مرل کے لمانے تک مکاشفہ یوحنا کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ بعض متقدمین اس کو مرن تھس طرد کی تصنیف قرار دیتے تھے۔ دیونیسس نے دلائل سے اہد پر ویسیر ایوڈٹس نے بڑی تحقیق کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ یہ کتاب یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے۔ ۳۶۱ء میں متفقہ اودیشیا کونسل میں بھی یہ واجب التسلیم کتب مقدمہ کی فہرست سے خارج رہی اور ۳۹۶ء میں متفقہ کارتیجی کی کونسل میں اس کو اس فہرست میں شامل کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سے اکثر عیسائی اس کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ مگر اس کونسل والوں کا کوئی اختیار نہیں۔ کیونکہ انہوں نے تو مکاشفہ کی طرح کتاب یوحنا، کتاب دانش، کتاب طویجا، کتاب بادوخ، کتاب پندو نصائح کیسا اور مقابلات کی دونوں کتابوں کو واجب التسلیم قرار دیا تھا مگر پوسٹنٹ فرقہ ان سب کو تسلیم نہیں کرتا۔

مقدمہ کی تیسری فصل میں تحریف کے جو لو اسباب بیان کیے گئے ہیں وہ تیسری بات | ان سے عادت طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ انجیل میں تحریف کا امکان بہت زیادہ اور آسان تھا۔

ابتدائی سبھی طبقہ میں جہل سازی شروع ہو گئی تھی، اس انجیل کے علاوہ تیسری بات | پچھتر کے قریب انجیلیں، خطوط اور مکاشفے تھے جن کو جوہر کی باب بیفکری ٹھوس دلیل کے چھوٹا جتاتے ہیں اصابتی طبعوں میں مخالفت کا طریقہ بھی اچھا نہیں تھا۔ اسی بنا پر عہد جدید کی کئی کئی کتابیں ہم ہو گئیں۔

چوتھی بات انجیل کے مفسرین اور علماء کے اعتراف کے مطابق موجودہ انجیل کے بہت سے مقامات پر الحاق ہو گیا ہے۔ مثلاً انجیل متی باب ۲۳ آیت ۳۵، یوحنا کا پہلا خط باب ۵ آیت ۸، ۷۸ اور متی باب ۱۷ آیت ۲۵ میں۔

پانچویں بات انجیل نویسوں کی تحریر وہم اور غلطیوں سے پاک نہیں۔

چھٹی بات بڑے بڑے عیسائی علماء کے اعتراف کے مطابق انبیاء اور نبی اسرائیل اور حواریوں کی تمام تحریریں الہامی نہیں ہوتی تھیں اور پطرس سمیت تمام حواریوں نے روح القدس کے نزول کے بعد بھی غلطیاں کی ہیں۔

ساتویں بات انبیاء اور حواریوں سے زندہ ثابت پرتی اور عجوت جیسے گناہ کبیرہ سرزد ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ تبلیغ وحی کے بعد بھی ان سے عجوت ہونا ثابت ہے۔

آٹھویں بات کرامت اور معجزات کا صدور نبوت کی دلیل نہیں، بلکہ اہل کتاب کے نزدیک تو یہ ایمان کی بھی دلیل نہیں ہے۔

۱۔ آیت کے الفاظ ہیں اور انھوں نے مصعب کی ادا میں کپڑے قرعہ ڈال کر ہارنے لگے ۱۲ بحیث
۲۔ الفاظ ۱۹۳ میں ہیں اور جو گواہی دیتا ہے وہ درج ہے کیونکہ درج سچائی ہے اور گواہی دینے والے
تین ہیں درج اور پانی اور خون اور یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں ۱۲ بحیث
۳۔ ۱۹۳ کے لفظ درج میں آیت الفاظ اس طرح ہیں لیکن اگر تم سے کوئی کہے کہ قربانی کا گوشت ہے
تو اس کے سبب حمد نے تیس جٹایا اور ذہنی امتیاز کے سبب نہ کھاؤ ۱۲ بحیث
۴۔ آیت ۱۹۳ کے ترجمہ میں ایسا ہے "کیونکہ یہ آدم صحت کا ایک حصہ ہے" اور آیت ۵ کے الفاظ اس طرح ہیں
"پہلا ہی پچھلے قرآن سے ہم چیزیں نکالتا ہے اور بڑا آدمی بڑے خزانہ سے بری چیزیں نکالتا ہے" ۱۲ بحیث

یہی کہتا ہوں کہ کتب مقدمہ کے اس سادے مجموعہ کی مذکورہ کوئی سند ہے اور نہ ہی یہ مجموعہ الہامی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ انجیل حتیٰ تو دنیا سے ناپید ہو چکی، صرف اس کا یونانی ترجمہ باقی ہے۔ مرقس اور لوقا نہ تو حواری تھا اور نہ ان کا کلام الہامی تھا۔ لہذا یہ تینوں انجیلیں تو یقیناً حواریوں کی لکھی جوتی نہیں ہیں۔ اس لئے ان تینوں کو الہامی کہنا مراحتہ انصاف کا حق نہ کرنا ہے۔ ان کی حیثیت تاریخ کی دوسری کتابوں جیسی ہی ہے۔ البتہ ان میں اور تاریخ کی دوسری کتابوں میں زیادہ سے زیادہ یہ فرق ہو سکتا ہے کہ ان کے مورخ دیانت دار تھے۔ اس کے باوجود تاریخ کی دوسری کتابوں کی نسبت ان میں الحاق اور تعریف کا شہ بہت زیادہ ہے۔

پطرس کا دوسرا خط اور یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط، یعقوب کا خط، یہوداہ کا خط اور مکاشفہ یوحنا ہمارے نزدیک کسی طرح بھی الہامی تسلیم نہیں کئے جاسکتے۔ کاریج کی کونسل کا حکم ہمارے نزدیک صرف ایک کونسل حکم کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتاب یہودیت، کتاب وائس، کتاب طوبیا، کتاب باروچ، پندرہ صحاح کلیسا اور بقایوں کی دونوں کتابوں کے بارے میں جس طرح پروٹسٹنٹ والوں کے نزدیک اس کونسل کا حکم معتبر نہیں ہے۔ اسی طرح ہم مکاشفہ کے بارے میں بھی اس کونسل کے فیصلے کو معتبر نہیں سمجھتے۔

پطرس کو نہ ہم حواری تسلیم کرتے ہیں اور نہ صاحب الہام۔ اس کا کلام ہم پر حجت نہیں۔ بلکہ زینگلس اور دیگر پروٹسٹنٹوں کی طرح ہم بھی اس کے کلام کو غلطی سے پاک نہیں سمجھتے۔

اگر ہم ان سب باتوں سے بھی قطع نظر کر لیں تو بھی ہمارے نزدیک انجیل صرف حضرت عیسیٰ کے اقوال ہی کی حد تک ہے۔ البتہ ان اقوال میں بھی وہی قیاسی اعتبار ہے جو ہم از کم خبر واحد کے اصول کے مطابق ہوں۔ اور ان کا حکم وہی ہو گا جو ہمارے

ہاں اہادیثِ اعداد کا ہے۔ چنانچہ جب تک ان اقوال کے خلاف کوئی قطعی نقلی اور عقلی دلیل موجود نہ ہو تب تک ان کو قبول کیا جائے گا اور اگر موجود تو ہو مگر اس کی تائید ممکن ہو تو تائید کرنی جائے گی۔ ورنہ راوی کے وہم اور غلطی پر محمول کر کے اسی کو رد کر دیا جائے گا۔

اور عیسائی محققین علماء کے مذکورہ بالا اعتراضات کے مطابق انجیل کے لاطینوں سے وہم اور غلطی کا صدور کوئی بعید نہ تھا۔ مثلاً یہ کتنی بڑی غلطی تھی کہ حواری یہ سمجھتے تھے کہ قیامت انہی حضرات کی زندگی میں آجائے گی۔ جس کی تصریح ان کے اقوال میں بیشتر مقامات پر مذکور ہے جن میں سے چند اقوال ہم گذشتہ صفحات میں نقل کر چکے ہیں۔

حواریوں کے زعم میں یہ بھی تھا کہ یوحنا نزولِ مسیح تک وفات نہیں پائے گا۔ چنانچہ یوحنا باب ۲۱ آیت ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ اور ترجیحاً ۱۹-۲۰ میں ہے کہ :-

۲ پطرس نے اسے دیکھ کر یسوع سے کہا اے خداوند! اس کا کیا حال ہوگا؟
 یسوع نے اُس سے کہا اگر میں چاہوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا ہے
 تو تجھ کو کیا؟ تو میرے پیچھے ہو لے۔ پس بھائیوں میں یہ بات مشہور ہو گئی
 کہ وہ شاگرد نہ مرے گا۔ لیکن یسوع نے اُس سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ
 نہ مرے گا بلکہ یہ کہ اگر میں چاہوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا ہے تو
 تجھ کو کیا ہے؟

۱۰ اردو ترجمہ یہود کے لئے یہ آیات ان الفاظ میں نقل ہوئی ہیں پتھر نے اسے دیکھ کر یسوع کو کہا
 اے خداوند اس شہر کو کیا ہوگا یسوع نے اس سے کہا اگر میں چاہوں کہ یہ تک ہی آؤں وہ میں ٹھہرے
 تو تجھے کیا تو میرے پیچھے چلا آتے بھائیوں میں یہ بات مشہور ہوئی کہ وہ شاگرد نہ مرے گا لیکن یسوع نے اسے
 نہیں کہا کہ وہ نہ مرے گا بلکہ یہ کہ اگر میں چاہوں کہ میرے آنے تک وہ ٹھہرے تو تجھے کیا ہے؟ ۱۱ نصیم

تفسیر پانچس میں ہے کہ :-
 در غلطی کے الفاظ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر یہ غلطی مشہور ہو گئی کہ وہ نہیں
 مرے گا۔ اور چونکہ یوحنا تمام حواریوں کے بعد زندہ رہا اس لئے یہ غلطی
 اور بھی بڑھ چکی تھی جس کی بنا پر مرنے سے پہلے یوحنا نے اس غلطی کو درست
 کر دیا مناسب خیال کیا :-
 ہنری واسکات کی تفسیر میں ہے کہ :-

« غائبانہ یعنی کہ اس قول سے مراد یہودی تھے، لیکن حواریوں نے غلطی
 سے یہ سمجھ لیا کہ یوحنا قیامت تک زندہ رہے گا یا اسے جنت میں
 زندہ اٹھایا جائے گا! »

آگے چل کر اسی تفسیر میں اس طرح ہے :-

« اس سے یہ اصول سیکھ لینا چاہیے کہ انصاف کی روایت بلا تشریح ہوتی ہے
 اور اس پر ایمان کی بناء دکھنا اعتقادین ہے۔ یہ بعض حواریوں کی ایک
 روایت تھی اور یہ بات جو سمائیوں میں مشہور تھی ایشیا ہی سے عام و ارج
 پا گئی تھی مگر پھر بھی وہ جھوٹی تھی۔ اب سوچئے کہ جن روایتوں کو تخریح میں نہیں
 لایا گیا ان پر کتنا بھروسہ کیا جاسکتا ہے؟ یہ تفسیر روایتی انداز میں تھی اور
 کی کوئی ترقی یافتہ پیش نہیں کی گئی تھی! »

اسی مفکرہ تفسیر کے حاشیہ پر یوں ہے کہ :-

اس وجہ سے کہ حواری طرافندہ کائنات کو صرف انصاف کے قیام کے لئے
 آنا خیال کرتے تھے اس لئے لفظوں کا مطلب غلط سمجھے جیسا کہ خود انجیل نویس

نے اس کی تخریح کر دی ہے :-

ثابتی اور چرچرڈ منٹ کی تفسیر میں ہے کہ :-

۱۰ خداوند کے اس ہم اظہار سے بعض مریدوں نے یہ سمجھا کہ یوحنا کبھی نہیں
 مرے گا اور نزول عیسیٰ کے وقت زندہ رہنے والے لوگوں میں موجود ہو
 گا۔ جیسا کہ کریموں کے نام پہلے نوح کے باب ۵۱، ۵۲ اور
 تسلیکیوں کے نام پہلے نوح کے باب ۱۰، ۱۱ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔
 مالا کہ ان الفاظ کا مطلب ہے کہ ہماری یروشلیم کی تباہی تک زندہ رہے
 گا۔ مگر کتب قدس کے بہت سے فقروں میں اس کو خداوند کے آنے سے
 تعبیر کیا ہے کیونکہ یہ آہانصاف کے قائم ہونے اور اس کے سچا ہونے
 کی بہت بڑی شہادت تھی۔ جس کی طرف تہی باب ۲۳ آیت ۲۴، ۲۵ میں
 اشارہ کیا گیا ہے ۱۰

کتاب پہلی مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء میں صفحہ ۲۲۳ پر مرقوم ہے کہ :
 ”پہلے جیسا میں کی طرف دوسری غلطی یہ منسوب کی گئی ہے کہ وہ قریب قیامت
 کی امید نہ کرتے تھے۔ میں اعراض بیان کہ سنتے سے پہلے اسی طرح کا ایک

۱۰ اور دوسرے مسئلہ میں آیات یوں ہیں ”دیکھو میں تم سے جمید کی بات کہتا ہوں ہم سب
 تو میں سوئیں گے مگر سب بدل جائیں گے اور یہ ایک دم میں ایک پل میں پھٹاڑے گا پھر نکتے کا
 ہوگا کیونکہ زمین کا پھر نکال جائے گا اور دوسرے غیر فانی حالت میں اٹھیں گے اور ہم وہی جائیں گے“ ۱۰
 ۱۰ اور دوسرے مسئلہ میں آیت اس طرح ہے ”پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ ہلاک
 پر اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خلوند کا استعمال کریں اور اس طرح ہمیشہ خلوند کے ساتھ رہیں گے“ ۱۰
 ۱۰ اور دوسرے مسئلہ میں آیت کے یہ الفاظ ہیں ”کیونکہ جیسے پہلی پورب سے کوئی کچھ تک
 دکھائی دیتی ہے دیکھو ہم ابن آدم کا آنا ہوگا“ ۱۰ ۱۰
 ۱۰ اور دوسرے مسئلہ میں آیت کے یہ الفاظ ہیں ”جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن
 آدم کے آنے کے وقت ہوگا“ ۱۰ ۱۰

اور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ ہمارے تعداد بندہ نے یوحنا کے مطلق پطرس سے فرمایا کہ اگر میں پتا ہوں کہ وہ میرے سانسے تک میں ٹھہرا رہے تو تجھے کیا؟ اس سے غلط مفہوم لیا گیا کہ یوحنا نہیں مرے گا اور بھائیوں میں یہ بات شور ہو گئی۔ خود کیجئے کی گرجی بات عام عیسائیوں کا نظریہ قرار پا کر ہم تک پہنچی اور اس غلطی کا ازالہ کرنے والی توضیح ضائع ہو جاتی تو آج کوئی شخص اس غلطی کا حوالہ دے کہ اور اس کی فیاد پر دین عیسوی کی تردید پر کمر بستہ ہو جاتا تو یہ بات اس چیز کے لحاظ سے جو ہم تک پہنچی ہے بہت ہی بے انصافی تھی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انجیل یہ یقین دلاتی ہے کہ حواریوں اور اولیوں عیسائیوں کو قیامت کے اپنے ہی زمانے میں آنے کا ایسا تھی ان کو نہیں وہی تو جیسے اختیار کرنا چاہئے جو ہم نے اس چند روزہ پرانی غلطی کے بارے میں اختیار کی ہے اور اسی تو جیسے نے ان حضرات کے فریبی قرار پانے سے محفوظ رکھا ہے۔

اب اس بات میں بھی سوالی مشکل ہے کہ جب ہم نے یہ تسلیم کر لیا کہ حواریوں کی رائے غلط تھی پر مبنی تھی تو پھر ان کی کس چیز پر ہم بھروسہ کر سکتے ہیں؟ اس کے جواب میں دین عیسوی کا ایک حاشی منکرین کو یہ کہ سکتا ہے کہ مجھ کو حواریوں کی شہادت چاہئے ہے۔ ان کی ذاتی رائے سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اصل مقصود چاہئے اس سے اخذ کردہ نتیجے سے کوئی بحث نہیں ہے۔

منکرین کے اعتراضات سے مکمل طور پر محفوظ رہنے کے لئے اس مذکورہ جواب میں دو باتوں کا خاص خیال رکھنا ہوگا :

۱۔ اس مقصود کو جو حواریوں پر الہام کے ذریعہ حاصل ہوا اور پھر ان سے اس

کے اظہار سے ثابت ہوا ہے کہ اس چیز سے جو اس سے معاہدتی ادا اتفاقاً
اس کے ساتھ مل گئی ہے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ جو معاملات ہر معاہدہ دین کے
خلاف ہیں ان کے بارے میں تو کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں ہے لیکن جو
معاہدات اتفاقاً غلط ملط ہو گئے ہیں ان کے بارے میں کچھ پیش کیا جاتا ہے۔
امیب زندگی انہی معاملات میں سے ایک ہے جو لوگ اس کو اس زمانہ کی
فطرتی پرستی سمجھتے ہیں کہ انجیل کے تولد اور اس زمانہ میں یہودی بھی اس
میں مبتلا تھے اس امر کے احترام سے نہ چھوڑنا اس سے دین عیسوی کا
حفاظت کو کوئی خطرہ نہیں۔ اس لئے کہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو عیسوی دنیا
میں لائے تھے، بلکہ اس زمانے اور اس ملک کی مرد و زمانے ہونے کے
سبب موقوفات عیسوی میں بھی اتفاقاً نمود میں آ گیا اور رد و حرج کی تاثیر
کے بارے میں انسانی آراء کو درست کرنا فریضہ رسالت میں سے نہیں
ہے۔ لہذا اس کو گواہی سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

۲۔ عماریوں کے موقوفات میں ان کے مسطور اور دلیلوں میں امتیاز
کرنا چاہیے ان کے مسئلے تو الہامی ہیں۔ مگر ان مشلوں کی توضیح اور تقویت
کی غرض سے وہ لوگ اپنے موقوفات اور گشتگو کی صحت میں مداخلتیں
اور دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں۔ مثلاً یہ مسئلہ کہ یہودیوں کے سوا جو لوگ
سبھی ہوئے ان کے ذمہ شریعت عیسوی کی اطاعت نہیں ہے، الہامی
مسئلہ تھا جس کی تصدیق معجزات سے ہوتی ہے مگر پھر بھی پونس جب
اس مطلب کو بیان کرتا ہے تو اس کی تائید کے لئے بہت سی باتیں اپنی
طرف سے پیش کرتا ہے۔ یہ مسئلہ تو اپنی جگہ واجب التسلیم ہے لیکن دین
عیسوی کی حمایت میں عماری کی ہر دلیل کی صحت اور ہر تشبیہ کے درست ہونے

توسلیم کرنا ضروری نہیں۔ دوسرے مقامات پر بھی ہی توجیہ کی جائے گی۔ میری دہانے میں یہ بڑی قوی توجیہ ہے کہ جب آجانی لوگ کسی بات پر اتفاق کر لیں تو ان کے مقدمات سے جو نتیجہ نکلے وہ ہم پر واجب تسلیم ہے۔ مگر ہمارے سامنے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم تمام مقدمات کی تشریح کر سکتے ہیں یا انہیں من و عنان قبول کر لیں۔ البتہ ایسی صورت میں کہ وہ لوگ مقدمات کے ایسے معترض ہوں جیسے نتیجہ کے تو اس وقت تسلیم کرنا واجب ہے۔"

عیسائی مفسرین اور یحییٰ کے مدکدہ بالا بیانات سے مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ | ان سب حضرات کے اقوال کے مطابق یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یوحنا کی وفات کے باسے یحییٰ علیہ السلام کے قول کو حواریوں اور اولین کسی طبقہ نے غلط طور پر سمجھا تھا۔ جو ہنوز واسکانا کی تفسیر کے مطابق وہ لوگ یقین رکھتے کہ یوحنا قیامت تک زندہ رہے گا یا ہمیشہ میں زندہ اٹھا لیا جائے گا۔ اور اس تفسیر کے حاشیہ کے مطابق اس یقین کا سبب یہ تھا کہ حواری حضرات حضرت یحییٰ کی تشریح، آدری سے صرف وہی نزول مراد لیتے تھے جو قیامت کے قریب ہو گا۔ اور بادئس کے مطابق یہ فعلی اس لئے بھی جڑیں پکڑ گئی کہ یوحنا بخدای لے دوسرے حواریوں سے فائدہ مر پائی۔

ملاحظہ کیجئے کہ ان حضرات کا یہ اعتقاد صرف غلط نکلا۔

دوسرا فائدہ | پہلی کے اعتراض کے مطابق تمام حواری اور اولین عیسائی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اسی طبقہ کے لوگوں کی زندگی میں قیامت آ جائے گی۔ ثانی اور چھٹوں کی تفسیر کے مطابق کہ تخیلوں کے نام پہلے خط کے باب ۱۱ کی

آیت ۵۱، ۵۲ اور تھیلیکیوں کے نام پہلے خط کے باب ۱۴ کی آیت ۱۴ میں اسی عقیدہ کی طرف اشارہ ہے۔

ان دونوں قائدوں پر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت زین ابی اور پانس ستر میں یوحنا کی وفات سے ۳۶ برس پہلے متول ہوئے۔ اسی طرح دوسرے تھاری بھی وفات پانچکے تھے تو تمام حضرات وفات تک ان دونوں غلطیوں میں مجتلا رہے ہوں گے اور یہی عقیدہ رکھتے ہوں گے کہ یوحنا قیامت تک زندہ رہے گا یا زندہ جنت میں اٹھایا جائے گا اور قیامت اسی طبقہ کے لوگوں کی زندگی میں ہی آجائے گی۔ کہ تھیلیوں اور تھیلیکیوں کے نام پہلے خطوں کی عبارت یوں ہے :-

کرتھیوں کے نام پہلے خط باب ۱۵ آیت ۵۱، ۵۲، ۱۹۵۹ کے اردو ترجمہ میں اس طرح ہے :-

دیکھو نہیں تم سے جیند کی بات کہتا ہوں، ہم سب تو نہیں مٹیں گے
مگر سب بدل جائیں گے اور یہ ایک دم میں، ایک تل میں، پچھلا
نرسٹا ہو گئے ہی ہو گا۔ کیونکہ نرسٹا ہو گا جانے گا اور مردے
غیر فانی حالت میں اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے۔ " ۱۹۵۹

تھیلیکیوں کے نام پہلے خط باب ۱۴، ۱۶ آیت ۱۴، ۱۶ کے اردو ترجمہ میں ہے :-
"کیونکہ خداوند خود آسمان سے لگا اور قریب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسٹے

۱۹۵۹ قیام حوالہ میں لفظ "غیب" استعمال ہوا ہے۔ - ۱۱۳

۱۹۵۹ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۹ میں یہ آیات یوں ہیں "دیکھو نہیں تمہیں غیب کی ایک بات
کہتا ہوں کہ ہم نہ مٹیں گے پر ہم سب بدل جائیں گے ایک دم ایک تل میں پہلے مٹ جائیں گے
ہوتے مٹ جائیں گے اور مردے اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے۔" ۱۱۳

کے ساتھ اتر گئے اور پہلے تو وہ جو سیاح میں ٹھہرے ہی اٹھیں گے۔ پھر ہم
جو تازہ ہوتے ہیں ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھانے جائیں گے تاکہ جو ایسا
خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے۔^{۱۱}

اب افسوس یہ ہے کہ پڑھنے والوں کی غیب کی وہ بات غیر صادق شکل اور تمام حواری
پہلے فرشتے کے چھٹکنے سے پہلے ہی موت کی نیند سو گئے اور ایک کو بھی نرسنگا چھٹکنے
تک زندگی اور نزول کے وقت جناب سیاح کے استقبال کے لئے بادلوں پر اٹھایا
جانا نصیب نہ ہو سکا۔

تیسرا فائدہ | بارش کا یہ قول کہ ”مرنے سے پہلے یوحنا نے اس غلطی کو درست
کر دینا مناسب خیال کیا“ بالکل غلط ہے۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ
ہے کہ یہ انجیل یوحنا کی تعنیف ہی نہیں ہے بلکہ محقق بر شیڈ اور اشاؤن اور
فرقہ الوبین کے قول کے مطابق یہ کسی دوسرے عیسائی کی تعنیف کنوہ ہے اور اگر
اس کی تعنیف تسلیم ہی کر لیں تب بھی مشہور عظیم عیسائی محقق گروٹس کے مطابق کھیول
باب ہرگز یوحنا کی تعنیف نہیں ہے بلکہ یوحنا کی وفات کے بعد انیسس کے کلیسا
نے اپنی طرف سے اس میں شامل کر دیا ہے۔ لہذا اس غلطی کو صحیح کرنے والا انیسس
کا کلیسا ہے تاکہ یوحنا، یوحنا تو اپنے اسی عقیدے پر ہی وفات پا گئے ہوں گے۔
مگر جب عیسائیوں نے دیکھا کہ یوحنا تو وفات پا چکے اور سیاح کا نزول نہیں ہوا تو اس
باب کو شامل کرنے کی ہرکت کو کہے کہ قول سیاح کی تائید کی کوشش کی۔

۱۱۔ عدد ۲۲۰ بطور حوالہ ۱۱۱ کے مطابق یہ آیت اس طرح ہے ”جو لوگ خداوند آپ موصوم سے مقرب ہوتے
کے اہم کام تو خدا کا نرسنگا چھٹکنے ہوتے آسمان پر ستاریاں اور جویاں میں ہونے کے مرتے ہیں وہ
پہلے اٹھیں گے اور ان کے بعد ہم سے وہ جو جیتے ہوئے ہیں ان کی میت بیلوں پر ناگہ بڑھانے جائینگے تاکہ جو ایسا
خداوند سے ملاقات کریں اور ہمیشہ کے ساتھ ہمیشہ رہیں گے۔“ ۱۱ نمبر

چوتھا فائدہ حواریوں کی وہ روایت جو عیسائیوں میں مشہور تھی، جب چھوٹی تھی جیسا کہ ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں تصریح موجود ہے۔ تو اب انجیلوں کی کوئی روایت الہامی اور واجب الاعتقاد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ تمام انجیل نویس حضرت عیسیٰ کے اقوال کو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق تعبیرتاً باطنی کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ سے کوئی بھی روایت نہیں کرتا اور حواریوں کا کبھی کبھی غلط سمجھنا اور معنی غلطیوں پر قائم رہنا ثابت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔

اس کے علاوہ بھی حواری حضرات بہت سے مقامات پر قول مسیحی کے مجمل ہونے کے سبب مطلب عیسوی کو نہیں سمجھ سکے اور پائین ادب اور خوف کی بنا پر وضاحت بھی نہیں کرا سکے۔ بطور نمونہ اس بارے میں چند شواہد پیش خدمت ہیں :-

پہلا مشاہدہ انجیل یوحنا باب ۲ آیت ۲۲-۲۳ اور ترمذی ج ۱ ص ۱۹۹ میں یودیوں کے جواب میں جناب مسیح کا یہ قول منقول ہے :-

دو یسوع نے جواب میں ان سے کہا اس مقدس کوڑھادو تو میں اُسے تین دن میں کھڑا کر دوں گا۔ یودیوں نے کہا چھ ماہیں برس میں یہ مقدس بنا ہے اور کیا تو اسے تین دن میں کھڑا کر دے گا؟ مگر اُس نے اپنے بدلے کے مقدس کی بابت کہا تھا۔ پس جب وہ مردوں میں سے جی اُٹھا تو اُس کے شاگردوں کو یاد آیا کہ اُس نے یہ کہا تھا اور انہوں نے کتاب مقدس اور اُس قول کا جو یسوع نے کہا تھا یقین کیا ^{تھا}۔

۱۔ اصل حوالہ میں لفظ "ہیکل" ہے جو مقدس ہی کا ہم معنی ہے۔ - ۲۔ انجیل ۱۷
۳۔ اور ترمذی مطبوعہ ۱۸۴۱ء میں یہ آیات ان الفاظ میں روایت ہوئی ہیں یسوع نے جواب دے کر انہیں کہا اس ہیکل کوڑھادو میں اسے تین دن میں کھڑا کر دوں گا یودیوں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مذکورہ عبادت میں یوحنا کی تعریف کے مطابق جناب مسیح کے اس قول کو نہ کسی یہودی نے سمجھا عالم اور جاہل سب برابر رہے اور نہ ہی عوامیوں اور مذہبیوں نے سمجھا تھا۔ بلکہ جناب مسیح کے زندہ ہوجانے کے بعد حواریوں نے یہ سمجھا کہ مقدس سے تو جیم عیسوی مراد تھا۔

یوحنا باب ۶ آیت ۵۱ - ۵۶ اور ترجمہ ۱۱۵۹ میں
دوسرا شاہد | یوحنا ہے کہ :-

”میں ہوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اتری اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو اب تک زندہ رہے گا بلکہ جو روٹی میں جہان کی زندگی

(یقیناً حاشیہ ۵۱۵ سے آگے) نے لکھا چالیس برس سے یہ یہیکل بن رہا ہے تو بوسہ تین دن میں بنائے گا پر اس نے اپنے والد کے ایک لکے کی بات کی تھی اس لئے جب وہ مردوں میں سے ہی اٹھتا تو اسکے شاگردوں کو یاد آیا اور سننے اور سننے نہ کھاتا اور جسے کتابوں پر اور اس کو پر جو یوحنا نے کھاتا ایمان لائے “ ۱۱۵۹

۱۱۵۹ اور ترجمہ مطبوعہ ۱۱۵۹ میں یہ آیات اس طرح ہیں میں ہوں وہ حقیقی روٹی جو آسمان سے اتری اگر کوئی اس روٹی کو کھائے اب تک جیتا رہے گا اور روٹی جو میں دوں گا میرا گوشت ہے جو میں جہان کی حیات کے لئے دوں گا تب یہودی آپس میں بحث کرنے لگے کہ یہ مرد اپنا گوشت کو کھائے دے سکتا ہے کہ کاشیں۔ یوحنا نے اسی کا کہا تھا تم سے بچ کھتا ہوں اگر تم بنام میرا گوشت نہ کھاؤ اور اس کا لہو نہ چومتے میں حیات نہیں ہے جو کوئی میرا گوشت کھاتا ہے اور میرا لہو پیتا ہے حیات ابدی پاتا ہے اور میں اسے پچھلے دن اشفاقوں کا کہ میرا گوشت حقیقی خوردنی اور میرا لہو حقیقی نوشیدنی ہے وہ جو میرا گوشت کھاتا ہے اور میرا لہو پیتا ہے جو میں استا ہے اور میں اسے پیتا ہے “ ۱۱۵۹

کے لئے دوں گا وہ میرا گوشت ہے۔

پس یہودی ہے کہ کہ آپس میں جھگڑنے لگے کہ یہ شخص اپنا گوشت ہمیں کیونکہ کھانے کو دے سکتا ہے؟ یسوع نے ان سے کہا میں تم سے بچا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ جب تک تم ابن آدم کا گوشت دکھاؤ اور اس کا خون نہ پیو تم میں زندگی نہیں۔ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اور میں اسے آخری دن چمڑہ کروں گا۔ کیونکہ میرا گوشت فی الحقیقت کھاتا کی چیز اور میرا خون فی الحقیقت پینے کی چیز ہے۔ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے وہ مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اس میں "

اور آیت ۶۰ میں ہے :-

"اس لئے اس کے شاگردوں میں سے بہتوں نے سن کر کہا کہ یہ کلام ناگوار ہے اسے کون سن سکتا ہے؟"

دیکھئے یہاں جناب یسوع کا کلام نہ ہی یہودی کی سمجھ میں آیا اور مسیح کے بہت سے شاگردوں نے بھی اس کو سخت ناگوار خیال کیا۔

تیسرا شاہد | یوحنا باب ۱۱ آیت ۱۱-۱۳ اور توجہ ۱۵۹ اور میں یوں ہے :-

"اس نے یہ باتیں کہیں اور اس کے بعد ان سے کہنے لگا کہ تمہارا دوست لجز ہو گیا ہے لیکن میں اسے جگانے جاتا ہوں۔ پس شاگردوں نے اس سے کہا اے خداوند! اگر ہو گیا ہے تو بڑھا جائے گا۔ یسوع نے تو

۱۱ آیت اور توجہ ۱۵۹ میں یوں ہے "تیسرا شاگردوں بتوں نے اس کے کہا کہ یہ سخت مشکل کلام ہے اسے کون سن سکتا ہے؟" ۱۱ نفیم

ہن کی موت کی بابت کیا تھا مگر وہ سمجھے کہ اگر ہم کی زندگی بابت گناہ
اس جگہ بھی جناب سید کے شاگرد آپ کے کلام کا مطلب نہیں سمجھ سکے۔

پچوٹھا شاہد | سنی باب ۱۶ آیت ۶-۷ میں ہے :-

یہودیوں نے ان سے کہا تم لوگوں اور حدوتوں کے غیر سے ہوا شہید
رہن وہ آپس میں چرچا کرنے لگے کہ ہم دعویٰ نہیں لائے۔ یہودیوں نے یہ
معلوم کر کے کہا اسے کم اعتقاد و اتم آپس میں کیوں چرچا کرتے ہو کہ
ہمارے پاس دعویٰ نہیں ہے۔

اور آیت ۱۱، ۱۲ میں ہے :-

”کیا وجہ ہے کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے تم سے دعویٰ کی بابت نہیں کہا
فریسیوں اور حدوتوں کے غیر سے خبر دینا ہے وہ تب ان کی سمجھ میں آیا کہ
اُس نے دعویٰ کے غیر سے نہیں بلکہ فریسیوں اور حدوتوں کی تعلیم سے

لے ہو کر یہودیوں کے سامنے میں آیات اس طرح نقل ہوئی ہیں ”اور نہ یہ باتیں کہیں

پہراؤنے کہا ہمارا دوست حاضر ہو گیا ہے میں جانا ہوں کہ اُسے جلافتن۔ تب
اُس کے شاگردوں نے کہا اے خداوند اگر وہ سوتا ہے تو چمکا ہوگا یہودیوں نے اس کی بابت
کی کئی باتیں براؤنوں نے بیان کیا کہ اس نے یسوع کے چہن کی فرمائی ہے ۱۲ فیہم

لے قدیم حوالوں میں یہ آیات یوں ہیں ”تب یہودیوں نے ان سے کہا کہ خبردار فریسیوں
اور نادوتوں کے غیر سے پرہیز کرو اور انہوں نے اپنے دل میں گمان کر کے کہا کہ اوس
کا سبب یہ ہے کہ ہم نے دعویٰ کیا تھا۔ لیکن یہودیوں نے یہ دریافت کر کے اوسے
کہا کہ اے کم اعتقاد و اتم اپنے دل میں کیوں گمان کرتے ہو کہ یہ دعویٰ نہ لینے کے
سبب سے ہے“ ۱۲ فیہم

نہجدار رہنے کو کہا تھا :

پانچواں شاہد | لوقا باب ۹ آیت ۴۴، ۴۵ میں تمام حواریوں سے جناب
یسوع مخاطب ہو کر فرماتے ہیں :-

”تمہارے کانوں میں یہ بانیں پڑی رہیں کیونکہ ابن آدم آدمیوں کے ہاتھ
میں حوالہ کئے جانے کو ہے۔“

تاہم وہ اس بات کو سمجھتے نہ تھے بلکہ یہ ان سے چھپائی گئی تاکہ ان سے معلوم
نہ کر سکیں اور اس بات کی بات اس سے پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے :
دیکھئے یہاں سب حواری جناب یسوع کا کلام نہ سمجھ سکے اور خوف کے زیر
اثر سوال بھی نہ کر سکے ۔

چھٹا شاہد | لوقا باب ۱۸ آیت ۱۷-۲۲ میں ہے :

”پھر اُس نے ان بارہ کو مانتھ لے کر ان سے کہا کہ دیکھو ہم پر و شکیم کو

لے۔ قدیم حوالے ان آیت کو اس طرح نقل کرتے ہیں ”تم مجھ پر نہیں سوچتے کہ
میں نے تم سے روٹی کئے لئے نہیں کہا کہ تم فردوسیوں اور زونڈوں کے خمیر سے پرہیز
کرو تب وہ سمجھے کہ اوس نے اوٹیں روٹی کے خمیر سے نہیں بلکہ فریسیوں اور
زودقوں کی تعلیم سے پرہیز کرنے کو کہا۔“ ۱۴ فیہم

لے۔ قدیم بعد ترجمے ان آیت کو یوں نقل کرتے ہیں ”کہ ان ہاتھوں کو کانوں سے سن
لے کہو کہ ابن آدم خلق کے ہاتھ میں گرفتار کیا جاوے گا پر وہ اس کلام کو نہ سمجھے
اور یہ ان پر پوشیدہ رہا تاں خود لے کو نہ سمجھے دریافت کریں اور انہوں نے مانتھ
ڈر کے اوس سے سوال نہ کیا۔“ ۱۴ فیہم

جاتے ہیں اور جتنی باتیں نبیوں کی معرفت لکھی گئی ہیں ابن آدم کے حق میں پوری ہوں گی۔ کیونکہ وہ غیر قوم کے حوالے کیا جائے گا اور لوگ اس کو شیعوں میں اڑائیں گے اور بے عزت کریں گے اور اس پر عقوبتیں لگیں اور اس کو کورسے ماریں گے اور قتل کریں گے اور وہ تیسرے دنیا جی اُٹھے گا۔ لیکن انہوں نے ان میں سے کوئی بات نہ سمجھی اور یہ قول ان پر پوشیدہ رہا اور ان باتوں کا مطلب ان کی سمجھ میں نہ آیا۔
یہاں بھی حواری کچھ نہ سمجھے۔

ساتواں شاید اسکی تعلیمات کے مطابق عروج و سبوح تک تمام حواری ہی سلطنت و حکومت لے گی۔

غرضیکہ ایسی کوئی دلیل موجود نہیں کہ روایت بالمعنی کرنے کے باوجود انجیل کے مصنفین سے انجیل کے دوسرے مقامات کو سمجھنے میں بھی غلطی نہ جوتی ہوگی نیز قرآن اور تورات و حواری ہیں اور نہ ہی چشم دید واقعات لکھتے ہیں اور سنی انجیل فقط یونانی ترجمہ موجود ہے۔ لہذا ان تیلوں کی روایت کا زیادہ سے زیادہ درجہ عام مورخین یا اخبار آحاد کے راویوں کا ہو سکتا ہے۔

۱۔ تہذیب حوالہ میں آیت ۲۲ یوں ہے اس لئے کہ وہ عوام کے حوالہ کیا جائیگا اور لوگ اس سے غلطی کرینگے اور اس کے مترادف تو عقوبتیں لگیں گے۔ بائبل کے جدید راویوں میں لفظ عوام کے بجائے غیر قوم لکھا اور یہ معترضت کریں گے گا۔ جلا جلا ہوا دیا گیا ہے۔ ان ۱۲ اخبار آحاد خبر واحد کی ہیں۔ غیر واحد روایت کی ایک قسم ہے جس میں کوئی خبر یا روایت صرف ایک ہی روایت کرنے والے سے منقول ہو۔ علوم اسلامیہ میں روایت حدیث میں اس میں یہ قسمیں ہیں کہ ایک راوی نے صرف ایک راوی سے روایت کی ہو تو حدیث کی اصطلاح کے مطابق خبر واحد کہیں خبر میں بالکل صحیح قرار پاتی ہیں۔ تیسرا ایسا کہ روایت کا کتب طاعتی اور ایمان

یہاں سے فقر پر دستِ شرف کے طائر کی اس انتہائی سچی بات کی حمایت ثابت ہو جاتی ہے کہ حواریوں کا منصب کسی حکمِ شرعی کو مقرر کرنا نہیں تھا۔

تمام حواریوں نے حتیٰ کہ پطرس حواری نے بھی آسمان پر عروجِ سما کے بعد بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں اور پطرس تو غلطی کرنے میں سبھی کا سرور تھا جیسا کہ مقصدِ سوم کی فصلِ چہارم میں امر اول کے تحت ان کے اقوالِ مذکورہ ہو چکے ہیں۔

پانچواں فائدہ پہلی نے مخالفین کا یہ الزام تسلیم کر لیا کہ حواری اور پہلے عیسائی غلطی سے ہی امید رکھتے تھے کہ یقیناً قیامت انہی کے لئے آئی آجائے گی اور اس غلطی کا یہ جواب دیا کہ ہمیں تو حواریوں کی گواہی چاہیے ان کی ذاتی راستے سے کوئی مرد کا نہیں۔

یہاں لگتا ہوں کہ اس صورت میں تو مخالفین کو الزام دھرنے کی اور بھی مجالش پیدا ہو گئی اور ان کا اعتراض بالکل سچا ثابت ہو گیا اور اس مجیب کے انکار کے مطابق یہ حقیقت ثابت ہو گئی کہ حواریوں کا کلامِ الہامی اور واجبِ تسلیم نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دیا نندار مورسین کے اقوال کی مانند ہے۔ اور رہی ان کی شہادت تو اس میں بھی سہو و خطا کا خطرہ موجود ہے۔

چھٹا فائدہ پہلی کا یہ قول کہ ”دین عیسوی کی حمایت میں حواری کی ہر ذلیل اور ہر کشیدہ کے درست ہونے کو تسلیم کرنا ضروری نہیں انہی دلائل کے ساتھ کہتا ہے کہ عہدِ جدید کے اس مجموعہ مندرجہ حواریوں کے تمام اقوالِ الہامی نہیں ہیں۔

۱۔ ایضاً اور حواریوں کی تمام تحریری الہامی نہیں۔

کتاب ۱۴ ص ۲۳۳ - ۱۲ مجیب

یہاں کہتا ہوں کہ کلامِ محسوس کے ساتھ بطور تفسیر کے حواریوں نے اپنی طرف سے جو کچھ ملایا ہے وہ بھی ہرگز واجب التسلیم نہیں ہے بلکہ اس کے الحاقی اور بلا دلیل ہونے سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی صرف اتنا ثابت ہو گا کہ ان کا اپنا گمان اس بارے میں یوں تھا: خواہ وہ غلط تھا یا صحیح تھا۔

حواریوں کی ان تفسیروں کی تفصیل کتاب "استفسار" کے سولہویں استفسار میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوالِ فائدہ پہلی کا یہ قول کہ "ان کے مقدمات سے جو نتیجہ نکلے وہ ہم پر واجب التسلیم ہے مگر ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم تمام مقدمات کی تشریح کرتے رہیں یا انہیں من وعن قبول کریں الخ" قابلِ تعجب ہے۔ اس لئے کہ جب دلیل کے مقدمات ہی مقبول اور واجب التسلیم نہ ہوں تو ان سے جو نتیجہ نکلے گا وہ کس طرح مقبول اور واجب التسلیم قرار پاسکتا ہے۔

جیسا کہ محقق برکس اپنی کا یہ قول نقل کر کے حاشیہ میں استفسار ۱۰۱۰ یہ لکھتا ہے کہ :-

"یہ ایک نہایت نامستول خیال ہے کہ حواریوں نے بڑے مقدمات استعمال کرنے کے باوجود اچھا نتیجہ نکالا اور جو مطلب خدا نے چلنے والی اللہ کیا تھا اس میں فعلی کی حال کہ وہ تازہ الہام کی تعلیم میں معروف

۱۰۱۰ "استفسار" مولانا آل حسن صاحب کی ردِ حیاست پر بلا جواب کتاب ہے مولانا رحمت اللہ صاحب کی نفی کی مشہور کتاب "انالہ الامم" مطبوعہ ۱۳۶۶ھ شاہجہان آباد کے حاشیہ پر لکھی ہو چکی ہے (مقتضی بائبل سے قرآن تک ص ۱۳) ۱۰۱۱

یعنی، اسی طرح یہ کہ انہوں نے کتب مقدمہ کے ایک حلقہ کی حالت
 لکھنے کی خاطر دوسرے حلقہ کو بدل ڈالا اور جو شخص ایسے مقدمات کو
 استعمال کرے جن پر یقین نہیں ہے وہ دیانت دار نہیں ہو سکتا اور
 دین عیسوی کے مسائل کے اثبات کے لئے حواریوں نے جو ان مقدمات
 کو استعمال کیا ہے وہ ہر عیسائی کے لئے ان مقدمات کی صداقت
 کی پوری دلیل ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو طریقہ استدلال بے فائدہ اور
 بدتر بلکہ استہزاء کے قابل ہے۔

اس عیسائی محقق نے اگرچہ پہلی پر بہت سے دوسرے کی ہے مگر اپنی طرف
 سے کوئی اچھی توجیہ پیش نہیں کر سکا۔

بہر حال اس کتاب کے مقدمہ اور تینوں مقصدوں کے قاری پر یہ بات
 بخوبی واضح ہو گئی ہے کہ عہد عتیق اور عہد جدید کے جس مجموعہ کا نام بائبل
 ہے، اس کی دو کوئی متصل سند موجود ہے اور نہ یہ مجموعہ الحاق غلطی اور
 تحریف سے خالی ہے۔



بائبل کے دوسرے ترجمے

گذشتہ صفحات میں بائبل کے اصل نسخوں کے احوال تفصیل سے بیان کر دینے کے بعد اس بات کی ضرورت تو نہیں رہتی کہ ان ترجموں کے بارے میں کچھ لکھا جائے جن کو پادری حضرات انجیل، تودیت اور دوسری کتابوں کے نام سے تقسیم کرتے رہتے ہیں اس لئے کہ جب اصل بائبل کا یہ حال ہے (جو گذشتہ صفحات میں بیان ہوا) تو جو کتابیں اس اصل کے تابع ہیں ان کو جو خراب حالت ہوگی وہ بالکل واضح ہے۔

تاہم ہم چند ایسے ترجموں کا تذکرہ کرتے ہیں جو عیسائیوں کے ہاں مشہور اور معتبر قرار دیئے جاتے ہیں۔ باقی ترجموں کو بھی انہی پر تھپاس کر لیا جائے۔

۱۔ یونانی ترجمہ | یہ سب سے بڑا ترجمہ شمار کیا جاتا ہے اس میں موجود خرابیوں کا حال مقصد دوم کے آخر میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ لاطینی ترجمہ | یہ ترجمہ دوم کی تھوڑی فرقہ کا مدار ایمان ہے اس کی خرابیوں کا حال مقدمہ کی تیسری فصل میں مذکور ہو چکا ہے۔

۱۔ ملاحظہ ہو کتاب ہذا صفحہ ۳۳۹ - ۱۲ نجیب

۲۔ ملاحظہ ہو کتاب ہذا صفحہ ۱۲ - نجیب

۳۔ ارازمس کا یونانی نسخہ | یہاں یہ بات یاد رہے کہ چند ہجری صدی تک انگلستان میں یونانی زبان سے واقفیت نہیں پائی جاتی تھی۔ ۱۲۵۲ء میں مسلمانوں نے قسطنطنیہ کے شہر کو فتح کیا تو اُس وقت اپنی یونان بزرگمرد پیرپ کے مختلف ملکوں میں پھیلے گئے۔ کچھ لوگ انگلستان بھی آ گئے تھے۔ اس وقت سے وہاں کے لوگ اس زبان سے واقف ہونے شروع ہوئے۔ بیلگہ لکھتا ہے :-

” ۱۲۵۲ء میں جب ترکوں نے قسطنطنیہ کے شہر کو فتح کر لیا تو وہاں کے باشندے ترک وطن کر گئے اور یونانی نسخے اپنے ساتھ لے گئے۔ ۱۵۱۶ء میں ڈاکٹر لی ٹیکر کے ذریعے یونانی علم اٹھیکلینس داخل ہوا۔“

ارازمس نے ۱۵۱۶ء میں اپنا یونانی ترجمہ تیار کیا۔ فرقہ پرست مسیحیت کا عظیم عالم ولیم کارچنٹر لکھتا ہے :-

سب سے پہلے یونانی کا جو نسخہ رواج پذیر ہوا وہ ارازمسی کا نسخہ ہے یہ نسخہ ۱۵۱۶ء میں رواج ہوا اور عربی نسخوں کی حد سے اس نے وہ نسخہ تیار کیا وہ صرف چار ہی نسخے تھے۔ عربی نسخوں کو اس نے اس تیار ہی میں استعمال کیا ان میں سے بھی تین نسخے مکمل نہیں تھے بلکہ وہ عہد جدید کی کتابوں کے کچھ اجزاء تھے اور کچھ معتبر بھی نہ تھے۔ اپنے نسخہ میں وہ بعض یونانی مرشدوں اور لاطینی ترجمہ سے تصحیح کر لیتا تھا۔ اور اگر کسی مقام پر مطلب واضح نہ ہوتا تو اپنی رائے سے اسے سمجھ کر دیتا تھا۔ ارازمس کے پاس موجود مواد کی قلت کے سبب، باوجودیکہ وہ بڑا محقق اور ذہین بھی ہوا، اس کا یہ نسخہ بہت بہتر نہیں ہو سکا۔ بعد کی طباعتوں میں اُس نے بہت سی تبدیلیاں بھی کیں اور ان میں سے بعض اچھی بھی تھیں۔ مگر پھر بھی اُس کے اصل نسخہ

یہی کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔“

دیکھئے ولیم کاردینٹر کے اقرار کے مطابق الازس کا نسخہ صرف چار ہی نسخوں کی مدد سے تیار ہوا تھا اور ان میں سے بھی تین نسخے ناقص تھے۔ پھر اس کی تصحیح یعنی مقلد میں الازس کے اپنے خیال کے مطابق ہوئی۔ وہ اگرچہ محقق اور ذہین ہی ہو لیکن مذکورہ حالات کے سبب وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔

۴۔ ٹنڈیل کا انگریزی ترجمہ | ٹنڈیل نے یہ انگریزی ترجمہ الازس کے یونانی نسخہ کے تیسرے ایڈیشن سے کیا ہے۔ اصل نسخہ کا حال جب معلوم ہو چکا تو اس ترجمہ کی حالت خود بخود ظاہر ہو گئی۔ اس کے علاوہ اس قدر غلط تھا کہ ایڈیٹر ڈسٹنٹ کے عہد میں غلطیوں کی بھرمار کے التزام میں اس کے تمام نسخے جلا ڈالے گئے۔ بشپ ٹنڈیل نے اس ترجمہ کے صرف چند جدید میں دو ہزار غلطیوں کی نشاندہی کی تھی۔

۵۔ لوٹھر کا ڈچ ترجمہ | دین میسوی کے مشہور مصلح جناب لوٹھر نے فلوریڈی زبان میں یہ ترجمہ کیا تھا۔ اس ترجمہ کا مقام اس سے کیا جا سکتا ہے کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے بہت بڑے عالم جوزف نیگل سے اس مصلح دین کو اس ترجمہ کے بارے میں لکھا تھا :-

”اسے لوٹھر: تو خدا کے کلام کو بگاڑتا ہے اور ٹوپا لگا کر اس کو مریخ بگاڑنے

اور بد لٹے والا ہے۔ تجھ سے ہمیں کتنی شرم آتی ہے کہ پہلے ہم تیری بیحد

قدر کرتے تھے اور اب یہ ثابت کریں کہ تو کس قماش کا انسان ہے۔“

اس کے نتیجہ میں جناب مصلح صاحب نے زونیکس کے ترجمہ کو فرست سے خارج کر دیا تھا اور دین کے معاملہ میں زونیکس کو احمق، گدھا، وصال اور فریبی قرار دیتے تھے۔ مگر آج اس ترجمہ کے متعلق لکھتا ہے :-

”یہ ترجمہ عبدعزیز کی کتابوں، خصوصاً کتاب ایوب اور دوسرے پیغمبروں کی کتابوں کو عیب دار ثابت کرتا ہے اور یہ گناہوں کی بات بہت زیادہ ہے اور محمد پر یہ کتا ترجمہ بھی حد سے زیادہ محبوب ہے“

اسی طرح نیر اور اوسیا ٹڈرین بناب مصلح صاحب کو برطا کتے تھے کہ تو نے یہ ترجمہ بالکل غلط کیا ہے۔ اسٹائلس اور امیرس نے اس ترجمہ کے عہد جدید میں چودہ موزوں بیوں کی نشان دہی کر کے انہیں بدعتی قرار دیا ہے۔

۶۔ بینرا کا انگریزی ترجمہ | انگلستان کے لوگ اسی ترجمہ کے پیرو ہیں۔ اس علماء کا کہنا ہے کہ یہ ترجمہ بیشتر مقامات میں انتہائی برا اور بروج القدس کے بالکل مخالف ہے۔ فاضل مولیٰ اس کتاب کے پیشتر حقیقت میں عقن انجیل کی عبادت کو ہی تبدیل کر دیا ہے۔ کانون مذہب کے ایک فاضل کاسٹیلو نے جو اوسلیٹر کے قول کے مطابق ماہر اور زبان پر عبور رکھتا تھا۔ ترجمہ پترا کی غزایوں کے اثبات کے متعلق اپنی کتاب میں ملامت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں اس کی تمام غلطیاں نہیں کھوں گا، بلکہ اس سے تعدد کے لئے ایک بہت بڑی کتاب چاہیے۔

۷۔ کاسٹیلو کا ترجمہ | اٹھواڑھ ہے اس کے جواب میں کاسٹیلو نے اپنی کتاب کے متعدد میں لکھا ہے کہ بائبل کے ہمارے لاطینی اور فرانسیسی ترجمہ کو بعض لوگوں نے غیر مستولی نہیں سمجھا بلکہ مدع القدس کے اماموں کے برخلاف قرار دے کر اس پر رد کیا ہے۔

۸۔ علماء زورک کا ترجمہ | لوٹھرس اور ہوتی ہیں نے اپنی تارخیوں میں لکھا ہے کہ روشی روس نے یہ ترجمہ چھاپ کر لوٹھر کے پاس

بھیجا۔ لوتھر نے اس کو تاپسند کر کے واپس کر دیا اور مردود قرار دیا۔
 ۹۔ طباکرین کا ترجمہ ایک ٹراؤٹ سکی نے اس ترجمہ کو بڑے غصے سے
 مردود ٹھہرایا اور اس کی جگہ جناب لوتھر کے
 ترجمہ کو مقرر کر دیا۔

۱۰۔ کتاب الصلوٰۃ کا ترجمہ کتاب الصلوٰۃ کے اس ترجمہ میں بعض لاپرواہوں کے
 ترجمے بھی شامل تھے۔ یہ ترجمہ خالص انگلستان میں
 ہی ہوا تھا۔ اس کی حالت یہ ہے کہ پرنٹنگ لوگوں نے جیسے اول کو اس معنی
 کی ایک درخواست دی تھی کہ ہماری نماز کی کتاب میں جو زبور میں داخل ہیں ان میں
 تقریباً دو سو مقامات پر عبرانی نسخہ کے مخالفت کی مینٹی اور تخریج موجود ہے چنانچہ انہوں
 نے ایک کتاب لکھی جس میں اس ترجمہ کی تمام غلطیاں درج کر دی گئیں۔
 دوسرے ترجموں پر عیسائی علماء کا تبصرہ بائبل کے مذکورہ بالا ترجموں
 کے علاوہ دوسرے ترجموں اور

ان کے مضمروں کا بھی ویسا ہی حال ہے۔

موتی نس کہتا ہے :-

مد کاتون نے اپنی کتاب ہارٹس میں انجیل کی عبادتوں کو تہ و بالا کر دیا اور انجیل
 کے الفاظ پر اندھیرے کے پردے بڑھا دیئے اور تم میں بھی عبادت
 بڑھا دی

سٹر کاد لائل کہتے ہیں :-

د اگر جی ترجموں نے مطلب کو ناسد کیا، سچ کو چھپایا اور جاہلوں کو فریب دیا،
 انجیل کے سیدھے سادے مطالب کو توڑ مڑ کر پیش کیا۔ حقیقت میں ان لوگوں
 کو نور سے ظلمت اور سچ کی نسبت جھوٹ زیادہ پسند ہے

رضی اللہ عنہ جب انگلستان ڈاکٹریٹ پر الزامات عائد کئے تو ڈاکٹریٹ کو مجبوراً
یہ لکھنا پڑا :-

”دو کاروائی اور دوسرے حضرت نے جو ہمارے بائبل کے ترجمہ کے خلاف
لکھا ہے وہ بے فائدہ ہے اس سے کو مفید مطلب حاصل نہیں ہوتا البتہ
بعض چیزیں ہمارے ترجمہ میں ضرور قابل اصلاح ہیں“

لفظنگن کے علاوہ دینی و جہالت کے سبب بادشاہ کو مطلع کیا کہ :-
”بائبل کا ترجمہ انتہائی غراب ہے۔ بعض مقامات میں کمی بیشی کر دی گئی ہے
اور بعض جگہ بات کو بالکل بدل دیا گیا ہے اور بعض جگہ روح القدس کی مراد
کو پوشیدہ کر دیا ہے“

بعض لوگوں نے اس ترجمہ کے بارے میں یہ ہمراہ لکھا ہے کہ :-
”یہ یہ ہودہ اور بے معنی ترجمہ ہے بہت سے مقالات میں مدوح القدس کی
مراد کو الٹ کے رکھ دیا گیا ہے“

یہی وجہ ہے کہ اکثر پروٹسٹنٹ حضرات نے اس ترجمہ پر تصدیقی دستخط نہیں
کئے۔ چنانچہ مشربروش نے کہا تھا :-

”ایسا ترجمہ جس میں بے انتہا کمی بیشی کی گئی ہے، بعض مقامات میں مطلب
کو پوشیدہ کرتا ہے اور بعض جگہ بالکل مشوم بدل دیتا ہے، میں اس کی
کس طرح تصدیق کر سکتا ہوں“

مشربروش نے کونسل کے بارہ حضرات سے درخواست کی تھی کہ :-
”چونکہ انگلستان میں موجودہ مانع ترجمہ غلطیوں سے بھرا ہوا ہے اس لئے
ایک نیا انگریزی ترجمہ تیار کیا جائے“

اور بسپ حضرات سے کہا ہے کہ :-

تمہارے مشہور انگریزی ترجمہ سر کی یہ حالت ہے کہ اس میں حمید عتیق کی کتابوں کی جہت کو ۸۴۸ مقامات پر انٹ دیا گیا ہے اور یہ کوڑا انسانوں کے عہد جدید کے کتابوں کے رد کرنے اور دفع میں پڑنے کا سبب بنا ہے۔
 لیکن اگر یہ انگریزی ترجمہ جس کو عیسائی علماء نے مطلب کو فاسد کرنے والا پتھر کو چیلنے والا اینجیل کے سیدھے سادے مطلب کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے والا روح القدس کی مراد کو پوشیدہ کرنے والا روح القدس کی مراد کو بدل دینے والا ہے جو وہ، بے فائدہ غلطیوں سے ایسا چکر کہ ۸۴۸ مقامات پر حمید عتیق کے عبارات کو بدل ڈالا اور گروہوں آدمیوں کے عہد جدید کو رد کرنے کا سبب بننے کے اقیامات سے نوازا ہے اس کے بارے میں ظاہر ہے کہ دلائل اپنی بات میں انتہائی سچے ہیں کہ انگریزی مترجموں کو نور سے ظلمت اور سچ کی نسبت جھوٹ زیادہ پسند ہے۔ اس لئے کہ آج بھی ہم جیب اردو و فارسی اور عربی ترجموں کے مختلف سانوں کے مطبوعہ نسخوں کا باہم موازنہ کرتے ہیں تو وہ سب غرایبان جو اوپر مذکور ہوئیں ہماری نظروں کے سامنے آجاتی ہیں۔

عربی ترجمے تو ایسے نظر آتے ہیں کہ ان کے بیشتر مقامات سے بالکل بالکل مطلب سمجھ میں آتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مترجم یقیناً عربی زبان سے نا آشنا ہیں۔ غریب مترجم بھی کیا کریما یہ تو ان کی اپنی زبان نہیں اور جب اپنی زبان میں کہنے کا وہ حال ہے جو اوپر بیان ہوا چکا ہے تو پھر دوسری زبان میں ایسا کہنے پر کیا شکایت کریں؟ چنانچہ بیشپ ٹنٹل نے ٹنڈیل کے ترجمہ میں صحت عہد جدید ۱۰۰ اجزاء عیسوی کی تالیف (۱۸۵۰ء مطابق) ۱۲۰۰ میں ہوتی۔ فاضل مزمل نے جب اس وقت تک کہ یہ شکایت کر رہے ہیں تو اس مواعدی میں اور کیا کچھ فرمایاں نہیں پیدا ہو گئی۔ ۱۲ نجیب

میں دو ہزار خراجیوں کی نشاندہی کی تھی۔ ڈاکٹر کرکری مارٹن نے ان ترجموں میں جو جو خراجیوں پر ایک مستقل کتاب لکھ ڈالی ہے۔

مشرق نے عزت مجدد کے ترجموں میں عبادتوں کے تیس ہزار اختلافات کی نشاندہی کی ہے۔

ہم نے یہ تمام اقوال وارڈز کی کتاب اغلاطنا سے نقل کئے ہیں۔ یاد کرنے ایک علمی لطیفہ لکھا ہے کہ :-

رد پر و ششٹ حضرت اس بات کے قائل ہیں کہ کتب مقدسہ کا حافظہ خاص ہے
لہذا اس میں کوئی فطی نہیں اور کیا پر و ششٹ حضرت نے اختلافات جہالت
کے بارے میں آواز اٹھائی ہے؟ کیا کیپلوس عبدلیق میں اثبات اختلاف
کے متعلق اپنی کتاب پر ششٹ کی اعلانیہ ہے چھوڑا سکتا ہے؟
پر و ششٹ دین کے نزدیک اذلی و ابدی ہے جس نے عبدلیق اور عبدی
جدید کو ادنیٰ سے ادنیٰ صدر سے بھی محفوظ رکھا ہے۔ مگر عبادتوں کے
تیس ہزار اختلافات کے مضبوط لشکر کے سامنے یہ مسئلہ قائم جمانے
کھڑا نہیں رہ سکتا۔“

باہل کے علماء کے اعتراف کے مطابق عربی و لاطینی، یونانی اور انگریزی وغیرہ
تمام ترجموں میں یہ خرابی مفرد، تثنیہ، جمع، مرفوع، منصوب،
شہ مفرد اور میں، تمنا یا کیا سے خبر کر سکتے ہیں عربی میں ہم فعل صرف تھی کہ انہا میں ہی اسکا لفظ ہوتا ہے۔ ان
تہ تہا ایک لانا اور ہی سے کم افراد (مباہل) کہتے عربی میں مستی ہونے کے لیے اور وہ نہیں ہے۔ ۱۷۰
تہ جمع عربی میں دو سے زائد افراد (مباہل) کہتے ہی استعمال ہوتا ہے اور وہ میں ایک لانا کو جمع کہتے ہیں۔ ۱۸۰
تہ مرفوع، یہ لفظ عربی حروف میں داخل لفظ کو کہتے ہیں مرفوع کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کیلئے اسکا وجود ضروری ہے۔
تہ منصوب، یہ لفظ عربی حروف پر زور والے لفظ کو کہتے ہیں یہ حروف ہم کے ساتھ مخصوص اور مخصوص میں کیلئے اسکی حمایت ضروری ہے۔ ۱۹۰

بجز اور مذکورہ نزات کے استعمال میں چنداں فرق نہیں کیا گیا بلکہ ایک کا دوسرے کی جگہ استعمال ایک عام زیادہ کی طرح کیا گیا ہے۔

پوپ ایلڈیوس ایشتم نے جب عربی بائبل میں غلیلوں کی ہمراد دیکھی تو بہت سے قیاس و راہب، علماء اور عبرانی، ایرانی اور عربی زبانوں کے ماہرین جمع کر کے ۱۶۶۵ء میں یہ حکم دیا کہ اسی میں تصحیح کر کے از سر نو صحیح نسخہ تیار کریں۔ علماء سنی بڑی محنت سے جب اس کو تیار کیا تو وہ بھی قسط رہا۔ اس لئے اس کے شروع میں ایک مقدمہ لکھا جس میں بطور عذر کھینچنے کا مظاہرہ کیا گیا۔ یہ مقدمہ "استفسار" میں نقل منقول ہے۔ یہاں ہم اس مقدمہ کی آخری جگہ کی بقدر ضرورت عبادت نقل کرتے ہیں :-

۱۔ یہ آخری حرف کے نیچے زیر واسطے لفظ کو کہتے ہیں۔ یہ بھی عربی ام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کی موجودگی معنی کی تبدیلی کا باعث ہوتی ہے۔ ۱۲۔
 "فردی ایہ تمام اصطلاحات عربی حرفت و نحو سے متعلق ہیں عربی زبان میں ان کی تبدیلی سے معنی کیسے کے کیسے بدل جائیں گے؟ مثلاً جملہ ہے جَاءَ مَحْتَمِدٌ، محمد آیا اور یہ جملہ مکمل ہے۔ اگر ایسے یوں پڑھیں کہ جَاءَ مَحْتَمِدٌ تو معنی یوں ہو جائیں گے "محمد کے پاس آیا" جملہ ناقص ہو گیا اور نئے حالی کی خبر نہیں کون آیا؟ یہ عربی ام کے آخری حرف "دال" پر پیش اور زبر کے بدلنے سے تبدیلی پیدا ہو گئی۔

تفصیل کے لئے عربی نحو کی کتب طالعہ ہوں۔ ۱۲ نجیب

۳۔ یہودی علماء کا ایک درجہ ۱۲ نجیب

۴۔ مولانا آل حسن کی ردھیائیت پر مشہور تحقیقی کتاب۔ ۱۲ نجیب

۱۰ اُنہٗ فی هذا المنقل تجد شيئاً من الكلام غير موافق
 قواعدين اللغية بل معناه العا كما لجنس العذم بدل العوض
 والععد المفرد بدل الجمع والجمع بدل المثني والمرفوع مكان
 المجر وال منصوب في الاسم والمجرم في الفعل ونسباً الى الحرم
 : عوض الحرمات وما يشابه ذلك فكان سبباً لهذا الكلام
 سبباً اجده كلام المسيحيين فعبارة لهم لو هي تلك اللفظة ختموا
 ولكن ليس في اللسان العربي فقط بل في اللاتين واليونان
 والعبرانية تفاوتت الانبياء والكهنة والادباء والاولاد
 عن قياس الكلام بل قد لم يورد في القديس ان تعيد
 اتمام الكلمة الالهية بالمجموع المضيقه التامة
 الغرائض الشعرية فقد مر لنا الاضراس السماوية بقدر فصاحة
 وبلاغة بكلمات يسوع الخ

۱۱ ترجمہ تم اس نقل میں دست کی چیزیں باہمی پاؤں جو عام خدا میں لغت کے خلاف ہوں کی مثلاً
 مؤنث کے عوض میں مذکر اور جمع کی جگہ مفرد اور تنبیہ کی بجائے جمع اور ذمیر کی جگہ پیش اور اسم میں نصب
 اور فعل میں جرم حرکات کی جگہ معرفت کی زیادتی وغیرہ ان تمام باتوں کا سبب ہیں انہوں کی زبان
 کی سادگی ہے اور اس طرح انہوں نے زبان کی ایک مخصوص قسم بنالی ہے۔ یہ بات عربی کے ساتھ بھی ملتی
 نہیں ہے بلکہ طینی اور عبرانی اور یونانی زبانوں میں بھی انبیاء اور رسولوں نے اور ان کے اکابر اور
 شہو نے لغات اور الفاظ میں اس قسم کا ناقص نقل برتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ درج القديس
 کا یہ مشاعرہ نہیں تھا کہ کلام الہی کو ان حدود اور پابندیوں کے ساتھ جکڑ دیا جائے جو نحوی
 قواعد نے لگائی ہیں، اسی لئے اس لئے ہمارے سامنے خدائی امر اور کوئی فصاحت و بلاغت کے
 آسان الفاظ میں پیش کیا گیا ۱۲ تجیب

اس عبارت میں اہل زبان نے کئی امور کا اعتراف کیا ہے۔

- ۱۔ ان کے اس ترجمہ میں کچھ کلام لغت عرب کی ضد ہے اور یہ کچھ خدا کے فعل سے اتنا عام ہے کہ کوئی صغیر بلکہ کوئی سطر بھی اس پر دے ترجمہ میں اس سے خالی نہ ہوگی۔
- ۲۔ غدر میں دو سبب بیان کئے ہیں۔ ایک تو کسی حضرت کے کلام کی سادگی کہ گویا یہ ان کی عادت ہے کہ اپنی بول چال میں مذکر، مؤنث اور مرفوع و منصوب یا مجرد وغیرہ کی کوئی تمیز نہیں کرتے۔ دوسرا یہ کہ درج القدس، سابقہ پیغمبروں اور پوپ حضرات نے دافستہ طور پر اس بات سے چشم پوشی کی ہے کلام دیانی نحو قواعد کا پابند ہو۔

اب اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ گزشتہ اشارہ صوبہ سادگی کا جائزہ میں ان حضرات کی اس سادگی کے کیا کیا گم کھائے ہوں گے۔

ان کے اپنے اقراء کے مطابق یہ بلا لاطینی، یونانی، عبرانی اور عربی سببتوں میں وہابی صورت میں پہلی ہوئی ہے اس معاملہ میں پوپ حضرت پرہ ہیں کوئی تعجب ہے اور وہ ان کوئی شکایت مگر غضب نما کا یہ حضرات ان قرانات میں روح القدس اور ان کے پیغمبروں کو بھی شامل کرتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جب کوئی کلام نحو قواعد کے خلاف اور سادگی میں لغت کے مخالف بلکہ اس کی ضد استعمال ہوگا تو یقیناً اس کو غلط قرار دیا جائے گا۔

حاشا و کلام پیغمبروں یا درج القدس کی یہ مرئی ہو سکتی ہے۔

ہو سکتی ہے۔

یہ دستہ مجاز صوبی کی تالیف ۱۲۳۵ھ کے وقت تھی اب اس کو اس سال میں کیا کچھ کیا گیا ہوگا یہ ایک آگے مسئلہ ہے۔ ۱۲ بجیب

۱۲۳۵ھ کے اردو ترجمہ میں آیت کے الفاظ یہ ہیں اور تو انہی نالہ میں سے پیتا اور میں نے

کوڈوں کو حکم کیا ہے کہ وہ تیری پرورش کریں ۱۲ (۲:۱۸) ۱۲ بجیب

اس پر مکرین کے اعتراض اور اپنے جواب کو یوں لکھا ہے :-
 ”بعض مکرین اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کون سے جونا پاک جانور ہیں ایک
 پیغمبر کے لئے کس طرح خوداک لاسکتے تھے؟ لیکن یہ مکر اگر اصل لفظ کو دیکھتے
 تو یہاں اعتراض نہ کرتے۔ کیونکہ اصل لفظ ”أدم“ ہے جس کے معنی عرب ”انسان“ ہیں جیسا
 کہ کتاب توراتیج دوم باب ۱۱ آیت ۱۶ اور نحمیا باب ۴ آیت ۷ میں استعمال
 ہوا ہے۔“

علماء یہودی کی کتاب پیدائش کی ایک تفسیر پر پشت دیا ”مے معلوم ہوتا ہے
 کہ گذشتہ زمانہ میں برت شمال کے نواح میں ایک شہر تھا جہاں اس پیغمبر
 داہلیاہ (کو) روپوش ہو جانے کا حکم ہوا تھا۔“

حیروم کہتا ہے کہ ”آدم“ ایک سرحدی شہر کے عرب باشندے ہیں جو پیغمبر
 کو کھانا پکھانے تھے، حیروم کا یہ گواہی بڑی قیمتی ہے۔“

اگرچہ لاطینی مطبوعہ ترجموں میں کونے کا لفظ لکھا ہے مگر توراتیج اولہ و ثانیہ اور
 حیروم نے ”آدم“ کا ترجمہ عرب باشندے کیا ہے اور عربی ترجمہ بھی معلوم
 ہوتا ہے کہ اس لفظ سے آدمی ہی مراد ہے جانور نہیں۔ مشہور یہودی مفسر جارچی
 نے بھی اس لفظ کا یہی ترجمہ کیا ہے اور یہ بھی ہو کیسے سکتا ہے کہ ایک پیغمبر
 شہریت کا اقتدار میں گرم جوش اور شہریت کا بے باک حامی تھا تو دیکھتے جیسے ناپاک

۱۷۹۲ء کے لکھنؤ ترجمہ میں آیت کے الفاظ یوں ہیں اور خداوند نے یہودیم کے خلعت فلسطینا

اور ان عربوں کا جو کوشیدائی کی محنت میں لپکتے ہیں ول ایماہا“ (۱۶: ۱۲) ۱۲ نجیب

۱۷۹۳ء کے اردو ترجمہ میں آیت کے الفاظ یوں ہیں پر جب سنبط ادم مطوبہ اور عربوں

اور قوموں اور اشد یہودیوں نے سنا کہ مرثولیم کی تفصیل مرثت ہوتی جاتی ہے اور دراز میں بند

ہونے لگیں تو وہ جل گئے“ (۱۶: ۱۲) ۱۲ نجیب

جانوروں سے خلافت شریعت طریقے سے گوشت حاصل کرتا اور اسے یہ یقین بھی ہوتا کہ یہ ناپاک جانور اس کے لئے گوشت لانے سے پہلے لاشوں پر نہ چبھے ہوں گے۔ پھر ایلیناہ کو عمرہ دراز تک روٹی اور گوشت مینا ہوتا رہا۔ بھلا ایسی خدمت اتنی مدت تک کوڑوں کی طرت کس طرح منسوب ہو سکتی ہے اس لئے انتہائی غالب یہی امر ہے کہ ادب یا ادبوں کے کچھ باشندوں نے

چینغیر کی خدا کی ہم پہنچانے کا کام مبرا بنام دیا ہو گا ۵

لاحظہ کیجئے کہ اس جگہ جو رن صاحب دلائل عقلیہ، یہودیوں کی انیسویں اور جبروم کی گواہی سے استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ :-

۵۰ اور ہم کے منہ عرب یا شہدے کرنا چاہیں تو سے نہیں ۵۰

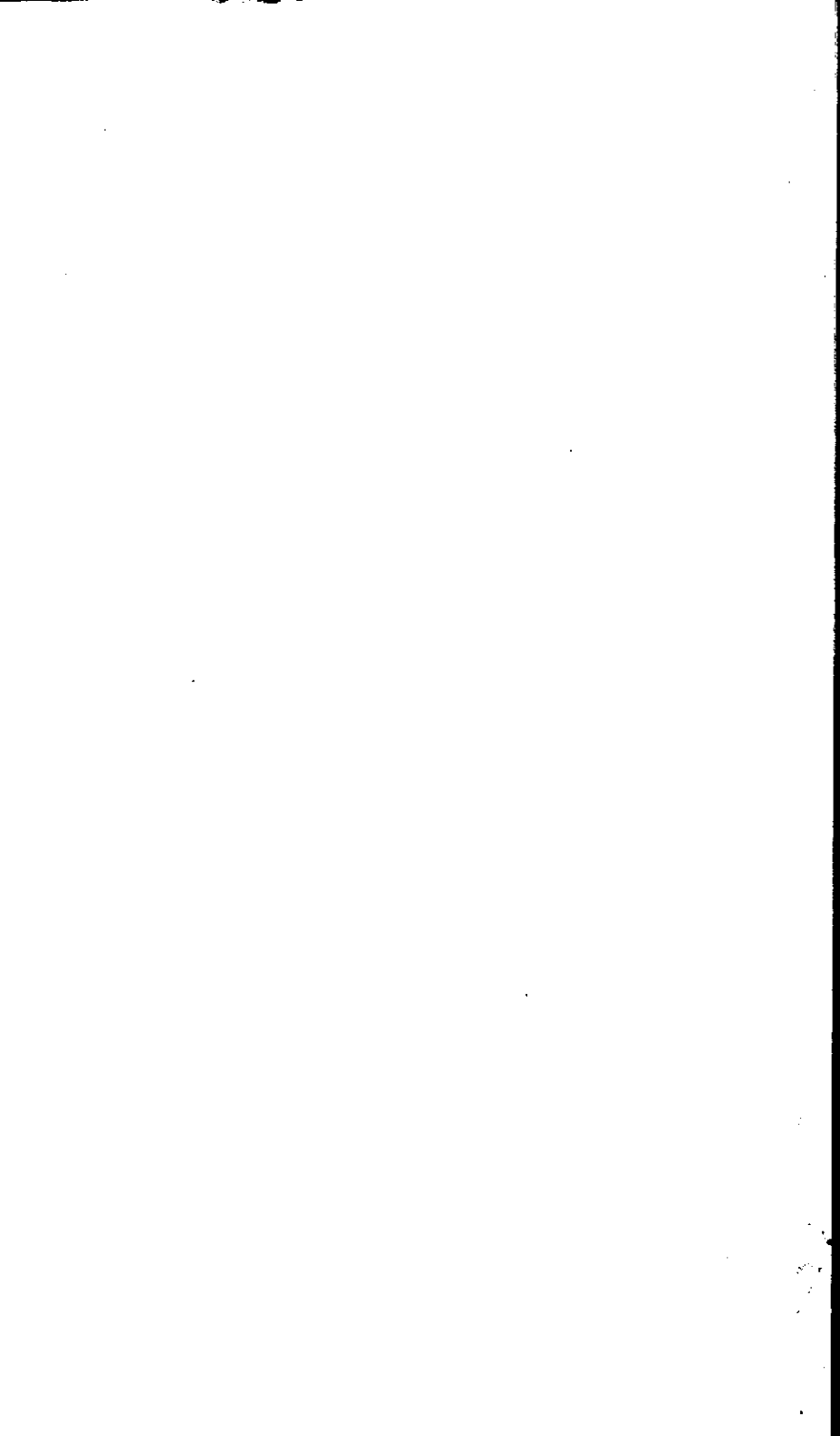
اس احقرات کے مطابق سب ترجموں کے ترجمے اور تمام عیسائی شارحین کی شرحیں اس مقام پر غلط ہیں۔ کتاب سلاطین اولیٰ باب ۱۷ کی آیت ۱۹۵۹ء کے اردو ترجمہ میں یوں ہے :-

۵۰ اور تو اسی نالہ میں سے پینا اعد نہیں نے کو توں کو حکم کیا ہے کہ وہ تیری پرورش کریں ۵۰

بائبل میں ہمارے دعویٰ سحریت کے اثبات سے خداوند تعالیٰ کے فضل سے فراغت پائی -



۵۰ اس آیت کے الفاظ ۱۹۵۹ء کے مطبوعہ ترجمہ میں یوں ہیں ۵۰ اور ایسا ہو گا کہ تو اوس نالہ سے پیوے گا اور میں نے تو توں کو حکم کیا ہے کہ تیری پرورش کریں ۵۰ ۴ پنجیب ۵۰



حصہ دوم

مشہور عیسائی پادری فنڈسہر کی کتاب

”میزان الحق“

کے باب اول کی تیسری فصل کا جواب

بیسرہ اشہار النسخین المشرقیہ ط

”میزان الحق“ کے باب اول کی تیسری فصل کا جواب

اب ہم پادری فندرمصاحب کی کتاب ”میزان الحق“ کے باب اول کی تیسری فصل کا جواب لکھتے ہیں۔ اس کتاب کے مشہور نسخے میں بھی اکثر مقامات پر کتب مقدسہ کی طرح پادری صاحب نے اس میں بھی رد و بدل اور کمی بیشی کی ہے۔ اسے دوبارہ مشہور میں طبع کرایا۔ ان کے نزدیک بھی یہی آخری نسخہ ہی صحیح اور درست ہے۔ اس لئے ہم اس پہلے نسخہ پر شدہ نسخے سے صرف نظر کرتے ہوئے اس بعد کے مشہور نسخہ میں جو باتوں کو لفظاً لفظاً نقل کر کے ان کے جواب ترتیب وار بیان کریں گے۔ وباللہ التوفیق

۹ پادری صاحب اس فعل میں لکھتے ہیں :-

”تیسری فصل اس بات کے ثبوت میں کہ محمدیوں کا یہ دعویٰ کہ کتب مقدسہ

خریب و تبدیل ہوئیں باطل ہے“

مسلمانوں کا یہ مذکورہ دعویٰ بلا مشہور دست ہے اور پادری صاحب کا اس کو باطل کہنا غلط ہے جیسا کہ اس کتاب کے

تاخرین کو بخوبی معلوم ہو چکا ہے۔

۱۰ پادری صاحب کہتے ہیں :-

”قرآن اور اس کے مستند دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی اور یہودیوں نے اپنی

معنی کتابیں تحریرت کیں اور ان آیتوں کو جو محمد کی طرف اشارہ تھیں نکال کر دوسرے لفظ ان کے مقام پر رکھ دیئے ہیں اور اس سبب سے مقدس کتابیں جو اب ان کے یہاں ملاحظہ اور داخ ہیں صحیح اور قابل اعتبار نہیں۔ ان واجب اور ضروری ہے کہ ہم بڑی دقت سے اس دعویٰ کی تحقیق پر متوجہ ہوویں !

جواب قرآن کریم سے درحقیقت یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہود بنو قریظہ بنو نضیر وغیرہ کتب مقدسہ میں لفظی و معنوی تعریف کیا کرتے تھے اور قرآن میں انہی لوگوں کو تحریرت کے جرم کا ترک قرار دیا گیا ہے اور قرآن کا یہ دعویٰ بلاشبہ سچا ہے اور ان لوگوں کی طرف سے لفظی و معنوی تعریف ثابت ہوگئی ہے۔ اگر پادری صاحب یا ان کے ہم خیال حضرات کے پاس اس دعویٰ کی غلطی پر کوئی دلیل ہو تو پیش کریں۔

مسلمانوں کا دعویٰ یہی ہے کہ عبد متقی و عبد جبار کے پورے مجموعہ کی سند متصل نہیں اور اس مجموعہ میں یقیناً الحاق اور غلطی ہائی جاتی ہے اور بعض مقامات پر تو قصداً تحریرت کی گئی ہے۔ اور قدیم و جدید ترجموں کا حال تو بلا سبب اصل سے بھی بدتر ہے اور ہمارے اس دعویٰ کا اثبات اس کتاب میں اچھی طرح ہو چکا۔

مسلمان یہ دعویٰ ہرگز نہیں کرتے کہ تحریرت صرف انہی آیتوں میں ہوتی جن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی طرف اشارہ تھا بلکہ ان کا دعویٰ عام ہے کہ (کتب مقدسہ میں تحریرت ہوتی ہے) اور کتب مقدسہ میں الحاق و تحریرت ثابت ہو جائے گی و جب سے یہ پورا مجموعہ ان کے نزدیک نہ تو قابل اعتنا ہے اور نہ اس پر ایمان ضروری ہے۔

اور پادری صاحب کا یہ جملہ کہ :-

”اور ضرور ہے کہ بڑی دقت سے الخ“
 صرف ایک مہر مری و عہد ہے جس کو انہوں نے قطعاً چھوڑا نہیں کیا اور یہ کرتے
 بھی کیسے۔ کیونکہ اپنے گھر سے خوب واقف ہونے کے سبب وہ مسلمانوں کے
 اس دعویٰ کو قطعاً ثابت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔

پادری صاحب لکھتے ہیں :-

”و جب کہ ہم مجھوں نے اس دعویٰ کا ثبوت چاہتے ہیں تو توجہ ہے کہ ان
 میں سے کسی نے اب تک اس دعویٰ کو مسترد و لیلوں سے ثابت نہیں کیا ہے اور
 وہ (وہ) ان چار سوالوں کے جواب دینے میں کہ آیا پرانے اور نئے
 عہد کی مقدس کتابیں کس وقت میں اور کن لوگوں کی معرفت اور کیونکر تشریف
 ہوئیں اور پھر سے جہ سے لفظ کون سے ہیں اب تک مسیحیوں کے قہر مند
 رہتے ہیں اور سب عہد صریح دعویٰ بنا دلیل پیش لا کے حکومت کی
 راہ سے کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہے اور ضرور ہے کہ ایسا ہی ہو۔ کیونکہ
 انجیل اور پرانے عہد کا کتابیں قرآن کے سوانح نہیں اور قرآن میں بھی
 مسیحیوں اور یہودیوں کی مقدس کتابوں کی تشریح کا اشارہ ہوا ہے۔
 لیکن جب تک کہ ہماری لوگ اپنے اس دعویٰ کو مسترد و لیلوں سے ثابت نہ
 کریں اور ان چار سوالوں کا جواب نہ دیں مسیحیوں کو کچھ ضروری نہیں کہ
 ان کے اس دعویٰ پر توجہ کریں اور جواب دیں۔ کیونکہ جس دعویٰ کے
 ثبوت کی مسترد و لیلیں نہ ہوں وہ بے جا اور بے فائدہ ہے بلکہ (بلکہ)
 بغیر دلیل دعویٰ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں“

پادری صاحب کا یہ کہنا کہ ”جب کہ ہم“ الخ درست نہیں کیونکہ لفظ
جواب ”ہم“ اور لفظ ”مہریوں“ سے ان کی کیا مراد ہے؟ یہ اگلے پچھلے تمام

یساٹی جو مینٹ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد گزرے ہیں اور اسی طرح تمام اٹلے پچھلے مسلمان یا صرف عیسائیوں کا خاص فرقہ پروٹسٹنٹ جس کا ظہور ۱۵۱۷ء میں ہوا اور ان کے ہم عصر مسلمان یا عیسائیوں اور مسلمانوں سے اپنے ہم عصر مراد ہیں۔

اگر پہلی صورت مراد ہے تو ہم عرض کریں کہ ظہور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سے چند یونین صدی عیسوی تک کے اختتام تک یوپ اور ان کے متعلقین کا اقتدار عروج پر تھا۔ اور وہ لوگ عہد حقین کی کتابوں کے بارے میں خودی دے لے لے دیتے تھے کہ یہودیوں نے ان میں تحریف کی ہے۔ لہذا اس وقت تک ان کے مقابلہ میں اہل اسلام کو اثبات تحریف کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ یہ ہا سولویں صدی سے اب تک کا حال تو آئندہ مسطور میں گچھا لیاں کا حال بھی ملاحظہ کیجئے۔

اور اگر دوسری صورت مراد ہے تو یہاں ہی عرض ہے کہ متقدمین پروٹسٹنٹوں کی کوئی ایسی کتاب مسلمانوں کی نظر سے نہیں گزری کہ وہ بلاوجہ اثبات تحریف کے درپے ہوتے۔ البتہ آج معلوم ہوا تھا کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے پیشوا جناب

لے فرقہ پروٹسٹنٹ Protestant عیسائیوں کا مشہور فرقہ جو سولویں صدی عیسوی میں نمودار ہوا اور پھر رفتہ رفتہ تمام دنیا میں پھیل گیا۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ کلیسا کے پاپاؤں نے عیسائیت کی شکل و صورت کو بڑی حد تک بگاڑ دیا ہے اس میں بہت سی بدھنیں شامل کر دی ہیں اور بے حد تنگ نظری سے کام لیا ہے اس لئے کلیسا کے نظام کی از مرین اصلاح کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس فرقہ نے جو نظریات پیش کئے وہ بیشاد چیزوں میں قدیم روین کیتھولک فرقہ سے مختلف ہیں اس فرقہ نے چودہ کتابوں کو بائبل سے نکال دیا اور بائبل کو لوگوں کی مادھی زمان میں پہنچانے کی تحریک چلائی اور پاپا سے اس کے بہت سے اختیارات چھین لئے۔ دوسرے کیتھولک فرقہ نے جو بہت سی دسین جوڑ رکھی تھیں ان میں مندرجہ ذیل کے صرف پچیسہ (Catholic) اور (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور زونیکلیس وغیرہ فرقہ پرورشوں کو دالے کہتے ہیں کہ پطرس کے خطوط میں درج شدہ تمام کلام مقدس نہیں ہے۔ ٹیڈ کٹر کوڈ، برنٹسٹن، جان کاتون اور وائی ٹیکر جیسے پروٹسٹنٹ فرقہ کے بڑے علماء یوں کہتے ہیں کہ ”زینس الحواری میں جب پطرس اللہ دوسرے حواریوں نے روح القدس کے نزول کے بعد ظاہر کیا۔“

اور اسی طرح پروٹسٹنٹ فرقہ کے علماء کے بہت سے اقوال تھے جن کی تفصیل مقصد سوم کی چوتھی فصل میں گزر چکی ہے۔ البتہ متاخرین پروٹسٹنٹوں نے اس بارے میں ہادوہ شور مچا کر دکھا ہے، آئندہ مطور میں اس کا جواب حاضر ہے۔

۹ اور اگر تیسری صورت مراوہے (یعنی متاخرین عیسائی اور مسلمان) تو یہ دعویٰ قرین انصاف میں ہے کیونکہ عزیزان الحق ”اور تحقیق دین حق“ اور ایک دو اوروں کو بول سے پہلے معنی کتابیں پادریوں نے تصنیف کیں وہ اس قابلِ مدح نہیں کہ کوئی ان کی طرف التفات کرتا۔ اور ان کتابوں کی اشاعت کے بعد مسلمانوں نے کلم اٹھایا اور ان کے جواب میں مشغول ہوئے اور اس دینی مباحثہ میں ان کی کتابیں طبع ہوئیں اور چھپ رہی ہیں اور تھوڑے عرصہ میں پادری صاحب اپنی ان کتابوں کے ساتھ شافی جواب پالیں گے کہ

۱۰ زونیکلیس (زندہ تھی) Zwingli سوئٹزر لینڈ میں) پروٹسٹنٹ فرقہ کے علماء میں بڑے پایہ کا عالم ہے (مقدمہ بائبل سے قرآن تک صفحہ ۱۳، ۱۴) بحیث

۱۱ کالون (Calvin) فرقہ پروٹسٹنٹ کا مشہور معلم ۱۵۰۹ء تا ۱۵۶۴ء شروع میں تعلیم کی تھی کہ خدا کا تقاضا ہے جس میں تو فرقہ کے عقائد و نظریات کو قبول کیا، پھر ان نظریات کی تبلیغ میں بڑی قربانیاں دیں، فرانس میں پیدا ہوا تھا بعد میں بے شہرہ فرکر کے جنیوا میں مقیم ہو گیا۔ جنیوا اور گنہ گاروں میں پروٹسٹنٹ نظریات کو پھیلانے میں اس کا بڑا اہم کردار ہے۔ عیسائیت پر اس کی بہت سی تصانیف ہیں فریسی زبان میں بائبل کا پہلا ترجمہ اسی نے کیا ہے اگرچہ موجود کلیسا اس کے تمام نظریات کو ہمہ کمال قبول نہیں کرتا مگر اسے اپنا مقدس بائبل تسلیم کرتا ہے (ڈارمٹا نیکا ۱۴۳)

میرا ہونا نہیں گئے۔ اور انشاء اللہ میری زیر نظر کتاب ان کو معتبر دلیل نظر آئے گی۔ پادری صاحب کا یہ کہنا کہ "ان چار سوالوں کے جواب دینے میں التوا مجھ نہیں، کیونکہ ان چار سوالوں کے جواب سے متعلق مسلمانوں کا مقروض ہونا محض پادری صاحب کا وہم ہے۔ اس لئے کہ اس وہمی قرضہ کے بارے میں پادری صاحب کے بہادر سلف اور دینی مصلحتوں کے پیشوا بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے اور وہ متقدمین ہی اپنی طرف سے خود اور مسلمانوں کی طرف سے وکالتاً اس قرضہ کو ادا کر کے سبکدوش ہو گئے تھے۔ اور ان کے سبکدوش ہونے کی تصدیق متاخرین جیسا کہ ان میں سے بھی بڑے بڑے متحقق علماء نے کی ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ان کے اقوال ہم نقل کر چکے ہیں۔ اور اگر پادری صاحب کے نزدیک اس قرضہ کی ادائیگی مشکوک ہے یا اس انصاف کے خلاف وہ پھر دوبارہ دعویٰ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ہم اس قرضے کی وصولی کی رسیدیں ان کے متقدمین و متاخرین کے دستخطوں کے ساتھ اب دوبارہ پادری صاحب اور دیگر جیسا کہ انہوں نے کو دکھلائے دیتے ہیں۔ - ملاحظہ کیجئے۔ -

تخریف بائبل

خلاصہ بحث

اس قرضہ کی "کس وقت میں" رسید یہ ہے کہ بعض تخریفوں میں زمانہ تخریف نامہ نہ تو متعین ہے۔ مثلاً عمود حقیق میں مندرجہ واقعات کی تاریخیں کہ متقدمین جیسا کہ انہوں نے عام دلالت کے مطابق یہودیوں نے جرائی لیسوی تقریباً سنہ ۱۳ء میں ان میں تخریف کی تھی اور کتاب استثناء باب ۲، آیت ۲ میں

جو تخریفات کی گئی وہ جمہور عیسائی علماء کے نزدیک سامریوں نے موسیٰ کی وفات کے پانچ سو سال بعد تورات کے سامری نسخہ میں اور ڈاکٹر ہیلز اور ڈاکٹر کنی کارٹ کی تحقیق کے مطابق یہودیوں نے عبرانی نسخہ میں کی تھی۔

بائبل کے متقدمین دینا فرین مفسر بہت سی تخریفات کا زمانہ زید سید (شہادت) اور دینے کے وقت دو وجوہ سے متعین کر سکتے ہیں۔

۱۔ صدیوں تک کئی فرقوں کے درمیان عورت پشوا جنٹ (یونان) ترمیمی واجب التسلیم ہے اور عبرانی نسخے ان کے پاس زیادہ ملتے ہیں جس سے وہ باخبر رہتے۔

۲۔ چونکہ ان کتابوں کی سند متصل ان کے پاس موجود نہیں تھی۔ اس لئے وہ بے چارے جمہور ملتے اور اس بارے میں محض ظن و تخمین سے کچھ کہنے کے سماں کے لئے کوئی چادہ کار نہ تھا۔

اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی فرامیاں اس زمانہ میں ہوتی ہوں گی جس زمانہ میں یہودیوں نے بعض کتابیں پھاڑ گئی ہیں اور بعض کو جلا دیا اور بہت سی کتابیں گم کر دیں۔ اس حال میں متقدمین جب ان کتابوں کی پربادگی کا زمانہ متعین نہ کر سکتے تو بے چارے کسی بیشی یا حروف جملوں میں رد و بدل کا زمانہ کیونکر متعین کر سکتے تھے۔

محمد بن اور اس قرضہ کی کہ "کن لوگوں کی معرفت" رسید ہے کہ یہودیوں سامریوں اور دین دار کسی حضرت کا جنوں اور طوطوں کے ہاتھوں۔

سبب تخریفات اور اس قرضہ کی کہ "اور کیونکر تخریفات ہوئیں" رسید یہ ہے کہ اس قول سے دو صورتیں نکلتی ہیں، ایک یہ کہ اگر یہ غرض

ہے کہ اس کا سبب کیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض مقامات پر یہودیوں اور
لمحدوں کی طرف سے حسد اور شرارت اور بعض مقامات میں کاتبوں کی لاپرواہی
و غفلت اور ان کی تفصیل اسی کتاب میں گزر چکی ہے۔

اور اگر مقصد یہ ہے کہ کس طرح سے ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی مقام
پر زیادتی کسی جگہ کمی اور کسی مقام پر زکوٰۃ بدل کے ساتھ اور بعض مقامات پر
اس تحریف سے درتہ بڑھا کر سدا کی کتبوں کو جلا ڈالا یا پھاڑ ڈالا اور بہت سی
کتابیں گم کر دیں۔

لفظی تبدیلی کی مثالیں

اور پادری صاحب کا یہ قرضہ کہ "تبدیل شدہ الفاظ کون سے ہیں؟" اس
کی ادائیگی حاضر ہے۔ سنئے :-

۱۔ تار نیچوں میں تبدیلی | عمدتاً میں مندرجہ ذوات کی تاریخیں، جہاں کا
تذکرہ مقصد اول کی فصل سوم میں چلے، دوسرے اور
تیسرے اختلاف کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۲۔ عیبال کی جگہ گزیم | اسامی نسخہ میں عیبال کی جگہ گزیم کا لفظ اور عربی
نسخہ میں اس کے برعکس استعمال ہوا ہے۔ اس کا
تذکرہ مقصد اول کی فصل سوم کے چوتھے اختلاف میں گزر چکا ہے۔

۳۔ ایک آدمی کی جگہ پانی | کتاب گنتی باب ۲۴ آیت ۷ عبرانی توہرات اور
اسامی یا یونانی میں جس کا ذکر فصل مذکور کے
ایسویں اختلاف میں مذکور ہے۔

۴۔ چڑو ہے کے بجائے ریورٹ | کتاب پیدائش باب ۲۹ آیت ۸، ۳ میں چڑو ہے
 مذکورہ کے ایک سو اختلاف میں گزر چکا ہے۔

۵۔ قریہ اربح کی جگہ جرون اور شیش کی جگہ دان | کتاب پیدائش باب ۱۳ آیت ۱۸
 کا لفظ اور کتاب پیدائش باب ۱۴ آیت ۴ میں لیس کے بجائے "دان" کا لفظ ہے۔
 ان دونوں کا ذکر مقصد اول کی فصل دوم کی "لاہوی اور گیادہ میں دلیل" میں مذکور
 ہو چکا ہے۔

۶۔ چھپتر کی جگہ شتر | یونانی ترجمہ اور انجیل میں لفظ چھپتر کے بجائے لفظ شتر میں
 کا ذکر مقصد اول کی ذہر ۲۷ آیت ۱۶ بار ہو گیا
 روایت میں گزر چکا ہے۔

۷۔ "ہاتھ پاؤں چھیدتے ہیں کی جگہ" | لاطینی ترجمہ میں میرے ہاتھ اور پاؤں چھیدتے
 ہیں " جہاں نسخہ میں اس کے بجائے " اور
 دونوں ہاتھ شوروں کی طرح ہیں میرے دونوں ہاتھ شوروں کے ہاتھوں کی طرح
 ہیں " ہے۔ اس کا ذکر مقصد دوم فصل سوم کے پانچویں شاہد میں مذکور ہو چکا ہے۔

۸۔ کان کھول دینے کی جگہ ایک بدن تیار کیا | زبور ۴۰ آیت ۶ کا یہ جملہ "تو نے میرے
 کان کھول دینے کی جگہ ایک بدن تیار کیا" اور یونانی نسخہ میں
 اس کے بجائے "تو نے میرے لئے ایک بدن تیار کیا" اور یونانی نسخہ میں اور انجیل
 نے کتاب متی باب ۱۳ آیت ۱۵: "اور اگلے وقتوں میں جرون کا نام قریہ اربح تھا۔۔۔ الخ" وغیرہ
 کتاب مرقا باب ۱۸ آیت ۲۹: "اور اس شہر کا نام اپنے باپ داآن کے نام پر جو سرائیل
 کا اولاد تھا داآن ہی رکھا لیکن پہلے اس شہر کا نام لیس تھا" ۱۴ عجیب

۱۶۹۔ کتاب سمویل دوم باب ۲۲ آیت ۱۳ میں "تین برس" کی بجائے سات برس" کا لفظ اور کتاب توارخ اول باب ۲۱ آیت ۱۲ میں اس کے برعکس جس کا تذکرہ مقصد دم فصل مذکورہ (چہارم) کے ضاد ۵، ۵ میں گزرا ہے۔

۱۸۶۱۷۔ کتاب سلاطین دوم باب ۱۲ آیت میں لفظ "تیس" کے بجائے "تین" اور کتاب الفخافہ باب ۱۲ آیت ۶ میں "ہزار چالیس" کے بجائے لفظ "یا چالیس ہزار" ہے۔ ان کا ذکر مقصد دم (مذکورہ فصل چہارم) کے ضاد ۵، ۵ میں گزر چکا ہے۔

۱۹۔ کتاب سلاطین اول باب ۷ آیت ۲۶ میں لفظ "تین ہزار" کی بجائے "دو ہزار" یا کتاب توارخ دوم باب ۱۱ آیت ۵ "دو ہزار" کی جگہ "تین ہزار" میں کا ذکر فصل مذکور کے (حصہ دوم فصل چہارم) ضاد ۵ میں گزرا ہے۔

۲۰۔ کتاب سلاطین اول باب ۱۸ آیت ۱۱ میں لفظ "ساتھ تین برس" کے بجائے "تیس سال" اور لوقا باب ۴ آیت ۲۵ اور یعقوب کا خط باب ۵ آیت ۱۴ میں اس کے برعکس اس کا تذکرہ ضاد ۵ میں گزرا ہے۔

۲۱۔ کتاب سمویل دوم باب ۱۵ آیت ۷ میں "چار" کے بجائے "چالیس" کا لفظ ہے۔ اس کا تذکرہ ضاد ۵ میں گزرا ہے۔

۲۲۔ ہدو عزرا یا ہدو عزرا کتاب سمویل باب ۱۰ میں "تین مرتبہ" اور کتاب ہدو عزرا کی جگہ "ہدو عزرا" کا لفظ ہے۔

۱۰۔ کتاب سمویل دوم باب ۸ آیت ۳ میں ہے "اور داؤد نے ضوآہ کے بادشاہ بروج کے بیٹے ہدو عزرا کو بھی الخ اور کتاب سمویل دوم باب ۱۰ میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۲۳۔ ناموں میں تبدیلی | کتاب شروع باب آیت ۱۸ میں "عکر" کے بجائے
"مکن" کا لفظ ہے۔

۲۴۔ کتاب سمویل دوم باب ۲۳ آیت ۸ میں "یسویام" کی جگہ "یوشب
بشیت" کا لفظ ہے۔

۲۵۔ کتاب تواریخ اول باب ۳ آیت ۵ میں "عام" کی جگہ "معی" ایل"
کا لفظ ہے۔

۲۶۔ کتاب سلاطین دوم باب ۱۳ آیت ۲۱ میں "غزیاہ" کی جگہ "عزیاہ"
کا لفظ ہے۔

۲۷۔ کتاب تواریخ دوم باب ۲۱ آیت ۱۷ میں "غزیاہ" کی جگہ "یواخذ"
کا لفظ ہے۔

دبقیر حاشیہ ۴۴ سے آگے کی آیت ۱۶ میں اور ہد عزز کے لوجہ ہے..... اور ہد عزز کی
تورج کا سپر ملار جو کب انفا مولا تھا " اور آیت ۱۶ میں " اور جب البت بادشاہوں نے
جو ہد عزز کے خادم تھے الخ اور کتاب تواریخ اول باب ۱۸ کی آیت ۲۸ میں " اور ہد عزز نے
عزباہ کے بادشاہ ہد عزز کو بھی الخ آیت ۲۵ اور جب دشمن کے نامی طوبہ کے بادشاہ
ہد عزز کی مدد کرنے کو کہتے " الخ آیت ۲۷ " اور ہد عزز کے نوکروں کی الخ آیت ۲۸ اور
ہد عزز کے شہروں الخ آیت ۲۹ " اور ہد عزز نے طوبہ کے بادشاہ ہد عزز کا سامنا لشکر مار لیا "
آیت ۳۰ " اور اس نے جنگ کر کے ہد عزز کو مارا " اور ہد عزز نے ہد عزز کو جو سے لڑا اور تمام کتاب
سمویل دوم باب ۳ میں ہد عزز کی جگہ سمویل دوم باب ۳ اور تواریخ اول باب ۳ اور عزز ذکر کر گیا ہے۔
۳۔ کتاب تواریخ اول باب آیت ۲۷ میں لفظ عکر مذکور ہے آیت اس طرح ہے اور اس میں لاکھ
دینے والا عکر ہد نے مخصوص کی جوئی چیز میں بغیات کی کرتی کا بیٹا تھا "

۲۸۔ کتاب نسیاہ باب ۶۴ کی آیت ۴۔
 ۲۹۔ کتاب تواریخ دوم باب ۳۶ کی آیت ۱۰ میں "چاہ" کی جگہ "مخالی" کا لفظ ہے۔

۳۰۔ کتاب تواریخ دوم باب ۲۸ آیت ۱۹ میں "بادشاہ یرداہ" کی جگہ "شاہ اسرائیل" کا لفظ ہے۔

۳۱۔ ۳۲۔ پوری آیت میں تبدیلی | ملاک باب ۳ آیت ۱۔ اور سیکہ باب ۵ آیت ۲۔

۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ زبور ۱۰۱ کی آیت ۱۱۔

۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ساموس ایک کی آیت ۱۱۔

۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ زبور ۱۰۱ کی آیت ۸۔

۴۴۔ زبور ۱۰۱ کی آیت ۴۔

۴۵۔ گنتی میں تبدیلی | کتاب تواریخ دوم باب ۱۵ آیت ۱۹ میں "پچیس" کی جگہ "پینتیس" کا لفظ۔

۴۶۔ کتاب تواریخ دوم باب ۱۶ آیت ۱ میں "چھبیس کی جگہ ۶ چھتیس" کا لفظ۔

۴۷۔ لفظی و معنوی تبدیلی | کتاب سلاطین اول باب ۲ آیت ۲۴ میں "دو جگہ" لٹو" کا لفظ ہے۔

۴۸۔ کتاب تواریخ اول باب ۲۰ آیت ۳ میں لفظ "کاش" لٹا "کے

بہانے صحت کروائی۔

۱۔ قدیم حوالہ میں لفظ "گانتھوں" استعمال ہوا ہے۔ جدید اردو ڈائل میں لفظ "لٹو"

استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۲۔ نجیب

۴۷۔ تو قیامت آیت ۱۹ میں ہیرودیس کے بھانے "فلیس" کا لفظ ہے۔
 ۴۸۔ غرقس باب آیت ۲۶ میں "اشمک" کے بجائے "ایاتر" کا لفظ اور
 مکی باب ۲۷ آیت ۹ میں "ذکر یاہ" کے بجائے "یرساہ" کا لفظ۔
 عہدِ قتیق اور عہدِ جدید میں اسی طرح ایک کے بجائے دوسرا لفظ اور یہی شیخ
 مقامت پر لکھا گیا ہے۔ جن کی تفصیل کتاب ہذا کے تینوں مقصدوں میں شرح و
 بسط کے ساتھ گزر چکی ہے۔
 تحریف سے بھاری مراد عام ہے۔ خواہ ایک لفظ کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا لفظ
 رکھ دیا جائے خواہ عبارت میں کوئی لفظ یا جملہ بڑھا دیا جائے یا کم کر دیا جائے۔
 پہلی صورت کی چند مثالیں تو اوپر مذکور ہو چکیں۔ تو دوسری دونوں صورتوں کی کچھ
 مثالیں بھی نقل کر دی جاتی ہیں۔

زیادتی کے ساتھ تحریف کی مثالیں

- ۱۔ کتاب پیدائش باب ۳۶ کی آیت ۳۱
- ۲۔ کتاب گنتی باب ۳۲ کی آیت ۴۱۔ اور کتاب اسناد کا مکمل باب ۱۰۔
- ۳۔ کتاب پیدائش باب ۱۲ آیت ۶ کا یہ جملہ "اُس وقت ملک میں کشائی
 ۴۔ رہتے تھے۔"
- ۴۔ کتاب بیثوح باب ۴ آیت ۹، باب ۵ آیت ۹، باب ۸ آیت ۲۸، ۲۹

۱۰۔ مثلاً کتاب گنتی باب ۱۲، کتاب اسناد باب ۳۲ آیت ۵، کتاب بیثوح باب ۲۸
 آیت ۱ اور کتاب سموئیل اول باب ۳ آیت ۵ میں
 ۱۱۔ عید یاد و ترہیز میں سے بہت سی زیادتیوں کو بھر خارج کر دیا گیا ہے۔ ۱۲۔ نجیب

آیت ۲۴ - باب ۱۳ آیت ۱۳ ، باب ۱۴ آیت ۱۴ ، باب ۱۵ آیت ۱۵ اور باب ۱۶ آیت ۱۶ کے وہ جملے جن میں "آج کے دن کھا" یا "آج کھا" کا لفظ ہے۔

۵ - کتاب یسوع باب ۲۳ کی آخری پانچ آیتیں۔

۶ - نحمیاہ باب ۱۲ کی آیت ۱ تا آیت ۲۶ تک

۷ - کتاب امثال کے آخری سات ابواب

۸ - کتاب یرمیاہ کا باب ۵۲

۹ - کتاب یسعیاہ کے ساتیس ابواب

۱۰ - کتاب یرمیاہ باب ۱۰ کی آیت ۱۱

۱۱ - انجیل متی باب ۲۷ آیت ۳۵ کا یہ جملہ کہ "تاکہ جو نبی کی معرفت کیا گیا پورا ہو۔"

۱۲ - یوحنا کا پہلا خط باب ۵ آیت ۴۰ تا ۴۱ کی یہ عبارت کہ "جو آسمان پر گواہی

دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور میں ہیں

جو زمین پر" اور گرتھیوں کے نام پہلا خط باب ۱۰ کی آیت ۲۸ کا یہ جملہ

کہ "زمین اور اس کی سموری مخلوق اس کی ہے"

۱۳ - متی باب ۱۲ آیت ۸ میں لفظ "بھی" اور متی باب ۱۳ آیت ۳۵ میں

لفظ "دل"

۱۴ - متی باب ۱۲ کا یہ جملہ کہ "کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ

ہے اور انجیل یوحنا باب ۱۰ کی بارہ آیتیں

۱۵ - انجیل یسوع کے اصل نسخے میں تحریف کی اس قسم کی پندرہ مثالیں شمار کی گئی ہیں۔

غالباً کتاب کے تمام سے ۲۵ کے بعد وہ لگا دیا گیا ہے۔ اس بنا پر حقیقتہً یہ کل چھ

مثالیں بنتی ہیں۔ ۱۲ - خیمہ - ۱۲

کئی اور نقہبان کے ساتھ تحریف کی مثالیں

- ۱۔ کتاب پیدائش باب ۴ آیت ۶ کا یہ جملہ کہ "آڈمیران کو چلیں یا
نہ"۔ کتاب پیدائش باب ۷ آیت ۱۰ میں "وات" کا لفظ ۔
 - ۳۔ کتاب پیدائش باب ۳۵ آیت ۲۲ کا جملہ "وہ اس کی نگاہ میں ہر اتھا۔"
 - ۴۔ کتاب پیدائش باب ۵۰ آیت ۵ کے بعض الفاظ ۔
 - ۵۔ کتاب یسعیاہ باب ۴۰ آیت ۵ میں لفظ "ہمارے خدا کی مجاہد" وغیرہ۔
- ہم بعض حرفوں یا جملوں کی نسبت نقلی تبدیلی یا کمی بیشی کے درپہ تحریف کی کیا شکایت
کریں، یہ تو ابلی کتاب کی ایک عادت ہے۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے سلسلہ
عظیم عالم آگشائن اور دوسرے متعدد میں کمی بڑھانا چلاتے تھے کہ عہد متیق کے واقعات کی
تاریخوں میں دین مسیحی سے دشمنی کی بنا پر یہودیوں نے سلسلہ میں تحریف کر ڈالی ۔
ڈاکٹر ہینز قطعی دلیل سے سامری نسخہ میں درج چار نسخوں کی صحت ثابت کر کے
عبرانی نسخہ میں یہودیوں کی طرف سے تحریف کا قائل تھا۔ ڈاکٹر گنٹی کاٹ سالیوں
کی دینداری کا لحاظ کرتے ہوئے عہد متیق و جدید کے محققین کے سامریوں پر تحریف
کے الزام کو بے بنیاد قرار دیتے، جو نے تحریف کا الزام یہودیوں پر رکھا ہے۔ ڈاکٹر
ہمفرے کہتا تھا کہ یہودیوں کے وہم نے عہد متیق کی کتابوں کو کئی مقامات پر ایسا قلب
کیا ہے کہ پڑھنے والوں کو بآسانی معلوم کر سکتا ہے۔ اس کا گناہ تھا کہ یہودی علماء
نے سچ سے متعلق بشارتوں کو بہت بُری طرح سے بگاڑ ڈالا ہے۔

ایک دوسرے پروٹسٹنٹ فاضل کہتے تھے کہ قدیم مترجم نے اور طرح لکھا ہے اور
اب یہودی اس کو دوسری طرح پڑھتے ہیں اور میرے نزدیک خطا کی نسبت یہودیوں کی طرف
کہ ناقوی ہے۔ آدھن تیسری صدی میں چلتا تھا کہ ہم کتابوں کی غلطی اور متن کو صحیح کرنے

کے صلے میں ان کی بددیانتی اور بے باکی کا کیا شکایت کریں اور کتابوں میں اللہ کی کمی زیادتی کی آواز ادا نہ روش کو کیا کہیں۔ جسٹن شہید و اشکات طود پر کرتا تھا کہ یہودیوں نے بہت سی عیاشیوں گونیاں نکال ڈالی ہیں اور عزراء کا یہ قول بھی نکال دیا کہ :-

”عید فح کا جشن، ہمد سے نجات دہندہ خداوند کا جشن ہے اگر تم خداوند کو اس جشن سے افضل سمجھو گے اور اس پر ایمان لاؤ گے تو یہ زمین ہمیشہ آباد رہے گی اور اگر تم اس پر ایمان نہ لاؤ گے اور اس کا وعظ نہ سونگے تو تم غیر قوموں کے مذاق کا نشانہ بنو گے“

مشہور عیسائی تفسیر علماء و آئی میکر اور ڈاکٹر اے تھلارک جسٹن شہید کے اس قول کی تائید کرتے تھے۔

پورن اس بات کا اعتراف ہے کہ :-

”ہذا شہر بعض عمریاں دیندار کسیمیوں سے تعمیر کیا گیا اور ان کے بدلے دین کی تعویذ اور منافعین کے اعتراضات سکوت کرنے کی غرض سے انہی فراہم کو ترجیح دی جاتی رہی“

پہل صدی سے دوسری صدی تک جہلساری اور جھوٹی کتابیں بنانے کا عام رواج تھا۔ دوسری صدی میں دین مسیحی کی ترویج و اشاعت کی خاطر جھوٹا عیسائیتوں کے ہاں دینی استجابات میں سے قرار پایا گیا تھا۔ اس لئے ہم ایک دو جملے نکالنے یا بڑھانے کا کیا گلہ کریں۔ کیونکہ اہل کتاب حضرات نے تو انبیاء کی بیسی بائیس کتابیں ہی جان بوجھ کر ضائع کر ڈالی ہیں اور عہد عتیق میں کئی کتابیں اور پچھتر چھتر کے قریب انجیلیں خطوط اور مشاہدات جعلی بنا کر شامل کر دیئے تھے۔ جب ان حضرات کی دیانت کا یہ حال ہوتا تو اس صورت میں مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ایک دو لفظ نکال دینا یا ان کے لئے نقصان دہ الفاظ بڑھادینا کوئی نئی بات نہیں۔

اور پادری صاحب کا یہ کہنا کہ :-

”اور سب محمدی صحت دعویٰ بلا دلیل الخ“

معنی تعصب کی بنا پر ہے۔ شاید دلیل کوئی ایسا امر ہے جس کا وجود صرف پادری صاحب کے ہی ذہن میں ہے۔

ان کا یہ کہنا کہ ”جب تک کہ محمدی لوگ اپنے اس دعویٰ کو مسترد و یلود سے ثابت نہ کریں“

جناب من! اب تو فریب محمدیوں نے مسترد و یلود سے ثابت کر دیا اور چاروں سوالوں کا جواب دے دیا اب آپ اور دوسرے کسی دعویٰ (تخریب بائبل) پر توجہ دی اور جواب عنایت کریں۔

ان کا یہ کہنا کہ ”بغیر دلیل دعویٰ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں“

ہم کہتے ہیں کہ یہ سچ ہے۔ لیکن مسلمان ہرگز بلا دلیل دعویٰ نہیں کرتے اور جیسے یہ عقلمندوں کا کام نہیں ویسے ہی سچے دعوے اور سچی دلیلیوں سے چشم پوشی کرنا اور ان کے مقابلہ میں یہودہ اعتراضات پیش کرنا بھی عقلمندوں کا کام نہیں۔ لہذا عقل و انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ اب آپ بھی اپنے بزرگ اسلاف کی مانند ان چاروں قرضوں کی وصولیابی کی رسید پر دستخط کر دیجئے۔ اور اگر آپ نہ بھی تسلیم کریں تب بھی آپ کے اسلاف اس کی ادائیگی کے گولہ ہیں لہذا ہمیں کوئی اندیشہ نہیں۔



عیسائیوں کا تحریفِ قرآن کا دعویٰ

پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

”دو واضح ہو کہ کسی نوگِ طریقِ اولیٰ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن میں تحریف پائی جاتی ہے“

ادویہ قرآن جو پھر یوں میں اب شروع ہے اصل قرآن نہیں ہے :-

ہم کہتے ہیں کہ پادری صاحب نے دعویٰ تو مزید بڑھ کر بہت بڑھا کر مگر افسوس کہ اپنے اس دعویٰ کو ادنیٰ سے قابلِ التفات طریقے سے بھی ثابت کر سکے چنانچہ

سے دس کے اس سلسلہ میں ان کی قیمت پر جائز تھی ہے کہ یوں ارشاد کیا :-

”وہ کیونکہ پہلے تو اسے ابو بکر نے اکٹھا اور مرتب کیا۔ پھر عثمان نے دوبارہ ملاحظہ

کر کے اصلاح دی ہے۔ حال آنکہ شیعی لوگ ان اشخاص کو کافر اور بددین

جاننے اور کہتے ہیں کہ عثمان نے کئی سورتوں کو جو علی کی شان میں تھیں قرآن

سے نکال ڈالا۔ اور قرآن کی کتاب وستان میں ایسی مسطور ہے کہ کہتے ہیں

کہ عثمان نے قرآن کو جلا کر بعض سورتیں جو علی اور اس کی اولاد کی شان میں تھیں

نکال ڈالیں۔ اور کتاب میں الھیات کے ۲۰۸ ورق ۲ صفحوں میں ایک حدیث

مرقوم ہے کہ امام جعفر نے فرمایا ہے کہ سورہ الزام میں قریش کے اکثر

مرد اور حدیث کی برائیاں تھیں اور وہ سورہ بقرہ سے بڑی تھی لیکن

کم کی گئی :-

”یہی کتابوں کہ اس میں پادری صاحب نے مذہبِ شیعہ کے مطالبہ دو

دعوے کئے ہیں -

۱۔ معاذ اللہ ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہما کافر اور سب سے دین تھے۔

۲۔ عثمانؓ نے کئی سورتوں کو نکال ڈالا ہے۔

پچھلے دعویٰ کو مشہور سمجھ کر اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ دوسرے دعویٰ کی تائید میں کتاب وستان اور عین الھیات سے دو قول نقل کئے ہیں۔ یہ دونوں دعوے الزامی اور تحقیقی اعتبار سے بے بنیاد ہیں۔ ان کا الزامی اور تحقیقی جواب ملاحظہ کیجئے۔

الزامی جواب

قرآن ابو نعیمہ کا بائبل کے متعلق عقیدہ پر کھتا ہے کہ :-

”فرزۃ ابی نعیمہ جو پہلی صدی میں گزرا ہے اس کا عقیدہ عیسائی عقیدہ اسلام کی نسبت یہ تھا کہ وہ فقط انسان تھے، جو تمیم اور یوسفہ جھگڑے سے دوسرے عالم انسانوں کے طرح معمول کے مطابق پیدا ہونے اور تربیت ہوئی گویا ناقص طور پر پیدا ہونے کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ دوسروں پر بھی اسی طرح ضروری اور واجب ہے اور نجات کے لئے تربیت ہو سکتی ہے کہ اس پر عمل کرنا ضروری ہے نہ چھوٹے بچے کی طرح اس عقیدے میں ان کا ہونا تھا اور اس معاملہ میں ان کے سخت خلاف تھا۔ اس لئے سو لوگ اس کی شدید مذمت کرتے اور اس کی تحریروں کو بیحد حقیر خیال کرتے تھے۔“

لاؤ تو اپنی تفسیر کی جلد ۶ صفحہ ۳۰۳ پر آئیں کا قول یوں نقل کرتا ہے کہ :-

لے برٹینیکا ۱۹۱۱ء، ج ۱، مقالہ EDONITES ۱۰۰۰ء تا ۱۰۱۰ء موشیم Kuschite ممالک ہاٹم

کافر کی کلمہ ہے واز نعیمہ احمد لئی ایدو بائبل سے قرآن یکم ص ۶۱۹ ج ۱ طبع ۱۳۹۹ء - ۱۰۱۰ء نجیب +

”فرقہ ابویوسف کے دونوں گروہوں نے پڑوس کے خطوط کے سخت تردید کی تھی اور یہ لوگ پڑوس کو خطہ اورتیک انسان تسلیم نہیں کرتے تھے“
 پھر اسی مذکورہ ضمن پر یہی بتایا کہ یہ قول نقل کیا ہے کہ :-
 ”یہ فرقہ پڑوس کے خطوط کی سخت تردید کرتا تھا اور اس کا جواب اس سے
 بنوا ہوا قرار دیا ہے“

اسی کتاب کی دوسری جلد صفحہ ۶۹ پر لکھا ہے کہ :-

”مستدین نے ہم کو خبر دی ہے کہ یہ فرقہ پڑوس اور اس کے خطوط کی سخت تردید کرتا ہے“

اسی طرح اہل اپنی تادیب میں اسی فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-
 ”یہ فرقہ عبد بن قیس کا گناہوں میں سے صرف تردید کو تسلیم کرتا ہے اور طمان
 داؤدہ اور میاء اور عزتی اہل طہم السلام سے سخت نفرت کرتا ہے۔
 عبد جدید کا گناہوں میں سے صرف انجیل متھا کو تسلیم کرتا ہے اور اس
 میں بھی اس نے بہت سے مواعظ پر تحریک کو ردی ہے یہاں تک کہ
 اس کے پٹے دونوں ابواب کو خارج کر دیا“

مارسلینویر کا عقیدہ | اہل اپنی تادیب میں فروت مارسلینویر کے بیان میں
 یوں لکھا ہے :-

”یہ اس فرقہ کا بانی مارسلینویر (Marcellin) (یا مارٹین) تھا اس کی نسبت سے اس فرقہ کو مارسلینویر (مارسلینویر) کہتے ہیں۔ مارسلینویر نے شہر حلب میں پیدا ہوا تھا، شروما میں رہا، پھر تھو، تقریباً سن ۳۵۰ء میں سیانی ہوا اور ۳۷۵ء کے گھمبگاس نے دنیا انگ فرقہ قائم کیا۔ اس فرقہ کے تیسریں زیادہ تر شاہ
 فلسطین اور کچھ عرب کے عقائد میں تھے۔ ۳۷۵ء سے ۳۸۰ء تک ان کا عقیدہ یہ تھا کہ انیسویں کے لفظوں
 جڑے چران کا نام رکھا ہو گیا اور تیسریں صدی میں یہ فرقہ فنا ہو گیا اور انیسویں کے لفظوں پر بارگاہی کا نام رکھا گیا۔“

اس فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا دو ہیں۔ ایک خالق خیر، دوسرا خالق شر اور یہ بھی کہتا ہے کہ توحید اور عبودیت کی تمام کتابیں خالق شر کی جانب سے ہیں جو سب کی سب عہد جدید کی کتابوں کے مخالف ہیں۔“

پھر کہتا ہے کہ:

”اس فرقہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سچ اپنی صورت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوتے اور وہاں پر انہوں نے قابیل اور اہل سدوم کی دعووں کو جہنم کے عذاب سے روپائی دی۔ کیونکہ یہ لوگ اس کے پاس حاضر رہے اور نعلے خالق شر کی اطاعت انہوں نے نہیں کی۔ مگر پڑتلی و نوح و ابراہیم اور دوسرے صالحین کی دعووں کو برکتور جہنم میں رہنے دیا۔ کیونکہ یہ سب فریق انہوں کے خلاف تھے۔ اُن کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ جہان کا خالق صرف وہی تھا نہیں ہے جس نے عیسیٰ کو بھیجا اور رسول بنا یا۔ اسی وجہ سے یہ فرقہ عہد متین کی کتابوں کو الہامی نہیں مانتا اور عہد جدید کی کتابوں میں سے صرف انجیل تو قیامت کو تسلیم کرتا ہے مگر اس کے چلے دونوں بائبل کا انکار کرتا ہے نیز پورس کے خطوط میں سے صرف دس خطوط کو تسلیم کرتا ہے لیکن جہیز ان کتابوں کے خلاف جو اس کو مذکور دیتا ہے۔“

لاہور کو اپنی تفسیر کی جلد ۸ ص ۱۱ پر لکھتا ہے کہ:

”مادیوں نے عہد متین کی کتابوں کو بالکل خارج کر دیا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کتابیں اس خدا کی بھی ہوئی تھیں جو گناہوں اور شر کا خالق ہے۔ اس فرقہ کے پیرو کہتے تھے کہ توحیدیت اور انجیل ایک ہی ذات کی طرف سے نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ عہد متین میں ہمت سادھی چیزیں عہد جدید کے مخالف ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ عہد متین میں بیان کیا گیا ہے کہ جہان کا خالق جاہل ہے

کیونکہ اس نے آدم کو پکارا کہ تو کہاں ہے؟ اسی طرح مستحق مزاج ہونے کے سبب مختلف حکم دیتا ہے۔ جہاں کو پیدا کر کے اور سائل کو بادشاہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔

پھر اسی جلد کے ص ۱۱ پر فرقہ مار سیونیہ کے مستحق کتاب ہے کہ :-

”فرقہ مار سیونیہ کی کتابوں سے اس قدر شدید نفرت کرتا تھا کہ اپنی وجہ تسلیم ضروری کی کتابوں سے اس نے وہ تمام آیتیں جن میں تودیت یا دیگر پیغمبروں کا ذکر تھا، یا ان کتابوں کا حوالہ دیا گیا تھا، حضرت عیسیٰ کی آمد کی پیشین گوئی تھی یا یس کو خالق دنیا قرار دیا گیا تھا۔ ان کو خارج کرنے کے اپنی طرف سے بہت سے جملے ڈھبلا دیئے۔ وہ کہتے تھے کہ یہودیوں کا خدا اور ہے اور عیسیٰ کا باپ، اور عیسیٰ آسمان کو شانے کے لئے آیا تھا کیونکہ وہ انجیل کے مخالف تھا“

پھر اسی جلد میں مار سیونیہ کا مستقل حال بیان کیا ہے۔ بطور خلاصہ چند باتیں مذکور ہیں :-

”فرقہ مار سیونیہ ضروری کی موت گیارہ کتابوں کو تسلیم کرتا تھا، ان گیارہ کو بھی ناقص اور تحریف شدہ قرار دیتا تھا۔ ضروری کی کتابوں کی انجیل اور شرطوں کو

۱۔ کتاب پیدائش باب آیت ۹ کی طرف اشارہ ہے اور ترجمہ ۱۹۸۹ء میں آیت یرا ہے :-
 ”تب خدا نے آدم کو پکارا اور اس سے کہا کہ تو کہاں ہے؟“ ۱۲ نجیب
 ۲۔ کتاب متوکل اول باب آیت ۱ کی طرف اشارہ ہے آیت کے الفاظ ہیں ”کیا تم میں سے
 کہیں نے سائل کو بادشاہ ہونے کے لئے مقرر کیا؟“
 ۳۔ یعنی تودیت کے احکام - ۱۲ معصفت

نہد مس میں تقسیم کرتا تھا۔ انجیل میں سے صرف لوقا کی انجیل کو صحیح تسلیم کرتا تھا اور
خطوط میں سے صرف پونیس کے خطوط کو تسلیم کرتا تھا۔ ان دونوں قسموں
میں سے بہت کچھ نکال کر نکالا اور بیشتر مقامات پر الحاق کر دیا تھا ۵

انجیل لوقا میں تخریفات | انجیل میں تبدیل شدہ یا خارج شدہ مقامات
درج ذیل ہیں :-

- ۱۔ باب اول و دوم مکمل
- ۲۔ باب چھٹی سے ستر تک کے اصطلاح پالے کا حال اور نسب نامہ
- ۳۔ باب ۷ سے شیطان کی طرف سے مسیح کے امتحان، یہی مکمل ہیں جہاں اور کتاب
۴۔ یسایہ پڑھنے کا حال۔
- ۴۔ باب ۱۱ سے آیت ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۹، ۴۰، ۴۱ اور ۴۲ کے نشان
کے سوا ۱۱ الفاظ۔
- ۵۔ باب ۱۲ سے آیت ۲۸، ۲۹۔
- ۶۔ باب ۱۳ سے آیت ۶ تا ۱۶ یعنی چھ آیتیں۔
- ۷۔ باب ۱۵ سے آیت ۱۱ تا ۳۲ یعنی ۲۲ آیتیں۔
- ۸۔ باب ۱۸ سے آیت ۳۱، ۳۲، ۳۳ یعنی تین آیتیں۔
- ۹۔ باب ۱۹ سے آیت ۲۸ تا ۴۶ یعنی ۱۹ آیتیں۔
- ۱۰۔ باب ۲۰ میں ۱۸ تا ۲۹ یعنی گیارہ آیتیں۔
- ۱۱۔ باب ۲۱ سے آیت ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۲۳ یعنی ۴ آیتیں۔

۱۱۔ آیت ۲۱: وہ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوحنا کے نشان کے سوا کوئی اور نشان
ان کو نہ دے گا۔ (لوقا ۱۱: ۲۹)

۱۲ - باب ۲۲ سے آیت ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ یعنی ۱۶ آیتیں -

۱۳ - باب ۲۳ سے آیت ۴۳ -

۱۴ - باب ۲۴ سے آیت ۲۶، ۲۷

ان سب تخریفات کا تذکرہ ایسے قارئین نے کیا ہے۔ ڈاکٹر ازل کتا ہے کہ باب ۴ سے آیت ۲۶، ۲۷ کو بھی نکال ڈالا تھا۔

فرقہ مانی کینر کا عقیدہ | لارڈ قرظی تفسیر جلد ۲ میں فرقہ مانی کینر کے بیان میں آگسٹ ۱۱ کا قول نقل کرتا ہے کہ :-

”وہ خدا جس نے قوتی کو توحید دی اور اسرائیلی پیغمبروں سے کلام کیا وہ سچا خدا ہی تھا بلکہ ایک شیطان تھا۔ یہ فرقہ ہمیں جلدیہ کی کتابوں کو تسلیم کرتا ہے۔ مگر یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ ان کتابوں میں الحاق کیا گیا ہے اور میں جتنے کو پسند کرتا ہے قبول کرتا ہے اور باقی کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں جوئی کتابوں کو ترجیح دیتا ہے اور کتا ہے کہ یہ یقیناً سچے ہیں“

پھر لکھتا ہے کہ :-

”تمام مورخوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس پورے فرقے نے کسی لحاظ سے میں صحیح عقیدے کی مقدس کتابوں کو تسلیم نہیں کیا“

اعمال اور کلاس میں اس فرقے کا عقیدہ یہ لکھا ہے :-

”شیطان نے یہودیوں کے پیغمبروں کو فریب دیا اور شیطان ہی نے

لے ایران کے مشہور فلسفی ”مانی“ ۱۹ء کے متبعین دربر مانیہ کا مقالہ

(برٹانیکا مقالہ MANICHAISM) ۱۶ تفسیر

سوائے ادرود سورہہ بنی مریہ سے کہ ہم کیا یہ فرقہ انجیل پڑھتا کے باب ۱۰ آیت ۸ سے استدلال کرتا ہے کہ سیتا نے اُن کے بارے میں کہا ہے کہ وہ چہرہ اور بدن پر لیتے تھے۔ نیز اس فرقہ نے عبد جبریل سے اعمالِ حرامین کو نکال دیا تھا۔
 ماسکس کتاب ہے کہ :-

۸ اگر تم انجیل کو مانتے ہو تو تم کو ان تمام امور کو ماننا چاہیے جو اس میں موجود ہیں اور تم عبد جبریل مذکور تمام باتوں کو بھی نہیں تسلیم کرتے بلکہ تم تو صرف ان پیشین گوئیوں کو تسلیم کرتے ہو جو یہ ہے کہ اُس بادشاہ کے حق میں نہیں جن کو تم سب سمجھتے ہو یا یعنی اخلاقی نصیحتوں کو سمجھ کر فرار دیتے ہو۔ تم لوگ پورس سے زیادہ اس کی قدر نہیں کرتے کیونکہ وہ تو اس کو گندگی قرار دیتا ہے۔ تو پھر تم ہی عبد جبریل کے ساتھ کیوں نہ ایسا ہی کہو کہ جو میری بنات کے لئے مددگار ہو اور درست اس کو تسلیم کر لوں اور جن چیزوں کا تمہا سے باہر دادا نے فریب دہی سے الحاق کر کے اس کی خوبصورتی اور مددگی کو خراب کر کے ہٹا ڈیا ہے ان کا انکار کر دینی۔ کیونکہ ایک تحقیق شدہ بات ہے کہ اس عبد جبریل کو نہ حضرت عیسیٰؑ نے لکھا ہے نہ اُن کے حواریوں نے۔ بلکہ ایک حدیث کے بعد کسی گناہم شخص سے تعصیت لیا ہے۔ اُس نے یہ سوچ کر کہ کہیں اس کو مذکورہ واقعات و حالات سے ناواقف سمجھ کر لوگ ان کا اظہار نہ کریں گے۔ ان کتابوں کو حواریوں اور اُن کے شاگردوں کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اُس نے فطیوں اور رضائے سے بھری ہوئی کتابوں کو عیسیٰ کے مریدوں کی طرف منسوب کر کے سخت

لے آیت کے اختلاف پر لکھتے تھے مجھے سے پچھلے کے سب چوراہوں کو اپنی " دیوستان " (۸)

تکلیف پہنچاتی ہے۔ کیا یہ عیسیٰ کے اُن مریدوں کی جو باہم متفق اور ایک دل
تھے برائی کرنے کے مترادف نہیں ہے؟

یہ دیکھ کر ہم نے یہ صحیح راستہ اختیار کیا ہے کہ ہر چیز کو عقل و ادراک
کی کسوٹی پر پرکھ کر حضرت ان چیزوں کو قبول کر لیں جو ایمان میں مفید اور سچ
اور ان کے باپ خدائے بزرگ کی عزت و عظمت کے قابل ہوں اور جو مفید
اور قابل نہیں ان کو رد کر دیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے عبد متقی کی بعض چیزوں
کو سکایا اور باقی کو رد کر دیا تھا۔ اسی طرح انجیل میں عیسیٰ کے دہرہ کے
مطابق بدوح القدس نہیں سکھاتا ہے کہ ہم کیا ایمان لائے اور کیا رد کریں۔

بدوح القدس کے وسیلے سے ان کو یہی کچھ ہم کیوں نہ کریں جو تم نے حضرت
کے ساتھ کیا ہے۔ خصوصاً مذکورہ بالا عہدوں میں کہ دسے عیسیٰ نے تعین
کیا ہے نہ اُن کے حواریوں نے اور پورے حضرت عیسیٰ سے جس طرح تم عزت
پیشین گوئیوں اور اخلاقی باتوں کو لیتے ہو اذہ خندا قرآنی اور ایم بست
کے احترام وغیرہ کے احکام کو رد کرتے ہو، تو پھر اگر ہم بھی عہد جدید
سے وہی چیزیں تسلیم کریں جن سے بیٹے کی عزت افزوں ہوتی ہے اور
اُن کو اُس نے یا اُس کے حواریوں نے کہا ہے اور ان چیزوں کو غلط
کہہ دیں جو حواریوں نے عدم واقفیت سے بیان کیں یا مجسوس اور
بے حیاتی سے اُن کی طرت منسوب کر دی گئیں۔ تو یہ کون سی بات ہوگی
کی بات ہوگی؟

موشیم، لادوٹر اور سب کی تحریروں کے مطابق فرقہ ابوتیر حضرت عیسیٰ کو فقط ایک
انسان اور یوسف بنہار کا بیٹا قرار دیتا تھا۔ شریعت موسوی کی اطاعت کو یہودیوں
اور غیر یہودیوں سب کے لئے واجب قرار دیتا تھا۔ پولس کو انتہائی بُرا اور لوثیت کا

حکمر اور بیوقوف اور بد بناتا تھا۔ اس کے خطوط کو مردود شہرہ آقا اور داؤد، سلیمان،
یرمیاہ اور حزقی ایل عظیم السلام کے اسمائے گرامی سے سخت نفرت رکھتا تھا۔

یل اور لارڈ جی کے بیان کے مطابق فرقہ ماہر سیونیہ کا عقیدہ تھا کہ خدا دو ہیں۔ اول
یہ ہل جس نے انجیل بھیجی اور دوسرا شیطان جس نے عہد عتیق کی تمام کتابیں عطا کیں اور
یہ سب کتابیں انجیل کے مخالف ہیں۔ یہ فرقہ عہد عتیق کی کتابوں سے شدید نفرت کرتا
اور سب کو رد کرتا تھا۔ وہ دوسرے خدا کو جاہل اور ستون مزاج قرار دیتا تھا اور
عہد جدید میں سے صرف انجیل لوتقا اور یوحنا کے دس خطوط کو تسلیم کرتا تھا۔ انجیل کے
بھی کئی ابواب اور فقرے کو مردود بناتا تھا۔

اس کا عقیدہ تھا کہ جب مسیح اپنی موت کے بعد جہنم میں داخل ہوئے تو
قابیل اور قوم لوط جیسے لوگ جن کو عیسائی اور یہودی کافر سمجھتے ہیں ان کی دعووں کو
جہنم سے نجات دلائی اور ان لوگوں کی دعووں کو جن کو عیسائی اور یہودی انبیاء اور
نیک سمجھتے ہیں جہنم میں رہنے دیا۔

لاڈو تو کے قول کے مطابق فرقہ مانیکہ کہتا تھا کہ موسیٰ اور تمام عبرانی پیغمبرین
کا خدا جس نے تو ریت دی اور ان پیغمبروں سے کلام کیا شیطان ہے اور ان کے خطای
لے ہی ان پیغمبروں کو فریب دیا تھا۔ یوحنا باب ۱۰، آیت ۸ میں ان صاحب کو چور
لاڈو کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ فرقہ عہد عتیق کی تمام کتابوں کو رد کرتا تھا اور عہد جدید میں
الحاق کا قائل تھا۔ پورے عہد جدید کو واجب التسلیم قرار نہیں دیتا تھا۔ بعض چھوٹی
چھوٹی کتابوں کو بالکل ہی سمجھ کر عہد جدید پر فوقیت دیتا تھا۔

اس کا کہنا تھا کہ عہد جدید کی کتابیں حواریوں کی تصنیف کردہ نہیں بلکہ ایک
مدت کے بعد ہی گناہم شخص نے تصنیف کر کے حواریوں اور ان کے شاگردوں کی طرف
منسوب کر دیا ہے۔ یہ کتابیں فلسفیوں اور تصادفات سے بھری پڑی ہیں۔ اس بنا پر

ان میں سے جو عقل کی کسوٹی پر درست ثابت ہوگی وہ مقبول ہے ورنہ مردود ٹھہرے گی۔
یہ تینوں فرقے جن کا شمار تثلیث کے عدد کی رعایت سے کامل ہے سبھی تھے
اب اگرچہ پادری صاحب ان کو اسی طرح بدعتی قرار دے ہیں جس طرح انہوں نے پادری صاحب
کے احکامات کو بدعتی قرار دیا تھا مگر وہ زور خود سے اپنے بچے کچے ہونے کا دم
بھرستے تھے۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ پادری صاحب ۷، اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ کے
قول دے جو کہ خود بھی اچھا طرح مکمل نہیں ہے جیسا کہ آئندہ طور میں ظاہر ہوگا، کو حجت
قرار دے کر طعن کر رہے ہیں تو کیا ان فرقوں کے جن کا عدد موافق عدد تثلیث کے
کامل ہے کچھ غور نہ کریں۔ گے بلکہ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ :-

• الوہیت حضرت عیسیٰ سے الگ کر لی اور ان کو صرف یوسف بنیاد کا بیٹا تسلیم
کریں۔ اور صفحہ الامراء کو پھاڑ ڈالیں اور اس کی تصنیف سے جو گناہ مرزد
ہوا ہے اس سے توبہ کریں۔

• انبیاء باللہ موسیٰ کے خدا کو شیطان، جابل اور متلون حجاج تسلیم کریں۔
• موسیٰ اور تمام عبرانی پیغمبروں کو جن کا رتبہ اہل اسلام کے پالائی ہی ابو بکر اور
حزرا علیؑ اللہ عنہما سے یقیناً دست بڑا ہے شیطان کے رسول تسلیم کر لیں۔
• عبدعزیز کی کتابیں جن کا رتبہ پادری صاحب کے نزدیک قرآن سے بڑھ کر ہے
ان کو شیطان کا کلام قرار دیں۔

• یہ عقیدہ رکھیں کہ نوح، ابراہیم اور دوسرے تمام نبی شیطان کے پیرو تھے۔ انکی
دو عین عذرا میں اللہ قائل و قوم لوط کی دو عین جنت میں ہیں۔

• تینوں فرقوں کے متفقہ فیصلہ کے مطابق عبدعزیز میں سے بہت کچھ مردود
تسلیم کریں۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ غزوہ بدر تک مسلمان ہونے والے مسابقون
کہلاتے ہیں اور باقی ان کی پیروی کرنے والے۔ چنانچہ مہاجرین و انصار میں سے
سب سے پہلے ایمان قبول کرنے والوں اور ان کی اتباع بلا اصرار کرنے والوں کی نسبت
اللہ تعالیٰ اس آیت میں چار صفتیں ارشاد فرماتا ہے :-

۱۔ اللہ ان سے ماضی ہو چکا ہے۔

۲۔ وہ لوگ اللہ سے ماضی ہو چکے ہیں۔

۳۔ ان کے حق میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

۴۔ جنت کی دوامی اور ابدی رہائش کا ان سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔

بلاشبہ ابوبکر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایمان اور ہجرت کے اعتبار
سے پہلے مہاجرین میں داخل ہیں: لہذا ان کے لئے یہ چاروں ہندرجہ بالا صفات
ثابت ہو گئیں۔

دوسری شہادت | سورہ توبہ ہی میں ارشاد ہے :-

”وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کے شہید ہو اور اس چیز پر جو ہر مسلمان
فرضاً آتا ہے لگے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی
پاہ میں اپنی جانوں اور مال سے جہاد کیا وہ لوگ
اللہ کے نزدیک بہت سے اعتبار سے بہت عظیم ہیں اور
یہی لوگ (وہ نوری جہان میں) کامیاب ہیں، ان کا
پہنچنا زمین یعنی رحمت اور عطا سازی اور ایسے باقی
کی خوشخبری دیتا ہے جو میں انہوں نے پشیمان نہیں ہو گئے یہ
لوگ ان باقی میں بہت زیادہ بلاشبہ اللہ کے عظیم ہیں“

الَّذِينَ آمَنُوا وَآخَرُوا مَا جَاءَهُمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَأْتُوا بِالْهَدْيِ وَالْقَبِلَةِ
أَعْلَمُ دَرَجَاتٍ وَمِنَ الَّذِينَ آمَنُوا
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَالَمُونَ ۝ يُبَشِّرُكُمْ
بِهِمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَبِمَقَرِّبِ
وَجَنَّتْ لَهُمْ فِيهَا نِعِيمٌ مُّبِينٌ
مَا لِيَدْرِينَا فِيهَا أَبَدًا ۝ إِنَّ اللَّهَ
عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (۱۰)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ جلیلین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حق میں پانچ باتیں ارشاد فرمائی ہیں :-

- ۱۔ ان کے مراتب و درجات خدا کے یہاں بہت بلند ہیں۔
- ۲۔ وہ لوگ دونوں جہان میں اپنی مراد و مقصد میں کامیاب ہیں۔
- ۳۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔
- ۵۔ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

تیسری شہادت | سورۃ توبہ ہی میں فرمایا گیا ہے :-

اَلَيْسَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ	نہ کیسے رسول خدا انہوں نے جو آپ کے ساتھ ہیں ان
جَاهِدُوا يَا مَعْشَرَ الْبَشَرِ وَاَنْفُسِهِمْ	جہاد کرو یا مَعْشَرَ الْبَشَرِ اور انہوں
اَوْ اَلْبَنَاتِ لِهَذَا الْحَيَاةِ دَاوَابًا	انہی کے لئے جہاد کیا ہے اس دنیا کی مخلوق کے
مَعْرِضًا لِمَنْ هُمْ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ	یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے جہاد تیار کئے ہیں
جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ تَالِيَةً	جہاد کے نتیجے میں جنتی ہیں یہ لوگ جہاد کے صلے میں
فِيهَا ذَايِقُوا الْعُودَةَ الْعَظِيمَةَ	ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کی تین صفات ارشاد فرمائی ہیں :-

- ۱۔ دنیا و آخرت کی جملہ نعمتیں ان کے لئے مخصوص ہیں۔

۱۔ ادب بات یعنی ہے کہ ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہما میں بھی صحابہ جلیلین و کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی صفات کی مانند یہاں تقریباً دینے والے ہیں، لہذا ان کے لئے پانچ جملہ صفات ثابت ہوئیں۔ ۱۲ نجیب

۲۔ یعنی بات ہے کہ ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہما میں صحابہ جلیلین و کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی صفات کی مانند یہاں تقریباً دینے والے ہیں۔ ۱۳

۲۔ یہ لوگ فلاح و بہتات کے مستحق ہیں۔

۳۔ آخرت میں جنت کی دوامی رہائش کی یقین دہانی۔

چوتھی شہادت | سورہ توبہ ہی میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ :-

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
الْأَنفُسَ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ
الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدَا عَلَيْهِ
حَقًّا فِي التَّوْحِيدِ فَأُولَٰئِكَ يَخِيسُ
الْكَافِرِينَ وَاللَّهُ شَهِيدٌ
بِمَنَاقِبِهِمْ إِنَّ اللَّهَ
يُبْتَغَىٰ بِهِ وَاللَّهُ لَمُتَّبِعٌ
بِهِ أَتَمُّ مِمَّا تُتَّبَعُونَ
أَنْعَابَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَمُتَّبِعٌ
بِهِ أَتَمُّ مِمَّا تُتَّبَعُونَ
الْمُتَّبِعُونَ وَاللَّهُ لَمُتَّبِعٌ
بِهِ أَتَمُّ مِمَّا تُتَّبَعُونَ
الْمُتَّبِعُونَ وَاللَّهُ لَمُتَّبِعٌ
بِهِ أَتَمُّ مِمَّا تُتَّبَعُونَ

اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان و مال کی
وہیں جہاد کریں اور ان کا مال و کمائی کو اللہ کی راہ میں
خرچ کریں، اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے، لڑتے
ہیں اللہ کی راہ میں جہاد سے اپنی (خدا کے دشمنوں کو)
اور لڑتے ہیں اللہ کے نام سے، وہ جو کچھ اس کے
قدرت پر، قدرت اور عقل اور قرآن میں اور کون ہے
قول میں پورا اللہ سے زیادہ ۱۰

مؤمنین کو دوسرے مسلمانوں اس معاملہ پر حرم
یکہ ہے اس سے کہ کون کونانی چیز کے لئے اپنی چیز قربان
ہے اللہ ہی بڑی کامیابی ہے وہ مسلمان ہیں توبہ کرنے
دلے ہیں اور ان سے، بندگان کو توبہ سے لے کر اللہ کی راہ میں
کے ساتھ لڑنے والے ہیں نعمت اسلام پر، یہ یقین
دہندہ اور اللہ کی کتابوں سے، لڑنے کے لئے سب سے
کرنے والے، حکم کر رہے ہیں لایین و حجاب و غیرہ

۱۰۔ یہ ہے کہ اللہ ہی توبہ و عہد پر لڑتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ
ظلمت و وہ حال است کہ کریم آید
عزازت جہاد میں یہ حجاب و عہد کے درمیان ہے اس کا شہید میں درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بات کا ادریح کہنے والے بری بات (یعنی کفر اور گناہوں سے) سے اور حفاظت کرنے والے ان حدود سے جہاد ہی اللہ نے زمین شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے مگر خود بخوبی سادے ایمان والوں کو دیکھنا کہ اللہ نے ان کو اچھی صفات کے ساتھ متعین کیا ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین صحابہ کے لئے جنت کا پختہ وعدہ فرمایا اور ان کی نوصات بیان فرمائیں۔ بلاشبہ یہ حضرات بھی ان صفات کے ساتھ موصوف تھے۔

سورہ حج کی آیت ۱۷ میں باری تعالیٰ کا مہاجرین کے بارہ پانچویں شہادت میں ارشاد ہے کہ :

اللَّذِينَ آمَنُوا وَهَدَى اللَّهُ فِرْعَوْنَ وَهَارُونَ إِذِ اسْتَاذَا فِي مَعْرَجِهِمَا قَالَا رَبَّنَا اُنْجِنَا مِنْ هَذِهِ السِّفِينِ وَاجْعَلْ لَنَا فِي هَذِهِ السِّفِينِ آيَاتًا لَعَلَّ نَحْنُ نُرْتَدُّ	وہ لوگ جن کو ہم زمین میں جگہ عطا کریں تو نوازہ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَدَى اللَّهُ فِرْعَوْنَ وَهَارُونَ إِذِ اسْتَاذَا فِي مَعْرَجِهِمَا قَالَا رَبَّنَا اُنْجِنَا مِنْ هَذِهِ السِّفِينِ وَاجْعَلْ لَنَا فِي هَذِهِ السِّفِينِ آيَاتًا لَعَلَّ نَحْنُ نُرْتَدُّ	قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور سچی کا
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَدَى اللَّهُ فِرْعَوْنَ وَهَارُونَ إِذِ اسْتَاذَا فِي مَعْرَجِهِمَا قَالَا رَبَّنَا اُنْجِنَا مِنْ هَذِهِ السِّفِينِ وَاجْعَلْ لَنَا فِي هَذِهِ السِّفِينِ آيَاتًا لَعَلَّ نَحْنُ نُرْتَدُّ	حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکنے میں اور اللہ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَدَى اللَّهُ فِرْعَوْنَ وَهَارُونَ إِذِ اسْتَاذَا فِي مَعْرَجِهِمَا قَالَا رَبَّنَا اُنْجِنَا مِنْ هَذِهِ السِّفِينِ وَاجْعَلْ لَنَا فِي هَذِهِ السِّفِينِ آيَاتًا لَعَلَّ نَحْنُ نُرْتَدُّ	ہی کے لئے تمام کاموں کا انجام ہے زمین پاکست
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَدَى اللَّهُ فِرْعَوْنَ وَهَارُونَ إِذِ اسْتَاذَا فِي مَعْرَجِهِمَا قَالَا رَبَّنَا اُنْجِنَا مِنْ هَذِهِ السِّفِينِ وَاجْعَلْ لَنَا فِي هَذِهِ السِّفِينِ آيَاتًا لَعَلَّ نَحْنُ نُرْتَدُّ	دلیل اور منکر میں پر قائم رکھے گی

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں فرمایا ہے کہ اگر ہم ان کو زمین کی حکومت و بادشاہت دے دیں تو ان سے سب امور حسنة ہی صادر ہوں گے۔

ادھر یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مہاجرین میں سے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کو حکمران بنایا تھا تو مزوری ہو گا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ سب امور حسنة بھی انجام دیئے ہوں گے۔ ورنہ تو کلام خداوردی کا بے معنی ہونا لازم آئے گا۔ لہذا یہ آیت خلائق نے ماسدین کی خلافت کے برحق ہونے کی بھی ایک دلیل ہے۔

خلیفہ نے راشدین کی عادلانہ حکومتوں کے کارنامے پوری دنیا پر روزِ روشن کی طرح نمایاں ہیں۔ جیسا یحییٰ کے نئے عجمت کے طور پر ڈاکٹر فیملر کی لب التوا تاریخ جلد ۱ باب کی فصل چہارم میں مرقوم ایک شہادت پیش خدمت ہے۔

ابوبکرؓ نے قرآن کی تدوین و ترمیم کی اور محمدؐ کی فتوحات کے نقشی قدم پر عمل کر اُس نے قریب مشرقی، حیراکتیس کی فوج کو شکست دی اور یروشلم پر قبضہ کیا اور لبنان کے پہاڑ سے بحیرہ روم تک پورے ملک کو اپنا مطیع بنایا۔ ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عیسیٰ کے ندر لیے خلیفہ مقرر ہوئے اُس نے ایک ہی پیش قدمی سے شام، فوجی زبٹھولی فلسطین، سیریا اور خاندیہ، جو کہ یونانی حکومت کے زیر اثر ملک تھے سب فتح کر لیے۔

دوسری پیش قدمی میں خاندیہ کی پوری سلطنت کو مستح کر کے اسلامی حکومت میں شامل کر لیا۔ اسی نفاذ میں اس کے سپہ سالاروں نے بے تقصیر پایا اور غومیر یا کو بھی فتح کر لیا۔

پانچویں فصل میں لکھا ہے کہ :-

حضرت کے جانشین عثمانؓ نے ایکسریان کے ملک اور کچھ تاتاری علاقوں کو فتح کیا اور ہمدس (یعنی روس) اور یونان کے جزائر کو لوٹ لیا اسی کے بعد محمدؐ کے دادا (یعنی علیؓ) خلیفہ ہوئے جو آج تک محمدیوں میں مکرم ہیں۔

چھٹی شہادت | سورہ حج کی آیت ۸، میں ارشاد ہے کہ :-

وَجَاهِدْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 جہاد چھو اجتہاد کر و ما

اور محنت کرو اللہ کے واسطے دکنڈ وغیرہ
 ظاہری دشمنوں، اندر نفس و غیروہ اپنی دشمنی

يجعل عليكم في الدين من
 حرجاً عظيماً اي بھرا بھرا
 ہوتا کھرا اسلامین من
 قبل وانی هذا لیکون الریح
 شہیداً علیکم وتكونوا شهداء
 علی الناس فاقیموا القلوات
 و اتوا الزکوة و اذا تصموا
 باشہ ہوتو لو کجہ قنعہ
 العولی و نعم النصیرہ
 ملاحظہ کیجئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو بے دین اور کافر کرنے کی بجائے
 مسلمان کے نام سے مہم کیا ہے۔

ساقون شہادت | سورہ لود کی آیت ۵۵ میں ارشاد ہے :-

وَقَدْ أَتَىٰ آلَ الْكَافِرِينَ
 فَجَاءُوا الْقِبْلَةَ كَيْتَفْتَفَهُمْ
 كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ
 قَبْلِهِمْ وَيَسْأَلُونَ لِقَوْمٍ
 دِينَهُمْ أَلَوْعٌ أَمْ تَعْنَىٰ لِقَوْمٍ

تم میں سے جو لوگ (اس حضرت کے نال ہوئے کہ)
 ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان سے لطف سے
 کہ ہے کہ ان میں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جن
 طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ لہذا
 کہ لے اس دین کو قوت عطا کرے گا جسے ان کے

لے یعنی ماؤد علیہ السلام کو جیسا کہ ارشاد ہے یا داؤد انا جعلناک نبیاً فی الامم ان اللہ تعالیٰ اس
 طرح سلیمان علیہ السلام اور دیگر حضرات کو خلیفہ بنایا گیا۔ ۱۲ من المصنف

اللّٰهُ سَيَكْفُرُهُ عَنْ رَسُوْلِهِ وَرَبِّهِ
 الْمُؤْمِنِيْنَ وَالَّذِي تَتَّخِذُهُ
 الْقُرْآنِيُّوْنَ كَاْوَالًا اَوْ حَتٰى يَمُوتَ
 اَحْلٰهَا وَكَالَتْ اَشْيَا يَنْكُلُ

اچھے رسول پر اور مسلمانوں پر اور لازم کر دیا
 ان کے لئے کلمہ تقویٰ (یعنی کلمہ شہادت بھی
 جہاں سے چوانہ ہو گا) اور وہی کلمہ اس
 کے کائنات اور اہل آسمان کے وہ مروجہ نسبت ہاؤں

کئی ۶۶ - ۶۷ ہے اشرہ ہر چیز سے خبر نہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام صحابہ کرام کے حق میں جن میں ابو بکر اور عمرؓ بھی
 یقیناً شامل ہیں چار باتوں کی شہادت فرمائی ہے :-

۱- وہ سب مومن ہیں۔

۲- یہ سب لوگ سیکڑ کے نذول میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 شریک تھے۔

۳- تقویٰ دہر ہر گامی والا کلمہ ان کے وجود کے ساتھ ایسا لازم ہے کہ کسی جہا
 نہیں ہو سکتا۔

۴- وہ لوگ اس تقویٰ والے کلمہ کے سب سے زیادہ مستحق اور لائق ہیں۔

لہذا اب جو شخص ان حضرات کو بے ایمان وغیرہ قرار دیتا ہے اس کا قول قرآن کے
 مرتکب خلاف اور بالکل مردود ہے۔

نوٹیں شہادت | سورہ فتح کی آیت ۶۶ میں ارشاد ہے :-

مَنْ حٰدَثَكَ رَسُوْلٌ اَشِدَّ وَاَلْوَجَنَ
 حَتّٰى اَشِدَّ اَوْ عَلٰى الْكُفٰرِ
 مَرَحًا ۗ بَيْنَهُمْ تَرٰ اَسْمٰرًا
 مَّرْمَرًا سَجْدًا يَلْبَسُوْنَ نَضْرًا

"محمدؐ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جہاں کے ساتھی
 (یعنی آپ کے صحابہ) کافروں پر سخت ہیں اور سپاہی
 مہربان، آملن کو دکھ کر تے اور سب سے کہتے دیکھ
 لگے کہ چونکہ اکثر وقت ان کا ناز ہی میں گزرتا ہے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَرِضْوَانًا سَمِيحًا
 اشرک کے فعل یعنی ثواب اہل درمنا مذہبی کو کاش
 رَحْمَةً وَجُزْءٍ مِّنْهُم مِّنْ
 کرتے ہیں۔ ان کی عہد امت ان کے چہرہ پر
 اٰتِ الشُّجُوْرِ ۝ (فتح - ۲۹) ہے جو وہاں کے اثر ہے :-

اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی یوں تعریف فرمائی ہے کہ وہ کافروں کے لئے مسرت
 اور آپس میں بڑے مہربان اور رگوار و سحر کرنے والے، اللہ کے فضل و رحمت کے طالب
 ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اسلام کا دعویٰ رکھتے ہوئے بھی ان جرگوں کے حق میں اس کے خلاف
 عقیدہ رکھے وہ بڑا اٹھا کار ہے۔

دسویں شہادت | سورہ ہجرت آیت ۷ میں فرمایا ہے کہ :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ
 اور لیکن اشرک نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب کر دیا
 وَتَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ
 اور تمہارے دلوں میں مرجع کر دیا اور
 وَاللَّكْفُورِ وَالنَّفْسُوْقِ وَالْإِعْصِيَانِ
 کفر و فسوق اور نافرمانی کو تمہارے لئے مکروہ
 أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاغِبُونَ إِلَىٰ الْحَرْبِ
 (رگوار) کر دیا۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں :-

اس میں حسب ذیل امور کی تفسیر فرمائی کہ :-

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں میں ایمان کی نجات
 بنا کر دی۔

۲۔ کفر و فسق اور گناہ ان کے ہاں منجوس و ناپسند تھے۔

۳۔ یہ لوگ باہر حق پر اورد شد و ہدایت کے ساتھ موصوف تھے۔

لہذا اب جو ان کو کافر یا فاسق سمجھتا ہے وہ خود گمراہ اور فاسق ہے۔

گیارہویں شہادت | سورہ حشر میں ارشاد فرمایا گیا ہے :-

يَفْقَرُوا وَانْفَجَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا
 اخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ
 اتُوا الْيَهُودَ يَتَخَفَتُونَ فَعَلَّوْا مِمَّا
 اشَاءُوا مِنْ حُجُومَاتِهِمْ فَيُضْرَبُونَ
 اللَّهُ ذَرَأَتْهُمُ ابْنَةَ آدَمَ الْكافَّةَ
 النِّسَاءِ قَوْمًا - وَالَّذِينَ
 تَبَوَّءُوا فَاالْآثَرَةَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ
 قَبْلِهِمْ لِيَحْتَبُوا كَيْفَ خَلَقَتْ
 إِلَيْهِمْ ذَكَرَ عِجْمَةَ ذَاتِ
 حُدُودٍ مِمَّا جَاءَتْ حَمَّا
 أَوْ تَوَادَ يُؤْتُونَ عَلَى
 أَنْفُسِهِمْ وَكُلَّ كَاتِبٍ مِمَّا
 دَخَلَ يَتَوَقَّعُ تَضْيَعَةً فَأَوْلِيَاءُ
 هُوَ الْمُقْبِلُونَ ه حشر -

۵۸۰ تا سطر ان ظلموں و ظلم چھڑنے والوں کے جو
 نکالے ہوئے گئے ہیں اپنے گروں سے اور اپنے
 مالوں سے۔ ذمہ دہ سے آئے ہیں اللہ کا فضل اور
 اس کی رضا مندی، اور ادا کرتے ہیں اللہ اور
 اس کے رسول کی دہ پتے مال اور جان سے، وہ
 لوگ وہی ہیں پتے (دین میں قول و فعل سے،
 اور جو لوگ جو پہلے ہی دین انصار اس فکر کے
 تیار اور ایمان لیا ان سے پہلے سے و محبت کرنے
 ہیں اس سے جو ظلم چھڑ کر آتے ہیں ان کے
 پاس۔ اور میں ہائے اپنے دل میں تھی، اس چیز
 اور اور میں کوئی ہائے اور قدم رکھے ہیں ان
 کو اپنی جان سے اور اگرچہ جو اپنے اوپر قائم،
 اور بچایا گیا اپنے ہی کے لاپٹ سے سو وہی
 لوگ، یہ مراد ہائے والے ۵

نے یہ کفار کرنا کون نکال دیا تھا اور ان کا مال ضبط کر لیا تھا۔ ۱۷ من المصنف
 ۱۸ یعنی ان کی ہجرت تجارت یا کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کی رضا اور رسول کی نکتی
 کیلئے انہوں نے اپنا وطن اور مال چھوڑ دیا ہے۔ ۱۳ من المصنف
 ۱۹ یعنی حدیث میں۔ ۱۳ من المصنف
 ۲۰ اپنے اوپر جو چیزیں کہتے بلکہ اپنے گروں میں ان کو جگر دیتے ہیں اور اپنے مالوں میں ان
 کو وقفہ دار بناتے ہیں۔ ۱۳ من المصنف ۴

۲۔ یہ لوگ ہمیشہ نیکی کی تعلیم کرنے والے اور گمراہی سے روکنے والے ہیں۔

۳۔ یہ لوگ اللہ پر ایمان لانے والے تھے۔

غرض اس قسم کی اور دوسری آیات بھی موجود ہیں۔ مگر میں عینی علیہ السلام کے حوالیوں اور بارہ اماموں کے شمار کے مطابق صرف بارہ قرآنی آیتیں پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ اب ائمہ اہل جنت علیہم السلام کے اقوال اہل تشیع کی معتبر و مستند کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔

حلقہ شامیہ کے حق میں اہل بیت کی شہادتیں

پہلی شہادت

حضرت علیؑ کا قول | شیعوں کی شہادت ہی معتبر کتاب "صحیح البلاغہ" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایشاد و گرامی اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ :-

۱۔ چونکہ معترض عیسائی پادری نے شیخ فرقہ کے حوالے سے اعتراض کیا تھا اسی بنا پر حضرت مصنفؒ نے بارہ اماموں کا تذکرہ یہاں فرمایا تاکہ معترض کے ساتھ ساتھ اثنا عشری عقیدہ والوں پر بھی جہت قائم ہو جائے۔ کیونکہ جس طرح غلامیوں کی تعداد بارہ بیان کی جاتی ہے اہل تشیع کی اکثریت بھی بارہ اماموں کی شہادت و امامت کا عقیدہ رکھتی ہے۔ دانشا علم ۱۲ نجیب

۲۔ یہاں اہل تشیع کی روایت سے یہ اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ ادلاؤ رسول کے لئے قرآن مجید میں کثرت کے ساتھ "آل" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن و حدیث سے مراد ازواج النبیؐ قرار دیا ہے اور نفقت و عفت بھی اس پر ہی حال ہے۔ ۱۲ نجیب

۱۰ فلاں شخص کتنا اچھا اور بہترین ہے گو کہ اس نے	شہادت تری تلاں فلقد قرراؤ و
۱۱) کئی کو سیرھا کیا (۲۲) راستوں کی اصلاح کی (۲۳)	داد عک العی و واقام السنۃ
سنت کو قائم اور جاری کیا (۲۴) بدعت کی مخالفت	وخلعت البدعۃ کعب نقی
کی (۲۵) دنیا سے پا کر امن کیا (۲۶) بہت کم عیب والا	الثوب قعیلا العیب اصحاب
تھا (۲۷) بہترین افعال کو تار ہا (۲۸) برے افعال	تصیر خط و سابق شتر ما (۲۹)
سے محترز رہا (۳۰) اللہ کی فرمائیں پر کاربند رہا (۳۱)	الحی اللہ طاعتہ و اتعاذ
اللہ سے اس کے حقوق میں سب سے زیادہ ذریعہ تھا	بمقدہ حل و تو کہہ مری
خود تو چاہا لیکن لوگوں کو مشورہ اور پرگاہہ چھوڑ گیا	طریق متشعبۃ لا یهدی
کہ اس میں گمراہ اور بے کوئی ہدایت حاصل کرنے کی	فیہ الضال و یستقیف
محدودت اور ہدایت یا قہر کے لئے کوئی	المہتدع -
چینی کی شکل میں ۹	رمح البدر

اس کلام میں "فلاں شخص" سے مراد نبی الباقی کے اکثر شاگردین جو فرقہ امامیہ سے ہیں کے نزدیک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض شاگردین کے نزدیک اس کا مصداق عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ غرض علی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر یا عمرؓ کے وطن اور ماٹ اس ارشاد میں شمار کئے ہیں کا پایا جانا ان میں ضرور ہے اور یہ ان کی قوت ایمانی کی واضح دلیل ہے۔

۱۰ اصل میں لفظ یہ ہے "مادھی العمد محمد رضی اللہ عنہ کا ترجمہ میں "بیاری کا علاج کیا" سے کیا ہے اور ماشریح میں اس کی یہ توجیہ بیان کی گئی ہے کہ ۱۔

۱۰ اصل میں لفظ یہ ہے "مادھی العمد محمد رضی اللہ عنہ کے معنی ہیں "بیاری کا کسی کو کوزہ کر دینا"

اسی مناسبت سے یہاں ترجمہ "بیاری" سے کر دیا گیا ہے ۹ ۱۰

معنی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ بہتر اور محاورے کے مطابق ہے۔ ۹ ۱۰

دوسری شہادت

امام ابو جعفر کا قول تضعیف کشف النور میں لکھا ہے کہ :-
شیعوں کے بڑے فاضل مستوفی بن عیسیٰ الدیلمی نے اٹھ عشری کی

سٹی الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف حل بجز
تقال لعدو حلی ابوبکر القتدیق سیفہ فقال الراوی اتقول
ھکذا لوشب الامام عن مکاتھ فقال نصر القتدیق نصر
القتدیق نصر القتدیق نعم لعل یقل لہ المقتدیق فلا صدق اللہ
قوله فی الدنیا والآخرۃ :-

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے بڑا ڈنوار کی نسبت مسئلہ
دریافت کیا کہ اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ بے شک ہائے ہے
کیونکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میں بڑا ڈنوار استعمال فرمائی ہے۔ راوی نے
کہا کہ کیا آپ اس قسم کی بات کہتے ہیں؟ یہ سن کر امام کو صورت جوش میں آگئی
مسند سے کودے اور فرمایا کہ بے شک وہ صدیق ہیں، بے شک وہ صدیق
ہیں، بے شک وہ صدیق ہیں! جو ان کو یعنی ابو بکر کو صدیق نہ مانے اللہ تعالیٰ
دینا و آخرت میں اس کی بات (یعنی ایمان) پر نہ مانے :-

ملاحظہ کیجئے کہ جب امام محمد باقر نے ابو بکر کو صدیق فرمایا تو پوچھنے والا جو کہ طبعی تھا
اس نے پہلو تعجب عرض کیا کہ کیا آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں؟ اس پر امام نے غصے سے
تین مرتبہ فرمایا کہ ہاں میں ان کو صدیق کہتا ہوں اور جو ان کو صدیق نہ مانے اللہ تعالیٰ
اس کو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔

امام محمد باقر کے اعتراف سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ابو بکر یقیناً صدیق ہیں۔
اور ان کی صدیقیت کا انکار کرنے والا دنیا و آخرت میں جھوٹا ہو گا۔ صدیقیت

مقام نبوت کے بعد ایک بلند مرتبہ ہے۔

تیسری شہادت

حضرت امیر معاویہؓ کے نام حضرت علیؓ کا ایک خط صحیح البلاغ "حضرت علیؓ کا خط" کے شانہ میں نقل کیا ہے۔ اس میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کے حق میں یوں فرمایا گیا ہے :-

لعمري ان مكاتبا من الامم والعظماء وان المقاب
يواصلون في اولئك رشديدهم ههنا ائمة و ههنا الله باعن
ما عدا -

"مجھ کو اپنی زندگی کا قسم اسلام میں ان دونوں بزرگوں کا پایہ بہت بلند ہے۔ اسلام کے لئے ان دونوں کی شہادت بہت بڑا نقصان ہے۔ اللہ ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان کے بہترین اعمال کا ان کو صلہ عطا کرے"

دیکھیے حضرت علیؓ اسلام میں ان دونوں بزرگوں کا پایہ بہت بلند ہوتا ہے، میں اور ان کے حق میں نیک دعا کرتے ہوں۔ لہذا اب جو ان کا اسلام میں رتبہ کمتر قرار دے اور اللہ کے حق میں بد دعا کرے وہ یقیناً حضرت علیؓ کی مخالفت پر مکرر پانڈھا ہے۔

چوتھی شہادت

شعبہ فرقہ الہیہ اٹھارہ کے بہت بڑے عالم معنیف کتاب امام محمد باقر کا فرمان انصوں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یوں نقل کی ہے :-

"انه قال لجماعة خاضوا في ابي بكر وعمر وعثمان الا تخبروني
انتم من المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم

يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنْ أَشْأِءِ سَمَوَاتِنَا وَيُنصِرُونََنَا اللَّهُمَّ وَرَسُولُهُ
 قَالُوا لَا تَقَالُ فَانْتَرَمْنَا مِّنْ أَثَرِهَا وَالدَّاسِرُ وَالْإِيمَانُ
 مِّنْ قِبَلِهِمْ - مَجْتَبُونَ مِّنْ حَاجِبِ الْبَيْتِ - قَالُوا كَيْفَ قَالَ إِمَامُكُمْ
 فَقَدْ بَرَأْتُمْ أَنْ تَكُونُوا أَحَدَ هَلِيلِ الْعَرَبِيِّينَ وَإِنَّا أَشْهَدُ
 أَنْكُرْتُمْ مِّنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ
 لِيَقُولُوا إِنَّمَا أَهْمُنَا لِحَافُ الْأَعْيُنِ وَأَنَّا كَذِبُونَ سَبَقُوا
 بِالْإِيمَانِ وَلَا يَجْعَلُ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ
 رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ •

امام معروف نے ان لوگوں سے جو ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی عیب
 جوئی اور کٹر چینی میں معروف تھے فرمایا کہ کیا تم مجھ کو یہ بات نہ سناؤ گے کہ
 تم ان مہاجرین میں سے ہو جو اپنے گھروں اور مالوں سے محض خدا کی خوشنوی
 حاصل کرنے اور اللہ اور رسول کی مدد کے لئے ہجرت کر چکے تھے؟
 انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ہم ان لوگوں میں داخل نہیں۔ فرمایا تو کیا تم ان
 لوگوں میں سے ہو جو مدینہ میں مہاجرین کی آمد سے قبل یثیم چلے آئے تھے،
 اور ایمان لے چکے تھے اور جو مہاجرین کے پاس پہنچا تھا وہ اس سے محبت کرتے
 تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ان میں سے بھی نہیں ہیں۔ فرمایا کہ تم نے
 خود اعتراف کر لیا کہ تم ان دونوں جماعتوں میں داخل نہیں ہو، اور میں
 گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہو جن کی نسبت
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

”اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اسے ہمارے پروردگار!
 ہمارا ہی مسخرفت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے

لائے تھے اور ہمارے دونوں میں ملائوں کی طرف سے کوئی کھوٹ نہ لکھو اسے
 ہمارے پروردگارنا بلا شہر آپ مران اور نسیم ہیں ۛ
 حاضر کیجئے کہ نام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے اس گمراہ کو گمراہ اور دائرۃ اسلام سے خارج
 قرار دیا ہے۔

پانچویں شہادت

امام حسن عسکری کی روایت اور تفسیر میں کوشیدہ حضرات امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ
 کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ اس میں یہ روایت
 موجود ہے کہ :-

ان اللہ او محمد۔ اذ مر لی فیض علی کل واحد من صحبتي محمد
 و آل محمد و اصحاب محمد ما لو قسمت علی کل خلق ما
 خلق الله من طول الدهر الی اخرها و کلاوا کلاما اشد و اجد
 الی عاقبة محمود و ایمان بائنا بائنا حتی یتحقوا بہ الجنة
 و ان سجدت من یتبعن الی محمد و اصحابہ اولادہ
 منہم یتخذ بہ الله عذرا لوقد علی مثل خلق الله
 لا حکم الا لہم اجمعین۔

اللہ نے آدم کے پاس وحی بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد اور اصحاب
 سے محبت رکھنے والے ہر شخص پر اتنی رحمت نازل کروں گا کہ اگر اس کو تمام
 مخلوق پر تقسیم کیا جائے جو ابتداء و تبا سے قیامت تک پیدا ہونے والی ہے
 اگرچہ وہ کافر ہی ہوں تو وہ اس رحمت کی بنا پر یوں اور تکبیر انہام ہو کہ
 مستحق جنت بن جائیں۔ اے اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یا اصحاب
 سے یا ان میں سے کسی ایک سے بغض و دشمنی رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو

ایسا شدید عذاب دے گا کہ اگر اس کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب کو ہلاک کر دے !!

دیکھئے اس میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ تمام الی اور اصحاب سے محبت رکھنا ضروری ہے اور بعضی دشمنی ایک سے بھی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مقام محبت میں اذہ اجداد مشہور نہیں فرمایا اور بعضی دشمنی کے سلسلے میں اس کلمہ کو زندہ کر لیا جیسا ہے یہ بتانا مقصود ہے کہ محبت سب سے دکنی چاہیئے اور دشمنی ایک کے ساتھ بھی عذاب میں مبتلا ہونے کے لئے کافی ہے۔

اب اس صودت میں اگر کوئی شخص نفاقیت اور بے جا تعصب کی بنا پر آیات قرآنیہ اور ائمہ علیہم السلام کے ارشادات کے برعکس کوئی بات کہتا ہے تو اس کی بات جنت قرار میں پاسکتی۔

ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے کفر و ایمان سے متعلق ان تعریحات کے بعد اب فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے مذہب میں تحریف قرآن کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن کی حقانیت پر شیعہ علماء کے اقوال

شیعہ کے فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے جمہور اور محققین علماء کے نزدیک قرآن مجید تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔ اور اگر اس فرقہ کا کوئی شخص قرآن مجید میں کمی بیشی کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا قول ان جمہور علماء اثنا عشریہ کے نزدیک مردود اور ناقابل قبول ہے۔

خوب طوالت کے سبب اس فرقہ کے محققین علماء کے چند اقوال نقل کیے جلتے ہیں۔

۱۱) محمد بن علی بابویہ کی شہادت | شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ جو
علائے امامیہ اثنائے عشریہ میں بڑے پایہ کے

علماء میں سے ہیں اپنے رسالہ اعتقادات میں لکھتے ہیں :-

اعتقادنا فی القرآن ان القرآن المذکور انزل الله تعالى
بفیه هو ما بین الدفتین عند الناس مائة واربعة عشر حرفاً
وہیثم سورۃ عن الناس مائة واربعة عشر سورۃ وعندنا
والنسخی والندشہ سورۃ واحده ولا یلغ ولا لعل
ترکیف سورۃ واحده ومن نسب الینا انقول انه
اکثر من ذلك فهو کاذب -

ہمارا عقیدہ قرآن کی نسبت یہ ہے کہ وہ قرآن جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے
پیغمبر پر نازل کیا تھا وہ یہی موجود قرآن ہے، جو لوگوں کے ہاتھوں
میں ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ البتہ اس کی سورتوں کی تعداد
لوگوں کے نزدیک ۱۱۴ ہے مگر ہمارے نزدیک سورۃ والضحیٰ اور الم نشرح
مجموعی طور پر ایک سورۃ ہیں۔ اسی طرح لا یلغ اور الم ترکیف دونوں مگر
ایک سورت ہیں اور جو شخص ہمارے جانب یہ قول منسوب کرتا ہے کہ قرآن
اس سے لاکھ ہے وہ جھوٹا ہے۔

دیکھئے اس میں عقلمدارین بابویہ کئی صاحب بر ملا اعتراض کر رہے ہیں کہ ہمارے
زودیک قرآن یہی ہے جو موجود ہے اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوئی۔

ہمارا اختلاف صرف سورتوں کی تعداد میں ہے اور میں - اور جو ہم پر
یہ الزام فائدہ کرتا ہے کہ ہم قرآن میں کمی ہو جانے کے قائل ہیں، وہ
جھوٹا ہے۔

۲۔ سید مرتضیٰ کی شہادت | تفسیر مجمع البیان جو شیعوں کی نہایت معتبر تفسیر ہے اس میں عظیم شیعہ مجدد سید مرتضیٰ ذوالحجہ

علم الہدیٰ ابوالقاسم علی بن حسین موسوی نے ذکر کیا ہے کہ :-

ان العلم بصحة القرآن كالعلم بالبلدان والحوادث انكسار
والوقائع العظام المشهورة و اشخاص العرب المعلومين
فان العناية اشدهم والدوامي تو حضرت علی نقلہ و بلغت
إلى حد لم يبلغ إليه فيما ذكره ناك لان القرآن معجز النبوة
وماخذ العلوم الشرعية والحكام دينية و علماء المسلمين
قد بلغوا في حفظه و العناية العنايه حتى عرفوا كل شح
فيه من اعرابه و قسماته و حروفه و آياته فكيف يجوز
ان يكون منيرا او منقوصا حتى العناية الصادقة و
الغضب الشديد -

قرآن کی صحت کا علم و یقین اس دہے کا ہے جس طرح دنیا کے بڑے
بڑے شہروں یا عظیم الشان حوادث اور مشہور واقعات یا اہل عرب کے
کئے ہوئے اشخاص کا یقین۔ کیونکہ قرآن کی نقل و روایت کی جانب شدید
توجہ کی گئی ہے۔ اور اس کی حفاظت کے بکثرت اسباب موجود تھے کیونکہ
قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ و احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور مسلمانوں
علماء نے اس کے حفظ کرنے میں اور اس کی جانب توجہ کرنے میں انتہا کر
دی ہے۔ یہاں تک کہ قرآن کی ہر ہر چیز مثلا اس کے اعراب اور قرأتوں
حروف و آیتوں تک کی پوری پوری معرفت حاصل کی۔ پھر اس قدر
شدید اہتمام و توجہ تام کے بعد یہ احتمال کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس میں تغیر و

تبدل ہو یا کمی بیشی ہو۔

۳۔ عامی کی شہادت | محمد بن حسن حر عاملی نے جو شیعوں کے فرقہ امامیہ کے
اعلیٰ القدر محدث ہیں اپنے ایک رسالے میں بعض محاصرین

کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

ہر ایک کے بیخ انہار و لغو تواریخ و آثار نمودہ بعلم یقینی میدانہ کہ قرآن در حقیقت
نوادہی در جہ تواتر بودہ و آلاء صحابہ حفظ و نقلی کردند آن را و در حد
دول خدا مجموع بولعت بود۔ (ملاحظہ فرمائیں)

جو شخص واقعات اور تواریخ کی چھان بین کرے گا وہ یقینی طور پر جان لے
گا کہ قرآن تو اتر کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچا ہوا ہے۔ ہزاروں صحابہؓ اس
کو حفظ کرتے اور نقل کرتے تھے اور عہد رسالت میں وہ جمع اور
ردیف ہو چکا تھا۔

اسی طرح اہل حدیثی شیعہ علماء کی تصریحات موجود ہیں۔

الغرض بڑے بڑے محققین علماء شیعہ قرآن میں کسی قسم کی تحریف کے قائل
نہیں۔ شیخ صدوق نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ جو ہماری جانب سے یہ قول منسوب کرتا
ہے کہ قرآن اس سے زائد ہے وہ جھوٹا ہے۔ اور جو قدرے قلیل شیعہ حضرات
اس میں تغیر و تبدل و تحریف کے قائل ہیں خود شیعوں میں وہ لائق اعتبار نہیں ہیں۔
پھر ان قائلین تحریف کا اپنا عمل خود ان کے اپنے عقیدے کے خلاف رہا ہے۔
کیونکہ نماز اور تلاوت کے وقت وہ بھی اسی قرآن کو پڑھتے اور اپنے مردوں کو اسی
کا ثواب بخشتے تھے۔ ان کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ تمام اہل بیت نماز میں بھی
اور نماز کے علاوہ بھی اسی قرآن کو پڑھتے تھے اور اپنے لڑکے لڑکیوں اور خادموں
کے علاوہ پورے علاقہ کے لوگوں کو یہی قرآن سکھاتے تھے۔ لہذا اس قلیل تعداد کا یہ قول

جو ان کے اپنے عقیدہ و عمل کے خلاف اور جمہور شیعہ کے عقیدہ کے مخالف تھا کسی صورت قابل اعتبار نہیں ہو گا۔ خود قرآن میں ان کے اس قول کا رد موجود ہے۔ چنانچہ سورہ حجر کی آیت ۹ میں ارشاد ہے :-

إِنَّا نَحْنُ مُرْسِلَتَا أَلِفِكُمْ وَرَأَيْنَا كُفْرًا فُلُوقًا -

۹ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔
(یعنی ہر وقت میں کسی زیادتی اور تحریک و تبدیلی سے)

سورۃ تہم سجدہ میں ارشاد فرمایا

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَتَنَزَّلُ مِنْ سَّمَاءٍ
حَكِيمَةٍ خَبِيرَةٍ ۝

۝ اس پر عبور کا داخل نہیں آئے گا اور نہ پیچھے سے اناری ہوئی مکتوں
والے سب تعریفوں والے کی ۝

پادری صاحب کے مذکورہ بالا دونوں دعویٰ کا بطلان جب معلوم ہو چکا تو اب ان کے
دعویٰ کی تائید کرنے والے دلائل کی حقیقت ملاحظہ کیجئے۔

پہلی دلیل

دہستان سے | پادری صاحب فرماتے ہیں کہ "خانی کی کتاب دہستان میں پوری
مسطور ہے" الخ میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ کہ پادری صاحب
نے اس حوالہ میں کچھ تشریحی تحریک کی ہے۔ اس لئے کہ اثنا عشری فرقہ کا مذہب بیان
کرتے ہوئے دہستان کی حمایت یوں لکھی ہوئی ہے :-

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ الْقَبِيلُ وَالْمُتَأَخَّرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ
اتحادیہ من النور (مدار) من المصنوع

بعض ایشان گویند کہ عثمان مصاحف و اسوختہ لکھے از مسودۃ با کہ دشنام
ظنی و قطعی تیش بود برانہ اخت ۱۱

لہذا پادری صاحب یہاں لفظ "بعض" بہ علم کر گئے۔ دوسم یہ کہ یہ بعض وہی لوگ
ہیں جن کا اثنا عشری فرقہ امامیہ میں کچھ بھی شمار میں ہوتا۔

پھر داستان کے مصنف نے جو نو مسلمان ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے مذہب اور
ان کی کتابوں سے واقفیت رکھتے ہیں، بلکہ یہ شخص محض سنی سنائی باتوں کو نقل کر دیتا ہے
اور غالباً یہ بات اس کے کسی غیر معتبر اثنا عشری عالم نے کہہ دی ہوگی۔

دوسری دلیل

عین الحیات سے پادری صاحب کا یہ قول کہ "اور کتاب میں الحیات کی الم" میں
کتابا ہوں کہ یہ روایت خبر واحد ہے جو قطعی و نازل کی مخالفت
کرنے کے سبب مڑوک اور مردود ہے اور علامہ اثنا عشریہ کا بھی یہ مسئلہ اصول ہے کہ
جو روایت خبر واحد ہو اور دلیل قطعی کے مخالفت ہو اس میں یا تو تاویل کی جائے گی
اور یا اس کو رد کر دیا جائے گا۔ ایسی روایت خواہ کافی قطعی کی کہوں نہ ہو اور یہ کتاب
شیعہ کے ہاں اصح الکتب شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ مولوی ولاد علی بختیاری نے اپنی کتاب "موادع"
میں عقیدہ عراق کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ :-

۱۔ شایاں نے اسی طرح سا ہو گا جیسے پادری صاحب نے میزان الحق میں لکھ دیا ہے کہ :-
"اس باب (یعنی نسخ) میں قرآن اور اس سے منفر دھونکا کہتے ہیں کہ جن طرح تہجد کے تے سے تورت
اور انہیں کے ظاہر کرنے سے زبور مسموع ہوئی الخ پھر لکھتے ہیں کہ اس حالت میں مولویں کا دھوسے
بے اصل و بیجا ہے جو کہتے ہیں کہ تہجد تورت اور انہیں ان دہلوں کو سورا کرتی ہے۔ حالانکہ قرآن میں کہیں
اس کا ذکر نہیں اور کسی تفسیر میں یہ ہے۔ چنانچہ جب مجھے عام میں ان پڑھرا علی کیا گیا کہ یہ کہاں لکھا ہے
تو فرمایا کہ ہم نے بعض مسلمانوں سے سن کر لکھا ہے۔ ۱۲ من المصنف -

عاداً ایسی کوٹم کہ ہر ایک از احادیث کافی گوید آیات ان ضعیف و مجروح باشند
 قطعی الصدور اند چنانچہ شاہوہامی آئینکبیرہ و ایضاً ہر تقدیر قطعی بودن ہرگز
 آیات قرآنی منسوخ باشند و ماول ہر بعض احادیث کافی ماول نباشند
 بنا بر مخالفت بودن الی از اجماع والا حدیث المستفیضہ :-

ادب کتابت ذوالفقار " میں اسطور میں مقدمہ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ :-

" بالابتداء فی میان علماء اسلام قاعدہ مقررہ است کہ اگر اند آیات و احادیث
 کہ بر خلاف قطعیات ولادت و اسنتہ باشد کی اندازند اگر کتابت و اسنتہ
 باشد وہ ماول میں لاند :-

جب کتب قطعی کی روایات، احادیث و آیات احاد کا حکم ہوا حال ہو تو بھلا
 میں الہیات کی ایک دو احاد روایات کے اسی کی مانند متروک ہونے میں کیا مانع
 لازم آسکتا ہے ۔

تدوین قرآن سے متعلق احادیث اور پادری صاحب کے اعتراض

پادری صاحب کہتے ہیں کہ اہل سنت کی معتبر و مشہور کتاب مشکوٰۃ العالیہ ہے اس
 کی کتابت شامل قرآن " فصل اول میں درج ہے کہ :-

" من عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن حکیم بن حذافہ یقول
 موسیٰ بن جعفر قال علیؑ فیوماً قرأ ما وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 أقرأنیہا فکرت أن أجعل علیہ ثراً مہلت وحق انصرفت ثراً

یہ محترم بکلی شیوہ فرقہ کے شہد عالم ہیں جن کی کتاب الکافی شیعہ فقہ و حدیث کی
 مستند ترین کتاب ہے ۔ ۱۲ نتیجہ

ایبتداء برداشتہ لُجُتْ یٰہَا سَمُوْلُ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
 فَقُلْتُ یٰہَا سَمُوْلُ اللّٰہِ اِنِّی سَمِعْتُ ہٰذَا یَقْرَءُ سُوْرٰتَہُ الْفُرْقٰنِ
 عَلٰی ثَمُوْدٍ مَا اَقْرَأْتِیْہَا فَقَالَ سَمُوْلُ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
 اِسْرٰیئِلُہُ اَقْرَأْہُ فَاَقْرَأْتُ الْقُرْاٰنَ الَّتِی سَمِعْتُہُ یَقْرَءُ فَقَالَ سَمُوْلُ
 اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہٰکِذَا اَنْزَلْتُ لَیْلًا اَقْرَأْتُ فَاَقْرَأْتُ
 فَقَالَ ہٰکِذَا اَنْزَلْتُ اِنَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْزَلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرَافٍ
 فَاَقْرَأْہَا وَاَمَّا تَبِیْرُہُ مِنْہُ فَتَفَقَّہْ عَلَیْہِ ؕ اَللَّفْظُ لِمَسْلُوْمٍ۔

یعنی عمر بن الخطابؓ کہتا ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم ابن حرام کو سنا کہ وہ سورہ
 فرقان میری قرأت کے خلاف پڑھتا تھا۔ حالانکہ مجھ کو وہ سورہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے پڑھائی تھی، یعنی صحیحہ پڑھنے والا کہ جلد اسے نسخ کر دیا لیکن میں
 نے اسے صحت دی یہاں تک کہ وہ پڑھ کر کجا بیداس کے ہیں اسی کی چادر
 پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور کہا یا رسول اللہ! میں
 نے اس شخص کو سورہ فرقان ایک اور قرأت سے پڑھتے سنا ہے خلاف
 اسی قرأت کے جو آپ نے مجھ بتائی ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مجھ فرمایا کہ اسے مجھ سے دے اور اسے کہا پڑھ۔ میں اسے وہی قرأت
 پڑھی جو میں نے اسے پڑھتے سنی تھی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ اسی طرح نازل کی گئی ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ تو پڑھ۔ میں نے
 بھی پڑھی فرمایا کہ اسی طرح نازل کی گئی ہے اور قرآن سات قرأت پر نازل ہوا
 ہے، اس قرأت پر آسان ہوا اور پڑھو یہ حدیث متفق علیہ ہے اور عبادت
 مسلم کی ہے۔“

پھر تبصری فصل میں مرقوم ہے :-

عن ترمذ بن ثابت قال ارسلني ابي ابو بكر مقل اهل اليمامة ۱۳۵
 عمر بن الخطاب عنده قال ابو بكر ان عمر انا في فقال انت النقل
 قد استمر ليوم اليمامة يقرأ القرآن افي احشى انه استمر بالقتل
 بالقرآن بالموالين فيذهب كثير من القرآن و افي امره ان
 يا مؤجبه و القرآن ان قلت لعمر كيف تفعل شيئاً لم يفعل رسول
 الله صلى الله عليه وسلم فقال ان هذا والله عذير عمر نزل امر
 يراجعني حتى شرح الله صدرى لذلك و سأيت في ذلك الذي
 سراي امر قال ترمذ قال ابو بكر انك سرجل شاب عاقل لا -
 وقد كنت تكتب الوحي لم رسول الله صلى الله عليه وسلم فتتبع
 القرآن فاجعله فوالله لو كلفوني نقل جبل من الجبان ما
 كان أثقل عليّ مما امرني من جميع القرآن قال قلت كيف
 تفعلون شيئاً لم يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
 هو والله عذير فله نزل ابو بكر يراجعني حتى شرح الله صدرى
 لذي شرح له صدرى ابي بكر و عمر فتتبعت القرآن اجمعه
 من العتب اللغات و صدرى الرجال حتى وجدت آخر سورة
 التوبة مع ابي خنيسه الا نصارى لم اجدها مع اجدية يرد
 لقد جاء كعمر رسول من النسكر حتى عاتمة برأى فكانت الصحف
 عند ابي بكر حتى لوقاه الله ثم عند عمر حتى وده ثم عند حفصه
 بنت عمر - سواها الهخامه -

۱۰ میزان الترمذی میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں احادیث کا مجموعہ ہے۔ ۱۰ من المصنف

مدینہ منیہ میں نبی کریم ﷺ نے کتاب سے کہ ابوبکر نے مقصد اہل بیعت میں آدمی بھیج کر مجھے
 بلوایا گیا۔ دیکھا تو عمرؓ میری اوسکے پاس تھا۔ ابوبکر نے مجھ سے کہا کہ عمر نے میرے
 پاس آکر کہا کہ ہمارے دل لڑائی کے دن قرآن کے قاری بہت محتول ہوئے
 نہیں تھے تاہم ابونہر اور مہمولا میں بھی ایسا ہی معاملہ ہو گا تو قرآن میں
 سے بہت سا جاتا رہے گا۔ اسی ایسا چاہتا ہوں کہ تم قرآن کے جمع کرنے کا
 حکم دے۔ میں نے عمر سے کہا کہ وہ کام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں
 کیا تم کیوں کر کرو گے، اس نے کہا خدا کی قسم یہ اچھا ہے۔ میں عمرؓ کی یہی بات
 مجھ سے کہتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اس امر پر آگاہ کیا اور
 وہ فائدہ جو قرآن کے جمع کرنے میں عمر کو معلوم ہوتا تھا مجھے بھی معلوم ہوا۔
 اب زید کہتا ہے کہ ابوبکر نے مجھ سے کہا تم مرد، جوان و عاقل ہو اور ہمت
 سے مترا ہو۔ اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وحی نکلا کرتے تھے
 پس تم قرآن کی جمع کر کے اس سے جمع کرو۔ لہذا کی قسم، اگر لوگ مجھے ایک پہاڑ
 اٹھانیسی تکلیف دیتے تو مجھ پر بھاری نہ پڑتا۔ جیسا قرآن کا جمع کرنا بھاری
 پڑا۔ میں نے اوسے کہا کہ میں کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا
 تم کیوں کر کرتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ اللہ یہ بہتر ہے۔ پس ابوبکر نے مجھ
 سے بیکرا کہا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو بھی اس امر کے فائدہ
 پر آگاہ کر دیا جس پر ابوبکرؓ اور عمرؓ کے دل کو آگاہ کیا تھا۔ میں نے
 قرآن کی جمع اور تلاش کی اور غم کے تیروں اور تیروں اور حافظ لوگوں کے
 دلوں سے لے کر اسے جمع کیا حتیٰ کہ سورۃ التوبہ کی آخر کی یہ آیت لقمہ
 جاہ کہ رسول من انفسکم فاتم برأۃ تک الی خیر انصاری کے
 سو کسی کے پاس کھسی ہوئی نہ پائی۔ پس قرآن کے وہ اجزاء ابوبکر کے پاس

ہے۔ انہوں نے وفات پائی تو عمر کے پاس سے ہاتھ اٹکے بعد اونکی بیٹی حضرت
کے پاس رہے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

عن انس بن مالك ان حذيفة بن اليمان قد روى على عثمان وكان
يمتحن على اهل الشام في فتح ارض سينة وادس بايجان مع اهل العراق
قالوا في حذيفة اختلا فبعرو في القرية قال حذيفة لعثمان يا
امير المؤمنين ادس ارض سينة ان هذا قبل ان يختلفوا في الكتب اختلا
اليهود والنصارى فاسئل عثمان الى حفصة ان اسئل ابينا
ياصحف نسخها في المعاهد ثم نردّها اليك فاسلت بها
حفصة الى عثمان فامر يزيد بن ثابت وعبد الله بن الزبير و
سعيد بن العاص وعبد الله بن الخطاب بن عثمان فسخروها
في المعاهد وقال عثمان للرجل المقر شيعين التذوق اذا
اختلفتم الترويض بن ثابت في نسخ من القرآن فاكثروا
بلسان قريش فانزال بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف
والمعاهد من عثمان الصحف الى حفصة ولم سل الى كل اقل
بصحف ان يحرق قال بن شهاب فاعبر في صحافة بن يزيد
بن ثابت انه سمع يزيد بن ثابت قال فقدت آية من الحزاب
حين نسخت الصحف فقلت اسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
يلتأ بها فالتمتها فوجدناها مع حفصة بن ثابت الانصاري
من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا ان ينزلوا فالتمتها في سورةها
قال المصحف ۲۰۲ رواه البخاري -

یہ یعنی انس بن مالک کہنا ہے کہ حفصہ بن عثمان کے پاس آیا درحالیکہ وہ

اور تیز میں اہل شام کے ساتھ اور آذربائیجان میں اہل عراق کے ساتھ جملہ کر رہا تھا اور فقہیوں کی مختلف قرأت سے ڈر کر عثمان سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اس امت کی خبر لیجئے قبل ازیں کے کہ وہ کتاب میں اختلاف کریں۔ جیسے یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا۔ پس عثمان نے غصہ کے پاس آدمی بھیجا کہ تم اجزا چارے پاس لے جاؤ تاکہ ہم اوسکے متحدہ نسخے لکھیں اور پھر تمیں دیدیں۔ غصہ نے وہ اجزا عثمان کے پاس لے لیے۔ تب عثمان نے زید بن ثابت اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاصی اور عبد اللہ بن ابی اسحاق و ابن ہشام کو مامور کیا۔ انہوں نے اس کو متحدہ نسخوں میں لکھا اور عثمان نے ان بیوقوفوں کی دینی عقیدت پر اور سعید بن العاصی اور عبد اللہ بن ابی اسحاق سے جو قوم قریش تھے کہا کہ جس وقت تم بیوقوفی نہیں اور نہ یہ قرآن کے کسی امر میں اختلاف کرو تو اسے قریش کے لہجہ پر لکھنا کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا جبکہ اجزا کو متحدہ نسخوں میں لکھ چکے تو عثمان نے غصہ کے پاس پھر بھیجا اور ہر طرف ایک ایک صحیفہ اون نسخوں میں سے بنیں اب لکھا تھا بیچ دیا اور اوسکے ماسوا جتنے قرآن کے صحیفے عثمان کے جلا دیئے کا حکم دیا۔ ابن شہاب کتاب ہے کہ خادم ابن زید ابن ثابت نے مجھے خبر دی کہ اوستے زید ابن ثابت سے اپنی اپنے باپ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ اس وقت قرآن کو ہم نے لکھا سورۃ الاحزاب کی ایک آیت جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا تھا مجھے لکھی ہوئی نہ تھی۔ تب ہم نے اسے ڈھونڈھا تو زید ابن ثابت انعامی کے پاس پائی اور وہ آیت یہ ہے: ﴿مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَلِدْ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ عَصِيْبُهُ﴾ میں نے اسے سورۃ احزاب میں لکھی تھی کہ کتاب میں داخل کیا۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

نہیں کستا ہوں کہ ہم ان تینوں حدیثوں کو صحیح تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو پاہی صاحب کے دعویٰ سے لے کر کوئی مناجت نہیں ہے اس لئے کہ ان کے زعم کے مطابق جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں ان حدیثوں سے چار باتیں نکلتی ہیں۔

اب مشکوٰۃ کی ان حدیثوں سے کئی ایک باتیں ثابت ہوتی ہیں :-

۱۔ پہلی ہے کہ خود محمد کے وقت میں ایک شخص نے آیت کو ایسا اور دوسرے نے اسی آیت کو دوسرا پڑھا تھا۔

۲۔ دوسری یہ کہ قرآن مجید کے وقت میں ایکسہ جلد میں جمع نہیں ہوا تھا بلکہ ابوبکر نے آیات کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ محمد سے اس کام کے واسطے اس کو حکم نہیں ملا تھا بلکہ صرف بھولت کی نادمی سے کیا تا کہ مہند آیات کم ہو جائیں۔

۳۔ تیسری یہ کہ عثمان نے خلافت کے تخت پر بیٹھ کر جب دیکھا کہ لوگ پھر بھی قرآن کے پڑھنے میں فرق کرتے ہیں اور ڈر کہ قرآن میں آگے اور زیادہ خواہیاں نہ ہوں تو نذیر وغیرہ کو حکم دیا کہ قرآن کو دوبارہ جمع کریں اور سب آیات قریش کی زبان میں لکھیں۔

۴۔ چوتھی اس نے سب اگلے نسخے جمع کر کے جلا دیئے اس لئے نسخے سے پورے نسخے لکھوا کر سب جگہ بھیج دیئے اور اس طرح اس کو مشہور کیا۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ عثمانؓ نے کس واسطے اگلے نسخوں کو جلا دیا اگر وہ نیا نسخہ جو اس نے مشہور کیا اور اب مستعمل ہے اگلے نسخوں سے مضمون اور الفاظ میں باعینہ برابر اور موافق تھا اور اسے صرف آیات اور سورتوں ہی کی ترتیب اور ترکیب اور طور پر کی تھی تو کیا سبب تھا کہ ان کو جلا دیا بلکہ لازم تھا کہ اگر سب کو نہیں تو بعض کو تو ضرور ہی رکھ دیا جھوٹا تا کہ اگر کوئی کہے کہ تم نے قرآن کو تغیر دیا اور بدل ڈالا تو ان اگلے نسخوں کو اس کے سامنے رکھے اور کہے کہ لو یہ اگلے نسخے ہیں وہ کچھ اور مقابلہ کرو تا کہ

تیس معلوم ہو کہ یہ قرآن معنوں اور الفاظ میں اگلے نسخوں سے سرائق اور مطابق ہے لیکن اس بات سے کہ عثمان نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اگلے نسخوں سے جلا دیا تو کچھ گمان نہیں ہوتا۔ مگر یہ تھا کہ اگلے نسخوں میں سے ہر ایک اور طرح کا تھا یا یہ کہ جیسا تیسویں کہتے ہیں کہ اوس نے قرآن کو قطعاً مک کیا اور بعض آیات میں تغیر و تبدل کیا ہے۔ اور اس نسخہ کو جو حضرت کے پاس تھا اور عثمان نے اوس کو پھیر دیا اوس کی خبر کسی کو دہلی اور کسی نے اوس کو پھیر دیا۔ شاید عثمان نے من بعدہ اوس کے جلا دینے کا بھی حکم دیا ہو گا۔ اگر کسی عمری کے پاس ہو تو اوسے ظاہر کہے تا اب کے قرآن کو اوس سے مقابلہ کریں اور معلوم ہو جائے کہ یہ اوس سے مطابق ہے کہ نہیں۔ اب اس صورت میں کہ تیسویں ایسا کہتے ہیں اور تیسویں کی مشہور اور معتبر کتاب جیسا بھی ایسی باتیں نکلی ہیں تو ہر صاحب فہم و شعور کے دل میں قرآن کے صحیح اور اصل ہونے کا یقین ثابت شک علی ہو گی۔ مگر محمدی ایسی باتیں تو دیریت و ذہنیت کی پابست بیسیوں کی مشہور اور معتبر کتابوں سے نکال لاسکتے تو البتہ ان کا یہ ادعا کہ کتب مقدمہ تحریرت ہوتی ہیں، جہہ با نہیں ہوتا۔“

پادری صاحب کے مذکورہ اعتراضات کا جواب

پہلا اعتراض اور اس کا جواب | میں کہتا ہوں کہ ان کا ”پہلے یہ الخ“ قول ناقابل التفات ہے۔ کیونکہ یہ اختلاف تو صرف قرأت میں تھا۔ جیسا کہ پادری صاحب نے خود ہی پہلی حدیث کے ترجمہ میں اس طرح بیان کیا ہے کہ :-

”وہ سمدہ فرقان میری قرأت کے خلاف پڑھتا تھا۔ الخ اور“ یا رسول اللہ میں نے اس شخص کو سمدہ فرقان ایک اور قرأت سے الخ اور قرآن سات

قرآن پر نازل ہوا ہے الخ۔

ہر قرآنی اپنی قرآن کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تصدیق کرا چکا تھا اور ساتوں قرآئیں محترمہیں اور سب کی سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی منقول ہیں، اس لئے پادری صاحب کی ذمت پر یہیں آجوب ہے کہ اس کو اثبات تحریرت میں کیا سمجھ کر نقل کرتے ہیں۔

ہاں اگر قرأت کے یہ اختلاف ایسے ہوتے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ہی عبارت نازل ہوتی اندا حضرت نے ہی اس کو ایک ہی طرح پڑھا ہوتا اور پھر لوگوں کو آنحضرت کے بعد بدل ڈالتے اور اپنی طرف سے دوسری عبارتیں بنا کر پڑھنے لگتے۔ نیز قرآن کی عبارت قرات سے بھی منقول نہ ہوتی، بلکہ وہ لوگوں کی عبارتوں کے ساتھ مل کر اس طرح غلط ہو جاتی کہ قرآن کی عبارت اور لوگوں کی عبارت کے درمیان امتیاز کرنا ناممکن ہو جاتا تو البتہ احترام کی گنجائش ہو سکتی تھی اور پادری صاحب کا مذکورہ دعویٰ کسی حد تک درست قرار پاسکتا تھا۔

لیکن قرآن کریم کی عبارت میں ایسی کوئی بات موجود نہیں ہے۔ یہ عبارت تو عربیہ عربیہ اور عربیہ بدینا کے حصہ میں آچکی ہے۔ یعنی ان میں عبارت کے ایسے اختلافات موجود ہیں جن میں یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے کون سی عبارت اصل حضرت کی ہے اور کون سی عبارت محمدوں اکابر کے ذریعہ یا ویدار کسیوں کے طفیل نسخوں میں داخل ہوئی۔ چنانچہ ہورن اپنی کتاب کی جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ پر لکھتا ہے کہ :-

”جب وہ یاد سے زیادہ عبارتیں باہم مختلف ہوں تو ان میں سے ایک ہی سچی ہو سکتی ہے۔ باقی یا تو قصداً تحریف ہے یا سہو کا تب کا شاخسانہ، پھر اکثر مقالات پر اصل عبارت کو موضوع عبارت سے پہچاننا انتہائی

دو اور ہے۔ لہذا جس جگہ تھوڑا بھی مشہور ہوتا ہے وہاں سب کو اختلافِ جگہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ لیکن جب مباحث معلوم ہو جائے کہ کاتبِ جہت کھا ہے تو اس کو کاتب کی غلطی قرار دیا جاتا ہے ۱۱

اس جہالت میں صاف طور پر اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ جہالت میں ایسے اختلاف کی موجودگی میں ان میں سے کسی بھی کلام کو اندازہ و تخمینہ کے سوا اصل مصنف کی طرف یقینی طور پر منسوب نہیں کر سکتے۔ اور عبارت میں اس طرح کا اختلاف اپنی کلام کی اصطلاح میں تحریرت کہہ تا ہے۔ دیکھتے غیر الہامی کلام، الہامی کلام کے ساتھ اس طرح خلط ملط ہو گیا ہے کہ ان میں باہم اختیار کرنا ناممکن ہو گیا۔ اور جہالت کا یہ اختلاف عمدہ عتیق و جدید میں صرف دو چار جگہ بھی نہیں بلکہ بے شمار ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر شل نے جب عمدہ جدید کے نسخوں کو باہم ملایا تو عبارت کے تیس ہزار اختلافات کی نشاندہی کی۔ اور ڈاکٹر گریس بیگ نے اس سے بھی زیادہ نسخوں یعنی عین سو پچیس کا باہم مقابلہ کیا تو جہالت کے ویسے ہی توڑ پھوٹا کہ اختلاف بتا دیتے اس سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر دنیا میں موجود تمام نسخوں کا باہم مقابلہ کیا جائے تو خدا بجانے اختلافات کی تعداد کہاں تک جا پہنچے گی۔ اس لئے کہ ابھی تک ہزاروں نسخے ایسے موجود ہیں جن کا کسی نے بھی مقابلہ نہیں کیا۔ چنانچہ کتب خانہ وٹسٹن کے نسخوں میں سے صرف ۲۴ نسخے باہم ملائے گئے ہیں۔ فلاؤنس کے کتب خانہ میں بھی تقریباً ایک ہزار نسخے موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے بھی صرف چوبیس نسخوں کا باہم مقابلہ کیا گیا ہے اور پیرس کے نسخوں میں سے صرف ۱۴ نسخوں کی جانچ پڑتال ہوئی ہے۔

بلکہ پتھان نے ان کے علاوہ بھی بہت سے ایسے نسخوں کا تذکرہ کیا ہے جن کی جانچ پڑتال نہیں کی گئی۔ اور طاعت کی بات یہ ہے کہ یہ تین سو پچیس نسخے بھی عمدہ جدید

کے پورے پورے نسخے نہ تھے بلکہ بعض میں تو چند آیات تھیں اور بعض میں محض چند اجزاء کسی میں ایک انجیل تھی اور کسی میں چلہ پنچیس اور کسی میں صرف پونس کے خطوط ہی شامل تھے۔ غرض کہ پورے نسخوں میں تو کوئی بھی کمل نسخہ نہیں تھا۔

چنانچہ ذیل میں ہم بطور کمرہ چند ایسے نسخوں کا ذکر کرتے ہیں جن کو عیسائی علماء نے قدیم اور معتبر سمجھ کر اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے :-

۱۔ کوڈکس کوٹیا نوکس | یہ چار اجزاء پر مشتمل تھا۔ پہلے جز میں انجیل متی بابت کی آیت ۵۵ سے ۶۵ تک کل نو آیات، دوسرے جز میں انجیل

متی ہی کے باب ۲۰ کی آیت ۳۱ سے ۴۴ تک کل ۱۴ آیات، تیسرے جز میں انجیل یوحنا باب ۱۴ کی آیت ۱ سے ۲۸ تک کل نو آیات اور چوتھے جز میں انجیل یوحنا کے باب کی آیت ۱۵ سے ۲۴ تک کل ۸ آیات تھیں تو گویا اس قدیم نسخے میں صرف ۴۵ آیات موجود تھیں۔ حالانکہ عہد جدید کی کل آیات کی تعداد سات ہزار نو سو اسی (۷۱۵۹) ہے۔ اس لئے یہ بات قابل غور ہے کہ کتنی آیات کو ایک مستقل نسخہ قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ کوڈکس بینیری | اس نسخہ میں چار انجیلیں اور رسولوں کے اعمال شامل تھے اس میں بھی جیسا سٹھ ورق نہایت بوسیدہ اور پھٹے ہوئے ہیں جن میں سے دو ورق کسی کتاب کے بعد ملے ہیں بلکہ کرملا دیئے ہیں اور انجیل متی باب کی بیس آیات اس میں بھی غائب تھیں۔

۳۔ کوڈکس افریمی | اس کا تذکرہ کوڈکس وائیگانوس اور کوڈکس اسکندریا نوکس کے ساتھ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

۴۔ چوتھا نسخہ | اس میں صرف پونس کے خطوط ہی مندرج تھے۔ یہاں ہم صرف اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں تفصیل کے لئے کریز بیگ اور میکاس کی کتب ملاحظہ فرمائیں۔

لہذا اس زبان سے یہ بات صاف اور واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ ان تین سو پچیس لکھوں کے اگر پورے پورے نسخے بنانے جائیں تو بمشکل سو سے بھی کم نہیں گئے۔ اس کے ساتھ عبادت کے ڈیڑھ لاکھ اختلافات کو ان موشوں پر تقسیم کیا جائے تو ہر نسخے کے حشر میں عبادت کے ڈیڑھ ہزار اختلافات آتے ہیں۔

کلام الہی کے تعین میں دشواری

اب ہم بطور فریاد عبادت کے چند ایسے ہی اختلافات ذکر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں کلام الہی کی حتی طور پر نشان دہی کس قدر دشوار ہے۔

۱۔ شروع باب ۲۱ آیت ۸ میں حضرت نوحؑ ایک عجران کے باسے میں جو اپنی بیٹی دوسرے شخص کے ہاتھ اس خیال سے بیچنا چاہتا تھا کہ وہ دوسرا شخص اس سے نکاح کر لے گا۔ یوں حکم فرماتے ہیں :-

وَرَأَوْهُ آتَا أَدُسْكَ جِرَادَ سَے اِپنے نام زُو نہیں کر کے گھینا تا ماضی ہو تو
ادسک فدیہ دیکے الخ

اور عجران نوحؑ کے حاشیہ پر کسی دوسرے نسخے سے یہ عبارت یوں منقول ہے کہ ا۔

وَرَأَوْهُ آتَا أَدُسْكَ جِرَادَ سَے اِپنے نام زُو کر کے گھینا تا ماضی ہو تو اوسکا

فدیہ دیکے الخ

آج کل تمام ترجموں میں یہی دوسری عبارت درج کی جاتی ہے :-

لہذا لفظ "تین" کو عبادت سے نکال دیا گیا ہے۔ مطلب ملامت لیا گیا اور جہاد و ترجمہ میں بھی ای کی مناسبت سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس آیت کے الفاظ یوں ہیں :- "اگر اس کا آفا جس نے اس سے نسبت کیا ہے اس سے خوش نہ ہو تو وہ اس کا فدیہ منظور کر لے الخ"

۲۔ کتاب احبار باب ۱۱ آیت ۲۱ میں ان اشیا کے بارے میں جو نبی اسرائیل کے لئے پاک اور حلال نہیں ہیں عبرانی نسخہ میں یوں مذکور ہے :-

”پر تم سب دیکھئے حالہ پر نہ لو ان سے جو چار پاؤں سے چلتے ہیں اور ان کی پھلی ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی نہیں ہیں کہ وہ ان سے کوہ کر زمین پر چلتے ہیں تم ان میں سے کھاؤ“

عبرانی نسخہ کے حاشیہ پر دیگر نسخوں سے نیکر ”اور ان کی پھلی ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی نہیں ہیں“ کی جگہ ”اور ان کی پھلی ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی ہیں“ کی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ البتہ اب عیسائی حضرات اسی حاشیہ کی عبارت کا ہی ترجمہ کرتے ہیں۔ چنانچہ مصدقہ انگریزی ترجمہ اور اردو و فارسی ترجموں میں اسی عبارت کا ترجمہ کیا گیا ہے یہ

۳۔ کتاب احبار باب ۲۵ کی آیت ۲۵ میں درج ہے :-

”اور اگر سال ہر کوئی مدت میں اُس کا خرید دیا جائے تو وہ گھر جو خریدتا ہے اندر نہیں ہے خریدار یا اس کے قریب میں ہمیشہ تک اُس کا ہوا وہ پانچ سال میں چھٹ جائیگا“

اور حاشیہ پر کسی دوسرے نسخہ سے یہ عبارت منقول ہے کہ ”تو وہ گھر جو خریدتا ہے“

۱۔ لیکن ۱۹۵۹ء، ۱۹۶۱ء کے اردو ترجمہ میں اس آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے :-

”گھر پر دیر دیکھنے والے جان داروں میں سے جو چار پاؤں کے بل چلتے ہیں تم لے کر جانداروں کو کھا سکتے ہو جن کے زمین کے اوپر کونے پھاندے کو پاؤں کے اوپر ٹانگیں ہوتی ہیں“

قدیم ترجمہ اور جدید ترجمہ کے الفاظ اور مفہوم میں یہ واضح فرق قابل ملاحظہ ہے۔ - ۱۳

اندھے: اور اب اس عبارت کا ترجمہ کیا جاتا ہے ۱۱

اب بعد طلب بات یہ ہے کہ جب کتب مقدسہ میں عبارت کے ایسے نکلین اختلافات موجود ہوں کہ ان میں باہم ایک دوسرے کی ضد ہوں اور پھر کسی کے بارے میں بھی یقینی طور پر یہ نہ کہا جاسکے کہ اصل معنی کی عبارت ہے بلکہ دونوں میں صدق و کذب کا احتمال ہو تو ایسی صورت میں جس مسئلہ کے بارے میں یہ عبارتیں آئی ہیں اس کے بارے میں کسی طرح کوئی قطعی حکم کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے بہت سے مسائل میں مشہورہا، مثلاً طہر و عرس کے مسئلہ میں اب یہ کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون سے جانور حلالی تھے، کیا وہ جن کی پھلی ٹانگیں اچھے پاؤں سے لٹی ہوئی تھیں یا وہ جن کی ٹانگیں اچھے پاؤں سے لٹی ہوئی نہ تھیں۔ اس لئے کہ دونوں طرح کی عبارتیں موجود ہیں۔

اسی طرح لٹری کے مسئلہ میں کہ آیت کون آنا دکرے، آیا وہ شخص کون ہے جس نے اس کو اپنی طرف منسوب کر لیا یا وہ شخص جس نے اس کو اپنی طرف منسوب نہیں کیا۔ اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ اس بارے میں بھی دونوں طرح عبارتیں موجود ہیں۔

ایسے ہی حضرت یح علیہ السلام کے نانہ عورت کو بغیر سزا دیئے چھوڑ دینے کا مسئلہ ہے جو انجیل یوحنا باب ۸ میں مذکور ہے۔ اس میں بھی عبارت کے یہ شمار اختلافات موجود ہیں۔ حتیٰ کہ بہت سے عیسائی علماء نے تو اس کی صداقت تسلیم کرنے سے ہی

۱۱ یہ آیت ۱۹۶۲ء جدید ترجمہ میں آیا ہے :-

۱۱ اور اگر وہ پورے ایک سال کی میحہ کے اندر چھڑایا جائے تو اسے نہیں شمر کے حکمان پر فریاد کا نسل و نسل کا نسل کا نسل جو جاتے اور وہ سال بولتی میں لگا

۱۲ چھوڑنے ۱۱ (۱۱: ۲۵) ۱۳ نجیب

۱۳ انجیل یوحنا باب ۸ آیت (۱۱) - ۱۴ نجیب

انکار کیا ہے، اس کی تفصیل مقصد سوم میں گزر چکی ہے۔

انہی مذکورہ مسائل کی طرح ادب بے شمار مسائل میں واضح اشتباہ موجود ہے، مگر طوالت کے خوف سے ہم بطور نمونہ انہی مذکورہ مسائل پر اکتفا کرتے ہیں۔

اس صورت حال میں پادری حضرات کا یہ کہنا کہ عبادت کے اختلافات سے کسی مسئلہ میں قرعہ خرابی نہیں ہوتی، کتنی بڑی ہی بات ہے۔

کتبہ اللہ سر میں مذکورہ بالا عباراتوں کا اختلاف تو آپ کو معلوم ہو چکا اب قرآن کی قرأتوں میں اختلاف کو دیکھئے کہ ان کی بلوغت کیا ہے؟

تو یہ جان لیں کہ قرآن کی ساتوں قرأتوں میں اختلاف اس قسم کا ہے کہ ایک قرأت میں خالص فتح کے ساتھ اور ایک میں امانہ کے ساتھ، اسی طرح ایک قرأت میں ادغام اور دوسری میں اتمام کے ساتھ یا ایسے ہی دوسرے اختلافات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، مگر اس کے باوجود ساتوں قرأتوں کا مضمون ایک ہی ہے اور یہ ہرگز ایسا اختلاف نہیں ہے جس کے سبب بعض قرأتوں کی نود سے ایک حکم نکلنا ہو اور دوسری قرأت کے مطابق کوئی دوسرا حکم نکلے۔

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب | پادری صاحب کا قول: دوسری یہ الخ
بھی انتہائی گمراہ ہے۔ اس لئے کہ

گو قرآن ایک جلد میں جمع نہیں ہوا تھا، مگر پورا قرآن (عہد نبوت ہی) پتھروں کے ٹکڑیوں اور دوسری چیزوں پر لکھا جا چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چوبیس آدمی وحی کو لکھنے پر مامور تھے اور بہت سارے صحابہ کرام حافظہ قرآن تھے۔

تیسرا اعتراض اور اس کا جواب | پادری صاحب کا "تیسری یہ کہ الخ" والا قول
بھی انتہائی لچر ہے۔ حقیقت حال میں اتنی

ہے کہ اصل میں تو قرآن لغت قریش کے مطابق نازل ہوا۔ پھر آنحضرت کی عوامی مجلس پر اس میں وسعت دے دی گئی۔ خلافت عثمانؓ تک اسی طرح پڑھا جاتا رہا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں جب یہ دیکھا کہ بعض لوگ اپنی قرأت کو دوسری قرأت پر ترجیح دیتے ہیں اور فحشاء خواہ جھگڑا کھڑا کرتے ہیں جو کہ ایک بُری بات تھی تو انہوں نے ان جھگڑوں کو ختم کرنے کی غرض سے پچاس ہزار آدمیوں (صحابہؓ) سے مشورہ کے بعد یہ مناسبت خیال کیا کہ سب لوگ قرآن کو لغت قریش کے موافق پڑھتے رہیں۔ لہذا ابوبکرؓ کے عہد میں کتاب شدہ معاصرت قرآن کو لغت قریش کے موافق نقل کر کے مکہ تک محدود میں بھیج دیا گیا۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ لغت قریش کے ساتھ دوسری لغات کا اختلاف کچھ اس طرح کا تھا۔ مثلاً لفظ "الآبوت" لغت قریش میں "ت" کے ساتھ تھا اور حضرت زید بن کعلون انصار سے تھا ان کی قرأت کے مطابق پائے ہوئے کے ساتھ (یعنی آباؤہ) پڑھا جاتا تھا اور دوسرے مقامات پر بھی اس اختلاف کی تقریباً یہی نوعیت تھی۔ حضرت عثمانؓ نے اس میں کسی اور طرح کی اپنی طرف سے اصلاح نہیں کی تھی۔ اس بلکہ وہ بالاصورت کو پانچویں صاحب اگر اصلاح سے موسم کہتے ہیں تو یہ کوئی عمل ظن نہیں ہے۔

چوتھے اعتراض کا جواب ان کا یہ کہنا کہ "اور اسے صرف آیات التم رکا" جواب یہ ہے کہ عثمانؓ نے آیات کی ترتیب میں کوئی تبدیلی نہیں کیا۔ بلکہ آیات کی وہی ترتیب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی۔ کیونکہ جبریل علیہ السلام جب قرآن کی کوئی آیت لاتے تھے تو فرمادیتے تھے کہ اس کو فلاں سورۃ میں فلاں آیت کے بعد رکھنا ہے۔ لہذا وہ وہیں پر رکھی جاتی تھی۔ بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی آیات کی یہی

ترتیب ہی اور اسی ترتیب سے پڑھتے تھے۔

پانچویں اعتراض کا جواب | پادری صاحب کا یہ قول کہ تو کیا سبب تھا الخ دے
ہاندے میں عزم ہے کہ اس کا سبب وہی تھا کہ
فضول جھگڑا اور بعض قرآنوں کو دوسری قرآنوں پر (مجاہد) ترجیح دینے کا معاملہ
ختم ہو جائے۔

ان کا یہ کہنا کہ "بلکہ لازم تھا کہ اگر سب کو نہیں الخ" محض توہم ہے، اس لئے
کہ عثمانؓ نے اپنے عمر میں بیٹھ کر چپکے سے قرآن میں کچھ تغیر نہ کر دیا تھا اور قرآن کے
تواتر کے سبب مسلمانوں سے ایسی کسی بات کی امید ہی نہ تھی، اور کسی غیر مسلم نے آج تک
قرآن پر ایمان نہ لانے کے باوجود، قرآن کے ہاں سے میں ایسا بے ہودہ گمان نہ
قائم نہ کیا تھا۔ ہاں صرف پادری صاحب نے اپنی ندامت ماننے کی خاطر ایسی
بات کا ہے۔

چھٹے اعتراض کا جواب | ان کا یہ قول کہ "جیسے جیسی کہتے ہیں الخ" وہی ناقابل
الاعتناء ہے، اور پر گزر چکا ہے کہ شیخہ حضرت میں
سے بھود اور علامتے محققین اس امر سے انکاد کرتے ہیں اور اس فرقہ کے جو چند
ایک غیر معروف قسم کے لوگ اس بات کے قائل ہیں۔ اسی فرقہ کے لوگ ان کو غیر مجرب
قرار دے کر ان کے قول کو باطل سمجھتے ہیں۔

مگر جیت کہ پادری صاحب ان چند ایک کے قول کو تو دلیل بناتے ہیں اور
اپنے (دستی) فرقوں میں سے ایجوٹیہ، مادیلوٹیہ اور مانیکٹر فرقوں کے دکتب مقدمہ
کے ہاں سے ہیں، اقوال کو نہیں لکھتے۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ان بعض شیخہ
کے قول کا اپنے ان تینوں فرقوں کے اقوال سے موازنہ کریں (اور حقیقت
حال کا تجزیہ کریں)۔

ساتویں اعتراض کا جواب | اٹھارویں صاحب کا یہ کہنا کہ اب اس صورت میں

کے غیر معتبر لوگوں نے کہا ہے جن کو خود انہی کے جمہور علمائے متعین نے جھٹلایا ہے
دوسرے اسلامی فرقوں کا توجہ کر ہی کیا۔ اور پھر ان سے تو کہیں بڑھ کر پادری صاحب
کے اپنے (جم غریب) فرقوں نے انبیاء جنی اسرائیل اور عبد عقیقہ و عبد جبریل کی کتابوں
کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے اور پھر پادری صاحب نے تسلیوں کی مشورہ کتابوں
سے تو اپنے دعویٰ کے مستلزام میں، خاک بھی نہ نکالا۔ تو ایسی صورت میں پادری صاحب
جیسا عقلمند (قرآن کے بارے میں) کئی طور پر شک و شبہ کے تو کوئی مضائقہ نہیں۔
ورنہ کوئی دوسرا انصاف پسند صحابی ایسی بات ہرگز نہیں کہے گا۔ اس لئے کہ حضرت
عثمانؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، انہوں نے قرآن شریف کو سولہ قبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست خود صحیح کر لیا تھا اور وہ قرآن کے حافظ تھے اور جو
صحابہ قرآن کے صحیح کر لے میں معروف تھے وہ خود کاتبان وحی تھے اور ان کے علاوہ
بے شمار صحابہ قرآن کے حافظ تھے۔ خصوصاً حضرت رضی عنہ علی کرم اللہ وجہہ جو ان
کے بعد مسند خلافت پر پہنچے اور اسی قرآن کے مطابق احکام نافذ
کرتے رہے۔

اٹھویں اعتراض کا جواب | ان کا یہ قول کہ "اگر محمدی ایسی باتیں اٹھاتے تو اس

کے بارے میں، میں کتابوں کے خدا نہ کرے
کوئی محمدی (مسلمان) اس طرح کے ضعیف دلائل کے ساتھ یہ دعویٰ کرے۔ یہ منصب
عالی تو صرف پادری صاحب کو حاصل ہے بلکہ محمدیوں (مسلمانوں) کے پاس تو دبا بیل میں
تحریر ثابت کرنے کے لئے انتہائی قوی دلائل موجود ہیں جن میں سے کچھ اس (ذریعہ نظر) کتاب
میں بھی تحریر کر دیئے گئے ہیں۔ چند ثبوت یہاں بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ :-

بائبل میں تحریف کا ثبوت

انہی میں سے ایک ثبوت یہ ہے کہ عیسائیوں میں جمہور مستند میں عبرانی نسخہ کے پہلا ثبوت تحریف شدہ ہونے کے قائل تھے اور اس تحریف کے کارسازانہ الزام یہودیوں کے سر دھرتے تھے۔ مثلاً طریفون یہودی کے ساتھ مناظرہ کے دوران یوستیٹوس شہید نے دعویٰ کیا کہ یہودیوں نے عمید عقیق میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں موجود کتب ہی پیشین گوئیوں کو نکال ڈالا تھا۔ اور یہ جہان لکھتا ہے -۱-

”طریفون یہودی کے مقابلہ میں چہلپہلے اپنی کتاب میں دعویٰ کیا ہے کہ عزرا نے لوگوں سے کہا تھا کہ حیدر شہ کا یہ کھانا ہمارے خاندان، بھانت ذمہ مندہ اور پناہ کا کھانا ہے، تو یاد رکھو کہ اگر تم خدایندہ کو اس نشان سے پہچاننا سمجھو اور اس پر ایمان لاؤ گے تو یہ زمین کبھی بے آباد نہ ہوگی۔ اور اگر تم اس پر ایمان نہ لاؤ گے اور اس کا وعظ نہ منو گے تو تم ظہیر قوموں کی ہنسی کا سبب بن جاؤ گے۔ اور والی نیکو اس فقرہ کو سچا قرار دیتا ہے۔ اس کا کھانا ہے کہ یہ فقرہ عزرا کی کتاب کے باب ۲۰ کی آیت ۲۰ اور ۲۱ کے درمیان نظر آتا۔ ڈاکٹر سڈکلاک بھی اس کی صراحت کا قائل ہے۔“

ڈاکٹر برٹ جبرانی نسخہ کے زبردست حامی ہیں اپنی کتاب میں یوں لکھتے ہیں :-
 ”البتہ اس بارے میں مجھے کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ طریفون کے ساتھ مناظرہ کے دوران چہلپہلے نے یہودیوں پر جن جہالتوں کو (عمد عقیق) سے نکال ڈالنے کا الزام عائد کیا تھا اگرچہ عبرانی اور یہودیوں کی کتبوں میں اب موجود نہیں ہیں مگر حقیقت میں چہلپہلے اور آرمینوں کے زمانہ میں وہ ان دونوں میں موجود تھیں

اور کتاب مقدس کا جزوقتی، خاص طور پر وہ عبارت جس کے متعلق جیٹن
 یہ کہتا ہے کہ وہ یرمیاہ کی کتاب میں تھی۔^{۱۱}

سپر جیس، جیٹن کے حاشیہ میں اور ڈاکٹر گریت، آئرن ہوس کے حاشیہ
 میں لکھتے ہیں کہ :-

ہیرس کے غالباً اپنے پہلے خط کے باب کی آیت ۶ لکھتے وقت یہی پیش گوئی
 پیش نظر تھی۔^{۱۲}

دوسرا ثبوت | ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین نے
 بزرگوں کی تاریخ کے اسے میں تحریر کیا ہے کہ آگسٹائن ان
 تاریخوں میں تحریر کا الزام یوویلڈ پر دھرتا ہے۔^{۱۳} اور جمہور متقدمین کی رائے
 بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔

تیسرا ثبوت | اسی میں سے ایک یہ ہے کہ ان کتابوں میں یقینی طور پر الحاق
 ہونے ہیں جیسا کہ مقصد اول فصل دوم، مقصد ثانی فصل دوم
 اور مقصد سوم فصل دوم میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

چوتھا ثبوت | ان کتابوں سے کچھ آیات، بھی غائب ہو چکی ہیں، ہم اس
 کی کیا شکایت کریں اس لئے کہ اول کتاب نے نو گنتی
 ہی کتابیں مضمون کر ڈالیں کچھ جلا دیں اور کچھ بھاڑ ڈالیں جیسا کہ اس کی تفصیلات
 اسی کتاب میں گزر چکی ہیں۔

۱۱۔ ۱۹۶۲ء کے آئڈو ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے :- ”کیونکہ مردوں کو بھی خوشخبری تھی
 لئے سنا لی گئی تھی کہ جسم کے لحاظ سے تو آدمیوں کے مطابق ان کا انصاف ہو لیکن مدح کے
 لحاظ سے خدا کے مطابق زندہ ہیں۔“ ۱۲۔ انجیل

پانچواں ثبوت | ایسے اختلاف ہیں جن میں سے کسی ایک کو بھی جتنی طور پر مصنف کی عبادت نہیں کر سکتے۔

اسی طرح کے اور بہت سے دلائل ہیں جن میں سے کچھ ہم نے اس کتاب میں بھی ذکر کر دیئے ہیں اور یہ باتیں محمدیوں (مسلمانوں) نے صرف مسجد (عیسائی) کتب سے ثابت ہوتی ہیں مگر بلکہ خود پادری صاحب سے بھی سات آٹھ مقامات پر تخریفات کا وقوع اور عبادت میں تمیز اور اختلافات بھی تسلیم کروائے ہیں۔ لہذا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ پادری صاحب اب یہ کہا کریں کہ کتب مقدسہ میں تخریفات کے وقوع کا محمدیوں کا دعویٰ بے جا نہیں ہے اس لئے کہ ثبوت تخریفات کے جو جو پادری صاحب طلب کرتے تھے محمدیوں نے ان سے کہیں بڑھ کر پیش کر دیئے۔

کتاب مقدس میں تخریفات

کے بارے میں مخالفے اور ان کا جواب

پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

دو اب اگرچہ کچھ لازم نہیں کہ محمدیوں کے اس دعویٰ بلا دلیل پر توجہ کریں پر اس لئے کہ یہودیوں اور مسیحیوں کی مقدس کتابوں کی تخریفات ہونے کا دعویٰ بہت مشہور ہے۔ پس ہم لندن محمدیوں کی خاطر جو حق تھے ہیں اس دعویٰ پر غور کر کے معلوم کرادیں کہ آیا مقدس کتابوں کی تخریفات کسی وقت ہوتی ہے یا نہیں؟

میں کہتا ہوں کہ محمدیوں کے دعویٰ کو بلا دلیل کہنا محض ایک تعصب کی بات ہے اور

اس تعصب کو مد نظر رکھتے ہوئے شاید ہم بھی ان تعصبیوں کے اقوال کو دورِ غور و افتادہ
دیکھتے مگر حق کے غالب جیسا نبیوں کی خاطر یا مدعی صاحب کی دلیلوں کے تار پود بکھیرنے
کی طرف توجہ ہوسکتی ہے۔

پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

”ہاں ایسی تحریف کے زیادہ کے لئے قرآن کی آیتوں میں کچھ خبر ہے، چنانچہ سورۃ
انبیاء میں لکھا ہے :

وَمَا اسرسلنا قبلك الا رسلًا نوحب اليہم فقلوا اهل
الذکر انتم کنتم لا تعلمون ۔

”یعنی ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا مگر اہل آدمیوں کو جن سے اپنے
انادے بیان کئے، پس اہل ذکر میں اہل کتاب سے پوچھو اگر تم اہل حق میں جانتے
اور پھر سورہ تیس میں لکھا ہے :-

فان كنت في شك مما انزلنا اليك فسال الذين
اكتب من قبلك ۔

”یعنی اگر تو اہل جنزوی کے حق میں جو ہم نے تیرے لئے نازل کیا ہے شک
دکھتا ہے تو اہل لوگوں سے پوچھ جنہوں نے تجھ سے پہلے کتاب کو پڑھا ہے،
پس قرآن کے ان مقاموں سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد کے زمانہ تک اہل
کتاب کی مقدس کتاب میں تحریف نہیں ہوئی تھیں، نہیں تو اگر بالفرض قرآن پتیا
ہو تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا ان آیتوں میں حکم کرے کہ کہ سبھیوں اور یہودیوں
کی کتاب پر متوجہ ہو اور شک کے وقت ان سے پوچھو۔ کیونکہ میں ہو
سکا کہ خدا کسی کو ایسی کتاب کی طرف جو تحریف ہوئی رجوع کرے مگر اس
شرط پر کہ معلوم کیا ہو کہ اس کتاب کے کون کون سے لغظوں میں تحریف

ہوئی ہے حالانکہ قرآن میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے معلوم ہو کہ تھے اور
پرانے ہند کا کتابوں کے کون مقام اور کون آیتیں تحریف ہوئی ہیں، بلکہ
حرفت یہ کہا ہے کہ کسیوں خصوصاً یہودیوں نے اپنی مقدس کتابیں تحریف کیں
چنانچہ سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا الْحَقَّ بِأَبْطُلُوكُمْ مَلَكُوتَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
بِمُؤْمِنِهِ إِنَّهُ إِذْ جَاءَ الْبُرْجُودَ وَأَوْرَاقَهُ كَوْنَهُمْ مِثْلَ حَاقِقِ
الْحَصْبِ وَكُنْتُمْ أَجْزَاءً يُسْفَرُونَ -

انتظمو ان یومئذ انکم قد کانتم فریقاً بینہم ویسعدون کلام
اللہ ثریحہم فوند من بعد ما عطلوا وھو یطموحت -

یعنی کیا چاہتے ہو کہ دے لوگ یعنی یہودی تم پرستیں اور حال انکہ ان
میں سے ایک فرقہ خدا کا کلام سننا بعد ان کے تحریف کی اور یہ بھی
کھینچے اور جاننے کے بعد کیا ہے۔

ان دونوں آیتوں میں تحریف بلاعتین وقت ایک عام معنی میں بیان ہوئی ہے
اب ہم ان آیتوں کو لاسے ہیں جن میں تحریف زمانہ اور وقت کا اظہار ہوا
ہے چنانچہ سورہ بقرہ میں لکھا ہے :-

لَوْ كُنَّا الذِّينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْقَلِبِينَ حَتَّى
تَأْتِيَهُمُ الْبَيْئَةُ مَمْلُوءَةً مِنْ أَهْلِهَا لَأَنزَلْنَا بِهِمُ الْقُرْآنَ فَيَأْتِيَهُمْ
الْحَقُّ وَمَا لَكُم مِّنَ الذِّمَّةِ أَوْ تَوَارِكُ الْكِتَابِ إِلَّا مِنَ
بَعْدِ مَا جَاءَ تَهْمُ الْبَيْئَةِ -

یعنی اہل کتاب اور مشرکوں نے حق سے منہ پھیرا جب تک کہ دشمنوں نے اپنی
قرآن اور غیر یعنی محمدؐ کی طرف سے آدن پاس نہ آئے کہ وہ تمہیں

کتابوں کو جن میں مضبوط حکم آئے ہیں ان سے بیان کریں اور ان لوگوں نے
 جن کو کتاب ملی تھی مدعا کی گزرا اس کے بعد کہ انہیں روشن دلیل پہنچی ہے
 ہیں اگر ہم ہانڈ من مان لیں کہ قرآن کا یہ دعویٰ سچا ہے تو اس آیت سے یہ
 نکلتا ہے کہ یہ دعویٰ اور صحیحوں نے اپنی مروجہ کتابوں کو محمد کے ظاہر ہونے اور
 تعلیم کے شروع کرنے کے بعد تخریب کیا ہے نہ پہلے :-

میں کتابوں کو ان آیتوں کو نقل کر کے پاور کی صاحب نے اپنے زعم میں قرآن سے
 تین مطلب ثابت کئے ہیں :-

۱ - ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ انور تک پہلی کتاب کی مقدس کتابیں
 محرف نہیں ہوئی تھیں۔

۲ - دوسرا یہ کہ قرآن میں (کتب مقدسہ میں) تخریب کا ذکر ایک عام معنی میں
 بیان ہوا ہے۔

۳ - تیسرا یہ کہ ان کتابوں میں تخریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
 کے بعد ہوئی ہے۔

مطلب اول اور اس کا جواب | مطلب اول کے جو مفاد کے لئے دو آیتیں نقل
 کی ہیں۔ ذیل میں ہم دونوں آیتوں کو ترجمہ
 کے ساتھ نقل کر کے اچھی طرح وضاحت پیش کرتے ہیں تاکہ کسی کو شک و شبہ
 نہ رہے۔ سورۃ انبیاء کی ساتویں آیت اس طرح ہے :-

وَمَا ارْتَابْتُمْ اَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُ الْيَهُودُ فَاَسْأَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ
 اِنْ كُنْتُمْ رَاٰءَ لَطْمُوْنَ -

”یعنی وہ سب آدمی تھے فرشتے نہیں تھے، لہذا اگر تم نہیں جانتے تو اہل کتاب سے
 پوچھ دیجو کہ وہ فرشتے نہیں تھے، آدمی ہوتے تھے“ :-

پادری صاحب کے مدعا کے ساتھ اس آیت کو ذرہ بھی مطابقت نہیں ہے اس لئے کہ یہ آیت تو مشرکین کے اس قول کا جواب ہے جو سورہ مذکورہ کی تیسری آیت میں یوں ذکر کیا گیا ہے :-

هل هذا الا بشر مثلكم اذنا تون السحر وانتم تبصرون -

یعنی یہ شخص (یعنی تم) تمہی جیسا تو ایک آدمی ہے (یعنی کھانا پینا بھی ہے

اور چلنا پھرتا بھی ہے) پھر جان بوجھ کر اس کے جادو کے چکر میں کیوں پڑتے ہو؟

یعنی جو خرق عادت اور معجزے تم کو دکھاتا ہے یہ سب کچھ جادو ہی)

مشرکین کو یہ شبہ تھا کہ پیغمبر فرشتے ہی ہوتے ہوں گے آدمی تو ہونے کیے اللہ

تھے تو ہماری ہی طرف کھانا پینا اور چلنا پھرتا ایک آدمی ہے۔ لہذا جو تو یہ پیغمبر ہی ہوگا

اور یہ کہ اس کے تمام معجزے جادو ہی ہوں گے۔ اور مشرکین کے خیبر و مدینہ کے

یہودیوں کے ساتھ گہرے روابط قائم تھے۔ محشر کی صورت کو باطل ثابت کر کے کیلئے

ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اور ایسے معاملے میں ان کی بات مان لیا کرتے تھے اس

پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے ساتویں آیت میں الزامی انداز میں ارشاد فرمایا کہ تم اپنے

یہودی دوستوں سے علوم کو لو کہ سابقہ نبی آدمی تھے یا فرشتے؟ یہ تمہیں سادھی حقیقت بتا

دیں گے اور پھر آٹھویں آیت میں یوں فرمایا کہ :-

وما جعلنا هو جسدا (لا یا کلون الطعام وما كانوا خالدين

” اور نہ ہم نے ان کو (ذریعہ) کو ایسے جسم بنا یا تھا جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور

وہ ہمیشہ رہنے والے رہتے (یعنی کھانا بھی کھاتے تھے اور پھر

ان کو موت بھی آتی) “

لہذا اس مقام پر اتنی ہی غرض ہے کہ یہ شبہ صحت کر و اور اپنے یہودی دوستوں سے

پوچھ لو کہ پہلے نبی آدمی تھے یا فرشتے کھاتے پیتے تھے یا نہیں؟ اور ہر مقدس کتابوں

کا ترجمہ شدہ ہونا تو بیویوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی۔ چنانچہ پادری صاحب نے اس آیت کو خواہ مخواہ نقل کیا ہے اور اس میں ایک غلطی یہ کی ہے کہ اس سلتا کے بعد اپنی طرف سے کاف کا اضافہ کر دیا ہے۔

سورہ یونس کی آیت ۹۳ اس طرح ہے :-

فَاَنذَرْتَنِي فِي سُلٰتٍ مِّنْهُمَا اَنْزَلْنَا الْاِيْلٰهَ فَاَسْأَلُ الذِّمِيْنَ اَيُّكُمْ
اَلْاَكْثَرُ مِنْ قَبْلِكُمْ -

مدنی (اے سلفو!) اگر تو اس چیز سے متعلق جو ہم نے تجھ پر اتاری ہے
شک میں ہے تو ان لوگوں سے پوچھ دیجئے جو تم سے پہلے کتاب
پڑھتے ہیں۔

اس آیت میں شائد اشارت تالی ان لوگوں کے شک کو رفع فرماتے ہیں جو بمقتضائے
بشریت قرآن میں مذکور بعض ایسی باتوں کے بارے میں مصلحان میں جھگڑا ہو جاتے
تھے جو ان کو بعد از عقل معلوم ہوتی تھی، جیسا کہ قیامت کے روز مژدوں کا اندرہ ہو
جانا۔ دنیاوی انتظام سے متعلق اسی طرح کی بعض باتیں اور سائبر لوگوں کے گفتے وغیرہ
جن سے وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ قرآن کلام اللہ نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام کسی اور انداز

۱۔ کلام اللہ میں اسی طرح کی کئی بیشی تو ان حضرات کی فطرت میں داخل ہے، خصوصاً اگر
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ زمین و آسمان کے بارے میں تمہیں معلوم ہو کہ اپنی جگہ
سے مل گئے ہیں تو یہ ممکن ہے، مگر کسی شخص کی فطرت بدل گئی ہو تو یہ نہیں ہوگا۔ اوکسا
قال علیہ الصلوٰۃ والسلام - پادری صاحب سے ایسی غلطی کا صدور اسی فطرت
کا غماز ہے جو ان کے پیش روؤں کی بائبل کی کتب مقدسہ کے ساتھ ظہور پذیر
ہوئی - ۱۲ نجیب ۴

کا ہوتا ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم کو یہ شک ہے کہ تو تم اہل کتاب سے پوچھو کہ خدا کا حکم جو نبیوں پر اتنا تھا اسی قسم کا ہوتا تھا یا نہیں؟ کتب مقدسہ خواہ تحریف شدہ ہی ہوں ہر حال اس بات کو بیورد و نعدا کی تجویز جلتے تھے۔

الغرض اس آیت سے بھی خابہ آیت کی طرح یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے عہد رنگ مقدس کتابیں معرفت میں ہوتی تھیں۔ لہذا:

ان کا یہ کہنا کہ ہمیں قرآن کے ان مقاموں سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد کے نزلنے تک اہل کتاب کی مقدس کتابیں تحریف نہیں ہوتی تھیں؟ (صحیح نہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ معرفت پادری صاحب کا زعم ہے ورنہ ان آیتوں سے یہ مدعا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ گذشتہ سطور میں ہم نے بیان کیا ہے۔

ان کے اس قول آ نہیں تو اگر بالفرض قرآن سچا ہوتا تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا ان آیتوں میں حکم کرے کہ سیحیوں اور یہودیوں کی کتاب پر توجہ جو ہے کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ ان آیتوں میں یہودیوں اور سیحیوں کی کتاب کی طرف رجوع کا ہرگز حکم نہیں دیا گیا ہے۔

ان کا یہ قول کہ "اوشک کے وقت ان سے پوچھو" میں کہتا ہوں کہ انہوں نے بددینا سخی سے اگرچہ مقدس کتابوں میں بہت کچھ تحریف کی ہو مگر (قرآن میں) جن باتوں کے پوچھنے کا حکم ہے وہ سب ان کو معلوم تھیں۔

ان کا یہ کہنا کہ "کیونکہ ہمیں ہو سکتا کہ خدا کسی کو ایسی کتاب کی طرف جو تحریف ہوئی رجوع کرے" صحیح نہیں اس لئے کہ میں کہتا ہوں اس مقام پر خدا نے کسی کو تحریف شدہ کتاب کی طرف رجوع کرنے کو نہیں کہا یہ تو محض پادری صاحب کا اپنا وہم ہے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ کن باتوں کے پوچھنے کا حکم ہوا ہے وہ کتاب کی تحریف و عدم تحریف پر موقوف نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کو زبانی روایت سے معلوم ہو سکتی تھیں۔

مطلب دوم اور اس کا جواب | دوسرے مطلب کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے سورۃ بقرہ کی یہ دو آیتیں نقل کی ہیں۔

پہلی آیت ۴۲ یوں ہے :-

وَرَدُّ قُلُوبِهِمُ الْحَقِّ يَا بَاطِلٌ إِنَّكَ كَذِبٌ وَانْتَهُ تَطْمُونُ -

یعنی اور صحیح کو غلط میں غلط طوطا سمیت کرو اور یہ کہ صحیح کو چھپاؤ جان بوجھ کر۔

اس آیت میں پادری صاحب نے اپنی طرف سے بطور اصلاح کے یلبغی اسرائیل کا لفظ جو کہ اس رکوع کے شروع میں تھا بڑھا دیا ہے، کیا کیا جائے؟ پادری صاحب سے ان کی عادت کے موافق یہاں فعل سرزد ہوا ہے۔ کیونکہ سچی حضرات انجیل میں ایسا کچھ بطور عادت ہی کیا کرتے ہیں۔

اور اس آیت میں تحریف شدہ مقام کی اگرچہ نشاندہی نہیں کی گئی مگر تحریف کے سلسلے میں ہی بنی اسرائیل کو طاعت کا ہدف بننا پڑا ہے اور اس آیت میں کوئی ایسا کلمہ موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے لاپل کتاب کی مقدس کتابوں میں تحریف نہیں ہوئی۔

اور دوسری آیت ۷۵ جو اقتطع صوف ان ... ہے (جس میں

مسلمانوں کو یوں خطاب کیا گیا ہے کہ

”اے مسلمانو! کیا تمہیں ابھی تک اس کا توقع ہے کہ وہ (اہل کتاب) تمہاری بات مان لیں گے، حالانکہ ان میں تو ایسے لوگ تھے جو اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر اس کو بدل ڈالتے تھے اور یہ کام انہوں نے جان بوجھ کر کیا ہے۔“

دیکھ ہم اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کر رہے ہیں اور ان فرما باندھ رہے ہیں جہاں جب ان کے اسلاف کا یہ حال ہو تو پھر ان کی طرف سے تحریف کرنا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔)

اس آیت میں بھی اگرچہ کسی تعین تحریریت شدہ مقام کی تصریح موجود نہیں ہے تاہم اس کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اہل کتاب کے سلف میں ایک فرقہ تحریریت کیا کرتا تھا لہذا اگر یہ بعد کے لوگ بھی تحریریت کرتے ہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی۔ اس سورت میں توبہ آیت پانچویں صاحب کے اصل مقصد کے محالعت پڑتی ہے۔ پانچویں صاحب نے اس کو بھی خواہ مخواہ نقل کیا۔

مطلب سوم اور اس کا جواب بیتہ کی آیات نقل کی ہیں۔ ان آیات کا ترجمہ دو طرح سے کیا گیا ہے۔

اول اس طرح سے جس کو اکثر مفسرین نے احتمال اول کے عنوان سے اختیار کیا ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی اپنے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ اس کی دو سے مذکورہ آیات کا ترجمہ یوں ہے :-

(۱) یعنی دو تھے وہ لوگ جو منکر ہوئے کتاب والے (یعنی یہودی اور مسیحی) اور شرک والے (یعنی بت پرست) بالہ آنے والے (یعنی اپنے دین اور بڑی رسوں اور بڑے عقیدوں سے مثل عدم اعتقاد نہوت، جناب سیکہ سکہ جیسا کہ یہود کا عقیدہ تھا اور اعتقاد ثقیث کے جو عیسائیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتقادات، جب تک نہ پہنچی ان کو کھلی بات۔^{۱۱}

(۲) ایک رسول اللہ کا پڑھنا ورق پاک

(۳) ان میں کئی کتابیں (یعنی سورتیں) مہبط

(۴) اور نہیں چھوئے وہ جن کو کھلی کتاب (یعنی اپنے دین اور رسوں اور عقیدوں) سے اس طرح سے کہ بعضوں نے ان کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا اور بعضے تعصب سے انہی پر قائم رہے) مگر جب کہ آج کل ان کو کھلی بات (یعنی رسول اللہ اور قرآن)

اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے پہلی آیت کے ترجمہ کے آخر میں بطور تائید کا یہ
 میں یہ لکھا ہے کہ :-

۱۰ حضرت سے پہلے سب دین دانے بگڑ گئے تھے، ہر ایک اپنی عقلی پر مغرور
 اب چاہیے کہ کسی حکیم یا کسی ولی یا بادشاہ عادل کے کھائے اوپر آویں۔ سو
 ممکن نہ تھا جب تک ایسا رسول نہ آوے عظیم القدر ساتھ کتاب اللہ کے
 اللہ خود قوی کے کہ کئی برس میں تک تک ایمان سے بھر گئے۔

الغرض ان تینوں آیتوں کا حاصل تو یوں اتنا ہے کہ اہل کتاب اور اہل شرک اپنے
 دین اور بری رسموں سے بغیر اس کے باز آنے والے نہیں تھے کہ ایک نہر دست
 رسولی بصورت ہو اور اس کے متعجب ہونے کے بعد اہل کتاب میں سے جن لوگوں
 نے اس کی مخالفت کی وہ محض ہند کی وجہ سے تھی۔

اس صورت میں ان آیتوں سے پادری صاحب کے لئے استدلال کی کوئی گنجائش
 نہیں نکلتی اور دوسرے طریقہ پر پہلی اور چوتھی آیت کا ترجمہ یوں ہے :-

۱۱۔ دیتے وہ لوگ جو اہل کتاب اور مشرکین میں سے منکر ہونے کے باوجود
 (یعنی اپنے دل سے جو وہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بصورت ہونے سے
 پہلے کیا کرتے تھے کہ جب وہ بصورت ہوں گے تو ہم ایمان لائیں، لہذا
 ان بری رسموں اور اپنے دین کو چھوڑ دیں گے، جب تک کہ پہلی ان
 کو کھلی بات ۱۱

(۱۱) اور جن میں چھوٹے دے جن کو ملی کتاب دینی اپنے اس دعویٰ سے جو کرتے
 تھے، مگر جب آپ کی ان کو کھلی بات ۱۱

اس صورت میں ان آیتوں سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ اہل کتاب کو
 آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بصورت ہونے سے پہلے آپ کا اختلاف تھا اور یہ بات

جیسی صادق آتی ہے کہ جب آنحضرت کے ہاں سے میں اکثر بشارتیں تحریف سے محفوظ ہوں اور یہ ہمارے دعویٰ کے مخالف نہیں۔ کیونکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ اہل کتاب نے مقدس کتابوں کی اقول سے آفرینک ساری عبارت میں ہی تحریف کر ڈالی ہے اور ان میں کلام نبوت کا کوئی لفظ یا حرف باقی نہیں رہا۔ بلکہ ان کا سچا دعویٰ وہی ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

اور ان آیات سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے عہد مبارک) سے پہلے زمانے میں مقدس کتابوں میں کسی مقام پر تحریف نہیں ہوئی۔ اور ان کا یہ قول کہ ”ہیں اگر بالفرض مان لیں کہ قرآن کا الخ“ محض ایک توہم ہے اور اس آیت سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی جو پادری صاحب نے سمجھا ہے جیسا کہ گذشتہ مسطورہ میں گورچکا ہے۔

پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

”مصنف کتاب استفسار نے ہی آیت مذکورہ کا معنی یہ سمجھا ہے کہ اس طرح بیان کیا ہے کہ ”نبی سابق الامتظار کے اعتقاد رکھنے سے جویا اس کے اعتقاد رکھنے میں مختلف و متفرق نہیں ہوتے مگر جبکہ یہ نبی آیا“ ان معنوں کی راہ سے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبی آخر الزمان کی بشارتوں میں اس کے ظہور کے زمانے تک کچھ تحریف و تبدیلی نہیں واقع ہوئی اور نہ اس کے منتظر نہ ہوتے، اس طرح پر کہ جب وہ آوے گا تو ہم باہمی گئے اور اس پر ایمان لادیں گے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس استلال سے دوسرے ٹیکو صحیح اور درست کیا جاوے (تو ہی ثابت ہوگا کہ صرف نبی کی جو بشارتیں تھیں ان میں تحریف و تبدیلی نہیں واقع ہوئی، مگر یہ ظہور آس نبی کے، نہ یہ کہ پہلے پھر میں اور کہیں کسی طرح کی خرابی نہیں ڈالی گئی

مگر یہ ظہور اس نبی کے "تم کا نہ

اب ہم کہتے ہیں کہ معدنت استفسار کی یہ تقریر عین ہمانا مطلب ہے کیونکہ وہ حالیکہ
ان آیتوں میں جنہیں محمدی بشارتیں کہتے ہیں تحریف و تبدیلی واقع نہ ہوتی تو اہل آیات
میں کس لئے ہوتی؟

اب میں کہتا ہوں کہ صاحب استفسار کا یہ جواب تخریاتی ہے جیسا کہ اس کا
جواب یہ قول کہ "استدلال سے درمیان میں گریج اور درست کہا جائے" اس امر پر
دلائل کرتا ہے۔ لہذا صاحب استفسار کے نزدیک یہ استدلال ہی گریج اور درست
نہیں۔ کیونکہ ان آیات کے معنی ہیں اور پہلے معنی قرآنی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس جہاد
کے مدعی ہوں اور ان میں سے ایک صحیح جو استدلال کرنے والے کے مقصود کے
مخالفت ہو تو وہی ہے یا دونوں معنی برابر ہیں تو اس سے استدلال پورا نہیں ہوتا۔ اسی لئے
صاحب استفسار نے معنی اول لکھنے کے بعد کہا تھا :-

وہ اور جب معنی اس آیت کے یہ شعرے تو یہ دعویٰ پادری صاحب کا کہ قرآن کے

ان کا مطلب ثابت ہوتا ہے غلط ہو گیا :-

اور اگر بطور تفریل پادری صاحب کے استدلال کو درست مان لیں تو صاحب استفسار
نے وہ جواب دیا ہے جو پادری صاحب نے اوپر نقل کیا ہے اور وہ جواب کسی طرح بھی
پادری صاحب کے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔

اور پادری صاحب کا یہ قول کہ تو اہل آیات میں کس لئے ہوتی "محض وہم ہے کیونکہ
تحریف یعنی خود پروردگار جیسا کہ آیات میں واقع ہوتی ہے اور مستحق آیتوں کو تو ہم اسباب
تخریب سمیت اپنی اسی کتاب میں بیان کر چکے ہیں۔ اب پادری صاحب ان آیتوں میں
تخریب کے واقع ہونے کا جو چاہیں عذر تراش لائیں، خواہ وہ اہل انصاف کے
نزدیک جائز ہو یا ناجائز۔

کتاب مقدس کے تحریف سے محفوظ رہو نیکاد دعویٰ

اور اس کی حقیقت

اعتراض | پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

اور یہ بات کہ فی الحقیقت کتاب مقدس کی کسی بات میں کسی وقت تحریف واقع نہیں ہوئی آگے چل کر بیان و دلائل ہوگی اور قرآن کے منتر ہی کہتے ہیں کہ کسی اور یہودی محمد کے ظاہر ہونے کے منظر تھے لیکن ظاہر ہونے کے بعد عداوت کے سبب اسے دو گردان ہو گئے اور اکثر آیتوں کو جن میں محمد کے آنے کا اشارہ تھا اپنی مقدس کتابوں سے نکال ڈالا تاکہ وہ اسے اس طرح اپنی بے ایمانی کے واسطے ایک عذر بناویں۔ لیکن جب قرآن میں اس دعویٰ کی کوئی دلیل مذکور نہیں ہے اور بلحاظ اون سببوں کے جو ہم بعد ذکر کریں گے قرآن کو بے دلیل نہیں قبول کر سکتے تو ہمیں ہو سکتا کہ جو قرآن کے دعویٰ پر اس بات میں ہم سکوت اختیار کریں بلکہ لازم ہے کہ جب قرآن میں اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں تو تلاش کریں اور دیکھیں کہ شاید ہم اس طرف سے اس دعویٰ کے بے جا ہونے کے واسطے کوئی معتبر دلیل پاویں اور اس طرح سے حقیقت کو دریافت کریں۔“

انہیں کہتے ہیں کہ پادری صاحب کا یہ کہنا کہ کسی بات میں کسی وقت تحریف ہوئی نہیں ہوئی، محض ایک بیکار و روغ بیانی ہے۔ ان کے اس قول کے جواباً ہونے پر ہم بہت سے شواہد گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔

ادنی پادری صاحب کا یہ کہنا کہ "اور قرآن کے مفسر... الخ" (یعنی درست نہیں) مفسرین قرآن نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ محمدؐ کے ظہور سے پہلے ساری بائبل میں کسی مقام پر بھی تحریف نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی وہ یہ لکھتے ہیں کہ ان کے ظہور کے بعد تمام کی تمام آیات یا ان میں سے اکثر زیادہ بہن میں آپؐ کی بعثت کی طرت اشارہ ملنا مستحسن کتابوں کے ان تمام نسخوں سے نکال ڈالا جو پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں اور اگر کہیں ایسا لکھا ہے تو پادری صاحب کو چاہیے کہ ایک دو تفسیروں کی نشاندہی کر دیں۔

پادری صاحب کا قول کہ "شائد ہم اس طرف سے... الخ" محمد اشد حبیب کہ پادری صاحب یہاں اپنے اسی دعویٰ کے تباہ کرنے میں مذہب کا شکار ہیں ویسے ہی نکلے کہ کوئی اچھی دلیل ان کے ہاتھ نہیں لگی اور اس کی حقیقت عنقریب کھل جائے گی۔

پادری صاحب کی پہلی دلیل | پادری صاحب کہتے ہیں کہ -۱-

۱۔ آیا کسی دیندہ ایسے کام کے لئے کوئی جہت یا سبب رکھتے تھے یا نہیں، کیا مقدس کتابوں کی تحریف کرنے سے انہیں کچھ فائدہ ملایا محمدؐ اور اس کی امت کے لئے عزت دار نظر آتے یا دولت حاصل کرتے تھے یا ظلیفوں اور اسلام کے بادشاہوں کے ملکوں میں چین سے گزران کرتے یا اس کام کے باعث خدا کی رضامندی اور نیکے شامل حال ہوئی، ہرگز نہیں، بلکہ بالآخر اگر مقدس کتابوں کو تحریف کرتے تھے تو کیا اس جہان میں اور کیا اس جہان میں خلاف مطلب حاصل کرتے تھے، چنانچہ اس جہان میں اس سبب سے کہ جو یہی نے مقدس کتابوں کے تحریف ہونے کا گمان کیا اور اس تحریف کو اونچی بہ ایمانی کا باعث سمجھا ہے۔ مسلمانوں کی علماء داری کے ہر ایک ملک

میں جس میں کسی اور یہودی رہتے ہیں بہت سا ظلم اور برا ہی ہوا ہے
مسلمانوں سے اٹھایا اور اٹھاتے ہیں اور وہ جو قیامت کا عذاب ہے
اوسکی بابت تمہیں کتابوں میں صاف خبر دی ہے کہ خدا کے کلام میں کسی و
بیٹھی کرنے والے جہنم کے عذاب میں پڑیں گے چنانچہ موسیٰ کی پانچویں کتاب
کے باب ۱ کی آیت ۲۲ میں لکھا ہے :-

۱۰ کہ تم اس بات میں جو میں تمہیں کہتا ہوں نہ کچھ نہ زیادہ کیجھو نہ کہ تم
خداوند اپنے خدا کے حکموں کو جو میں قائم تک پہنچائے حفظ کرو ۱۱
پھر مکاشفات کی ۲۲ فصل کی ۱۹۱۱ آیت میں لکھا ہے کہ :-

”میں ہر ایک شخص کے لئے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے یہ گواہی دیتا
ہوں کہ اگر کوئی ان باتوں میں کچھ بڑھاوے تو خدا ان آفتوں کو جو اس کتاب
میں لکھی ہیں اوس پر ڈھالوے گا اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں
میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اوسکا حصہ کتاب حدیث اور شہر مقدس اور
اوس باتوں سے جو اس کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالے گا“

۱۹۱۲ کے اردو ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے ”جو بات کا تم کو حکم دیتا ہوں اس میں نہ
کو کچھ بڑھانا اور نہ کچھ گھٹانا تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے احکام کو جو میں تم کو بتاتا ہوں مان
سکو“ (استشاد ۴ : ۲)

۱۹۱۲ کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں ”میں ہر ایک آدمی کے آگے جو اس کتاب کی
نبوت کی باتیں سنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان میں کچھ بڑھاوے تو خدا
اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کرے گا اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی
باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس زندگی کے درخت اور مقدس شہر میں سے جو اس کتاب
میں ذکر ہے اس کا حصہ نکال ڈالے گا۔ (مکاشفہ ۲۲ : ۱۹ : ۲۰)

یہ اس حال میں کسی طرح خیال کیا جائے کہ کسی اور یہودیوں نے کیا ہوگی
یہ جیت دے جیت ایسا کام کیا ہو، باوجودیکہ خوب جانتے تھے کہ اس
طرح کا کام ابن کو اس جہان میں مسلمانوں کے ظلم اور اس جہان میں خدا کے
غضب میں گرفتار کرنے کا اور اس کے برصفت اگر محمد سے خدہ کرتے
لہذا اس کا کہنا لیتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کر مسلمانوں کی ولایت میں
آلام سے رہتے اور محمد کے جہاد و غزوات میں محنت و اختیار حاصل کر کے
دشمنوں کی لوث کے مال میں سے بھی حصہ پاتے۔

پس اگر فی الحقیقت کسی اور یہودیوں کی مقدس کتابوں میں محمد کی خبر یہ تھی
تو البتہ انہیں کوئی سبب نہ تھا کہ محمد کا انکار کر کے اپنی کتابوں میں تحریر
کریں اور یہ جو کسی اور یہودیوں نے محمد کو قبول نہ کیا اور اس کے د
قبول کرنے کے سبب نہایت سختیاں اس کے اہل اس کے تابع اور ان کی
آٹھائیں اس کا باعث صورت یہ تھا کہ ان کی کتابوں میں اس کی کچھ خبر نہ
تھی اور انہوں نے اس کی تعلیم کو بھی مقدس کتابوں کے خلاف نہ پایا ۱۱

ابن کتا ہوں کہ اس اعتراض میں میں چیزوں کی تردید کر گئی ہے وہ قطعا
جواب درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ مسلمان ہرگز یہ دعویٰ نہیں کرسکتے کہ مقدس
کتابوں میں تحریرت فقط محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہی ظہور میں آئی
ہے اور بس، بلکہ ان کا دعویٰ عام ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بار بار
اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

اس اعتراض سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدس کتابوں میں تحریرت کا فائدہ عام ہے،
خواہ وہ فائدہ واقعہ حاصل ہو یا یہ کہ تحریرت کرنے والے کے گمان میں فائدہ کی
توقع ہو۔ اور یہ کہ ہرگز وہ کے لئے اپنا دین چھوڑنا منجمل ہوتا ہے خواہ وہ دین حج بھی

ہو۔ نیز یہ کہ اکثر انسانوں کی بات خواہ غلط اور ناحق ہی کیوں نہ ہو وہ پھر بھی اس پر اٹھتے دہتے ہیں۔ ان وجوہ سے بہت سی بے ہودہ حرکتیں بھی کر بیٹھتے ہیں اور ان کو اپنے لئے فائدہ مند بھی خیال کرتے ہیں۔

پادری صاحب کی پہلی دلیل کا تجزیہ | پادری صاحب کے قول چنانچہ
 اوسوی کی پانچویں کتاب کے چوتھے

باب کی ۳ آیت میں لکھا ہے الخ کے باب میں ہم عرض کرتے ہیں کہ جب مقدس کتابوں میں باب کے باب اور فقرے کے فقرے الحاقی ہیں اور ان کا الحاقی ہونے پر عیسائی علماء کا اعتراض موجود ہے جیسا کہ کتاب استناد کا باب ۲۲ مکمل اور اسی کتاب کے باب ۳ کی آیت ۱۴، کتاب یسوع باب ۲۴ کی آخری پانچ آیات اور ۳ آج کے دن تک کے لفظ جو عہد مقدس کی کتابوں میں بیسیوں مقامات پر مذکور ہیں۔
 نحمیاہ باب ۱۲ کی ۲۶ آیات، کتاب امثال کے آخری سات ابواب اور کتاب برسیاہ کا باب ۵۲ وغیرہ میں کی تفصیل گذشتہ صفحہ پر مذکور ہو چکی ہے۔ لہذا اب کوئی بھی ایسی دلیل ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ آیت الحاقی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض یوں نے دلی کھول کر تخرین کر سہ کے بعد عوام کو بہکانے کے لئے اسی آیت کا بھی اضافہ کر دیا ہو۔

پادری صاحب کا یہ قول کہ پھر مکاشفات کی ۲۲ فصل کی ۱۱۸، ۱۱۹ آیت میں لکھا ہے الخ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ کتاب مکاشفات چوتھی صدی مسیحی کے آخر تک چھپو عیسائیوں کے نزدیک واجب التسلیم اور الہامی شمار نہیں ہوتی تھی اور اس کے یوحنا کی تعنیف چرنے میں مشہر پایا جاتا تھا۔ پروٹسٹنٹ فرقہ کے بیشتر علماء

۱۔ اس کتاب کو جعلی اور مجھوٹی شمار کیا ہے۔ اور مرثانی اور عرب کلیساؤں نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ بعض علماء کے نزدیک یہ مرتکب تفسیر محمد کی تعنیف ہے جیسا کہ ہم نے اس کتاب کے مقدمہ کی فصل دوم کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

۲۔ لہذا اس میں اگر یہ باہت و درجہ بھی ہو تو بھی تحریریت کرنے والوں کے نزدیک اس کا کچھ اعتبار نہ تھا وہ تو اس کو ایک سہل و سادہ کلام سمجھتے تھے۔ اور اگر کارہیجہ کنسل نے ۱۸۷۱ء میں تقریباً تین سو سال بعد اس کو الہامی کتاب تسلیم بھی کر لیا تو بھی اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ کیونکہ اس کنسل نے تو کتاب یہود شیت، کتاب نساخ، کتاب طویا کتاب ہدایت اور کتاب انگلینڈ سٹیکس کو بھی الہامی کتابوں میں داخل کر کے واجب التسلیم قرار دے دیا تھا اور وہ منجھوٹے اب تک ان کو الہامی کتابیں مانتے ہیں۔ مگر پادری صاحب امدان کا ساما فرقہ ان کتابوں کو الہامی تسلیم نہیں کرتا۔ لہذا جس طرح پادری صاحب اور ان کے فرقہ کے نزدیک ان کتابوں کے بارے میں اس کنسل کا حکم ناقابل تسلیم ہے اسی طرح کتاب مشاہدات کے بارے میں بھی اس کنسل کا حکم ہمارے نزدیک ناقابل تسلیم ہو گا۔

پادری صاحب کا یہ کہنا کہ "ہیں اس حال میں کس طرح" لفظ "ہیں" کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ آیات الہامی تھیں تو بھی تحریریت کا وقوع بعید نہیں۔ جیسا کہ جہور عیسائیوں کی رائے کے مطابق کتاب استثناء باب ۱ کی آیت ۲ کے وجود ہونے کے باوجود سامریوں نے کوئی علیہ السلام کی وفات کے پانچ سو برس بعد کتاب استثناء کے باب ۲ کی آیت ۱ میں اور جرگون کی عسوں کے برسوں کی تعداد اور دیگر مقامات میں تحریریت کی ہے اور متحدین عیسائی علماء کی رائے یہ ہے کہ یہودیوں نے ۱۸ برسوں کے شمار اور دوسرے مقامات میں کی تفصیل ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں تحریریت کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی جب بے ایمانی

پر کرنا ہونے تو اس طرح کے ایک دو اقوالی اس کو جلاکب دے سکتے ہیں۔
 پادری صاحب کا یہ کہنا کہ "اس کا باعث صرف یہ تھا الخ" تو یہودی حضرت
 عیسیٰ کے بابت میں یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ وہ مسیح ہرگز نہیں ہے جس کے ہم منتظر ہیں۔
 اس نے یہ کہے ہونے کا محض مجھڑا دعویٰ کیا ہے اور اس کی تعلیم بھی یہی تھی کہ مقدس کتابوں
 کے مطابق نہیں ہے۔

دوسری دلیل | پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

ما تعلق نظر اس سے کہ مقدس کتابوں کی تحریف ہونے کا کوئی سبب تھا اگر کہیں
 کوئی ایسی نائن ٹکر کرنا ہی تو اس کا انجام ممکن نہ تھا کیونکہ محمد کے وقت میں
 بلکہ اس سے کہنے برس آگے کسی دینا اکثر ملکوں میں پھیلا تھا اس طرح ہر کہ
 اتالی اور شام اور مصر اور یونان اور آفریقہ کے اوپر طرف والے سب
 کسی تھے اور سوائے اس کے عرب اور عجم اور ہندوستان میں بھی کسی
 بہتے تھے۔ بیظنیہ اور قرنس اور ہسپانیہ اور انگلش کے ملک کے دہنے
 والوں اور برمنی کے ملک کے اکثر حصہ کے لوگوں نے دین کی کو قبول کیا تھا۔
 یہاں یہ ہزاروں کی جو دعا اور نیک ملکوں کے چادوں طرف تھے کس طرح
 ہو سکتا تھا کہ ایسے بڑے کام کے لئے متفق ہوں اور اس کے سوائے یہودی
 اور کسی ہمیشہ آپس میں ایسی حلاوتیں رکھتے تھے کہ کبھی ممکن نہ تھا کہ دے ایسے
 کام میں سب ایک دلی ہو جاویں۔ اور بالفرض اگر متفق ہوتے ہیں تو وہ دنیا
 طرف ایسے ایسے لوگ بھی تھے جو اس بات کو ظاہر کر کے پردہ فاش کر دیتے :-

جواب | ہم کہتے ہیں کہ ان کا یہ کہنا کہ "اور کا کوئی سبب نہ تھا الخ" اس کی حقیقت
 گذشتہ صفحات میں مستند حوالوں سے گزر چکی ہے اور ان کا یہ کہنا کہ

تو اس کا انجام نہ مل سکتا تھا۔ الو تو مقدمہ کی تیسری فصل میں مذکور اسباب کے مطابق دوسری صدی تک اسی کا وقوع پذیر ہونا بالکل ممکن تھا اور خاص طور پر ساتویں صدی تک تو بہت ہی ممکن اور آسان تھا۔ اور پھر عیسائی مذہب کے متعین علماء کے اعتراضات کے مطابق اکثر مقامات پر بلاشبہ تحریف واقع ہوئی ہے۔

تیسری دلیل | پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

اور اس کے ساتھ کہ وقت لینا اور اس کے زمانے سے پیشتر خود کئی ہی ایسی غیرت اور آپس کی محبت اور گہرائی میں پڑے تھے کہ جب بھی ایک فرقے دوسرے فرقے کی تعلیم میں کچھ برعلاقا پائی اسی وقت بیان و ظاہر کر دیا۔ میں ظاہر ہے کہ ایسی کوشش و تیار کیں تھیں اور اس قدر خون داری کے ساتھ کیوں کر ہو سکتا تھا کہ وہ سب دور و نزدیک کے رہنے والے اپنی اپنی مقدس کتابوں کی تحریف کرنے کے لئے جمع اور متفق ہوئے ہوں اور فرمن کیا کہ اگر بعض کئی مثلاً وہ جو عرب و شام میں رہتے تھے انہی کی تحریف میں قدم بڑھا سکتے تھے تو دوسری دلائی کے کسی جلد اس بات کو رد یا منت کر کے ظاہر کر دیتے۔ لیکن انہوں کی تواریخ میں انہی اگلے بیچوں کے سب اعمال کی کیفیت اور ان کی آپس کی محبت و مکر اور جو بیجا و نامناسب حرکتیں تھیں صاف بیان ہوتی ہیں، ایسی تحریف کی کچھ خبر نہیں۔ ان سے فقط اتنا سمجھا جاتا ہے کہ ان کے جھگڑوں کا سارا سبب یہ تھا کہ بعض مصلحتوں اور مفروضوں نے کتب مقدمہ کی بعض آیات کو اور طرح اور بعض نے اور طرح پر شرح کیا ہے۔ مگر کتب مقدمہ کی تحریف ہونے کی بابت کبھی کچھ حجت اور جھگڑا انہیں پڑا۔ پس ان باتوں سے ظاہر و یقین

ہے کہ ممکن نہ تھا کہ کوئی کتب مقدسہ کو تحریف و تبدیلی نہ کر سکے۔ جیسا کہ اب محرموں کے لئے غیر ممکن ہے کہ اس میں غیرت و تعصب کو جو اذان کے مختلف فرقوں میں اب واقع ہے چھوڑ کر سادے قرآن کو جو نزدیک اور دور کے ملکوں میں محمدیوں کے پاس ہے تحریف کرنے کے واسطے جمع کریں اور تحریف کر کے اس طرح پھرتے ہیں کہ معلوم نہ ہو دوسرے اور کبھی بھی اس بات سے آگاہ نہ ہوں۔ پس جیسے کہ یہ بات ناممکن ہے اسی طرح کسیوں کے واسطے بھی محرم کے وقت اور ایام تینا اپنی مقدس کتاب میں تحریف کرنا محال و غیر ممکن تھا ۴

جواب ہم کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اللہ آپ کے عہد سے پہلے ہی خود سنی حضرات باوازا بلند چلاتے تھے کہ یہودیوں نے عہد عتیق کی مقدس کتابوں میں تحریف کی ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ”جیسا کہ اب محمدیوں کے لئے غیر ممکن ہے اللہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ قرآن کے ہر ہر لفظ کے متواتر ہونے اور اس کی عبارت کے بلاغت کے اعلیٰ ترین معیار پر ہونے کے سبب اس میں کسی کی تحریف چلی نہیں سکتی تھی۔ اس کے برعکس مقدس کتابوں کے الفاظ نہ تو اتنے مشغول ہیں اور نہ ہی ان کی عبارت بلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے۔ اس سبب سے ان میں تحریف کی گنجائش تھی اور خصوصاً ان اسباب و واقعات کی بنا پر بھی جو متواتر کی عیسوی فعل میں مذکور ہو چکے ہیں۔

چوتھی دلیل پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

”اور یہ بات کہ نئے اور پرانے عہد کی مقدس کتاب میں حقیقت میں تحریف و تبدیلی نہیں ہوئی۔ اگلے نسلوں کی طرف رجوع کرنے سے صاف ظاہر و ثابت

ہوتی ہے۔ کیونکہ اب مقدس کتابوں کے ایسے نسخے موجود ہیں جو محمد کے زمانہ سے بہت پہلے یونانی زبان میں انجیل کی اصل زبان سے قلم سے پوشین کے کاغذ پر قلم لکھا گیا ہے۔ اور یہ ثابت ہے کہ ان میں سے بعضوں میں پرانے اور نئے عہد کی سب کتابیں لکھی گئیں اور بعضوں میں صرف کئی حصے نئے اور پرانے عہد کی کتابوں کے لکھے گئے ہیں۔ چنانچہ ان میں ایک جلد جو ہجرت سے دو سو پچاس برس پہلے لکھی گئی اور پندرہ سے وقت تک باقی اور اوس کا نام قدس دا طیکہ کا لوسٹس (رومی کن) ہے۔ شہر روم واقع ولایت اطالیہ کے کتب خانہ میں ہے اور ایک جلد جو ہجرت سے دو سو برس پہلے لکھی گئی شہر لندن میں مسرام برطانیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے اور اُسے قدس اگسٹنڈرٹینوس کہتے ہیں۔ یہ پندرہویں جلد ہے اور اس کتاب کی مانند پرانی ہے۔ پارسی شہر کے ایک کتب خانہ میں موجود ہے اور اسے قدس افری کہتے ہیں اور ان نسخوں کے سوا اس طرح کے اور بہت سے نسخے ایسیوں کے پاس ہیں کہ محمد سے پہلے اور بعضے اسی وقت میں اور بعضے اسی کے بعد یونانی و عبرانی زبان میں لکھے گئے تھے اور جو کہ عبرانی زبان میں لکھے گئے پرانے عہد کی کتابیں ہیں اس لئے کہ وہ دراصل اسی زبان میں لکھی گئیں اور ان سب نو شدوں کا سارا احوال یہاں بیان کرتا ضرور د جان کے ہم نے اسی قدر ظاہر کرنے پر کفایت کی اور اگر ان نسخوں کو جو محمد سے پہلے لکھے گئے اور ان نسخوں سے جو بعد لکھے گئے اور کتب مقدسہ کے ان نسخوں

لے کوڈکس دا طیکہ کا لوسٹس (CODEX VAICUN)

لے کوڈکس اگسٹنڈرٹینوس (CODEX ELEXNORIA)

سے جواب سمیوں میں لاکھا ہیں ملا دیں اور سنا لیا کریں تو ثابت ہوتا ہے کہ
 قدیم نسخے باہم مطابقت اور اس زمانہ کے مروج نسخوں سے مطابقت ہیں، چنانچہ
 اس ماہ سے بھی ظاہر اور روشن ہے کہ نئے اور پرانے نسخوں کی مطابقت کتنا بڑی
 میں لکھی کہ تحریف نہیں ہوئی۔“

چوتھی دلیل کا تجزیہ و جواب اہم کہتے ہیں کہ اس جگہ پادری صاحب نے قدیم

کے نزدیک اپنی قدامت کے اعتبار سے ان نسخوں میں سے بھی جو کچھ تھوڑے بہت
 قابل اعتبار سمجھے جاتے ہیں تو یہی نسخے کوڈیکس و آلیکٹرانوس، کوڈیکس الگڈنڈریاٹوس
 اور کوڈیکس آفری ہیں جن کو پادری صاحب نے صراحتاً ذکر کیا ہے۔

پہلے دونوں کا حال تو مقصد دوم آخر میں تفصیل سے گزر چکا ہے اس لئے یہاں
 ان دونوں کا تو اجمالی تذکرہ ہو گا اور تیسرے کوڈیکس آفری کا حال ہم تفصیل سے بیان
 کریں گے۔

کوڈیکس فاطمیکانوس (دو ٹی کن) پادری صاحب کا یہ کہنا کہ ”چنانچہ اور ان میں سے
 ایک جلد جو ہجرت سے دو سو پچاس برس پہلے لکھی گئی الخ محض دعویٰ بلا دلیل ہے۔ کسی
 ایسی دلیل سے اس نسخہ کی ایسی قدامت اب تک ہرگز ثابت نہیں ہوئی بلکہ یہ نسخوں کے
 محققین علماء کے درمیان اس میں زبردست اختلاف موجود ہے۔ بعض چوتھی صدی تک
 اخیر کی تحریر بتاتے ہیں، بعض پانچویں صدی، بعض چھٹی صدی کی اور بعض ساتویں کا لکھا
 ہوا جاتے ہیں اور ہر گروہ کی ماننے بھی جتنی نہیں بلکہ کاغذ وغیرہ کا اندازہ کر کے محض
 شکل سے مدت سے تعین کرتے ہیں کہ شاید ظان صدی کا لکھا ہوا ہو گا اس کے
 علاوہ وہ نسخہ پرانا ہونے کے سبب بہت ہی بوسیدہ ہو گیا تھا اور اکثر مقامات کے
 مروجہ بالکل مٹ گئے تھے جن کو از مر تو لکھا گیا اور جگہ تیس کی جگہ تیس اس میں داخل ہوئیں

اور بعض مقامات پر لفظوں کو چاقو سے چھیل ٹھاٹا گیا ہے۔

کوڈکس الگنڈنڈریا نووس | پادری صاحب کا یہ کہنا کہ "اور ایک جلد جو ہجرت سے دو سو برس اٹھ بھی سابقہ قول کی طرح ایک دعویٰ بلا دلیل

ہے اس نسخہ کی دست تحریر میں بھی عیسائی علماء میں شدید اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک جو دعویٰ صدی کی تحریر ہے اور بعض ساتویں صدی کا لکھا ہوا جانتے ہیں اور بعض اٹھویں اور بعض دسویں صدی میں اس کے تحریر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ بھی محض ان کا اندازہ اور شکل ہے یقینی بات کچھ نہیں کہتے۔

ماؤنٹ فاکس کتابا ہے کہ چھٹی صدی سے پہلے کا کوئی نسخہ لکھا ہوا نہیں نہ کوڈکس الگنڈنڈریا نووس اور نہ کوئی دوسرا یونانی نسخہ۔

یکساں کتاب ہے کہ یہ نسخہ اٹھویں صدی سے قبل کا لکھا ہوا نہیں۔ اور ان اس کو دسویں صدی کا لکھا ہوا جاتا ہے۔ بہت سے عیسائی علماء نے اس نسخہ کی شدید مذمت کی ہے۔ اس نسخہ اور کوڈکس واطلیکانوس میں باہم ایسے اختلاف ہیں کہ کوئی دوسرے دو نسخے آپس میں ایسے مختلف نہیں ہیں۔

کوڈکس افریقی | پادری صاحب کہتے ہیں کہ پھر ایک اور جلد کہ ادنیٰ کتاب کی مانند پرانی ہے اٹھ یہ نسخہ بھی پادری صاحب کے نزدیک تقریباً چھ سو سال پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ مگر یہ بھی پادری صاحب کا محض ایک دعویٰ ہی ہے اور کچھ نہیں۔

پتا چھ ہور ان صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۹۵، ۹۶ پر مجدد جدید کے پرانے نسخوں کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

۱۔ اس نسخہ کے مجدد جدید میں بہت ساری کوتاہیاں ہیں جن کا سب سے پہلے ڈشٹین نے اظہار کیا اور پھر میکائس اور گریس یک نے ڈشٹین کے حوالے سے

ان کا حکم یہ کیا ہے۔ ان کو تا ہیوں کے علاوہ بہت سے مقامات سے پڑھا
 بھی نہیں جاسکتا۔ دانشمندان کا خیال ہے کہ یہ نسخہ ان نسخوں میں سے ایک ہے
 جو اسکندریہ میں سرکاری ترجمہ کے مقابلہ میں مرتب کئے گئے تھے۔ لیکن اس
 پر وہ کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔ بلکہ عبرانیوں کے نام غلط کے باب ۷ کی آیت
 پر ایک حاشیہ لکھا ہوا ہے صرت ہا سے یہ معنی یہ استعمال کرتا ہے کہ یہ
 نسخہ ۳۵۰ سے پہلے کا لکھا ہوا ہے لیکن یہ کاس اس کے بعد سے استعمال
 کو تسلیم نہیں کرتا اور صرت اتنا مانا ہے کہ یہ نسخہ پڑا ہے۔ بشپ ۱۰۰
 ساتویں صدی کا لکھا ہوا کتاب ہے۔ اس کی عبارت لاطینی ترجمہ سے ملتی ہے۔
 لیکن یہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہو سکتا ہے اس میں تخریفات کئے گئے ہیں
 کے موافق بتایا گیا ہو اور اس نسخہ میں کسی متن نے تبدیلی کی ہے اگر کسی ایک
 سمجھتا ہے کہ یہ تبدیلی اس نسخہ کے لکھے جانے کے بعد ہوئی ہے اور اس نے بہت سی
 پرانی عبادتوں کو چھینا ہی ہے۔
 انتہی ملوث۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس نسخہ میں صرت عہد جدید ہے اور اس میں بھی بہت
 کوتاہیاں ہیں اس کے باوجود وہ بہت سے مقامات سے پڑھا بھی نہیں جاسکتا
 اور اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کہ کس صدی کا لکھا ہوا ہے۔ بشپ ۱۰۰
 لکھا ہوا بتاتا ہے۔ اور ایک عرصہ کے بعد کسی نے اس میں تخریفات بھی کی ہے اور بہت
 سی پرانی عبادتوں کو چھینا ہی لگا ہے۔

لہذا جب کسی قوی اور اچھی دلیل سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ نسخہ کس
 عہد کے لکھے ہوئے ہیں بلکہ بعض عیسائی علماء کے بقول پہلا نسخہ ساتویں صدی کا، دوسرا
 آٹھویں یا دسویں کا اور تیسرا ساتویں صدی کا لکھا ہوا ہے تو اس صورت میں پادری صاحب

کا یہ دعویٰ کہ پہلا نسخہ ہجرت سے اڑھائی سو سال پہلے کا اور دوسرا دیکھرا نسخہ دو سو سال پہلے کا لکھا ہوا ہے کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ دسویں صدی تک عیسائی حضرات کے ہاں جس جسطازی کا جٹنا زور رہا ہے اور دسویں صدی سے ایسے جھوٹے کاپیوں اور ایسا قریب و پناہ میں دین مبینہ کی بھلائی کا پہلو نکلتا ہے۔ کبھی علماء میں دینی استحباب کا دیر اختیار کر گیا تھا۔ کسی پوپ یا اس کے حاشیہ بردار نے، جن کی دیانت و امانت کا حال پادری صاحب اور ان کے فرقہ کو اتنی طرح معلوم ہے۔ اسلام کی معجز بروز ترقی دیکھ کر ایسے جعلی نسخے بنا کر کہہ دیا ہو گا کہ یہ نسخے ہجرت سے پہلے کے لکھے ہوئے ہیں تاکہ عیسائی عوام ان کے جال میں پھنسے رہیں۔

اس جسطازی کی کیا شکایت کریں؟ عیسائیوں نے تو پچھتر انجیلیں اپنی طرف سے وضع کر کے بنا ڈالیں تھیں جیسا کہ مقدمہ سوم کی فصل اول میں توشیح کی مقولہ عبارت سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

مسیحی مشائخ کی کتابوں کے صداقت انجیل کی حقیقت

پادری صاحب کہتے ہیں :-

دوا پر کا مطلب ثابت کرنے کے واسطے ایک اور دلیل ان محلوں اور دین کے خادموں کی کتابوں سے جو اور یوں کے بعد تھے حاصل ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ کیوں کے تمام محلوں سے بہت مدت آگے ہوئے اور بہت ہی کتابیں لکھیں کہ ان میں سے

۱۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴۲ اکیسوا کے مصنف کی فرمت - ۳۳ من المصنف -

اکثر اب تک سیکھیں گے کہ درمیان موجود ہیں۔ اب اس جگہ ہم ان میں سے کئی ایک اشخاص کا ذکر کر کے ان کے ذمہ مانوں کو کبھی متعین کرتے ہیں اس طرح پر کہ سید محمد علی پہلی اور دوسری صدی میں کلکتہ نامی اسقف اور گینا ٹیوش اور یوسٹیٹس شمید اور ایمر ٹیوش اور کلکتہ اسکندریہ اور ترطولیا ٹیوش نے کتنی کتابیں تصنیف کیں کہ اب تک اللہ میں سے بعض تمام اور بعض کسی قدر موجود ہیں۔ اور ان مصلوں میں سے بعض تو حوالوں کے شاگرد اور بعض حوالوں کے شاگردوں کے شاگرد تھے۔ بحر میں کہ صوفیوں کے توبہ برس بعد سے دو سو برس تک یعنی سنہ ہجری کے چار یا پانچ سو برس پہلے اونٹوں نے لے کر ہیں لکھیں اور پھر سنہ ہجری کے تیسری صدی میں یعنی سنہ ہجری کے تیس سو برس پہلے اور کئی دیگر کتابیں ذکر یا تو سنہ ہجری کے تیس سو برس پہلے بنائیں جو اب تک ہیں اور اسی طرح یہ اشخاص یعنی ایمر ٹیوش و ایمر قاسم شامی و امیر و شیشوش و ہاسٹیٹس و فرانسسکو و حیر و نمبرس، و انکو سنہ ہجری جو کسی قوم میں بڑے شہرہ معلوم تھے سنہ ۲۰۰ و ۵۰۰ مسیحی میں یعنی سنہ ہجری سے ۶۰۰ و ۱۰۰ برس آگے بہت سی کتابیں بنا کر چھوڑ گئے جو اب تک باقی ہیں اور وہ سب کتابیں مسیحی دین کے بیان میں لکھی گئیں اور اکثر ان میں سے نئے اور پرانے عہد کی کتابوں کی شرح و تفسیر پر شامل ہیں اور اسی سبب پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کے تیسرے مقام اون میں لکھے ہیں اور مقدس کتابوں کے وہ مقام جو اون میں ہیں اگر ہم ان کو کتب مقدسہ کے اون نسخوں سے جو اب سیکھیں میں لانا ہے ہیں مقابلہ کریں تو وہ بہت آئیں جن کا ذکر ان مصلوں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے ٹیکہ ویسی ہی ہیں جیسی اب سیکھیں گے مردخ نسخوں میں لکھی ہیں۔ پس اس سے بھی بالیقین

معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کسی وقت میں تحریر نہیں ہوئی اور اس انجیل کے بارے میں جو اب کسی مسیحا کے پاس ہے کوئی اور انجیل نہ تھی اور اصل انجیل بھی ہے۔

ابم کہتے ہیں کہ اس جگہ پادری صاحب نے مشائخ کی کتابوں سے استدلال کیا ہے۔ مگر یہ استدلال بھی ضعیف ہے اور اگر اس استدلال کو تسلیم ہی کر لیا جائے تب بھی مسلمانوں کے مذکورہ بالا دعویٰ کے منافی نہیں۔

پادری صاحب نے پانچویں صدی تک کے علماء میں سے جن کے اقوال میں قوت و دیکھ ان کے نام یہاں لکھ دیئے ہیں اور کئی حضرات کے ہاں درحقیقت انہی حضرات کا قول مستند سمجھا جاتا ہے۔ طوالت کے خوف سے یہاں ہم پہلی صدی کے صرف دو علماء جو حادیوں کے شاگرد کہلاتے ہیں اور پادری صاحب نے ان کو معتبر سمجھتے ہوئے سب سے پہلے انہی کے نام لکھے ہیں۔ باوجودیکہ دوسری اور تیسری صدی سے دین مسیحی کی بہبود و ترقی کے لئے کئی کئی حضرات کے ہاں جمہوریت بولنا دینی مستحبات کا درجہ اختیار کر گیا تھا تو اس دور کے علماء کے اقوال کی صداقت بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

کلیمنس اور ایگنٹس کے حالات لکھتے ہیں :-

کلیمنس کے حالات | پادری صاحب کے نزدیک سب سے مستند تاریخ حقیقت کلیمنس کی ہے جو روم کا اسقف تھا۔ اس کا حال

یہ ہے کہ اس کا صرف ایک خط ملتا ہے جو کلیسا روم کی طرف سے کہ نصیبوں کے کلیسا کے نام لکھا گیا تھا۔ اس کے سن تحریر میں اختلاف ہے۔ مگر اس پر سب کا اختلاف ہے کہ سلسلہ تک کا لکھا ہوا ہے۔ آریح بشپ، اٹن کٹر بری کے نزدیک یہ خط سلسلہ اور سلسلہ کے درمیان لکھا گیا۔ لیکن اس کے نزدیک سلسلہ

میں اور ڈاؤن کے نزدیک ۶۴ میں لکھا گیا ہے۔ ڈیو تین اور ٹی منٹ کا کہنا ہے کہ ۹۱ یا ۹۲ تک کلیتاً بٹپ بھی نہیں بنا تھا۔ لارڈ کرتھاس کو ترجیح دی ہے کہ یہ خط ۹۱ میں تحریر ہوا ہے۔

اول تو اس امر کی کوئی سند نہیں کہ یہ خط کس سن میں لکھا گیا۔ اس کے علاوہ اس پورے قطع میں کسی جگہ مرادت کے ساتھ یہ کھنا مشکل ہے کہ اس جگہ کسی انجیل کا حوالہ ذکر کرتا ہے بلکہ اس کی چند جہازیں جو اتفاقاً کسی انجیل کی عبارت کے سطحوں کے موافق پڑ گئی ہیں تو ان کے بارے میں عیسائی علماء نے یہ زبردستی کا دعویٰ کیا ہے کہ ان جہازوں کو اس نے انجیلوں سے لیا ہو گا مگر پھر صریح حوالہ کا ذکر نہیں کیا۔

ہم یہاں پہلے تو بطور نمونہ کے ایک عبارت نقل کی کہ کسے ان لوگوں کا حکم ظاہر کر دیتے ہیں اس کے بعد دوسری عبارتیں جن کو کتب اسناد والے انتہائی مستند سمجھتے ہیں نقل کریں گے۔ ان کے علاوہ اس قطع میں کوئی عبارت مستند کہلانے کے لائق نہیں۔ اسی لئے پہلی نے اپنی کتاب میں بطور تصریح کے اسی دو عبارتوں کو لیا ہے۔

اب ہم اس کے بارے میں ان کی معتبر کتابوں سے ماٹے نقل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ نقل فیصل بھی ذکر کریں گے۔

مشترکوں کو کہتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کلیتاً نے اس فقرے میں جو عیسیٰ کو پکارا کرتا ہے اس کو چاہیے کہ اس کے حکم پر عمل کرے ۱۱ یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵ سے حوالہ لیا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ یہ آیت موجودہ ترجمہ میں یوں ہے ۱-

۱۱ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکم پر عمل کرو ۱۱

اس جگہ اگرچہ سب نقلوں میں موافقت نہیں مگر مشترکوں نے پھر بھی یہی معنی اس لحاظ

ہے کہ دونوں فقروں میں مضمون کے اتحاد کا اعتبار کرتے ہوئے استدلال کیا کہ اس جگہ کلیئیس نے یوحنا کی انجیل سے حوالہ لیا ہے۔ اور اپنے گمان میں اس کو اس نعرہ میں انجیل یوحنا کے وجود کی سند قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس کے اس گمان کی وہ ہم سے زیادہ حیثیت نہیں۔ کیونکہ مسیح کا اتفاق ہے کہ یہ خط ۹۹ء تک کا ہی ہے اور یہ مشر جو اس کتاب ہے کہ یوحنا نے اپنی انجیل ۹۵ء میں لکھی ہے جس کی تصریح یوحنا نے اپنی تفسیر کی جلد ۲ صفحہ ۲ پر یہ لکھ کر کی ہے کہ ۱۔

دیکر یزائیم اور ایسی کتابیں جیسے متقدمین اور جو اکثر تق، فی اری شش بلیکلک

اور بشپ ٹاٹلانہ جیسے متاخرین علماء کے نزدیک بخدا یہ ہے کہ یوحنا نے اپنی

انجیل ۹۵ء میں لکھی تھی اور مشر جو اس کے نزدیک ۹۹ء میں لکھا ہے ۱۱

لہذا جب اس کے نزدیک وہ انجیل ۹۵ء میں تصنیف ہوئی ہے تو پھر ۹۹ء یا اس سے پہلے کلیئیس نے اس سے کس طرح حوالہ لیا ہے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ کلیئیس حوالیوں کا صحبت یافتہ تھا اور اس نے بادشاہ ان کا وعظ بھی سنا تھا تو یہ بات بھی وعظ میں کئی دفعہ سنئی ہوگی اور اسکی سخی ہوئی بات کو لکھا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ بات کچھ سننے پر بھی موقوف نہیں بلکہ یہ بدسکا امر ہے کہ صحبت وہی ہوتی ہے جو اپنے محبوب کے حکموں پر عمل کرتا ہے اور نہ تو صحبت کا دعویٰ ہی غلط ہے۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ کلیئیس نے یہ بات اپنی طرف سے لکھی ہو ورنہ اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس فقرہ کو انجیل یوحنا سے لے کر لکھا ہے۔ اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ تھوڑی سی مناسبت سے ہی اہل ثابت ہو جاتی ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ انجیل میں موجود اکثر ایسی اقوال حکما وادبیت پرستوں کی کتابوں سے منقول ہونے میں اور طردید کا یہ طعن کہ انجیل میں جو اخلاق کی تین چار باتیں اچھی پائی جاتی ہیں انہی کتابوں سے منقول ہیں بجا ہو۔

اکسیہو موکا مصنف لکھتا ہے کہ :-

”عہدِ بد میں مندرجہ وہ اخلاق جو بر عیسائی بڑا فخر کرتے ہیں ایک سے تقریباً چھ سو سال پہلے کی تصنیف کنفیوشس کی کتاب اخلاق سے اخلاقیات اخلاقی ہیں۔ مثلاً خلق ۲۴ کے ذیل میں یوں مرقوم ہے :

”وہ مردے سے وہ کہ جو تم چاہتے ہو کہ وہ بھی تم سے کیا جائے اور وہ ذکر جو تم اپنے ساتھ کیا جانا پسند نہیں کرتے۔ تمہیں صرف اسی خلق کی حاجت ہے اور یہ سب اخلاقی کی اصل ہے“

اور خلق ۵ کے ذیل میں مرقوم ہے :-

”اپنے دشمن کی موت کے حوالہ مشورہ ہو اس لئے کہ وہ ایک بے فائدہ غواہی ہے اور اس کی زندگی خدا کے اختیار میں ہے“

اور خلق ۵۳ کے ذیل میں ہے :-

”نیکی کا بدلہ نیکی کے ساتھ کرو اور کبھی بدی کے بدلے میں بدی نہ کرو“

اور خلق ۶۳ کے تحت درج ہے :-

”ہم دشمن سے بغیر انتقام لئے اوسے بھی اعراض کر سکتے ہیں اور طبیعت کے بحال ہمیشہ گناہ گار نہیں“

مگر حق بات یہ ہے کہ بعض مناسبت سے نقل ثابت نہیں ہوتی اور ملحدین کا فائدہ

۱۔ کنفیوشس (CONFUCIUS) اخلاقیات کا مشہور فلسفی جو چین کے مذہب و اخلاق پر بے حد اثر انداز تھا۔ پیدائش ۵۵۱ ق م، وفات ۴۷۹ ق م، اس کی نسبت سے چین کے ماہرہ نظر حیات کو کنفیوشزم کہا جاتا ہے۔ - ۱۲ تھی

دعویٰ غلط ہے۔ اس مقام پر لادو تو نے انصاف سے کام لیا اور مشر جوئی کی بلاوجہ حمایت کو اچھا نہیں سمجھا۔ چنانچہ وہ اپنی تفسیر کی جلد دوم کے صفحہ ۴۱ پر لکھتا ہے کہ :-

عین میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالہ میں مشبہ ہے۔ کیونکہ کلیتاً حواریوں کی صحبت میں رہتے اور ان کے وعظ سنتے تھے کی وجہ سے اس بات سے خوب واقف تھا کہ عیسائیوں سے عیش کا اقرار لوگوں سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس کے حکموں پر عمل کریں ؟

اب دوسری دو انتہائی مستند علماء توں کا حال سنئے۔ پہلی عبادت اس خط میں اس طرح ہے :-

”اور ہم اسی طرح کریں جس طرح کھانا پینا ہے۔ اسی شروع اللہ تعالیٰ نے اس طرح کہا ہے کہ دانا کوئی اپنی دانتی پر ٹھوڑ کر نہ دے۔ خصوصاً خداوند سبحان کے وہ الفاظ یاد میں جو انہوں نے صوم ہاری اور بچا ہرہ کی تعلیم دیتے ہوئے یوں فرماتے تھے ”ہم کرو تم پروردگم کی جاسنہ، صاف کرو تا کہ تمہیں مہان کیا جائے، جیسا تم کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا جیسا تم کرو گے ویسا ہی تمہیں دیا جائے گا جیسی عیب جوئی تم کرو گے ویسی ہی

لے۔ اسی طرح میزان الحق باب فصل سوم میں پادری صاحب کا قرآن شریف کے بعض مقاموں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ پادری صاحب نے ایسا دعویٰ ان لمبوں سے کیا ہے۔ اور اگر بالفرض قرآن کے بارے میں پادری صاحب اپنے دعویٰ میں پہنچیں تو پھر ان لمبوں نے کون سا گناہ کیا ہے کہ وہ انجیل کے بارے میں اپنے دعویٰ میں جوتے قرار دیتے جائیں۔ ۱۲ من المصنف

تمہاری عیب جوئی کی جانے گی۔ جیسی تم سرہانی دکھاؤ گے نہیں بھی ویسی ہی
سرہانی دکھائی جاوے گی اور جس پیادے سے تم پوچھو گے اسی پیادے سے تمہارے
لئے ٹاپا جائے گا ۴

اس خط کے مندرجات کے بارے میں حیرانی علماء کا کہنا ہے کہ کلیس نے یہ
الفاظ لوقا کے باب ۶ کی آیت ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸ سے اور متی کے باب ۵ کی آیت ۱۱، ۱۲
اور ۱۳ سے نقل کئے ہیں اور لوقا باب ۶ کی آیت ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸ کی عبارت ۱۹۵۱ء و
۱۹۵۲ء کے اردو ترجمہ میں لکھی ہے :-

• جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحیم ہو۔ عیب جوئی نہ کرو، تمہاری بھی
عیب جوئی نہ کی جائے گی، مجرم نہ بنو اور تم بھی مجرم نہ بنو اس لئے جاؤ گے خلائی
دو قہ میں خلائی پاؤں لگے، دیا کرو نہیں بھی دیا جائے گا۔ اچھا پیادہ صاحب
کرا اور ہلا ہلا کرو اور لہر لہر کر کے تمہارے پاؤں میں ڈالا جائے گا کیونکہ نہیں
پیادے سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے لئے ٹاپا جائے گا ۵

اور متی باب ۵ آیت ۱۱، ۱۲، ۱۳ کی عبارت ۱۹۵۱ء و ۱۹۵۲ء کے اردو ترجمہ میں لکھی ہے :-

• عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے۔ تمہارے پاؤں میں ٹاپا

۱۹۵۱ء کے اردو ترجمہ میں الفاظ میں ہیں "تم کرو تا کہ تم پر دم کیا جائے، چھوٹا تم بچے
جاؤ، جیسا تم کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا، جیسا تم دو گے ویسا ہی
نہیں دیا جائے گا، جیسی تم عیب گیری کرو گے ویسی تمہاری عیب گیری کی جائے گی جیسی
تم سرہانی دکھاؤ گے ویسی ہی تم کو سرہانی دکھائی جائے گی۔ اور جس پیادے سے تم پوچھو گے اسی
پیادے سے تمہارے لئے ٹاپا جائے گا ۴" ۱۳

یہ ۱۹۵۱ء کے اردو ترجمہ میں الفاظ میں ہیں کہ "تمہارے پاؤں میں ٹاپا ہے چھوٹا تم بچے پڑیں گے
۱۳" ۱۳

عیب جوئی کہتے ہو، اسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جانے گی اور جس چاند سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے لئے ناپا جانے کا :۔ پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو کیونکہ تو میرت اور عیوب کی تعلیم ہی لیتے :۔

کھیتوں کے مذکورہ خط کی دوسری عبارت جو اس نے اپنے خط کے باب ۲۶ میں نقل کی ہے۔ اس طرح ہے کہ :-

”خداوند شروع کیسے کہ الفاظ یاد رکھو، اس لئے کہ اس نے کہا ہے اس آدمی پر افسوس (جو جرم کا اور تکلیف کو تاہم ہے) اس کے لئے میرے کچھ اہمیت کو دکھانے سے بہتر یہی تھا کہ وہ پیدا ہی نہ ہو، تاہم میرے کسی ساتھی کو چھوٹے بچوں سے تکلیف پہنچانے کے لئے اس کے لئے یہ کہیں بہتر تھا کہ اس کی گردن میں لٹکا کا پلٹا پانڈھ کر اس کو سمندر میں ڈبو دیا جاتا“

یہی حضرات کہتے ہیں کہ یہ جملے انجیل متی باب ۲۶ آیت ۲۴، باب ۱۸ آیت ۶ انجیل مرقس باب ۹ آیت ۴۲ اور لوقا باب ۱۷ آیت ۲ سے ماخوذ ہیں، ان آیات کی عبادت درج ذیل ہے :-

متی باب ۲۶ کی آیت ۲۴ ۱۹۵۹ء ۱۹۶۲ء کے اردو ترجمہ

”لے لکھنے کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں ”کتہ پائی دکھو کہ تمہاری کتہ پائی نہ کی جائے۔ کیونکہ جو کتہ پائی تم کرو گے ویسی ہی تمہاری کتہ پائی نہ کی جائے گی اور جس پیلے سے تم پیاؤ گے وہی تمہارے سے تمہارے سے بھی پیاؤ گے۔ پس جو سلوک تم چاہتے ہو کہ لوگ تم سے کریں تم بھی ان سے وہی کرو کہ شروع اور انبیاء میں“ :- عجیب

یسا کہ ہے :-

”ابن آدم تو جیسا اس کے حق میں لکھا ہے جانا ہی ہے لیکن اس آدمی پر انہوں
جس کے وسیلے سے ابن آدم پکڑ دیا جاتا ہے۔ اگر وہ آدمی میدان ہوتا تو اس
کے لئے اچھا ہوتا“

حقی باب ۸ کی آیت ۶ کی عبارت اس طرح ہے :-
”لیکن جو کوئی ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں کسی کو ٹھوکر کھلائے
پہاں اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ بڑی چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جائے
اور وہ گرنے مستند میں ڈبو دیا جائے“

ترجمہ باب ۹ کی آیت ۴۲ کی عبارت یہ ہے :-
”اور جو کوئی ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں کسی کو ٹھوکر کھلائے
پہاں اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ ایک بڑی چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جائے
اور وہ مستند میں پھینک دیا جائے“

لے ۱۵۰ کے ترجمہ میں الفاظ یوں ہیں: ”ابن آدم جیسا کہ وہی کہتی ہیں لکھا ہے چنانچہ اس شخص پر
جس کے ہاتھ سے ابن آدم پکڑ دیا جائے اور وہ چھوٹے شخص کے لئے یہ بہتر تھا کہ چھوٹا نہ ہوتا“ ۱۴ نجیب
لے ۱۵۱ کے اندر ترجمہ کے الفاظ یوں ہیں: ”جو کوئی کہ ایک کو ان لوگوں سے جو میرے
مستند ہیں ٹھوکر کھلائے یہ اس کے لئے بہتر تھا کہ ایک چکی کا پاٹ اس کی گردن میں بانٹھا جائے
اور وہ دریا میں تھمک پڑ جائے“ ۱۵ نجیب لے ۱۵۲ کے اندر ترجمہ میں ہے :-

”اور جو کوئی ان چھوٹوں میں جو مجھ پر اعتقاد رکھتے ہیں ایک کو ٹھوکر کھلائے اس کے
لئے بہتر تھا کہ ایک چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جاتا اور وہ دریا میں ڈبو دیا
جاتا“ ۱۶ نجیب

عہ ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰

لَوْ قَالُوا بَابٌ ۱۰ کی آیت ۲ کی عبارت یوں ہے :-
 ۱۰ ان چودھویں میں سے ایک کو شوکر کھلانے کی بہ نسبت، اسی شخص کے لئے یہ
 مفید ہوتا کہ پہنچے گا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جائے اور وہ سستہ رہیں
 پھینکا جائے ۱۰

لاذکر تراپنی تفسیر کی جلد دوم کے صفحہ ۳۰ میں کلینٹس کی اس عبارت کو نقل کر کے
 اور انجیل کی مذکورہ بالا آیات کا حوالہ دوں کر کے لکھتا ہے کہ :-
 ۱۰ میں نے اس عبارت کے مقابلہ میں انجیل کے کئی مضمین کے الفاظ اس لئے
 رکھ دیئے ہیں تاکہ ہر شخص کو اچھی طرح سمجھنے میں مدد ملے۔ لیکن عام خیال یہ ہے کہ اس عبارت
 کا براخیز لَوْ قَالُوا بَابٌ ۱۰ کی آیت ۲ سے لیا گیا ہے ۱۰

فور سے دیکھتے دو ٹوں مقامات میں کلینٹس کی عبارت کے تمام فقرے انجیلوں کی
 عبارت سے لفظی موافقت میں رکھتے اور بعض فقروں میں تو مضمون میں بھی پورا اتحاد
 نہیں نکلتا۔ مثلاً کلینٹس کا پہلی عبارت کا ایک فقرہ بھی اقول سے اس طرح لیا گیا ہے
 "دم کو تم پر دم کیا جائے" اور لَوْ قَالُوا بَابٌ ۱۰ کی آیت ۲ یوں ہے کہ "جیسا تمہارا
 باپ، دم ہے تم بھی رحمدل ہو" اور یہ فقرہ کہ "جیسا میرا بیٹا تم دکھانے کے ویسی ہی میرا بیٹا
 تم کو دکھائی جائے گی" کلینٹس کی عبارت میں تو موجود ہے لیکن متی اور یوحنا میں نہیں
 پایا جاتا۔ اور یہ جملہ کہ "مجرم نہ ٹھہراؤ تم بھی مجرم ٹھہرا لے جاؤ گے" لَوْ قَالُوا بَابٌ ۱۰ میں تو ہے مگر

۱۰ قدیم ترجمہ میں سمندر کی بجائے دریا کا لفظ ہے۔ ۱۰ انجیل
 ۱۰ ۱۰ کے بعد ترجمہ کے الفاظ یوں ہیں "اگر پہلی کا پاٹ اس کی گردن میں لٹکایا جائے
 اور دریا میں چسک دیا جائے تو اس کے لئے اس سے بہتر ہوتا کہ وہ ان چودھویں میں سے ایک کو
 شوکر کھلا دے" ۱۰ انجیل

کلیئٹس کی عبادت میں اس کا وجود نہیں ہے۔ اسی طرح اس کی دوسری عبادت کا حال بھی کچھ ایسا ہی خراب ہے۔

پس انجیل سے نقل کا دعویٰ مبرا مبر ہے۔ اسی لئے کہ اگر وہ انجیل سے نقل کرتا تو اس کا نام لیتا اور اگر نام نہیں لیتا تب بھی عبادت میں تو موافقت ہوتی اور اگر یہ بھی نہ کرتا تو کم از کم یہ تو ہوتا کہ اس پر سب مضمون میں تو موافقت ہوتی۔ البتہ دونوں مقامات سے اتنی بہت ثابت ہوتی ہے کہ کلیئٹس کے نزدیک یہ دونوں قول جناب رب کے ایشاد است ہی سے تھے اور پھر کلیئٹس حواریوں کا صحبت یافتہ تھا اور ان کی صحبت کے اثر سے حواریوں اور دوسرے مریدوں کی طرح واقف تھا تو یہ کہاں سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اس نے سچی یا لوثقا یا مرتس کی انجیل سے دیکھ کر لکھا ہے؟ اسی لئے ایپسٹو پیٹرس نے اس دعویٰ سے بابتہ کھینچ لیا اور کہا کہ کلیئٹس نے حوالہ نہیں لیا۔

لاڈٹر ان دونوں عبادتوں کے بارے میں اپنی تفسیر کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ ۱۔

۱۰ میں لوگوں نے ہمارے خداوند کے حواریوں اور مریدوں کی صحبت یافتہ ہو کر ہمارے خداوند کے احکام اور تار پخت سے ایسے واقعات تھے جیسے انجیل لاطینی زبان کے ملفوظات دیکھنے سے ان مقامات میں جہاں ان کے حوالے صریح اور ظاہر نہیں ہوں، اکثر ایک مشکل واقعہ ہوا کرتی ہے اور یہاں وہ مشکل یہ ہے کہ ان مقامات پر کلیئٹس آیا ان عیسوی الفاظ کی طرف رجوع کرتا ہے جو تخریش آپ کے تھے یا کہ تیسویں کو وہ الفاظ عیسوی یاد دلاتا ہے جو انہوں نے اور انہوں نے خداوند کے حواریوں اور مریدوں سے سنے ہوں گے۔ لیکر گ نے پہلی تو بہرہ کو اختیار کیا ہے اور ایپسٹو پیٹرس نے دوسری کو۔ اور یہ نقطہ نظر ہے

کہ پہلی جنوں انجیلیوں اس وقت سے پہلے لکھی گئی تھیں اور کلیسیا کا ان کی طرف رجوع ممکن ہے اگرچہ وہ لفظوں اور عبارت میں صحیح موافقت نہیں رکھتے لیکن یہ بات کہ اس نے یقیناً رجوع کیا ہے اس کا فیصلہ کرنا آسان نہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جو انجیلوں کے لکھے جانے سے پہلے ہی ان چیزوں سے واقف تھا۔ اذن ان کے لکھے جانے کے بعد بھی ممکن ہے کہ وہ اپنی سابقہ عادت کے مطابق انجیلوں کی طرف رجوع کئے بغیر ان چیزوں کو جن سے وہ اچھی طرح واقف تھا بیان کرنا شروع کرے۔ لہذا ان امور میں انجیلوں کی صحافی خصوصیت مضبوط کرتا ہے اس لئے رجوع کی صورت میں تو متہ تر عارف ہے اور ہم رجوع کی صورت میں بھی انجیلوں کی تصدیق ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ ان الفاظ کے موافق ہیں جو کہ تیسویں کے پاس بھی لکھے ہوئے موجود تھے اور ایسے مشہور تھے کہ وہ اور کئی ان کو جانتے تھے۔ پس کلیسیا نے یہ یقین کر لیا کہ چارویں انجیل نویسوں نے ان الفاظ کو جو ہمارے سے خواہ قدر نے ان کو بردباری اور بیاضت کا تعلیم کے وقت اور شاد فرماتے تھے۔ ٹھیک ٹھیک اور صحیح لکھا ہے اور یہ الفاظ اس لائق ہیں کہ بڑے ادب سے یاد رکھے جائیں۔ اور اگرچہ یہاں مشکل ہے لیکن پھر بھی میرا خیال ہے کہ اکثر فضلاء کی رائے یہ ہے کہ ان کی رائے کے موافق ہوگی۔ البتہ پونس اعمال باب ۲۰ کی آیت ۳۵ میں بعض کو اس طرح نصیحت کرتا ہے کہ "اور خداوند مسیح کی باتیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے خود کہا دنیا لینے سے پہلے کہ ہے" مجھے یقین ہے کہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اس جگہ پونس کسی لکھے ہوئے کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ ان الفاظ ہیرو کی طرف رجوع کرتا ہے جن سے یہ اور وہ واقف تھے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں آتا کہ مراجعت کے اس طرز کو ایشیا یا ہی سمجھا جائے۔ بلکہ یہ طرز تو لکھے ہوئے

اور غیر لکھے ہونے سب کی طرف مراجعت میں استعمال ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ہم
پالی کاتب کو دیکھتے ہیں کہ وہ یہی انداز استعمال میں لاتا ہے اور غالباً بکو یقیناً
لکھی ہوئی انجیلوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ان کے علماء کے نزدیک یہ امر بطور یقین کے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا
کہ کلیئس نے ان عبارات کو انجیلوں سے نقل کیا ہو۔ بیشپ پیٹر سن تو اس امر کا سات
انکار کرتا ہے اور حق بات بھی اسی کی ہے۔ کیونکہ :-

- اولاً تو کلیئس حالات اور اقوال سب سے صحیح طرح واقف تھا۔
- ثانیاً عبارات اور الفاظ میں بھی موافقت نہیں پائی جاتی۔
- ثالثاً اس کے کلام میں کوئی ایسا واضح اشارہ موجود نہیں جس سے یہ باور کیا جاسکے
کہ اس نے حوالہ لیا ہے۔

مقدس پولس کو ملاحظہ کیجئے کہ وہ بھی احوالہ باب ۲۰ کی آیت ۳۵ میں کلیئس ہی
کی طرح کہتے ہیں۔ اس کے باوجود کئی علماء کے نزدیک یا اتفاق وہ کسی تحریر کی طرف رجوع
نہیں کہتے۔ یہاں ایسا ہی کلیئس کو سمجھنا چاہیے۔

اور لارڈوٹر کا یہ کہنا کہ دوسری مصدق میں بھی انجیلوں کی تصدیق ہے الخ انتہائی
تعمیب خیز ہے۔ اس لئے کہ بعض فرقوں کے مضمون میں موافقت پیدا ہو جائے۔ اس سے
تمام انجیلوں کی تصدیق کہاں سے ٹھکان سکتی ہے اور بالفرض اگر تصدیق ہو بھی تو صرف
اسی قدر ہوگی کہ یہ فرقے ان انجیلوں میں قول مسیحی سے متحمل ہوئے ہیں اور اس کا
یہ کہنا کہ ہم پالی کاتب کو دیکھتے ہیں کہ وہ یہی انداز استعمال میں لاتا ہے الخ ناقابل تسلیم
ہے۔ اس لئے پالی کاتب بھی ایسی ہی طرح کا شاگرد اور کلیئس کی طرح تمام حالات سبھی
سے واقف تھا تو اس کا حال بھی کلیئس کی ہی طرح ہے۔ اور جس جگہ وہ یہ انداز اختیار
کرتا ہے اس جگہ ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی کلیئس اور پولس کی طرح لکھی ہوئی انجیلوں کی طرف

رجوع نہیں کرتا۔

بحوالہ پادری صاحب کے نزدیک جو بمنزلہ بسم اللہ کے اور مستند ترین شخص تھا اس کے کلام سے انجیلوں کے ثبوت کی کچھ بھی سند نہ نکلی۔

آگنا شس کے حالات | پادری صاحب کے نزدیک دوسری مستند ترین حیثیت اٹھانے والے کے سینتیس سال بعد انطاکیہ کا اسقف مقرر ہوا تھا۔ اور وہ حواریوں کے تابعین میں سے تھا۔

لاؤ تو اپنی تفسیر کی دوسری جلد میں لکھتا ہے کہ :-

دو ایسی جیسی اور جبرئیل نے اس کے سات خطوط کا ذکر کیا ہے ان کے علاوہ کچھ اور خط بھی اس کی طرف منسوب ہیں جن کو محمد و علامہ محمد علی سمجھتے ہیں اور میرے نزدیک بھی ظاہری ہے۔ ان سات خطوط کے دیکھنے ہی ایک بڑے بے ادراک چھوٹا مشرور من اور اس کے دو چار شعبوں کو چھوڑ کر باقی سب کی مانند ہی ہے کہ بڑے نسخہ میں الحاق ہوا ہے البتہ چھوٹا نسخہ اس قابل ہے کہ اس کی طرف منسوب کیا جاسکے۔ میں نے دونوں نسخوں کا بغور موازنہ کیا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چھوٹے نسخہ میں الحاق کر کے بڑا نسخہ بنایا ہے۔ یہ نہیں کر بڑے نسخے کو مختصر کر کے چھوٹا نسخہ تیار کر لیا گیا ہو۔ اور مستند میں کے حوالے بھی بڑے نسخے کی نسبت چھوٹے نسخے سے زیادہ مناسب رکھتے ہیں۔ باقی وہاں یہ سوال کہ آیا چھوٹے نسخے میں مندرج خطوط بھی حقیقت میں آگنا شس کے ہیں یا نہیں؟ اس میں زبردست اختلاف ہے۔ بڑے بڑے محققین نے اس بارے میں غلط فرمائی کی ہے۔ جانہین کی تحریروں کو پڑھنے کے بعد میں بھی اس سوال کو مشکل سمجھتا ہوں۔ البتہ میرے نزدیک اتنی بات ثابت ہے کہ یہ خطوط

وہی ہیں جن کو پتہ ہی نہیں ہے بڑھاپہ ہے اور اُردو کے وقت میں موجود
 تھے۔ ان خطوط میں بعض فقرے آگن شمس کے حمد سے مناسبت نہیں لکھے
 اس صودت میں معقول بات یہ ہے کہ ان فقروں کو الحاقی قرار دے دیا
 جائے کہ ان تمام خطوط کو ہی رد کر دیں۔ اور خاص طور سے ایسی صودت
 میں جیسا کہ ہمیں آج تک نسخوں کی کیا جی کا سامنا ہے۔ بڑے خطوط میں
 جس طرح کسی ایرین نے الحاق کیا ہے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ پچھلے
 خطوط میں بھی کسی ایرین یا دین داس نے یا دونوں نے ہی دست اندازی
 کی ہوگی۔ اگرچہ میر نے نزدیک اس دست اندازی سے کوئی بڑی قربانی
 پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اتھی طعنہ

کتاب پہلی کا مثنوی اس کتاب کے حاشیہ میں لکھا ہے :-

”پچھلے دنوں میں آگن شمس کے تین خطوط کا سرواٹا زبان میں ترجمہ دریا لغت
 ہوا ہے جن کو کبیر کی مثنیٰ نے طبع کیا ہے“

اور اس نئے خطوط نے اس امر کو اور بھی حقیقی بنا دیا کہ یونانی زبان میں موجود چھوٹے
 خطوط جن کو آقصر نے درست کیا ہے ان میں الحاق ہوا ہے۔ اسی کے بعد اس الحاق
 پر چار دلائل ذکر کرتا ہے جن کو منظور ہوا اس میں دیکھ لے۔

جب اس کے خطوط کا یہ حال ہے تو ہم اس کے فقرے نقل کر کے ان کا جواب
 دینا ضروری نہیں سمجھتے۔ بلکہ نہیں کہتا ہوں کہ جب دو تین علاوہ کے مواہم کسی
 آگن شمس کے بڑے خطوط کو بالافتقار غیر معتبر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایرین
 فرقہ کے کسی شخص نے ان میں الحاق کیا ہے تو اس صودت میں کسی عجزات کے
 نزدیک بھی ان کی کوئی مستند حیثیت نہ رہی۔ باقی رہے چھوٹے خطوط تو ان کے
 اصلی یا جعلی ہونے میں بڑے بڑے محققین میں زبردست اختلاف ہے۔ لہذا یہاں

نزدیک ان خطوط کا بھی اگنا ششس کے ہونا مسلم نہیں۔ بلکہ دوسری تیسری صدی میں جبکہ وہیں عیسوی کی خلاصہ و ترقی کی غرض سے مجبوت ہونا اور قریب دینا بمنزلہ مستحبات کے قیود پانگیا تھا ان کو بھی کسی نے بنایا ہوگا۔ اگنا ششس کے ان سات خطوط کی تو حقیقت ہی کیا ہے ان لوگوں نے حضرت مسیح، مریم اور حواریوں کی طرف منسوب کر کے تقریباً پچھوہتر جھلیں گھڑوائی تھیں۔ اور اگر اگنا ششس کی طرف ان کی نسبت کو بالفرض مسیح مان بھی لیا جائے تو بھی عیسائی علامہ کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ ان چھوٹے خطوط میں کئی فقرے الحاقی ہیں۔ اور لارڈ ٹرنے تو اقرار کیا ہے کہ ان چھوٹے خطوط میں کئی فقرے الحاقی ہیں اور ممکن ہے کہ کسی ایسے یا چند عیسائی یا دونوں نے ان میں الحاق کیا ہو۔ جب یہ تسلیم کر لیا گیا اور پھر دیندار حضرات بھی اپنی عاقبت طوارے کو ایسے کام کے مد پتے تھے تو پھر ان خطوط کا کیا اعتبار رہا۔ اور ہو سکتا ہے کہ دیندار حضرات نے بعض اس قسم کے فقرے بھی الحاق کر دیتے ہوں۔

بہر حال پھر اللہ پہلی صدی کے علماء میں سے تو کسی کے کلام سے یہ انجیلوں کی سند نہ نکلی سکی۔ اور پادری صاحب کے دو مستند علماء کے کلام سے تو ان انجیلوں کی بھی کچھ سند ثابت نہ ہو سکی اور محمد جدید کے پورے مجموعے کی سند تو بعد کی بات ہے۔

پادری صاحب کا پہلا استدلال | پادری صاحب کہتے ہیں :-

۱۰ اور اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ جب محمد کے وقت میں کتب مقدسہ تدبیر کو تحریر کیا تو ان خطوط کا کلام کو بھی تحریر کر ڈالا۔ سو اس کے واسطے ہمارا یہ جواب ہے کہ پہلے تو اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی کوئی دلیل

نہیں محض دعویٰ ہے اور بس۔ دوسرے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ مسیحیوں کو کوئی سبب نہ تھا کہ محمد کے وقت میں پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کو تخریب کریں اسی طرح ان قدیم کتابوں کے تخریب کر لے کا بھی کوئی سبب نہ تھا۔ جیسے کہ ہمیں اس طرح محمد کے وقت میں کتب مقدسہ کے بارے میں سنوں کا تخریب کرنا غیر ممکن تھا۔ اسی طرح یہ دعویٰ بھی ہرگز واقع نہیں ہو سکتا اور جیسے کہ اب فی زمانہ اور سب کتب دنیہ کی جو محمدیوں کے پاس ہیں تخریب کرنا اور ان مقاموں کا جن میں محمد کے واسطے اشارے ہیں نکال ڈالنا غیر ممکن ہے۔ جیسے ہی محمد کے وقت میں بچھریں کی بے شمار کتابوں کی تخریب بھی ممکن نہ تھی؟

انہی کتابوں کو اہل تو مسلمان اس بات کے قائل نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر مقدس کتابوں میں تخریب نہیں ہوئی تھی۔ تاکہ پادری صاحب کا یہ کلام قابل التفات ہو۔ لہذا پادری صاحب کے مذکورہ تیوں جواب قاطع ہیں۔ اس لئے کہ تو مسلمانوں کا دعویٰ بلا دلیل ہے اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ کچھوں کے لئے تخریب کا کوئی سبب موجود نہ تھا۔ چنانچہ ان دونوں امور کی سہائی اس کتاب کے قاری پر بالکل عیاں ہو چکی ہے۔ اسی طرح یہ بات کہ کتب مقدسہ میں تخریب ہو سکتی تھی اگنا شمس کے خطوط کے ہرے مجموعہ ہی کو ملاحظہ کیجئے کہ جمہور عیسائی علماء اور محققین کے نزدیک جعلی اور محرف ہے۔ اور لارڈ ٹراں میں فرقہ ایرین کی تخریب کا قائل ہے اور خطوط کے مجموعہ کی چھوٹی کتاب بھی بعض محققین کے نزدیک جعلی ہے۔ اور بعض کے نزدیک اگرچہ جعلی نہیں مگر لارڈ ٹراں کی تحریر کے مطابق اس میں بھی الحاق ہوا ہے اور وہ بھی ایرین فرقہ کے دیندار عیسائیوں کی دست برد کے شہ سے محفوظ نہیں اور ان مشائخ کی کتابوں کے نسخے بھی بلاشبہ انتہائی قابل پائے جاتے تھے اس سے

قطع نظر دیونی شمس ہشپ آفت کو رتھ، دوسری صدی میں باوا زبیر چاہتا ہے کہ میں نے
 بھائیوں کے لئے خط لکھے تھے لیکن ان شیطان کے غلیظوں نے میرے خطوط کو بگاڑ ڈالا۔
 تو ایسی صورت میں بعض لوگوں نے کہ کتب مقدس کو سچ کو ڈالنے پر مکر باندھ رکھی ہو
 تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ چنانچہ گذشتہ صفحات میں اس پر مفصل بحث
 گزر چکی ہے۔

اب ہوا غور فرمائیے کہ جب دیونی شمس کی زندگی میں ہی اس کے خطوط کا یہ
 حال بنا ڈالا تو اس کی موت کے بعد تو خط ہی جانے ان کی کیا مدت بتائی ہوگی اور
 دوسرے مشائخ کی کتابوں کی حالت بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ جیسا کہ لادو ترکے
 قول سے سمجھا جاسکتا ہے۔

پادری صاحب کا دوسرا استدلال | پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

”قطع نظر ان سب باتوں سے محمد کے مرنے کے بعد علی نے اوس وقت کے
 مسیحوں کے کئی ایک بڑے بڑے کتب خانے اپنے قبضہ میں کئے ان میں سے
 شام کی ولایت میں قیصر کا کتب خانہ اور مصر میں اسکندریہ کا کتب خانہ تھا۔
 ان کتب خانوں میں کتب مقدس کے قدیم نسخے اور اکثر مسیحی مصلحوں کی کتابیں تھیں
 جیسا کہ اگلی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ پس اس صورت میں محمدیوں کو کہاں تھا
 کہ مقدس کتابوں کے قدیم نسخے اور قدیم مصلحوں کی کتابیں ظاہر کر کے قرابت کا
 ڈھونڈنا ثابت کرتے حالانکہ کتب خانوں کے چھین لینے کے بعد حضرت نے ان کے
 جلا دینے کا حکم دیا اور اس وقت کے اور محمدیوں کا بھی یہ حال تھا کہ جو پرانی
 کتابیں پاتے تھے مبراہ کرتے۔ سو اس مبراہ کرنے میں یا تو پرانی کتابوں کی
 قدر میں جانتے تھے یا یہ سمجھتے تھے کہ ان کا مضمون قرآن کے خلاف ہونے

پر گواہی دیتا ہے اور یہی قدیم کتابوں کا برباد کرنا مجریوں کی ایسی بے خبری کا
 باعث ہوتا ہے کہ دسے سکیموں کے اگلے حالات اور قوموں کی کیفیت و
 حقیقت سے جو محض کے پہلے تھے آتی خبر و آگاہی نہیں رکھتے کہ ایسے ایسے
 دعوے کرتے ہیں۔ مثل دعویٰ تحریک کتب مقدسہ وغیر ذلک۔ اور اس لئے
 کہ محوری قدیم کتابوں اور سکیموں کی تازہ بخوں سے کچھ اطلاع نہیں رکھتے۔ پھر
 اولیٰ کے واسطے تاریخ سے دلیل لانا مشکل ہے اور سوائے اس کے جوہرین
 نے ان کتابوں کی تلاش و جستجو اب تک نہیں کی جو فرنگستان کے سکیموں کے
 پاس ہیں لیکن اس نصاب کے محوری اگر باپ ماجوں کے تعصب کو کنارے
 رکھ کر انصاف کی ماہ سے ایام گذشتہ کا عرض کیا جائے تو فرنگستان
 میں جا کر وہاں کے کتب خانوں کو دیکھیں کہ ان میں کتب مقدسہ کے دسے
 پرانے نسخے اور سبھی مطبوعوں کی دسے کتا ہیں جو ہم نے ذکر کیں دیکھ سکتے
 ہیں اور اگر ان کتابوں کی زبان سیکھ لیں تو وہاں کا پڑھنا بھی ان پر
 آسان ہو جائے گا اور ان کتب خانوں میں ایسی کتابیں بہت پادیں
 گزرتی ہیں یہ مطالب جو ہم نے اس فصل میں لکھے مفصل و مشروح مذکور
 ہیں اور کتب سابق الذکر کے قدیم ہونے کی اسناد بھی ان کتابوں
 تفصیل بیان ہوئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اس وقت تک سینکڑوں یہودی اور عیسائی فضلا مسلمان
 جواب ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنی کتابوں کے موافق اسلام کی حقانیت
 پر گواہی دی تھی۔ اور اس وقت عیسائیوں میں پوپ کی حکومت کی دعا گتھی۔ اس
 کے متعلقین خود عہد عتیق کی عبرانی زبان کی کتابوں میں تحریک کے قابل تھے تو مسلمانوں
 کے لئے ان کتابوں سے کوئی چیز ثابت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

باقی رہا ان کتابوں کو جلا ڈالنے کا معاملہ تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ ان کتب ظالموں میں ہر قسم کی کتابیں تھیں۔ لہذا بزرگمفسد کی کتابیں تھیں ان کے جلا دینے میں کچھ بھی حرج نہ تھا۔ مقدس پوتس کے زمانے میں بھی ان لوگوں نے جو پہلے یہودی یا یونانی تھے تقریباً پچاس ہزار روپے قیمت کی اسی قسم کی کتابیں جلا ڈالی تھیں۔ اُس پر نہ تو مقدس پوتس نے ان کو نجات دیا تھا اور نہ یہ کہا تھا کہ ان کتابوں کو اس لئے باقی رہنے دیا جائے تاکہ کسی مذہب قبول کرنے والوں کے خلاف ان کتابوں سے استدلال کیا جاسکے اور نہ ہی ان کو جلا ڈالنے پر کوئی اعتراض کیا تھا۔ چنانچہ عمال باب ۱۹ کی آیت، ۱۱۸، ۱۱۹ میں ^{۱۹۱۱} لکھتے ہیں کہ دو ترجمہ ہیں یوں موجود ہے کہ :-

۱۰ اور جو ایمان لائے تھے ان میں سے بہتوں نے ان کو اپنے کاموں کا اقرار اور انکار کیا۔ اور بہت سے جاہلوں نے اپنی اپنی کتابیں اکٹھی کر کے سب لوگوں کے سامنے جلا دیں اور جب ان کی قیمت کا حساب چوائو تو کہاں ہزار روپے کی نکلیں :-

لہذا اس لحاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کسی طرح کا بھی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ اور ان کتب میں جو بھی کتابیں تھیں وہ اکثر ترجمے تھے جو تمام کے تمام بگاڑ سے خالی نہیں تھے۔ ان کا جلا دینا بھی کوئی قابل اعتراض نہ تھا۔ کتاب دانش مند مطلوبہ ^{۱۹۱۱} کی جلد سوم میں ہے :-

۱۱ لکھتے ہیں کہ دو ترجمے کے الفاظ یہ ہیں :-

۱۰ اور بہتوں نے ان میں سے جو ایمان لائے تھے آگے اپنے کاموں کو قبول دیا اور ظاہر کیا اور بہتوں نے جو جاہلوں کے تھے اپنی کتابیں اکٹھی کر کے لوگوں کے آگے جلا دیں اور جب ان کی قیمت کا حساب کیا تو کہاں ہزار روپے ٹھہرے :- عجیب :-

میں مبتلا ہیں۔

لہذا اگر مطلق کسی کتاب کا جلا دینا قابل الزام ہے تو عیسائی حضرات، بدصحابی
ملزم قرار پائیں گے۔ اور عیسائی حضرات حضرت محمدؐ کی اشرار پر جو تہمت لگاتے ہیں
وہی تہمت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر الٹی ان پر آئے گی۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے تو تحریروں شدہ
کہا: میں جن کو عیسائی حضرات بھی ایسا ہی سمجھتے تھے جلا رہیں۔ جنہاں عیسائیوں کے کہ
انہوں نے تو وہ کتابیں مٹائیں کیں جنہیں وہ لوگ مٹانا لگے کلام تسلیم کرتے تھے۔

پادری صاحب کا یہ قول کہ "لیکن اس زمانہ کے محمدی اگر باپ دلوں کے الم
میں کہتا ہوں کہ غریب مسلمانوں کو انگلستان جاسانے اور ان سزوں کو دیکھنے کی
حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کی کتب امتداد کے معنیوں نے ان کے حاشی ہونے کے
بادوجود، ان کے بہت کچھ احوال سے ہمیں مطلع کر دیا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں
ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان حضرات کی تحریروں کے اختیار سے پادری صاحب کا دعویٰ
ایک مغالطہ سے زیادہ حقیقت نہیں رہتا۔ اور پادری صاحب کے ایسے یہ ممکن نہیں کہ
وہ یقین طور پر یہ بات ثابت کر دیں کہ وہ نسخے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے بیشتر
کے کھے ہوئے ہیں۔

پادری صاحب کا تیسرا استدلال | پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

• میں حال میں ہم دلیل لایچھ کہ مقدس کتابیں و محقر کے وقت میں اور نہ ان کے بعد
تحریروں و تبدیلی ہوئیں۔ پس ہم نے محرووں کے دعویٰ کے خلاف ہونے کو جواب
شائی ثابت کر دیا اور اب ہو سکتا تھا کہ ہم سبے تا ظن اس مطلب کو چھوڑ کر
دوسرے باب کے مطالب بیان کرتے لیکن درمیا ایک بچھے محمدی کبھی قرآن
کے معنی دیکھنے سے یا تعصب کی بجلی کی راہ سے کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ محقر کے

وقت سے پہلے تحریر ہوئے ہیں اور حال آنکہ ایسی بات قرآن کے بھی برخلاف ہے۔ مگر اب ہم اس حجت کا بھی مختصر جواب دیں گے۔ اس طرح سے آؤنا عیناً نہ رہے کہ جو کچھ ہم نے اب تک پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کے تحریر نہ ہونے کی بابت ذکر کیا۔ اس حجت کے رد میں بھی جواب کافی ہے۔ کیونکہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ مسیحیوں میں کتب مقدسہ اور قدیم مصلوٰں کی کتابوں کے ایسے نسخے اب تک موجود ہیں جو عہد کے ذہنانہ سے کہ مدت آگے اور جتنے انداز میں سے عہد صحابیوں کے زمانے کے نزدیک کھئے گئے اور یہ بھی ہم نے انہیں جگہوں میں بیان کیا ہے کہ کتب مقدسہ کے دسے (۵۰) قدیم نسخے ان گنتوں سے جو اب مسیحیوں کے درمیان ہیں محفوظ رہے ہیں۔ انہیں صاف مصلوٰں ہو گیا کہ کتب مقدسہ کے پتلے اور یہ ہر وقت ایسی ہی تھیں جیسے اب ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگلے مسیحیوں نے حادیوں کے وقت سے تین سو برس تک مسیح پر ایمان لانے اور انجیل قبول کرنے کے سبب یہودیوں اور بت پرستی سے بہت ظلم اور دکھ سمے۔ چنانچہ لوگ ان سے دشمنی رکھتے اور دکھ دیتے اور ان کا مال و متاع زبردستی سے چھین لیتے تھے اور ان کو بھونچا اور معیبتوں سے صرف ایک اتنی تسلی ان کے لئے باقی رہی کہ سچ پر اصرار اور انجیل کے مضمون سے تسلی دلی اور خوشحالی دعوائی انہیں حاصل تھی۔ انجیل کی خاطر غلطی خاد کے قتل ہوئے اور خوش رہتے تھے۔ لہذا اس دنیا میں ان کا بڑا فخر نہ رہا انجیل تھی اور بس۔ سو اس سبب اپنی دولت و مال اور ہر چیز خوشحالی سے دے ڈالتے تھے تاکہ اس فخرانے کی جگہ پائی کریں۔ یہاں تک کہ بعض ان میں سے اپنا قتل ہونا اس سے بہتر سمجھتے تھے کہ بت پرستوں کی انجیل کو جلا دیں۔ پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسے کسی انجیل کتب مقدسہ

کا تحریف و تبدیلی پر راضی ہونے ہوں۔ اس وحدت میں ایسی محبت اور
بعض حدیثوں میں لانا بڑی بے خبری اور کم عقلی ہے۔ پس بالیقین معلوم ہوتا
ہے کہ محسن سے پہلے بڑے حواریوں کے زمانے تک بھی صحیح صحیحوں کی مقدس
کتابوں کے تحریف ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اور پرانے اور نئے حمد کا کہیں

بھی اصل میں تیس اب تک دیکھی ہی ہیں ۴

جواب اہم کہتے ہیں کہ ان کا یہ کہنا کہ "ہیں ہم صحیحوں کے دعویٰ کو الٹ سمجھ نہیں آتے
اور مسلمانوں کا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک تمام
مقدس کتابوں کے نسخے تحریف سے محفوظ اور پاک تھے اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کے زمانہ ظہور کے بعد ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بشارتوں میں ہی
تحریف ہوئی ہے اور نہیں۔ بلکہ ان کا دعویٰ عام ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے
اور سوئس صدی عیسوی تک عیسائیوں کے ہاں جوہر اور جیساڑی کا بازار بہت
ہی گرم تھا، تو اس وقت تک بلاشبہ ان کتابوں میں بہت کچھ فرمایا ہوئی ہیں۔
پادری صاحب کے قول "لیکن در حالیکہ بعض صحیحی قرآن کے نسخے نہ سمجھنے سے یا
تدقیق اور کچھ کچھ کی راہ سے آٹھ کے جواب میں کہا گیا ہوں کہ غریب صحیح کا تو
قرآن کے نسخے سمجھتے ہیں اعدائوں نے تعجب اور کچھ کچھ نہیں کی مگر پادری صاحب
یا تو عربی زبان میں سہارت نہ ہونے کے سبب قرآن کے نسخے غلط سمجھتے ہیں اور اس
سبب کی بناء پر وہ قرآن کے نسخے سمجھنے میں اکثر غلطی کرتے ہیں جیسے کہ انانہ اشکوگ
کے مقدمہ میں اور دیگر مقامات میں بھی مراد معلوم ہوا ہے اور تحریف کے بارے

۴ انانہ اشکوگ۔ حوزہ مدنی دہلی تقریر انوی کا اردو زبان میں ۲ جلدوں پر مشتمل تصنیف جس میں
صیغوں کے ۳۶ حالات کے جواب میں کل صفحات ۱۱۶ ہیں۔ مقدمہ بائیں سے قرآن تک ص ۲۱۲ -

میں مسلمانوں کا وہی دعوائے ظلم ہے جو پیچھے مذکور ہوا ہے۔
 پانچویں صاحب کہتے ہیں ”مگر اب ہم اس حجت کا مختصر جواب دیں گے۔ لہذا
 ہم بھی پادری صاحب کی دونوں وجوہ کا یوں مختصر جواب دیتے ہیں کہ مقدس کتابیں
 سزا کوئی پرانا نسخہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں یہ یقین کیا جاسکے کہ یہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہندک سے پہلے کا ہے اور پادری صاحب کا گمان ہمارے کام
 کا نہیں۔ اور یہ قول اولیٰ میں بھی تو تحریف ہوتی ہے۔“

پادری صاحب کا کہنا کہ ”اس صحت میں ایسی حجت اور بحث درمیان میں الخ
 تو مسلمانوں کا دعویٰ تو بظن اللہ صحیح ہے اور پادری صاحب کی حجت اور بحث
 بے جا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ بے ظہر اور بے عقل کون ہے؟
 پادری صاحب کا قول ہے کہ ”چند یا یقین معلوم ہوتا ہے الخ
 چنانچہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے بھی تحریف کا ہونا ثابت
 ہو گیا تو پادری صاحب کا یقین درحقیقت جمل مرکب کے سوا کچھ نہیں۔“

چوتھا استدلال | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”خلاصہ۔ بعضہ خصوصوں کے اس قول پر بھی ہم متوجہ ہو کر تحقیق کرتے
 ہیں کہ گویا یہودیوں نے مسیح کے وقت میں دشمنی کے سبب ان مقاموں کو
 جن میں مسیح کا اشارہ تھا پرانے عہد کی کتابوں سے نکال ڈالا۔ اس کا
 جواب یہ ہے کہ جس طرح صحابیوں کا وہ انکا دعویٰ ہے وہ تھا اسی طرح یہودی
 بھی ثابت نہیں ہوا بلکہ صرف ایک خیال ہے بے بنیاد، کیونکہ اگر یہودی مسیح
 کی خبر پہلی مقدس کتابوں سے نکالتے تو پہلے ان آیتوں کو نکالتے جو مسیح
 اور صاف گواہی دیتی ہیں کہ مسیح جس کا وعدہ یہودیوں کو دیا گیا تھا سوچا“

اور سنا کی ۵ فصل کی ۲۰۱ آیت اور ذکر یا کی ۲۲ فصل کی ۱۰ آیت ۲۲ زبور
کی ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸ آیت۔ سوائے اس کے درحالیکہ خدا نے یہودیوں کو تکبید

دلچیز جا شیعہ سے آگے بڑھ کر صحت سے ہاتھ کر کے گا وہ اپنا پاس سے میں اور نیکو لڑائی
کو آپ انگوڑی میں دھویا کرے گا۔ اس کی آنکھیں سے کے سبب سے لال اور اس کے دانت صوف کے
وجہ سے سفید ہوں گے۔" (پیدائش ۲۹-۱۲:۱۶) ۱۲ نبیج
پیدائش کے اس مذکورہ حوالے سے بشت مسیح کی طرف ادنیٰ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا چاہے
مراست و دعوات گواہی کا دعویٰ کیا جائے۔ ۱۳ نبیج

لے آیت یہ ہیں: "اے نبی! تم لوگو! تم لوگو! تم لوگو! تم لوگو! تم لوگو! تم لوگو! تم لوگو! تم لوگو!
امراؤں کے حاکم کے گال پر چیر کر سے مارے ہیں۔ لیکن لے بیت لحم انراہ انچوہ تو سیدنا کے ہزاروں
میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو یہی تھی جس سے ایک شخص نکلے گا اور میرے حضور امراؤں کا
حاکم ہو گا اور اس کا مصدر نہ اندہ سابق ہاں قدیم ایم ہے ہے" (سیرگاہ ۵: ۲۰۱)

اس جگہ پادری صاحب کا حضور کا پرستار لال جب خیر ہے۔ ۱۲ نبیج

۱۳ اور ترجمہ ۱۳۳۳ میں آیت لڑ ہے "اور میرا واقعہ کے گورنر نے اللہ پر شایم کے باشندوں
پر فضل اور مہاجرت کا وعدہ ٹھنڈی کروں گا اور وہ اُس برس کو انہوں نے چھیلے نظر کریں
گے اور اس کے لئے نام کریں گے جیسا کوئی اپنے اکلوتے کے لئے کرتا ہے اور اس کے لئے کلمہ کام
اس کے جیسے کوئی اپنے پلوٹے کے لئے ہوتا ہے" ۱۴ نبیج

۱۳ اور ترجمہ ۱۳۳۳ میں آیت لڑ ہے "کیونکہ کتوں نے مجھے گھیر لیا ہے،
بدکاروں کی گروہ مجھے گھیرے ہوئے ہے، وہ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھینتے ہیں
میں اپنی سب ہڈیاں ٹکن سکتا ہوں۔ وہ مجھے تاکتے اور گھورتے ہیں۔ وہ میرے پلوٹے آپس میں
بانتتے ہیں اور میری بوٹاک پر قرقر ڈالتے ہیں" ۱۴ نبیج

کے ساتھ فرمایا تھا کہ اچھی کتابوں میں کچھ کی پیشی ذکر کریں۔ جیسا کہ موئی کی وہ کتب
کی ۱۷ تفصیل کی ۳۶ آیت میں لکھا ہے۔

پس اس حکم کے بموجب یہودی کتب مقدسہ کی محافظت پر ایسے سے توجہ
ہونے ہیں کہ انہوں نے پرانے حمد کی ہر ایک کتاب کے تمام لفظ اور حرف
گن گن کر جمع کئے ہیں کہ جہاں ایک لفظ یا ایک حرف کم و بیش ہو جائے
اور اگر پرانے حمد کی کتابوں کے دوسرے (وہ) نسخے جو یہودیوں کے پاس موجود
ہیں ان نسخوں سے جو یہودیوں میں رائج ہیں مقابلہ کئے جائیں تو ثابت
ہوتا ہے کہ بلا کم و بیش ٹھیک ٹھیک آپس میں محافظی ہیں۔ پھر پہلے کسی
اکثر یہودی تھے۔ پس اگر یہودیوں کے مسلم مسیح کے زمانے میں یا اُس سے پہلے
پرانے حمد کی مقدس کتابوں کو خریدتے کہتے تو دوسرے (وہ) البتہ اس بات
سے آگاہ ہو کر کسی ہونے کے بعد اُس کو خرید کر سکتے حالانکہ یہ یہودیوں کی کتابوں
میں کچھ غریب نہیں ہے کہ یہودیوں نے مقدس کتابوں کی انہ پیشین گوئیوں کو
جو مسیح کی طوط اشارہ کرتی تھیں نکالی ڈالا ہو۔ ہاں مگر سبکی دین کے پہلے
مسلم فقط یہی متبادر عرصے کرتے ہیں کہ یہودیوں نے ان آیات کو جو
میں یہ مسیح کا اشارہ ہے تاملت اور مناسب طہ پر تفسیر اور
خلاص بیان کیا ہے۔^{۱۱}

۱۱۔ ۱۶۱۱ کے بعد ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے :-

۱۱۔ میں میں بات کا میں حکم کرتا ہوں تم احتیاط کر کے اس پر عمل کرنا اور تو اس پر نہ تو
کچھ بڑھانا اور اس میں سے کچھ گھٹانا۔^{۱۱}

جواب | یہ معنی کی نہیں بلکہ متقدمین کی سیوں کی عام رائے تھی کہ عبرانی نسخے کے بعض مقامات میں یہود نے تعمداً تحریف کی ہے۔ اور آپ کے بڑے بڑے مشائخ نے یہودیوں کے اوپر ہی تحریف کا الزام عائد کیا ہے۔

جبکہ شیعہ نے تو کئی ایسی پیشین گوئیاں پیش کی ہیں جن کو یہودیوں نے مقدس کتابوں سے نکال ڈالا ہے۔ دوسرے مشائخ نے بھی اسی طرح کیا ہے جیسا کہ کریزائیم کتاب ہے کہ "یہودیوں نے بہت سی کتابیں گم کر دیں، بعض پھاڑ ڈالیں اور بعض جلائیے" آگشائش نے الزام عائد کیا ہے کہ یہودیوں نے بزرگوں کی عمر کی تاریخوں کو بدل دیا ہے۔

پس اگر پادری صاحب کے نزدیک یہودی پاک دامن ہیں تو پھر ان کے یہ پیشین گوئیوں و معجزی تھے کہ اپنی طرف سے پیشین گوئیاں گلط کے پیش کرتے اور دعویٰ یہ کرتے کہ یہ مقدس کتابوں میں تھیں مگر یہودیوں نے ان کو نکال ڈالا ہے۔ پادری صاحب اگر ایسے ارشاد فرمائیں تو ہم یہودیوں کو پاک دامن سمجھ کر تحریف کی نسبت آپ کے مقتداؤں کی طرف کیا کریں۔

پہلی پیشین گوئی | پادری صاحب کے قول "تو پہلے ان آیتوں کو نکالتے جو مرثعہ اور صافات گواہی دیتی ہیں الخ" کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ اول تو ان میں گواہی، مرثعہ اور صافات نہیں۔ اس لئے کہ ان میں سے ایک بھی ایسی مرثعہ نہیں ہے کہ بلا تکلف حضرت عیسیٰ پر چسپاں ہو سکے۔ مثلاً ایسیاہ (اشعیاء) کے ساتویں باب کی آیت ۴۱ کے معنی میں خود علامہ نے اہل کتاب کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک اس آیت میں حضرت ایسیاہ نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ لڑکا جنے گی، وہ لڑکا اچھی طرح ہوش سنبھالتے نہ پائے گا کہ آواز کے دشمن پامال ہو جائیں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر ہنٹس نے اس بارے میں یہی کہا ہے اور یہی

معنی قرین تیس ہی ہیں۔ کیونکہ ربط کلام اسی بات کا معنی ہے اور آیت ۱۶؎ بھی اسی بات کی تصدیق کرتی ہے۔ ورنہ اس آیت کے کچھ معنی ہی نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ حضرت یسعیاہ بادشاہ اماد کو تسلی دلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس لڑکے کے ہونے کا چند روز بعد اس کے دشمن ہلاک ہو جائیں گے۔ لہذا یہاں اگر حضرت مسیح مراد لے جائیں تو اماد کو اس سے کیا تسلی ہوتی؟ کیونکہ اس کے زمانے سے حضرت عیسیٰ تک سات سو برس سے بھی زیادہ کا عرصہ ہے۔ اس سے قطع نظر اسی باب کی آیت ۸؎ میں اس کے وقوع کی میعاد ۶۵ برس کے اندر مقرر ہوئی ہے۔ لہذا مذکورہ باتیں اس حد تک اندر ہونی چاہئیں۔ نہ یہ کہ ان کا وقوع سات آٹھ سو سال کے بعد ہو۔

۱۷ آیت مذکورہ فاری ترجمہ ۱۸۷ میں لکھا ہے: "اور یہ کہ عیسیٰ آئے گا۔ ان کو دکھ ہو گا۔ اور وہی وہی اور مرگین بولی رہا۔ اور ازیمینے کہ از ان کا خوشبختی آید۔ اور وہ بادشاہ پیش ہو گا۔ خواہندمانہ۔ ۱۷ من المعنف"

جدید فاری ترجمہ ۱۸۷ میں آیت اس طرح ہے: "زیرا قبل از انکہ عیسیٰ ترک خودن ہدی و اقتیاد کردن خوبیر بادشاہ زمینیکہ شہنازہ رود بادشاہ آن میر سید متوک نماہ شرح ۱۸۷ عجیب ۱۷ آیت مذکورہ فاری ترجمہ ۱۸۷ میں اس طرح ہے: "اور یہ کہ وہ اس نام و مشق اسکا و اس و مشق دشمن اجمت و در مرور شہمت و جن سال افریم انجاناں منکست بیاید کہ دیگر قویہ نہاشد" ۱۷ من المعنف"

جدید اور ترجمہ میں یہ آیت یوں ہے: "اور یہ کہ وہ اس نام و مشق اسکا و اس و مشق دشمن اجمت و در مرور شہمت و جن سال افریم انجاناں منکست بیاید کہ دیگر قویہ نہاشد" ۱۷ من المعنف"

یاقدم ہوا لفظ جس کے معنی "کوٹاری" ترجمہ ہوتے ہیں۔ اور وہ عیسائیوں کے زعم میں گویا بڑی ترقی دلیل ہے۔ تو اسی لفظ کا ترجمہ میکسیس، ایکویلا اور تھوڈوگن سے جو ان وحدت کیا ہے۔ اب اس صورت میں یہ پیشین گوئی کسی حالت میں ایسی مرتب نہیں کہ بلا تکلف اس کو حضرت عیسیٰ پر چسپاں کیا جاسکے۔

دوسری پیشین گوئی | اور دوسری پیشین گوئی جو یسعیاہ باب ۵۲ میں ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس میں حضرت یسعیاہ حضرت یرمیاہ کے نام کا بیان کرتے ہیں۔

تیسری پیشین گوئی | اور تیسری خبر روانی اتنی ہے کہ یوں باب کی بھی حضرت یسعیاہ کے صادق پیشین گوئی۔ کیونکہ اس معجزہ معیاد کے اندر حضرت عیسیٰ کا ظہور نہیں ہوا۔ بالقرنل یہ بھی مان لیں کہ یہاں دن سے مزید سال ہے جیسا کہ اب عیسائی حضرات تو جبر پیش کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ بھی ان لوگوں کی محض سنٹ و دھری ہے۔ تو بھی یہ خبر حضرت عیسیٰ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسی باب کی آیت ۲۵ میں ان کے آنے کا معاد ۶۹ ہفتے، جس کے ۸۳ دن ہوتے ہیں، مقرر ہوئی تھی۔ پس اگر ان دنوں کو سال بھی قرار دیں تب بھی بادشاہ قرش نے چھ عذرا کو پہلا فرمان دیا تھا۔ اس وقت سے حضرت یسعیاہ تک مذکورہ ایام کے برابر سال نہیں ہوتے بلکہ اس وقت تک ۵۳۶ سال بنتے ہیں۔ اور مورخ یوسٹینس کے نزدیک تو اس فرمان سے حضرت عیسیٰ تک چھ سو برس کے قریب گزرے ہیں۔ علاوہ بریں اس میں حجیم تخت کا بھی ذکر ہے۔ تو اس وحدت میں پھر عادیوں کی بقوت کہاں سے ثابت ہوگی۔ لہذا عیسائی حضرات کو چاہیے کہ اس دعویٰ سے دست برداری اختیار کر لیں۔

۱۔ یہ معینت حدت پتر ہفتے وکھی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو روانی ایل باب ۹ آیت ۲۴

ترجمہ دو جدید ۱۹۵۱ء تا ۱۹۶۲ء - ۱۳ نجیب

جو تھی پیشین گوئی اور چوتھی پیشین گوئی جو عیسائیوں کے زعم میں بڑی قوی دلیل ہے
اپنی حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب کی خبر سودہ بھی حضرت عیسیٰ پر
 مندرجہ ذیل کسی وجہ سے صادق نہیں آتی :-

اول :- یہ کہ پندرہویں ریاست کی عبریت اور ناکور یعنی حاکم کے لفظ اس بات
 کے مفہومی ہیں کہ حضرت مسیح کے آنے تک اُس قوم میں حکومت نہ ہے۔ حالانکہ عیسائیاں ہوا
 کیونکہ پیدائشی مسیح سے چھ سو برس پیشتر وہ پوری قوم قید ہو کر بابل کو گئی۔ اور اسی طرح مصر
 اور رومیوں کا غلامی کرتی رہی۔ انتھیوکس کے عہد میں تو بڑے معائب میں مبتلا تھی۔

دو :- یہ کہ بالقرن اگر یہ میں تسلیم کر لیں کہ لفظ عھا (یعنی عربیہ ریاست)
 اور حاکم سے شناخت قوم مراد ہے۔ جیسا کہ اب عیسائی لاپچار ہو کر نادیل کرتے ہیں۔
 تو بھی کچھ بات نہیں بنتی۔ کیونکہ یہ بات تو حضرت عیسیٰ کے بعد تک بھی موجود رہی چنانچہ
 تاریخ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک سودہ عربت میں ہی
 بہت سے علاقوں پر قابض اور خود مختار و آزاد تھے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بعد ان پر ایسی تباہی آئی کہ ہران میں کوئی حکمران نہیں رہا۔ اور جہاں کہیں بھی وہ
 دوسری اقوام کے مطیع ہو کر رہے ہیں۔ پس اس پیشین گوئی میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مراد لئے جائیں تو معنا لائق نہیں ہو گا۔

سودہ :- یہ لفظ شیلتوج کے معنی میں اختلاف ہے۔ لاطینی میں تو لگیت میں
 (دو جو بھیجا جانے کو ہے) ترجمہ ہوا ہے۔ اور سلوا آجٹھ میں چیزیں اُس کے لئے
 رکھی ہیں۔ "یا" وہ جس کے لئے وہ رکھا ہے یا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مرآئی میں اس لفظ
 کا "وہ جس کا وہ ہے" ترجمہ ہوا ہے۔ مشہور اور ظلم عیسائی محقق و مفسر نیکلرگس
 لفظ کا ترجمہ "اس کا انجام" یا "موقوف ہونا" کرتا ہے۔

لہذا اس حالت میں تو یہ خبر حضرت عیسیٰ پر ہرگز چہاں نہیں ہوتی۔ ہنزال یہ پیشین گوئی

بھی لڑی صریح نہیں ہے کہ بلا تکلف حضرت عیسیٰ پر صادق آئے۔

باقی تین پیشین گوئیاں جن کو پادری صاحب نے صریح قرار دے کر یہاں نقل کیا ہے ان کا حال مذکورہ بالا پیشین گوئیوں سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ میکاہ کی عبارت میں وعدہ ہے کہ شخص موعود حاکم ہو گا اور حضرت عیسیٰ حاکم نہیں تھے۔ چنانچہ اسی سبب سے یہود حضرت عیسیٰ کو مسیح برحق تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کا گمان تھا کہ مسیح دنیا میں بادشاہت اور داؤدی سلطنت کو قائم کرے گا اور ان کے عہد مبارک میں بنی اسرائیل کے ہاتھ قبیلے کے سب جمع ہو کر کجا رہیں گے۔ خواری بھی حضرت عیسیٰ کی زندگی میں ان کی دنیاوی بادشاہت کے منتظر رہے۔ ذکر یا کی خبر میں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں جو کہ حضرت عیسیٰ پر صادق آتا ہو۔ اس لئے کہ اس میں اشرقتا سے لے کر خود مشکل ہے اور زبور ۱۲۲ میں حضرت داؤد اپنا حال بیان کرتے اور خدا تعالیٰ سے مناجات کرتے ہیں۔ لہذا اس کا حضرت عیسیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ آیت ۱۶۱ کی شرح میں لکھا کہ نہایت بدلتا ہے چار ہو کر یوں لکھا ہے کہ اتنا تو بچ ہے کہ داؤد کے دشمنوں نے اس کا مال لوٹ لیا اور سامان تباہ کر دیا۔ اسی طرح گرتین نے بھی آیت ۱۶۱ کی شرح میں بیان کیا ہے کہ ایک صحافی کے لحاظ سے تو یہ الفاظ حضرت داؤد پر صادق آتے ہیں لیکن پورے حضرت عیسیٰ پر ہوتے۔

بہر حال ان میں سے بھی کوئی پیشین گوئی ایسی صریح نہیں کہ بلا تکلف حضرت عیسیٰ پر صادق آسکے۔ اس پر بھی لفظ یہ ہے کہ یہود یوں نے ان میں سے بھی بعض میں شریعت کرفالی۔ مثلاً زبور ۲۲ جس کا تذکرہ زبور ۲۲ میں صومر^{۱۶} پر گزرا ہے اور میکاہ کے باب ۱ کی آیت صومر^{۱۷} میں گوری اور دانی آیل کی پیشین گوئی میں ایک

۱۶ یہ صومر صومرہ کا ہے، اٹھارہ عیسوی کے اول سنے میں صومر^{۱۶} درج ہے۔ ۱۷

۱۸ ۱۳۱

اداد دے کر اس کو ایسا بگاڑ ڈالا کہ اب حضرت عیسیٰ پر ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ
 نئی کٹر بریت اپنے نصف سالہ میں جو واشٹن کی تیسری جلد میں شامل ہے ایسی لکھتا ہے۔ ثانیاً
 اگر صریح ہونا ان کا مان بھی ہیں تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ اگر بعض مقامات
 پر ایسی پیشین گوئیاں بیچ لہی ہیں تو دوسرے مقامات میں تحریف نہ ظہور پذیر ہوتی
 ہو اور ممکن ہے کہ اس سے صریح پیشین گوئیاں نکال ڈالی گئی ہوں جیسا کہ پیشین گوئی
 واضح کی ہے اور کچھ محض قدرتِ خداوندی سے ان کی ایسی بے ایمانی کہ باوجود ان
 پر الزام کے لئے باقائدہ گئی ہیں۔ ثانیاً آپ کے مخالفین نے مجبور ہو کر بعض مقامات
 میں تحریف کا برطلاء اعتراض کیا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں گند چکا ہے۔

پادری صاحب کا یہ کہنا کہ سیودی کتب مقدسہ کی محافظت پر اللہ کے بارے میں
 ہم پوچھتے ہیں کہ انہوں نے ایسی محافظت پر کس وقت توجہ دی ہے۔ اگر یہ توجہ دلالت
 صریح سے قبل یا ابتدائی صدیوں میں کی ہوتی۔ تو پھر ان کتابوں میں کیونکر وہ عوام یا پانچویں
 ہوتیں جن میں سے کچھ کا اقرار آپ کی مستند ترقی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اور
 اس بگاڑ کے اسباب میں غفلت ہاتھی گئی ہیں۔ کیونکہ ایسی محافظت کی وجہ سے یہ
 ناممکن تھا کہ تمام جہان کے مسخر میں فعلی واقع ہو جاتی جسکو جنہوں نے ہاتھوں کے
 مراد و بعض جگہوں میں ادوں کے مرتھو پا جاتا ہے۔ اسی طرح الحاقی فقرہ کی سبب سے
 میں یقینی طور پر معلوم ہوتا کہ فلاں وقت میں فلاں شخص نے فلاں جگہ میں فلاں لفظ
 یا فقرہ زیادہ کیا ہے۔ حالانکہ مستند کتب کے معنی میں اس سے کسی کو بھی ایسی بات
 معلوم نہ ہو سکی۔ اور ایسی محافظت میں یہ بھی ممکن نہ تھا کہ کسی ایک نسخہ میں معنی
 کی اصل عبارت اول سے آخر تک محفوظ نہ رہتی۔ حالانکہ ہورن صاحب اقرار
 کہتے ہیں کہ کسی ایک نسخہ میں اول سے آخر تک سب کی سب اصل عبارت معنی
 کی محفوظ نہیں رہی اور اگر ایسی محافظت اب پچھلے زمانے میں کی ہے تو مسلم۔ مگر

ایسی مخالفت کس کام کی۔ کیونکہ خودہ صدی تک تو اس موجودہ طرز کے باب اور آیات متعین نہیں کئے گئے تھے، عروفت کی گنجی کا تو ذکر ہی کیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسحاق ناسخاں یہودی نے پندرہویں صدی میں آیات کے نشان مقرر کئے۔ چنانچہ صاحب نے اپنی کتاب کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۵۶ میں اس کا حال بیان کیا ہے۔ پس اگر اس کے بعد مخالفت ہوئی ہے تو کیا فائدہ؟ یہود تو اپنا کام پہلے ہی کر چکے تھے۔

ان کا یہ کہنا کہ ”پھر پہلے کسی... الخ تو میری کہتا ہوں کہ ان بے چاروں نے تو بہت شرم چھایا کہ جو جسے تخریفات کی ہے جیسا کہ جہنم اور آراستیم اور آگشاٹن اور دیگر تھیلانک بھسے میں گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

ان کا یہ قول کہ ”حال آگشاٹن۔ سمجھنا کہ کتابوں میں الخ“ ان کا علم و فضل اور ان کی دیانت و صداقت کو روشن اور ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی تخریفات کہنے کا حال تو جہنم، آراستیم اور آگشاٹن وغیرہ کی کتابوں میں موجود ہے اور ان سے ہوتی تھی، تفسیر ہنری و اسکاٹ کے جامعین، ڈاکٹر ڈریش، ہمبرڈ اور وائی ہیگر وغیرہ ساخون حضرات نے نقل کیا۔

پس میں پوچھتا ہوں کہ پادری صاحب نے ان میں سے کوئی کتاب دیکھی ہے یا نہیں؟ پہلی صورت میں تو پادری صاحب کی دیانت و صداقت کا حال آشکارا ہو جاتا ہے کہ حقیقت جاننے کے باوجود حق کو چھپاتے ہیں اور دوسری صورت میں انہوں نے اس کی بات یہ ہے کہ پادری صاحب کا حال تو ہے کہ اپنی شہرہ کتابوں سے بھی واقفیت نہیں رکھتے اور اس پر طرہ یہ کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں آگشاٹن قرآن شریف کی غلط و افسوسناک تفسیر کر کے اس کو مضمرین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ! چوتھانہ بڑی بات کا مصداق ٹھہرتے ہیں۔ ایسی صورت میں پادری صاحب مسلمانوں کے

اد میں کتاب لکھنے پر کس برتے پر مستعد ہوئے۔ یہ منہ اور یہ مسالہ۔ دوستو! ڈرنے کا مقام ہے۔ عجیب زمانہ آیا ہے کہ کس کے ہاتھ میں قلم کا فہم ہوتا ہے جو جی میں آتا ہے لکھتا چلا جاتا ہے۔

پادری صاحب کہتے ہیں کہ مسیح یا حواریوں نے کسی مقام پر ایسی کوئی بات نہیں کہی جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہودیوں نے مقدس کتابوں میں تحریف کی ہے بلکہ اس کے برعکس اس بات کی گواہی دی ہے کہ عند حقیقہ کی مقدس کتابیں خدا کا کلام ہے۔ نیز اس کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثالی کے طود پر اس طرح کہ یوحنا باب ۵ کی آیت ۲۶ میں مسیح نے فرمایا ہے: ۱۔

۲۷ تم کتب مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں ہمیشہ کی زندگی نہیں

ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے۔ ۲

اور ۲۔ تم جیستس باب ۲ کی آیت ۱۶ میں یوں کہتے ہو: ۱۔

۲۸ ہر ایک مجھ جیستس کے نام سے ہے تعلیم امدانام اور اصلاح اصدراستہادی

میں تربیت کرنے کے لئے قائمہ مند بھی ہے۔ ۳

مسیحی باب ۵ کی آیت ۱۸، ۱۹ میں مسیح نے یہودیوں سے کہا: ۱۔

۲۹ یہ دیکھو کہ میں تو تربیت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ

کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب

۱۔ لکھنے کے بعد ترجمے کے الفاظ یوں ہیں: "کتابوں میں ڈھونڈو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ ان میں

کتابوں میں ہمیشہ کی زندگی ہے اور یہ وہی ہے جو میرے لئے گواہی دیتی ہیں۔" ۲ عجیب

۳۔ لکھنے کے بعد ترجمے کے الفاظ یوں ہیں: "ساری کتابیں یعنی ہمہ تن میں کی ساری کتابیں امدانام سے ہے

اور تعلیم امدانام اور اصلاح اصدراستہادی میں تربیت کے واسطے قائمہ مند ہے۔" ۴ عجیب

جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ تو دیت سے ہرگز نہ
 ملے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے " ۱۱

پھر یوحنا باب ۱ کی آیت ۴۷، ۴۸ میں صریح ہے ان سے فرمایا :-

۱۰ کیونکہ اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے۔ اس لئے کہ اس نے میرے
 حق میں لکھا ہے۔ لیکن جب تم اس کے فرشتوں کا یقین نہیں کرتے تو میری باتوں
 کا کیونکر یقین کرو گے " ۱۲

مسیحی بائبل کی آیت ۳۲، ۳۱ میں یوں لکھا ہے :-

۱۰ مگر تم لوگوں کے ہی اٹھنے کی بابت جو خدا نے تمہیں فرمایا تھا کیا تم نے وہ
 نہیں پڑھا کہ میں ابراہام کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں؟
 وہ تو مردوں کا خدا نہیں بلکہ زندوں کا ہے " ۱۱

۱۱ "خدا کے اندر تو تجربہ کے الفاظ یوں ہیں: "میں خیال مت کرو کہ میں تو دیت یا نبیوں کی
 کتاب میں شروع کرتے آیا۔ میں شروع کرنے میں آیا بلکہ پوری کر لے آیا کیونکہ میں پہلے کتابوں کو
 جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائے ایک نقطہ یا ایک شوشہ تو دیت کا ہرگز نہ ملے گا جب
 تک سب کچھ پورا نہ ہو " ۱۲ بحیث

۱۱ "خدا کے اندر تو تجربہ کے الفاظ یوں ہیں: "اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی ایمان
 لاتے اس لئے کہ اوس نے میرے حق میں لکھا ہے لیکن جب تم اوس کے لکھے ہوئے پر ایمان
 نہیں لاتے تو میری باتوں کو کیونکر یقین کرو گے " ۱۲ بحیث

۱۱ "خدا کے اندر تو تجربہ کے الفاظ یوں ہیں: "مردوں کے ہی اٹھنے کی بابت خدا نے جو
 تمہیں فرمایا کیا وہ تمہیں پڑھا کہ میں ابراہام کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں؟
 خدا مردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا ہے " ۱۲ بحیث

پھر یوحنا باب ۱۰ کی آیت ۳۵ میں یہودیوں کے پاس سے میں فرمایا :-

”جیکر اُس نے تمہیں خدا کا گواہی کے پاس خدا کا کلام آیا اتم“

اور یوحنا باب ۲۴ کی آیت ۲۵ تا ۲۷ میں اپنے شاگردوں سے کہا :-

”..... دے گا تو اہل نجیوں کی سب باتوں کے ماننے میں مستحق ہے!

کیا جیسے کہ یہ دکھ اٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور تھا پھر یوحنا

سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اُس

کے حق میں کہی ہوئی ہیں وہ ان کو کھادیں“

اور یوحنا باب ۱۶ کی آیت ۲۹، ۳۱ میں مرقوم ہے کہ مسیح نے ایک شیل

میں فرمایا :-

”وہ ابرہام نے اس سے کہا ان کے پاس موسیٰ اور انبیاء تو ہیں ان کی نہیں۔۔۔

اس نے اس سے کہا کہ جب وہ موسیٰ اور نجیوں ہی کی نہیں سنتے تو ان کو گویا

میں سے کوئی جی اٹھے تو اس کی بھی دہانیں“

یہ آیت قدیم ترجمہ میں یوں ہے :- ”ان کے پاس خدا کا کلام آیا“

یہ آیت قدیم ترجمہ میں یوں ہے :- ”اے گا تو اہل نجیوں کی زبانیں باتوں

کے ماننے میں مستحق ہوا جو اکیلا ضرور تھا کہ اٹھا کر اپنے جلال میں داخل

ہوا اور موسیٰ اور سب نبیوں کی دے باتیں جو سب کہوں میں ہیں شروع سے اُن کے

لئے جان گئے“ ۱۳ نجیب

یہ آیت ۱۸۴۲ کے ترجمہ میں یوں ہے :- ”ابراہیم نے اُس سے (میں دولت مند سے) کہا کہ ادا کے

پاس موسیٰ اور انبیاء پر چینی کے روئے ادا کی نہیں۔ پھر فرمایا کہ ”جب موسیٰ اور نبیوں کی دہانیں

میں سے کوئی اٹھے اس کی دہانیں“ ۱۴ نجیب

ہم کہتے ہیں کہ یہ ایک اور حوالیوں نے تو کہیں یہ بھی نہیں کہا کہ سامریوں نے اپنی توحید کے سوا میں شریعت کی۔ لہذا پادری صاحب کے نزدیک وہ بھی غیر محرف ہونا چاہیے۔ حالانکہ جمہور یہودی اور عیسائی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان لوگوں نے عیسائے کی جگہ گندم بنایا ہے اور احکام عشرہ میں ایک حکم اپنی طرف سے گھر کے داخل کر دیا۔ پس حضرت مسیح اور حوالیوں کا اس امر میں خاموش رہنا اور یہود کو توحیف کا الزام دینا عدم توحیف کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

پادری صاحب کا قول کہ ”بلکہ ان کے برعکس گواہی دی... الخ“ ہم کہتے ہیں کہ ان آیتوں سے پادری صاحب کا استدلال کرنا کئی وجہ سے غلط ٹکڑا ہے :-
 اولاً : یہ کہ عہد جدید کی کتابیں بلا سند اور غیر متواتر ہیں۔ ان میں اتفاق ہوا ہے اور وہ محرف بھی ہو گئیں لہذا ان سے سند لکھنا صحیح نہیں ہے۔

ثانیاً :- یہ کہ اگر بالفرض یہ بھی مان لیا جائے کہ ان خاص آیتوں میں تحریف نہیں ہوئی اور یہ الحاقی بھی نہیں ہیں تب بھی ان سے عہدِ ہدایت کا استناد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان میں سے ایک آیت میں بھی نہ تو سب کتابوں کے نام ہنگوں ہیں اور نہ ہی ان کی تعداد بتائی گئی ہے۔ تو کس طرح یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کتابیں جن کی طرف ان آیتوں میں اشارہ ہے وہی کتابیں ہیں جو اب عیسائیوں کے ہاں مستعمل ہیں۔ اور اگر پادری صاحب یہ کہیں کہ یہودیوں کے ہاں یہی کتابیں الہامی مانی جاتی تھیں تو یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ کے ہمعصر یہود کتابِ دانی آیل کو وحی سے لکھی ہوئی نہیں مانتے تھے اور نہ ہی دانی آیل کو یہ نمبر ہی تسلیم کرتے تھے۔ اسی طرح عیسائی مستندین نے عیسائی حضرت کے نزدیک کتابِ استر بھی مشتبہ سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ طبعو کی قالونی کتابوں کی فہرست میں بھی داخل نہیں۔ اور کتابِ حزقی آیل کے بارے میں بھی مستند مہم کے علماء کو شبہ تھا کہ قانون میں داخل کی جائے یا نہیں؟ چنانچہ ان کتابوں

کا مقبول حال مقدمہ کی فصل اول میں گزر چکا ہے۔
مشہور محدث یوسف سیسی جس کی گواہی عمدہ حقیق کے بارے میں انتہائی مستحب بھی جاتی
ہے وہ مشہور تھا ہوا ہے۔ وہ صرف اتنا لکھتا ہے۔

ہمارے یہاں ہزاروں کتابیں ہیں کہ ایک دوسری کی مخالفت اور تنقید
ہوں بلکہ ہمارے ہاں صرف بائیس کتابیں ہیں اور ان میں تمام گزشتہ ننانو
کا حال ہے اور وہ انسانی خیال کی جاتی ہیں۔ ان میں سے پانچ موسیٰ کے
ذریعہ آئی ہیں۔ ان میں آئین اور عالم کی پیدائش سے موتی کی وفات تک
کا احوال ہے۔ ان کی وفات کے بعد سے اور شیر بادشاہ تک پیغمبروں نے
اپنے اپنے وقت کا حال تیرہ کتابوں میں تحریر کیا ہے باقی چار کتابیں
تدا کی محدثانہ پر مشتمل ہیں یا

پس اگر اس گواہی کو تسلیم ہی کر لیا جائے تو میں صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یوسف
حضرت موسیٰ کی تصنیف پانچ کتابیں بتاتا ہے اور ان میں مانا جاتا ہے۔ لیکن اس سے
یہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ یہی موجودہ پانچ کتابیں ہیں۔ یا وہ پانچ کتابیں ان
موجودہ کتب کے لفظاً لفظاً موافق تھیں۔ بلکہ اس کی تاریخ سے تو اس کے برخلاف
معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بزرگوں کی تاریخوں کے احوال میں گزر چکا ہے اور باقی
کتابوں کی نسبت تو اس گواہی سے کچھ مندرجہ نہیں نکل سکتی۔ کیونکہ یوسف سیسی کہتا ہے کہ
موتی کی موت سے اور شیر کے لہان تک کا سب پیغمبروں نے تیرہ کتابوں میں
حال لکھا ہے۔ اور باقی چار کتابیں محدثانہ پر مشتمل ہیں جن کا مجموعہ مشہور ہوتا ہے۔ مگر

۱۔ یہ ایک ایسا حدیث ہے کہ ہر شاہوں کا مستور نظر اس نے یونانی زبان میں
اپنی قوم کی تاریخ لکھی ہے۔ ۱۱۱۱

اب حال یہ ہے کہ موسیٰ کی پانچ کتابوں کے علاوہ عہد عتیق میں چونتیس کتابیں شامل ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ کتاب ایوب کو بعض علماء حضرت موسیٰ سے پہلے کی تصنیف بتاتے ہیں چنانچہ اس کا مفصل تذکرہ مقدمہ کی پہلی فصل میں گزر چکا ہے۔

علاوہ بریں اس دور میں اور بھی بہت سی کتابیں تھیں اور ان میں متعدد میں عیسائی بھی تسلیم کرتے تھے۔ مثلاً کتاب ہوبیا، کتاب یہودیت، کتاب دانش، کتاب باروخ، لہذا کلیسائی پند و نصائح وغیرہ۔

مگر اب وہ جعلی قرار پا کر پرمسٹھٹوں کے نزدیک واجب التسلیم نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ یہاں وہ بھی مراد ہوں۔ لہذا روس کے تھوراک اور یونانی فرقوں کے لئے ان کتابوں کے مستند ہونے پر بھی دبی ہو گی۔ قطع نظر اس سے کہ ان میں بہت سی کتابیں اب بھی گمشدہ ہیں اور مذکورہ گواہی میں ان کتابوں کی طرف اشارہ نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ یہی ریویژن جو عیسائیوں کے نزدیک انتہائی معتبر و مذہب سے صورت فرق آئی کی طرف دو اور کتابیں منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حزقی ایل نے فریو و شلیم کی تباہی اور صدقیاہ کے بائبل کو نہ دیکھنے کے بارے میں پیشین گوئی کر کے اس محفوظ کو روڈ شیم میں بھیج دیا۔ پس اب وہ محفوظ کہاں ہے۔ اسی طرح اور بھی کتابیں گم ہیں۔ چنانچہ ان کا حال مقصد دوم کی پہلی فصل میں گزر چکا ہے۔

تالٹا: یہ کہ بالفرض اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ ان آیات میں انہی کتابوں کی طرف اشارہ ہے تو بھی ان سے عہد عتیق کی عدم تحریریت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ گواہی ہمارے دھڑلے کے مخالف نہیں پڑ سکتی۔ کیونکہ ان آیات سے صرف اتنا ہی ثابت ہو گا کہ یہ کتابیں اس وقت میں مروج اور یہودیوں کے یہاں واجب التسلیم تھیں۔ چنانچہ پہلی جن کی کتاب کو پادری صاحب نے بھی بہت مستند قرار دے کر حل الاشکال کے صفحہ ۱۵۵ میں کتاب اسناد میں ذکر کیا ہے۔ اپنی کتاب میں میرے حصے کے

تیسرے باب میں یوں لکھا ہے :-

”ہمارے شیخ نے بلاشبہ انہیں ہوسوی کو من جانب اللہ کہا ہے اور میں اس بات کو مشکل سمجھتا ہوں کہ اس کا آقا اور وجود احد کی طرف سے ہو خصوصاً اس حال میں کہ یہودی لوگ جو مذہب میں نکلائی اور اور چیزوں میں مثل بن لڑائی اور کلمہ کے لڑکے تھے، توحید خدا کے ساتھ چلے جوتے ہوں اور خدا کے بارے میں ان کے مسائل بہتر ہوں اور دوسرے لوگ بہت سے معبودوں کے قائل ہوں اور جلا سمعہ ہمارے شیخ نے ان کے اکثر لکھنے والوں کا بہت کوا تسلیم کیا ہے اور اس حد تک ہم عیسائیوں کو جانا واجب ہے اور پورا حیدر متیقن یا ہر فرقہ کی سچائی اور ہر کتاب کے اصل ہونے اور تحقیق کر کے لکھنے والے کے لئے دین دوسوی کو بدعا علیہ کرنا (یعنی اس کی حقانیت کے خلاف دعویٰ کرنا) زیادہ تو نہیں کہتا لیکن یہاں حضرت تمام سلسلہ کو مشکل بنا داتا ہے۔ یہ کتابیں عام پڑھی جاتی تھیں اور ہمارے شیخ کے ہمعصر ہندی ان کو لکھتے تھے۔ اُس نے اور اُس کے حواریوں نے تمام یہودیوں سمیت ان کی طرف رجوع کیا ہے اور شاہد کیا ہے اور استعمال میں لائے ہیں۔ پھر بھی اس استعمال اور رجوع سے سوائے اس کے اور کچھ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جہاں حضرت عیسیٰ نے کسی پیشین گوئی کے بارے میں حاکم کو دیا کہ یہ من جانب اللہ ہے وہ تو الہامی ہے۔ وگرنہ فقط آسمان کا ہوتا ہے کہ اس وقت میں یہ کتابیں مشہور اور مسلم تھیں۔ اور ہماری مقدس کتابیں یہودی کی کتابوں کے لئے بہترین گواہی ہیں۔ مگر اس گواہی کی حقیقت بھی سمجھنی چاہیے کہ وہ یقیناً عام طور پر بیان کی گئی خاصیت سے مختلف ہے۔ یعنی استحکام خصوصاً ہر معاطہ اور ہر دماغی کا بلکہ ہر کام کی علت ہے

اس علت کے قیاس کے بھی ۔

یعقوب اپنے خط میں لکھتا ہے کہ تم نے ایوب کا حبر سنا ہے اور خداوند کا
مطلب اور یافتہ کیا ہے۔ اس کے باوجود مذہب عیسائی کے علماء میں ایوب
کے حالات کی حقیقت بلکہ ایسے شخص کے وجود پر بھی ہمیشہ نزاع اور گفتگو رہی
ہے اور یعقوب کی گواہی اتنی ہی خیالی کی گئی ہے کہ اس وقت میں یہودی
اس کتاب کو بھی مانتے تھے اور بس ۔

پوئس تیسیس کے نام دومرے خط میں ایسی ہی مناسبت دکھاتا ہے اور
جس طرح یا تاس اور میر تاس نے موسیٰ کی مخالفت کی اسی طرح وہ صدق کے
مخالفت میں اور یہ نام حبر حقیقی میں موجود نہیں ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ پوئس
نے ان کو کسی گھوٹے مفردوں سے لیا ہے یا باعتبار روایت کے معلوم کیا
ہے۔ لیکن کسی نے بھی یہاں تحقیق نہیں کی کہ اس جگہ پوئس محفوظ سے سند
ہے۔ اگر وہ اعمال لکھا ہوا تھا جس کو اس نے نقل کیا یا وہ اپنی طرف سے
اس روایت کی چھائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ چہ جائیکہ اس نے ان سوالوں
کے سبب سے اپنے تئیں ہتلا کیا ہو کہ اس کی تاریخ اور رسالت اس حال
کے تحقیق پر موقوف ہے کہ آیا یا تاس اور میر تاس موسیٰ کے مقابلے
میں آئے تھے یا نہیں؟ پھر کس سبب سے چاہیے کہ اور حالات کی
تحقیق کی جائے ۔

میری اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ یہودیوں کی تاریخ کے اور فقرے نسبت
تاریخ ایوب اور یا تاس اور میر تاس کی بہتر گواہی نہیں رکھتے۔ بلکہ یہی وہ میری
طرح خیال کرتا ہوں۔ اور میری مراد یہ ہے کہ حبر جدید میں کسی فقرہ کا
حبر حقیقی کی طرف رجوع، اس فقرہ کی ایسی صداقت مفروضہ نہیں کہ وہ یا تاس کے

با اعتبار ہونے یا اس کی دلیل خارجی جو اس کے اعتبار کی بنیاد ہے اس کی تحقیق کی حاجت ہی نہ ہو۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ یہودیوں کی تاریخ کی نسبت یہ قاعدہ مقرر کریں کہ یہود کی کتابوں کی ہر بات کو چکا ہونا چاہیے اور نہ یہ کہ وہ سب کتابیں جھوٹی ہیں کیونکہ یہ قاعدہ بھی دوسری کتاب کے لئے مقرر نہیں ہوا۔ اس لئے کہ بیان نبی نے اس لئے ضروری سمجھا کہ والدیر اور اس کے شاگردوں نے گزشتہ کچھ دنوں سے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ دین مسیحی پر یہود کے عنوان کو حملہ کرتے ہیں، ان کے بعض مہترانہ غلط تر جبر پر مبنی ہیں اور بعض مبالغہ کرنے سے پیدا ہوتے ہیں، لیکن ان کے اعتراضوں کا سنی بھی پہلے کہ حضرت عیسا اور پہلے سطویں کی گواہی دے کر دیگر پیغمبروں کی رسالت پر یہودیوں کی تاریخ کی ہر سر بات اور ہر چیز کی تصدیق کرتی ہے اور دین مسیحی پر حدیثی ہے کہ ہر حال کی پکائی کی شناخت

واجب ہے ۵ انتہی

ملاحظہ کیجئے کہ پہلی کے اقرار کے مطابق عیسا اور عوادوں کی گواہی اور یہودیوں کی کتابوں کی طرف ان کے رجوع سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جہاں کسی پیشین گوئی کے حق میں ماٹ کہہ دیا ہے کہ یہ سن جانب اللہ ہے وہ تو الہامی ہے۔ ورنہ اتنا سمجھنا چاہیے کہ اس وقت میں یہ کتابیں مشہور نہیں، اور کسی فقرہ کی طرف رجوع سے اس فقرہ یا اس کی دلیل کی ایسی صداقت ثابت نہیں ہوتی کہ پھر اس میں تحقیق کی حاجت ہی نہ رہے، جیسا کہ اس پر یعقوب اور پولس کے اقوال اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اور یہی کتاب کا ہے۔ مقدمہ کی پہلی فصل میں ہم اس کا بائیس وجوہات گزرا چکی ہیں کہ ایسے کتاب میں اختلاف ہے۔ اور اگر یعقوب کی گواہی کافی ہو جاتی تو اس قدر اختلاف کیوں واقع ہوتا۔

مہاتما : یہ کہ اگر بالفرض ہم یہ بھی مان لیں کہ پہلی نے بھی یہاں غلط سمجھا اور پادری صاحب ٹھیک کہتے ہیں تب بھی ہمارے دعوے کو اس گواہی سے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں صرف اتنا ہی ثابت ہو گا کہ حضرت عیسیٰ کے عہد تک وہ کتابیں محفوظ نہیں ہوتی تھیں اور ان میں یہود نے تعریف نہیں کیا تھا۔ لیکن گریگور آسٹیم، آگسٹائن اور جیلین کی جو گواہی گذشتہ اوراق میں گزر چکی ہے اس کو پادری صاحب کیا کریں گے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کے بعد تخریفات کی ہے اور ڈاکٹر کننگھم کاٹ اور ریشپ والٹن پرانے نسخوں کے دستیاب ہونے کی وجہوں بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی کونسل نے ساتویں آٹھویں صدی سے قبل سے کلمے ہونے نسخوں پر غلطی کا الزام لگا کر جلا ڈالا ہے اس سے یہ گمان کہ یہودیوں نے یقیناً تخریفات کی ہے اچھی طرح مضبوط ہوتا ہے۔

بہر حال یہ گواہی جسے پادری صاحب اپنے زعم میں بہت ہی مستحکم سمجھتے تھے ہمارے دعویٰ کے منافی نہیں نکلی اور اس سے عہد عتیق کی کتابوں کی ودا بھی سند ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن تعجب کی بات ہے اس بیان کے باوجود پادری صاحب کچھ اور ہی داگ ادا پتے ہیں۔ ودا سئلے وہ کیا خوب داگ لیتے ہیں۔

۱۔ کیریز اسم (CARRIS) کا نامیت صحیح و صحیح مقرر تھا۔ مشکو میں انفا کہ میں پید ہوا۔ ایک عورت تک مستظنیہ کا مستحق بھی رہا۔ مشکو میں انتقال ہوا۔ (المعجم فی العلوم)

۲۔ آگسٹائن (AUGUSTINE) میں ایوں کا مشورہ ریشپ اور فلا سفر جو افریقہ میں مشکو کو پید ہوا مشکو میں پتو کا ریشپ مقرر ہوا اور مشکو میں انتقال کر گیا۔ لاطینی زبان میں اس کی بہت سی تعنیفات ہیں۔ حال ہی میں اس کی اہم تعانیات کا انگریزی ترجمہ نوا ایک سے بیسکہ انگلش ٹریٹنگسٹن کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔ فرقہ پروٹسٹنٹ کے لیڈروں نے بہت حد تک اس کی تعانیات سے استفادہ کیا ہے۔ - ۱۳ تھی

یا پانچواں استدلال | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”پس ان آیتوں میں مسیح نے کھلا کلمہ اقرار کیا اور گواہی دی کہ پرانے عہد کے کتابیں جو ان دنوں یہودیوں میں مستعمل تھیں حق اور صحیح اور خدا کی طرف سے تھیں اگر یہودی ان میں کچھ دخل و تصرف یا تحریف و تبدیل کرتے تو مسیح ایسے امر قبیح کو مشہور کر کے تحریف کی جھوٹی آفتابیں سب جادیتا اور انہیں صحیح بھی کہتا اور اس بات سے یہ بھی نکلا ہے کہ جب بنی اسرائیل بائبل میں تہید ہونے اُس وقت بھی کتب مقدسہ تحریف و تغیر سے بچیں ہی ہیں۔ کیونکہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایسا ہوا اور مسیح نے اس امر کی حقیقت بیان نہ کر کے جھوٹی حامی بھری ہو۔“

الحاصل کتب حدیث کی صحت اور حقیقت کے لئے مسیح کی گواہی کتب نبوی دلیل ہے۔ اس صحت میں اعداد و گورہ کی کچھ اصل نہیں اور خوب نہیں ہے کہ یہودیوں نے اپنی کتب مقدسہ کو مسیح کے عہد میں تغیر و تبدیل کیا اور بائبل میں تہید ہونے کے زمانہ میں بلکہ اب تک ویسی ہی ہیں جیسی خدا کے والے سے پیغمبروں کی معرفت انہیں ملی تھیں۔“

جو اہلب | انہیں کہتا ہوں کہ مسیح نے تو کہیں بھی کلمہ کھلا گواہی نہیں دی۔ چنانچہ اس کا حال ابھی گزر چکا ہے۔

پادری صاحب کہتے ہیں کہ ”اگر یہودی ان میں کچھ دخل و تصرف یا تحریف و تبدیل کرتے تو مسیح الخ اس کے جواب میں نہیں پوچھتا ہوں کہ پھر مسیح سامریوں کی طرف سے تو دیت میں تحریف کرنے کے اس امر قبیح کو مشہور کر کے محرف آیتوں کی نشاندہی کیوں نہ کر دی اور انہیں صحیح کیوں نہ کر دیا۔ لہذا اس صورت میں کہ انہوں نے ایسا

نہیں کیا تو پادری صاحب کی تقریر کے بموجب لازم آتا ہے کہ لورڈیت، سامری بھی غیر محرف ہو، حالانکہ یہ بات جمہور یودی و عیسائی علماء کے خلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کا اس معاملے میں خاموش رہنا عدم تحریفیت کی دلیل کسی طرح نہیں بن سکتا۔

پادری صاحب کا کہنا کہ "اور اس بات سے یہ بھی نکلتا ہے" تو ہم کہتے ہیں کہ پادری صاحب نتیجہ تو خوب نکالتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ان ہی کے علماء نے ان کو اس نتیجہ کی بابت چھٹلاتے ہیں۔ عظیم عیسائی نا اہل بشپ ہارسل کی کتاب بڑی مستند سمجھی جاتی ہے اس کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۵۵ پر یوں لکھا ہے :-

"یہ بات یقیناً بالکل درست ہے کہ بخت نعر کے ہاتھوں ہیکل کی تباہی کے بعد بلکہ شاید اس سے بھی کچھ نہ مارا۔" شیخ عربانی متن لوگوں کے پاس موجود نقلوں میں عزرا کی تصحیح کے بعد محرف ہوا جہانہ کی نسبت بہت بڑی تحریف کی حالت میں پایا جاتا تھا!"

لہذا جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ لوگوں کے پاس موجود نسخے سب محرف تھے اور اصل نسخہ بخت نعر کے عہد میں تباہ ہو گیا۔ چنانچہ بشپ ہارسل نے مذکورہ بالا صفحہ میں ہی لکھا ہے کہ "اصل نسخہ کھو گیا" اور ملا کی کتاب کی عبارت بھی نقل ہو چکی ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اصل نسخہ بخت نعر کے وقت میں ضائع ہو گیا اور عزرا کا صحیح کیا ہوا نسخہ انیسویں صدی کے عہد میں ضائع ہو گیا۔ تو اب بالبدیہت یہ بات ظاہر ہو گئی کہ جتنے نسخے باقی رہے ہیں وہ سب کے سب محرف ہیں۔ اسی لئے ہم نے

لے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ کی "فصل سوم" میں "کتب متورہ میں تحریف

کے اسباب و وجوہ" ۱۴ تجزیہ

صاحب کہتے ہیں کہ ”اب کسی نسخہ میں مصحف کی مکمل عبارت نہیں ہے بلکہ سب نسخوں میں باہم گڑبگڑ ہو گئی ہے۔“

پادری صاحب کے قول ”کیونکہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ۱۰۱ لوگ کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ایسا ہے تو کہیں بھی اس بات کی تصدیق نہیں کی ہے کہ وہ غیر محرف ہیں بلکہ بعض آیتوں سے تو سیودیوں کی بے ایمانی کا برملا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ یوحنا باب ۵ کی آیت ۴۶، ۴۷ اور لوقا باب ۱۶، آیت ۲۹ وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔“

ہاں یہ بات مسلم ہے کہ جن کتابوں کا نام عیسائیوں نے ”عہد جدید“ رکھا ان میں یہ بیان نہیں ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو تشریح کا لازم مقرر کیا ہو۔ لیکن اس معاملہ میں حضرت غنٹی کے خاموش رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ کتابیں محرف نہیں ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں تو سامری تودیت کے لئے بھی یہ بات لازم آئے گی۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ تو اس کے حق میں بھی سامری عورت کے جاننے خاموش رہے۔ حالانکہ اس قسم کے تذکرہ کا وہاں بہت بہتر موقع تھا کیونکہ وہاں سامری عورت اسی قدم پہنچے۔ جس کی بنا پر سامریوں پر تشریحیت کا الزام لگایا جاتا ہے یوں کہا تھا۔ (یوحنا باب آیت ۲۰) :-

”ہمارے باپ و افاضے اس پہاڑ پر یہ سستی کی ادرت کہتے ہو کہ وہ جگہ چلنا

پرستش کرتا چاہیے۔ یہ وہ ظلم ہے۔“

لیکن اس کے جواب میں حضرت یوحنا نے ان پر تشریحیت کا الزام لگانے بغیر آیت ۲۱ کے مطابق صرف اتنا کہا :-

”یہ تو ہمارے اسی سے کہا ہے عورت امیری بات کا یقین کر کہ وہ وقت آتا ہے کہ

لے گزشتہ اولیٰ میں یہ آیت گزر چکی ہیں۔ ۱۲ نجیب

تمہ تو اس پائل پر باپ کی پرستش کرو گے اور نہ میری تعلیم میں۔
 پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اس معاملے میں خاموش رہنا
 چاہتے تھے۔ لہذا سامریہ جو رست کی بات پر اعتراض نہیں کیا۔ اور اس سے یہ نہیں کہا
 کہ تم لوگوں نے تحریف کا ہے اور جو یہود کہتے ہیں وہی حق ہے۔ تو اب یہ بخوبی ظاہر
 ہوا کہ حضرت مسیح کا خاموش رہنا اور یہود پر تحریف کا الزام عائد کرنا، عدم تحریف
 کی دلیل نہیں بن سکتا۔ لہذا اس بات سے پادری صاحب کا عدم تحریف پر استدلال
 کرنا اور تبصرہ لگانا سب غلط ٹھہرا۔

۶۰

فاصلہ ہے کہ اس کے بعد پادری صاحب نے کتاب "استفسار" کے اعتراضات
 کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اور اس ناکام کوشش میں اپنی کتاب کے بہت سے
 صفحات سیاہ کر ڈالے اور خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا ہے۔ اس جواب میں
 مذکور پادری صاحب کے اعتراضات ہر چند قابل التفات نہ تھے اور نہ ایسی
 لغویات کے جواب میں معروف ہو کر اپنی لطیف اوقات کو دل چاہتا تھا۔ لیکن
 اس پہلو کو دیکھتے ہوئے کہ جب تحریف کے متعلق پادری صاحب کی کتاب کی
 پوری فصل کا جواب لکھا ہے تو متا سب معلوم ہوتا ہے کہ ان باتوں کا بھی کچھ
 اجمالی جواب لکھ دیا جائے۔ اور درحقیقت صاحب "استفسار" نے
 پادری صاحب کی باتوں کا مفصل جواب لکھا ہے اور عنقریب پادری صاحب
 کی نظر سے بھی گزرے گا۔



کتاب استفسار پر اعتراضات کے جواب

پہلا اعتراض | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”پہلے یہ دیکھنا ہے کہ کتاب استفسار“ کے مصنف نے بڑی جلد و جملہ کا کار
خواہ خواہ کتب حدیث و حدیث کا تحریف ہونا ثابت کرے اور جتنے اعتراض
کہ اس بات پر عینا ہت ہول و طول اپنی کتاب میں اُس نے پیش کئے ہیں
اُن سب کا خلاصہ بارگاہِ دہلی میں ۲۷۷ صفحوں سے ۴۰۰ تک لکھا ہے۔ مگر
تجربہ یہ ہے کہ ان بارگاہِ دہلیوں میں جتنیں مصنف نے نہایت معتبر جانا اور
جا بجا اُن پر رجوع کیا ہے۔ صورت ایک ہی دلیل بجا اور مطلب کے موافق
و مناسب ہے باقی کوئی دلیل کتب معتبرہ کا تحریف سے علاوہ نہیں رہتی چنانچہ
مثبت تحریف ہو۔ اس تفصیل سے کہ جتنی اور دو تہری اور تہری اور باخبر
دہلی میں تو وہی ایک اعتراض پیش کیا ہے یعنی دلیل (دلیل) حری کلام اللہ
نہیں ہے بلکہ اُس میں اوروں کا کلام بھی جا بجا داخل ہے۔ اور ساتھ ہی
اور اشقی اور نوحی اور سو تہری دلیل میں پراسی مطلب کا ذکر کیا ہے
صورت اتنا فرق ہے کہ تو میت و انجیل کی بعض آیتوں کو خلافتِ یانہ کو کہ
اپنے مطلب کے موافق بنایا۔ یہی یہ آئمہ و دلیل صورت اسی ایک بات پر
رجوع کرتی ہیں کہ دلیل میں غیروں کا کلام مل کر اُس میں غرایاں ہو گئی ہیں
اور بہت جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ غرایاں ابتداء سے بلکہ اُن کتابوں کی تالیف
کے وقت سے پڑی ہیں جیسا کہ ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۳۵، ۲۴۰، ۲۴۵ وغیرہ صفحوں میں

اسی قسم کی باتیں کہی ہیں۔ سو بالقرین اگر مصنف کا دعویٰ درست بھی ہوتا ہی
 اس سے یہ ثابت نہ ہو گا کہ کتبہ مقدمہ میں تحریف واقع ہوئی بلکہ یہ پایا
 جائے گا کہ وہ کتبہ کلام اللہ نہیں ہیں، بلکہ کوئی شخص محمدی توہمیت و انجیل کے
 کلام اللہ ہونے سے منکر نہیں ہو سکتا ہے۔ اور تحریف صرف اُس وقت
 حجت ہوگی جب معتبر دلیلوں سے مدلل و معین ہو جائے کہ اب کی کتابیں
 انہی کتابوں کے موافق و مطابق نہیں ہیں۔ حال آنکہ اس بات کے اثبات
 میں اُن دلیلوں کے درمیان ایک حرفت بھی نہیں ہے۔ ہر واقعی توہمیت ہے
 کہ کتبہ مقدمہ ہر وقت ایسی ہی تھیں جیسی اب ہیں اور مصنف نے
 بھی انجیل اس بات کی گواہی دی ہے۔ چنانچہ اُس نے مواتع مذکورہ
 میں اقرار کیا ہے کہ وہی غرابیاں مجھ کو اُس نے دلیل تحریف بتلائی ہے ابتداء
 سے اور تابعیت کے وقت سے ہوئی ہیں لیکن وہ کتابیں اگر ابتداء سے
 ایسی ہی تھیں جیسی اب ہیں تو ظاہر ہے کہ تحریف و تبدیلی نہیں ہوئیں اور
 یہ کتابت ابتداء سے کلام غیر داخل ہوا ہے تو یہ وہی بات ہے کہ توہمیت و
 انجیل کلام اللہ نہیں، حال آنکہ محمدی آیتا نہیں کہہ سکتے ۱۱

جواب | ہم کہتے ہیں کہ صاحب استفسار سے تمام دلائل بالکل درست ہیں
 اور پوری صاحب کا یہ کہنا کہ اُن میں سے صرف ایک دلیل طلب
 کے موافق و مناسب ہے اور باقی دلیلوں کا ثبوت تحریف سے کوئی تعلق نہیں ہے
 مرام لغو و باطل ہے کیونکہ تحریف عام ہے خواہ قصداً ہوئی ہو خواہ عدم قرات
 کی بنا پر کاتبوں کے سمورے نسیان وغیرہ کے فعلیہ وقوع پذیر ہو۔ غرض یہ ہے کہ
 خواہ کسی طرح بھی ہر ماہر المقصود یہ ہے کہ اس کتاب میں کسی غیر کی عبارت داخل
 ہو جائے اور صاحب استفسار کا مطلوب بھی یہی ہے، اس صورت میں

مقام تعجب ہے کہ پھر یادری صاحب یہ کیسے کہتے ہیں کہ ان دیلوں کا ثبوت شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

یادری صاحب کا قول "موا بالفرض الخ" ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لیکہ قاضی کلید قرار پا چکا ہے کہ جب کوئی کتاب کسی تصنیف کی تصنیف ثابت ہو جائے پھر اس کا ایسا جملہ پائے جائیں جو اس کی تصنیف معلوم ہو دیتے ہوں۔ خواہ باعتبار ابتداء کے ہوں خواہ محاورہ کے نقطہ نظر سے۔ تو ان جملوں کو یقیناً الحاقی تسلیم کیا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ یہ جملے بعد میں ملائے گئے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ان جملوں کے باعث اس کتاب کو ہجرت اور ذکر کے یہ کہا جائے کہ ساری کتاب اصل تصنیف کی تصنیف ہی نہیں ہے۔ چنانچہ ہجرت اور صاحب اپنی کتاب کے صحت پر لکھتے ہیں :-

"محققین ادعا علیٰ قراہ کے یہ کہنے سے کہ الیہ اور آیتوں میں چند آیات الحاقی ہیں کسی نے ان کتابوں کے ہجرت کی تصانیف ہونے سے انکار نہیں کیا۔"

لاڈلور جلد دوم صفحہ ۲۴ پر انکاشس کے خطوط کے مجموعے نسخوں کے حوالہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

"جو عبارتیں انکاشس کے حوالہ کے مطابق مناسب معلوم ہوتی ہوئی تو اس

بات سے کہ ان سارے خطوط کو روکا کر دیں، یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے

کہ ان فقروں کو الحاقی قرار دے دیں۔"

اسی طرح یونیورسٹی کی تاریخ کا بھی اس کی تصنیف ہونے سے کوئی شخص انکار

نہیں کرتا۔ اگرچہ اس میں بھی الحاقی ہوا ہے۔ مثال کے طور پر وہ جملہ جس میں حضرت

عیسیٰ کا ذکر ہے بے شک الحاقی تسلیم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ لاڈلور نے انتہائی

ثبوتی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس متقدمین کی تصانیف کا

کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔ اگرچہ ان لوگوں کی کتابیں بھی الحاق سے محفوظ نہیں

رہ سکی ہیں۔

بہن چیب یہ بات ثابت ہوگئی کہ کوئی کتاب الحاق ہونے کے باعث مصنف کی تعریف ہونے سے خارج نہیں ہوتی بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کتاب میں تحریر ہوئی ہے۔ لہذا صاحب استفسار کی آٹھوں دلیلیں درست ہیں۔ اور پادری صاحب کا جواب مرامر فلفظ۔ لیکن اگر پادری صاحب کے نزدیک یہ بات درست نہیں اور ان کے نزدیک بھی کسی کتاب میں الحاق ہو جانے کے سبب وہ کتاب مصنف کی تعریف ہی نہیں رہتی تو اس میں ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ پادری صاحب کو ہی بیشتر متقدمین کے کلام سے ہاتھ دھو لے پڑیں گے۔

پادری صاحب نے انہی مشنوں کے کلام سے استدلال کر کے انتہائی غلطی کی ہے کیونکہ اس کے خطوط میں تو یقینی الحاق ہوا ہے۔ جیسا کہ لارڈ رور اور پتلی کی کتابوں میں اس کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ علی ہذا انصاف احمد عتیق اور عبد جدید سے بھی دست بردار ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان میں الحاق ہونے کے بارے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہا ہے۔ چنانچہ ہم مقصد اذل، دموم اور سوم میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس کا ثبوت درج کر چکے ہیں۔

● پادری صاحب کا قول "مگر شخص محمدی تو ریت و انجیل کے کلام اللہ ہونے سے آخر یا تو عدم واقفیت کا نتیجہ ہے اور یا پھر مخالفت دینے کی کوشش ہے۔ کیونکہ محمدی تو اس تو ریت و انجیل کو تسلیم کرتے ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علی نبیثنا و علیہما السلام پر نازل ہوئی تھیں۔ عبد عتیق اور عبد جدید کے اس مجموعہ کے قائل نہیں ہیں جس میں بہت سی ایسی کتابیں بھی شامل ہیں جن کے مصنفین کی بھی کوئی خبر نہیں کہ کون ہیں۔"

● پادری صاحب کے قول "تحریر صرف اس وقت ثابت ہوگی اللہ کے جواب

میں نہیں کہتا ہوں کہ جب ہر لحاظ سے الحاق ثابت ہو گیا تو ثبوت تخریف کے لئے
اب مزید کسی دلیل کی حاجت ہی نہیں رہی۔ اس لئے کہ سابقہ نسخوں کا موجودہ نسخوں
سے فرق ثابت ہو گیا۔

دوسرا اعتراض | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”چوتھی دلیل میں کہا ہے کہ انجیل کی دعا پتلا میں اختلاف ہے اور یہاں ہوں
دلیل میں کہا ہے کہ یہیں کے ترجمے جو مختلف دلیلوں میں کئے ہیں مطابق
نہیں ہیں لیکن اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کتب مقدسہ میں تخریف
و تبدیلی ہوئی ہے۔ اگر انجیل کی دعائوں میں فی الحقیقت اختلاف سموی
نکلتا تو اس سے یہ ثابت ہوتا کہ انجیل حق اور خدا کی طرف سے نہیں ہے
دیہ کہ تخریف ہوئی۔ اور ان اختلافوں سے جو ترجموں میں واقع ہوئے
ہیں صرف مترجمین کا مسووم معلوم ہو گا نہ یہ کہ کتب مقدسہ کے اصل نسخوں میں
اختلاف پڑ گیا ہو۔ تخریف جیسا کہ مذکور ہوا صرف اس حالت میں ثابت
ہو گی کہ اصل نسخہ تالی و عبرانی کے درمیان اختلاف معنی ہی ہو۔
اور یہاں حوالہ دلیل میں معلوم نے محضہ کے قول کو تخریف کی دلیل
بتایا ہے۔ لیکن اعداد کے نزدیک محمد کا قول دلیل نہ ہو گا جب تک کسی
کی رسالت معتبر اور صحیح دلیلوں سے ثابت نہ ہو گی۔ بسا یہ دلیل بھی بیجا
اور بے مطلب ہے۔“

جواب | آہ کہتے ہیں کہ پادری صاحب کا جواب تب تو درست ہوتا جب کہ
صرف ترجموں ہی میں کسی بیشی پائی جاتی۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ
اصل یونانی اور عبرانی نسخوں ہی میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر مل نے عمود ہدیہ

کے چند نسخوں کا باہم مقابلہ کر کے عبادتوں کے تیس ہزار اختلافات کی نشاندہی کی ہے اور ڈاکٹر گومیس باخ نے ڈیڑھ لاکھ اختلافات کی۔ ان کا مفصل حال اپنی فصل میں گورہ چکا ہے۔

بس اب پادری صاحب کو چاہیے کہ اب اپنے ہی قول کے موافق تحریف کا اعتراف کریں۔ کیونکہ اصل عبرانی اور عبرانی نسخوں کا باہم مختلف ہونا اقلہ میں الشمس ہے۔ چنانچہ پادری صاحب نے بھی متعدد نسخوں میں عبادت کے تیس ہزار اختلاف، جسے وہ سوکاتب سے تعبیر کرتے ہیں جمع عام میں سب کے سامنے قبول کر لئے۔ بلکہ اس کے بعد ۱۸ اپریل کے تحریر کردہ ایک خط میں بعراحت کچھ اس طرح لکھا ہے کہ تحریف کا وقوع نہ بھی طرح ثابت ہو گیا۔ خود متواتر انصاف کی نظر سے ملاحظہ کیجئے میں ان کی اس عبادت کو جوں کا توں نقل کر دیتا ہوں۔ عبادت یوں ہے :-

۱۔ میرا قلم تحریف کے جواب میں ہمارے ہاتھ یہ فتح کہ تحریف و تہجیل اور

سوکاتبان وغیرہ نکتوں اور حروف اور بعض آیتوں میں بھی ہوا ہے۔ اور

۲۔ ہمارے علاوہ قلم نسخوں سے تیس ہزار خطیاں اس طرح کی نکالی ہیں۔

اور پھر مورخہ ۱۸ اگست کے خط میں لکھتے ہیں :-

”ہاں میں وریوس ریڈنگ یعنی کتابوں کے سوکاتب ہوا“

بشپ ہوئے جلد سوم صفحہ ۲۸۷، ۲۸۲ میں کتاب اور جمع کے متعلق لکھتا ہے :-

”مگر اور پچا بشپ بیگم اقرار کرتا ہے کہ ان تحریف عبادتوں سے جو مطبوعہ

متن کو قراب کئے ہوئے ہیں بڑی مشکلات واقع ہوتی ہیں“

بشپ ہوئے اگرچہ بشپ بیگم کے اس قول پر اعتراض کرتا ہے لیکن پھر خود ہی

یوں لکھتا ہے :-

”اور یہ کہ پاک متن میں تحریف آتی ہے یہ بات تو بلا شبہ ہے اور نسخوں

کے باہم اختلاف سے پُر ہے یہ بالکل ظاہر ہے۔ اس لئے کہ مختلف جہدوں میں سے صرف ایک ہی درست ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات بھی غالب بلکہ حدیثوں کو پہنچ چکی ہے کہ غراب سے خراب عبارت بھی بعض دفعہ پختے ہوئے متن میں ماہ پائٹی ہے۔ مگر یہ کہ ہوشیاری کی کتاب میں عمدہ سخن کی صورتی کتابوں سے زیادہ تحریفات ہیں، مجھے اس کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی۔ لہذا میں اس بات کا انکار کرتا ہوں کہ کسی جگہ اتنی بہت تحریفات ہیں یا وہ ایسی ہیں کہ اس کتاب کی عبارت کے سہم ہونے کا سبب بنتی ہیں ۴

پس اب پادری صاحب کو عدم تحریریت کے دعویٰ کے لئے کون سی دلیل باقی رہی کیونکہ جس آڑ میں چھپتے تھے وہ آڑ تو اب ختم ہو گئی۔ لیکن باوجود اس کے پادری صاحب کچھ اور ہی کہتے ہیں۔ شاید اس وقت پادری صاحب کا یہ خیال ہو گا کہ ہماری کتابوں سے کبھی کو واقفیت ہوگی جو ہمیں اس کے سامنے اعتراضات کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اسی زعم میں مبتلا

تیسرا اعتراض | پادری صاحب کہتے ہیں :-

مد باقی رہی چھٹی دلیل سوا ایک وہی مطلب کے موافق اور مطابق ہے اور وہ یہ ہے کہ امریکس پادری نے جو کچھ معطلوں میں سے تھا اور جس نے پوپ دیا فوسٹاٹس کے زمانہ میں پوپ کے عربی ترجمہ کو صحیح کیا دیا چہ میں کہا

۵ شام کے بڑے پادری۔ انما رالمق اور ترجمہ میں ۱۶۶۱ء (۱۰۷۱ھ) امریکس پادری نے صحیح ہے اور یہ درست ہے۔ یہ شام کے فرقہ مادونہ کا مشہور عالم تھا۔ ۱۳ نجیب
۶۵ ادبائوں پر شتم Urban VIII) ۱۶۲۳ء سے ۱۶۴۴ء تک پوپ رہا ہے یہ وہی پوپ ہے جس نے مشہور سائنس دان گیلیلیو کی مخالفت کی تھی اور شاہیکا ۱۲ تقی ۵

ہے کہ کاتبوں کے سوسے کتب مقصد کے اصل نسخے عبرانی و یونانی میں
 ایک تھوڑا سا غلط پڑ گیا ہے۔ چنانچہ معلم مذکور کا قول کتاب "استفسار" کے
 ۷ صفحہ میں نقل ہوا ہے کہ "من سہوا لکسا تبیین فی اصل العبرانی
 والیونانی فی نظفین یسیرا و غلط صغیر الخ" یعنی کاتبوں کے سوسے
 اصل کتاب عبرانی و یونانی میں تھوڑا سا نقصان و غلطیاں تھوڑی کتابیں اب
 اگرچہ معصفت مذکور نے ہالند کی راہ سے تھوڑے غلطی کو بہت سا بیان
 کیا اور کج فہمی سے اس کو فساد و تحریف کی دلیل بنایا اور ۱۷ صفحہ میں
 کہا ہے کہ "ہر گاہ حمایت کرنے والا اس کتاب کا تھوڑے سے نقصان
 اور فساد کا اقرار کرتا ہے تو بدائع میں یہ معلوم کتنا تھا جس کو وہ تھوڑا لکھتا
 ہے مگر اس سے بھی تحریف و تبدیلی ثابت نہ ہوگی۔ کیونکہ ہر قاری و
 مصنف کو معلوم دیشیں ہے کہ کاتبوں کے سوسے کتب کی تحریف و تبدیلی
 ثابت نہیں ہوتی۔ سو کاتب تو قرآن کے نسخوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اس
 سبب سے کوئی یہ دیکھے گا کہ قرآن تحریف پا گیا۔ یہ پوشیدہ درجہ ہے کہ اس
 زمانہ کے سبھی علموں نے ہزار طرح سے محنت کر کے قریب و بعید سے کتب
 مقصد کے سارے پرانے نسخے جو اب تک موجود تھے آتے بیچ کر کے
 بڑی دقت سے مقابلہ کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ کاتبوں کے سوسے کتب
 مقصد کے مضمون و مطلب میں غلطی پہنچا ہے کہ نہیں۔ سواس مقابلے سے
 ظاہر و ثابت ہو گیا کہ اگرچہ تیرہ سو چودہ سو برس کے عرصہ میں جو عبادیوں کے
 حصے کتب مقصد کے چھتے دقت تک مقتضی ہوا کاتبوں کا سوا دہم
 تبدیل اعراب و حروف کے اور بعضی جگہ الفاظ کا بھی مقدم و موخر ہو جانا
 بہت سا وقوع میں آیا۔ پھر سب نسخے مطلب و مضمون میں موافق و مطابق

ہیں۔ چنانچہ جمیع ہدایات و احکام و تعلیمات و نصاب میں مطابق و یکساں ہیں۔ لیکن اس تحقیقات سے بھی ثابت ہوا کہ نئے اور پرانے عہد کی کتب مقدسہ نے کسی وقت تحریف و تبدیلی نہیں پائی۔ اب تک وہی ہیں جو قدیم سے تھیں اور ظاہر ہے کہ کتاب کی تحریف صرف اُس وقت ثابت ہوتی ہے کہ اُس کتب کے معتبر ائمہ مشہور نسخوں میں اختلاف پایا جائے چنانچہ قدیم نسخے کچھ اور ہوں اور اب کے مروج نسخے کچھ اور جیسا کہ بالفرض اگر کوئی کہے کہ درمورد سیکر قرآن میں سو کاتب پایا جاتا ہے اور بعض اعراب و حروف و الفاظ کی قرأت میں اختلافات بے مثلاً سورت یوسف کے اوائل میں یوسف و یحییٰ کی جگہ لفظ یوسف و یحییٰ پایا گیا اور ایسے ہی سورۃ الحج کے وسط میں بعض قرآن میں مواضع کی جگہ لفظ موافق واقع ہے اور سورۃ الفرقان کے وسط میں لفظ اشرا کی جگہ ستر ہے اور سورۃ قات کے آخر میں قرآن میں قواعد و حروف کی جگہ یہ حروف پایا جاتا ہے اور سورۃ تکویر کے آخر میں قرآن میں نفتین کی جگہ بظن تین طاء ہے۔ غلامہ۔ قرآن کے دو نسخوں مع تفسیر کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ سورۃ یوسف سے سورۃ تکویر تک ۳۳ لفظ ہیں جن میں حروف کا ایسا ہی اختلاف پڑ گیا ہے جیسا مذکورہ دار اور شک نہیں اگر قرآن کے سو سو نسخے دیار قریب و بعیدہ سے لیج کر کے اول سے آخر تک مقابلہ کئے جائیں تو کاتبوں کی صد ہا نقلیاں نکلیں گی۔ مادہ اسے ان مشہد اختلافوں کے جو اعراب میں ہیں۔ پس اگر کوئی کہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں تحریف و تبدیلی ہوئی ہے تو کیا محوری مذہبیں گے کہ درحالیکہ باوجود اختلاف مذکورہ

کے سب قرآن احکام و مطالب میں باہم موافق و مطابق ہیں۔ تو تیرا یہ اعتراض بے جا ہے و بے بنیاد ہے۔ پس جب تک کہ محمدی لوگ ایک ایسا قدیم و معتبر نسخہ جو روایات و احکام اور نعاث و غیرہ میں اسب کی مروج کتب مقدمہ کے ماورائے ہو پیش نہ کریں۔ مسیحوں کا جواب بھی ان کے سامنے اعتراضات پر جو وہ یہیل کی تحریف کی بابت کرتے ہیں وہی ان کا سا جواب ہو گا۔ اور اگر کوئی شخص تعصب کی راہ سے ویسا کہ جیسا مصنف "استفسار" نے ۲۴۶ و ۲۵۶ وغیرہ صفحات میں کہا ہے کہ حال ہے کہ مسیحوں میں ایسی کتاب اور ایسے قدیم نسخے جن کا ذکر ہوا اب تک موجود ہوں۔ تو ایسی بات کہانیہ جواب ہے کہ فرنگستان میں جا کر مذکورہ کتب خانوں کی سیر کرے تاکہ ان کتابوں کو اپنی آنکھوں دیکھ لے۔ اور اگر ضروری ظم اور بولیاں سیکھ لے تو ان کتب خانوں میں وہ کتابیں بھی اُسے ملیں گی جن میں وہ اسناد بیان ہوئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قدیم کتابیں اسی اگلے زمانے میں لکھی گئی ہیں۔ اور اگر یہ بات اُسے منقولہ رہے تو تو واقعہ کا رد کیا بات ماننے اور بے جا گفتگو نہ کرے !!

جواب ہم کہتے ہیں مسیحوں انٹرا پادری صاحب نے کیا چھوٹا نقصان سمجھ لیا ہے۔ اگر یہ نقصان تقوڑا ہی سا ہے تو بڑے نقصان کا اندازہ لگا۔ خود کا مقام ہے کہ تین سو پچیس نسخوں میں، جن کو کہیں نسخے بتانے سے تقریباً سو نسخے ہی ہوں گے۔ عبادت کے ڈیڑھ لاکھ اختلاف نہ نکلیں۔ جن کو ہر نسخہ پر مساوی تقسیم کیا جائے تو فی نسخہ ڈیڑھ ہزار ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو بھی یقین کے ساتھ مصنف کی اصل عبارت قرار نہیں دے سکتے۔ چنانچہ اس کا بیان

تفصیل کے ساتھ پیچھے گزار چکا ہے۔ صاحب استفسار اجماع کا قیاس بالکل حق اور بجا تھا پادری صاحب کو ان پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے ذرا بھی شرم و حیا نہیں آتی۔

● پادری صاحب کا یہ کہنا کہ مگر اس سے بھی تحریف و تبدیلی ثابت نہ ہوگی اللہ اس کے حساب میں نیما کتنا ہونی کہ پادری صاحب کیا سمجھتے ہیں جو ایسی لغو باتیں کہتے جاتے ہیں۔ ہاں العجز اگر تحریف کا مدار صرف سوکاتب کو ہی قرار دیا جاتا تو یہ بات کہنے کی گنجائش تھی۔ پھر سوکاتب تو اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص الفت کہنے کا ارادہ رکھتا تھا سوکاتب لکھ لیں۔ یا لکھنا چاہتا تھا سوکاتب سے لکھ گیا۔ وہی ہذا القیاس ہے چنانچہ اس طرح کے سوکاتب قابل اصلاح ہیں اور ممکن ہے کہ درست جو باتیں بشرطیکہ مصنف کی اصل عبارت کسی نسخہ میں محفوظ ہو یا کسی کو یقینی طور پر معلوم اور یاد ہو۔ یہ دیریوس ریڈنگ جس کو پادری صاحب سوکاتب کہتے ہیں اور جس کی تعریف بار بار آچکی ہے کہ یہ وہ عبارتیں ہیں جن میں یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے مصنف کی عبارت کون سی ہے اور سن گھڑت کون سی۔ الغیۃ ان کا صحیح ہونا محال ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ یہ اختلافات صرف کتابوں کے سوکاتب ہی وقوع پذیر نہیں ہوئے بلکہ بدقیولہ اور بدیناروں سے بھی بعضاً بہت سا تفرق کیا ہے چنانچہ ہومن صاحب نے اپنی کتاب کی دوسری جلد کے مضمون باب میں دیریوس ریڈنگ کے بیان میں لکھا ہے :-

• ان اختلافات کے چار سبب ہیں :

- پہلا سبب :- کتاب کی غفلت اور سہو۔ اور یہ کئی وجہ سے ہو سکتا ہے
- پہلی وجہ۔ کہ لکھنے والے نے خود کچھ کا کچھ بتلایا، یا لکھنے والے نے بتلنے والے کی بات کو تو سمجھا نہیں لیا کچھ کا کچھ لکھ دیا۔
- دوسری وجہ۔ عربی اور یونانی حرفت باہم مشابہ ہیں، لہذا ایک کے

بہانے دوسرا لکھا گیا۔

۱۰۔ تیسری وجہ۔ کاتب نے اطراب کو لکیر کھا، یا لکیر کو جس پر لکھا ہوا تھا اسے حروف کا جزو سمجھا یا اصل مطلب دیکھتے ہوئے عبادت بنا دی اور اس طرح غلطی ہوئی۔

۱۱۔ چوتھی وجہ: کاتب ایک عبادت کی جگہ دوسری لکھ گیا۔ بحر میں مطلع ہوا تو وہ اس عبادت کو مٹا یا نہیں بلکہ جہاں سے عبادت کا تسلسل چھوڑا تھا پر وہیں سے لکھنا شروع کر دیا اور جو دوسری عبادت لکھ چکا تھا اس کو بھی وہیں جوں کا توں نہ پھینکا۔

۱۲۔ پانچویں وجہ۔ کاتب درمیان میں کچھ عبادت چھوڑ گیا، کچھ لکھ گئے کے بعد خیال آیا تو اسی جگہ چھوٹی ہوئی عبادت مدراج کر دی۔ اس طرح ایک جگہ کی عبادت دوسری جگہ چلی گئی۔

۱۳۔ چھٹی وجہ۔ کاتب کی نظر چمک کر ایک سطر سے دوسری سطر پر جا پڑی اس طرح درمیان کی عبادت رہ گئی۔

۱۴۔ ساتویں وجہ۔ کاتب نے غنفلت اور کوتاہ الفاظ کو کچھ لکھ کر کچھ کچھ کچھ لکھ کر پورا لفظ لکھ دیا۔ اس طرح بھی غلطی ہو گئی۔

۱۵۔ آٹھویں وجہ۔ کاتبوں کی غنفلت یا جہالت بھی دیرتوں دیر تک کے وقوف کا بڑا منشا دو منبع ہوتی ہے۔ انہوں نے حاشیہ یا تفسیر کو بھی متن سمجھ کر متن میں داخل کر دیا۔

دُوسرا سبب :- اس نسخہ کا ناقص ہونا جس سے وہ نقل کی گئی اس کی بھی کئی صورتیں ہیں :

اول :- حروف سے حرکات اور شوشے اڑ گئے اور محو ہو گئے۔

ثانی بر دوسرے نسخے کے حرکات و ثمرات سے چھوٹ کر اس نسخہ کے حروف کے ساتھ ایسے مل گئے کہ انہی حروف کا جزو سمجھ لے گئے۔

ثالث بر کسی نسخہ میں کوئی فقرہ چھوٹ گیا اور کاتب نے اس کو حاشیہ میں بغیر اشارہ کئے لکھ دیا، چنانچہ اس نسخہ سے دوسرے لکھنے والے کو اشتباہ ہو گیا اور اسے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس حاشیہ کی عبادت کو کس جگہ داخل متفق کرے۔

تیسرا سبب یہ خیالی نسخہ اور اصلاح ہے۔ اس کی بھی کئی صورتیں ہوتی ہیں؛ اقل۔ ایک عبادت حقیقت میں تو ناقص نہیں تھی مگر کاتب نے اس کو ناقص سمجھا اس کے مطلب سمجھنے میں غلطی ہو گئی۔ یا اس کے خیال میں اس عبادت میں اصول کی غلطی واقع ہوئی حالانکہ وہ خود غلطی پر تھا۔ یا اصول کی وہ غلطی جس کی وہ تصحیح کرتا ہے حقیقت میں مصنف ہی سے واقع ہوتی تھی۔

دوہ۔ بعض محقق کا جو نسخہ صرف اصول کی غلطی ہی کا درست نہیں کی بلکہ طبع نسخہ کی جگہ یہ غلطی عبادت لکھ دی۔ یا فضول اور مترادف الفاظ کو جن کا فرق ان کو معلوم نہ ہوا حذف کر دیا اور مٹا ڈالا۔

سوم۔ سب سے زیادہ مصدق یہ ہوئی کہ مقابل فقروں کو یکساں کر دیا اور انہی میں اس طرح کا تعریف خاص طور پر ہوا ہے۔ اور اس صورت کے اختیار کرنے کے سبب پوس کے خطوط میں کثرت سے اخلاق چاہے تاکہ اس نے عہد حقیقی سے جو حالہ دیتے ہیں وہ سپیشل جنت کے

نے بین جہاں کہیں وہ فقرے ایک بیان کے ہائے گئے اور ان کے الفاظ میں کچھ فرق نظر آیا ان کو یکساں کر دیا۔ ۱۳ من المصنف۔

مطابق ہو جائیں۔

چچا نادر۔ بعض محققین نے عہد جدید کو دیکٹو (یعنی لاطینی) ترجمہ کے موافق بنا دیا۔

پڑھا سبب :- احتمالات و اہمیت کا قصداً تحریف ہے جو کسی نے اپنے مطلب کے لئے کی ہو، خواہ تحریف کرنے کا لادینہ ہو یا بدعتی، قدیم بدعتوں میں سے مار پیچوں سے زیادہ کئی بدعتوں کا الزام نہیں لگایا گیا ہے اور

۱۔ مار پیچوں (Marriage) یا قرینوں، عیسائوں کے فرقہ بادیتوں، دیار قرینہ، اکابانی، یہودیوں کے شہر سلوب، میں پیدا ہوا تھا، شروع میں بت پرست تھا، نظریات سائنس میں عیسائی ہوا اور سائنس کے ننگ جگ اُس سے اپنا ننگ فرقہ قائم کیا جس کے نظریات یہ تھے کہ انسان کا خالق ایک بے رحم اور ظالم خدا ہے، ایک عورت تک شروع انسان پیدا ہو کر اس کے ظلم و ستم کا شکار ہی پھر ایک اور خدا نے جو نعمت اور رحمت دل تھا اپنے بیٹے مسیح کو دیا جس میں عیسائوں کا وہ انسانوں کو نجات دہانہ ہے؟ اس کا کہنا تھا کہ مسیح عروج کی تعلیمات کو جاری ہی نہیں کیا، بلکہ جس کجی، عروج، پوتس وہ شخص تھا جس نے انیسویں صدی کا اودا سے درحقیقت مسیح عروج سے ہی پیدا تھا، لوگوں نے اس کی باتوں کو نبی کی حد میں سمجھا، یہاں تک کہ وہ بھی نصرت ہو گیا۔ پھر نعمت خدا نے پھر کھل کر پکارا کہ عیسائوں میں لوگوں کو سچ اور پوتس کا سچا پیغام سنانا ہوا، وہ وقت انجیل کو قرین شدہ ماننا تھا اور اس نے ایک ننگ انجیل بنائی تھی جسے وہ نئی انجیل کہتا تھا، اس فرقہ کے تبیین زیادہ تر شام اور فلسطین اور کچھ مغرب کے علاقوں میں تھے، سنہ ۱۵۰۰ء سے سنہ ۱۸۰۰ء تک ان کا عروج رہا اور یہ کلیسا نے آٹھ کے لئے ضرور بنے رہے۔ پھر ان کا نعت ہلکا ہو گیا اور ساتویں صدی میں یہ فرقہ فنا ہو گیا۔

دارالانشاء کلو پیڈیا برٹانیکا مقالہ "قرینوں" صفحہ ۷۸-۷۹ (۱۳۷)

نہیں ثابت شدہ حرکت کی بنا پر اس سے زیادہ کوئی ملامت کا مستحق تھا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی تحقیق شدہ ہے کہ بعض قضا کی گئی تخریفات اُن لوگوں سے وقوع میں آئیں جو دیندار کہلاتے تھے اور ان کے بعد اسی تخریفات کو اس بنا پر راجح قرار دیا گیا تاکہ مسئلہ مقبول کی تائید ہو یا اس اصل مسئلہ پر جو اعتراضی داند ہو سکتا تھا وہ ختم ہو جائے۔ "اسی لفظاً"

واضح رہے کہ ہوتن صاحب نے دیر یوں ریڈنگ کے قانع ہونے کے تمام اسباب کی بہت سی مثالیں بطور نمونہ کے درج کی ہیں لیکن سب کا بیان موجب تعویذ سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ مگر جہر بھی ہوتن صاحب نے فقہاء و علما کی تخریفات کے جو نمونے اپنی کتاب میں خافت صاحب کی کتاب سے درج کئے ہیں یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ لوقا باب ۲۲ کی آیت ۲۲ (رحمن کا ذکر اور گرد چکا ہے) اور تھی باب ۱ آیت ۱۸ میں یہ الفاظ "قبل اس کے کہ وہ (وہ) ہم بستر ہوں اور آیت ۲۵ میں لفظ "اوس کا پہلو بائیں" بعض نسخوں میں قصداً ترک کر دیتے گئے تاکہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دو شیرگی پر شبہ نہ پڑے۔

۲۔ گرتھیوں کے نام پہلے خط کے باب ۱۵ کی آیت ۵ میں اس بنا پر بارہ کو گیارہ بنا لے ہمارے پاس مجدد جدید اور دو ترجمہ صلیب ۱۹۵۶ء کے الفاظ میں بھی یہ لکھے ہیں البتہ حق یہی ہے کہ آیت ۱۸ میں لفظ "اوس" کے اکٹھا ہونے سے پہلے کے الفاظ صحیح ہیں۔ ہم بستر کا لفظ اُڑا دیا گیا ہے۔ ۱۳ نجیب

۳۔ آیت ۱۹ کے بعد ترجمہ میں "بارہ" ذکر ہے، آیت یوں ہے "اور کیا کو اور اس کے بعد کن بارہ کو دکھائی دیا۔ ۱۴ نجیب

دیا۔ تاکہ پوسٹ پر بھروسے کا الزام عائد نہ کیا جاسکے۔ کیونکہ اس وقت یہود اسکر یوتیو مے چکنا چکنا تھے۔

۳۔ مرقس باب ۱۳ کی آیت ۲۲ میں کچھ لفظ چھوڑ دیئے گئے اور بعض مژدوں نے بھی ان الفاظ کو رد کیا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں وہ الفاظ ایبرین فرقہ کے شوہد تھے۔

۴۔ تو قیاب کی آیت ۲۵ میں سریانی، فارسی، عربی، ایجوپک اور دوسرے ترمجوں کے نسخوں اور بہت سے مرشدوں کے حوالوں میں فرقہ یوگسٹس کے مقابلہ میں بڑھائے گئے۔ کیونکہ وہ فرقہ حضرت عیسیٰ کا دو ہفتوں کے ساتھ ایک وقت امتعت ہونے کا منکر تھا۔

اب ناظرین انصاف کریں کہ مذکورہ بالا جہاد کی لٹ سے تحریک کے واقعہ میں نے میں کوئی دقیقہ باقی رہا یا نہیں؟ اس عقیدت سے یہ بات ظاہر و آشکارا ہے کہ وہم و قیاس میں تحریک کی جتنی صورتیں ممکن ہو سکتی تھیں جو تین صاحب نے منب کو بیان کر دیا اور ہر ایک کی مثالیں پیش کر کے یہ دکھا دیا کہ کتب مقدسہ میں تمام

۱۰ ایک صفت نجات اور دوسری صفت الہیت - ۱۲ انجیل

۱۱ فرقہ ایبرین۔ وہ فرقہ جو اردو کی کا پیر و تھا اور اس کے عقائد توحید کی طرف مائل تھے اور جیسے تیسرے کی کاسل میں رد کیا گیا۔ اور اس نے اپنے وقت کے کلیسا کے خلاف بڑی زبردست جنگ لڑی اور پوری عیسائی دنیا میں ایک تھلک مچا دیا۔ اس کے نظریات کا خلاصہ جس میں ایک کتب کے الفاظ یہ ہیں تھا :-

۱۲ اور پوسٹ اس بات پر زور دیتا تھا کہ صرف خدا ہی قدیم اور جاودانی ہے اور اس کا کوئی ساتھی نہیں، اس نے بیٹے کو پیدا کیا جب کہ وہ (بقیہ حاشیہ صفحہ پر)

صورتوں کی تحریف واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ اس صورت میں کہ چند ایسے اور بد عقیدوں نے
تعددِ تحریف کی اور کاتبوں کے ذہم سے بھی اس طرح تحریف ہو گئی کہ کبھی حاشیہ کی
عبارت کو متنی میں داخل کر دیا اور کبھی متن سے کچھ عبارت خارج کر دی گئی۔ کبھی
محققین نے عبارت کو اصول کے خلاف سمجھ کر کچھ کا کچھ بنا دیا اور کبھی غیر فصیح عبارت
کو فصیح عبارت میں بدل دیا۔ کبھی چند ایسے نے اپنی مطلب براری کے لئے تحریف
کی اور کبھی بد عقیدوں نے اپنی خشاک کے مطابق کتاب کو بگاڑا۔ تو بھلا اب تحریف کی
کون سی صورت پائی گئی۔

اگر پادری صاحب کو وقوعِ تحریف کی کوئی صورت معلوم ہے تو وہ بھی ذکر کر
دیں، نہیں تو ایسی نحو باتیں کر کے لوگوں کو اپنے اوپر بٹھنے کا کیوں موقع دیتے ہیں۔ خدا
تو دل میں سوچیں اور خدا کا خوف کر کے خیال کریں کہ وہ دنیا داروں اور بد عقیدوں کی
قصداً کی گئی تحریف محققین کی قیاسی اصلاح اور کاتبوں کے وہی تصرف کو کسی وجہ
سے اور کون سی دلیل سے سمو کاتب میں داخل کر کے لگتے ہیں کہ سمو کاتب سے تحریف

دبقہ حاشیہ سے آگے پہلے صدم تھا، لہذا از بیجا جادوئی ہے اور خدا ہمیشہ

سے پاپ ہے، کیونکہ ایک ایسا وقت تھا جس میں بیجا موجود نہیں تھا بیٹا باپ سے

بالکل الگ ایک حقیقت رکھتا ہے اور اس پر تغیرات واقع ہو سکتے ہیں۔ وہ صحیح

معنی میں خدا نہیں ہے، البتہ اس میں مکمل ہونے کی صلاحیت موجود ہے اور وہ

ایک مکمل مخلوق ہے۔ ایک عقل جسم جو ایک حقیقی انسانی جسم میں پائی جاتی ہے۔

اس طرح اس کے نزدیک یہ ایک ثانوی خدائی کا حال ہے یا ایسا کہ لہجے کہ نیم دیروتا

(Demi-god) خدائی اور انسانیت دونوں کے صفات کے کسی قدر حصہ رکھتا ہے، لیکن بلند ترین

معنی میں خدا نہیں ہے۔ from Christ of Constantine London 1936

ثابت نہ ہوگی۔ مجھلاتا بیٹھے یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب جیسا نامصنوع بھی کوئی نہ ہو گا۔ اس سب کے باوجود اگر پادری صاحب ان سب صورتوں کو سوکاتیب ہی کہنے پر مقرر ہیں تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہمارے دور پادری صاحب کے درمیان صرف لغتی نزاع ہی رہ جاتا ہے یعنی ہم جس کو تحریریت کہتے ہیں پادری صاحب اس کا نام سوکاتیب رکھتے ہیں۔ البتہ دونوں کا مقصود ایک ہی ہے لیکن اتنی بڑی بڑی خرابیوں کو تھوڑا سا ضلل قرار دے کر پادری صاحب کی طرف سے صاحب استفسار پر لے دے کر ناان کی بے جا حرکت کے سوا کچھ نہیں۔

پادری صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ سوکاتیب قرآن میں سوکاتیب کی حقیقت

پایا جاتا ہے الخ تو خدا جانے ان کو خوف خدا بھی ہے یا نہیں؟ جو ایسی ایسی باتیں کہنے پر آمادہ نظر آتے ہیں، معلوم نہیں پادری صاحب ناہانتہ طور پر یا بعض مغالطہ دینے کے لئے ایسا کہتے ہیں۔ اگر تو ناہانتہ ایسا کہہ رہے ہیں تب تو معذور ہیں لیکن دل نہیں مانتا کہ پادری صاحب جیسا آدمی اس طرح کی ادنیٰ لائق باتوں سے بھی ناواقف ہو گا جن سے بچنے تک واقف ہیں۔ اور اگر مغالطہ دینے کی غرض سے ایسی باتیں کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو نرم و حیا دے اور صراطِ مستقیم پر چلانے۔

ناظرین! یاد رکھیں کہ قرآن میں اس طرح کے سوکاتیب کا واقع ہونا کیسے ممکن ہے۔ اس لئے کہ قرآن شریف کے حروف الفظ بلکہ حروف اور حرکات تک سب تو اتر کے ساتھ منقول ہوتے چلے آئے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ کتابیں جن میں قرآن شریف کی آیات اور حروف و حرکات و سکانات وغیرہ کا عالی ذکر ہے وہ کتابیں بھی عن فلاں عن فلاں کے ساتھ متواتر راویوں کے ذریعہ اس زمانہ

ہمک چلا آئی ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آج تک لاکھوں افراد ہر زمانہ میں قرآن کے حافظ ہوئے ہیں اور قرآن شریف ایک سے دوسرے تک میں سیدہ منتقل ہوتا رہا۔ ایسی صورت میں اب اگر کوئی کتاب کسی شخص میں بالفرض کچھ غلطی بھی کر جائے تو اس کی تصحیح بہت آسان ہے اور ہم اسے یقیناً صحیح کر سکتے ہیں۔ مگر کتب مقدسہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ ان کی تصحیح کسی طرح ممکن ہی نہیں کیونکہ وہ نہ تو تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور نہ ہی کسی زمانے میں اپنی کتاب ان کے حافظ گزرنے ہیں۔ تو اس صورت میں جہلاً قرآن شریف میں ویریوس ریڈنگ کے واقع ہونے کی کہاں سے گنجائش نکلتی گی۔ پادری صاحب اگر ایک جگہ بھی ویریوس ریڈنگ یعنی عبارت کے ایسے اختلاف کی نشان دہی کر دیں جس میں یہ شبہ ہو کہ اس میں کون سی عبارت اصل ہے اور کون سی اپنی طرف سے وضع کی گئی ہے۔ جیسا کہ ہم نے کتب مقدسہ کی نسبت دعویٰ کر کے ثابت کر دیا ہے تو ان کا دعوئے اہتہ درست اور بجا ہے۔ مگر ایسا کہنا ناممکن ہے اور مزے ایسی بات نکالنا اور نغویات بنانا پادری صاحب ہاں کیا دیا تدارک ہے۔

• پادری صاحب کا کہنا ہے کہ "پوشیدہ" ہے کہ اس نے اسٹیف کے کسی مضمون سے ... الخ

ہم کہتے ہیں سبحان اللہ! پادری صاحب کہتے تھے ہیں کہ ان کو شرم بھی نہیں کہ ان چار پانچ سطروں میں مرتبہ کئی مقالات دیکھا اور جھوٹ بولے ہیں۔

اولی مغالطہ اور اس کا جواب | پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

• سادہ پرانے نسخے جو اب تک موجود رہتے آئے جمع کر کے بڑی دقت سے مقابل کیا ہے

حالا کہ یہ مرتبہ بھروسہ ہے۔ اس لئے کہ ہزاروں نسخے اب بھی ایسے ہیں کہ ان کا آج تک کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔ چنانچہ اس کا بیان ص ۵۹۳ میں ملاحظہ کیا ہے۔

دوسرا مقالہ اور اس کا جواب | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”دو کتابوں کا سوا از قسم تجزیاتی اعراب اور معرفت کے اور بعض جگہ الفاظ کا

مقدم و موخر ہو جانا بہت سا وقوع میں آیا۔“

یہ ایک مرتبہ مقالہ ہے اور پادری صاحب نے عدا امر حق کو مخفی رکھا ہے کیونکہ نہ صرف الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہوئی بلکہ بہت سی آیتوں میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ خود پادری صاحب نے بھی ۱۴ اگست ۱۸۵۵ء کے تحریر کردہ اپنے ایک خط میں صرف ”عہد جدید“ سے چند آیتیں مشتبہ بتلائی ہیں۔

تیسرا مقالہ اور اس کا جواب | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”پہرے نسخے مطالب و مضمون میں موافق و مطابق ہیں چنانچہ صحیح روایات

و احکام و تعلیمات و احادیث میں مطابقت اور یکساں ہیں۔“

یہ بھی کھلا دروغ ہے۔ اس لئے کہ نسخوں میں بہت سے احکام اور روایتوں میں فرق ہے۔ چنانچہ اس کا بیان ص ۵۹۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

چوتھا مقالہ اور اس کا جواب | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”جیسا کہ بالفرض اگر کوئی کہے ... الخ“

اس جگہ پادری صاحب نے دو طرح کی چالاکی سے کام لیا ہے۔ ایک یہ کہ اختلاف قرأت کو کاتب کی غلطیوں کے ساتھ ملا کر لکھا ہے۔ دوسری یہ کہ قرآن شریف

میں کتب معتدہ کی طرح دیر پوس دیر بزمگ کے واقع ہونے کے خیال کا اظہار کیا ہے۔ ماہ نگہ ساتوں قراتیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر منقول ہیں اس کا ذکر گذشتہ صفحات میں کئی مقامات پر گزار چکا ہے۔

پانچواں مخالفت اور اس کا جواب | پادری صاحب کا کہنا کہ :-

۱۔ خبیث بگ محسوس لوگ اللہ

اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ محمدیوں (مسلمانوں) کے لئے یہ ضروری اور لازم نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسا نسخہ پیش کریں جیسا پادری صاحب مانگتے ہیں۔ اس لئے کہ جب الزام و تحقیق ثابت کر چکے ہیں کہ عبد حقین اور عبد جدید کا یہ مجموعہ یعنی وہ تو ریت اور انجیل نہیں ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھیں اس وجہ سے کہ ان میں غیر الہامی کلام بھی ملا ہوا ہے۔ بلکہ عبد جدید کے مجموعہ کا تو مکمل طور پر غیر الہامی ہونا ثابت ہو چکا اور وہ لوگ عیسائی علماء کے اقوال سے مستد پیش کر کے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ قدیم نسخوں اور اب موجودہ نسخوں میں باہم فرق ہے۔ اس صورت میں تو پادری صاحب کے لئے یہ ضروری اور لازم ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ عبد حقین اور عبد جدید کا یہی موجودہ مجموعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔

اور اس وقت کا کوئی نسخہ پیش کر کے مقابلہ کریں اور دکھادیں کہ اس میں اور اب موجودہ نسخہ میں کچھ فرق نہیں ہے۔ نہ یہ کہ ان محمدیوں (مسلمانوں) کے ایسی کتاب کا مطالبہ کریں۔



پانچواں مخالفہ اور اس کا جواب | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”اگر کوئی شخص تعصب کی راہ سے -- الخ“

صاحب ”استفسار“ کا قول ہی پادری صاحب کو ایسا ناگوار گزارنے کا ہے۔ کچھ بات کوئی ہے چارے مصنف استفسار نے نہیں کسی بلکہ عیسائی علماء میں سے کوئی تو ان قدیم مسخروں کو ساتویں صدی کا بتانا ہے اور کوئی دسویں صدی کا۔ اس کا منقول بیان گذشتہ صفحہ میں گزر چکا ہے۔ مصنف استفسار نے اگر ایسا کہا تو کیا غضب ہو گیا۔

چوتھا اعتراض | پادری صاحب کہتے ہیں :-

”وہ جو مصنف موصوف نے کتب عمدتوں کی خرابیوں کی بابت بارگاہِ دلیل کے ضمن میں اور اس کی کتاب کے اور مقاموں میں کہا اور اذہا کیا ہے سو اس قسم کے سارے اعتراضوں کے لئے کج کی گواہی ایک کافی جواب ہے جو عمدتوں کے حق و مرجح ہونے کی بابت انجیل میں مندرج ہے عجب اور پر بیان ہو چکا۔ پس درہا ایک کج نے قدرت کی محبت و حقیقت پر گواہی دہی ہے تو ظاہر و ثابت ہو گیا کہ وہ (وہ) خرابیاں جو مصنف موصوف نے ذکر کی ہیں قدرت میں نہیں پائی جاتیں بلکہ محض اُس کے فہم میں ہیں اور بس ایسا کہ اُس نے آیات کو یا تو قصداً یا سہواً خلاف تفسیر بیان کیا ہے اور

۱۔ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کا صفحہ ۳۲۶ - ۱۱ نجیب

۲۔ یعنی کتاب ”استفسار“ پر چوتھا اعتراض - ۱۱ نجیب

اسی طرح مصنف نے انجیل کی آیتوں کو بھی نہیں اپنی دلیل بنایا خلافت
تعبیر و تفسیر کیا ہے۔ چنانچہ کتاب ”حل الاشکال“ میں کہ کتاب استفسار
کا جواب ہے تفصیل مسطورہ و مذکورہ ہے۔ اب اس جگہ اتنی ہی بات
پر کفایت کریں گے کہ انجیل کی آیتوں اور روایتوں میں اختلاف معنوی نہیں ہے
جیسا کہ کتاب مذکورہ میں مفصل لکھا گیا اور انجیل و تورات میں کسی جگہ نہیں
کہا کہ تورات میں یا انجیل میں تغیر و تبدل یا داخل و تعرفت کیا ہے بلکہ مرت
یہ کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے جسے علموں نے تورات و انجیل کی تعلیم
میں دخل و تعرفت کر کے ان کے احکام و تعلیم کو خلافت بیان کیا اور جن
و دفع فریب کی راہ سے الہام و نبوت کا دعویٰ کیا۔ لہذا ان کے جوں سے بھی
مصنف کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔“

جواب اہم کہتے ہیں کہ سید نے تو کہیں بھی حمد متیق کے غیر محرت ہونے کی
گواہی نہیں دی اور دوہ آئیں جو پادری صاحب نے اپنی نقل
کی ہیں حمد متیق کی کتابوں میں عدم تحریف کی دلیل بن سکتی ہیں۔ جیسا کہ ہم وہاں
اس کے مقام پر ثابت کر چکے ہیں۔

● پادری صاحب کا یہ کہنا کہ ”اب اس جگہ... الخ“ یہ ان کا دعویٰ ہے
بلا دلیل ہے۔ ہم اس کا مفصل بیان مقصد سوم کی فصل سوم میں درج
ہیں طور پر کر چکے ہیں۔

● اپنے قول ”اور انجیل اور تورات میں۔ الخ“ میں الحمد للہ کہ یہاں پادری صاحب
تحریف معنوی کا تو اعتراف کر رہے ہیں۔ باقی رہ گئی تحریف لغوی تو وہ اول
تو صاحب استفسار کی نقل کردہ آیات ہی سے ثابت ہو جاتی ہے۔
اس کے علاوہ ہم کافی دلائل و وجوہ سے ان کو ثابت کر چکے ہیں۔ تکرار

کی ضرورت نہیں۔

پانچواں اعتراض | پادری صاحب کہتے ہیں :-

۱۔ اور وہ جو معنی بننے میں جمل کے ترجموں کو اپنے مطالب کے لئے دلیل ٹھہرا کر کہا ہے کہ حد تک ترجمے باہم متفق نہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل نسخوں میں بھی اختلاف واقع ہوا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ دانا ناظر ہے کہ ترجموں میں تنوع بہت فرق ہو گیا۔ کیونکہ ایک مترجم سے دوسرے سے بہتر ترجمہ کیا ہو گا۔ جیسا کہ قرآن کے فارسی اور اردو ترجموں میں بھی فرق ہے اگرچہ قرآن کے ترجمے صرف تحت اللفظ ہیں مگر باوجود اس فرق کے پھر جواب اور دلیل کا اصل مطلب سب ترجموں میں وہی ہے۔

ثانیاً اگر بالفرض کسی مترجم نے غلط ترجمہ کیا تو اس سے اصل کو کیا نقصان ہو گا۔ دیکھو اگر محمدی علماء میں سے کوئی قرآن کا ترجمہ کرے یا قرآن کے دو ترجموں میں اختلاف ظاہری واقع ہو اور یہیوں میں سے کوئی کہے کہ اس بات سے قرآن میں تحریف ثابت ہوتی ہے تو کیا محمدی دہکین گئے کہ جس حالت میں عربی نسخے سب مطابقت ہیں تو تیرا اعتراض محض بے جا ہے اور تعجب ہے اور جب تک تو اصل زبان دیکھ لے ترجمہ کے باب میں کچھ مت بول۔ پس یہی جواب ہمارا جواب ہے۔ الحاصل یہ دعویٰ بھی معنی کے مطلب کو مفید نہ ہو گا ۵

جواب | ہم کہتے ہیں کہ پادری صاحب کا جواب اس وقت درست ٹھہرتا کہ

صرف ترجموں ہی میں اختلاف پایا جاتا۔ حالانکہ اصل عبرانی اور یونانی نسخوں ہی میں فرق ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ بڑے غضب کی بات یہ ہے کہ پادری لوگ انہی لغتوں کو کلام الہی قرار دے کر ہر جگہ تقسیم کرتے پھرتے ہیں اور ان کو اس بات پر بھی شرم نہیں آتی کہ ہر ترجمے کے سرورق پر لکھ دیتے ہیں کہ اصل عبرانی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

چھٹا اعتراض | پادری صاحب کتے ہیں :-

وہ اور نبی کے حق میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ نبی اور حواری اگرچہ اور اسود میں قابل سوو نسیان ہوتے ہیں لیکن پیغام کی تبلیغ و تخریر میں معصوم ہیں اس صحت سے انبیاء و حواریوں کا کلام سوو نسیان سے مترجمہ اگلیوں کی کتاب میں کسی کو کہیں اختلاف یا محال عقل معلوم ہووے تو یہ اس کی عقل و فہم کے نقص کی دلیل ہے۔ کلام کے نقص کی۔ کیونکہ عقل تو کتاب کی محکوم ہے حاکم نہیں ہے اور ہمارے اور نئے عہد کی سب کتابیں ازراہ امام انبیاء و حواریوں کی معرفت کھٹی گئی ہیں۔ انجیل کے ان تین باب کے مواضع مرقس اور لوقا اور اعمال کی کتاب جو مرقس اور لوقا حواریوں کے شاگردوں کی معرفت بموجب حکم و امداد پطرس و پولس حواری کے مرقوم ہوئی ہیں اور اس سبب سے یہ کتابیں بھی کتب الہامی ہیں اور اگرچہ پرانے عہد کی بعض کتاب کے لکھنے والے کا نام معلوم نہیں ہے لیکن کسی کی گواہی سے اور ان دلائل سے بھی جو کتب اسناد میں لکھے ہیں معلوم و یقین ہوتا ہے کہ وہ کتب بھی الہام کی راہ سے اگلے نبیوں میں سے کسی کے وسیلے سے لکھی گئی ہیں اور حق و صحیح ہیں۔

جاننا چاہیے کہ سب نبیوں کا نام بھی نہیں لکھا گیا۔ چہ جائیکہ سب کا کام اور احوال بیان ہوتا ہو۔ اور انبیاء و صحابہ کیوں نے بعض قول کو قال اللہ کے تحت میں داخل کیا ہے اور بعض کو غائب کے ہیڈ سے لکھا ہے اور بعض وحی اور روایہ کی راہ سے اور بعض نصیحت و تعلیم کے طور پر مرقوم کیا ہے اور بعض کو گزارشات کی طرف ہر کہ انہوں نے آپ کو دیکھا یا اوروں سے سنا اور گزارشات کی نسبت الہام کی راہ سے انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ کون سی گزارشات کتاب میں داخل کریں اور حق و باطل میں فرق کریں اور مضمون و عبادت کو کس ترتیب سے لکھیں۔ پس اس مضمون سے گزارشات و روایات بھی کلام الہی ہیں۔ خلاصہ۔ ہم کسی لوگوں کا اعتقاد نہیں اور الہام کے حق میں کیا ہے جو بیان ہوا ہے

جواب انہیں کتا ہوں کہ یہ صرف پادری صاحب ہی کا اعتقاد ہے جو ہر ایک ایسا میوں کا یہ اعتقاد نہیں ہے۔ اور نہ ہی کتب مقدسہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ عہدِ عتیق کی کتابوں سے تو اس کے برخلاف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مقصدِ مرقوم کی چوتھی فصل میں بوڈھے نبی کا قصہ گذر چکا ہے نیز عیسائی علماء نے بھی یہی لکھا ہے کہ حواری حضرات قطعیاً کرتے تھے جیسا کہ اس مذکورہ فصل میں دانی ٹیکر وغیرہ کے اقوال سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

● پادری صاحب کا یہ قول کہ "اور پرانے اور نئے عہد کی سب کتابیں انٹر ایک بلا دلیل دعویٰ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا فصل میں عہدِ جدید کا حال نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ وہ الہامی نہیں ہے اور یہ کہ لوقا اور مرقس کی انجیلیں پطرس اور پولس کا ہر دسے نہیں لکھی گئیں۔ باقی رہا عہدِ عتیق کا

مجموعہ تواس کا حال یہ ہے کہ اکتادرن، وزن طر، نوا آتھ، شوتے اور شوڈور وغیرہ کا یہ عقیدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی پانچوں کتابیں الہام سے نہیں لکھی گئیں۔ چنانچہ ہورتن صاحب نے اپنی کتاب کی دوسری جلد کے صفحہ ۷۹ اور ۸۱ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ لہذا جب مسیحی علماء کا حضرت موسیٰ کی کتابوں کے بارے میں یہ اعتقاد ہے تو باقی دوسری کتابوں کا تو ذکر بھی کیا کیا جائے گا اس لئے کہ ان میں سے اکثر کے مصنفوں اور ان کے زمانہ تالیف کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں۔ باقی رہا یہ نوبی کہ حضرت مسیح نے عہد عتیق کی کتابوں کی صداقت کے بارے میں گواہی دی ہے اس کا تذکرہ صفحہ ۶۷ میں گزیر چکا ہے۔

ساتواں اعتراض | پادری صاحب کہتے ہیں :-

۱۰ اگر تو سوال کرے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ عہد اور اس کے تابعدار ایسے جھوٹے دعویٰ میں پڑے ہوں کہ گویا پرانے اور نئے عہد کی مقدس کتابیں منسوخ و تحریف ہو گئی ہیں اور ایسے دعویٰ کا سہب کیا ہو گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا دعویٰ کرنا ان کو ضرور تھا کیونکہ انہوں نے کرتے تو البتہ محمد کی باتوں سے صاف غلط ظاہر ہوتا۔ اس لئے کہ وہ ایک طرف سے اقرار کرتا تھا کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کی جانب سے ہیں اور دوسری طرف سے ان کتابوں کی تعلیمات کے برخلاف بیان کرتا۔ پس اس صورت میں تدبیر صرف اسی میں ظہری کہ یہ دعویٰ درمیان میں ٹاؤے کہ نئے اور پرانے عہد کی کتابیں تحریف اور قرآن کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہو گئی ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ کتابیں قرآن سے موافقت نہیں رکھتیں تاکہ اس طریق سے لپٹے نہیں

ظاہری فصاحت سے چھٹا اور اپنے کلام کو حق ٹھہراوے اور اس دعویٰ کو قوت دینا عمد اور اس کے تابعداروں کو اتنا مشکل نہ تھا کیونکہ عرب کے بہت پرست کیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بے خبر تھے اور ہر چند کہ شہرہ راز میں جیسا کہ قرآن سے بھی ثابت ہوتا ہے کسی اور یہودی عمد کی دعوت کے جواب میں ہست گفتگو کرتے تھے۔ لیکن جب کہ بہت سے لوگ اس کے مطیع ہو گئے اور بزرگ شمشیر قوت پائی۔ پھر کسی کو مقابلہ میں گفتگو کی طاقت نہ رہی۔ پس تم کو کا دعویٰ مشہور و منتشر ہو گیا۔ مگر ظاہر ہے کہ حقیقت ثابت کرنا اور اور زور سے نہیں ہو سکتا۔

انہیں کتابت ہوں کہ اس مقام پر پادری صاحب نے طحا نے انداز میں گفتگو کا ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہی کے طرز استدلال کے ذریعہ ہی اس کا جواب دیا جائے۔

مثلاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یوٹس اور اس کے پیروکار آخر کیوں اس جھوٹے دعوے کو لے کر آئے؟ کہ گویا عمد عقیق کی کتاب میں پرانی اور نکستی ہو گئی ہیں۔ ان کے اس دعوے کا آخر کیا سبب ہوا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے لئے ایسا دعویٰ کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ اگر وہ یہ دعویٰ نہ کرتے تو یوٹس کی باتیں عمد عقیق کے ہاتھ میں نظر آتیں اس لئے کہ ایک طرف تو وہ یہ اقرار کرتا تھا کہ سب کتابتیں الہامی ہیں اور وہ سرری طرف ان کتابوں کی تعلیمات کے خلاف بیان کرتا تھا۔ پس اس صورت میں یہی تدبیر چلی پڑی کہ اس دعوے کو درمیان میں لائے کہ پرانے عمد کی کتابیں منسوخ اور نکستی ہیں اور ان میں بنیاد نہیں۔ اس لئے کہ اگر ان میں بنیاد ہوتی تو وہ سرری کی کیا حاجت تھی؟ اور یہ دعوے کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح اپنے تئیں عمد عقیق سے ظاہری مخالفت کے الزام سے چھٹکارا ملے اور اپنے کلام

کو حق ثابت کر سکے۔ اور یہی بات کوئی حضرت عیسیٰ کے بارے میں کہہ سکتا ہے۔
اس اعتراض کا جو کچھ جواب پادری صاحب دیں گے وہی جواب ہمارا ہوگا۔

پادری صاحب کا یہ اعتراض کہ اسلام بڑا شمشیر پھیلا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تو بالائے اتفاق ثابت ہے کہ جہاد کا حکم ہجرت کے بعد یعنی نبوت کے تیرہ ہجودہ برس بعد ہوا ہے اور اس عرصہ میں ہزاروں لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔

چنانچہ سب صاحب لکھتے ہیں :-

”دین میں قبل ہجرت کوئی گمراہی ہو گئی تھی تو اس میں کوئی مسلمان نہ ہو“

پادری صاحب لکھتے ہیں :-

یہ بات محض حماقت ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام صرف تلوار ہی کے زور سے پھیلا۔ کیونکہ ہجرت سے بلاوے ایسے تھے جہاں تلوار کا نام ہی نہیں لیا گیا اور اسلام پھیلا گیا۔

اور اگر پادری صاحب کو جہاد پر اعتراض ہے تو وہ حضرت موسیٰؑ، حضرت یوشعؑ (یہوشع)، حضرت داؤدؑ کے فلسطینیوں، امویوں اور کھانیوں وغیرہ کے ساتھ سلوک کو سامنے لکھ کر خدا سے ڈریں اور ایسی لفظ باتیں نہ کریں۔ اس موضوع پر ہم ”انزالہ الاموال“ میں مفصل بحث تحریر کر چکے ہیں۔ اور صاحب استفسار نئے بھی اس کو تفصیل سے لکھا ہے۔

استھواں اعتراض | پادری صاحب کہتے ہیں کہ :-

۱۔ ہجرت مدینہ منورہ سے پہلے مشورہ سنی بادشاہ بنگالی کا اسلام قبول کرنا اس حقیقت کا ثبوت ہے۔ ۱۲ بجیب

مذہبوں کو اس باب کے مطالب جن کا ذکر محمدیوں کے دعوئے کے جواب میں ہو چکا اگر ہم مختصر طور پر میران کو بیان کریں تو ہمیں دلیلوں سے صاف ثابت و ظاہر ہے کہ محمدیوں کے دعوئے بالکل بے اصل و بے بنیاد ہیں۔ بلکہ یقین کلی ہے کہ پرانے اہل سنت نے محمد کی کتابیں نہ محمد کے عہد میں نہ اُس سے پہلے نہ کبھی کسی وقت میں نہ تخریب و تبدیلی اور نہ کبھی منسوخ ہوئیں اور نہ ہوں گی۔ کیونکہ آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر خدا کا کلام نہ ٹلے گا۔

پس وہ محمدی شخص جو حقیقت کا طالب ہے ان مقدس کتابوں میں خدا کا غیر منسوخ اور غیر محرف کلام پانے گا جس کے حکم و امر سارے لوگوں سے اور خواہ اس سے بھی نسبت لیتے ہیں۔ ہاں صاف دل محمدی شخص کو لازم ہے کہ اس الہامی کلام کی نقلیں حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ نہیں تو جو شخص خدا کے کلام جاننے اور اُس کے حکموں پر عمل کرنے میں سستی اور غفلت کرے گا خدا کے غضب میں پڑے گا۔ اس لئے ہم نے صاف دل محمدیوں کی رہنمائی کو دوسرے باب کے لکھنے پر توجہ کی۔ اُس میں انجیل اور پرانے عہد کی عمدہ تعلیموں کو مختصر طور پر بیان کر کے ثبوت پہنچائیں گے کہ مقدس کتابیں ان شرطوں کو نہیں اہلے الہام الہی کی پہچان کے واسطے شروع و سالہ میں لکھا ہے پورا کرتی اور آدمی کی روح کی خواہش و تقاضا حاصل کر کے اُسے حقیقی نیک بختی کو پہنچاتی ہیں۔ چنانچہ ان باتوں سے ہر طرح معلوم و ثابت ہوتا ہے کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں خدا کا کلام ہیں۔

جواب | پادری صاحب کا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا دعویٰ تو ہرگز بے اصل نہیں ہے۔ البتہ اور بے بنیاد ہے۔ چنانچہ آئندہ مسطور میں ناظرین پر یہ بات بخوبی واضح اور شککا مہو جائے گی۔

● پادری صاحب کا یہ کہنا کہ "یعنی کسی وقت میں نہ تحریف و تبدیل نہ کبھی منسوخ ہو میں غلط ہے۔ کیونکہ تحریف کا ہونا تو یقینی ہے جیسا کہ اس کتاب میں ثابت و بیان ہو چکا ہے۔ یا تو یہی احکام کی منسوختی تو پادری صاحب اس کا حال بھی دوائس لیں۔

بائبل کے احکام کی منسوخی

دینِ مسیحی میں توہیت کے بہت سے احکام منسوخ ہو گئے۔ مثلاً :-

۱۔ یوم السبت کے عزت و احترام کا حکم

یوم السبت | کی توہیم کا حکم اور اس کو قابلِ احترام تسلیم کرنے کی تاکید عہدِ عتیق کی کتابوں میں بہت سے مقامات میں مذکور ہے۔ چنانچہ کتاب پیدائش باب ۲ آیت ۳ اور ترمیم ۱۹ میں یوں ہے :-

"اور نولے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا کیونکہ اس میں خدائے

ساری کا شامع ہے اس دنے پیدا کیا اور بنایا فارغ ہوا" ۱۱

۱۲۔ قدیم ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں: "اور خدائے ساتویں دن کو مبارک کیا اور مقدس ٹھہرایا اس کے خدائے اوس دن اپنے سب کام سے چھوڑا اور بنایا تھا آدم پایا" ۱۳

خروج باب ۲۰ آیت ۱۱۶ اور ترجمہ ۱۹۲۲ء میں ہے :-

۱۰ لیکن ساتواں دن خدا کا السبت ہے اس میں نہ کوئی کام کرے نہ تیرا بیٹی نہ تیری بیٹی نہ تیرا خادم نہ تیری لونڈی نہ تیرا چرواہا نہ کوئی مسافر جو تیرے ہاں تیرے پھانکوں کے اندر ہو۔ کیونکہ خداوند فرماتے ہیں کہ ساتویں دن آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن امام کیا۔ اس لئے خداوند نے السبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدس شہرایا ۱۱

خروج باب ۳۱ آیت ۱۳ اور ترجمہ ۱۹۲۳ء میں درج ہے :-

۱۰ تو نبی اسرائیل سے یہ بھی کہو کہ تم میرے ساتوں کو ضرور ماننا۔ اس لئے کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان تمہاری پشت درپشت ایک نشان رہے گا تاکہ تم جانو کہ میں تمہارا خداوند تمہارا پالک کرنے والا ہوں ۱۲

۱۰ یہ تہمید ترجموں میں ہے :- ۱۰ لیکن ساتواں دن خدا اپنے خداوند کا سب ہے اس میں کوئی کچھ کام نہ کرے، نہ تو تیرا بیٹی نہ تیری بیٹی نہ تیرا خدمت کرنے والا، نہ تیری خدمت کرنے والی نہ تیرے چرواہے نہ تیرے مسافر جو تیرے دروازے کے اندر ہے۔ اس لئے کہ خداوند نے چھ دن میں آسمان و زمین وریا اور سب جو کچھ ان میں ہے بنائے اور ساتویں دن امام لیا اس واسطے کہ خداوند نے یہ السبت کو مہالک کیا اور اسے مقدس شہرایا ۱۳

۱۰ یہ تہمید ترجموں میں ہے :- تو اسرائیل کو کہہ کہ اور ان کو کہہ کہ تم میرے السبت کو مانو اس لئے کہ یہ میرے خداوند تمہارے درمیان تمہارے قرینوں میں نشانی ہے ۱۴ عجیب

اسی باب کی آیت ۱۶ میں ہے :-

”ہیں بنی اسرائیل بہت گونا میں اور پشت اور پشت گسے داٹھی احمد
جان کر اس کا لفظ رکھیں“

کتاب استثناء باب ۵ کی آیت ۱۵ اور ترجمہ ۱۹۱ میں اس کی تائید
کی گئی ہے کہ :-

”اور یاد رکھنا کہ گو ملک مقررین غلام تھا اور وہاں سے خداوند تبارک و تعالیٰ
اپنے ذرہ اُحد ہا تھا اور بلند بالوں سے تجھ کو نکال لایا۔ اس نے خلیفہ
تیرے خدا نے تجھ کو بہت کے دن کو ماننے کا حکم دیا“

خروج باب ۱۲ کی آیت ۴۰، ۴۱ اور ترجمہ ۱۹۲ میں یوں حکم دیا
گیا ہے :-

”دیکھو جو کہ خداوند نے تم کو سمیت کلاؤں دیا ہے اس کے لئے وہ تم کو چھٹے
دن معدن کا کھانا دیتا ہے۔ سو تم اپنی اپنی جگہ چھا اور ساتویں دن کوئی
اپنی جگہ سے باہر نہ جائے۔ چنانچہ لوگوں نے ساتویں دن اُمان کیا“

۱۱۔ قدیم ترجمہ یہ ہے :- ”ہیں بنی اسرائیل بہت گونا میں اور آؤ سے پشت اور پشت
ہمراہی جان کے اس میں ثبات کریں“ ۱۲

۱۲۔ قدیم ترجمہ یوں ہے :- ”یاد کریں کہ تو مگر کہ زمین میں غلام تھا اور خداوند تبارک و تعالیٰ نے
تو اور ہا تھا اور بالادستی سے تجھ کو وہاں سے نکال لایا اس لئے خداوند تیرے خدا نے
تجھ کو فرمایا کہ بہت کے دن کی محافظت کر“ ۱۳

۱۳۔ قدیم ترجمہ اس طرح ہے :- ”دیکھو اذیکہ خداوند نے تم کو بہت دیا اس لئے وہ تمہیں چھٹے
دن معدن کی روٹیاں دیتا ہے ہر ایک تم سے اپنی جگہ گوشہ گیر رہے ساتویں دن کسی کو سخت
مدد سے کہ اپنی جگہ سے باہر جاوے چنانچہ لوگوں نے ساتویں دن اُمان کی“ ۱۴

”اور جب بنی اسرائیل بیابان میں رہتے تھے ان دنوں ایک آدمی ان کو
 حبت کے دن لکڑیاں جمع کرتا تھا اور جن کو وہ لکڑیاں جمع کرتا تھا
 وہ اسے موسیٰ اور ہارون اور ساری جماعت کے پاس لے گئے انہوں
 نے اُسے محاللت میں لے لیا کیونکہ ان کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس کے
 ساتھ کیا کرنا چاہیے تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ یہ شخص ضرور جان
 سے مارا جائے ساری جماعت لشکر گاہ کے باہر اُسے سنگسار کرے۔
 چنانچہ جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق ساری
 جماعت نے اُسے لشکر گاہ کے باہر لے جا کر سنگسار کیا اور
 وہ مر گیا۔“

یوم السبت کے بارے میں حکم کا مستزاد | حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 بعد بھی یوم السبت کی
 فضیلت اسی طرح جاری رہی۔ چنانچہ کتاب نحمیاہ باب ۹ آیت ۱۴ اور ترمذی
 ۱۹۲۲ میں یوں فرماتے ہیں :-

لے تحریر ترجمہ کے الفاظ میں ہیں :-

”اور جب بنی اسرائیل بیابان میں تھے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حبت
 کے دن لکڑیاں جمع کرتا تھا تب وہ اس کو جو لکڑیاں جمع کر رہا تھا پکڑ کے موسیٰ
 اور ہارون اور ساری جماعت کے پاس لائے انہوں نے اسے قید میں ڈالا کیونکہ
 ان کو بیان نہیں کیا گیا تھا کہ اسے کیا کیا جائے تب خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ یہ شخص مار ڈالا
 جائے ساری جماعت غیر گاہ کے باہر اسی پر پھراؤ کرے چنانچہ ساری جماعت اسے غیر گاہ
 کے باہر لے گئی اور اسے سنگسار کیا کہ وہ مر گیا جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا“

۱۰ اور ان کو اپنے مقدس بیت سے واقف کیا اور اپنے بندہ موسیٰ کی معرفت
ان کو احکام اور آئین اور شریعت دی ۱۱

قرآنی اہل باب ۲۰ آیت ۱۱ میں یوں حکم دیا گیا ہے :-

وہ اور میں نے اپنے آئین ان کو دینے اور اپنے احکام ان کو سکھانے کے
نشان ان پر عمل کرنے سے لہذا رہے اور میں نے اپنے بیت بھی ان کو
دینے تاکہ وہ میرے اور ان کے درمیان نشان ہوں تاکہ وہ جانیں کہ میں
خداوند ان کا مقدس کرنے والا ہوں ۱۲

یہ میرا یہ کی معرفت پایا آیت ۲۲ میں یوں فرمایا :-

وہ اور تم بیت کے دن بوجھ اپنے گروں سے اٹھا کر باہر نلے جاؤ اور
کسی طرح کا کام نہ کرو بلکہ بیت کے دن کو مقدس جانو جیسا میں نے
تمہارے باپ دادا کو حکم دیا تھا ۱۳

۱۱ ۱۲ ۱۳

اور اپنے بندہ موسیٰ کے ہاتھ سے انہیں احکام اور حقوق اور فرائض فرمائے ۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

آیت ۷۲ میں ہے :-

”لیکن اگر تم میری سنو گے کہ بہت کے دن کو مقدس جانو اور پوجو اٹھا کر بہت کے دن پر تقسیم کے پھاٹکوں میں داخل ہونے سے باز نہ رہو تو میں اس کے پھاٹکوں میں آگ لگاؤں گا جو اس کے قہروں کو بھسم کر دے گی اور ہرگز نہ بچے گی“ ۱۱

یوم السبت کا حکم حضرت عیسیٰ کے بعد
عہد جدید سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت عیسیٰ نے بھی اس کی فضیلت کو

برقرار رکھا۔ چنانچہ متی باب ۱۱ آیت ۱۲۱ میں ہے :-

”اور کچھ ایک شخص نے پاس آ کر اس سے کہا: استاد میں کوئی نیک کر دوں گا اور
کی زندگی پاؤں میں اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیک کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟
نیک تو ایک ہی ہے لیکن اگر زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو مکوں پر عمل کرے۔“

۱۱۔ قدیم ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں :- ”لیکن اگر میری سنو گے کہ بہت کے دن کو مقدس جانو اور بہت کے دن پر تقسیم کی پھاٹکوں سے بوجھ کر حاصل نہ ہو تب میں اس کے پھاٹکوں میں آگ لگاؤں گا جو ہر تقسیم کے مخلوق کو کھا جائے گی اور نہ بچے گی۔“ ۱۲

۱۲۔ اللہ عزوجل ۱۲۱ آیت اس طرح ہیں :- ”اور کچھ ایک نے آگے میں سے کہا اے اچھے استاد میں کوئی سا اچھا کام کروں گا کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں میں اس سے کہا کہ تو کیوں مجھے اچھا کہتا ہے کیونکہ اچھا تو کوئی نہیں بلکہ ایک خدا ہے اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہے تو مکوں پر عمل کر۔“ ۱۳

۱۳۔ قدیم حوالہ میں یہ الفاظ ہیں :- ”اوس نے اس سے کہا کہ تو کیوں مجھے اچھا کہتا ہے؟ جدید ترجمہ میں مجھے اچھا کہتا ہے“ کے جڑ کو ”مجھ سے نیک کی بابت کیوں پوچھتا ہے“ لکھا ہے

مفہوم کا فرق واضح ہے۔ - ۱۲ عجیب

یہاں "مکوں" کا لفظ مذکور ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے وہی احکامِ عشرہ مراد ہیں جو کوئی کی معرفت دینے گئے تھے۔ بلکہ قرآن باب ۱۰ اور لوقا کے باب ۱۸ سے بھی ایسا ہی ظہور ہوتا ہے۔

انجیل متی باب ۲۴ کا آیت ۲۰ میں ہے :-

جو ہیں وہاں کہو کہ تم کو جاڑوں میں یا بہت میں بھاگنا نہ پڑے۔

یوم السبت کی منسوخی | اباوردیکہ حدیث متی کی کتابوں میں بہت سے ماننے والے نے اس قدر سخت تاکیدیں دی ہیں اور حضرت عیسیٰ نے بھی

یوم السبت کے ماننے والے کا حکم مراحت کے ساتھ نہیں دیا مگر مذکورہ بالا آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یوم السبت واجب الاتباع تھا۔ کیونکہ احکامِ عشرہ میں وہ بھی داخل ہے۔

برعکس اس کے مقدس پولس نے اس کو بھی منسوخ کر ڈالا جیسا کہ گلیٹیوں کے

نام خط کے باب ۱ کی آیت ۱۱۳ اور ۱۶ اور ۱۷ اور ۱۸ اور ۱۹ اور ۲۰ میں اس نے لکھا ہے کہ :-

اور وہ سکوں کی وہ دستاویز مثالی ہمارے نام پر اور ہمارے خطا

تھی اور اس کو صلیب پر کیوں سے بڑا کرنا سے ہٹا دیا۔۔۔۔۔

یا عید یا نئے چاند یا سبت کی بابت کوئی تم پر الزام نہ رکھتا۔ کیونکہ تم آئینہ الٰہی

چیزوں کا سایہ ہیں مگر اصل چیزیں سچ کی ہیں ۹

۱۰ اور ترجمہ ۲۳ کے مطابق یہ آیت میں ہے :-

جو ہے میں یا سبت کے دن نہ ہو۔

۱۱ اور سکوں کا دستخط ہمارے مخالف تھا مثلاً اور ازلوں کو بچ میں اٹھا کر صلیب پر کیوں پڑیں

پس کوئی کہا یا عید یا نئے چاند یا سبت کے دن کی بابت تمہیں گورگار نہ شمار ہے کہ یہ آیت الٰہی

چیزوں کا سایہ ہیں پر ہر دن سچ ہے ۱۲

برکت اور ڈاکٹر وٹی آیت ۱۲ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ :-

”یہودیوں کے ہاں تین قسم کے دنوں کی محافظت کی جاتی تھی۔ اپنی وبری یعنی سال کا پہلا دن جس کو یہاں آیت میں عید کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ دوسرے لوتری جو ہر عیسائی کی پہلی تاریخ ہوتا تھا اور یہاں جس کو نیا چاند کہا ہے۔ تیسرا ویکی جو ہفتہ میں ایک بار ساتویں دن ہوا کرتا تھا۔ اور اس کو سنت کا دن کہا ہے۔ یہ تمام منسوخ ہوئے۔ بلکہ یہودیوں کے ساتویں دن کا سبت بھی۔ اور خداوند کا دن یعنی عیسائیوں کا پہلے دن کا سبت اس کی جگہ قائم ہو گیا“

ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین اسی آیت کی شرح میں لکھتے ہیں :-

”جو کہ حضرت عیسیٰ نے صوفائی آئین کو منسوخ کر دیا لہذا اب کوئی شخص غیر توہم کو اس کا لحاظ نہ کرنے پر اِزام ڈینگائے“

بشپ جو رسلے اس آیت کی شرح میں یوں رقمطراز ہے :-

”لیکن یہودی کلیسا کا سبت موقوف ہوا اور کسی عیسائی کو اپنے سبت کی حفاظت میں فریبوں کے ہونے کی پیروی کرنا ضروری نہیں“

یہ سب باتیں لارٹان لکھتے ہیں :-

لے ڈاکٹر میدلٹن کا تہمت یوں پیش کرتے ہیں، جو سبر (Deusobre) اور صوفائی (L. Enfant) الخ عربی لفظ باسوبر لیا فان کیا گیا ہے۔ ”انصار الحق“ کے لفظ عربی ہے ایک شخص شہاد کیا گیا ہے۔ ”مگر اجماع عیسوی“ میں باسوبر اور لیا فان ”ڈاکٹر کی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ آئین ہیں جنہوں نے مل کر بائبل کی تفسیر کی۔ ڈاکٹر میدلٹن نے ان کی کتاب کا نام ”عہد ویر“

کے مطالعہ کی تفسیر (Introduction A La Lecture Du Nouveau Testament)

قریب کیا ہے جو فرانسیسی زبان میں مشہور (ایڈیشن) سے چھپی تھی۔ (تفسیر بائبل کے قرآن مجید کے ساتھ)

۱۰ اور اگر تمام کوسوں اور دنیا کی تمام قوموں پر یوم السبت کی حفاظت واجب ہوتی تو وہ ہرگز منسوخ نہ ہوتا جیسا اب حقیقت میں منسوخ ہو گیا اور جیسا ثبوت پر لازم ہوتا کہ پشت در پشت اس کی حفاظت کرتے جیسا کہ شروع میں انہوں نے یہود کی تعظیم و تواضع کے سبب کیا کا ۔

۲ - ختنہ

ختنہ کا حکم اور اس کی منسوخی اب علینا یوں نے اس حکم کو بالکل اڑا دیا حالانکہ وہ ایسا دائمی حکم تھا جس کے منسوخ ہونے کے ممکن بھی ہرگز قائل نہیں ہیں۔ کتاب پیدائش باب ۱۵ آیت ۱۰ تا ۱۴ اور ترجمہ ۱۹۶۲ء میں ختنہ کا حکم یوں مذکور ہے :-

۱۰ اور میرا حمد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان

۱۱ یہ تعظیم تو جبر کے الفاظ یہ ہیں اور حمد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان جسے تم یاد رکھو گے یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک مرد کا ختنہ کیا جاوے اور اپنے بدن کی کھڑکی کا ختنہ کرو اور یہ اس عہد کا نشان ہو گا جو میرے اور تیرے درمیان ہے۔ تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ دن کا ہو ختنہ کیا جائے گا مگر کا پیرا کیا ہو تو میں سے خریدنا ہوا جو تیری نسل کا نہیں۔ تیرے خانہ زاد کو تیرے زور ویر کا ختنہ کیا جاوے اور میرا حمد تمہارے جموں میں عہد اجری رہے گا اور وہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا حمد توڑا ۔ ۱۱ ۱۰ بحیث

ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرد نہ صرف کاغذ
 کیا جائے اور تم اپنے بدن کی کھڑی کاغذ کیا کرنا اور یہ اس عہد کا نشان
 ہو گا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہارے ہاں پشتہ و زینت
 ہر لڑکے کاغذ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے خواہ وہ گھر میں پیدا ہو
 خواہ اس کے کسی پردہ سے لڑیا ہو جو تیری نسل سے ہیں۔ لازم ہے کہ
 تیرے خانہ زاد اور تیرے زعفران کاغذ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے
 جسم میں ابھی عہد ہو گا اور وہ فرد جو تیری جس کاغذ چھڑا ہو اپنے لوگوں
 میں سے کاٹ دیا جائے۔ کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا۔“

یہ حکم حضرت مسیح کے عہد میں بھی جاری رہا اور اپنی پہلوانی کے آٹھویں دن خود
 مسیح کا بھی کاغذ کیا گیا۔ بلکہ پولس کے زمانہ تک بھی اس پر عمل جاری رہا۔ چنانچہ خود
 پولس نے تیمتیس کاغذ کرا دیا تھا۔ جیسا کہ اعمال باب ۱۷ آیت ۱۱، ۱۲ اور ۱۳
 ۱۹۹۱ء میں اس کی تشریح یوں موجود ہے :-

وہ پھر وہ دہے اور کسترہ میں بھی پہنچا تو دیکھو وہاں تیمتیس نام ایک شاعر تھا
 اس کی ماں تو یہودی تھی جو یونانی لے آئی تھی مگر اس کا باپ یونانی تھا وہ کسترہ
 ایک نام کے جاہلوں میں ایک نام تھا پولس نے چاہا کہ یہ میرے ساتھ چلے پس اس کو
 لے کر ان یہودیوں کے سب سے جو اس فواج میں تھے اس کاغذ کر دیا کیونکہ
 وہ سب ملتے تھے کہ اس کا باپ یونانی ہے۔“

لے قدیم ترجمہ کے الفاظ یوں ہیں: ”وہ رہا اور سلطوہ میں پہنچا اور کھجور ہاں ٹھہری نامی ایک شاعر تھا مگر
 ماں یہودی تھی جو یونانی لائی پولس کا باپ یونانی تھا اور وہ سلطوہ اور یقونیم کے جاہلوں کے نزدیک ایک نام تھا
 یا قائل نے چاہا کہ اسے اپنے ساتھ لے چلے تو ان کو کھجور کے ان یہودیوں کے سب جو ان میں تھے اس
 کاغذ کیا کیونکہ وہ سب ملتے تھے کہ اس کا باپ یونانی تھا۔“ ۱۳ نیبیہ

۳۔ دیگر احکام شریعت موسوی کی منسوخی

اور پھر معاملہ ان دو حکموں کی منسوخی پر ختم نہیں ہوا۔ بلکہ تو ان تک کے سب احکام اور کئی رسالے آئینِ شہرت عیسائی کے عہد میں اور ان کے بعد حواریوں کے زمانہ میں بھی جاری رہے۔ جیسا کہ کتاب احوال باب ۲۱ آیت ۲۴ تا ۲۸ اور ۲۹ میں اس طرح مذکور ہے :-

۵ اور دوسرے دن پڑتس ہمارے ساتھ معقوب کے پاس گیا اور سب بزرگ وہاں حاضر تھے۔ اُس نے انہیں یہام کہ کے جو کچھ خدا نے اس کی خدمت سے غیر قوموں میں کیا تھا منقل بیان کیا، انہوں نے یہ سن کر خدا کی تعظیم کی، پھر اس سے کہا بھائی تو دیکھتا ہے کہ یہودیوں میں ہزار ہا آدمی ایمان لے آئے ہیں اور وہ سب شریعت کے بارے میں سرگرم ہیں۔ اور ان کو تیرے بارے میں سکھا دیا گیا ہے کہ تو غیر قوموں میں رہنے والے سب یہودیوں کو یہ کہہ کر موسیٰ سے پھر جاننے کا تعلیم دیتا ہے کہ اپنے بزرگوں کا خندہ کر وہ موسیٰ رسولہ بریلو۔ پس کیا کیا جاوے؟ تو گنگہ زور سنیں گے کہ تو آیا ہے۔ اس لئے جو ہم تجھ سے کہتے ہیں وہ کہہ ہمارے ہاں چار آدمی ایسے ہیں جنہوں نے منشا مانگی ہے۔ انہیں لے کر اپنے آپ کو ان کے ساتھ پاک کر اور ان کی طرف سے کچھ خرچ کر تاکہ وہ مر مندائیں تو صوب جان لیں گے جو باتیں انہیں تیرے بارے میں سکھائی گئی ہیں ان کی کچھ اصل نہیں بلکہ تو خود بھی شریعت پر عمل کر کے دستے سے چلتا ہے۔ اس پر پڑتس ان آدمیوں کو لے کر اور دوسرے دن اپنے

آپ کو ان کے ساتھ پاک کر کے میکہ میں داخل ہوا اور خبر دی کہ جب تک
ہم میں ہر ایک کی نذر نہ چڑھائی جائے تو تقدس کے دن پورے کریں گے۔^{۱۱}

پس ان آیات سے یہ بات واضح اور آشکارا ہو جاتی ہے کہ شریعت موسیٰ
کے احکام پورے کرنے کے لئے موسیٰ بڑی سختی کے ساتھ ڈوبے تھے۔ یہاں تک کہ تقدس
پورے کرنا بھی ظاہری طور پر ان کا اتمام کرنا پڑا۔ باوجودیکہ وہ دل میں کچھ اور عقیدہ
رکھتا تھا جیسا کہ آئندہ مسطور میں بیان ہو گا۔ چنانچہ عبرانیوں کا نام کاخط "ابٹ کی
آیت ۱۴ کے اردو ترجمہ ۱۹۱۶ء میں مذکور ہے۔ گو۔

۱۔ قدیم ترجمہ ۱۹۱۶ء کی عبارت اس طرح ہے :- "اور دوسرے دن پاؤں ہمارے ساتھ
یعقوب کے ہاں گیا اور سب بزرگ و بالہ لکھے تھے اور ان میں سے کچھ آدمی نے جو کچھ
معاذ اللہ ان کی خدمت کے وسیلے غرقوں میں کیا تھا برہر بیان کیا اور انہوں نے یہ سن کے
خدا کی تعریف کی اور اسے کلمہ معافی تو دیکھا ہے کہ کتنے ہزار یہودی ہیں جو ایمان لائے اور
سب شریعت پر بہت گرم ہیں اور انہوں نے تیرے حق میں سنا ہے کہ تو غیر فرعونوں میں سب
یہودیوں کو سکھاتا ہے کہ موسیٰ سے پھر جاؤں کہ کتاب ہے اپنے لڑکوں کا عقیدہ کہ واد شریعت
کے دستوروں پر نہ چلو، اب کیا کیا چاہئے لوگ ہر حال میں مجھ جوں کے تو گھر بھیجے گے کہ
تو آیا ہے، موسیٰ جو ہم تجھے کہتے ہیں کہ ہمارے چار شخص ہیں جنہوں نے سنت مانی ہے
انہیں ساتھ لے کر آپ کو اون کے ساتھ پاک کر اور ان کے لئے خرچ کر کہ اپنا مہر خدایں
تو سب جا بیٹھے گے کہ جو تیرے حق میں سنا کچھ نہیں بلکہ تو آپ درست چلنا اور شریعت کو ماننا ہے۔
تب پاؤں نے ان شخصوں کو ساتھ لیا اور دوسرے دن آپ کو اون کے ساتھ پاک کر کے میکہ میں
داخل ہوا اور خبر دی کہ جب تک اون میں ہر ایک کی نذر نہ چڑھائی جاوے پاک نہ ہونے
کے دن پورے کریں گے۔ ۱۴ نجیب

دعیت اُس نے نیا حمد کیا تو پہلے کو پرانا شمار آیا اور جو چیز پرانی اور رحمت کی
 ہو جاتی ہے وہ شے کے قریب ہوتی ہے۔
 اس آیت کی شرح میں پاؤل صاحب لکھتے ہیں :-
 ع صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے نئی اور بہتر رسالت کے اقرار کرنے سے
 پہلے اپنے اور زیادہ ناقص کو مٹو کر سنے کا ارادہ رکھا ہے۔ لہذا یہودیوں
 کا دعویٰ مذہب موقوف ہونا اور بائبل کی جگہ دین عیسوی قائم کیا جاتا ہے۔
 مقدس پائس عبرانیوں کے نام خط کے بابت آیت ۱۶ میں فرماتے ہیں :-
 کیونکہ شریعت جس میں اللہ کی ایسی چیزوں کا عکس ہے اور ان چیزوں کی
 اصل صورت نہیں ان ایک ہی طرح کی قربانیوں سے جو ہر سال بلاناغہ
 گزارنی جاتی ہیں پاس آسنے والوں کو ہرگز کامل نہیں کر سکتی۔ حدیث ان
 کو گزارنا موقوف ہے جو حدیث ۱ کیونکہ جب حیادت کرنے والے ایک
 بائبل پاک ہو جاتے تو پیران کا دلی انہیں گنہ گار نہ ٹھہراتا۔ بلکہ وہ قربانیوں
 سال بہ سال گناہوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ بیٹوں اور بکروں
 کا خون گناہوں کو دود کرے۔ اسی لئے وہ دنیا میں آتے تو حجت کہتا
 ہے کہ تو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا بلکہ میرے لئے ایک بدن تیار
 کیا۔ پوری مخلوق قربانیوں سے خوش نہ ہو۔ اس وقت میں نے
 کہا کہ بیکو! میں آیا ہوں (کتاب کے ورقوں میں میری نسبت لکھا ہوا ہے)
 تاکہ اسے خدا ایتیری مرعی پوری کروں۔ اور پوہ فرماتا ہے کہ تو نے

۱۷۔ قدیم توہینوں ہے: جب جب اس نے نیا کیا تو پہلے کو پرانا شمار آیا اور وہ جو پرانا
 اور دینی ہے شے کے نزدیک ہے ۱۷ نجیب

قربانیوں اور نذروں اور پھر ذی سوغتی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں کو پسند کیا اور نہ ان سے خوش ہوا۔ حالانکہ وہ قربانیاں شریعت کے موافق گزرائی جاتی ہیں۔ اور پھر یہ کہتا ہے کہ دیکھ میں آیا ہوں تاکہ تیری مرضی پوری کروں۔ مگر وہ پہلے کو موقوف کرتا ہے تاکہ دوسرے کو قائم کرے ۱۱

آیت ۱۰۸ کی شرح میں پاؤں لکھتا ہے :-

”عبارتیں ان حد آیتوں میں اس کی دلیل پیش کرتا ہے کہ ان آیتوں میں یہودیوں کی قربانی کے بالکل خیر کافی ہونے کی طرف اشارہ ہے اور

۱۔ ”قدیم اعداد و احوال کی عبادت اس طرح ہے :- شریعت جو انے والی نعمتوں کی پرچھا میں ہیں اور ان چیزوں کی حقیقی صحت میں انوں قربانیوں سے جو نہ ہر سال ہمیشہ گزرتے ان کو جو وہاں آتے ہیں کبھی کامل نہیں کر سکتے۔ انہیں تو وہ قربانی گزارنے سے باز آتے کیونکہ عبادت کرنے والے ایک بار پاک ہو کر آگے کو اپنے تئیں گناہ گار نہ جانتے اور قربانیاں برس برس گناہوں کو یاد دلاتی ہیں کیونکہ ہونیس سنا کر بیلوں اور بکریوں کا ہونے کو مٹا دے۔ اس لئے کہ وہ دنیا میں آتے ہونے کہتا ہے کہ قربانی اور نذر کو تو نے دیا چاہے پھر سے لئے ایک بدل تیار کیا سوغتی قربانی اور ان قربانیوں سے جو بدن کے لئے ہیں تو راضی نہ تھا تب میں نے کہا دیکھ میں آتا ہوں، میری بابت کتاب کے دفتر میں لکھا ہے تاکہ خداوند تیری مرضی بھلاؤں۔ پہلے جب کہا کہ قربانی اور نذر اور سوغتی قربانی اور گناہ کی قربانی کی خواہش تو نہ ہو سکتی ان سے خوش ہوا اور یہی قربانیاں شریعت کے موافق گزرائی جاتی ہیں، تب اس نے کہا کہ دیکھ اے خداوند میں آتا ہوں کہ تیری مرضی بھلاؤں تو وہ پہلے کو مٹاتا تاکہ دوسرے کو ثابت کرے ۱۱ ”غیب

اس لئے صحیح ہے ان کے نقصانوں کو پورا کرنے کی غرض سے اپنے اوپر
محنت کی تکلیف کو گوارا کیا۔ اس طرح اس نے ایک بات اختیار کر کے
دوسری چیز پر عمل کو منسوخ کر دیا۔“

ایسے ہی جبرائیل کے نام خطِ باب ۷ کی آیت ۱۲۱۱ یوں مذکور ہے :-
”وہیہ اگر ہی لاوی کی کمانت سے کاشیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اسی کی ماتمی میں امت
کو شریعت ملی تھی، تو پھر کیا ماہیت تھی کہ دوسرا کاہن ملک صدق کے طریقہ
کا پیدا ہوا اور پادتن کے طریقہ کا دکن بدلے اور جب کمانت بدل تھی
تو شریعت کا بھی بدلنا ضرور ہے۔“

بشپت، آل آیت ۱۲ کی تفسیر میں لکھا ہے :-

”جو کمانت، احکام الہی اور تودیت کا چھٹا جرم تھی اور اس کا لام یہ تھا کہ شریعت
کی حفاظت اور ضروری اس کی تود سے کیا جائے اس لئے یہ ضروری ہوا کہ
جب کمانت بدل تھی تو شریعت بھی ضروری بدل دینی چاہئے۔“

ڈاکٹر سیکناٹ اسی آیت کی شرح یوں کرتا ہے :-

”تودیت کے مطابق کمانت کا لام جاننا ہوا کی قرانی گڈلانے اور جانوروں کے
بدن کو رجم ادا کر کے شریعی جنازوں سے پاک کرنے پر مشتمل تھا۔ تاکہ وہ
لوگ صحت عام میں خدا کی عبادت کریں۔ لیکن جب ایک کاہن ملک صدق

لے قہیم اور ترجمہ ۸۲۳ء کی عبادت یوں ہے :- ”اگر نیاتی والی کمانت سے
کمانت ہوتی کہ لوگ شریعت سے اس کے پابند تھے تو کیا احتیاج تھی کہ دوسرا کاہن
ملک صدق کے طود پر نظر ہو اور پادتن کے طود پر نہ لکھا وے ہیں اگر کمانت بدل جانوے
تو شریعت کا بھی بدل ڈالنا ضرور ہو گا۔“ ۱۳ بنیب

کے طور پر آیا اور جس کا یہ کام تھا کہ فابدوں کے دلوں کو جانوروں کی قربانی کے
 بجائے اپنی قربانی سے پاک کرے تب کہا تھا بدل گئی اور جانوروں کی قربانی
 اور جنی امراہیل کے جسم کو فصل و طیورہ کے ذریعہ پاک کرنے کے بارے میں
 جمہور شریعت سنتے کلمہ طود پر بدل دیتے یعنی بالکل موقوف کر
 دیتے گئے ہیں۔

ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں آیت ۱۱ آہ کی تفسیر میں یوں مرقوم ہے :-
 "جس کائنات اور شریعت کے ذریعہ تکمیل میں ہو سکتی موقوف ہو گئی ایک
 نیا کائنات اٹھا اور ایک نئی مہمانی قائم ہوئی جس سے پہلے یقین کرنے والے
 کامل ہوں۔"

"گلیٹون کے نام خط" باب ۲ آیت ۱۰ تا ۱۱ اور ترجمہ ۱۹۶۲ء میں یوں مرقوم ہے :-
 یوں فرماتے ہیں :-

"کیونکہ جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ حسب لغت کے طاقت

سے قدیم ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں :- "کیونکہ وہ سب جو شریعت کے عمل پر موجود رکھتے
 ہیں سنتی ہیں کہ لکھا ہے جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر کہ شریعت کی کتاب میں لکھی
 ہیں قائم نہیں رہتا لعنتی ہے۔ ہر یہ بات کہ کوئی خدا کے نزدیک شریعت کے لئے حسب عباد
 نہیں شہرہ تا سونٹا ہر ہے کیونکہ جو ایمان سے راستہ انرا سوا ہی بنے گا۔ پر شریعت کو ایمان
 سے کہ نسبت نہیں بلکہ وہ آدمی جس نے اس کے حکموں پر عمل کیا سوا انہیں سے بنے گا۔ مسیح
 نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہماد سے ہر سہ میں لعنتی ہوا کیونکہ
 لکھا ہے کہ جو عکزی پر لٹکایا گیا لعنتی ہے۔ تاکہ ابراہام کی برکت غیر قوموں تک
 شروع کیجے سے پہنچے تاکہ ہم ایمان سے اس روح کو جس کا وعدہ ہے

ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر قائم نہیں رہتا جو
شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت
کے دھیان سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راستہ نہیں ٹھہرتا کیونکہ لکھا ہے کہ
لاستبازا ایمان سے جتنا ہے گا اور شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں
بلکہ لکھا ہے کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ ان کے سبب سے جتنا ہے گا۔
یہ جو ہر جہاد سے لئے لعنتی بنا اس نے ہیں مولیٰ نے کہ شریعت کی لعنت
سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی کھڑی پر لٹکا دیا گیا وہ لعنتی ہے تاکہ
سکے سورج میں اور ہام کی برکت غیر قوموں تک ہی پہنچے اور ہم ایمان کے
وسیلے سے اُس دن کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے۔“

لارڈ فخر صاحب ان آیتوں کو نقل کر کے جلد ۹ صفحہ ۴۸۷ پر لکھتے ہیں :-

”میرزا خیال ہے کہ اس جگہ حواری کی جو ضرورت اور مطلب ہے وہ یہ ہے اور
وہ اس کی تسلیم اکثر کرتا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی موت اور صلیب سے
یا تو شریعت منسوخ ہو گئی اور یا بسے فائدہ ہو گئی“

پھر صفحہ ۴۸۸ پر لکھتے ہیں :-

”ان مقامات پر حواری صراحت کے ساتھ یہ بیان کرتا ہے کہ شریعت کے
دوران احکام کا منسوخ ہو جانا عیسیٰ کی موت کا نتیجہ ہے“

مقدس پوسٹ گلیٹون کے نام خط باب ۲ کی آیت ۲۰، ۲۱ اور ۲۲
۱۹۲۳ء میں لکھتے ہیں :-

”میں مسیح کے ساتھ مطلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح
بجہ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گزارتا ہوں تو خدا کے
بیٹے پر ایمان لانے سے گزارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور

اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا۔ میں خدا کے فضل کو
بے کار نہیں کرتا۔ کیونکہ راستبازی اگر شریعت کے واسطے سے ملتی تو
سبح کا مرنا جث ہوتا " ۱۰

ٹی کٹر آئندہ آیت ۲۰ کی شرح میں یوں لکھتے ہیں :-

۱۰۔ اس نے میرے لئے اپنی جان دے کر موسیٰ کی شریعت سے مجھے عیش کا دلایا "۔

اور آیت ۲۱ کی شرح میں کہتے ہیں :-

۱۱۔ آزادی میں اسی لئے استغاثہ کرتا ہوں اور نجات کے لئے شریعت
پر بھروسہ نہیں کرتا اور نہ موسیٰ کے احکام کو ضروری سمجھتا ہوں اس لئے

کہ وہ تو گویا کجا کی انجیل کو بے فائدہ قرار دیتا ہے "۔

ڈاکٹر ڈی بی آیت ۲۱ کی شرح میں یوں لکھتا ہے :-

۱۲۔ اگر ایسا ہو تو اس کام کے نجات دہندہ ناکہ بھی ضروری نہیں تھا اور نہ اس
کی موت میں کچھ غولی تھی "۔

پاؤل لکھتا ہے :-

۱۳۔ اگر یہودیوں کی شریعت ہمیں بھاتی اور نجات دہتی تو مسیح کی موت کی

یسا ضرورت تھی اور اگر ہماری نجات کے لئے شریعت ایک بڑی چیز ہے تو

۱۴۔ قدیم اور دور جبر ۱۵۲۵ء کی عہدت میں ہے :- " میں مسیح کے ساتھ عیسیٰ پہ

کھینچ گیا لیکن زندہ ہوں پر تو جی میں نہیں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اسی جسم

میں زندہ ہوں سو خدا کے بیٹے پر ایمان سے زندہ ہوں جس نے مجھ سے محبت کی اور

آپ کو میرے بدلہ دیا، میں خدا کے فضل کو جی نہیں سمجھتا کیونکہ راستبازی اگر شریعت سے

ملتی تو میں کہے فائدہ ہوتا " ۱۶۔ جیمس

سبح کی صورت اس کے واسطے کافی مدغم رہی :-

مقدس پوسٹ نے اسی طرح اور بہت سے مقامات پر ایسے ہی لکھا ہے اور عیسائی علماء نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ان آیات کی ویسی ہی شرح کی ہے۔ مثلاً پوسٹ عبرانیوں کے نام اپنے خط کے باب ۱۸ کی آیت ۱۸ اور ترجمہ ۱۹۹۹ء، ۱۹۶۵ء میں یوں لکھتا ہے :-

”دعویٰ پہلا حکم کرود اور بے قاعدہ ہونے کے سبب منسوخ ہو گیا :-
الغرض پوسٹ کے بلکہ وہ بالا اقوال اور دوسرے عیسائی علماء کی طرف سے ان کی شروع و تفسیر سے ہر مطلق اور صحیح فہم رکھنے والے شخص پر یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ توہمات کے احکام منسوخ ہو گئے۔ لہذا پادری صاحب کا یہ کہتا کہ کتب مقدمہ مذکورہ منسوخ ہوئی ہیں۔ یہ ہونی لگی بالکل غلط ہو گیا اور اب اس کے سوا چارہ نہیں کہ پادری صاحب ان چند اوراق کو جو انہوں نے ”میزان الحق“ کے پہلے باب کی دوسری فصل میں نسخ کے بارے میں سیاہ کئے ہیں بالکل نکال ڈالیں۔ اس لئے کہ اول تو اس فصل کی بنیاد ہی غلط ہے۔ کیونکہ پادری صاحب شروع ہی میں کہتے ہیں کہ :-

”قرآن اور اس کے مفسرین دعویٰ کرتے ہیں کہ میں طرح ازبہ کے کلمے سے

توریت اور انجیل کے ظاہر ہونے سے زبور منسوخ ہوئی الخ“

پھر صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں :-

”اس حالت میں عبرانیوں کا دعویٰ بے اصل و بے جا ہے جو کہتے ہیں کہ زبور توریت

لے اور ترجمہ ۱۹۶۵ء میں یہ آیت لکھی ہے :- ”پس احکام کرود اور بے قاعدہ

ہونے کے سبب منسوخ ہوا“ ۱۲ عجیب

کو اور انجیل ان دونوں کو منسوخ کرتی ہے۔ انہوں نے
 حالانکہ یہ صریح بہتان ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں کسی جگہ یہ نہیں آیا ہے
 کہ زبور کے منسوخ ہونے سے توبیت منسوخ ہوئی اور نہ ہی کہیں یہ لکھا ہے کہ انجیل کے
 ظاہر ہونے سے زبور منسوخ ہوئی اور نہ کوئی مفسر اس بات کا قائل ہے بلکہ اس کے
 برعکس تفسیر عزیزی میں سمدہ بقرہ کی آیت ۱۰۱ وَ لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
 الذِّكْرَ . کی تفسیر کے تحت اس طرح لکھا ہے :-

۱۰ اور موسیٰ کے پیچھے ہم نے اور دونوں کو بھیجا جو حضرت یوشع اور حضرت ایسا
 اور حضرت الیاس اور حضرت اسماعیل اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور
 حضرت شعیب اور حضرت ادریس اور حضرت یونس اور حضرت عیسیٰ اور حضرت
 عزرائیل اور حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ وغیرہم چار ہزار آدمی تھے۔ اور
 یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر گزرے ہیں اور ان کے
 بھیجے سے اسی شریعت کے احکام کا جائزگی کرتا مقصود تھا جو بنی اسرائیل
 کی سنتی اہل کابلی سے مندرجہ ذمہ و متروک اور ان کے علماء و بزرگوار کی تحریفات
 کے سبب متعذر ہو چکے تھے :-

اور سورہ نساء کی آیت ۱۶۱ وَ آتَيْنَا ذَاؤدَ سُلْطٰنًا ذَاؤدَ سُلْطٰنًا ذَاؤدَ سُلْطٰنًا کی تفسیر کے ذیل میں تفسیر
 حسینی میں یوں لکھا ہے :-

۱۱ اور ہم نے داؤد کو کتب دی ہیں تاکہ نام لہر دینا۔ وہ کتاب جناب انبی کی حمد و ثنا پر مشتمل اور

لوہ و لوہا ہی سے طائی تھی بلکہ داؤد کی شریعت قرآنی توبیت کی شریعت تھی :-

یہ سب مباحثہ دینی کے پہلے حصہ میں مفصل لکھا گیا ہے اور پادری صاحب

نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ڈاکٹر عزیز خاں صاحب مرحوم کی پاسداری کا ٹھوس سے دعوایہ ثابت پر خط و کتابت
 پر مشتمل کتاب جو پہلی مرتبہ مطبوعہ تھی کہ اس کے ۱۳۳۰ھ میں طبع ہوئی اور تصدقاً اس کے قرآن حکم ۱۱۱/۱۱۱

سے بھی جلسہ عام میں سب کے سامنے عرض کیا گیا۔

دویم۔ پادری صاحب جو کچھ عقلی اعتراض کر کے مشلہ نسخ کے بارے میں تباہتیں
شکلاتے ہیں تو وہ سب کی سب مقدس پوسٹس کے سر پر ٹٹی ہیں۔

الٹا اصل جس طرح پادری صاحب کا دعویٰ عدم تحریف کے بارے میں انھوں نے
اسی طرح نسخ کے بارے میں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے غلط ثابت ہوا۔

● پادری صاحب کا یہ کہنا :-

”کیونکہ آسمان و زمین ٹٹی جائیں گے پر خدا کا کلام نہیں ٹٹے گا“

جو نئی باب ۲۲ آیہ ۲۵ یا لولا یا اب ۲۱ آیہ ۳۳ کی طرف اشارہ ہے۔
مگر اس کو ان کے دعویٰ سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ کیونکہ وہ آیہ خاصہ ای پیشین گوئی
سے متعلق ہے جو اسی باب میں بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ بشپ پیرسز کا کہنا ہے کہ :-

”اس کی مراد یہ ہے کہ میری یہ پیشین گوئیاں یقیناً پوری ہوں گی“

دین اسٹان جو یہ کہتا ہے کہ :-

”اگرچہ آسمان اور زمین اور سب چیزوں کی نسبت تبدیل کے کمال میں ہیں

مگر پھر بھی اتنی مستحکم نہیں ہیں جتنی کہ میری پیشین گوئیاں ان چیزوں کی نسبت

مستحکم ہیں۔ وہ چیزیں سب مٹ جائیں گی مگر ان پیشین گوئیوں سے

متعلق میری باتیں ہرگز نہ بدلیں گی اور جو بات کہ میں نے اب بیان کی ہے

۱۔ پادری فائڈر کے ساتھ حضرت مولانا رحمت اللہ کی انوی رتہ بشر علیہ اعدۃ الطرود یرخان

مروجہ کا وہ مناظرہ جو ۱۸۷۱ء میں ملائق ۱۱ اپریل ۱۸۷۱ء کو اکبر آباد آگرہ میں ہوا۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو البتہ الشریف فی مثلث النسخ والتحریر علی ہامش اخبار المشرق

از مقدمہ بائبل سے قرآن نمبر ۱۰۹ ص ۱۳۱

اس کا ایک شوشہ مطلب سے ممتاوند ہو گا :-
 اس کے علاوہ تورات کے بارے میں بھی حضرت مسیح کا قول متنی باب
 آیت ۱۰۶۱۱ میں یوں منقول ہے :-

”یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں نہ کرنے
 نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے پہلے کہتا ہوں کہ جب تک
 آسمان اور زمین قائم رہیں گی، ایک نقطہ یا شوشہ تورات سے ہرگز نہ
 گھرا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے :-“

حالانکہ تورات کے احکام بلاشبہ منسوخ ہو گئے جیسا کہ مقدس پولس اور
 دوسرے علماء کے اقوال اور پر گزر چکے ہیں۔ اس کے جواب میں پادری صاحب
 شاید اپنی عادت کے مطابق حمام الناس کو مخاطب دینے کی فریضہ سے یہ کہیں
 گئے کہ وہ احکام منسوخ نہیں، ہونے بلکہ مسیح کے آنے سے ان کی تکمیل ہوئی۔
 تو اس صورت میں ہم کہتے ہیں :-

• اولاً یہی علم مشلا مسیح کے منافی نہیں۔

• ثانیاً :- یہ کہ جو احکام حضرت مسیح کے آنے سے پہلے منسوخ ہوئے
 ان کا کیا جواب ہو گا۔ جیسا کہ کتاب سموئیل اول باب ۲ آیت ۳۰ اور زمرہ
 ۱۹۶۲ میں علی کے متعلق یوں حکم ہوا ہے :-

”اس لئے خداوند اسرائیل کا خدا فرماتا ہے کہ میں نے تو کہا تھا کہ
 تیرا گھرانا اور تیرے باپ کا گھرانا ہمیشہ میرے حضور پہلے گا۔
 پر اب خداوند فرماتا ہے کہ یہ بات مجھ سے دور ہو کیونکہ وہ تیرے

حلہ قدیم ادو ترجمہ کی عہدت اس طرح ہے :- ”سو خداوند (یعنی شاہی گھر پر)

عزت کرتے ہیں، یہ ان کی عزت کروں گا پر وہ جو میری تحقیر کرتے ہیں
بے قدر ہوں گے ۴

بیشپ پٹر کہ اس آیت کی طرح میں یوں رقمطراز ہے :-

دو دھرا کے وہ حکم جو اُس کے لئے اور اس کے کہنے کے لئے پشت در
پشت مردار کا ان ہونے کے لئے دیا تھا منسوخ کر دیا۔ یہ عمدہ
حضرت ولدان کے بڑے بیٹے البعترہ کے لئے مقرر ہوا تھا۔ ان
سے ان کے بڑے بیٹے قیناسس کو منتقل ہوا۔ اس کے بعد ہارون
کے چھوٹے بیٹے ایساآر کی اولاد بنی علی کو منتقل ہوا۔ جیسے
اب پھر بنی علی کے گناہ کے سبب البعترہ کے خاندان میں
منتقل ہوا ہے ۵

اسی طرح کتاب اجراء باب ۱۰ میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں سے
کوئی شخص خبیث اجتماع کے دو واڑے کے سوا اور کبھی ذبح نہ کرے اور
اگر کوئی کبھی اور بھی ذبح کرے گا تو اُس پر خون کا الزام ہوگا اور اُسے
ماہ ڈالا جائے گا۔ لیکن کتاب استیضاد باب ۱۲ کے بموجب یہ حکم
منسوخ ہو گیا۔

ہو درن صاحب جلد اول صفحہ ۶۱۹ پر ان دونوں آیتوں کا ذکر

(بقیہ ماحشیہ ص ۱ سے آگے) اسرائیل کا خدا فرماتا ہے کہ میں نے تو کہا
تھا کہ تیرا گناہ اور تیرے باپ کا گناہ ہمیشہ میرے آگے کام کرے گا پر اب خداوند بخیراکہ
کبھی مجھ کو گوانا نہ ہوگا کیونکہ وہ مجھے تسلیم کرتے ہیں میں ان کو بزرگی دوں گا اور وہ بے جو
میری تحقیر کرتے ہیں بے قدر ہوں گے ۶

کر کے لکھتے ہیں کہ :-

”ان دونوں فقروں میں ظاہراً اتنا تعلق واقع ہے لیکن خیال کرنے سے کہ آئین موسوی میں بنی اسرائیل کے حالات کے موافق کمی بیشی کر دی جاتی تھی اور پھر وہ آئین ایسے دیکھے کہ کبھی بدلے نہ جائیں اس کی توجیہ بڑی آسانی سے ہو سکتی ہے“

پھر لکھتا ہے :-

”ان کی دینی بنی اسرائیل کی، ہجرت کے چالیسویں سال فلسطین میں داخل ہونے سے پہلے اشتیاد کے باب ۱۲ کی آیت ۲۰، ۲۱ تا ۲۲ میں جو حکم (کتاب احبار میں) دیا گیا تھا موسیٰ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور اجازت دے دی کہ فلسطین میں داخل ہونے ہی گائے بیل، بھیڑ وغیرہ جہاں چاہیں وہاں ذبح کریں اور کھائیں“ (موضوعاً)

اس کے علاوہ اور بہت سے احکام ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے پہلے منسوخ ہو گئے ہیں۔ یہاں طوالت کے خوف سے ان کا بیان مختصر کر دیا۔ البتہ کتاب ”انزالہ الشکوٰۃ“ میں ان میں سے بیشتر کا تذکرہ ہوا ہے۔ التفسیر کے لئے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اس صورت حال میں یاد رہی صاحب کا یہ قول کہ

”یہی وہ محمدی شخص جو حقیقت کا طالب ہے ان مقدس کتابوں میں خدا کا

غیر منسوخ اور غیر محرف کلام پائے گا“

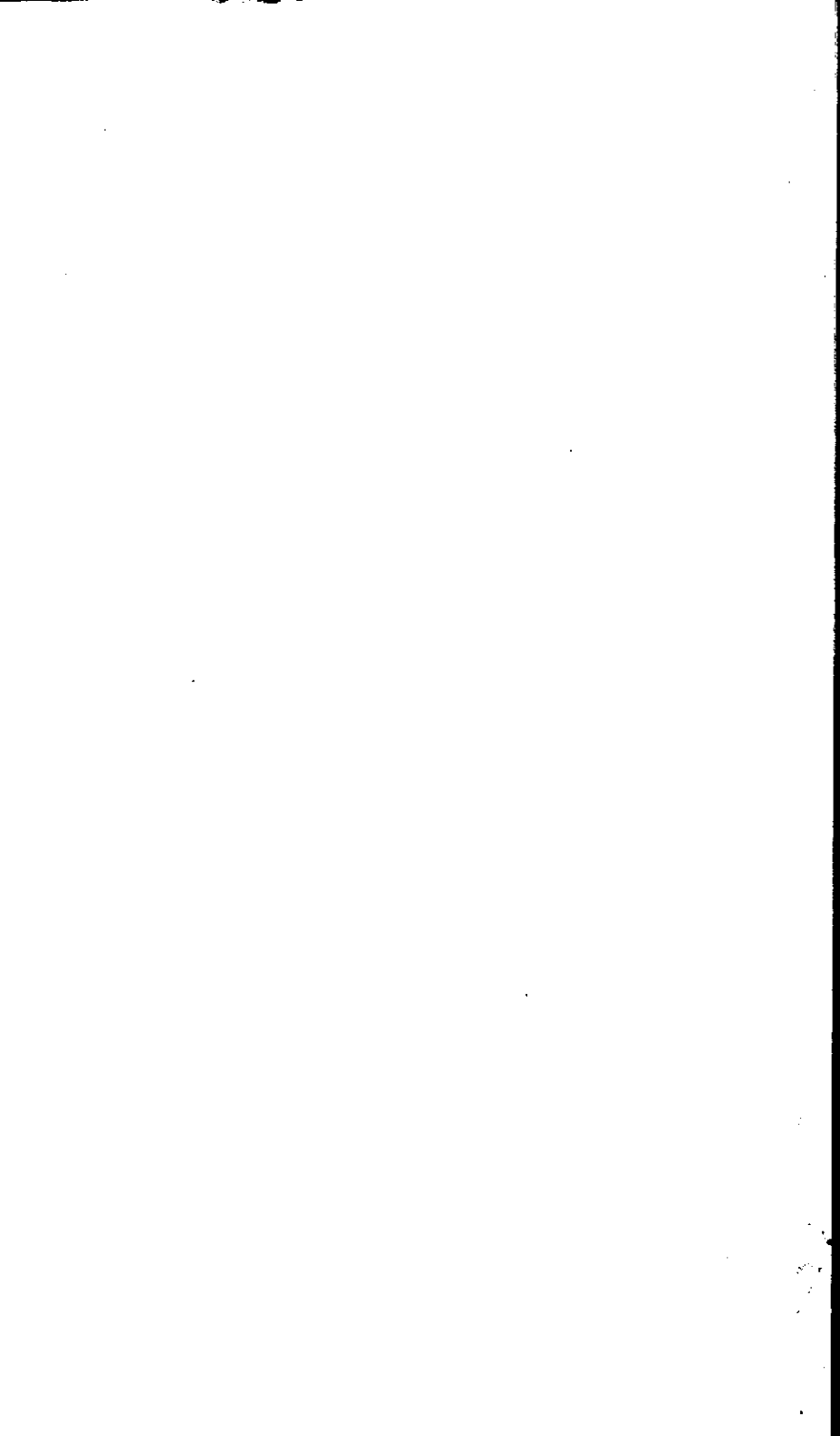
بائنکل ۳۷۱، جو کہ وہ جانتا ہے۔

الْحَاصِلُ اِنْ كُنَّا نَحْمَدُكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْزُ بِكَ مِنَ الْغِيْبِ

جس مذکورہ ہونے والے وجوہ و دلائل کو اختصار کے ساتھ پھر بیان کریں تو انہیں دلیلوں سے صریح طور پر ثابت اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ محمدیوں کا دعویٰ تحفیک اور بجا ہے اور عیسائیوں کا یہ دعویٰ کہ کتب مقدسہ مذکورہ منسوخ ہوئیں اور نہ تحریف، سراسر سہل اور بے بنیاد ہے۔ بلکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عند عتیق اور عند جدید کی کتابیں بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بھی اور بعد میں بھی ہمیشہ تحریف و تبدل کا شکار ہوتی رہیں۔ لہذا حقیقت کا طالب عیسائی ان کتابوں کو تحریف کا شکار اور منسوخ پلٹے گا۔ اس لئے اس پر لازم ہے کہ ان کتابوں سے ہاتھ کھینچ کر اپنی نجات کی راہ ڈھونڈے اور سچے دل سے قرآن کریم پر ایمان لا کر نجات حاصل کرے۔

چنانچہ ہم اس فصل کو ہمیں پر ختم کر کے صاف دل عیسائیوں کی ہدایت کے لئے "خاتمہ" کے لکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس میں دین عیسوی کے احوال کے بارے میں مختصر بیان کریں گے۔ کیونکہ تفصیلات لکھنے کے لئے تو ضخیم کتاب چاہیے۔ ہاں اگر قدرت نے اجازت دی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا جائے گا۔





خاتمہ

عیسائی مذہب

نبریس قیصر کی حکومت کے پندرہویں برس جب پطیس پہلیس بیورو یہ کا حکم تھا اور ہیروڈیس گلیل کا اور اس کا بھائی پطیس ثور یہ اور ترغوثی تیس کا اور سائیاں اپنے جیے کا حاکم تھا اور حناہ اور کائفا ہر دار کا ہیں تھے اس وقت خدا کا کلام بیابان میں ذکر آیا کہ جیسے یوحنا ہر تازل ہوا اور وہ مردان کے خار سے گرد و نواں ہوا جا کر گن ہوں کی معافی کے لئے توبہ کے قسم کی منادی کر سنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے اور لوگوں کو توبہ دینا شروع کیا۔ اسی عرصہ میں حضرت مسیح بھی ان کے پاس گئے اور بتسمہ لیا۔ لیکن جب یہی (یوحنا) کی شہرت زیادہ ہو گئی اور انہوں نے ہیروڈیس کو کچھ ملاحظت کی تو اس نے ان کو قید میں ڈالا۔ یا یہ حضرت مسیح نے جب ان کے قید ہونے کی خبر سنی تو گلیل کو روانہ ہوئے اور نافرہ کو چھڑ کر کفر تخوم میں جا پئے اس وقت سے شروع یہ منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے اور

۱۔ قدیم حوالہ میں یہ بھی من ذکر یا مذکور ہے۔ فابا ییل اور یوحنا میں تلفظ کا

مستحق ہے - ۱۶ انجیل

۲۔ لوقا باب ۳ آیت ۲۰۲۱ ۱۔ لوقا باب ۳ آیت ۲۰۲۱

۳۔ لوقا باب ۳ آیت ۲۰۲۱ ۱۔ لوقا باب ۳ آیت ۲۰۲۱

وہ یہودیوں کو ہی مخاطب کرتے اور انہی کو وعظ و نصیحت کر کے دین عیسوی کی ترغیب دیتے رہے۔ کیونکہ وہ خاص انہی کی طرف بھیجے گئے تھے جیسا کہ خود میرے لیے ایک کٹافنی عورت کو جسے آگرا اپنی بیٹی کو تندرست کرنے کی استدعا کی تھی صلیب جواب دیا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بیٹیوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ اور ایسا ہی حکم حواریوں کو بھی دے کر روانہ کیا کہ تم غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بیٹیوں کے پاس جانا۔

چنانچہ حضرت یحییٰ اس طرح یہودیوں کی ہدایت میں معروف رہے اور بہت کم لوگ ان پر ایمان لائے۔ مگر اکثر یہودی ان کے درسے آزار دہنے، آفرکار یہود آہ اسکر یونی کو ہمراہ لے کر حضرت عیسیٰ کو گرفتار کر کے مراد کاہن کے پاس لے گئے۔ اس نے (مراد کاہن) عدالت کا ڈھونگ ڈھاپا اور فیصلہ دیا کہ عیسیٰ کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انیس اس نے شیٹیس پیلاٹس کے پاس بھیج دیا کہ وہ اس کے قتل کا حکم دے۔ اب تک یحییٰ کے حواریوں اور شاگردوں نے اس کی تعظیم کی حقیقت اور مطلب بالکل میں سمجھا تھا اور ان کا گڑبڑ ایمان دینی نعمتوں اور فائدوں کا حریص تھا۔ اس کے گرفتار ہوتے ہی وہ سب بھاگ گئے اور انہی نعمتوں اور فائدوں کی اسی امید پر یوحنا کی ماں نے یحییٰ سے یہ

۱۵ آیت ۲۲ - ۲۴ - ۱۲ نجیب

۱۰ آیت ۶۵۵ - ۱۲ نجیب

۶ "تاریخ کلیسا" مؤلف ولیم سیر صفحہ ۶

۵ "تاریخ کلیسا" مؤلف ولیم سیر صفحہ ۵

درخواست کی تھی کہ یہ میرے دونوں بیٹے تیری بادشاہی میں تیری دلاہنی اور بائیں طرف بیٹھیں۔ اسی نیت سے پطرس نے حضرت مسیحؑ سے کہا تھا کہ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے چولتے ہیں۔ پس ہم کو کیا ملے گا۔

اگر وہ بات سچی ہو جو مسیحؑ کا قول قرار دی گئی تو مسیحؑ نے بھی ایسا کچھ ہی کہا ہے کہ تم وہ جو جریرتی آزمائشوں میں برابر میرے ساتھ رہے اور جیسے میرے پیچھے چولتے ہو میرے لئے ایک بادشاہی مقرر کی ہے میں بھی تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں تاکہ میری بادشاہی میں میری میز پر کھاؤ۔ ہو۔ بلکہ تم تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔

الغرض کوئی بھی صحبت ہو، حال ان لوگوں کے ذہن میں یہ بات کہ مسیحؑ دنیاوی مملکت قائم کرنے لگا اور ہم بھی حکومت کریں گے، ایسی جی ہوئی تھی کہ جب حضرت مسیحؑ دنیا سے سنبھارے تو وہ انہوں کو نئے نئے لگا اور کہتے تھے کہ ہم کو امید تھی کہ اسرائیل کو غلغلی ہی دے گا۔ یہاں تک کہ جب حضرت عیسیٰؑ سے دوبارہ ان کی ملاقات ہوئی تو اس سے پوچھا کہ کیا تو اسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پر عطا کرے گا۔

پس اس صحبت میں ضروری تھا کہ روح القدس ان پر دوبارہ نازل ہوتا تاکہ ان کی بے ایمانی اور سخت دلی دور ہو جائے۔ یہ کیونکہ حضرت مسیحؑ کا ان کو روح القدس سے چھوڑنا اور مجرول کی طاقت عطا کرنا کچھ کام نہ آیا۔ لیکن

۱۷ مٹی باب ۳۰ آیت ۶۱ سے مٹی باب ۱۹ آیت ۲۷ سے لوقا باب ۲۸

آیت ۳۰ ۱۶۹ ۱۶۸ سے لوقا باب ۲۲ آیت ۶۱ سے اعمال باب آیت ۶

اور تاریخ ولیم تھورنٹن سے مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴

جب روح القدس اترتا تو مجب افلاذ میں ان پر اترنا کہ بڑی آندھی جیسی آواز آئی۔ شاید ایسا ہوا ہو گا جیسے آج کل بگولے آیا کرتے ہیں۔

الحاصل جب وہ روح القدس سے بھر گئے تو یہودیوں کی ہدایت کے کام میں معروف ہو گئے۔ البتہ شریعت موسوی کے مطابق عمل کرتے رہے۔ نماز پڑھنا کلیسا میں جالا اور کھانا پینا سب تو ہریت کے احکام کے مطابق جاری رہا لیکن تھوڑے دنوں بعد ساؤل نامی ایک یہودی جو حضرت مسیح کا کٹر دشمن رہا چلتے ہوئے عیسائی ہو گیا اور عیسائی ہونے کے بعد پطرس مقدس بن گیا۔ لیکن اس وقت تک غیر قوم میں سے کسی شخص کو عیسائی نہیں بنایا گیا تھا اس لئے کہ خودیوں کے ذہن میں تو وہی بات لایعنی جو حضرت مسیح نے فرمائی تھی کہ تم غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ یہاں تک کہ گرنیلیس کو جو کہ غیر قوم میں سے تھا۔ عیسائی کرنے کے لئے پطرس کو مشاہدہ کرایا گیا۔ چنانچہ اس پر وہ شہر میں پڑ گیا کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اتنے میں گرنیلیس کے آدمی آئے اور اس کو قہر یہ کو بلانے گئے اور جب وہاں کے لوگوں نے عیسائی ہونے کی درخواست کی۔ پطرس ان سے پاتیں کر ہی رہا تھا کہ روح القدس ان سب پر نازل ہوا۔ تختوں سب حیران ہوئے کہ غیر قوموں پر بھی روح القدس کی بخشش جاری ہوئی۔ یہ دیکھ کر پطرس نے حکم دیا کہ انہیں یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیا جائے۔

غرض اس مشاہدہ کے باعث غیر قوم بھی عیسائی ہونے لگی۔ مگر اب یہ عمل کھلا کہ تختوں، جو کہ شریعت موسوی پر عمل پیرا ہونے کے مدعی تھے۔ اس سے متفق

لے "تاریخ کلیسا" مولفہ ولیم میور۔

۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

نہیں تھے کہ یہودیوں کے علاوہ غیر قومیں بھی احکام شریعت بہمالائیں۔ اور غیر قوموں کو ان کی یہ بات ناگوار لگی۔ چنانچہ پوکس اور برنٹاس کی ان مثنویوں سے بہت تکرار اور بحث ہوئی تو تجویز یہ ہوا کہ اس مسئلہ کے فیصلہ کے لئے رسولوں اور بزرگوں کے پاس یہ روٹیم جائیں۔ پھر وہ سب اکٹھے ہو کر یہ روٹیم میں پہنچے۔ وہاں کونسل کا جلسہ منعقد ہوا۔ پطرس، برنٹاس اور پوکس نے مثنویوں کے نقطہ نظر کے خلاف بیان کیا۔ مصعب نے درمیانی ماہ اختیار کی اور یہ مشورہ دیا کہ غیر قوموں کی گون پر سارا بوجھ ڈالنا مناسب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ بعض احکام کا اتباع ان پر لازم کیا جائے۔ اور نام خدا و روح القدس کے نام سے ایک سرکولر جاری ہو کہ روح القدس اور ہم نے متا سبب جانا کہ ان ضروری باتوں کے موافق ہر اور بوجھ نہ ڈالیں کہ تم تینوں کی قربانیوں کے گوشع سے اور لو اور گھا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرام کاری سے پرہیز کرو اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے۔ والسلام

چنانچہ اس سرکولر کے مطابق غیر قوموں پر تو شریعت کی پابندی لازم نہ رہی مگر مثنوی حضرات اسی شریعت موسوی کے متبع رہے۔ لیکن مقدس پوکس نے اسی پر سب نہیں کیا بلکہ شریعت موسوی کو بالکل مٹا دیئے گا کا نامہ انجام دیا اور کہا کہ اگلا حکم کزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب منسوخ ہو چکا ہے۔ اور پاک لوگوں کے لئے سب کچھ جانتہ ہے۔ لہذا جب شرعی احکام پر عمل اقدان کا اتباع ختم ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس دین میں ہر طرح کی آسائش اور آرام پایا تو

۱۵ خلاصہ اعمال باب ۱۵ ۱۱۷۱۱ اور باب ۱۳ کی طرف اشارہ ہے۔

طریقہ کے لوگ بڑی رغبت کے عیسائی ہونے لگے۔ کیونکہ یہ بات بدیہی طور پر واضح اور آشکارا ہے کہ انسان جو کہ ابتدائے خلقت سے گناہوں میں مبتلا ہے۔ اس قسم کی باتوں کی طرف بہت جلد متوجہ ہوتا ہے اور اچھی باتوں کی طرف اس کا دل بہت کم مائل ہوتا ہے۔

لیکن پوپس مقدس نے اگرچہ احکام شریعت کو منسوخ کرنے کا حکم دے دیا تھا اس کے باوجود بھی مٹھون لوگ جو کہ نئے عیسائی ہونے سے اس کو تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ جب وہ یروشلم میں آیا تو بزرگوں کو خوف ہوا کہ یہودیوں میں ہزار ہا آدمی ایمان لے آئے ہیں اور وہ سب شریعت کے بارے میں سرگرم ہیں اور پوپس کے حال سے بھی واقف ہیں۔ یقیناً جمع ہو کر فساد کریں گے۔ پھر پوپس کو سمجھایا کہ ہمارے جن آدمیوں نے منت مانی ہے ان کے ساتھ داخل ہو کر منت ادا کرنا کہ وہ سب لوگ جان لیں کہ جو باتیں انہیں تیسرے بار سے میں سکھائی گئی ہیں ان کی کچھ اصل نہیں اور پوپس نے بھی ان کی بات تسلیم کی کہ ایسا ہی کیا گیا۔

الغرض واریان کے عہد تک سب لوگ اسی طرح تورات کے احکام کی تعمیل میں سرگرم رہے۔ لیکن جب بادشاہ نے یہ حکم جاری کیا کہ جو کوئی تختہ کے مطابق قتل کر دیا جائے گا تو اس وقت فلسطین کے عیسائیوں نے اس خوف سے کہ کہیں انہیں بھی یہودیوں میں شمار نہ کر لیا جائے۔ موسوی رسومات کو بالکل چھوڑ دیا اور مرق کو اچھا پشیرا قرار دیا۔ مگر ان لوگوں کو یہ بات ناگوار گزری جو یہودی رسوم ادا کرنے پر ولی طور پر راغب اور شدت سے عمل پیرا تھے اور مغربی

فلسطین میں اپنی جماعتیں قائم کیں اور ان میں موسیٰ زکوم کو اس درجہ اور کردار کے ساتھ بحال رکھا۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو سند میں برابر سمجھتے تھے۔

چنانچہ جب دو فرقے ہو گئے تو پہلا فرقہ جو حقیقتاً عیسائی تھا اور تورات کی حمایت میں معروف رہتا تھا بدعتی قرار دیا گیا اور ان کا نام ایبوتیہ رکھا گیا۔ دوسرا فرقہ جو تورات سے برگشتہ ہو گیا تھا اور جس کی فیئادپلس پہلے ہی مضبوط کر چکے تھے وزیر در ترقی کرتا گیا۔ اس طرح دین عیسوی تو دنیا سے مفقود ہوتا چلا گیا اور دین پولس کی ترقی ہونے لگی۔

دوسری صدی میں ایک اور بات ایسی ہوئی جس کے سبب دین پولس کے پھیلنے میں بہت بڑی مدد ملی اور وہ یہ تھی کہ باطلاتوں اور فیتھاتورٹس کے پروڈن میں یہ مقول مشہور تھا کہ سہ ماہی اور خدا پرستوں کی ترقی کے لئے جمہوریت یونان اور فریب دینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ قابل تمجید ہے۔ حضرت عیسیٰ کی تشریح آندری سے پہلے یہ مقول ان سے یودویوں نے ہی سیکھ لیا۔ اور ان دونوں سے یہ دبا عیسائیوں کو بھی لگ گئی۔ چنانچہ وہ جمہوریت کو آہیں جو بڑے معزز ناموں کے ساتھ منسوب کر کے دوسری اور تیسری صدی میں دنیا میں پھیلائی گئیں۔ ان سے یہ بات وضاحت کے ساتھ سامنے آجاتی ہے اور یہ بات کوئی تعجب خیز نہیں تھی اور نہ عیسائی حضرات اس کے محتاج تھے کہ انہی لوگوں سے یہ بات سیکھ کر اس پر عمل کریں۔ کیونکہ اس صدی کا جو حال تھا اس کو ایک بڑا سادہ اس طرح بیان کرنا ہے کہ :-

۱۷ تاریخ تشریح ۱۷۱۷ء ۱۷۱۷ء ایضاً ۱۷۱۷ء

” اگر اخلاق کے پرہیزگار سے ایسا شخص مراد ہے جو ان کاموں کی ضد و خاصیت
 لئے واقع نہ ہو جو عیسائیوں پر لازم تھے اور شیخی اور بدیگی کی بھی حالت
 صاف تیز نظر رکھتا ہو اور کتب مقدسہ کے اصل مطلب کو سمجھنے کی صلاحیت
 رکھتا ہو اور اسی سبب سے اکثر یہ تحقیق ڈاواں ڈول ہوں۔
 یا احکام الہی کے بیان کرنے میں بھی غلطی میں پڑ جاتا ہے۔ اگرچہ
 بسا اوقات اچھی بات بھی کہتا ہو۔

اگر بد پرہیزگار سے ایسا شخص جو مذکورہ بالا تعریف سے مستعد ہو ملو لیا جائے
 تو تسلیم کر لیا جائے کہ یہ تو بلاشبہ بہت سے مشردوں پر بھی
 صادق آتا ہے۔“

تیسری صدی میں دین پوشتی نے ایک نیا رنگ اختیار کیا کہ اس وقت کے
 علماء نے تو اول تو کتب مقدسہ کی تمام جہادوں کو تیشلی معافی سے تعبیر کرنا
 شروع کیا۔ دوسرے جن عیسائی علماء نے مسیح و مصلحہ کی تحصیل کی اپنے استادوں
 کا اتباع کرتے ہوئے بہت پرستوں اور پیروؤں کے ساتھ مباحثہ کا یہ
 طریقہ اختیار کیا کہ جس طرح بھی ہو، اگرچہ فریب ہی سے کیوں نہ ہو، فتح
 حاصل ہو جائے۔

فریبی تقریروں کے ذریعہ مخالفین کو مغلوب کرنے کے اس طریقے سے بہت
 سی جہادوں نے جنم لیا۔ مثلاً مشہور لوگوں کی طرف منسوب کر کے اس لئے بہت
 سی کتابیں شائع ہو گئیں کہ ان کا مدعہ استناد بڑھ جائے۔ چنانچہ کئی ایسی کتاب
 اصول ایمانیہ تصنیف ہو کر جہادوں کے نام سے شہور ہوئی۔ اپاسٹائیل کانسٹی
 ٹیوشن ایسی جہادوں کے قواعد جس کی تابع کلیسیا کی طرف منسوب ہے۔ ویگن نیشن
 اور کلیسیا جو کلیسیا کی تصنیف قرار دی جاتی ہیں اور اسی طرح بہت سی دوسری

کتابیں شائع ہوئیں جن کو مجھ نے جانے لوگ ایک عرصہ تک قدر و منزلت کے ساتھ سمیتر سمجھتے رہے۔ کرو فریب کا یہ انداز نہ صرف مباحثہ و مناظرہ کرنے والوں نے اپنا دکھا تھا بلکہ راہب حضرات نے بھی اپنے گروہ کی تائید کے لئے فریب کا بڑی عقیدت رکھ کر لکھی تھی اور اپنے گروہ کو دیونی شمس کی طرف منسوب کرنے لگے۔ اس شخص کو پانچ سو پہلی صدی میں عیسائی کہا تھا۔ چنانچہ اس جھوٹ کو اور مستحکم کرنے کی غرض سے علم امر اور مجاہدات کی کئی کتابیں اس کی طرف منسوب کی گئیں۔

اس صدی میں اگرچہ ہر درجہ کے آدمیوں کے لئے شادی کرنا اور اہل کین جو لوگ میں بیاہرے رہتے حضرت اور پارمائی بنیاد زیادہ تر نام پیدا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس صدی میں لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ جو لوگ عہد توں سے شادی کرتے ہیں انہی پر شیطانوں کا اثر رہتا ہے۔ اور جو یہ بات بڑی فائدہ کی معلوم ہوتی تھی کہ جو لوگ کلیسا کے حاکم ہوں ان پر شیطانوں کا اثر نہ ہونے پائے۔ لہذا یہ تجویز ہوا تھا کہ پانچویں صدی میں حضرت اس مزہ سے محروم رہیں۔ اسی بنا پر کلیسا کے بہت سے لوگ اور خاص طور پر افریقہ میں لوگوں کی یہ خواہش پوری کرنے پر راضی ہو گئے۔ لیکن اس بات کی کوشش کی کہ اپنی نفسانی خواہشات پر بھی جبر نہ ہونے پائے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان عہد توں کے ساتھ تعلقات قائم کر لئے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مفید رہنے کی منت کر بیٹھی تھیں اور یہ بات بحسب حاجت مانگے ہوئی تھی کہ پانچویں صدی میں لوگ رات کو اپنے بستر پر ان عہد توں میں سے ایک عہد کو شریک کر لیتے تھے مگر ہر تہذیبی اہل علم ہوتا تھا کہ اس معاملہ میں ایسا کوئی امر نہیں ہے جس سے حضرت و پارمائی میں فتور آئے۔

۱۔ مشہور صاحب کی تالیف کلیسا کی تیسری صدی کا بیان - ۱۲ ص ۱۲۰ المصنف

چوتھی صدی میں ہر بات کی ترقی ہوئی اور اس صدی میں بے شمار واہیات اور خرافات کا پھیلاؤ ہوا۔ اور دین عیسوی کے پھیلنے کی ایک بڑی وجہ ہوئی کہ جب شاہ قسطنطین نے اپنے عمر کو قتل کر ڈالا اور طبیعت میں کچھ گھبرلا ہٹ اور اپنے چینی ہوئی اور اس کے کاہن نے اس کا قصور معاف نہ کیا تو اس نے مجبوراً عیسائی پادریوں کو بلایا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو ہم ابھی تمہارا قصور معاف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ عیسائی ہو گیا اور ایسا سعادت مند عیسائی ہوا کہ سب سے پہلے تو اس کاہن کو مرنا ڈالا جس نے اُس کے گناہ معاف کرنے سے انکار کیا تھا۔ پھر اپنی بیوی کا مستہ اور بیٹے کو بیٹا اور دونوں بہنوں کو بھونٹے بھانجے اور بے شمار دوستی و دشمنیوں کو قتل کر ڈالا۔

اسی بادشاہ کے عہد میں ۳۲۵ء میں کونسل نائس منعقد ہوئی اور اس میں الوہیت پر جیسے مدت سے زیر بحث چلے آئے وہاں مسئلے کا تعین ہوا۔ اس کونسل کے انعقاد کی وجہ یہ تھی کہ آریوس نے جو کہ الوہیت پر کھانسی کا مکر تھا، دونوں یوسیسیوں اور دیگر علماء کی مدد سے اپنے عقیدہ کو محبوب پھیلا کر فروغ کیا۔ اور اتھانیشیس اس کا مد مقابل ہوا تو قسطنطین نے اس نزاع کو دیکھ کر اس کونسل کے انعقاد کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کونسل میں بیترہ ہشپ حضرات اور بہت سے پادریوں نے عقیدہ تخلیث سے انکار کیا۔ بعض لوگ تخلیث کے تو قائل ہوئے مگر

کہ ان کا پس منظر کا عدالت کا باطن - ۱۰ من المصنف
تہ اجماع عیسوی میں یہ نام ہے۔ اظہار الحق کے بعد ترجمہ میں اسی کو نیکوئی کونسل
تخلیث کیا ہے۔ ۳۲۵ء میں یہ مجلس منعقد ہوئی یا نائیس (Nicaea) میں منعقد ہوئی۔

(بائبل سے قرآن تک ج ۲ ص ۹۷، وجہ ۱۱) ۱۲ نجیب

روح القدس کے بجائے حضرت مریم کو تلیث میں داخل کرتے تھے۔ لیکن جب بادشاہ نے اعلانِ حکم دیا کہ جو شخص تلیث سے انکار کرے گا اس کا مال ضبط کر لیا جائے گا اور اسے جلاوطن کر دیا جائے گا۔ تب اکثر لوگوں نے بادشاہ کے خوف سے عقیدہ تلیث پر دستخط کر دیئے۔ چنانچہ اس وقت سے تلیث قائم ہوئی اور اتھالیستس کے عقیدہ کو شہرت حاصل ہو گئی۔ قسطنطین کے مرنے کے بعد اس کے جانشینوں نے دین عیسوی کے رواج دینے میں لڑائی کر دکاوش کی اور یہ حکم دے دیا کہ جو شخص کسی دوسرے مذہب کا اتباع کرنے کا سزا پائے گا۔ چنانچہ اس طریقہ سے عیسائی دین روز بروز ترقی پانے لگا۔ لیکن جوں جوں اس دین کی ترقی ہوئی عورتیں بھی نکلی پھیلے ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ پوپ حضرت کے زمانے میں موجود باتیں اور عجیب قادیاتیں وقوع میں آئیں پیرولسٹنٹ کی تاریخ کی کتابیں ان سے مالا مال ہیں کہ ہم کو وہ سارا حال لکھتے ایک تو ٹرم آتی ہے دوسرے تطویل کا خوف مانع ہے۔

غرض پندرہویں صدی تک پوپ حضرات کا خوب زور و شور رہا۔ چنانچہ فرقہ پیرولسٹنٹ کا ایک بڑا مستند شخص لکھتا ہے کہ تحریک اصلاح کے ابتدائی جب دجال یعنی پوپ (۱۷۰۷ء) اپنی سلطنت پر قابض اور اس سے بیٹھا تھا تب لوتھرائٹا۔

۱۷۰۷ء کی سبب سے ان لوگوں کا نام میریٹائیٹ رکھا گیا تھا اور عرب میں ایک فرقہ خاص کو، کوئیروئیس کہتے تھے وہ بھی حضرت مریم کو تلیث میں داخل کرنے اور ان کے لئے ایک قسم کی روٹی بنا کر دیتے تھے (سیل صاحب، ۱۲ من المعنف)

۱۷۰۷ء بشپ ٹیس و عطا ۹ جلد اول صفحہ ۵۸۸ - ۱۲ من المعنف

ایک دوسرا پروٹسٹنٹ عالم لکھتا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بہت صدیوں تک تمام اونٹنے
 زمینی پر عموماً انڈیا و چین جیلا جواتھا اور اس وقت ہمارا کلیسا ظاہر نہ تھا، پروٹسٹنٹ فرقہ
 کی ایک بڑی مستند کتاب میں یوں مرقوم ہے کہ آٹھ سو برس سے زیادہ تک دنیا دار
 اور پادری لوگ، فاضل اور جاہل اور دین عیسوی کے سامنے قرن اور فرستے اور
 سب درجہ کے مرد و عورت اور بچے بڑی بات پرستی میں ڈوب چکے تھے۔
 ایک اور پروٹسٹنٹ یوں لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے تین سو سالہ برس
 بعد جالی اور یورپی سلطنت شروع ہوئی اور ۱۲۶۰ برس تک بلا حجت و
 ٹکرا رہا تھا۔

الحاصل یہی سلطنت جس کو پروٹسٹنٹ لوگ و جالی قرار دیتے ہیں پندرہویں
 صدی کے آخر تک برقرار رہی اور معاملات دینی کے مسائل کا تفسیر اور کونسلوں
 وغیرہ کا انعقاد سب کچھ انہیں پوپ حضرت کے تسلط میں وقوع پزیر آتا رہا۔
 سو اسی صدی میں پولی دین پر ایک عجیب انقلاب آیا یعنی جب یسوعیم پوپ
 کی گدی پر بیٹھا تو اس نے انڈیانس کے کا قدیم دستور جاری کر دیا اور اپنے متبعین کو

۱۔ پرتش کرید یعنی عقیدوں کی شرح میں ص ۱۲۰ من المصنف

۲۔ ہولی تیب پر کی برائی کے خلاف میں حصہ سوم ص ۲۵۱ - ۱۲ من المصنف

۳۔ تاریخ مہاسب اپنی کتاب میں مشاہدات کی بابت ص ۱۳۰ - ۱۳ من المصنف

۴۔ Indulgence - ڈیٹش گن ہوں کی معافی کی ایک سند ہے کہ تھی جس کا
 معنوں یہ ہوتا تھا :-

۵۔ اسے فلان ایہا راب یسوع تم پر رحم کرے گا اور تم کو اپنی رحمت کا طے سے
 معاف کرے گا۔ امام محمد کو سلطان المرسلین پطرس و پولس اور (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ ۴۵۹ پر)

محکم دیکھا کرتا ہوں کی معافی کی سندیں بجا کریں۔ سبکی سنی میں اکثر آگشاٹن کے گروہ اس
 زبیرہ ماشیر سے آگے اس علاقہ کے بڑے بڑے پوپ کی جانب سے جو لیتھیا
 دینے گئے ہیں ان کی بنا پر میں سب سے پہلے تیری خطاؤں کو بخشتا ہوں۔ خواہ کسی ہنگامہ ان کو
 کیا گیا ہو۔ پھر دوسرے تیرے قصودوں اور کوتاہیوں کو اگرچہ وہ شہاد سے زیادہ ہوں بلکہ
 آئندہ کی لغزشوں کو جن میں پوپ نے ۱۵۸۱ء کی کتاب سے اور جب تک کینیاں رومی کلیسا کے ہاتھ ہی
 میں ان تمام عقائدوں کو بخشتا ہوں، جن کا تو مظہر (مجموعہ) میں سختی ہونے والا ہے اور میں
 مقدس کلیسا کے امراء اس کے اعتقاد اور خصوصاً کی طرف سے تیری رہنمائی کروں گا اور پتھر کے
 بعد تو معصوم ہو جانے کا یہاں تک کہ جب تو مرے گا تو تجھ پر کتابوں کے وعدان سے بند
 کر دیئے جائیں گے اور فردوس کے وعدے تیرے لئے کوئی حصیٹے جائیں گے اور اگر
 تجھ کوئی الحال موت نہ آتی تو یہ بخشش آخری دم تک اپنے پوپ سے اثر کے ساتھ تیرے
 لئے باقی اور قائم رہے گی، باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے آمین یہ کھانا گیا ہے
 میانی یوحنا کے ہاتھ جو روکیل دوم کا قائم مقام ہے۔

مغفرت ناموں کی اسی طرح بہت سی تحریریں تاریخ میں ملتی ہیں، پوپ کو چپے دے کر
 گناہ معاف کرانے کی یہ رسم سالہا سال سے بیگزگی روک ٹوک کے مادہ کا ہی ہے۔ اسی کی
 دلچسپ تاریخ کے لئے ملاحظہ فرمائیے "انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا" صفحہ ۲۵، ج ۱۲، مقالہ
 (Indulgence) اس رسم کے قدیمے کیسے کیسے گھٹانے کا مورا کا انٹیشن
 دے دیا گیا تھا؟ تاریخ میں اس کے عجیب عجیب واقعات ملتے ہیں۔ کلیئر کے تاریخ
 کلیسا "ٹینا کیڈ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ۱۲۷۴ء میں ایک پادری جان فیئرل
 (titzel) نے عام اعلان کر دیا تھا کہ اگر کسی عیسائی نے اپنی ماں کے ساتھ بدکاری
 کی ہو اور وہ کچھ رقم پوپ کے مغفرت کے صندوق میں ڈال دے تو پوپ کو دنیا اور
 آخرت دونوں میں یہ اختیار ہے کہ وہ اس کے گناہ معاف کر دے اور اگر پوپ نے
 گناہ معاف کر دیا تو خدا کو ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ (شانت ہرشری آؤٹ لکچر ج ۲۵)

کلام کہنے لگا اور ہوا کہتے تھے۔ اور اس اعتبار پر ان کو فائدہ بھی ہوتا تھا اور قدر و منزلت بھی بڑھتی تھی۔ لیکن آدم بولڈی نے یہ حمد و ثناء میثاق کے گروہ کو دے دیا۔ اس پر مادر بن لوٹھرنے جو کہ آگسٹائی کے گروہ میں سے تھا۔ اپنے گروہ کی ذات و کچھ مکرانہ لٹنس کی خرید و فروخت کی برائیاں بیان کرنا شروع کر دیں۔ اور جب لوگوں نے اس کا ساتھ وہ مقابلہ کیا تو وہ انڈی لٹنس (معفرت ناموں) ہی کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ اس پر نساد برپا ہونا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی غیر پوپ تک پہنچی۔ پیلہ تو پوپا نے خط و غیرہ بھیج کر ان کو نمائش کی۔ مگر جب وہ انحراف سے باز نہ آیا تو اول یعنی اس معصوم کا فرمان صادر کیا کہ اگر تو تمہاری اپنی خطاؤں سے توبہ نہ کرنے تو اسے کیسا سے خارج کر دیا جائے۔ مگر پوپ اس کو بھی خاطر میں نہ لیا اور اس بن کو جلا لایا اور پوپ کی اطاعت سے خارج ہو کر حکم مملکت کی صلاح اور مشورہ سے اپنے نئے دین کی بنیاد ڈالی۔ یہ سارا واقعہ خود مصنف دین مسوری اپنی کتاب "ڈیسا پر ٹوتیا" میں ایوں بیان کیا ہے کہ ایک آدمی مات کوئیں جاگ اٹھا تو شیطان نے مجھ سے یہ گفتگو شروع کی کہ اے فاضل شخص سن تو نے پندرہ برس تک جو خلوت میں ماس کواد کیا ہے۔ شاید یہ بت چکا ہو اور حضرت عیسیٰ کا خون اور بدن اس میں نہ ہو اور حضرت روثی اور شرابہلی کی عبادت خود تو نے بھی کی ہو اور دوسروں سے بھی کیا ہی ہو۔ اس پر میں نے جواب دیا کہ میں مسیح کیا ہوا ہوں پادری ہوں اور مجھ کو بربشپ نے مقرر کیا ہے اور میں جو کچھ کرتا ہوں اپنے بڑوں کی اطاعت اور حکم سے کرتا ہوں۔ شیطان نے جواب دیا

۱۰ ہنری ہشتم کی تاریخ مصنف میر صاحب

۱۱ دالستہام صاحب کی "دین کی تلاش" ۱۲ من المصنف

یہ پتا ہے مگر ترک اور دوسری توہین بھی جو کچھ کرتی ہیں اپنے بزرگوں اسی کی اطاعت سے کیا کرتے ہیں، اسی طرح پوری عیام کے کاہن بھی گرجوئی سے اپنے کام کیا کرتے تھے۔ تو کیا تیری تقویٰ بھی اسی ہی جھوٹی نہیں ہو سکتی جیسے ترک اور سامریوں کے کاہن اور ان کی عبادت جھوٹی ہے۔

لو تھر کتاب ہے کہ یہ باتیں سن کر مجھ کو پسینہ آ گیا اور دل کانپنے لگا۔ شیطان نے میرے دل میں اپنے سوتیلے عمل کے لحاظ سے بہت معقولی دلیلیں پیش کی تھیں۔ الغرض اس سادہ سادہ اس نے مجھے مغلوب کر لیا اور میں خاموش کھڑا اس کی بات دلیلوں کو مسترد باجوہ اس نے میرے تقرر اور پادری گری کے بطلان میں پیش کیں۔ چنانچہ اس نے پانچ دلیلیں پیش کیں۔

لو تھر کتاب ہے کہ اس ضرورت اور مشکل میں شیطان کو ایسا پرانی مصالح سے یعنی ایمان اور ارادہ کیسا کی نیکی پر ہے پٹا دیتا۔ لیکن شیطان نے کہا کہ یہ بتلاؤ تو سہی یہ کہاں لکھا ہے کہ بے ایمان اور شریر آدمی دوسرے شخص کو سزا کو کھاتا ہے۔ لو تھر کتاب ہے کہ شیطان کی دلیلوں اور اعتراضوں کا میں کچھ جواب نہ دے سکا البتہ سکرامنٹ میں سزا کی ضروری کا میں قائل رہا۔

اللہ کہہ تو انڈیا (منظرت نامے) کے نطق کے سبب آج کل علم الکفر کی تعلیم کے باعث لو تھر صاحب نے دین پوسی میں اصلاح کی۔ لیکن افسوس اسی کی زندگی میں اس کے شاگردوں نے اس اصلاح میں ترمیم کرنا شروع کر دی۔ اور زونگی (Zwingli) اور کارلاما (Karlstadt) نے سکرامنٹ میں سزا کی ضروری کا انکار کر کے اگے اگے اور ادھر ادھر اسٹارک وغیرہ نے فرقہ اناباپٹسٹ کی بنیاد

۱۲ من المعنف

ثانی۔ کاتون اور بیڑا نے اپنا کلیسا الگ بنا لیا۔ ناکس نے اپنی تعلیم الگ کیا۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کے قد پے آزاد ہو گئے اور ہمت سے فسادات ہوئے۔ کشت و خون تک تو بہت پہنچی اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ ان لوگوں کے حالات لکھتے ہوئے آئین شرم آتی ہے اور پھر کتاب کا حجم بھی بڑھ رہا ہے۔ کاتون اور بیڑا کے حالات کی تفصیل جلد نئے خواہشمند ڈاکٹر یولس کی کتاب دیکھ سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب بیڑا کی زندگی میں ہی لکھی گئی تھی۔ اور ناکس کے حالات شکر تین کی ہائی اسکول لینڈ میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں اور فرقہ پائیت کے بزرگوں کا کچھ چٹھا فاکس کی کتاب الشہداء میں دیکھا جاسکتا ہے۔

اسی صدی کے وسط میں علماء کے حلقہ جہ اختلافات اور ناہم دست و گریبان ہونے کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کے پیر کا رہنما کے عقائد الحاد کی طرقت رخ کرنے لگے۔ سب سے پہلے ایسے لوگ فرانس اور اطالی میں ظاہر ہوئے۔ یہ لوگ ایک خدا کو ماننے تھے اور حضرت عیسیٰ کا کچھ لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ حوادث اور بخیل نویسیوں کے مسائل کو قہقہے کمائیاں اور خواب خراب دیتے تھے۔ تمام دینوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ البتہ جن کی طاقت سے خوف محسوس کرتے ان کے دین پر کبھی بظاہر عمل پیرا بھی ہوتے تھے۔ ان میں سے بعض کا عقیدہ یہ تھا کہ جسم کے ساتھ روح نہیں مرتی اور کچھ کی رائے اس مسئلہ اور خدا کی ربوبیت کے بارے میں اپنی کیورتین کے موافق تھی۔ یعنی بندوں کو پیدا کر دینے کے بعد خدا کو ان کے معاملات سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ ان میں سے بہت سے لوگ فلسفہ اور دوسرے ہمت سے علوم میں ماہر تھے اور بلاسکے نہیں تھے۔ الحاد کی اس بلا میں خود بھی گرفتار تھے اور سخت محنت اور کوشش سے

دوسروں میں بھی اس کو پھیلاتے تھے۔

سترہویں صدی میں ایسے لوگوں کی اور ترقی ہوئی۔ جرمنی اور انگلستان میں بھی ان کے خیالات پھیلنے لگے۔ لارڈ ہربرٹ $\frac{1583}{1911}$ تا $\frac{1928}{1928}$ مسٹر بلاؤٹش، تھامس ہوبس $\frac{1588}{1911}$ ، سٹیوین ہارل شاٹ ٹسٹ بری اور ٹولینڈ جیسے بڑے بڑے فضلا نے طبعاً ہونے لگے۔ چنانچہ اپنے نقطہ نظر کی تائید میں ان لوگوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

اٹھارہویں صدی میں اس قسم کے طمانہ عقائد کی ترقی اپنے عروج پر پہنچ گئی امریکہ و ہسپانیہ وغیرہ کو بھی اپنا پیٹ میں لے لیا۔ حتیٰ کہ یہ بلا عالمگیر صورت اختیار کر گئی اور اس زمانہ میں تو ان سب مقالات میں اتحاد کا بڑا ہی زور شور ہے۔ دو آیت اپنی کتاب "منظر چرمی" کے صفحہ ۹۴ اور ۱۰۴ پر لکھا ہے کہ :-

دعالم کلام کے جھگڑے میں عبد متیق کی بھائی اور اہلیست پر حملہ ہوا رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کے الہامی ہونے کا یقین جرمنی میں سے نکل گیا۔ بعد ازاں صدر جدید کے خطوط پر قزاق شروع ہوئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ کسی ایک صنعت کے غیر الہامی قرار پا جانے کے بعد دوسرے کو بھی ویسا ہی قرار دے دیا گیا۔ یہاں تک کہ بہت سے صنعتیں نے ان خطوط کو بے کار سمجھ کر اور ان کو صرف دین صیوی کے شاعت کا آثار اور تاریخ کی کتاب قرار دیا۔ اس کے بعد انجیلوں کے بارے میں ایسا ہی حملہ ہوا۔ یہاں تک کہ پادریوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ کا مقام آرسٹو

اور افلاطون سے زیادہ نہ رہا۔ اس تمام الحاد کا اثر اٹھارہویں صدی کے وسط کے فرانسیسی فلاسفہ سے بھی بہت لے گیا۔ لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ پادری لوگ بھی طرد ہو گئے تو انہوں نے بھی اسی طریقہ کو اپنا لیا۔ جرمنی سے دینا عیسوی کی بجائے کئی کئی تریں دیوہی ہوئی یہ

مبشر ہونٹ اپنی کتاب *دعوت مسیحیوں میں لکھتا ہے :-*

دو ترقی پوسے جرمنی کے ملازموں میں الحاد کا غلبہ ہے۔ کینٹ کے ہاں لوگوں اور دیگر لوگوں سے تمہیم کر کے دین عیسوی کو ایک کہانی قرار دے دیا۔ فلاسفہ نے جرمنی میں دین عیسوی کے باوجود ڈاٹسے، عمدہ بید کی مجازاً باتوں کو کہانیاں قرار دے دیا۔

حضرت عیسیٰ کے معجزات اور مریوی کو قوت دینے کے بارے میں نیا کی توجہ انگیز باتوں کو دیگر قوتوں کی سی گنہ بکھرا لیا۔ اس فلسفی کے عقیدے میں اکثر جرمن لوہان بری طرح گرفتار ہیں۔ ہر طرف فلاسفہ کی مسندوں پر الحاد کا مکمل قبضہ ہے (یعنی اساتذہ بھی ویسے ہی ہیں) جرمن طلباء میں سے جن کو میں جانتا ہوں ان میں سے ہر ایک ایسے آدمی جھانٹنا مشکل ہو گا جو بچے طرد ہوں۔ جو لوگ اس دہانے کے پھیلے ہیں تو اساتذہ کہتے ہوں وہاں جا کر یہ سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔ لہذا اگر جو لوگ چاہتے ہیں کہ لڑکے عقلمند، عالم بنیں اور

۱۔ افلاطون (Plato) مشہور یونانی فلسفی جو سقراط کا شاگرد اور استاد
 ۲۔ استاد تھا۔ اس کی کتابیں جمہوریت اور سیاست پر مشہور ہیں۔

(پ ۳۳۴ ق م - ۳۴۴ ق م) ۱۰۶

دیجیسیوی کے نئے فلسفہ کو کہہ آئیں تو وہ ان کو جرمنی پڑھنے
کے لئے نہ بھیجیں ۴

آرٹھی ادون کہتا ہے :-

۵ ہر سیاح کو یہ بات معلوم ہے کہ زمانہ حال میں فرانس میں بیس لاکھوں

کے مقابلہ میں ایک ایسا لاکھ کا تلاش کرنا دشوار ہے ۵

پادری ٹیگنٹ صاحب جرمنی، لوجا، ہینسہ اور ہنگری کے حالات میں
لکھتا ہے کہ :-

۶ اگر کوئی شخص گذشتہ اتنی تڑپے برس کے جرمنی کے پروٹسٹنٹ مذہب

کے حالات کی تاریخ دیکھے تو اپنی آنکھوں سے حشادہ کرے گا کہ

اس میں عیسائی آنکھ کو غم و اندوہ کے سوائے کچھ نظر نہیں آتا۔ اس

دور کے پادری حضرات نے دیجیسیوی کے خدا کی طوت سے ہونے

کا انکار کس کے بڑی سرگرمی سے محنت کی ہے کہ اپنے عقائد واطلہ

لوگوں کے حلوں میں بھی ڈالیں۔ علم کلام کے خدو حلوں کے (تالیفوں

اور مذہبی واطلہ حیرت کے بہت فرقوں میں ایک ایسا گروہ ظہور میں

آیا جو اپنے کو راسشنلسٹ (عقلیت پسند Rationalist)

کہتے ہیں اور ان لوگوں کا جو الہام کے قائل ہیں مذاق ڈالتے ہیں

صرف یہی نہیں بلکہ وعظ کے سارے منبروں پر ان کا اور ان کے

مربیوں کا قبضہ ہے اور یہ گویا ایک ایسا چشمہ جاری ہوا کہ اس کا

پانی جہر سے گدرا تھا، ہی پھیلاتا چلا گیا۔ اس کے علاوہ اس ناپاک

کام کی تائید میں ان لوگوں نے جو علم ایجاد کیا وہ بلاشبہ ایسا بڑا

تھا جیسی ان کی دہلیس ہر وہ جس کے لوگوں کے مزاج اور سچے کے موافق

تغیب انگیز تھیں۔ پس اس وحدت میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ ہر طرف کفر پھیل جائے۔

پر شاید اس کے حالات میں بھی گنہگارتی عناصر اس طرح لکھتے ہیں :-

”پر شاید میں بھی سا لہا سا لہا سے اب تک انہیں کا مذہب نہیں ہے۔“

پاکستان نے بھی بڑی تفصیل کے ساتھ جرمنی میں اتحاد پھیل جانے کا حال

لکھا ہے۔ اخبار ٹائیٹل کتب پوزیشن ۱۸۵۰ء کی اپنی ایک اشاعت میں لکھا ہے :-

”صرف اٹھ گھنٹہ میں اپنی اسی خانقاہوں میں جن میں کفر کی تعلیم ہوتی ہے

اور تین لاکھ آدمی ایسے ہیں جو کچھ مذہب نہیں دیکھتے۔“

تطویل کے خوف سے ہمیں اسی قدر امثال پر اکتفا کرنے ہیں اور اہل عقل و

خرد کے لئے یہی کچھ کافی ہے۔

پس اب اسے صحابہ و ذرا انصاف سے دیکھو کہ :-

● جب کتب مقدسہ میں اس طرح تحریف و تبدیلی ہوتی ہو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور تمہارے علماء کے لئے بھی ایسے تسلیم کئے بغیر جارحانہ کارروائیاں نہیں ہے۔

● دنیا سے دین عیسوی کا نام و نشان مٹ چکا اور اس کی جگہ دین پوتی نے لے لی اور دین پوتی بھی کئی سو برس تک دجالوں اور بت پرستوں کے زیر اثر رہا۔

● اور یہ کتب جن کو تم کتب مقدسہ کہتے ہو اس حدت و دزدانہ انانہ ہی دجالوں کے پاس رہیں۔

لے پرشیا - روس - بلجیئم

۴ اور پندرہ سو برس بعد اس دین پڑوسی میں کچھ اصلاح کی گئی تو وہ بھی ایک ایسے شخص کے فضل میں نے معلم الملکوت سے تعلیم پائی ہو۔

تو

بھلا تم اب کس لئے اپنے دین اور ایسی کتب کے حامی بنے ہوئے ہو
کیون نہیں تم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر ابدی نجات
حاصل کر لیتے؟

اے عیسائی بھائیو! یہ وہ نبی ہے کہ اسپان ہیسپانہ جیسا دشمن میں
کو تم بھی عہدہ سبھی تسلیم کرتے ہو اور اس نے الزما و شقاوت الہی سرور
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بابے میں کیسے درشت اور نازیبا الفاظ استعمال
کئے ہیں۔ آپ کی شان میں صلوات مہات گواہی دیتا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ
علیہ وسلم) حسین اور ذہین تھے۔ آپ کا چال چلن پسندیدہ تھا۔ مساکین کی
نگہداشت آپ کا شیوہ تھا۔ ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آتے
اور دشمنوں پر شجاع تھے۔

اب سب باتوں کے علاوہ خدا کے نام کا بڑا ادب کرتے تھے۔ جعلیوں اور
لانیوں، قاتلوں، تمہمت لگانے والوں، دھوکے باز لالچیوں، چھٹی گواہی
دینے والوں وغیرہ کے ساتھ کمالی سخت گیری کرتے تھے۔ صبر، سخاوت،
رحم دلی، نیکی و احسان، والدین اور بزرگوں کی تعظیم و توقیر کرنے اور ان کی
بڑی حرمت کی نگاہ سے دیکھنے کے بلا سے میں بہت وعظ و نصیحت کرتے
تھے اور بڑے عابد و مرتاض تھے۔

۱۰ میل صاحب کا مقدمہ ص ۱۰

اسے پیامہ و باپ دیکھو جس شخص میں ایسے ایسے وسعت ہوں اور ان اوصاف کا ثبوت اس کے دشمنوں کے اقوال میں بھی پایا جائے۔ پھر اس کی شان میں بے ادبی کرنا اور اپنی طاقت کی قربانی سے بڑا دنا سراسر تعصب اور اپنے باپ دادا کی رجم کا اتباع ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے نبی آخر الزمان کے وسیلہ سے ہیں اور آپ کو تعصب اور بے جا طرفداری سے بچنا چاہئے۔

اسے عنبریزو ایہ وہ نبی ہے کہ تمہاری کتابوں میں اس قدر تقریحات کے باوجود اب تک اس کی بے شمار بیانات میں موجود ہیں اور مسلمانوں نے اپنی اکثر کتابوں میں ان کو درج بھی کر دیا ہے اور وہ ایسی ہیں کہ ان بیانات کا مصداق سوائے نبی آخر الزمان اور کوئی قرار نہیں پاسکتا۔ تم لوگ بھی اگر تعصب کو ہالائے طاق رکھ کر ان کی طرف توجہ دو تو یقین ہے کہ پھر ایسے وساوس اور شکوک میں مبتلا نہ ہو۔

اسے عنبریزو ایسا شیخ! یہ نبی وہ آخر الزمان ہے جس نے نبیوں کے بارے میں حضرت عیسیٰ نے اپنے مطلوب ہونے کے واقعہ کے ذکر میں کلمے الفاظ میں تقریباً یوں فرمایا تھا :-

«اے برتباہ یقین جان کہ کیسا ہی چھوٹا گناہ کیوں نہ ہو خدا اس کی پجرا دیتا ہے کیونکہ خدا نے تعالیٰ گناہ سے نالا حق ہے اور کسی گناہ کو بے مزاجین چھوڑتا میری ماں اور میرے شاگردوں نے جو دنیوی غرض سے میرے ساتھ محبت کی خدا اس سے ناخوش ہو اور بدبختی دے

لے برتاہ اس عاری مراد ہے۔ ان کی طرف منسوب انجیل برتاہ اس کے متعلق مفصل تصدیق کے

لئے بائبل سے قرآن تک ص ۱۵۰۲ تا ۱۵۴۲ ملاحظہ ہو۔ ۱۳ عجیب

عدالت پر چاہا کہ ان کی اس نامناسب عقیدت کی سزا اسی دنیا میں ان کو دی جائے تاکہ وہ دوزخ کے عذاب سے بچیں اور وہاں ان کو اذیت نہ ہو ورنہ اور نہیں اگرچہ دنیا میں بے قصور تھا پر اس لئے کہ بعض آدمیوں نے مجھ کو خدا اور ابن اللہ کہا۔ خداوند متعال کو یہ بات خوشی نہ آئی اور اس کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قیامت کے دن مشیاطین مجھ پر نہ ہنسیں اور مجھ کو ٹھٹھوں میں نہ ڈال دیں۔ سو اس نے اپنی مہربانی اور عنایت سے ایسا ہتر جاتا کہ دنیا ہی میں موت کی موت کے سبب میری تھیک اور ہنسائی ہو جاوے اور ہر شخص یہ گمان کرے کہ میں صلیب پر کھینچا گیا۔ پھر یہ سب اسی ہنسک اور ہنسائی محمد رسول اللہ کے آئیے ہی چک رہے گی جبکہ وہ دنیا میں آوے گا تو ہر ایک ایمان دار کو اس ظلمتی سے آگاہ کرے گا اور یہ دھوکہ لوگوں کے دلوں سے اٹھا دے گا۔

پس اسے بھائیو! جس کی بقوت کی خبر اس صراحت کے ساتھ تحریر ہوئی ہو پھر اس کا انکار کرنا اپنی ناقصت خراب کرنا ہے یا نہیں؟ اگر تم اسے دل میں ڈرنا سہی انصاف ہو تو پھر ہرگز شکوک و شبہات میں مبتلا نہ رہو۔ اگر شیطان لعین جو نبی آدم کا دشمن ہے تمہیں اس دھوکے میں ڈالے کہ برناہاس کی انجیل جعلی ہے اور اس کو تمہاری کونسل اور کمیٹی نے خدا کا کلام تسلیم نہیں کیا تو تم لا حول پڑھو اور خدا سے دعا مانگو کہ تمہیں شیطان و مادیوں سے نجات دے کر عقیقہ سلیم عطا فرماتے۔ اور (انجیل برناہاس کے بارے میں) یہ شک و شبہ جو یقیناً

بے اصل وہ بنیاد ہے تمہارے دلی سے نکال دے۔

دیکھیے بڑا ناہنس کی انجیل ایک پرانی کتاب ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے سینکڑوں برس پیشتر کی ہے۔ چنانچہ دو مری شہزادی عدی عیسوی کی کتابوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ تو جہلا غور فرمائیے کہ اتنی مدت پہلے اس میں کس طرح جعل سازی ہو گئی اور جعل سازی بھی ایسی کہ جو طاقت بشری سے باہر ہے اور بغیر الہام خداوندی کے یہ جعل سازی ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ تو اس صورت میں ایسی جعل سازی سے بھی کچھ قباحت نہ ہوئی۔

اور اگر تم لوگ یہ کہو کہ ضرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی مسلمان نے اس میں یہ جملے بڑھاد بیٹھے ہیں تو اس کا ثبوت پیش کرو کہ کس شخص نے کس زمانے میں یہ تحریک کی اور بڑا ناہنس کی انجیل کا کوئی پرانا نسخہ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے کا لکھا ہوا ہو اور جس میں یہ فقرہ موجود نہ ہو پیش کرو اور اگر پیش نہیں کر سکتے تو ایسے شیطانوں و مسوئوں سے توبہ کر کے ایمان لاؤ اور نجات ابدی صفت میں حاصل کر لو۔

اور جب تک تم اس امر کو ثابت نہ کرو اور اپنے تعقب سے بلا دلیل و دعویٰ کئے جاؤ تو مسلمانوں پر تمہارے ان واہمی تاہمی اعتراضات پر توجہ دینا لازم اور ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح کی گواہی تمہاری

سے "انجیل بڑا ناہنس" کا منقول تعارف کتاب "عیسائیت کیا ہے؟ صفحہ ۱۱۱

کا صفحہ ۱۹۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۶ انجیل

سببِ خوجاتوں سے افضل ہے۔ اور تمام اعترافات کا ایک کافی
دوایتی جواب ہے۔

اب میں بلا تعصب و طرف داری سچے دل سے تمہارے لئے دُعا
مالگتا ہوں۔ خدائے مجیب الدعوات اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے وسیلے سے اس کو قبول فرمائے۔

مناجات

اے رب العالمین! تجھ جی ساری چیزوں پر قادر ہے اور نبی آدم کے
دلوں کو شیطان کے وساوس سے چھڑانے کی طاقت رکھتا ہے، اپنے
فضل و کرم سے عیسائیوں کو جو سچے دل سے اپنی بھنات کے خواہاں ہیں،
داوامت پر لا اور ان کو جو تعصب کی راہ سے ذہن محمدی کے دشمن
ہو رہے ہیں تعصب سے چھڑا اور ان کو توفیق عنایت فرما کہ سچے دل سے
تیری ماہ تلاش کریں اور تیرے نبی آخر الزمان پر ایمان لاکر بھناتِ ابدی اور
حیاتِ مردہی پائیں۔

اے خداوند متعالیٰ! ان کو توفیق دے کہ اس کتاب کو بلا
تعصب اور بلا طرف داری دیکھیں اور عنادت و گمراہی کے ورطے سے
نکل کر ساحلِ بھنات پر پہنچیں۔

اوسرا اس کتاب کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرما اور اس میں جو
کچھ سہو و نصیان ہوا ہو تو معاف کر اور ہمارا اور صیب بھائی مسلمانوں
کا خاتمہ بخیر کر اور قیامت کے دن سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

شفاعت نصیب کرو۔ آمین! یا رب العالمین -
 سوچنا تو اخذ تا ان تسمینا و اخطانا سربنا ولا تحصل
 علینا اضرًا كما حصلتہ علی الذین من قبلنا سبنا و
 لا تحملنا مالک طاقتہ لنا یہ داععت عناد اغضب لنا و
 ام حسنا انت مولانا فانہرنا علی القور الکافرین -
 علی ربنا تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ
 اجعلین۔ بوجتک یا اس حوالہ جمعین -

تممت بالخیر

تکمیل آغاز صحیحی
 ۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ
 ۱۴ مئی ۱۹۸۰ء
 بروز ہفتہ یوم ثانی عشر
 از قلم حسین احمد نجیب

بجھد اشرف تکمیل نظر ثانی
 ۳۰ صوفی المہر ۲۰۰۶ء
 ۱۱ اگست ۱۹۸۶ء
 بروز پیر صبح ۱۰ بجے
 از قلم حسین احمد نجیب



بائیس سے لاکھ

حضرت مولانا رحمت اللہ علیہ صاحب مکتبہ انبوی

کی شہرہ آفاق کتاب اظہار الحق عربی، ترکی، انگریزی، فرانسیسی اور لہستانی زبانوں کے مفید بل بلبلہ زبانوں پر ترجمہ کیا۔ مولانا اکبر علی صاحب شرح و تحقیق۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب

شروں میں میر البلاغ کے تسلیم سے دوسرے ممتاز مصنفات کے تحقیق و تصدیق پر
عیدانی مذہب کا مکمل تعارف اور اس کے تمولین شہرہ جہ حسب ہوتے پر مرکبہ الکتب
بمخمسین شامل ہیں۔

برصغیر کے تمام ممتاز علماء اہل فکرا اور صحافیوں نے اس کتاب کو شامدار
الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

کتاب تین جلدوں میں مکمل ہوتی ہے۔ ہر جلد کی علیحدہ قیمت / مکمل سیٹ

ادارۃ اشاعتیہ لاہور

۱۰ - اشارہ کلی

مسیحیت

مسیح اور ایسی عقائد کی روشنی میں

ایک وہ نئے نئے فلسفے اور تہذیب میں جو مروجی نام
اور سب کے لیے روشن روش ہے اور آج کل کی تہذیبوں میں
وہاں کے وہ فلسفے اور عقائد ہیں جن کی روش

مستوفی یوسف جلی -

مؤلف سب عقائد میں



پہلی بار شائع ہوا۔ ۱۹۶۰ء۔ ۱۰۰ صفحات۔ ۱۰ روپے۔

انوار اسلامیات، لاہور، پاکستان

پیشکش کی گئی ہے۔ اس میں جامعہ اسلامیہ کے کئی بزرگ علماء نے
مذکورہ کتاب لکھی ہے۔

انجیل برنابا باس

اور

تیسرا

مؤلفانہ محمد علیہ انصاری

تیسرا

مؤلفانہ محمد امین سعید صاحب اولاد لائبریری

تیسرا

جناب غلام محمد صاحب اولاد لائبریری

اشرف المصنفین

